READER
BURAQ

تیرے عشق میں

تحریر :نور آصف

تم جانتے نہیں میں کون ہوں میرے بابا چیف کمشنر آف پولیس ہیں اس شہر کے،،، اور یہ تم جو اپنی امارات کے رعب جھاڑ رہے ہو ناں،،، یہ بڑی گاڑی دکھا کر۔۔۔ تم جیسے لوگ میرے گھر میں نوکر ہیں۔ اگر آئیندہ تم نے میری دوست پر بُری نظر بھی ڈالی تو ایسا کیس کرواکر اندر

کروں گی۔ قیامت تک باہر نہیں نکل سکو گے۔

ارمان خان جو کسی سے ملنے آیا تھا کہ یونیورسٹی کے گیٹ پر ایک لڑکی کو دیکھا جو کسی لڑکے پر چلا رہی تھی۔

ارمان خان اگنور کرتا ہوا واپس مڑ ا ہی تھا کہ وہ لڑکی اپنی دوست کے ساتھ اِس کے پاس سے گزری۔ اس کے کانوں میں آواز پڑی یار تم اتنے بڑے باپ کی بیٹی ہو مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ اِس کی دوست اِس سے کافی امپریس نظر آرہی تھی۔ ارے میرے بابا ایک بنکر تھے۔ آج کل ریٹائرمنٹ لے کر گھر آرام کر رہے ہیں۔ یہ تو میں بس اسے زمین پر لا رہی تھی۔ بڑا اکڑتا ہے اپنی دولت پر،،، تمھیں تنگ کرتا تھا اب دیکھنا یونیورسٹی کی کسی لڑکی کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گا۔۔ نینا شاہ کو ایسے نظر باز لڑکوں کو اچھی طرح سے ٹھیک کرنا آتا ہے۔۔۔ وہ اِتراتی ہوئی ایک ادا سے بول رہی تھی۔ ارمان خان نے دلچسپی سے اس لڑکی کو دیکھا جو بلو جینز پر وائٹ شرٹ پہنے اوپر لانگ وائٹ کوٹ پہنے، فیر کلر اونچی پونی باندھے، ہیزل گرے

آنکھیں، اونچی تیکھی ناک، گلابی ہونٹ سب سے بڑھ کر اس لڑکی کا اعتماد۔۔۔ ارمان خان نے بہت گہری نظروں سے اس لڑکی کا جائزہ لیا تھا اور کچھ سوچ کر مسکرایا تھا۔

نینا بلو شارٹ شرٹ وائٹ جینز، گلے میں سٹالر ڈالے، بال سٹریٹ کھل چھوڑے ہوئے اور اپنی بُکس اٹھائے ڈائننگ ایریا میں داخل ہوئی تھی۔ جہاں رضوان شاہ اخبار میں منہ دیے بیٹھے تھے۔

ہیلو مائی ڈارلنگ پاپا۔ نینا نے ڈائننگ روم میں آتے ساتھ ہمیشہ کی طرح رضوان شاہ کو ہگ کیا تھا۔

انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اُٹھ گیا میرا بچہ۔ رضوان شاہ مسکراتے ہوئے بولے۔

بابا یہ کچن میں سے کیسی آوازیں آرہی ہیں۔ جہاں سے اُٹھک بیٹھک کی آوازیں آرہی تھیں۔ نینا شاہ نے سیب کھاتے ہوئے پوچھا۔ بیٹا آپ اپنی خیر مناؤ تمھاری ماں کو تم پر بہت غصہ ہے۔

رضوان شاہ بتا کر دوبارہ سے اخبار میں گم ہو گئے تھے۔

مجھ پر غصہ ہیں. میں نے کیا کیا؟ نینا شاہ اچنبھے سے بولی۔

کل کام والی کو تم نے چھٹی دی تھی۔ رضوان شاہ کے پوچھنے پر نینا شاہ ایک دم گڑبڑائی۔ ہاں بابا آپ جانتے ہیں اس کا بیٹا بیمار تھا تو میں نے اسے کہا کہ وہ دو دن کی چھٹی لے لے۔۔ اب

اس میں میں نے کیا غلط کیا؟ نینا شاہ نے اپنی ہیزل گرے آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے معصومیت سے کہا تھا۔

بی بی،،، کس نے کہا کہ آپ نے کچھ غلط کیا ہے۔ ساری دنیا کا درد تو آپ میں سمایا ہے۔ سوشل سروس کرنے کا ٹھیکہ جو لے رکھا ہے آپ نے۔۔۔ اب ذرا کچن میں آ کر ڈھیر سارا جو برتن پڑا ہے اُسے دھو لو۔۔۔ فوزیہ کچن سے نکلتے ہوئے غصے سے بولی تو نینا نے گھبرا کر تھوک نگلتے ہوئے رضوان شاہ کو دیکھا تھا۔

مم مم میں،،، ماما میں برتن دھوؤں۔ میرے سارے نیل خراب ہو جائیں گے۔ امپوسیبل! ویسے بھی مجھے یونیورسٹی سے دیر ہو رہی ہے۔

نینا شاہ کہتے ہوئے جلدی سے چیئر سے اُٹھی کہ مبادہ برتن نہ دھونے پڑ جائیں۔

پاپا میں جا رہی ہوں۔۔ روحان کو کہیے گا ٹیکسی کروا کر آ جائے۔

نینا جلدی سے گاڑی کی چابیاں اُٹھاتے ہوئے باہر کو بڑھی۔۔

ناشتہ تو کر لو۔ رضوان شاہ نے نینا کو آواز دی جو باہر کی طرف قدم رکھ رہی تھی۔

مجھے نہیں لگتا کہ ماما مجھے ناشتہ دینے والی ہیں آج۔۔ یونیورسٹی میں کر لوں گی۔ نینا نے مڑ کر رضوان شاہ کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

رضوان شاہ نے نینا کی حرکت پر مسکراہٹ دبائی تھی۔

فوزیہ نے گھور کر رضوان شاہ کو دیکھا تھا۔

یہ حرکتیں ہیں اس کی۔ آپ کے ہی لاڈ پیار نے اسے خراب کر رکھا ہے کل کو شادی ہونی ہے پرائے گھر جانا ہے۔ فوزیہ تلملاتے ہوئے رضوان شاہ سے بولیں جو کندھے اچکائے چائے پینے میں مصروف ہو گئے تھے۔

نینا نے گاڑی سٹارٹ ہی کی تھی کہ روحان شرٹ کے بٹن بند کرتا بھاگتا ہوا آیا تھا۔ اور جلدی سے گاڑی کا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتا ہوا بیٹھا۔

نینا اتر و ڈرائیونگ سیٹ سے گاڑی میں چلاؤں گا۔

پہلے آؤ پہلے پاؤ۔ اتنا ہی شوق تھا تمھیں گاڑی چلانے کا تو جلدی اُٹھتے۔ نینا نے ٹھنڈے لہجے میں مسکراتے روحان کے کان میں جھکتے ہوے کہا۔۔۔

۔توبہ نینا۔۔ جتنی خوبصورت تمھاری شکل ہے۔ اتنی ہی پھٹی ہوئی تمھاری آواز ہے۔

روحان نے اسے چڑانے کے لیے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور مجھے گاڑی چلانے کا شوق نہیں زندہ رہنے کا شوق ہے۔ ابھی تو میرے بچے بھی نہیں ہوئے روحان بیچارگی سے بولا۔

نینا نے گھور کر روحان کو دیکھا۔ تمھاری اطلاع کے لیے عرض ہے تمھاری شادی بھی نہیں ہوئی ابھی۔ نینا نے اسے یاد دلایا تھا۔

تبھی تو کہہ رہا ہوں مجھے گاڑی چلانے دو تم بھی چاہتی ہو گی ناں کہ میرے سہرے کے پھول سجاؤ،، آخر کو اکلوتا بھائی ہوں تمھارا۔ روحان نے مسکراتے ہوئے نینا کو آنکھ ماری۔۔

ٹھیک ہے تم زندہ رہنا چاہتے ہو ناں۔۔ بائیک پر جاؤ اپنی۔ نینا نے مشورہ دیا۔

دیکھو نینا مجھے گاڑی چاہیے۔ وہ کیا ہے ناں،،، فرح کے ساتھ آج مجھے مووی دیکھنے جانا ہے۔

روحان نے آنکھ ونک کی تھی۔

روحان میں تمھارا سر پھاڑ دوں گی۔ میری فرینڈز کو تو چھوڑ دیا کرو۔۔ نینا نے غصے سے دانت پیسے تھے۔۔

شرم کرو نینا،، دو سال بڑا ہوں تم سے اور کس طرح بات بات کرتی ہو تم مجھ سے۔ روحان نینا کو شرم دلاتے ہوئے بولا۔ دو سال بڑے ہو مگر حرکتیں بڑوں والی نہیں۔

نینا نے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔ میں بتا رہی ہوں میں واپسی پر کیب میں نہیں آؤں گی۔ اگر تم واپسی میں وقت پر نہ آئے تو تمھاری ساری گرل فرینڈز کے نمبر بمعہ پتے کے پاپا کو تھما دوں گی۔ بھری جوانی میں اپنی ساری گرل فرینڈز سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ نینا نے دھمکی دی۔۔۔

جس پر روحان نے سیٹی بجاتے ہوئے آنکھیں بند کر کے سیٹ سے ٹیک لگائی تھی۔ گویا ناک سے مکھی اُڑائی تھی۔

نینا نے غصے سے گاڑی کو جھٹکا دیا۔ روحان کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔ روحان نے گھور کر نینا کو دیکھا تھا۔ نینا نے مسکراتے ہوئے کندھے اچکائے تھے۔ اللہ بھلا کرے

تمھارے ہونے والے شوہر کا بیچارہ،،، ابھی سے مجھے اِس پر ترس آرہا ہے۔۔ روحان نے تاسف سے نینا کو دیکھا تھا۔

اگر میرے شوہر کی تمھاری طرح کی حرکتیں ہوئیں ناں پہلی رات ہی دودھ میں زہر ملا کر دے دوں گی۔ نینا نے گیئر ڈالتے ہوئے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ جس پر روحان نینا کو گھور کر رہ گیا تھا۔

ہیلو مائی ڈارلنگ علینہ کیسی ہو تم؟ ارمان خان جو ابھی ابھی میٹنگ سے فارغ ہوا ہی تھا کہ علینہ کو آفس میں داخل ہوتے دیکھ کر اپنی چیئر سے اٹھتا ہوا علینہ کے گلے لگتے ہوئے صفدر کو آنکھ ماری تھی جو آفس میں ہی اس کے سامنے والی چیئر پر بیٹھا تھا۔

صفدر نے تاسف سے ارمان خان کو دیکھا۔ بے بی تم نے وعدہ کیا تھا کہ آج لنچ میرے ساتھ کرو گے۔۔ میں کب سے تمھارا انتظار کر رہی تھی مگر تم نہیں آئے۔ علینہ ایک ادا سے منہ بناتے ہوئے بولی۔

ارے بے بی،،، آج کا وعدہ کیا تھا۔ او سوری ڈارلنگ،،، اصل میں آھی میری اہم میٹنگ ہے تو رات کو ڈنر کریں گے ہم۔۔ ساتھ میں تمھیں ڈھیر ساری شاپنگ بھی کرواؤں گا۔ او کے ابھی تم جاؤ۔۔۔ میں میٹنگ اٹینڈ کر لوں تو پھر تم سے کانٹیکٹ کرتا ہوں۔ ارمان ملک نے مسکراتے ہوئے علینہ کو پھر سے ٹائٹ ہگ کیا۔۔

علینہ نے مشکوک نظروں سے ارمان کو دیکھا۔ بے بی سچ کہہ رہے ہو ناں پر امس۔

ارے بلکل سچ تمھاری قسم ڈارلنگ۔۔۔۔ ابھی تم جاؤ میری میٹنگ ہے۔ ارمان نے علینہ کو ٹالا تھا۔۔

علینہ مسکراتے ارمان خان کو بائے کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ ارمان گہرا سانس بھرتا ہوا چیئر پر بیٹھا تھا۔۔ جھوٹ کیوں بول رہے تھے اس سے کہ میٹنگ ہے؟ صفدر نے ارمان خان کو گھورا تھا۔۔ ارمان خان مسکرایا تھا۔ وہ کیا ہے ناں کہ،،، میرا دل بھر گیا ہے۔ ویسے بھی اس کی مدت اب اتنی ہی تھی۔ ارمان خان چیر سے ٹیک لگائے اطمینان سے بولا۔

کوئی اور پسند آگئی ہے تجھے،،۔ صفدر کے سوال پر ارمان خان کے سامنے نینا کی شبیہہ آئی تھی۔

ہاں پسند تو آئی ہے۔۔ مگر ہاتھ نہیں آئی ابھی۔ ارمان خان نے صفدر کو دیکھتے ہوے آنکھ ونک کی۔

شرم کرو ارمان آئے روز تمھاری گرل فرینڈ بدلتی رہتی ہیں۔ تمھارے کارنامے حویلی پہنچ گئے تو کیا کرو گے۔

تمھاری ایک عدد منگیتر بھی ہے حویلی میں۔ صفدر نے ارمان خان کو احساس دلایا۔ جس پر ارمان خان نے کڑوا سا منہ بنایا تھا۔ جانتا ہوں مجھے یاد دلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور تم بھی یہ جانتے ہو یہ منگنی میں نے زرمینے کی خاطر کی ہے۔ اگر زرمینے کا باسط سے نکاح نہ ہوا

ہوتا نہ تو میں کبھی یہ منگنی نہ کرتا۔ مگر زرمینے کی خوشیوں کی خاطر مجھے یہ کرنا پڑا۔ جہاں تک منگنی کی بات ہے تو کرلی منگنی۔۔۔ میں نے شادی بھی کرلوں گا حراسے۔۔ وہ حویلی میں میری بیوی بن کر رہے گی اور اُسے کیا چاہیے۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ارمان خان کی بیوی بنے گی۔ ویسے بھی اتنا حسن ہے شہر میں۔۔۔ ارمان خان اس حسن سے محروم نہ رہ جائے کہیں۔۔ اس دل کو تروتازہ اور جوان رکھنے کے لیے نت نئ گرل فرئنڈ کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ میں ان کا حسن کیش کرتا ہوں اور وہ میری جوانی اور پیسہ۔ ارمان خان بالوں میں ہاتھ پھیرتا اک ادا سے بولا تھا۔

یہ نت نئ گرل فرینڈ بدلنے کے چکر میں کہیں عشق ہی نہ کر بیٹھو تم۔۔۔ صفدر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے کہا تو ارمان خان نے قہقہہ لگایا تھا۔

عشق اور میں۔ ارے یہ نکمے لوگ کرتے ہیں ارمان خان ان چکروں میں نہیں پڑ سکتا۔ اور میرا ایک لڑکی کے ساتھ گزارا نہیں۔۔ تم جانتے ہو مجھے بہت جلد بوریت ہو جاتی ہے۔

تم جیسے لوگ جب عشق کرتے ہیں ناں تو احساس کے پنوں میں لکھی جاتی ہے داستان۔ صفدر نے مسکراتے لبوں کے ساتھ ڈائیلاگ جھاڑا تھا۔ ارمان خان نے آنکھیں سکیڑ کر صفدر کو دیکھا۔ ویسے کونسی مووی کل رات دیکھی تھی تم نے۔ صفدر اور ارمان خان کا مشترکہ قہقہہ گونجا تھا کمرے میں۔

ارتضی خان اور سکندر خان،، عطااللہ خان کے بیٹے تھے۔ ارتضی خان بڑا تھا اور سکندر خان چھوٹا۔ ارتضی خان آپنے علاقے کے سردار تھے۔ بلکہ ایم این اے بھی تھے۔ ارمان خان اور زرمینے ارتضی خان کی پہلی بیوی سے آبگینہ سے تھے۔ بختاور خان اور رمل،، ارتضی خان کی دوسری بیوی نمرہ سے تھے۔ باسط خان اور حرا،، سکندر خان اور راحیلہ کی اولاد تھیں۔

زرمینے اور باسط کا نکاح ہو چکا تھا۔ حرا کی منگنی ارمان خان سے طے کر دی تھی۔ ارمان خان حرا کو بلکل پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اپنی بہن زرمینے کی خاطر اس نے یہ منگنی کی تھی۔ ارمان خان اور باسط خان شہر میں بہت بڑا بزنس چلا رہے تھے۔ ارمان خان اس بزنس کا ہیڈ تھا۔ ارمان خان کا بزنس سرکل میں کافی نام تھا۔ ارتضی خان کا اور سکندر خان کا حکومتی سطح پر کافی اثر ورسوخ اور نام تھا۔ مگر ارمان خان ان چیزوں سے دور رہتا تھا۔ وہ صرف اپنے بزنس پر توجہ دیتا تھا حکومتی عہدے میں اسے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ارمان خان اپنے بہن بھائیوں پر جان دیتا تھا۔ بنا سگے سوتیلے کا فرق کیے وہ بختاور خان اور رمل سے بھی اتنی ہی محبت کرتا تھا جتنا زرمینے سے کرتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایکسکیوزمی مِس!

جو روحان کا یونیورسٹی آف ہونے پر ویٹ کر رہی تھی اسے کسی نے مخاطب کیا تھا۔ وہ آواز سن کر پلٹی ہی تھی۔ بلو چینز وائٹ سٹریپ شرٹ پہنے، آنکھوں پر گلاسز لگائے نہایت شاندار

پر سنیلٹی کا حامل بندہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ نینا ایک پل کو متاثر ہوئی تھی مگر اگلے ہی پل اپنی ازلی لاپرواہی اور خود اعتمادی جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی اس کے چہرے پر عود آئی۔

جی فرمایئے نینا نے ناک چڑھا کر کہا۔

نینا شاہ لڑکوں کو لفٹ نہیں کرواتی تھی۔ میرا نام ارمان خان ہے۔۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنا تعرف کروایا۔

تو میں کیا کروں اگر آپ کا نام ارمان خان ہے۔ یونیورسٹی میں تشہیر کروں اس کی۔ نینا نے بھنویں اچکا کر اپنی آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوے کہا تو نینا کو اس کے سنجیدہ چہرے پر مسکراہٹ کا عکس نظر آیا تھا۔ نینا نے گھور کر دیکھا تو اگلے ہی پل سنبھلتا ہوا چہرے پر بے انتہا مسکینیت طاری کی تھی اس نے۔

میں بہت مجبور انسان ہوں بہت آس لے کر آپ کے پاس آیا ہوں ارمان خان نے اپنا رُخ پھیرا تھا۔ جلدی سے گلیسرین پاکٹ سے نکال کر آنکھوں میں لگائی تھی اور پھر رُخ نینا کے سامنے کرتے ہوئے اپنا ہاتھ اپنی آنکھوں پر رکھا تھا کہ جیسے اپنے آنسو چھپانا چاہ رہا ہو۔ نینا پریشان ہوئی تھی ایک مرد کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر۔۔۔ وہ ایک دم سے ایک قدم آگے بڑھی۔ کیا ہوا ہے پلیز آپ مجھے بتائیں۔ نینا کے کہنے پر ارمان نے اپنے ہاتھ چہرے سے ہٹائے اور پھر سے ہاتھ آنکھوں پر لگائے رونے لگا۔

کل میں نے سنا تھا کہ آپ کسی سے کہہ رہی تھیں کہ آپ بہت بڑے باپ کی بیٹی ہیں۔ آپ کے بابا کمیشنر آف پولیس ہیں۔

میں بہت آس لے کر آپ کے پاس آیا ہوں۔۔ آپ ہی ہیں جو میری مدد کر سکتی ہیں۔

نینا ایک دم گڑبڑائی۔ وہ تو میں۔۔۔۔۔

دیکھیں آپ انکار نہیں کر سکتیں آپ نہیں جانتی میں کتنا مجبور ہوں۔ میرے چھوٹے چھوٹے۔۔۔۔ ارمان بولتے بولتے رکا تھا۔

آپ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ نینا نے ارمان کا جملہ مکمل کیا۔ بچوں کا سوچ کر نینا کا معصوم دل ایک دم بے چین ہوا کہ پتہ نہیں کیا ہوا ہو گا اِس انسان کے بچوں کے ساتھ۔۔۔ اس لیے اس کی ہیزل گرے آنکھیں ایک دم سے آنسوؤں سے بھری تھیں۔

ارمان نے دلچسپی سے اپنے سامنے لڑکی کو دیکھا جو شاید بلکل رونے کو تیار کھڑی تھی۔ نہیں بچے نہیں۔۔ میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں ایک ماں ہے۔ ایک بیمار باپ ہے اور صرف میں اکلوتا کمانے والا۔۔۔

آپ نہیں جانتی میرے ساتھ کیا ہوا۔ ارمان خان چہرے پر دنیا جہاں کی مسکینیت طاری کرتے ہوئے بولا۔

اب تو نینا بھی پریشان ہوئی تھی کہ اتنی شاندار پرسنیلیٹی والے انسان کے ساتھ کیا ہوا جو شکل اور حلیے سے بلکل بھی مظلوم نہیں لگ رہا تھا۔

آپ میرے ساتھ چل سکتی ہیں۔ ہم کہیں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔

ارمان کے کہنے پر نینا نے گھور کر ارمان کو دیکھا۔

دیکھو مسٹر،، آپ نے جو بات کرنی ہے یہیں پر کریں۔

صحیح کہتے ہیں غریب کا کوئی نہیں ہوتا ارمان نے لمبی آہ کھینچ کر آسمان کی طرف دیکھا۔

نینا نے گھور کر اوپر سے نیچے تک اس کے کپڑوں کو دیکھا تھا حلیے سے تو ٹھیک ٹھاک لگ رہا تھا۔

ارے آپ،،، میرے حلیے پر مت جائیں یہ تو میرے مالکوں کی دین ہے۔ ان کے ہاں کام کرتا ہوں نہ دنیا کو دکھانے کے لیے وہ اپنے نوکروں کو اچھا پہننے کو دے دیتے ہیں۔ ارمان خان کے چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت تھی۔ اب تو نینا بھی اس کی باتوں میں آگئی تھی۔ ارمان خان نے غور سے نینا کا خوبصورت چہرہ دیکھا جہاں صاف صاف نظر آرہا تھا کہ اس کی باتوں پر حرف بہ حرف یقین کر چکی ہے۔۔۔۔

تو چلیں پھر ارمان کے کہنے پر نینا اس کے ساتھ چل پڑی۔

گاڑی کے پاس آکر نینا ایک پل کو رُکی تھی اور پھر سے مشکوک نظروں سے ارمان کو دیکھا۔

ارے آپ اتنی بڑی گاڑی کو مت دیکھیں یہ تو میرے مالک کی ہے اور میں ٹھہرا ان کا ایک ادنیٰ ڈرائیور باڈی گارڈ۔ ارمان خان کی ایکٹنگ جاری تھی۔ یقیناً اگر ارمان خان فلموں میں کام کرتا تو آسکر سے نوازا جاتا۔

نینا حیران اور پریشان گاڑی میں اس کے ساتھ بیٹھی۔

ارمان مسکراہٹ دباتا ہوا گاڑی کا دروازہ کھولتا ہوا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا۔

ارمان نے گاڑی ایک بہت شاندار ہوٹل کے سامنے لا کر روکی۔

نینا حیران پریشان گاڑی سے اُتری۔

ارمان خان نینا کو لیے ایک ٹیبل کی طرف بڑھا۔ نینا خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑی۔

نینا نے بیٹھتے ساتھ ہی ارمان سے پوچھا کہ کیا ہوا اس کے ساتھ وہ کیوں پریشان ہے۔

مجھے لگتا ہے پہلے کچھ آرڈر کر لیتے ہیں ایکچوئلی کیا ہے نہ کہ میں نے دو دن سے کچھ نہیں کھایا۔ ارمان چہرے پر لاچاری سجائے بولا۔

ویٹر کو بلا کر کھانا آرڈر کیا۔ نینا اس کے آرڈر پر حیران ہو رہی تھی۔ اچھا خاصہ کھانا آرڈر کیا تھا۔

نینا منہ کھولے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی کہ ارمان خان نے پہلے نینا کو دیکھا اور پھر ویٹر کو۔

آپ یہ سب کچھ لے آئیں۔ میرے ساتھ یہ خاتون جو بیٹھیں ہیں۔ بہت بڑے باپ کی بیٹی ہیں۔ کھانے کا بِل اِنہوں نے ہی تو دینا ہے۔ ارمان خان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔ نینا جو پانی کا گلاس پکڑے منہ کو لگایا ہی تھا کہ ایک دم سے اچھو لگنے سے پانی سارا منہ سے باہر آیا تھا۔

ارمان خان نے جلدی سے ٹیبل پر پڑا نیپکن نینا کو دیا۔ کیا ہوا؟ میں نے کچھ غلط کہا۔ ارمان خان معصومیت سے بولا۔

نینا تو اب سچ میں پریشان ہو گئی تھی۔ نینا نے جلدی سے اپنا والٹ کھول کر چیک کیا جس میں صرف پانچ ہزار روپے تھے۔ نینا نے نظریں گھما کر پورے ہوٹل کو دیکھا۔ یقیناً بل تو بہت زیادہ ہو گا۔

ارمان خان کن اکھیوں سے نینا کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوے بھرپور نظر نینا کے سراپے پر ڈالی تھی۔

جو وائٹ جینز پر شارٹ بلو شرٹ پہنے ہوئے تھی۔ اپنے لمبے سلکی براؤن بال کھلے چھوڑ رکھے تھے میک اَپ کے نام پر اس نے شاید لِپ گلوز لگا رکھا تھا۔ یا پھر ارمان خان کو غلط فہمی ہوئی تھی اس کے ہونٹوں کا کلر ہی گلابی تھا۔ ہیزل گرے آنکھوں میں پریشانی تھی۔ ارمان خان نے آج سے پہلے اتنی خوبصورتی نہیں دیکھی تھی۔

ارمان خان ہک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا۔ جب نینا نے گھور کر ارمان خان کو دیکھا تھا۔

ارمان خان نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔

مجھے لگتا ہے آپ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کرنی صرف میرا ٹائم ویسٹ کر رہے ہیں۔

نینا کہتے ساتھ ہی چیئر سے اُٹھی تھی۔

ارے پلیز۔۔۔ آپ بیٹھیں میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ارمان کے کہنے پر نینا چار و ناچار بیٹھی تھی۔ نینا کو بہت تجسس تھا اس مظلوم انسان کی داستان سننے کا۔

میرے چھوٹے چھوٹے ارمان ملک رکا تھا۔

جی آپ کے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ نینا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔

جی میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی ہیں۔ ارمان خان نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا تھا۔ نینا کے ایکسپریشن ارمان خان کو بہت مزہ دے رہے تھے۔

اِس سے آگے۔۔۔۔۔ نینا نے دانت پیستے ارمان خان کی بات کاٹی تھی کیونکہ اب نینا کا صبر جواب دے گیا تھا۔

میری بوڑھی غریب ماں، میرا بیمار باپ۔۔ آپ کو پتہ ہے ہم اتنے غریب ہیں کہ ہفتوں ہمارے گھر کھانا نہیں بنتا۔

میرے چھوٹے چھوٹے بہن بھائی صرف پانی پر گزارہ کرتے ہیں۔ میرے بیمار باپ کو دوا کی ضرورت ہے لیکن میں بہت مجبور ہوں۔ ارمان خان ہاتھ آنکھوں پر ہاتھ رکھے پھر سے رو پڑا تھا۔

جی کیا مجبوری ہے آپ کی؟ نینا نے ٹیبل سے کانٹا اُٹھا کر زور سے پٹخا تھا۔

ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ میں جہاں پر کام کرتا ہوں پچھلے تین ماہ سے مجھے سیلری نہیں ملی۔ جانوروں کی طرح کام کرواتے ہیں مجھ سے۔ مجھ غریب کو کھانا تک نہیں دیتے۔

پہننے کو اچھا کپڑا دیتے ہیں صرف دنیا کو دکھانے کے لیے۔

تن پے پہنا نظر آجاتا ہے مگر پیٹ خالی ہو کس کو نظر آتا ہے۔ بہت ظالم ہیں۔ پلیز آپ اپنے پاپا سے بات کریں مجھے میری سیلری دلوادیں۔

نینا کا معصوم دل جو سبکی مدد کرنے کو ہمیشہ تیار رہتا تھا۔ کسی کی تکلیف دیکھ کر ہمیشہ اس کی مدد کرنے کو تیار ہو جاتی تھی۔ ارمان خان کی داستان سن کر تڑپ اُٹھا۔ وہ آنکھوں میں آنسو لیے دکھی دل کے ساتھ ارمان خان کے بہن بھائیوں اور اس کے ماں باپ کا سوچ رہی تھی۔

اور مجھے پتہ ہے آپ ایک وکیل ہیں۔ ارمان خان اس کے خوبصورت چہرے پر پریشانی دیکھ کر شرارت سے بولا۔

نینا اس کی بات پر ایک دم چونکی تھی۔ نینا اس کی باتوں سے اتنی دکھی تھی کہ اس کے لہجے میں چھپی شرارت اور ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ کو سمجھ ہی نہیں پارہی تھی۔

نہیں میں وکیل نہیں ہوں۔ ابھی میں لاء پڑھ رہی ہوں۔ ابھی تو کچھ وقت ہے میرے لائیر بننے میں۔ نینا نے اس کی اصلاح کی جو بیچارہ اِسے وکیل ہی سمجھ بیٹھا تھا۔

اچھا وہ مایوس ہوا۔ میں تو سوچ رہا تھا آپ میرا کیس لڑیں گی۔

اتنے میں کھانا آ گیا تھا۔ چلیں کھانا کھائیں ویٹر کے کھانا سرو کرنے پر ارمان خان نے نینا کو کھانا کھانے کو کہا۔ نینا کھانے کو دیکھ کر ایک ہی بات سوچ رہی تھی کہ بِل کیسے دے گی

وہ۔۔۔۔

بیچارہ پتہ نہیں کتنے دن بعد کھانا کھانے کو ملا ہے۔ نینا ارمان خان کو رغبت سے کھانا کھاتے دیکھ کر سوچا۔۔

نینا نے تو صرف دو تین چمچ فرائیڈ رائس کے ہی لیے تھے ایک تو ارمان خان کی دکھ بھری داستان سُن کر اور اوپر سے بِل کا سوچ کر وہ پریشان ہو رہی تھی۔ اس لیے وہ صرف پلیٹ میں کانٹا پھیر رہی تھی۔ ارمان خان کے بارہا کہنے پر بھی اس نے کھانا نہیں کھایا تھا۔

کھانا ختم ہونے پر ویٹر بِل لے کر آیا تو ارمان خان نے بِل دیکھ کر نینا کو دیکھا تھا۔

کتنا ہے؟ نینا نے پریشانی سے پوچھا۔ صرف بیس ہزار! ارمان خان کے منہ سے نکلا۔ میرا مطلب ہے اتنے سے کھانے کا بیس ہزار۔ ارمان خان ایک دم سے پریشانی کے عالم میں بولا۔

بیس ہزار۔۔۔ نینا ایک دم بوکھلائی۔

جی سر۔۔۔ آپ کریڈٹ کارڈ سے پیمنٹ کریں گے کے کیش۔ ویٹر بلا آخر بول پڑا جو کب سے کھڑا نینا اور ارمان خان کو دیکھ رہا تھا۔ اس نے بیزاری سے نینا کو دیکھا جو بِل ہاتھوں میں لے کر نجانے اس میں کیا تلاش کر رہی تھی۔

وہ مم مم،،، میرا کریڈٹ کارڈ گھر رہ گیا ہے۔ نینا نے تھوک نگلتے ہوئے جھوٹ بولا۔ کوئی بات نہیں آپ کیش دے دیں۔ ارمان خان نے اپنی ہنسی دباتے ہوئے کہا۔ وہ ایکچوئلی میرے پاس کیش بھی نہیں ہے۔ وہ یونیورسٹی میں کسی نے میرے پیسے چرا لئے۔ نینا نے ایک اور چھوٹ بولا۔ ارمان خان نے لمبی سانس لے کر ویٹر کو دیکھا۔ جو اب جھنجھلا گیا تھا۔

ٹھیک ہے آپ میرے ساتھ چلیں میں کچھ کرتا ہوں ارمان خان ویٹر کو ساتھ لیے ایک سائیڈ پر کاؤنٹر کی طرف چل پڑا۔ اس نے اپنا کریڈٹ کارڈ نکال کر بلِ کی پیمنٹ کی۔ ویٹر حیران ہوا تھا۔ ارمان ویٹر کو آنکھ مارتے ہوئے اپنا کریڈٹ کارڈ اس سے لیے ٹیبل کی طرف آیا۔ جہاں نینا اپنے ناخن چباتے ہوئے اس کا ویٹ کر رہی تھی۔

وہ ارمان خان کو دیکھ کر ایک دم سے کھڑی ہوئی۔ کیا ہوا؟ اس نے بے تابی سے پوچھا۔ ارمان خان اپنی چیئر پر بیٹھا تھا اور اسے بھی بیٹھنے کو کہا۔

نینا بھی دوبارہ سے اپنی چیئر پر بیٹھی۔ کیا ہوا؟ کیا کہا انہوں نے بِل کی پیمنٹ کا کیا ہوا۔ نینا نے ایک ہی سانس میں سوال کیا۔

کچھ نہیں بس مجھے ساری رات برتن دھونے پڑیں گے ہوٹل کے،،۔ ارمان خان معصومیت اور جھوٹ کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے بولا۔ کیا آپ برتن دھوؤ گے۔ نینا پریشان ہوئی۔

ہاں کوئی اور آپشن ہی نہیں ہے۔ آپ فکر نہ کریں مجھ غریب کو عادت ہے یہ کام کرنے کی،، اپنے مالکوں کا بھی تو کرتا ہوں آج ساری دنیا کے جوٹھے برتن دھولوں گا۔ ارمان خان کے چہرے پر دنیا جہاں کی بے بسی تھی۔

نہیں تم برتن نہیں دھوؤ گے۔ میں ابھی گھر جاتی ہوں میرے پاس میری سیونگز ہیں۔ میں آپ کو دے دیتی ہوں آپ برتن نہ دھونا۔ نینا جلدی جلدی بولی۔ سیونگز۔۔۔۔ ارمان حیران ہوا۔

میرا مطلب ہے گھر میں تو میرے پاس اچھی خاصی رقم ہوتی ہے ہر ٹائم،، میں آپ کو دے دوں گی۔ نینا نے ایک دم سے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

چلیں میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں گھر۔ ارمان خان چیئر سے اٹھتے ہوئے بولا۔ ل

لیکن ہوٹل والے جانے دیں گے کیا؟ نینا نے پریشانی سے پوچھا۔

ہاں میری بات ہو گئی ہے۔ ویسے بھی وہ میرے مالک کو جانتے ہیں۔ اس لیے میں آپ کو چھوڑ کر واپس آجاتا ہوں۔ نینا نے ترس کھا کر اس بیچارے انسان کو دیکھا تھا اور دل میں اس کی مدد کرنے کا سوچا تھا۔ چاہے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑتا وہ اس کے مالکوں کو سزا ضرور دلواتی۔۔۔۔۔

قسط 2

کیا ہوا ہے میرے بچے کو رضوان شاہ نینا کو منہ لٹکائے گھر کے لاؤنج میں داخل ہوتا دیکھ کر بولے۔ جو بنا کوئی جواب دیے صوفے پر بیٹھ کر کُشن گود میں رکھ کر خاموشی سے بیٹھ گئی تھی۔

کیا ہوا ہو گا،، یقیناً کسی غریب بے سہارا کی مدد نہیں کر سکی ہو گی آپ کی بیٹی۔۔۔۔ فوزیہ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

رضوان صاحب مسکرا کر نینا کو دیکھنے لگے۔ جس کا دل ایک چڑیا سے بھی زیادہ نازک تھا۔ ہر کسی کی تکلیف پر تڑپ اُٹھتا وہ بچپن سے ہی ایسی تھی۔ بنا سوچے ہر کسی کی مدد کرنے کو تیار ہو جاتی۔ بہت جلد دوسروں پر یقین کر لیتی۔۔ زیادہ تر لوگ نینا کی اس کمزوری سے فائدہ اُٹھاتے تھے وہ اسے بیوقوف بنا جاتے تھے۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ نینا بیوقوف تھی۔ بس وہ کسی کو بھی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔ بچپن میں کبھی زخمی بلی کو گھر اٹھا لاتی، کڑی دھوپ میں چھت پر پانی رکھتی، پرندوں کو دانہ ڈالتی، کسی بھی فقیر کو خالی ہاتھ جانے نہ دیتی۔

وکالت کا پیشہ بھی اسی نے اسی لیے اختیار کیا تھا کہ وہ دوسروں کی مدد کر سکے۔ جتنا اس کا دل نازک تھا اتنی ہی نینا بہادر تھی۔ کتنے ہی لڑکوں کو پِیٹ کر گھر آ جاتی۔ گواپ کرنا نینا نہیں جانتی تھی۔ کسی بھی چیز سے اِسے ڈر نہیں لگتا تھا۔ وہ اپنی حفاظت کرنا خوب جانتی تھی۔

فوزیہ اس کی عادتوں سے عاجز تھی مگر رضوان صاحب کی نینا میں جان تھی آج کل کہاں ہوتا ہے کسی کا اتنا صاف دل،،، رضوان صاحب نے نینا کو پیار سے دیکھتے ہوئے سوچا تھا ابھی بھی

بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکالے انکھوں میں آنسو لیے کہیں کھوئی ہوئی تھی۔رضوان صاحب مسکرائے تھے۔یعنی فوزیہ بلکل صیح کہہ رہی تھی یقیناً نینا کسی غریب بے سہارا کی مدد نہیں کر سکی ہو گی۔۔واقعی میں وجہ تو یہی تھی۔۔نینا بیچارے ارمان خان کے متعلق ہی تو سوچ رہی تھی۔۔

روحان جو یونیورسٹی آیا ہی تھا۔یونیورسٹی کے گراؤنڈ میں ایک طرف اس کا تمام گروپ ایک دائرے میں کھڑا تھا۔روحان کو دور سے دیکھ کر ہیلو کا اشارہ کیا تھا اور وِکٹری کا نشان دیا تھا۔ روحان عینی کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔یقیناً نیو کمرز کی ریگنگ کی جا رہی تھی۔روحان کا یونیورسٹی میں لاسٹ ایئر تھا پچھلے کچھ سالوں سے وہ اور اس کا گروپ نیو کمرز کی ریگنگ کرتے تھے۔

یونیورسٹی میں روحان کا کافی رُعب و دبدبہ تھا۔یونیورسٹی میں وہ رونی کے نام سے مشہور تھا۔ روحان آگے بڑھا مگر سامنے کا منظر روحان کو بے تحاشا غصہ دِلا گیا۔دائرے کے اندر ایک لڑکی حجاب لیے کھڑی تھی ان کا پورا گروپ "ریموو یور حجاب" پکار رہا تھا۔

وہ لڑکی بیچاری اپنے سکارف کو پکڑے آنسو بہا رہی تھی۔

روحان اپنے اشتعال پر قابو پاتے آگے بڑھا اور اس لڑکی کو وہاں سے جانے کا کہا۔

جس پر عینی چلائی۔واٹ دا ہیل یہ کیا کہہ رہے ہو روحان؟ وہ کیوں جائے یہاں سے؟

یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو عینی! تمھیں کیا ہوا ہے تم ایک لڑکی سے اس کا حجاب اتارنے کا کہہ رہی تھی۔ آر یو ان سینسز؟ کیا فرق رہ گیا ہے ہمارے اور ان ممالک میں جہاں عورت کو حجاب کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے ایک مسلم ملک۔۔۔ یہاں پر تم یہ کیسے کر سکتی ہو۔ وہ غصے سے چلایا تھا پورے گروپ کو سانپ سونگھ گیا تھا۔

کیا ہو گیا ہے روحان؟ ہم اس سے بھی بُری ریگنگ کرتے ہیں تم بھول چکے ہو اور آج اس لڑکی کے لیے تمھارے دل میں نرم گوشہ پیدا کیسے ہو گیا؟ پہلے تو تم نے یہ سب کسی کے لیے نہیں کہا۔ کہیں اس کی خوبصورتی تو تمھیں متاثر نہیں کر گئی۔

عینی ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔ عینی کو بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا روحان کا یوں پورے گروپ کے سامنے اس کو پوائنٹ آؤٹ کر کے کسی لڑکی کی سائیڈ لینا۔۔ وہ عینی کی بات پر استھزائیہ ہنسا۔

سمجھو میں نے اس لڑکی کی جان نہیں تمھاری جان بچائی ہے یہاں پر اتنے سٹوڈنٹ ہیں کسی نے بھی یہ ویڈیو غلطی سے بنالی ہوئی نہ تو تم نہ صرف اس یونیورسٹی سے ہی نہیں نکالی جاتی بلکہ اس کی قانونی طور پر بھی سزا ہے کیونکہ یہ ایک اسلامی ملک ہے۔ وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا عینی کو شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

آپ جائیں پلیز یہاں سے،،

روحان نے اس لڑکی کو دوبارہ جانے کو کہا جو بیچاری وہاں آنسو بہاتے نظریں جھکائے کانپتی کھڑی تھی۔ وہ روحان کو تشکر امیز نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہاں سے چل دی۔ عینی نے کینا توز نظروں سے اس لڑکی کی پشت کو گھورا تھا۔ اور غصے سے وہ بھی وہاں سے واک آؤٹ کر گیئ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان نینا کو ڈراپ کرنے کے بعد آفس آیا ہی تھا کہ موبائل رنگ ہونے پر ارمان خان نے موبائل کو دیکھا تھا۔ نمبر دیکھ کر ارمان خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

ارمان خان نے سیدھے ہوتے کال اٹینڈ کی تھی۔

اسلامُ علیکم! کیسے ہیں خان دادا آپ؟

میں ٹھیک ہوں اپنی سناؤ۔ ارمان خان،،، بھاری بارعب آواز فون سپیکر پر گونجی تھی۔

خان دادا،، میں بلکل ٹھیک ہوں۔

ٹھیک ہو تو تمھارا کچھ دنوں سے فون کیوں نہیں آیا مجھے؟

خان دادا اب کی بار کافی سنجیدہ لہجے میں مخاطب تھے۔

خان دادا،،، وہ مصروفیت ہی اتنی تھی کہ مجھے ٹائم ہی نہیں ملا۔ ارمان خان نے وضاحت دی۔

آج اور ابھی تم حویلی آرہے ہو۔ خان دادا حکمیہ انداز میں بولے تھے۔

لیکن خان دادا میں کیسے؟ میری یہاں بہت اہم میٹنگ ہے۔

میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ تم آج ہی آ رہے ہو۔

خان دادا ارمان خان کی بات کاٹتے ہوے حتمی انداز میں کہتے فون بند کر چکے تھے۔

ارمان خان لب بھینچ کر رہ گیا۔

کچھ بھی ہو وہ خان دادا کی بات نہیں ٹال سکتا تھا۔

ارمان خان پہلی فلائٹ لے کر سوات پہنچا ہی تھا کہ ائیر پورٹ سے باہر آنے کے بعد ڈرائیور ارمان خان کے انتظار میں کھڑا تھا۔

ارمان خان نے ڈرائیور سے گاڑی کی چابی مانگی تھی۔ ارمان خان کو یہاں کے اونچے نیچے راستے پر ڈرائیو کرنا بہت پسند تھا۔ ارمان خان کافی ریش ڈرائیونگ کرتا تھا۔

ارمان خان کا موڈ بھی کاف اچھا تھا کیونکہ شہر کی نسبت یہاں کا موسم کافی ٹھنڈا اور خوشگوار تھا۔

کریم خان،، میں نے کچھ کہا ہے تم سے؟ چابی دو مجھے کریم خان کو نظریں جھکائے خاموش کھڑا دیکھ کر ارمان خان نے غصے سے پکارا تھا۔

معاف کیجئے گا چھوٹے خان صاحب۔۔۔ خان دادا کا حکم ہے آپ کو گاڑی کی چابی نہ دی جائے۔ ارمان خان نے غصے سے کریم خان کو دیکھا تھا۔ مگر خان دادا کا سوچ کر وہ اپنے غصے پر قابو پاتا گاڑی کی طرف بڑھا۔

ارمان خان گاڑی میں بیٹھا تھا آگے پیچھے گارڈز کی گاڑیاں بھی رواں ہوئیں تھیں۔

ارمان خان نے لب بھینچ کر گارڈز کی گاڑیوں کو دیکھا تھا۔

اسی لیے وہ جب بھی یہاں آتا تھا بنا اطلاع کے آتا کیونکہ اسے اس طرح حفاظتی حصار میں آنا سخت گراں گزرتا تھا۔

ارمان نے گاڑی سے باہر کے مناظر پر نظر دوڑائی۔ موسم انتہائی خراب ہو چکا تھا۔ بارش زوروں پر تھی۔

گاڑی اپنے راستے پر رواں دواں تھی کہ اچانک ہی ارمان خان کی گاڑی پر فائر ہوا۔

ارمان خان ہڑبڑاتا ہوا سیدھا ہوا تھا۔

اب شدید فائرنگ شروع ہو گئی تھی۔

گارڈز گاڑی سے اترتے ارمان خان کا بچاؤ کرتے فائرنگ کا جواب دینے لگے۔

ارمان نے غصے سے گاڑی کے دروازے پر زور سے مکہ مارا تھا۔۔

تو تمھیں پتہ چل گیا کہ میں آرہا ہوں اسی لیے تم اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے ہو رئیس خانزادہ،،، تمھیں کیا لگتا ہے ارمان خان تم سے ڈر جائے گا۔ ارمان کی ماتھے کی وینز گہری ہوئی تھیں۔

ارمان خان اپنی پسٹل لوڈ کرتا اپنی طرف کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ کریم خان نے فورا سے دروازہ لاک کیا۔

کریم خان! ارمان خان نے دھاڑتی آواز میں پکارا۔

معاف کیجئے گا چھوٹے خان۔ آپ باہر نہیں جاسکتے۔ کریم خان بہت احترام سے ڈرتے ہوئے بولا۔ وہ خانزادوں کے غصے کو اچھی طرح سے جانتا تھا اور ارمان خان کا غصہ تو سب سے زیادہ خطرناک ہوتا تھا۔

ارمان خان نے اپنی پسٹل کریم خان پر تانی تھی۔ اس سے پہلے میں تمھارا شوٹ کر دوں۔ دروازہ کھولو۔ ارمان خان حلق کے بل دھاڑا تھا۔

کریم خان نے جلدی سے دروازہ کھولا۔

ارمان نے باہر نکلتے ہی اپنی پسٹل سے مخاف سمت فائرنگ کی تھی۔

کہاں چھپ کے بیٹھے ہو بزدل انسان ہمت ہے تو سامنے آؤ۔ ارمان خان غصے سے دھاڑتے ہوئے چلایا۔

دور سے فائرنگ ہو رہی تھی۔ ارمان خان اور اس کے گارڈ نے جوابی بھرپور فائرنگ کی تھی۔ جس پر ان کے کچھ لوگ زخمی ہوتے ہی بھاگ گئے تھے۔ ارمان خان نے غصے سے گاڑی کی بونٹ پر مکہ مارا تھا۔ تمھیں تو میں دیکھ لوں گا رئیس خانزادہ۔ ارمان غصے سے گاڑی کی طرف بڑھا۔ کریم خان کو کھینچ کر باہر نکالا تھا۔ خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتا ریش ڈرائیونگ کرتا اپنی حویلی جا رہا تھا۔

ارمان خان کے کان میں برسوں پہلے رئیس خانزادہ کے الفاظ گونجے تھے۔

اُلٹی گنتی شروع کر لو ارمان خان۔۔ تم نے عزت کی خاطر میرا سب کچھ میرے دائیں بازو کو ختم کیا میں تمھاری عزت کے ہاتھوں ہی تمھیں برباد کروں گا۔ اور تب تک تمھیں موت نہیں دوں گا۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔

ارمان خان نے غصے سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا تھا۔

بزدل انسان میں عنقریب تمھیں موت اپنے ہاتھوں سے دوں گا۔

ارمان خان نے غصے سے سوچتے ہوئے سٹیرنگ دوسری طرف گھمایا تھا۔ اور فل سپیڈ سے گاڑی چلاتے ہوئے حویلی پہنچا۔

ارمان خان کی حویلی پر نظر پڑتے ہی سارا غصہ ختم ہو گیا تھا۔ یہ یہاں کی سب سے بڑی حویلی تھی۔ دو منزلہ حویلی کتنے ہی کنال پر مشتمل تھی۔ حویلی کی انٹرنس سے شروع ہوتا طویل ترین ڈرائیو وے جو چمچماتے گرے ماربل پر مشتمل تھا۔ ایک سائیڈ پر لان جو تقریباً آٹھ دس کنال پر مشتمل تھ۔ الان میں اونچے گھنے درخت حویلی کی خوبصورتی کو چار چاند لگاتے تھے اور اس کے بیچوں بیچ کھڑی حویلی اپنی شان میں آپ تھی۔

ارمان خان کی گاڑی کو دیکھتے ہوئے چوکیدار نے دروازہ کھولا تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی ارمان خان نے خان دادا کو اپنا انتظار کرتا پایا۔

پریشانی ان کے بارعب چہرے پر صاف نمایاں تھی۔

یقیناً فائرنگ کی خبر خان دادا تک پہنچ چکی ہے ارمان خان نے خان دادا کے چہرے پر پریشانی دیکھ کر سوچا تھا۔

ارمان خان خان دادا کو دیکھ کر آگے بڑھا اور انھیں گلے سے لگایا۔ کیسے ہیں خان دادا آپ؟

خان دادا کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔ ارمان خان کو انہوں جوابًا زور سے گلے سے لگایا تھا۔

ارمان خان اور خان دادا حویلی کے مردان خانے میں پہنچے تھے۔

خان دادا سب کہاں ہیں؟ بابا جان اور چچا جان، بختاور سب کہاں ہیں؟ ارمان خان نے حویلی میں خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

وہ سب ایک جلسے میں گئے ہیں الیکشن قریب آرہے ہیں اسی لیے میں نے تمھیں بلایا ہے۔

یہاں تمھاری بہت ضرورت ہے۔

لیکن خان دادا آپ اچھی طرح جانتے ہیں مجھے ان میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

ارمان خان! خان دادا کی بات کاٹتے تیز لہجے میں بولا تھا۔

ارمان یہاں کے لوگ تمھیں بہت پسند کرتے ہیں۔ تمھارا اس طرح الیکشن کیمپین میں جانا ہمارے لیے بہت فائدہ مند ہو گا۔ ورنہ تم اچھی طرح جانتے ہو مخالف پارٹی ہمیں ہرانے کے لیے ہر حربہ آزمارہی ہے۔ رئیس خانزادہ ہمیں جیتنے نہیں دے گا۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ خان دادا نے بہت تحمل سے ارمان کو سمجھایا تھا۔

ارمان خان گہری سانس بھرتے صوفے سے ٹیک لگائے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔

خان دادا نے گہری نظر اپنے پوتے پر ڈالی تھی سُرخ سفید رنگت، سیاہ گھنے بال، ہلکی ہلکی بریڈ، خوبصورت بارعب نقوش اور اتنی ہی بارعب پرسنیلٹی کہ دیکھنے والا کچھ پل کے لیے مسمرائز ہو جائے۔ بے شک ارمان خان میں بھرپور مردانہ وجاہت جھلکتی تھی۔۔ ۔صرف ارمان خان ہی نہیں عطا اللہ خان صاحب کے باقی دو پوتے بھی انتہائی ہینڈسم تھے مگر جو بات ارمان خان میں تھی وہ باقیوں میں نہیں تھی۔

عطا اللہ خان ارمان خان سے سب سے زیادہ پیار کرتے تھے کیونکہ انھیں ارمان خان میں اپنی جوانی نظر آتی تھی۔

ارمان خان بہت ٹھنڈے مزاج کا تھا۔ غصہ بہت کم آتا تھا مگر جب آتا تھا انتہائی خطرناک ہوتا تھا۔ ارمان خان نے یہاں کے لوگوں کے لیے کافی کام کیا تھا۔۔ اس لیے لوگ ارمان خان کو بہت پسند کرتے تھے۔

ارمان خان کی طبعیت میں سختی بے حسی ہونے کے ساتھ نرمی بھی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ خان دادا چاہتے تھے کہ وہ الیکشن کیمپین کرے کیونکہ ان کے باقی بیٹے اور پوتے انتہائی غصے کے تیز اور بے حس تھے۔ وہ اکثر معاملات اپنے غصے سے خراب کر دیتے تھے۔ ارمان خان ہی تھا جو سب کو ہینڈل کر لیتا تھا۔

خان دادا کے بعد گھر میں سب سے زیادہ رُعب ارمان خان کا تھا۔

زرمینے باجی یہ تم صبح سے کچن میں کیا کر رہا ہے۔ غنچہ نے حیرانی سے زرمینے کو دیکھا جو صبح سے کچھ بنا رہی تھی۔ غنچہ نے منہ بگاڑ کر کہا تو زرمینے نے مسکراتے ہوئے غنچہ کو دیکھا۔ میں ارمان لالا کے لیے پاستا اور براؤنیز بنا رہی ہوں۔ ان کو یہ شہری کھانا بہت پسند ہے۔ زرمینے نے نرم لہجے میں غنچہ سے کہا۔

پاشتا! یہ کیا بلا ہے۔ غنچہ حیرنگی سے بولی تھی۔ جس پر زرمینے مسکرا کر رہ گئی۔

سفید چمکتی ہوئی رنگت، تیکھی ناک، گلابی گال، براؤن ہلکے سے کرلنگ بال،، زرمینے حسن کی مثال تھی۔ زرمینے کی سب سے زیادہ لگتی ہی ارمان خان سے تھی۔ کیونکہ ارمان خان ہی تھا جو اپنی بہنوں پر جان دیتا تھا۔ باقی گھر کے مرد عورتوں سے لیے دیے انداز میں رہتے تھے فالتو بات نہیں کرتے تھے۔ مگر ارمان خان گھر کی عورتوں کو بے حد عزت احترام دیتا تھا۔

اپنی بہنوں پر جان دیتا تھا۔

زرمینے باجی تم ادھر کھانا بنا رہا ہے۔ ارمان لالا تو کب سے آگیا ہے۔

کیا؟ زرمینے غنچہ کے بتانے پر چیخی تھی۔

کیا کہہ رہی ہو غنچہ ؟ ارمان لالا آگئے ہیں

آگئے ہیں۔ مگر مردان خانے میں ہیں۔

غنچہ کے بتانے پر زرمینے بھاگتے ہوئے مردان خانے کی طرف گئی تھی۔ غنچہ پکارتی ہی رہ گئی مگ زرمینے غنچہ کی پکار نظر انداز کرتی مردان خانے کی طرف بڑھی۔

ارمان لالا زرمینے مردان خانے میں قدم رکھتے ہی بے تابی سے ارمان خان کی طرف بڑھی۔ مردان خانے میں بیٹھے تمام مرد حضرات نے سخت نظروں سے زرمینے کو دیکھا تھا۔

ان کو زرمینے کا یوں مردان خانے مین آنا سخت ناگوار لگا تھا۔

ارمان خان صوفے سے اُٹھتا زرمینے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

کیسی ہے میری گُل؟ ارمان خان نے زرمینے کے سر کو تھپتھپاتے ہوئے خود کے ساتھ لگایا۔

زرمینے تمھاری ہمت کیسے ہوئی یوں منہ اٹھا کر مردان خانے میں آنے کی۔۔ بختاور صوفے سے کھڑا ہوتا دھاڑتے ہوئے بولا۔

بختاور لالا میں ارمان لالا سے ملنے آئی تھی۔ زرمینے منمناتے ہوئے آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔

کیا ہو گیا ہے بختاور؟ یہ بہن سے بات کرنے کا کونسا طریقہ ہے۔ یہاں پر کونسا کوئی غیر ہے اس وقت۔ ارمان خان نے سرد نظروں سے بختاور کو گھورا تھا۔

مگر لالا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر و گر کچھ نہیں۔ اپنی آواز بڑوں کے سامنے نیچی رکھو۔ آئندہ میں خان دادا کے سامنے یوں اونچا بولتے ہوئے نہ دیکھوں۔ ارمان خان نے سرد انداز میں بختاور کو وارن کیا تھا۔

بختاور غصے سے لال سُرخ ہوتا وہاں سے چلا گیا۔

زرمینے آئیندہ تم بھی منہ اُٹھا کر یوں مردان خانے میں مت آنا۔ ارمان نے پاس کھڑی زرمینے کو بھی سخت الفاظ میں سمجھایا تو زرمینے سر اثبات میں ہلائے وہاں سے چلی گئی۔

مردان خانے میں ڈنر سرو کرنے کے بعد جب زرمینے کا بنایا ہوا پاستہ ویسے ہی واپس آیا تو زرمینے نے حیرانگی سے غنچہ سے اس بارے میں دریافت کیا۔

زرمینے باجی خان دادا نے یہ واپس بھجوا دیا ہے کہ ارمان لالا یہ شہری کھانا نہیں کھائیں گے۔

غنچہ کے بتانے پر زرمینے آنکھوں میں آنسو لیے اندر کی طرف بڑھ گئی۔

مورے مجھے سمجھ نہیں آتا خان دادا کو ہمارے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔ کبھی ہم سے پیار سے بات نہیں کی۔ صرف خان دادا کو ہی نہیں بختاور لالا، بابا اور چاچا سب ہمیں کیسے گھورتے ہیں صرف ارمان لالا ہی ہیں جو ہم سے پیار کرتے ہیں۔ آج میں نے ارمان لالا کے لیے شہری کھانا بنایا۔ وہ خان دادا نے ویسے ہی واپس بھجوا دیا کہ ارمان لالا شہری کھانا نہیں کھائیں گے۔ ارمان لالہ اور باسط لندن سے پڑھ کر آئے ہیں۔ تب خان دادا کو کوئی مسئلہ نہیں ہوا مگر شہری کھانا کھانے پر اعتراض ہے کیونکہ وہ میں نے بنایا ہے اس لیے۔ زرمینے آبگینہ خانم کی گود میں سر رکھے شکوہ کر رہی تھی۔

ارے میری بچی کیوں دل چھوٹا کر رہا ہے تم۔ خان دادا نے ایسے ہی کہہ دیا ہو گا انھیں کیا پتہ کہ یہ کھانا کس نے بنایا ہے وہ تو یہ سمجھ رہے ہوں گے کہ یہ کھانا غنچہ نے بنایا ہے۔ آبگینہ بیگم

نے زرمینے کو تسلی دی تھی۔ ارمان خان زنان خانے میں داخل ہوا ہی تھا کہ ہمیشہ کی طرح زرمینے کے شکوے اس کے کانوں میں پڑے۔ ارمان خان کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔

میری پیاری گُل نے میرے لیے کھانا بنایا ہے۔ اسی لیے میں بھوک چھوڑ کر اُٹھا ہوں۔ اب جلدی سے میرے لیے پاستہ لاؤ۔ ارمان خان آبگینہ خانم سے سلام کرتا ان کا پیار لیتا زرمینے سے بولا جو ہنوز منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

اگر ایسی بات ہے تو آپ نے وہ پاستہ واپس کیوں بجھوایا لالا زرمینے منہ پھلائے بولی تھی۔

مجھے نہیں پتہ تھا کہ وہ کھانا تم نے بنایا ہے۔ اب جاؤ جلدی سے لے کر آؤ۔ مجھے بھی پتہ چلے کہ میری گل نے کیسا کھانا بنایا ہے۔

زرمینے خوشی سے کچن کی طرف چل پڑی۔ اور مورے کیسی ہیں آپ اور چھوٹی امی کیسی ہیں۔ چچی جان سب کہاں ہیں؟ ارمان نے آبگینہ خانم سے پوچھا تھا۔

وہ بیٹا رات ہو گئی ہے سب کھانا کھا کر اپنے کمروں میں چلے گئے ہیں۔ آبگینہ خانم کے بتانے پر ارمان خان سر ہلاتا ان سے باتیں کرنے لگا۔۔

ارمان رمل گل کیسا ہے بیٹا۔۔ اس کو بھی ساتھ لے آتا تم۔۔ بختاور بہت خفا ہے اس بات پر کے کیسے تم رمل کو شہر لے جا سکتا ہے۔ اس کو اُدھر یونیورسٹی میں داخل کروا سکتا ہے۔ اُدھر ہوسٹل میں وہ کیسے رہ سکتا ہے۔۔

مورے بختاور کون ہوتا ہے ناراض ہونے والا رمل میری گڑیا ہے۔ میری گل ہے۔ بڑا بھائی ہوں میں اس کا۔۔ ارمان خان اگبینہ خانم کی بات پر غصے سے بولا تھا۔

لیکن ارمان رمل اس کا بہن ہے۔ اس کا سگا بہن ہے اس کا تم سے زیادہ حق ہے اس پر۔۔ اگبینہ نے تحمل سے ارمان کو سمجھایا۔

مورے یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔ یہ سگا سوتیلا مجھے کچھ نہیں پتہ۔ مجھے بس اتنا معلوم ہے۔ جس طرح زرمینے میری گل ہے اس طرح رمل بھی میری چھوٹی سی گل ہے۔ اور بختاور میرا چھوٹا بھائی ہے۔۔۔ ارمان کے لہجے میں بہت محبت تھی اپنے بہن بھائیوں کے لیے۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے میرے لیے بھی رمل اور بختاور ایسا ہی ہیں جیسے تم اور زرمینے۔ مگر تمھارے خان دادا تمھارے بابا سب اس بات پر تم سے ناراض ہیں۔۔ وہ ٹھیک خفا ہیں تم سے،، ہماری حویلی کی عورتیں حویلی سے باہر قدم نہیں رکھتا۔ تم رمل کو شہر لے گیا۔ ادھر وہ لڑکوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ توبہ توبہ اگبینہ خانم نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔

وہ تو خان دادا تم سے بہت محبت کرتا ہے تمھاری ضد پہ مان گی ئے۔ ورنہ تم آچھی طرح جانتا ہے خان دادا اپنے اصولوں کے کتنے پکے ہیں۔

ارمان خان اگبینہ خانم کی باتوں پر مسکرایا تھا۔ جانتا ہوں مورے خان دادا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ مگر یہ بات آپ بھی جانتی ہیں رمل کو پڑھنے کا کتنا شوق ہے۔ اگر میں اس کا شہر

داخلانہ کرواتا۔ وہ ادھر ادھر گھٹ گھٹ کے مر جاتی۔۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں رمل کو مصروف رکھنا ضروری تھا۔ اگر وہ حویلی رہتی تو اُس واقعے کے متلعق سوچ سوچ کر اپنی طبعیت خراب کرتی۔۔ آپ اس کی فکر نہ کریں۔ چھوٹی امی کو بھی سمجھائیں۔ رمل شہر میں خوش اور ٹھیک ہے۔ ارمان خان اگبینہ خانم کے ہاتھ پکڑے انھیں پیار سے سمجھانے لگا۔۔

ارمان خان آگبینہ خانم سے ملنے کے بعد واپس مردان خانے جا ہی رہا تھا کہ اس کا کسی سے زور دار تصادم ہوا تھا۔ ارمان خان نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو اپنے سامنے حرا کو کھڑا دیکھ کر ارمان خان کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے تھے۔

کتنی دفعہ کہا ہے تمیز سے چلا کرو۔ لیکن تم ہمیشہ ایسے ہی ٹکراتی ہو مجھ سے۔ ارمان خان ناگواریت سے بولا تھا۔

جب سے مجھے پتہ چلا کہ ارمان خان تم آرہا ہے میں صبح سے تیار ہو رہی تھی۔ تم نے مجھے ایک نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ حرا نے شکوہ کیا تھا۔

کیا دیکھتا تمھیں؟ مورے بیٹھیں تھیں اُدھر اور ویسے بھی تمھیں کس نے کہا کہ میرے لیے تیار ہو۔ ارمان خان نے غصے سے حرا کو گھورا تھا۔

ارمان خان تم میرے منگیتر ہو۔ حرا اِک ادا سے بولی تھی۔

منگیتر ہوں تمھارا شوہر نہیں۔۔اس لیے آئیندہ یوں میرے سامنے مت آنا۔ارمان خان حرا کو بغیر سر پر دوپٹہ کے فل میکپ میں دیکھ کر غصے سے بولتا وہاں سے چلا گیا۔

ارمان کے جانے کے بعد حرا اپنے کمرے میں آتے ساتھ ہی غصے سے اپنی جیولری اتارنے لگی۔اپنی لپ سٹک صاف کی۔

وہ سارا دن بے تابی سے ارمان خان کا انتظار کرتی رہی۔اس کے لیے تیار ہوئی اور ارمان خان نے ہمیشہ کی طرح اس کی طرف ایک نظر نہیں دیکھا تھا۔

خان دادا اور باقی گھر والوں کے بہت دباؤ کے باوجود ارمان خان نے اس سے نکاح نہیں کیا تھا۔کیونکہ وہ وٹہ سٹہ کے حق میں نہیں تھا۔

زرمینے اور باسط کے نکاح کی وجہ سے اس نے حرا سے منگنی کی تھی۔۔حرا اچھی طرح جانتی تھی کہ ارمان خان نے اپنی بہن کی خاطر یہ منگنی کی ہے کیونکہ زرمینے باسط کو پسند کرتی تھی۔اگر وہ یہ منگنی نہ کرتا تو باسط زرمینے سے نکاح کو انکار کر دیتا۔

کوئی بات نہیں ارمان خان تمھاری بیوی تو میں ہی بنوں گی۔پھر دیکھتا ہے تم کب تک میری خوبصورتی اور جوانی سے نظریں چراتے ہو۔حرا آئینے میں اپنے خوبصورت چہرے کو دیکھ کر طمانیت سے مسکرادی تھی۔نینا تین دن سے اپنے بیگ میں پیسے لیے یونیورسٹی آرہی تھی مگر ارمان خان اس دن کے بعد غائب ہی ہو گیا تھا۔

نینا ابھی یونیورسٹی پہنچی ہی تھی کہ اسے ارمان خان اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ نینا کو اُسے دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ نینا جلدی سے ارمان کی طرف بڑھی۔

میں آپ کا دو دن سے ویٹ کر رہی تھی آپ نے دوبارہ مجھ سے رابطہ ہی نہیں کیا اور نا ہی میرے پاس آپ کا کوئی کانٹیکٹ نمبر تھا۔ وہ ایک ہی سانس میں بول گئی۔

ارمان خانزداہ ورطہ حیرت میں تھا کہ اتنی بے قراری۔۔ مگر نینا کے اگلے جملے نے ارمان کے ارمانوں پر اوس ڈال دی۔

یہ آپ کی امانت۔۔ نینا نے اپنا پرس کھول کر بیس ہزار روپے ارمان کی طرف بڑھائے۔

ارمان خان نے اپنے ہاتھ اپنی پینٹ کی پاکٹ میں ڈالے تھے۔

مجھے ان پیسوں کی ضرورت نہیں۔

کیوں۔۔۔۔۔۔ نینا نے بھنویں اچکا کر دیکھا۔

اصل میں،، میں یہاں آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔ آپ کی وجہ سے مجھے میری تین ماہ کی سیلری مل گئی ہے۔ میں نے بل ادا کر دیا ہے۔

میری وجہ سے،،، نینا نے حیرت بھرے انداز میں ارمان خان کی طرف دیکھا۔

ہاں یقیناً آپ کے پاپا اور آپ کی کوششوں اور نیک نیتی کی وجہ سے مجھے تین ماہ کی سیلری ادا کر دی گئی ہے اور یہ آپ کا مجھ پر احسان ہے۔ ارمان نے نینا کا چہرہ بغور دیکھتے ہوے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔

دیکھیں آپ جو سمجھ رہے ہیں ایسا کچھ نہیں۔ میں کوئی کمیشنر کی۔۔۔۔

میں جانتا ہوں آپ کا دل بہت بڑا ہے آپ کبھی یہ نہیں مانیں گی۔ ارمان خان نینا کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔

کیا آپ میرے ساتھ ایک کافی پی سکتی ہیں۔ پلیز میری ریکویسٹ ہے۔ مجھے پے ملی ہے میں آپ کے ساتھ اپنی خوشی سیلیبریٹ کرنا چاہتا ہوں۔

اس دن میں آپ کے ساتھ گئی تھی صرف یہ سوچ کر آپ بہت مجبور انسان ہیں شاید میں آپ کی مدد کر سکوں۔ لیکن آج کے لیے معذرت۔ نینا ارمان کی آفر رد کرتے ہوئے آگے کی طرف بڑھی۔

پلیز مس نینا،، صرف ایک کپ کافی۔

آپ میری محسن ہیں۔ مجھے اپنا شکریہ ادا کرنے کا موقع دیں۔ پلیز ارمان کے التجائیہ لہجے پر نینا سپاٹ نظروں سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔

ویسے شکل سے اچھا خاصہ مہذب بندہ لگتا ہے۔ اُس دن بھی کوئی فضول گفتگو نہیں کی۔ ایک کپ کافی پینے میں کوئی حرج نہیں۔

کیا سوچ رہی ہیں مس نینا؟ ارمان نے نینا کو سوچتے دیکھ کر پوچھا۔

ارمان خان نے غور سے اس کے من موہنے چہرے کو دیکھا۔ اُس کا چہرہ اس کی سوچوں کی عکاسی کر رہا تھا۔ ارمان خان کی زندگی میں کتنی لڑکیاں آئیں تھیں مگر یہ لڑکی سب سے جدا

ہے۔ ارمان خان کا ایک دم سے دل کیا کہ وہ اس کی گلاب کی پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کی نرماہٹ محسوس کرے۔ وہ اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے لبوں کی شگفتگی کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔ اس کے گداز خوبصورت بدن کو بانہوں میں لینے کو بے تاب تھا۔ ارمان خان نے خود پر کنٹرول کیا ابھی اِسے اس لڑکی پر بہت محنت کرنی تھی۔ وہ جان چکا تھا۔ یہ لڑکی عام لڑکیوں کی طرح نہیں جو اس کی مردانہ وجاہت اور پیسے پر مر مٹے۔ تبھی تو ارمان ملک نے یہ کھیل کھیلا تھا۔ آہستہ آہستہ اس لڑکی کو اپنی جانب مائل کرنا تھا اور وہ جان چکا تھا جتنی وہ خوبصورت ہے اُس سے زیادہ اس کا دل خوبصورت ہے بس اسے اس دل پر وار کرنا تھا۔ ایک دفعہ یہ دل ارمان خان کے بس میں آجاتا تو یقیناً اس لڑکی کا من موہنا گداز دلکش وجود بھی اس کا ہو جاتا۔

ٹھیک ہے میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں صرف آپ کی خوشی سیلیبریٹ کرنے اور یہ لاسٹ ٹائم ہے اس کے بعد آپ میرے لیے اجنبی ہیں۔ نینا کی آواز پر وہ چونکا تھا اور اس کے عنابی لب مسکرائے تھے۔

ارمان سر تسلیم خم کرتے ہوئے اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ارمان ہوٹل کے ایک عالیشان کمرے میں کھڑا گلاس ونڈو سے باہر دیکھ رہا تھا کہ علینہ واش روم سے بلیک نائیٹی پہن کر نکلتی ارمان کی کمر کے گرد اپنے بازو حمائل کیے تھے۔ ارمان نے

اپنی کمر سے اس کے بازو ہٹا کر سیدھا ہوتا اُسے کمر سے تھام کر جھٹکے سے خود کے قریب کیا تھا۔

یہ کیا علینہ ڈارلنگ میرے اتنے قریب آکر بھی تم اپنے خوبصورت بدن کی رعنائیاں چھپا رہی ہو مجھ سے۔۔ دیٹس ناٹ فیئر ڈارلنگ،،، ارمان نے کہتے ہوے علینہ کو کمر سے پکڑے اس کی نائٹی کے اوپر والے گاؤن کی کمر پہ بندھی ڈوری کو کھینچا تھا اس سے پہلے وہ علینہ کا گاؤن اس کے شولڈرز سے اتارتا۔ علینہ نے اپنے ہاتھ کی مٹھی میں گاؤن کو سینے سے جکڑتے ہوے شرارت سے ارمان خان کو دیکھا۔ ایسے تو نہیں بے بی۔۔۔ علینہ نے اک ادا سے ارمان کو دیکھا۔

ارمان نے قہقہ لگایا تھا۔ اور علینہ کو خود کے بہت قریب کیا۔ کیا چاہیے تمھیں مجھ سے،، اِس ٹائم تو تم مجھ سے جان بھی مانگو وہ بھی ہنستے ہنستے دے دوں جان من۔۔

ارمان مجھے اپنے لیے گاڑی چاہیے۔ تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تم مجھے گاڑی دلاؤ گے مگر ابھی تک تم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا بے بی، علینہ ارمان کے سینے پر سر رکھتے ہوے اس کے دل کے مقام پر انگلی پھیرتے ہوے اپنی اداؤں کا جادو چلاتے ہوے بولی۔۔

۔بس اتنی سی بات بے بی،، سمجھو تمھاری گاڑی آ گئی ارمان نے اسے کلائی سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔

رئیلی،،، علینہ کی آنکھیں خوشی سے چمکی تھی۔

بلکل ارمان نے کہتے ہوے علینہ کا گاؤن جھٹکے سے کھینچ کر اس کے بدن سے علیحدہ کیا

میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔علینہ ارمان خان کے گلے میں بانہیں ڈالتی ہوئی بولی۔

می ٹو سویٹ ہارٹ۔ ارمان خان نے علینہ کی نائٹی کا اوپر والا گاؤن ریمو کیا تھا۔

علینہ کو شارٹ بلیک نیٹ کی نائٹی میں ملبوس دیکھ کر ارمان خان کی آنکھیں چمکی تھیں۔علینہ کا

دودھیہ بدن اس کے سامنے تھا۔

ارمان خان نائٹی کے سٹیپس اس کے شولڈر سے نیچے کرتے ہوئے جابجا اپنا لمس بکھیرنے لگا۔

علینہ مدہوش ہوتی ارمان خان کی بانہوں میں بکھرنے لگی۔

ارمان تم مجھ سے شادی کب کر رہے ہو؟علینہ نے پھولتی سانسوں سے ارمان خان کی کمر کے

گرد اپنے بازو حمائل کرتے ہوئے پوچھا تھا۔

علینہ ڈارلنگ میری توجہ ابھی صرف ایک کام کی طرف ہے پہلے میں اچھے سے کرلوں اس

کے بعد تمھیں سرپرائز دوں گا۔

ارمان خان نے آنکھ مارتے ہوئے علینہ کی گردن پر اپنے دانت گاڑھے تھے۔علینہ مدہوش

ہوتے ارمان کا مکمل ساتھ دینے لگی۔

ارمان تم مجھے کیا سرپرائز دینے والے تھے۔علینہ فریش ہو کر آئی تو ارمان خان کو ابھی بھی

لیٹا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

ارمان مسکراتا ہوا اُٹھا اپنی شرٹ پہنتا بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی اور سگریٹ سلگا کر منہ کو لگائی۔

تو تم کیا کہہ رہی تھی مجھے سے ؟ ارمان سگریٹ کا دھواں منہ سے نکالتا ہوا علینہ سے سوال کیا۔ یہی کہ ہم شادی کب کر رہے ہیں ؟ علینہ ایک ادا سے بولتی ہوئی ارمان خان کی گود میں بیٹھی تھی۔

علینہ ڈارلنگ،، مجھے ایک بات بتاؤ ہمارے اتنے عرصے کے تعلق میں میں نے تم سے کب کہا کہ میں تم سے شادی کروں گا۔

ارمان خان نے سگریٹ کا دھواں علینہ کے منہ پر چھوڑا تھا۔

علینہ ارمان خان کے سوال پر گڑبڑائی تھی۔ کہا نہیں مگر ارمان اس سب کے بعد،، میرا مطلب ہے ہمارا تعلق اتنا گہرا ہے۔ ظاہر سی بات ہے تم مجھ سے ہی شادی کرو گے۔ علینہ نے ارمان خان کے سینے سے سر ٹکایا تھا۔

علینہ ڈارلنگ اس سب کے بعد ہی تو تم میری نظروں سے گر چکی ہو اور تمھیں لگتا ہے ارمان خان تمھیں اپنی بیوی کا درجہ دے گا تو وہ تمھاری بھول ہے ارمان سفاکیت سے بولا تھا۔

ارمان یہ تم کیا کہہ رہے ہو ہمارے بیچ اتنے عرصے سے جسمانی ریلیشن ہے۔ تم ہزار بار مجھ سے پیار کا اظہار کر چکے ہو۔ علینہ نے بے یقینی سے ارمان خان کا سپاٹ چہرہ دیکھا تھا۔ علینہ ڈارلنگ،،، مجھے تم میں نہیں،، تمھارے جسم میں دلچسپی تھی۔ اب وہ دلچسپی بھی ختم ہو چکی

ہے۔میری زندگی میں اب تمھاری کوئی جگہ نہیں۔ارمان خان کی بات پر علینہ ارمان خان کی گود سے اٹھی تھی۔

ارمان تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔تم یوں مجھے برباد کر کے مجھے چھوڑ نہیں سکتے۔علینہ چلائی تھی۔

آواز نیچی رکھو علینہ ڈارلینگ،،،میں نے تمھیں برباد کیا ہے یا آباد کیا ہے۔۔۔

تمھارا بھائی دوبئ بیٹھا لاکھوں کمارہا ہے۔اس کو دبئ میں نے بھیجا ہے۔اس کی نوکری میں نے لگوائی ہے۔تمھیں ہر ماہ لاکھوں کی شاپنگ کرواتا رہا ہوں۔تمھارا کرائے کا گھر جو اب تمھاری ملکیت ہے۔وہ بھی میری دین ہے۔

اب بتاؤ تم کہاں سے برباد ہوئی ہو۔

ارمان نے تمسخر اڑاتے ہوے کہا۔لیکن ارمان مم میں تم سے پیار کرتی ہوں۔علینہ کی زبان لڑکھڑائی تھی۔اوکم ان علینہ ڈارلنگ،،،تم مجھ سے نہیں میرے پیسے سے پیار کرتی ہو۔میرے سٹیٹس سے پیار کرتی ہو۔میرے پاس پیسہ نہ ہوتا تو تم میرے پاس آتی۔میری بڑی گاڑی سے تمھیں پیار ہے۔اور یہ مت بھولنا ڈارلنگ اس کمرے تک بھی تم مجھے لائی ہو۔ہمارے درمیان جو بھی آج تک ہوا۔تمھاری مرضی سے ہوا ہے۔میں نے تمھیں کبھی فورس نہیں کیا۔۔

جہاں تک شادی کی بات ہے۔ خانزادہ فیملی سے تعلق رکھتا ہوں۔ شادی اپنے خاندان کی اور عزت دار لڑکی سے کروں گا۔ تم جیسی سے نہیں جو عیش و آرام اور پیسے کے لیے اپنا آپ بیچ ڈالے۔ ارمان سفاکیت سے بولا تھا۔

یوں کہو نہ ارمان تمھیں کوئی اور پسند آگئی ہے۔ علینہ نے تلخی سے ارمان کو دیکھا تھا۔ ارمان کے لب مسکرائے تھے نینا کے خوبصورت چہرے کو یاد کر کے۔ ارمان خان نے لمبی سانس کھینچی تھی۔

یہ تمھارا مسلہ نہیں ہے۔ تم جا سکتی ہو اب یہاں سے ارمان نے علینہ کو دیکھتے ہوے مسکرا کر کہا۔

ارمان میں تمھاری زندگی سے چلی جاؤں گی۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی اپشن جو نہیں۔ میں ارمان خانزادہ سے مقابلا جو نہیں کر سکتی۔

بے شک میں تمھارے قریب آئی تھی تمھاری پرسنیلٹی تمھاری شخصیت سے متاثر ہو کر،، تمھارے پیسے سے متاثر ہو کر۔ میں نے تمھارے پیسے سے بہت فائدہ بھی اٹھایا ہے۔ مگر میں تم سے سچ میں پیار کرنے لگی تھی۔ علینہ کی بات پر ارمان استہزائیہ مسکرایا تھا۔ ہنس لو ارمان،، ایک وقت آئے گا تمھیں بھی کسی سے محبت ہو گی۔ تم بھی کسی کے لیے

تڑپو گے۔ میں دعا کروں گی وہ تمھیں کبھی بھی نہ ملے۔۔علینہ روتے ہوے وہاں سے چلی گئی تھی۔

ہائے علینہ ڈارلنگ،، یہ کیا بد عا دے دی۔۔ ابھی تو ارمان خانزادہ نیناشاہ کے لیے تڑپ رہا ہے۔ جب سے اس کا چہرہ دیکھا ہے ہر چہرہ پھیکا اور ہر رنگ بے رنگ لگ رہا ہے۔ عنقریب وہ بھی میری بانہوں میں ہو گی۔۔ یہ تو طے ہے نیناشاہ کا دورانیہ میری زندگی میں میری ساری گرل فرینڈز سے زیادہ ہو گا۔۔ جلدی بوریت نہیں ہو گی۔۔ افففف اتنا حسن بھی دنیا میں ہوتا ہے مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا۔ ارمان خان نے دل پر ہاتھ رکھ کر نینا کے خوبصورت چہرے کو یاد کیا تھا۔۔۔

بلیک شلوار قمیض پہنے، کندھوں پر بلیک ہی مردانہ شال ڈالے، چہرے پر انتہائی مغروریت سجائے، اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے وہ حویلی میں داخل ہوا ہی تھا کہ اُسے سفید آنچل حویلی کے باغ کی طرف نظر آیا۔ ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی۔ بارش کی وجہ سے ہلکی ہلکی سردی بھی شروع ہو چکی تھی۔ وہ حیران ہوتا حویلی کے لان کی طرف بڑھا.. زرمینے بی بی،، بس کر دیں یوں بارش میں بھیگنا۔ حویلی میں سے کسی نے دیکھ لیا تو شامت آجائے گی ہماری۔

زرمینے، غنچہ کی بات نظر انداز کرتی کھل کھلاتی ہوئی آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے آنکھیں بند کیے گھوم رہی تھی۔ ۔ مگر وہ خود سے لاپرواہ بارش میں بھیگ رہی تھی۔

باسط خان ہنسی کی کھل کھلاہٹ سنتا تھوڑا آگے آیا تھا۔ یہاں کا منظر دیکھ کر باسط خان کی آنکھیں لال ہوئیں تھیں۔ ماتھے پر گہری سلوٹیں پڑی تھیں۔

غنچہ تو باسط خان کو دیکھتے ہی اس کی روح فنا ہو چکی تھی۔ رنگ لٹھے کی مانند سفید ہو چکا تھا۔ وہ فوراً حویلی کے زنان خانہ کی طرف بھاگ گئی تھی۔

زرمینے یونہی آنکھیں بند کیے گول گول چکر لگا رہی تھی۔

غنچہ کتنا اچھا لگ رہا ہے ناں، یوں بھیگنا کھلی فضا میں سانس لینا۔ زرمینے یونہی آنکھیں بند کیے غنچہ سے مخاطب تھی۔

باسط خان ابھی بھی لال سرخ آنکھوں سے زرمینے کو گھور رہا تھا۔ جس کا حسن پورا جوبن پر تھا۔ سفید لباس میں اس گورے چمکتے ہوئے بدن کی رعنائیاں صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔

باسط خان نے زرمینے کو اوپر سے نیچے تک پورے استحقاق سے دیکھا تھا۔ اس سے پہلے اس نے کبھی زرمینے کو غور سے نہیں دیکھا تھا بلکہ جب بھی دیکھا تو آنکھوں میں تپش اور نفرت لیے دیکھا کیونکہ زرمینے ارمان خان کی بہن تھی۔ باسط ارمان خان سے نفرت کرتا تھا۔ جو بچپن سے اب تک ہر چیز میں اس سے آگے رہا۔ چاہے وہ پڑھائی ہو یا کوئی کھیل ہو۔ وہ اس سے ایک قدم آگے ہی رہا۔ ابھی بھی خان دادا کا فیورٹ وہ ہی تھا۔ پورے بزنس کا ہیڈ وہ تھا جہاں ارمان خان ہوتا تو وہ کہیں نہیں ہوتا تھا۔ یہ صرف باسط خان کو ایسا لگتا تھا۔ ارمان خان اس خاندان کا پہلا پوتا تھا۔ سب سے بڑھا تھا اسی لیے خان دادا اِسے زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

ورنہ خان دادا کے لیے سب برابر تھے۔ یہی وجہ تھی دونوں کی کبھی بنی ہی نہیں۔ اس نے زرمینے سے نکاح بھی ارمان خان کو زیر کرنے کے لیے کیا تھا۔ وہ جانتا تھا ارمان خان کی کمزوری اس کے بہن بھائی ہیں۔ وہ شادی تو شہر کی لڑکی سے کرنا چاہتا تھا۔ گاؤں کا حسن تو اسے ہمیشہ سے پھیکا لگا۔ جو بات شہر کے حسن کی ہے وہ یہاں کہاں۔ مگر آج زرمینے کو یوں دیکھ کر باسط خان کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔

سفید لباس میں وہ کوئی آسمان سے اتری ہوئی اپسرا لگ رہی تھی۔

زرمینے کو دیکھ کر باسط خان کی آنکھیں خمار آلود ہوئیں تھیں۔ مگر اگلے ہی پل باسط خان کی آنکھوں میں غصے کی لہر اُٹھی تھی۔ وہ گلے میں دوپٹہ ڈالے خود سے لاپرواہ حویلی کے باغ میں بھیگ رہی تھی۔ درجنوں ملازم تھے یہاں پر، کوئی بھی آسکتا تھا۔ باسط خان گھر کی عورتوں کا مردان خانے کے پاس سایہ بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔ زرمینے یوں حویلی کے باغ میں خود سے لاپرواہ بھیگ رہی تھی۔ اب وہ اس کی صرف کزن ہی نہیں منکوحہ بھی تھی۔ اس کی عزت تھی۔ باسط خان نے آگے بڑھ کر ایک ہی جھٹکے میں اس کے بازو کو اپنی سخت گرفت میں لیا تھا۔

زرمینے نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اپنے سامنے باسط خان کو دیکھ کر اس کی براؤن بڑی بڑی غلافی آنکھیں خوف سے اور کھل گئیں۔

باسط خان کے غصے سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔ بب بب باسط سائیں۔ زرمینے کے منہ سے سرسراتی آواز میں نکلا۔

یہاں پر کیا کر رہی ہو زرمینے؟ باسط خان غرایا۔

وہ مم مم،، میں وہ زرمینے کا رنگ خوف سے سفید پڑا تھا۔۔

کس کی اجازت سے تم یوں حویلی کے باغ میں آئی ہو اور وہ بھی اس حلیے میں،،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی۔ باسط خان نے اسے بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔

زرمینے نے نظریں جھکا کر خود کو دیکھا اور پھر شرم کے مارے چہرہ لہو چھلکانے لگا۔

زرمینے باسط خان کے حصار میں تقریباً لرزنے لگی تھی۔

باسط خان نے اس کا کانپنا محسوس کر لیا تھا۔

باسط خان کی سانسوں کی تپش زرمینے کو اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔

زرمینے لرزتی کانپتی کھڑی تھی۔ سردی سے اس کے ہونٹ بھی کپکپا رہے تھے۔

باسط خان کی نظر اس کے گلابی ہونٹوں پر ٹھہر گئی۔ باسط خان نے غور سے اس کے نین نقش دیکھے۔ باسط خان کے لب مسکرائے تھے۔ صرف شہر میں ہی نہیں یہاں حویلی میں بھی بے تحاشا حسن ہے۔ بلکہ اپنی ملکیت بھی ہے۔ باسط خان نے اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سوچا تھا۔

زرمینے خانم،، آئیندہ میں نے تمھیں یوں حویلی کے باغ یا مردان خانہ کے قریب بھی دیکھا تو پھر تم بھول جانا کہ تمھاری ٹانگیں سلامت رہیں گی۔ باسط خان اپنی وحشی گرفت اس کے بازو پر اور سخت کرتے اس کے کان میں غراتے ہوئے بولا۔

زرمینے نے آنسو بہاتے ہوئے جھکی نظروں کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا تھا۔ باسط خان نے جھٹکے سے اسے چھوڑ تو وہ گرتے گرتے بچی۔

دوپٹہ اوڑھو اچھی طرح۔ باسط خان نے اپنی سرخ نظریں زرمینے پر گاڑھے حکم دیا۔

زرمینے نے کانپتے اپنے گلے سے دوپٹہ اتار کر اچھی طرح خود پر اوڑھا تھا۔ اور بھاگتے ہوئے حویلی کے باغ کے پچھلی سائیڈ سے زنان خانے کی طرف چلی گئی۔

باسط خان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

روحان تم ریڈی ہو گئے کیا؟ نینا جو تیار ہو کر روحان کے کمرے میں آئی ہی تھی روحان نے اسے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر خاموش ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

نینا اس کا اشارہ سمجھتے ہوئے کمرے میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔

روحان لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا۔ اس کی میٹنگ تھی۔ وہ سوفٹ ویئر انجینئرنگ کر رہا تھا۔ وہ پڑھائی کے ساتھ ساتھ ویب ڈویلپمنٹ سروس کی جاب ریموٹ جاب کرتا تھا۔ جس سے وہ اچھا خاصہ لاکھوں میں کما لیتا تھا۔

ہاں بولو کیا کہہ رہی تھی؟ روحان لیپ ٹاپ بند کرتا نینا کی طرف متوجہ ہوا۔

روحان میں یہ پوچھ رہی تھی میں ریڈی ہوں۔ مجھے یونیورسٹی ڈراپ کر دو۔ بلکہ میں تمھیں ڈراپ کر دیتی ہوں۔ مجھے واپسی پر گاڑی چاہیے۔ مجھے ایک ضروری کام ہے۔ نینا نے اسے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

ٹھیک ہے تم لے جاؤ گاڑی میں بائیک پر چلا جاؤں گا۔ روحان کے اتنی جلدی ماننے پر نینا نے آنکھیں پھیلا کر روحان کو دیکھا جو ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔ روحان مجھے کچھ پیسے بھی چاہیں۔

روحان نے گھور کر نینا کو دیکھا تھا۔ ابھی دو دن پہلے ہی تو میں نے تمھیں بیس ہزار دیا تھا۔ وہ کہاں گیا؟

روحان وہ مجھ سے خرچ ہو گیا۔ نہیں دینے تو مت دو یہوں مجھ سے سوال مت کرو۔

نینا نے غصے سے منہ پھلایا تھا۔

روحان نے مسکراتے ہوئے نینا کو دیکھا۔

کتنے چاہیے۔ روحان نے والٹ کھول کر نینا سے پوچھا۔

پندرہ ہزار چاہیے مجھے۔

نینا کے بتانے پر روحان نے تاسف سے نینا کو دیکھا تھا پھر گہری سانس بھرتا اِسے پیسے دیئے ۔اگر وہ اس سے کوئی اور سوال کرتا تو یقیناً وہ ناراض ہو جاتی۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ اپنی پاکٹ منی اور وقتاً فوقتاً جو ہر مہینے اس سے پیسے لیتی تھی۔ کہاں خرچ کرتی ہے۔۔ وہ اپنی بہن کی سوشل سروس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اِسے بہت دفعہ سمجھا بھی چکا تھا مگر اس معاملے میں وہ کسی کی بھی نہیں سنتی تھی۔

روحان یونیورسٹی میں داخل ہوتے اپنے بال، اپنے ہاتھوں سے سنوارتا اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اُسے گراونڈ ایریا میں بینچ پر بیٹھی اس دن والی لڑکی دکھائی دی۔ روحان ٹھٹھک کر رُک گیا۔

وہ بینچ پر بیٹھی رو رہی تھی۔ گلابی ڈریس میں سر پر گلابی ہی سٹالر کا اچھی طرح حجاب لیے بالکل گلاب کا پھول لگ رہی تھی۔

روحان کے قدم بے اختیار اس کی طرف اُٹھے تھے۔ ویسے آج کس خوشی میں رویا جا رہا ہے۔

روحان اس کے پاس بینچ پر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔

وہ رونے میں اس قدر مصروف تھی کہ اُسے پاس بیٹھے روحان کا بالکل بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ وہ ہڑبڑائی تھی پھر روحان کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنی بھیگی آنکھوں کو حیرت سے پھیلایا تھا۔ گھبراتے ہوئے محسوس انداز میں وہ تھوڑا سا دور کھسکتی ہوئی پیچھے کو ہوئی تھی۔

آ آ آپ،،وہ بمشکل بولی۔

ہاں میں،،روحان کے لب مسکرائے تھے۔اس نے اسے پہچان لیا تھا۔اسکے پہچاننے پر روحان کو عجیب سی خوشی ہوئی تھی۔اُس دن جب اس کی ریگنگ ہو رہی تھی وہ دائرے میں نظریں جھکائے کھڑی تھی۔روحان کو لگا تھا اس نے اس دن اُسے ایک نظر بھی نہیں دیکھا تھا۔

جی میں۔۔۔میں یہ پوچھ رہا ہوں آپ رو کیوں رہی ہیں؟روحان نے اس کے گلابی چہرے پر نظریں جمائے سوال کیا۔

کک کک کچھ نہیں،،وہ بے انتہا نروس لگ رہی تھی اس نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا بیگ اُٹھایا تھا۔بینچ سے کھڑی ہوتی اگے کو بڑھی۔اس سے پہلے وہ جاتی روحان نے اس کا ہاتھ تھاما تھا جس پر وہ کانپنے لگی تھی۔

مم مم میرا ہاتھ چھوڑیں پلیز۔وہ بمشکل بولی۔

روحان نے حیران ہوتے اُس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔آپ اتنی گھبرا کیوں رہی ہیں۔روحان بینچ سے اُٹھتا ہوا بولا۔

جس پر وہ اور زیادہ رونے لگی۔روحان کو اب غصہ آیا تھا اس کے رونے پر،،اُسے وہ لڑکی بہت عجیب لگی تھی۔

میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے؟کیوں رو رہی ہو؟

روحان نے اس بار غصے سے دریافت کیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں روحان کو اُس کا رونا جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔

روحان کے غصے سے بولنے پر وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ارے ارے کیا ہوا ہے آپ کو؟ روحان سچ میں بوکھلا گیا تھا۔

آآآآپ آپ نے ڈانٹا ہے مجھے،، وہ روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان معصومیت سے بولی تو روحان کے دل کی دھڑکن ایک پل کے لیے معدوم ہوئی تھی۔ روحان نے مسکراتے ہوئے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا۔

میں نے آپ کو ڈانٹا نہیں،،، میں نے بس یہ پوچھا ہے آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ شاید میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ روحان اپنی مسکراہٹ چھپاتا ہوا بے حد نرم لہجے میں بولا تھا۔

وہ وہ میرے نوٹس کہیں کھو گئے ہیں۔ اور کل مجھے اسائنمنٹ جمع کروانی تھی۔ وہ اب کی بار انگلیاں چٹخاتے اپنے آنسو ضبط کرتے ہوئے بولی۔

بس اتنی سی بات!

کون سے ڈیپارٹمنٹ سے ہیں آپ؟ روحان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

سائیکالوجی! وہ ابھی بھی نظریں جھکائے بولی تھی۔

روحان نے پاس گزرتے ہوئے چند لڑکیوں کو روکا تھا۔

روحان نے اُن لڑکیوں سے اُن کے ڈیپارٹمنٹ کا پوچھا تھا۔ اُن میں ایک لڑکی سائیکالوجی ڈیپارٹمنٹ فرسٹ ائیر کا بیچ تھی۔ روحان نے اُس سے مطلوبہ نوٹس مانگے تھے جس پر وہ حیران ہوے ی اسے تھما گئی۔ وہ روحان کو اچھی طرح جانتی تھی وہ سینیر ہے اس لیے وہ خاموشی سے اسے تھماتی وہاں سے چلی گئی۔ روحان نے وہ نوٹس اسے تھمائے تھے۔

مم مم مجھے،، یہ نہیں چاہیں۔ یہ اُس لڑکی کو بھی ضرورت ہوں گے۔ وہ فق چہرے کے ساتھ اپنے ہاتھ پیچھے کر گئی۔

روحان مسکراتے ہوئے اس کے قریب ہوا تھا۔ یہاں پر صرف اپنے متعلق سوچتے ہیں۔ آپ کو آپ کی مطلوبہ چیز مل گئی۔ بس آپ اپنا کام کریں اس کی پرواہ مت کریں۔

روحان نے اسے نوٹس تھمائے تھے۔ وہ ابھی بھی ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

روحان کے گھورنے پر گھبراتے ہوئے اُس نے جلدی سے نوٹس پکڑے تھے۔

اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتی۔ روحان اُس کے سامنے آیا تھا۔

نام کیا ہے آپ کا؟ روحان نے اُس کے خوبصورت چہرے کر غور سے دیکھتے ہوئے اُس سے اُس کا نام پوچھا۔

مم مم میرا نام،،، رِمل گل خان ہے۔ اس نے لڑکھڑائی زبان سے اپنا نام بتایا۔ اور تیزی سے قدم بڑھاتے وہاں سے چلی گی۔ رمل گل روحان شاہ نے زیر لب یہ نام دہرایا تھا۔ گل

مطلب پھول،، تم واقعی میں ایک پھول ہو نازک سا پھول،، روحان مسکراتے ہوئے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گیا۔۔

ارمان خان آفس سے نکلتا کسی کام کے سلسلے میں کسی سے ملنے جا رہا تھا۔ اس نے اپنی گاڑی روکی تھی۔ ارمان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔

دل جسے ملنے کو وہ تڑپ رہا تھا۔ وہ سامنے تھی۔ نینا شاہ بیچ سڑک پر اپنی گاڑی کھڑی کیے اس کا بونٹ کھولے اُسے ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

ارمان خان گاڑی سے نکلتا نینا کے پاس گیا میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں ارمان نینا کی بیک پر بولا تو نینا ہڑبڑاتے ہوئے سیدھی ہوئی تھی۔

آپ،، نینا ارمان خان کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔ نینا کے مسکرانے سے اس کا ڈمپل اپنی جھلک دکھلا کر چھپ گیا تھا۔

نینا کی مسکراہٹ بے انتہا خوبصورت تھی۔ کوئی بھی نینا شاہ کی مسکراہٹ پر فلیٹ ہو سکتا تھا۔ اور ارمان خانزادہ بری طرح نینا کی مسکراہٹ پر فلیٹ ہو چکا تھا۔۔۔!!!!

ارمان خان نے بڑی مشکلوں سے اپنی نظریں نینا سے ہٹائیں تھی جو آسمانی رنگ کا شارٹ کرتا وِد جینز پہنے بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔

ایکچوئلی مجھے کہیں پہنچنا تھا مگر میری گاڑی خراب ہو گئی۔ میں کب سے کوشش کر رہی ہوں مگر مجھ سے ٹھیک ہی نہیں ہو پا رہی۔

نینا کے بتانے پر ارمان خان نے اس کی گاڑی چیک کی تھی بلکہ نینا کو دکھانے کے لیے ارمان نے اُس کی گاڑی اوپر اوپر سے چیک کی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نینا کی گاڑی ٹھیک ہو۔ مجھے نہیں لگتا کہ یہ ٹھیک ہو پائے گی اسے اب مکینک ہی ٹھیک کر سکتا ہے۔

اگر آپ کو کہیں جانا ہے تو میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ارمان خان نے اپنے دل کی بات کہی۔

نہیں میں کیب سے چلی جاتی ہوں ناحق آپ کو زحمت ہو گی۔ نینا ارمان خان کی آفر رد کرتے ہوئے بولی۔

مجھے کوئی زحمت نہیں ہو گی۔ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ویسے بھی یہاں سے آپ کو کیب بھی مشکل سے ملے گی۔ ارمان خان نے اصرار کیا۔

نینا ہچکچاتے ہوئے ارمان خان کی بات مانتے ہوئے اس کی گاڑی کی طرف بڑھی تھی۔ کچھ یاد آنے پر نینا شاہ نے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اس میں سے کچھ شاپنگ بیگز نکالے تھے۔ انھیں لیے وہ گاڑی میں بیٹھی۔

ویسے کہاں جا رہی ہیں آپ؟ ارمان خان نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے پوچھا۔

یہاں پاس ہی ایک اورفنج ادارہ ہے مجھے وہاں جانا ہے۔ نینا نے مسکرا کر جواب دیا۔

ارمان خان حیران ہوا تھا مگر وہ خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

ڈرائیو کرتے ہوئے ارمان خان کا پورا دھیان نینا کی طرف تھا۔ عجیب سی کشش تھی نینا میں۔ وہ جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی پُرکشش تھی۔ خوبصورت آنکھوں پر لمبی گھنی پلکیں سفید گلابی بے داغ چہرہ۔

ارمان خان کی جتنی بھی گرل فرینڈز رہیں۔ ارمان خان نے اُنھیں کبھی میک اپ کے بغیر نہیں دیکھا تھا۔ مگر نینا کو اس نے ہمیشہ سادہ ہی دیکھا تھا۔

بس بس روک دیں۔ ارمان خان نے نینا کی آواز پر چونکتے ہوئے گاڑی روکی تھی۔

تھینکیو سو مچ۔۔ نینا اس کا شکریہ ادا کرتی ادارے کے اندر چلی گئی۔

ارمان خان سرد آہ بھرتا ہوا گاڑی واپس موڑنے ہی لگا تھا کہ اُسے وہ شاپنگ بیگز نظر آئے۔ جو نینا بھول گئی تھی۔

ارمان خان گاڑی سے اترتا وہ شاپنگ بیگز پکڑے ادارے کے اندر داخل ہوا تھا۔

کافی خستہ حال ادارہ تھا۔ گیٹ سے لے کر برآمدے تک کچا راستہ تھا۔ آگے ایک بڑی سی راہداری آتی تھی جہاں تین چار کمرے بنے ہوئے تھے ایک طرف کھلی جگہ تھی وہ بھی کچی تھی۔ ارمان خان نینا کو تلاشتا تھوڑا آگے آیا تو نینا ایک جگہ پر کھڑی تھی۔ جس کے ارد گرد کافی تعداد میں بچے جمع تھے۔ نینا نے ایک چھوٹے سے بچے کو اُٹھایا ہوا تھا۔ جو مشکل سے دو سال کا ہو گا۔

ارمان خان نے محسوس کیا وہ جگہ خستہ حال ہونے کے ساتھ کافی گندی بھی تھی۔ اور وہ بچے بھی کافی میلے کچیلے تھے۔ مگر نینا ان کے درمیان کھڑی بار بار انھیں گلے لگا رہی تھی وہ بچے کافی خوش نظر آ رہے تھے۔

ارمان خان نے نینا کو پکارا تو وہ ارمان خان کی طرف متوجہ ہوئی۔ نینا آپ یہ شاپنگ بیگز بھول گئی تھیں۔ نینا نے جلدی سے مسکراتے ہوئے وہ شاپنگ بیگز پکڑے تھے وہ بچے شاپنگ بیگز کو دیکھ کر خوشی سے اُچھلنے لگے تھے۔

نینا جلدی سے وہ شاپنگ بیگز کھول کر ان بچوں کو وہ چیزیں تھمانے لگی۔ جو چاکلیٹس، چھوٹے چھوٹے کھلونوں اور فروٹس پر مشتمل تھیں۔ وہ بچے چیزیں پکڑ کر بے انتہا خوش تھے اس سے بڑھ کر نینا خوش تھی۔

نینا ان بچوں کے ساتھ ڈھیروں باتیں کرتے ہوئے کھل کھلا رہی تھی۔

ارمان خان حیران ہوا تھا۔ نینا کو دیکھ کر وہ واقعی میں امپریس ہوا تھا۔ ورنہ آج کل کی لڑکیوں کو میک اپ، جیولری، کپڑوں سے آگے کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ نینا اس گندی اور خستہ حال جگہ پر کھڑی ان بچوں کے درمیان بے انتہا خوش تھی۔ اس کے چہرے پر ذرا بھی بے زاریت نہیں تھی۔

کیا مس نینا پہلے بھی ادھر آتی رہتی ہیں؟ ارمان خان نے پاس کھڑے ایک ملازم سے پوچھا تھا۔

جی مس نینا ہر مہینے یہاں آتی ہیں۔۔ بچوں کے لیے چاکلیٹس، کپڑے، کھانے پینے کا سامان لاتی ہیں۔ بچے خوش ہو جاتے ہیں۔ ملازم کے بتانے پر ارمان خان حیران ہوا تھا۔ لیکن یہ جگہ بہت گندی ہے۔ بچے بھی صاف نہیں ہیں۔ جگہ تو کافی بڑی ہے مگر ٹوٹی پھوٹی ہے۔ آپ لوگ اِسے ٹھیک کیوں نہیں کرواتے؟ ارمان خان کے پوچھنے پر وہ ملازم ہنس پڑا تھا۔

صاحب یہ ادارہ اپنی مدد آپ کے تحت چل رہا ہے۔ حکومت پوچھتی نہیں، نہ ہی کوئی مدد کرتی ہے۔ ڈونیشنز یہاں تک پہنچنے سے پہلے ہی مل بانٹ کر بڑی بڑی پارٹیاں کھا لیتی ہیں۔ ایسے میں یہ جگہ ایسی ہی ہو گی۔

بچوں کے پاس نہ ڈھنگ کے کپڑے ہیں اور نہ ہی یہاں پانی کی سہولت۔۔ کمروں کی حالت اس سے بھی خراب ہے۔ پنکھے نہیں ہیں۔ ان بچوں کو تو ایسے رہنے کی عادت ہے۔ ویسے بھی نخرے تو ماں باپ اُٹھاتے ہیں۔ یہ بیچارے یتیم ہیں۔۔ یہ تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہی خوش ہو جاتے ہیں۔

اچھا یہاں کا مینیجر کون ہے؟ ارمان خان نے پوچھا تو ملازم حیران ہوا۔ مینیجر۔۔۔ میرا مطلب ہے یہ ادارہ کوئی تو چلا رہا ہے۔ یہاں کا مالک کون ہے؟ صاحب وہ کمروں کے ساتھ ایک چھوٹا سا آفس ہے وہ وہاں پر ہوتے ہیں یعقوب صاحب۔

ملازم کے بتانے پر ارمان خان ادھر چل پڑا۔

یعقوب صاحب سے ملنے کے بعد ارمان خان کو یہاں کے اور بھی مسائل کا علم ہوا تھا۔

ارمان خان نے اچھی خاصی بڑی اماؤنٹ کا چیک دیا تھا اور ان سے یہ جگہ تعمیر کرنے کی بھی ہامی بھری تھی۔

ارمان خان بیڈ پر لیٹا نینا کو ہی سوچ رہا تھا۔ اس کا خوبصورت چہرہ،، اس کی نظروں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا۔

ارمان خان نینا کے خوبصورت بدن کو بانہوں میں لینے کو بے تاب ہو رہا تھا۔ ارمان خان نے سوچا تھا کہ وہ نینا کو اپنی اصلیت بتا دے گا۔

مگر اب اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔ ارمان خان کو پورا یقین ہو چلا تھا نینا کو اُس کے روپے پیسے میں کوئی دلچسپی نہیں ہو گی۔

یہاں تک کے نینا کو ارمان خان کی اتنی پر کشش پرسنیلٹی نے بھی متاثر نہیں کیا تھا۔ اور یہی بات ارمان خان کو ٹھٹک رہی تھی۔ یہ پہلی لڑکی تھی جسے ارمان خان کی پرسنیلٹی نے متاثر نہیں کیا تھا۔

جس طرح وہ آج ان بچوں میں کھڑی تھی ارمان خان سمجھ گیا تھا وہ بہت صاف اور معصوم دل کی مالک ہے۔ نینا اس کے لیے مشکل ہدف ثابت ہو رہی تھی۔ ارمان خان کو نینا ہر حال میں چاہیے تھی۔ کیونکہ نینا کو دیکھنے کے بعد اُسے کسی بھی لڑکی میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔

ارمان خان بیڈ پر لیٹا سونے کی کوشش کرنے لگا صبح اس کی اہم میٹنگ تھی۔ اُسے رمل سے بھی اس کی یونیورسٹی ملنے جانا تھا۔

ارمان خان رمل گل کو ملنے یونیورسٹی پہنچا ہی تھا کہ اُسے اپنی طرف نینا آتے دکھائی دی۔ وہ بہت عجلت میں تھی۔

آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ نینا جتنی عجلت میں تھی اتنی ہی عجلت بھرے لہجے میں اُس نے سوال کیا تھا۔

وہ میں اپنے مالک کی بیٹی کو ڈراپ کرنے آیا ہوں۔ ارمان خان نے گڑبڑاتے ہوئے جھوٹ بولا۔

اچھا مسٹر ارمان خان،،، کیا آپ اپنی گاڑی لائے ہیں؟

نینا موبائل کان سے لگائے ارمان سے مخاطب تھی۔

ہاں پارکنگ ایریا میں ہے۔ ارمان حیران ہوئے بتانے لگا۔

چلیں پھر مجھے کہیں پہنچنا ہے۔ پلیز مجھے ڈراپ کر دیں۔ نینا جلدی جلدی بولی تھی۔

ٹھیک ہے میں آپ کو ڈراپ کر دیتا ہوں۔

ارمان خان نینا کو لیے گاڑی کی طرف چل پڑا۔

ڈرائیو کرتے ہوئے ارمان خان نے نینا کو دیکھا جو بلو جینز پر بے حد شارٹ وائٹ فراک پہنے ہوئی تھی۔ بالوں کو ریشمی رومال سے باندھا ہوا تھا۔ وہ ہنوز موبائل میں مصروف تھی۔ وہ اس سفید لباس میں بے انتہا پر خوبصورت لگ رہی تھی۔

کہاں جانا ہے آپ کو؟ ارمان نے نینا سے پوچھا۔ بس آپ سیدھے جاتے جائیں۔ نینا گوگل میپ سے دیکھتے ہوئے بولی۔

ویسے آپ یوں صبح صبح؟ آئی مین یہ آپ کا یونیورسٹی ٹائم ہے کہاں جا رہی ہیں؟

ارمان خان کے پوچھنے پر نینا نے اپنا رُخ ارمان کی طرف کیا تھا۔

آپ کو پتہ ہے میری ایک دوست ہے۔ جو بیچاری کتنی دور سے بائیک پر یونیورسٹی آتی ہے۔ مگر روز اُسے اپنا روٹ چینج کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی سے لیٹ ہو جاتی ہے یا پھر وہ چھٹی کر لیتی ہے۔

آپ کو پتہ ہے وہ کیوں کرتی ہے ایسا؟ نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ ارمان سے سوال کیا۔

مجھے کیسے پتہ ہو سکتا ہے۔ ارمان خان نے نینا کے تپے تپے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کیونکہ وہ انتہا کی بے وقوف ہے اسی لیے وہ ایسا کرتی ہے۔

ارمان خان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ ویسے لڑکیاں بے وقوف ہی تو ہوتی ہیں۔

ارمان خان کے منہ سے نکلا تھا۔

جس پر نینا نے گھور کر اُسے دیکھا تھا۔ اب ایسی بھی بات نہیں۔ نینا شاہ بر امان گئی تھی۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ ارمان خان گڑبڑایا۔

آپ کا جو بھی مطلب ہو۔ واٹ ایور۔ آپ مجھے بتائیں اُسے ایسا کرنا چاہیے۔ نینا نے دوبارہ سے سوال کیا۔

بالکل اُسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ ارمان نے اس دفعہ محتاط لہجے میں نینا کو جواب دیا تھا۔

کسی سے ڈر کر آپ اپنا راستہ کیوں چینج کریں۔ اُسے تو ایسے لڑکے کا پہلے دن ہی منہ توڑ دینا چاہیے تھا۔ نینا سرخ چہرے کے ساتھ غصے سے بولی تھی۔

کس لڑکے کا؟ ارمان نے حیران ہوتے پھر سے نینا سے سوال کیا۔ ارمان خان کو بالکل سمجھ نہیں آرہی تھی کہ نینا کیا کہہ رہی ہے۔

میں آپ کو بتاتی ہون۔ اُسے راستے میں روز ایک لڑکا تنگ کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ڈر کے مارے ایک لانگ روٹ سے آتی ہے۔ اب آپ بتائیں اُسے ایسا کرنا چاہیے۔

نینا پوری طرح رُخ ارمان کی طرف کرتی بولی۔

ارمان نے ایک نظر نینا کو دیکھا تھا۔

جی بالکل نہیں۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔

اسے تو یقیناً اُس لڑکے کی پولیس میں کمپلین کرنی چاہیے۔

ارمان خان کے بولنے پر نینا نے گھور کر ارمان کو دیکھا تھا۔

پولیس آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہمارے ہاں کی پولیس کیسی ہے؟

وہ مدد کرنے کی بجائے الٹا پریشان کرتے ہیں انہوں نے اسے لوگوں کو چھوٹ دے رکھی ہے۔

نینا ارمان کی بات پر پھر سے تپ گئی تھی۔

ارمان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ اُس نے حیران ہوتے نینا کو دیکھا تھا۔ اسے تو لگا تھا نینا بہت کم بولتی ہے مگر آج نینا کو یوں بولتے دیکھ کر اُسے سمجھ آیا محترمہ کی یہ عادت باقی لڑکیوں سے ملتی جلتی ہے۔

ویسے مس نینا آپ پولیس کمشنر کی بیٹی ہوتے ہوئے بھی ایسی سوچ رکھتی ہیں۔ ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے شرارت سے سوال کیا۔

میں اس لیے ایسی سوچ رکھتی ہوں کیونکہ میں پولیس کمشنر کی بیٹی نہیں ہوں۔ نینا نے زچ ہوتے غصے سے کہا

۔ مگر آپ تو اس دن کسی سے کہہ رہی تھی ناں کہ آپ بہت بڑے باپ کی بیٹی ہیں ارمان شرارتی لہجے میں بولا۔

وہ تو میں اس لڑکے کو ڈرا رہی تھی۔ یہاں سے ٹرن لے لیں نینا نے موبائل کو دیکھتے ہوئے ارمان کو ٹرن لینے کو کہا۔

مس نینا آپ نے مجھے بتایا نہیں کہ آپ کو کہاں جانا ہے۔

ارمان پانی کی بوتل کا ڈھکن کھولے اسے منہ کو لگائے دوبارہ نینا سے سوال کیا۔

اسی لڑکے کی پٹائی کرنے۔

ارمان خان جو پانی کی بوتل کو منہ لگائے ہوئے تھا یکدم اچھو لگے سے سارا پانی منہ سے باہر کو آیا تھا۔

کیا ہوا مسٹر خان؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟ نینا نے پریشانی سے پوچھا۔

ارمان خان نے حیرانگی سے نینا کو دیکھا تھا۔ ارمان خان کو نینا کا دماغ کھسکا ہوا لگا تھا۔ ارمان خان خود پر قابو پاتا سیدھا ہوتا ڈرائیو کرنے لگا۔

مس نینا،، یعنی کہ آپ اکیلی اُس لڑکے کی پٹائی کرنے جا رہی ہیں۔ اگر میں نہ آتا تو آپ اکیلی ہی چل پڑتیں۔ ارمان خان نے حیران ہوتے پوچھا تھا۔

ہاں۔۔۔ نینا نے جواب دیا۔ ارمان خان نے حیرانگی سے نینا کو دیکھا تو وہ نینا کو بے وقوف سمجھتا تھا۔ مگر اُسے آج اندازہ ہوا تھا وہ جتنا نینا کو بے وقوف سمجھتا تھا وہ اس سے بڑھ کر تھی۔۔۔ آپ کو نہیں لگتا آپ کو یوں اکیلے ایسا کام نہیں کرنا چاہیے۔ میرا مطلب ہے کچھ بھی ہو وہ ایک مرد ہے اگر اُس کا مقابلہ کرنا اتنا آسان ہوتا تو یقیناً آپ کی فرینڈ کب کا کر چکی ہوتی۔ میں مانتا ہوں آپ کی انٹینشن اچھی ہے آپ اپنی فرینڈ کی مدد کرنا چاہتی ہیں۔ مگر آپ کو نہیں لگتا۔۔ آپ کی فرینڈ آپ کو مشکل میں ڈال رہی ہے اپنی وجہ سے۔۔ ارمان خان نے نینا کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔۔

اِس میں مشکل کی کیا بات ہے۔ میں ایسے لڑکوں کو ٹھیک کرنا جانتی ہوں۔ نینا پُر اعتماد لہجے میں بولی۔

پھر بھی آپ کو کسی کی مدد لینی چاہیے تھی۔ یوں منہ اُٹھا کر اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا۔ ارمان کا لہجہ ناچاہتے ہوئے بھی سخت ہوا تھا۔

بلکہ وہ اچھا خاصہ جھنجھلا گیا تھا اس کی اہم میٹنگ تھی۔ اور وہ یوں نینا کے ساتھ سڑکوں پر خوار ہو رہا تھا۔

یعنی کہ مجھے ایک مرد کی مدد لینی چاہیے تھی۔ یہی کہنا چاہتے ہیں نہ آپ۔۔۔ نینا نے تیز لہجے میں سوال کیا۔

ہاں بالکل۔۔۔ آپ کو ایسا کرنا چاہیے تھا۔ انفیکٹ آپ کی دوست کو اپنے بھائی، یا فیملی میں سے کسی کو بتانا چاہیے تھا۔ آپ اکیلی لڑکی اُس لڑکے کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ارمان نے اس بار بھی سنجیدگی سے کہا۔۔

کیوں ایک مرد نے کیا کر لینا تھا؟ جو عورت نہیں کر سکتی۔ کیا فرق ہے عورت اور مرد میں؟

نینا کے بے وقوفانہ سوال پر ارمان نے غور سے نینا کو دیکھا۔۔

فرق تو اچھا خاصہ ہے۔ ارمان نے نینا کے خوبصورت سراپے کو غور سے دیکھتے معنی خیز لہجے میں کہا۔ نینا کے گھورنے پر ارمان سنبھلا تھا۔ میرا مطلب ہے اچھا خاصہ فرق ہے۔ فزیک کا

فرق، طاقت کا فرق ہے۔ سوچ کا فرق ہے۔ عورت صنف نازک ہے۔ ارمان گڑبڑاتے ہوئے بولا۔

واٹ ایور۔۔۔ مجھے نہیں لگتا عورت اور مرد میں کوئی فرق ہے۔ میرے خیال سے عورت اور مرد برابر ہیں یہ سوچ ہی ہوتی ہے جو عورت کو مرد سے کمتر ظاہر کرتی ہے۔۔ آج کی عورت وہ سب کچھ کر سکتی ہے۔ جو مرد کرتا ہے۔

نینا نے کہتے ہوئے یکدم ارمان کو گاڑی روکنے کو کہا۔ مسٹر خان،، گاڑی روکیں وہ دیکھیں یہی بائیک ہے۔ میری فرینڈ نے مجھے بائیک کا نمبر سینڈ کیا تھا۔

ارمان نے سامنے دیکھا جہاں دو بائیکس ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ جن میں تین تین لڑکے بیٹھے ہوئے تھے۔ جو وَن ویلنگ کر رہے تھے۔ شور کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

مس نینا آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔

یہ ایک لڑکا نہیں چھ لڑکے ہیں۔ میں گاڑی نہیں روک رہا۔ میں آپ کو یہ بے وقوفی نہیں کرنے دوں گا۔ ارمان نے سرد لہجے مین نینا سے کہا۔

نینا نے ایک نظر ارمان کو دیکھا تھا۔ دوسرے ہی پل نینا نے تھوڑا آگے ہوتے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھ کر ہارن کو بجایا تھا۔

مس نینا یہ کیا کر رہی ہیں؟ ارمان غصے سے بولا۔

مگر نینا نظر انداز کرتی لگاتار ہارن دے رہی تھی جس پر وہ لڑکے اپنی بائیکس روک چکے تھے۔

مسٹر خان گاڑی روکیں۔ میں ان کو ٹھیک کرتی ہوں نینا ان لڑکوں کو گھورتی ہوئی بولی۔

مس نینا یہ گاڑی نہیں رکے گی۔ آپ کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ آپ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ارمان جھنجھلاتے ہوئے بولا۔

کیوں نہیں کر سکتی۔ آپ مجھے ہلکا لے رہے ہیں میں کراٹے بیلٹ ہولڈر ہوں۔ آپ دیکھیے گا دو منٹ میں سیدھا کر دوں گی انھیں۔ اور آپ ڈریں مت وہ آپ کو کچھ بھی نہیں کہیں گے میں پہلے ہی ان کا کام تمام کر دوں گی۔ ویسے بھی ایسے لوگ اندر سے کافی ڈرپوک ہوتے ہیں۔ دیکھنا کیسے ڈر کے مارے بھاگ جائیں گے۔

نینا تحمل سے بولتے ارمان خان کو اچھا خاصہ غصہ دلا چکی تھی۔ جو صبح صبح اپنا ٹائم ویسٹ کرتا ان چیپ لڑکون کا پیچھا کر رہا تھا۔

اب وہ لڑکے گاڑی کے ساتھ ساتھ اپنی بائیکس چلا رہے تھے انہوں نے نینا کو دیکھ لیا تھا اور نینا پر آوازیں کس رہے تھے۔

ارمان خان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔ ارمان خان نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔ مگر نینا نے گاڑی کی ہینڈ بریک کھینچ ڈالی تھی۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ وہ لڑکے بھی گاڑی کو رکتا دیکھ کر اپنی بائیکس روک کر نیچے اُترے تھے۔

ارمان نے لب بھینچ کر انھیں دیکھا۔

نینا گاڑی کا دروازہ کھولتے اتری تھی۔ اور ان لڑکوں کے پاس جا کر کھڑی ہوئی۔ اُس نے ان لڑکوں کو کچھ کہا تھا جس پر وہ ہنسنے لگے تھے۔ نینا نے کھینچ کر ان میں سے ایک لڑکے کو تھپڑ دے مارا تھا۔

ارمان خان گاڑی میں بیٹھا سب دیکھ رہا تھا۔

صورت حال کی سنگینی کو سمجھتا ہوا ارمان خان جلدی سے گاڑی سے اترا تھا۔ اس سے پہلے وہ لڑکا نینا پر ہاتھ اٹھاتا۔ ارمان نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔۔۔ لڑکی پر ہاتھ اُٹھانے والا مرد بزدل ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے ایسے مردوں کا ہاتھ جڑ سے اکھاڑ دینا چاہیے۔ ارمان نے ایک جھٹکے سے اس کی کلائی موڑی تھی۔ لڑکا درد سے بلبلا اٹھا۔

اس کے دوست آگے بڑھے۔ ارمان خان کا مقابلہ کرنے۔ ارمان خان نے انھیں اچھا خاصہ پیٹ ڈالا تھا۔

واقعی میں لڑکے کافی ڈرپوک تھے۔ دو تین تو پہلے ہی بھاگ گئے تھے۔ ان میں سے ایک لڑکے نے چھوٹا سا چاقو نکال لیا۔ اُس نے ارمان خان کی کلائی پر وار کیا تھا۔ ارمان خان کی کلائی سے خون نکلتا دیکھ کر وہ بھی بھاگ گیا۔

ارمان نے اپنی زخمی کلائی کو دیکھا جہاں کٹ لگنے سے خون بہہ رہا تھا۔ شکر ہے کہ وینز بچ گئیں تھیں۔

نینا ارمان کی کلائی سے خون نکلتا دیکھ کر یکدم آگے بڑھی اور اس کی کلائی تھام لی۔

مسٹر خان یہ کیا ہوا؟ آپ کا خون بہہ رہا ہے۔ نینا پریشانی کے عالم میں بولی۔

کچھ نہیں ہوا چھوٹا سا کٹ ہے۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ ارمان خان اپنی کلائی کا خون اپنے ہاتھ سے روکتا ہوا بے تاثر لہجے میں بولا۔

آئی ایم سوری مسٹر خان! میری وجہ سے آپ کو چوٹ لگی۔ نینا ابھی بھی ارمان کی کلائی تھامے بھیگی آنکھوں سے بولی۔

نینا نے اپنے بالوں میں بندھے رومال کو اتارا تھا اور ارمان خان کی کلائی پر زور سے باندھنے لگی۔

ارمان خان نے غور سے نینا کا چہرہ دیکھا جو نظریں جھکائے اس کی کلائی پر رومال باندھ رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

ہوا کی وجہ سے نینا کے خوبصورت بال لہرا رہے تھے۔

ارمان خان کو وہ ایک خوبصورت پینٹنگ کی طرح لگی تھی۔ کیونکہ اتنی خوبصورتی اتنے خوبصورت رنگ مصنوئی پینٹنگ میں ہی ہو سکتے ہیں۔ حقیقت میں بھی اتنی خوبصورتی ہوتی ہے یہ ارمان خان نے نہیں سوچا تھا۔ ۔۔۔ ارمان خان مسکرایا تھا۔ نینا بہتے آنسوؤں کے ساتھ اس کی کلائی تھامے رومال باندھ رہی تھی۔

ارمان کے دل کی دھڑکنوں میں شور اُٹھا تھا۔ ارمان خانزادہ کا دل کیا تھا یہ منظر یہیں رک جائے۔۔ ارمان خان حیران ہوا تھا۔ کیا ہے یہ لڑکی؟ ابھی کتنی بہادر بن رہی تھی۔ اور ابھی

ذرا سا خون دیکھ کر بچوں کی طرح آنسو بہا رہی ہے۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ نینا کا اصل روپ ہے کیا؟ ابھی تو نینا کے کئی روپ ارمان خان کے سامنے آنے تھے۔ ارمان خانزادہ کے بچنے کے چانسز بہت کم تھے۔۔۔۔

نینا شاہ اور ارمان خان گاڑی روکے سڑک کے بیچ و بیچ کھڑے تھے۔ اسی اثناء میں باسط خان کی گاڑی وہاں سے گزری تھی۔

باسط خان نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہا۔ باسط خان نے حیرانگی سے یہ منظر دیکھا تھا۔ ارمان خان گاڑی کی بونٹ کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ ایک بے انتہا خوبصورت لڑکی اُس کی کلائی پکڑے کھڑی تھی۔

وہ جانتا تھا شہر میں ارمان خان کے کارنامے، جس کی آئے روز گرل فرینڈ بدلتی رہتی تھی۔ کتنی ہی دفعہ وہ ارمان خان کو اُس کی نت نئی گرل فرینڈز کے ساتھ دیکھ چکا تھا۔ باسط خان کی حیرانگی کی وجہ اُس لڑکی کا حسن تھا جو باسط خان کو بھی متاثر کر گیا تھا۔

دل پذیر! باسط خان نے ڈرائیور کو پکارا تھا۔

جی سائیں! ڈرائیور نے ادب سے جواب دیا۔

یہ لڑکی کون ہے؟ ارمان خان کے ساتھ۔ اِس کی تمام ڈیٹیلز نکلواؤ۔ یہ ارمان خان کو کہاں ملی۔ اِس کے کس قسم کے تعلقات ہیں ارمان خان کے ساتھ۔۔۔۔ مجھے ایک ایک چیز کی مکمل ڈیٹیلز چاہیے۔

باسط خان نے دل پذیر کو حکم دے کر گاڑی چلانے کو کہا تھا۔

ارمان خان نے آفس میں داخل ہوتے اپنے پی اے کو نئے پراجیکٹس کی مکمل ڈیٹیلز لانے کو کہا تھا۔ جو باسط خان ہینڈل کر رہا تھا۔

ارمان خان کو اِس پراجیکٹ کی مکمل ڈیٹیل دیکھنے کے بعد اندازہ ہوا تھا۔ اس میں جو کنڈیشن رکھی گئی تھیں وہ کمپنی کے لیے نقصان کا باعث بن سکتی ہیں۔ اِس میں فائدہ کے چانسز بہت کم ہیں۔

ارمان خان نے فوراً اسے یہ پراجیکٹ جس کمپنی کے ساتھ باسط خان نے ڈن کیا تھا کینسل کرنے کا حکم دیا بلکہ یہ پراجیکٹ کمپنی کے ایک سینیر ایمپلائے کو ہینڈل کرنے کو کہا۔

باسط خان کو جب اس بات کا علم ہوا تو وہ دندناتا ہوا ارمان خان کے آفس روم میں داخل ہوا تھا۔

ارمان خان،، تمھاری ہمت کیسے ہوئی۔ میرا پراجیکٹ کسی اور کو دینے کی۔۔ باسط خان غراتا ہوا بولا تھا۔

ارمان خان نے چیئر سے ٹیک لگائے باسط خان کو دیکھا تھا۔ کیونکہ تم اس پراجیکٹ کو صحیح طرح سے ہینڈل نہیں کر پا رہے تھے۔ تو ظاہر سی بات ہے مجھے یہ پراجیکٹ کسی اور کو ہی دینا تھا۔ ارمان خان تحمل سے بولتا باسط خان کو آگ لگا گیا۔

تم کون ہوتے ہو؟ یہ ڈیسائیڈ کرنے والے، یہ پراجیکٹ میرا تھا۔

باسط خان ٹیبل پر ہاتھ مارتا چلا کر بولا تھا۔

میں اس کمپنی کا ہیڈ ہوں۔ یہ مت بھولو،، فائنل ڈیسیشن میرا ہی ہوتا ہے۔ ارمان خان نے باسط خان کے انتہائی غصے کا جواب پھر سے بہت آرام اور سکون سے دیا تھا۔ میں تمھیں اس کمپنی کا ہیڈ نہیں مانتا۔ باسط خان غرایا۔

تمھارے ماننے یا نا ماننے سے کیا ہوتا ہے۔ جو میں ہوں سو میں ہوں۔۔ ارمان خان کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے اطمینان سے بولا۔ یہ پراجیکٹ تو میں ہی کروں گا۔ دیکھتا ہوں تم کیا کر سکتے ہو؟ باسط خان کی بات پر ارمان خان استھزائیہ مسکرایا تھا۔ لیٹس سی باسط خان۔۔۔ ارمان خان چیئر سے اٹھتا باسط خان کے مقابل جا کر کھڑا ہوا۔ وِش یُو بیسٹ آف لک۔۔۔

ارمان خان نے باسط خان کو آنکھ ماری تھی۔

باسط خان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔

تھینکس فار یور بیسٹ وشز۔۔ مگر یہ وشز میری شادی کے لیے سنبھال کر رکھنا۔ جب میں دوسری شادی کروں گا۔

باسط خان مسکرا کر بولا تو ارمان خان کے لبوں کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی۔

یہ مت بھولو کہ حویلی میں تمھاری منکوحہ ہے۔ اور وہ میری بہن ہے۔ اگر تم نے ایسا سوچا بھی تو باسط خان تمھاری جان لینے میں ایک پل نہیں لگاؤں گا۔ ارمان خان نے باسط کو گریبان سے پکڑا تھا۔

باسط خان نے جھٹکے سے اپنا گریبان چھڑایا۔ تم روکو گے مجھے۔۔ باسط خانزادہ کو روکو گے۔۔ زرمینے حویلی میں میری منکوحہ ہے۔ اور ساری عمر میری منکوحہ ہی بن کر رہے گی۔ بیوی تو اُسے میں کبھی نہیں بناؤں گا۔ جہاں تک بات ہے دوسری شادی کی یہ تو ہماری حویلی کی روایت ہے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا۔ باسط خان طنزیہ مسکرایا تھا۔

باسط خان اگر میری بہن کو تمھاری وجہ سے ذرا بھی آنچ آئی تو میں بھول جاؤں گا کہ تمھارا مجھ سے کیا رشتہ ہے۔ ارمان سرد آواز میں دھاڑا۔

اور میری بہن کا کیا جو حویلی میں تمھاری منگیتر ہے یہاں تم جو کرتے پھرتے ہو۔ مجھے اچھی طرح پتہ ہے۔ اتنی تو تم ٹائی نہیں بدلتے جتنی تم گرل فرینڈز بدلتے ہو۔ باسط خان کی آواز میں بھی غراہٹ نمایاں تھی۔

اچھا میری گرل فرینڈز کا تمھیں پتہ ہے۔ جو تم بازار حُسن کا آئے روز چکر لگاتے ہو۔ اس کا کیا؟ نغمانہ کے ساتھ تمھارے کیا تعلقات ہیں؟

خان دادا کو پتہ چل گیا تو تمھیں پتہ ہے تمھارا کیا ہو گا۔

ارمان خان نے دوبارہ سے باسط خان کا گریبان پکڑا تھا۔

ارمان خانزادہ۔۔ خان دادا کی دھمکی کسی اور کو دینا۔ نغمانہ کے ساتھ میرے تعلقات اتنے گہرے نہیں کہ میں اُس کے ساتھ شادی کر لوں۔

لیکن ہاں یہاں شہر میں ایک بے انتہا حسین چہرہ دیکھ چکا ہوں۔ یقین مانو میرے دل کا قرار لٹ چکا ہے۔ عنقریب اُسے اپنی بیوی بنا کر شہر میں رکھوں گا۔ ہاں جہاں تک زر مینے کی بات ہے تو تم فکر مت کرو اُسے بھی بیوی کا درجہ دے دوں گا۔ اب اِس کے لیے رخصتی ضروری نہیں۔ باسط خان آگ لگاتی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا آفس کا دروازہ دھاڑ سے بند کرتا چلا گیا۔

باسط خان کے جانے کے بعد ارمان خان نے غصے سے زور دار مکہ ٹیبل پر مارا تھا۔ دیکھ لوں گا تمھیں میں باسط خان۔۔۔ ارمان خان اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا آفس کے چکر لگاتے اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔

روحان گھر آکر بھی اُس پری چہرہ کو بھول نہیں پا رہا تھا۔ اِس وقت وہ اپنے کمرے کے ٹیرس پر کھڑا اپنے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اُسے یاد کر رہا تھا۔

اس کا گلابی چہرہ بار بار روحان شاہ کی نظروں کے سامنے آرہا تھا۔ روحان شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ اس کا ڈراسہا گھبرایا روپ یاد کر کے۔ وہ سیدھا روحان شاہ کے دل میں اُتر چکی تھی۔ روحان شاہ کو ڈری سہمی لڑکیاں بالکل پسند نہیں تھیں۔ اس کی اپنی بہن نینا بہت

زیادہ نڈر تھی۔ یہ الگ بات ہے وہ بے وقوف بھی حد سے زیادہ تھی۔ بہت کوششوں کے بعد وہ نینا کو بدل نہیں سکا تھا۔ جو ہر کسی پر منٹوں میں اعتبار کر لیتی تھی۔ مگر یوں ہر بات پر گھبرانا، چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونا روحان کو تھوڑا عجیب لگا تھا۔ روحان شاہ کو پُر اعتماد لڑکیاں پسند تھیں۔ مگر ایسی کیا بات تھی اُس میں،، روحان شاہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ دل و دماغ بس اُسے ہی سوچے جا رہا تھا۔

روحان شاہ مسکراتا ہوا ٹیرس پر کھڑا بدلتے ہوئے ٹھنڈے موسم کو انجوائے کرنے لگا۔ طبیعت میں عجیب سا سرور چھا رہا تھا۔ گلابی حجاب میں وہ معصوم ڈرا سہما سا چہرہ یاد کر کے روحان شاہ کے پورے وجود پر مدہوشی طاری ہو رہی تھی۔

باسط خان آفس سے نکلتا غصے سے بائے روڈ ہی سوات کے لیے نکل چکا تھا۔ باسط خان کا غصہ ارمان خان پر بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ وہ اِس وقت اپنے دل میں زرمینے کے لیے بھی بے انتہا نفرت محسوس کر رہا تھا۔ زرمینے کے ساتھ اُسے کیا کرنا ہے۔ وہ اچھی طرح سوچ چکا تھا۔ اِسے زرمینے کا وہ حال کرنا تھا کہ ارمان خان کی روح کانپ اُٹھے۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا زرمینے اِسے پسند کرتی ہے۔

مگر اب اِسے زرمینے کی پسندیدگی محبت میں تبدیل کرنی تھی۔ اُسے خود کا اتنا عادی بنانا تھا کہ وہ ارمان خان کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے باسط خان کو مانگے۔ اور ارمان خان گڑگڑاتے

ہوئے اس کے قدموں میں بیٹھ کر اپنی بہن کی خوشیاں مانگے۔۔ باسط خان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ دوڑی تھی۔

ارمان خان بہت غرور ہے نہ تمھیں کہ تم خان دادا کے سب سے بڑے پوتے ہو۔ اس بزنس کے ہیڈ ہو۔ حویلی میں تمھارا سکہ چلتا ہے۔ بہت جلد تم سے تمھاری ہر چیز چھین لوں گا۔ باسط خان سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے لبوں پر گہری مسکراہٹ سجائے ہوئے تھا۔

زرمینے باجی مجھے یہ پیراگراف سمجھ نہیں آرہا۔ کیا آپ مجھے سمجھا دیں گی۔

پری وش، زرمینے کے پاس آکر بولی تھی جو اپنے لمبے بالوں میں برش کر رہی تھی۔

اللہ باجی آپ کے بال کتنے خوبصورت ہیں ناں۔ پری وش زرمینے کے بال دیکھتے ہوئے بولی۔

جس پر زرمینے جھینپی تھی اور جلدی سے اپنا دوپٹہ اوڑھا۔

کیا سمجھنا تھا پری وش۔۔۔ زرمینے نے اُس سے اُس کی کتاب پکڑی۔ مگر کتاب کو دیکھ کر زرمینے کے چہرے پر مایوسی طاری ہوئی۔

یہ تو کیمسٹری ہے۔ میں نے میٹرک آرٹس میں کہا ہے۔ زرمینے نے کتاب پری وش کو پکڑائی تھی۔ زرمینے باجی آپ اتنی لائق ہیں مجھے انگلش فر فر پڑھاتی ہیں۔ آپ نے میٹرک آرٹس میں کیوں کیا؟ پری وش نے سوال کیا۔

ارمان لالا نے تو بولا تھا میں سائنس میں امتحان دوں میں ڈاکٹر بنوں۔ مگر بابا سائیں نے منع کر دیا تھا۔

ارمان لالا،، کے کہنے پر ایف اے کے پیپرز پرائیویٹ دیئے مگر آگے نہیں پڑھ سکی۔ کیونکہ باسط سائیں کو زیادہ پڑھی لکھی لڑکیاں نہیں پسند۔

باسط کے ذکر پر زرمینے کا چہرہ سرخ اناری ہوا تھا۔ پری وش نے غور سے زرمینے کا چہرہ دیکھا تھا۔ جو بے حد خوبصورت تھا۔

اللہ۔ زرمینے باجی، آپ کتنی خوبصورت ہیں۔ کاش میں بھی آپ جتنی خوبصورت ہوتی۔

پری وش کی بات پر زرمینے کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔ تم تو بہت خوبصورت ہو مجھ سے بھی زیادہ۔ زرمینے نے پری وش کے گال پر چٹکی کاٹی تھی۔ پری وش مسکرا کر رہ گئی۔

پری وش اِس حویلی کی ملازمہ کی بیٹی تھی۔ رقیہ بی بی جس نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگی اِس حویلی کے لوگوں کی خدمت میں گزار دی تھی۔ بیٹی ہونے کے بعد شوہر نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا کیونکہ وہ ماں بننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی تھی۔

وہ پری وش کو لے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حویلی آگئی تھی۔ لیکن اُن کے دونوں گردے ناکارہ ہونے کی وجہ سے وہ جلد ہی اللہ کو پیاری ہو گیئں۔ پری وش اُس وقت آٹھ سال کی تھی۔ رقیہ بی بی کے جانے کے بعد حویلی میں سب اُس سے چھوٹے چھوٹے کام کروانے لگے۔

تب ارمان خان نے اُسے سکول داخل کروایا تھا حویلی میں سب کو سختی سے منع کیا تھا کہ اسے کوئی بھی کام نہ کروایا جائے۔ پری وش اب سولہ سال کی تھی۔ ارمان خان کے کہنے پر ہی میٹرک سائنس میں کر رہی تھی۔

حویلی میں سب کا سلوک پری وش کے ساتھ بہت سرد تھا۔ بس زرمینے، رمل اور ارمان خان ہی اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آتے تھے۔

پری وش کچن کے کاموں میں بھی باقی ملازماؤں کا ہاتھ بٹاتی تھی۔۔ مگر وہ اپنے پڑھائی کے لیے ٹائم ضرور نکالتی تھی۔ وہ ڈاکٹر بننا چاہتی تھی۔ ارمان خان نے اس کے ساتھ وعدہ کیا تھا کہ وہ میٹرک میں اے گریڈ لائے گی تو وہ شہر میں اُس کا داخلہ کروائے گا۔

باسط خان حویلی میں داخل ہوا تو اُس کے قدم سیدھا حویلی کے مردان خانہ کی طرف جانے کی بجائے زنان خانہ کی طرف بڑھے تھے۔ نظریں کسی کو تلاشتے ہوئے قدم کچن کی طرف بڑھے تھے۔ زرمینے پر نظر پڑتے ہی باسط خان کی آنکھیں چمکی تھیں۔ باسط خان اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا زرمینے کی پشت پر کھڑا ہو گیا۔

زرمینے اپنی پشت پر کسی کی موجودگی کا احساس کرتے مڑنا چاہا۔ مگر باسط خان نے اُس کے کندھوں پر اپنے دونوں ہاتھ سختی سے جمائے تھے۔ زرمینے کا دوپٹہ سر سے اتار کر ایک سائیڈ

سے کندھے پر ڈالا اور اپنا ایک ہاتھ اس کے پیٹ پر جمائے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔

کک کک کون؟ زرمینے لرزتی آواز میں بولی تھی۔ میرے علاوہ کون تمھارے اتنے قریب آ سکتا ہے؟ زرمینے خانم۔۔ باسط خان کی آواز پر زرمینے کے ہواس مختل ہوئے تھے۔

بب بب باسط سائیں،، آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ کیا چاہیے آپ کو زرمینے نے لڑکھڑاتی آواز میں بمشکل لفظ ادا کیے۔

باسط خان نے ایک جھٹکے سے زرمینے کو سیدھا کرتے خود کے قریب کیا تھا۔

زرمینے گلابی ڈریس میں اس کے سامنے موجود تھی۔ بال ہلکے ہلکے گیلے تھے۔ شاید ابھی ابھی زرمینے نے شاور لیا تھا۔

زرمینے کے بدن سے اٹھتی دلفریب مہک باسط خان کو مدہوش کر رہی تھی۔

باسط خان نے اپنی گھنی مونچھیں زرمینے کے گال پر رگڑیں تھیں۔ زرمینے کے لبوں سے سسکی نکلی تھی۔ زرمینے کے گال پر سرخی دیکھ کر باسط کے عنابی لب مسکرائے تھے۔

زرمینے خانم،، ایک شوہر اپنی بیوی کے پاس کیوں آتا ہے اور کب آتا ہے؟ اتنا تو آپ کو پتہ ہی ہو گا۔ باسط خان نے گہری مسکراہٹ کے سوال کیا تو زرمینے کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہوا تھا۔ باسط خان کی بانہوں میں زرمینے کا بدن بے انتہا لرزنے لگا تھا۔ یعنی کہ آپ کو اچھی طرح پتہ ہے کہ ایک شوہر اپنی بیوی کے پاس کیوں آتا ہے باسط خان کے چہرے پر شرارت

تھی۔ زرمینے کی حالت دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نن نن نہیں مم مم مجھے تو نہیں پتہ زرمینے ہکلائی تھی۔

جس پر باسط خان نے قہقہ لگایا تھا۔

نہیں پتہ تو میں تمھیں،، پھر آج اچھے سے سمجھا دیتا ہوں کہ شوہر کو اپنی عورت سے کیا چاہیے ہوتا ہے۔ باسط خان کہتے ہوئے زرمینے کے گلابی ہونٹوں پر جھکا تھا اور شدت سے انھیں اپنی دسترس میں لیتے ہوئے زرمینے کی سانسیں خود کے اندر انڈھیلنے لگا۔

باسط خان نے ایک ہاتھ زرمینے کی کمر میں سختی سے جمایا ہوا تھا۔ دوسرا اس کی گردن پر پچھلی سائیڈ سے ڈالا ہوا تھا۔

زرمینے کا نازک وجود باسط خان کی پناہوں میں بے انتہا لرز رہا تھا۔

باسط خان مدہوش ہوتا اس کے گلابی لبوں کا رس پینے میں مشغول تھا۔ باسط خان کو جب لگا زرمینے کا نازک وجود بالکل بے جان ہونے لگا ہے تو باسط خان نے اُسے چھوڑا تھا۔

زرمینے کے نازک بے جان وجود کو اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے زور سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔ اُس کی کمر پر اپنے ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔

زرمینے خانم،، میری اِتنی سی شدت پر تمھارا یہ حال ہے۔ خانم،، رات رات بھر میری شدتیں کیسے سہو گی۔ باسط خان نے زرمینے کو کلائی سے پکڑے اپنے سامنے کیا تھا اور اس کے گیلے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا۔

باسط خان نے غور سے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے اُس کے شرمائے روپ کو استھزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا تھا۔

باسط خان نے زرمینے کی ناک میں سمپل سی سونے کی نتھلی کو چھوا تھا۔ باسط خان کو یہ نتھلی بے حد خوبصورت لگی تھی۔ اُس دن بھی زرمینے کی ناک میں نتھلی کافی اٹریکٹ کی تھی۔۔۔

ویسے خانم مجھے پتہ نہیں تھا کہ تم اتنی خوبصورت ہو اور اتنی رسیلی ہو۔۔ بہت نشہ ہے تمھارے ہونٹوں میں لگتا ہے آج کے بعد میں پینا چھوڑ دوں گا۔ جب جب مجھے پینے کی طلب ہو گی میں تمھارے رسیلے ہونٹوں کا رس پی کر مدہوش ہونا زیادہ پسند کروں گا۔۔۔

باسط خان دوبارہ سے زرمینے کے ہونٹوں پر جھکا مدہوش ہو چکا تھا۔

نینا اپنی فرینڈ کے ساتھ پینٹنگ ایگزیبیشن میں آئی تھی۔ اب ایک پینٹنگ کو دیکھ کر مسلسل گھور رہی تھی۔ ارمان خان بھی اسی پینٹنگ ایگزیبیشن میں موجود تھا۔ نینا کو دیکھ کر ارمان خان کو بے انتہا خوشی کے ساتھ حیرانگی ہو رہی تھی کہ قسمت مسلسل نینا شاہ کو ارمان خان کے ساتھ بار بار ٹکرا رہی تھی. یعنی کہ تقدیر بھی چاہتی ہے کہ عنقریب نینا میری گرل فرینڈ بن کر میری بانہوں میں آجائے۔ ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔

نینا اس وقت بلیک پینٹ کے ساتھ آف وائٹ شرٹ جس پر شارٹ بلیک جیکٹ پہنے ہوے تھی۔۔ بالوں کو بلیک ربن میں باندھے بہت سٹائلش اور موڈلگ رہی تھی۔

بیوٹی فُل! ارمان خان نینا کے پاس آ کر اُسے دیکھتے ہوئے مدہوشی کے عالم میں بولا تھا۔

نینا نے ارمان خان کو دیکھ کر حیرانگی سے سمائل دی تھی۔

ارمان خان کی نظر نینا کے ڈمپل میں ہی اٹک گئی تھی جو آج بھی جھلک دکھلا کر چھپ گیا تھا۔

مسٹر خان آپ یہاں پر! نینا خوشگواریت سے بولی تھی۔

ہاں میں یہاں ایک کام سے آیا تھا ایک دوست کے اصرار پر اس ایگزیبشن میں بھی آ گیا۔

ارمان خان نے نینا کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے کہا۔

کیا کہہ رہے تھے آپ؟ بیوٹی فُل! آپ کو یہ پینٹنگ کہاں سے بیوٹی فُل لگی۔

نینا نے رخ پلٹ کر دوبارہ سے پینٹنگ کو گھورا تھا۔ آپ کو پتہ ہے یہ یہاں کی سب سے مہنگی پینٹنگ ہے۔ یعنی کہ بیس لاکھ میں سیل ہوئی ہے۔ مجھے تو سمجھ ہی نہیں آ رہی یہ کس گدھے نے خریدی ہے۔ نینا دوبارہ سے اپنا رخ ارمان خان کی طرف کرتے ہوئے تپے لہجے میں بولی تو ارمان خان کو کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔ کیونکہ یہ پینٹنگ خریدنے والا ارمان خان ہی تھا۔

مسٹر خان،، آپ ٹھیک تو ہیں؟ کیا ہوا ہے آپ کو؟ نینا ارمان خان کو کھانستے دیکھ کر پریشان ہوئی تھی۔

اب ایسی بھی بات نہیں۔ اتنی اچھی تو ہے یہ پینٹنگ۔ ارمان خان نے خود پر قابو پاتے پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اچھا کیا خاص بات ہے؟ آپ مجھے بتائیں۔

اس پینٹنگ میں ایک لڑکی کو دکھایا گیا ہے. جو رو رہی ہے کہ ہنس رہی ہے سمجھ نہیں آرہا ہے۔ کچھ بھی واضح نہیں ہے۔ بس یہ اس لیے اچھی ہے کیونکہ یہ مہنگی ہے۔

اس سے اچھی تو پینٹنگ آپ مجھ سے بنوالیں۔ نینا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔

اچھا آپ پینٹنگ کرنا بھی جانتی ہیں۔ ارمان خان کو یہ جان کر حیرت ہوئی تھی کہ نینا پینٹنگ آرٹسٹ بھی ہے۔

نہیں جانتی تو نہیں مگر مجھے یقین ہے کہ میں اس سے اچھی پینٹنگ بنا سکتی ہوں۔ نینا نے مسکراتے ہوے کہا تو

ارمان خان اش اش کر اٹھا تھا نینا کے کانفیڈنس پر۔۔ ارمان خان کو اچھی طرح اندازہ ہوا تھا نینا اپنے بارے میں بہت خوش فہم بھی ہے۔ ارمان خان نے نینا کے حسین اور پر اعتماد چہرے کو دیکھ کر سوچا۔۔

نینا ابھی تک اس پینٹنگ کے بخیے ادھیڑنے میں مصروف تھی۔ ارمان خان جو کچھ دیر پہلے اتنی مہنگی پینٹنگ خرید کر بہت خوش تھا۔ اب نینا کی پینٹنگ کے بارے میں القابات سن کر اس کا دل بُرا ہوا تھا۔ آئی کانٹ بلیو دِس! یہ پینٹنگ بیس لاکھ کی ہے۔ نینا ابھی بھی صدمے میں تھی۔

مس نینا،،۔ آپ کو پینٹنگ کے ساتھ مسئلہ ہے یا پھر یہ اتنی مہنگی ہے یہ پرابلم ہے۔ ارمان نے سنجیدگی سے دریافت کیا۔

مسٹر خان،، مجھے یہ مسئلہ ہے کہ یہ جس بھی انسان نے خریدی ہے وہ کیا کرے گا اسے لے جا کر۔

اپنے عالیشان محل میں کسی دیوار پر سجادے گا۔ جسے ایک دفعہ وہ سجا کر دوبارہ مڑ کر بھی نہیں دیکھے گا۔ کیا ملے گا یہ فضول سی پینٹنگ اپنے عالیشان محل کی دیوار پر لگا کر،،، اگر وہ انسان یہی پیسہ کسی غریب کو دیتا اُس کا بھلا ہو جاتا۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو بیچارے کرائے کے گھروں میں رہتے ہیں۔ جھونپڑیوں میں رہتے ہیں انھیں ڈھنگ کا کھانا تک نصیب نہیں ہوتا۔

بھوک کیا چیز ہوتی ہے آپ تو یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں۔ نینا نے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا تو ارمان خان گڑبڑایا تھا۔

آپ کی بات اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مگر یہ پینٹنگ اتنی بُری بھی نہیں ہے۔ ارمان خان نے غور سے پینٹنگ کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے تعریف میں نینا زمین آسمان کے قلابے ملا چکی تھی۔۔

مسٹر خان،،، آپ میرے ساتھ یہاں پاس ہی ایک بازار ہے کسی دن چلیے گا۔ وہاں پر ایک دکان ہے۔ اِس سے کئی گنا اچھی پینٹنگز میں آپ کو دو چار ہزار میں دلوا دوں گی۔ اگر آپ کو

بہت اچھی پینٹنگ چاہیے ناں تو وہ بھی حد بیس پچیس ہزار میں مل جائے گی۔ اگر میرے ساتھ چلیں گے تو دو تین ہزار سستی ملے گی۔ وہ کیا ہے نان میں بارگینگ بہت اچھی کرتی ہوں۔ نینا ارمان خان کے قریب ہو کر آخری جملہ سرگوشی میں بولی تھی۔

ارمان خان اس کے انداز پر گہرا مسکرایا تھا۔

یقیناً آپ بارگینگ بہت اچھی کرتی ہوں گی۔ مجھے یقین ہے۔ دس کی چیز کی بیس میں لاتی ہوں گی ارمان خان نے آخری لائن مسکراتے ہوے خود سے بڑبڑائی تھی۔۔ مسٹر خان کیا کہا آپ نے؟ نینا کے پوچھنے پر ارمان خان سر جھٹکتا مسکرایا تھا۔۔ کچھ نہیں مس نینا،،، آپ نے ابھی اور پینٹنگز دیکھنی ہیں۔ اگر آپ نے گھر جانا ہے تو میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔ ارمان خان نے مشکل سے اپنی نظر نینا کے حسین چہرے سے ہٹاتے ہوئے پوچھا۔ نینا سامنے ہوتی ارمان خان کے لیے بہت مشکل ہو جاتا تھا اپنی نظریں نینا کے چہرے سے ہٹانا۔۔۔

جی نہیں میں یہاں نہیں رکنے والی یہ فضول سی پینٹنگز دیکھنے کے لیے۔۔ ویسے بھی مجھے بہت بھوک لگی ہے۔ مجھے کچھ کھانا تھا۔

مگر میری فرینڈ ابھی تک نہیں آئی۔ نینا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

آپ کی فرینڈ کہاں ہے؟ آپ اُسے بھی بلا لیں۔ مجھے بھی بھوک لگی ہے۔ ہم اکٹھے ہی ڈنر کر لیتے ہیں ارمان خان نے نینا کو آفر دی تھی۔ وہ نینا کے ساتھ وقت بتانا چاہتا تھا۔ نینا کے بدن سے اٹھتی مہک ارمان خان کو مدہوش کر رہی تھی۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ یہ نینا کے

پرفیوم کی خوشبو ہے یا پھر نینا کے بدن کی مہک ہے۔۔مجھے نہیں لگتا وہ اِتنی جلدی آئے گی۔نینا نے کہا۔

کیوں ارمان خان نے گہری سانس خارج کرتے ہوے پوچھا تھا

ایک تو مسٹر خان،، آپ سوال بہت کرتے ہیں۔

نینا ارمان کے سوالوں پر زچ ہوئی تھی۔ارمان خان حیران ہوا کہ وہ سوال زیادہ کرتا ہے؟نینا بات شروع ہی ادھی ادھوری کرتی تھی۔۔۔

اگر کوئی گرل فرینڈ اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ ڈیٹ پر جائے گی تو آپ کو لگتا ہے وہ اتنی جلدی فری ہوں گے۔نینا نے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے معصومیت سے کہا تو ارمان خان نے قہقہہ لگایا تھا۔

پھر تو آج رات آپ کی فرینڈ واپس نہیں آنے والی۔ارمان خان نے معنی خیز لہجے میں کہا تو نینا نے گھور کر ارمان خان کو دیکھا تھا۔کیوں وہ کیوں رکے گی اس کے ساتھ رات۔نینا غصے سے بولی۔

ویٹ آمنٹ۔مسٹر خان آپ کو لگتا ہے میری فرینڈ اپنے بوائے فرینڈ کے ستھ ہوٹل کے کمرے میں گئی ہے۔اف ائی واز ناٹ رانگ،، آپ یہی سوچ رہے ہیں ناں۔۔

نینا کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

آف کورس مس نینا! آپ نے خود ہی تو کہا ہے۔ ارمان خان نینا کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھ کر محفوظ ہوا تھا۔

مسٹر خان،، میری فرینڈ اس وقت میرے سامنے اپنے فرینڈ کے ستھ پینٹنگز دیکھ رہی ہے۔ اور وہ میرے ساتھ ہی واپس جائے گی۔ نینا نے سامنے دیکھتے ہوے اپنی فرینڈ کو اشارے سے ہاتھ ہلاتے ہوے ارمان خان کو ہونٹ پھیلا کر طنزیہ مسکراتے ہوے دیکھا۔ جیسے اُسے جتایا ہو میری فرینڈ ویسی نہیں ہے۔ جیسا وہ سوچ رہا ہے۔

نینا کے ایکسپریشن بہت کیوٹ تھے۔ ارمان خان دل ہی میں بہت انجوائے کر رہا تھا اُس کی حسین ادائیں۔ جو ارمان خان کو اُس کا اور دیوانہ بنا رہی تھیں۔۔

آئی کانٹ بلیو دِس! آپ ایسا سوچ سکتے ہیں۔

نینا کو ارمان خان کی بات بالکل بھی پسند نہیں آئی تھی اس لیے وہ غصے سے اپنا رُخ ہی موڑ گئی ارمان خان نے نچلا لب اپنے دانتوں تلے دبائے نینا کا غصے سے سرخ چہرہ دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔

اوکے اوکے،، مس نینا یہ میری غلطی ہے۔ میں مانتا ہوں مجھے آپ کی فیرینڈ کے بارے میں ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔ ارمان خان نے سیز فائر کیا۔ کیونکہ وہ نینا کو ناراض نہیں کر سکتا تھا۔

اِٹس اوکے مسٹر خان۔ نینا نے اپنے سَیل فون سے اپنی فرینڈ کو کال کی تھی۔

فرح کتنی دیر ہے یار،،، مجھے بھوک لگی ہے۔ نینا نے فون پر اپنے سامنے کھڑی فرینڈ سے بات کرتے کہا۔

اُففففف،،، او کے نینا نے منہ بناتے ہوئے فون بند کیا تھا۔

نینا نے فون بند کرتے ہی باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے۔ وہ ابھی بھی ارمان خان سے ناراض تھی۔

ایک منٹ مس نینا،، کہاں جا رہی ہیں آپ؟ ارمان خان نے نینا کو باہر جاتے دیکھ کر اس کے ہمقدم ہوا۔

مسٹر خان مجھے بہت بھوک لگی ہے میں کچھ کھانے جا رہی ہوں۔ میری دوست کو تو ابھی ٹائم لگے گا۔ نینا منہ بناتے ہوے بولی تھی۔۔

مس نینا مجھے بھی ڈنر کرنا ہے میرے ساتھ ہی چلیں۔ ارمان خان نینا کے ہمقدم ہوتا اسے آفر کرنے لگا۔

نو نو نو مسٹر خان۔ آپ کے ساتھ تو بالکل بھی نہیں۔ نینا کو ارمان خان کے ساتھ اُس دن والا لنچ یاد آیا تھا۔

مس نینا،، آج تو آپ کا کریڈٹ کارڈ آپ کے پاس ہی ہو گا۔ ارمان خان نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو نینا کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

کریڈٹ کارڈ تو ہے۔ مگر زیرو بیلنس کے ساتھ۔ نینا نے سمائل دی تھی۔

کوئی بات نہیں مس نینا،، آج کی ٹریٹ میری طرف سے ارمان خان کے کہنے پر نینا نے گھور کر دیکھا تھا۔

مسٹر خان آپ کو اپنی سیلری بچا کر رکھنی چاہیے۔ آپ کے پیسوں پر آپ کے ماں باپ آپ کے بہن بھائیوں کا سب سے زیادہ حق ہے۔ نینا کے بولنے پر ارمان خان نے گڑبڑاتے ہوے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔

چلیں مسٹر خان،، آج کا ڈنر میں آپ کو کرواتی ہوں مگر میری مرضی کی جگہ سے۔

آپ گاڑی تو لائے ہیں؟ نینا نے رک کر سوال کیا۔

ہاں لایا ہوں۔ ارمان خان نے جواب دیا۔

مسٹر خان،، مجھے سمجھ نہیں آتا۔ آپ کے مالک اپنی اتنی بڑی اور مہنگی گاڑی آپ کو کیسے دے دیتے ہیں۔ جو آپ کو سیلری ٹائم پر نہیں دیتے۔ نینا نے مشکوک نظروں سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔

مس نینا،، میں ان کا ڈرائیور ہوں۔ ظاہر سی بات ہے گاڑی میرے پاس ہی ہو گی۔ ویسے بھی میں اپنے مالک کو ڈراپ ہی کرنے آیا تھا۔

انھیں ابھی ٹائم لگے گا اسی لیے آپ کو آفر کر دی۔ ارمان خان نے لمبی چوڑی تمہید باندھی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا نینا کو سچ پتہ چلے وہ نینا کو اتنی آسانی سے ہاتھ سے نہیں جانے دے سکتا تھا۔ ابھی تو ارمان خان نے نینا کے کے خوبصورت لبوں کا جام پینا تھا۔ ارمان خان نے

سرد آہ بھرتے نینا کے خوبصورت گلابی کٹاؤ دار ہونٹوں کو دیکھ کر سوچا تھا۔۔نینا کے ساتھ ملاقات ہر بار ارمان خان کو جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر دیتی تھی. وہ عجیب سی بے چینی محسوس کرتا تھا۔کیسے ہو سکتا ہے ارمان خانزادہ کو کوئی نظر انداز کر دے۔کوئی اس کی شخصیت سے مرعوب نہ ہو۔نینا نے بے شک آج اس کے ساتھ ڈنر کیا تھا۔کتنی ہی باتیں بھی کیں تھیں۔ مگر اس کی آنکھوں میں اس کے لیے کوئی ستائش کوئی جذبہ نہیں تھا۔وہ بالکل نارمل انداز میں اس سے باتیں کر رہی تھی۔شاید اِسے ایک دوست سمجھ کر بلکہ اِسے دوست کا بھی درجہ نہیں دیتی تھی۔وہ بس اِسے ایک اچھا انسان سمجھتی تھی۔ہر بار نینا اسے حیران کر دیتی تھی۔

وہ اس کے ساتھ بالکل ایک عام اور چھوٹے سے ریسٹورنٹ میں گئی تھی۔

ارمان خان جانتا تھا۔نینا بہت زیادہ امیر کبیر نہیں لیکن اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق تھا۔ایک پوش ایریا میں اپنا ذاتی ایک کنال کا گھر تھا۔اس کی گرل فرینڈز جو مڈل کلاس چھوٹے چھوٹے گھروں سے ہوتیں انھیں کتنا شوق ہوتا تھا۔اونچے ریسٹورنٹس سے کھانا کھانے اور مہنگی جگہوں سے شاپنگ کرنے کا۔

وہ ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتی تھیں۔جو اچھے گھروں امیر کبیر تعلق رکھتی تھیں۔ان کا نخرہ تو آسمانوں سے باتیں کرتا تھا۔

نینا ان سب سے مختلف تھی۔ بناوٹ سے پاک بالکل خالص، جیسی اندر سے ویسی باہر سے، اتنی خوبصورت ہونے کے باوجود اُسے اپنی خوبصورتی کا ذرا گھمنڈ نہ تھا۔ اور یہی انداز بیگانگی خود سے لاپرواہی اُسے اور زیادہ خوبصورت اور دلکش بناتی تھی۔

ارمان خان وقت کے ساتھ اُس کا اور دیوانہ ہوتا جا رہا تھا۔ نینا اب ارمان خان کی ضد بنتی جا رہی تھی۔ جسے ہر حال میں اپنی گرل فرینڈ بنا کر بستر پر لانا چاہتا تھا۔

ارمان خان آفس میں بیٹھا صفدر کے ساتھ آفس کے معاملات پر ڈسکس کر رہا تھا۔ جب صفدر کو اچانک سے کچھ یاد آیا تھا۔

ارمان کل میں نے تجھے ایک لڑکی کے ساتھ دیکھا تھا۔ ایک چھوٹے سے ریسٹورینٹ کے سامنے،، میں تو حیران رہ گیا۔ ارمان خانزادہ اور اتنے عام اور چھوٹے سے ریسٹورینٹ میں۔۔۔

ویسے وہ لڑکی کافی خوبصورت تھی۔ کہاں ملی؟ صفدر نے پوچھا تو ارمان خان نے چیئر کے ساتھ ٹیک لگا کر سرد آہ بھری تھی۔

اُففففف،،، کس کا ذکر کر دیا تو نے اِس ٹائم؟ ارمان خان نے پین ٹیبل پر پھینک کر نینا کے خوبصورت سراپے کو یاد کیا تھا۔

ارمان وہ لڑکی مجھے کافی اچھے گھرانے سے لگی تھی۔ اچھے گھرانے سے ہی نہیں بلکہ وہ خود بھی کافی اچھی ہے ارمان خان صفدر کی بات کاٹتا ہوا بولا۔

اچھی ہے تو پھر تیری گرل فرینڈ کیسے بن گئی۔ صفدر کے طنز پر ارمان خان نے گھور کر دیکھا تھا۔

ابھی میری گرل فرینڈ نہیں بنی لیکن عنقریب وہ ارمان خانزادہ کی گرل فرینڈ ہو گی۔ کیونکہ ارمان خانزادہ کو کوئی زیادہ دیر تک نظر انداز نہیں کر سکتا۔ ارمان خود پسندی سے بولا تھا۔

ارمان تمھیں نہیں لگتا۔ تمھیں اُس لڑکی کے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ جس طرح تو باقی لڑکیوں کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ باقی لڑکیوں کی طرح نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو ابھی تک پکی ہوئی ڈال کی طرح تیری جھولی میں ہوتی جیسے تیری باقی گرل فرینڈز ہوتی تھیں۔

صفدر نے ارمان خان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب ہے تمھارا صفدر خان؟ میں کیا کرتا ہوں؟ میں کسی کو فورس نہیں کرتا کہ میرے ساتھ وہ تعلقات بنائیں۔ کوئی میرے پیسے کے پیچھے آتا ہے کسی کو میری جوانی چاہیے ہوتی ہے۔

جہاں تک بات ہے،، نینا شاہ کی،، وہ جتنی بھی اچھی ہو مگر میں اب اُسے بیوی بنانے سے تو رہا۔۔۔ بے شک میں حرا کو ناپسند کرتا ہوں مگر میں شادی اپنے ہی خاندان میں کرون گا۔ ارمان خانزادہ کی نسل اُس کے خاندان کی عورت سے ہی چلے گی۔ ارمان خان صفدر کی بات پر

ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا۔ ارمان تم خوامخواہ غصہ کر رہے ہو میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ میں تو بس اُس لڑکی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ سچ میں تیری ساری گرل فرینڈز میں پہلی دفعہ مجھے کوئی لڑکی اچھی لگی ہے۔ بے حد حسین جیسے چاند کا ٹکڑا۔ صفدر نے ارمان خان کا غصہ ٹھنڈا کرتے ہوئے کہا۔

ہے ناں،،،، سچ میں بے حد خوبصورت ہے۔۔ ارمان خان نے پھر سے ٹھنڈی اہ بھری تھی۔ نینا کے خوبصورت سراپے کو یاد کر کے۔۔

تم فکر نہ کرو،،، نیناشاہ اگلے تین چار سالوں تک تو کم از کم میری گرل فرینڈ رہے گی۔ اس سے پہلے تو میں اسے جانے نہیں دوں گا۔ ارمان خان نے آنکھ ماری تو صفدر خان تاسف سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔

اچھا، اب یہ مجھے گھورنا بند کر یہ بتا حویلی کا چکر کب لگائے گا۔ مورے تمھارا پوچھ رہی تھیں ارمان خان نے مسکراتے ہوئے صفدر سے کہا تھا۔ صفدر ارمان خان کا خالہ زاد تھا۔۔ جو شہر میں اپنی فیملی کے ساتھ رہتا تھا۔ ارمان خان کے ساتھ اس کا بزنس سنبھال رہا تھا۔۔ ارمان خان کا سب سے اچھا دوست تھا۔

بہت جلد ملنے آؤں گا۔ خانم بی سے،،، مجھے بھی سب یاد آ رہے ہیں۔

صفدر نے جواباً کہا تو ارمان سیدھا ہوتا دوبارہ سے فائلز کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

رمل گل اپنے ڈیپارٹمنٹ سے نکلی ہی تھی کہ اُسے کسی لڑکی نے پکارا تھا۔

رمل گل! آپ کا نام رمل گل ہے؟ اس لڑکی نے پوچھا تو رمل نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

وہ آپ سے کوئی ملنے آیا ہے۔ اُس لڑکی کے بتانے پر رمل حیران ہوئی تھی۔ اِس سے کون ملنے آسکتا ہے؟

ارمان لالا،،، ہوتے تو وہ اِسے انفارم کر کے آتے۔ رمل ابھی بھی حیران پریشان کھڑی تھی۔

اُس لڑکی نے دوبارہ اُسے مخاطب کیا۔ آپ میرے ساتھ چلیں،،، وہ آپ سے ہی ملنا چاہتی ہیں۔ وہ پیچھے راہداری ہے اُس طرف کمرے بنے ہیں۔ وہاں پر ایک کلاس میں بیٹھی آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔

اس لڑکی کے بتانے پر رمل حیران ہوتی اُس کے ساتھ چل دی۔ تھوڑی دور جا کر وہ لڑکی کہیں غائب ہو گئی تھی۔ رمل گل سر جھٹکتی اس لڑکی کی بتائی ہئی جگہ کی طرف بڑھ گئی۔

رمل حیران ہوتے اس کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ مگر وہاں پر مکمل اندھیرا تھا۔ رمل نے دیوار پر لگے بورڈ سے بلب ان کرنے کی کوشش کی۔ مگر کمرے کی لائٹ خراب تھی۔ روحان جو گھر جا رہا تھا رمل کو یونیورسٹی میں بنے ایک طرف کمروں کی جانب جاتے دیکھا تو حیران ہوا تھا وہ کمرے بلکہ وہ جگہ پر کچھ کنسٹرکشن ہو رہی تھی۔ اس لیے یہ حصہ بند کر رکھا تھا۔ مگر رمل وہاں پر کیا کرنے جا رہی ہے۔ وہ اس کے پیچھے اس کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ کسی نے کمرے کا دروازہ باہر سے لاک کر دیا تھا۔

روحان نے چلدی سے دروازہ کی طرف بڑھ کر اس کا لاک کھولنے کی کوشش کی مگر دروازہ کوئی باہر سے بند کر کے جا چکا تھا۔

کوئی ہے باہر؟ روحان نے اونچی آواز میں پکارا تھا۔ مگر کوئی ہوتا تو سنتا۔

روحان جھنجھلاتے ہوئے مڑا تھا کیونکہ اندھیرے میں رمل کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔

روحان موبائل کی ٹارچ آن کرتے رمل کی طرف بڑھا جو دیوار کے ساتھ لرزتی کانپتی کھڑی تھی۔

کیا کر رہی ہو تم یہاں؟ روحان اس کے رونے پر چڑتے ہوئے غصے سے چیخا تھا۔

وہ وہ،، مجھے کسی نے کہا کہ مجھ سے کوئی ملنے آیا ہے۔ وہ ادھر میرا انتظار کر رہا ہے۔ رمل لڑکھڑائی آواز میں بے ربط جملوں میں بولی۔۔۔

واٹ؟ اگر کوئی تم سے ملنے آتا تو وہ یونیورسٹی کے آفس میں تمھارا انتظار کرتا یا یہاں پر آتا۔

بے وقوف لڑکی،،، روحان جھنجھلاتے ہوئے بولا تو وہ اور زیادہ رونے لگی۔

روحان اِس کا رونا نظر انداز کرتا غصے سے اپنے موبائل سے کِسی دوست کو کال ملانے لگا۔ عین اِسی وقت اس کا موبائل لو بیٹری ہونے کی وجہ سے آف ہو گیا۔

روحان غصے سے اپنا موبائل اپنی پاکٹ میں ڈالتا دوبارہ سے دروازے کی طرف بڑھا اس نے ہینڈل کو بہت دفعہ کھینچا، دروازہ زور سے بجایا۔ مگر یہ یونیورسٹی آف ٹائمنگ تھی۔ اور ادھر کوئی آتا جاتا بھی نہیں تھا۔ روحان اپنے اشتعال پر قابو پاتے رمل کی طرف بڑھا۔

اپنا سیل فون دو مجھے۔۔۔ روحان نے رمل کے پاس جا کر اُس سے سیل فون مانگا۔

مم مم،، میرے پاس سیل فون نہیں ہے۔ رمل اپنے بیگ کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے روحان سے بولی۔

واٹ؟ تمھارے پاس سیل فون نہیں ہے۔ روحان حیرانگی سے چیخا تو رمل پھر سے آنسو بہانے میں مصروف ہو گئی۔ روحان نے بیزاریت سے اس کا رونا دیکھا تھا۔

روحان نے کمرے میں چاروں طرف نظر دوڑائی۔ پورا کمرہ خالی تھا۔ کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس سے دروازہ کھولا جا سکے۔

ایک طرف دیوار پر چھوٹا سا روشن دان تھا۔ جس سے ہلکی ہلکی روشنی آ رہی تھی۔ مگر ابھی اندھیرا پھیلنے سے یہ روشنی بھی ختم ہو جانی تھی۔ روحان کمرے کے چکر لگاتے ہوئے سوچنے لگا کہ اِسے کیا کرنا چاہیے۔ اگر یہاں کوئی نہ آیا تو رات اِنھیں اسی اندھیرے کمرے میں گزارنی پڑے گی۔

اس کی تو خیر تھی۔ مگر یوں اکیلی لڑکی کے ساتھ اگر یہ بات کسی کو بھی پتہ چل گئی تو رمل کے لیے مشکلات کا باعث بن سکتی ہے۔

اب کیا ہو گا؟ اِسے رمل کی روتی ہوئی آواز سنائی دی۔ جو بے وقوفی تم نے کی ہے۔ مس رمل خان،، اس کی بھرپائی تو کرنی ہو گی۔

روحان رمل کے قریب آتا ہوا بولا۔

کک کک،۔ کیسی بھرپائی؟ رمل کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

روحان رمل کے بہت پاس کھڑا تھا وہ اس وقت رائل بلیو کلر کے ڈریس میں ملبوس تھی۔ کندھوں پر بڑا سا دوپٹا ڈال رکھا تھا۔ بلیو ہی کلر کے سٹالر کا حجاب لیا ہوا تھا۔

روحان نے اپنا لائٹر آن کر تا رمل کے اور قریب ہوتا غور سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو دیکھنے لگا۔

وہ روحان کے اس طرح قریب آنے پر ڈر کے مارے کانپنے لگی تھی۔ اپنی آنکھیں زور سے بند کر لی تھیں۔

روحان نے دلچسپی سے اُس کے لرزتے کانپتے وجود کو دیکھا تھا۔ بہت غور سے اس کے خوبصورت نین نقوش دیکھنے لگا۔

رمل کے ہونٹوں کو دیکھ کر روحان کو عجیب سی بے چینی محسوس ہوئی۔۔ جیسے وہ صدیوں کا پیاسا ہو اور اس کی پیاس یہ نرم و ملائم ہونٹ ہی بجھا سکتے ہیں۔۔

روحان بے اختیاری میں اس کے ہونٹوں پر جھکنے ہی لگا تھا وہ آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے بولی تھی۔

پلیز مجھے مت چھونا،،۔ مجھے ہاتھ مت لگانا۔ پلیز مجھے رسوا مت کرنا۔

روحان جھٹکے سے پیچھے ہوا تھا۔ حیرت سے رمل کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے بے تحاشا لرز رہی تھی۔ روحان کو غصہ بھی آیا تھا رمل پر،،۔ کہ وہ اُسے اِتنا گھٹیا اور گِرا ہوا سمجھتی ہے۔۔

روحان نے اپنے ہاتھ سے اس کے گرد دیوار پر پن کیے تھے۔

آنکھیں کھولو۔۔ روحان اس کے چہرے کو دیکھتا ہوا بولا تو اُس نے اور زور سے اپنی آنکھین میچ لی تھیں۔

روحان اس کی اس حرکت پر بے اختیار مسکرایا۔

میں نے کہا اپنی آنکھین کھولو۔۔ روحان سرد اور اونچی آواز میں بولا تو اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔

روحان نے دوبارہ سے اپنا لائٹر جلا کر اس کے قریب کیا تھا۔

تمھیں کیا لگتا ہے۔ میں اِس اندھیرے کمرے میں تمھارا فائدہ اٹھاؤں گا ہاں،،، روحان نے اُس کے لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا تھا۔ تم میرے بارے میں ایسا سوچتی ہو۔۔ روحان نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تو اُس نے پہلے گردن اثبات میں ہلائی تھی اور پھر نفی میں ہلا گئی۔۔ روحان نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

اگر تم ایسا سوچتی ہو تو،، بالکل ٹھیک سوچتی ہو۔۔ میں سچ میں تمھارا فائدہ اٹھاؤں گا۔ سب سے پہلے تو میں تمھارے ان خوبصورت ہونٹوں کو اپنی وحشت کا نشانہ بناؤں گا۔ پھر تمھارے خوبصورت گالوں کو چوموں گا۔ پھر میں۔۔۔

روحان مسکراہٹ دبائے اسے تنگ کرتے ہوئے بولا تو وہ ہچکیوں سے بے تحاشا رونے لگی۔ روحان یکدم گھبرایا تھا۔

ارے ارے کیا ہوا؟ میں تو بس مذاق کر رہا تھا۔

روحان جلدی سے وضاحت دینے لگا۔ وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر نیچے بیٹھتی چلی گئی۔ اور شدت سے زار و قطار رونے لگی۔

روحان بھی اس کے پاس نیچے بیٹھا۔ سچ میں رمل،، میں مذاق کر رہا تھا میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں۔۔ پلیز چپ کر جاؤ۔۔۔ مگر رمل کے رونے کی شدت میں اور اضافہ ہو چکا تھا۔ روحان اِس وقت کو کوس رہا تھا۔ جب اُس نے مذاق کیا تھا اور اس کے پیچھے اس کمرے میں آیا تھا۔ روحان اس کے سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھ کر اپنا سگریٹ سلگا کر پینے لگا۔ کافی دیر تک رمل روتی رہی تھی۔ روحان شاہ سگریٹ پیتے ہوئے مسلسل اُسے دیکھ رہا تھا۔ آہستہ آہستہ شام گہری ہوتی جا رہی تھی۔ کمرے میں چھوٹے سے روشندان سے آتی تھوڑی سی روشنی بھی ختم ہو چکی تھی۔ روحان بار بار اپنا لائٹر جلا رہا تھا تاکہ اندھیرے میں رمل ڈر نہ جائے۔ اُسے پورا یقین تھا رمل صاحبہ اندھیرے سے بہت ڈرتی ہوں گی۔ جتنی ڈرپوک تھی

اُس سے تو اُسے یہی اندازہ ہوا۔۔ وہی بات ہوئی روحان نے لائٹر بند کیا ہی تھا کہ اس کی سسکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اسے جلا کر رکھیں پلیز۔۔۔ روحان نے مسکراتے ہوئے لائٹر جلایا تھا۔ آپ کے گھر والے پریشان ہو رہے ہوں گے ناں۔۔۔ روحان نے یونہی اس سے بات کی تھی،، بلکہ اُسے محسوس بھی ہو رہا تھا کہ وہ لڑکی ہے۔ یقیناً اُس کے گھر والے بہت پریشان ہو رہے ہوں گے۔ اگر نینا اس طرح رات کو گھر نہ آتی یا پھر اس کی کوئی اطلاع نہ آتی تو وہ کیسا محسوس کرتا۔ ماما بابا کیسا محسوس کرتے۔ روحان اچانک سے رمل کے گھر والوں کا سوچ کر بہت پریشان ہو گیا تھا۔ مم مم،، میں ہاسٹل میں رہتی ہوں۔ وہ ابھی سسکیوں کے درمیان ٹوٹے لفظوں میں بولی تھی۔

ویسے کہاں رہتی ہیں آپ؟ روحان نے لائٹر جلائے اس کے خوبصورت چہرے کو دل میں اتارتے ہوئے پوچھا۔ سوات، سوات میں رہتی ہوں۔ ابھی بھی اس کی آواز لڑکھڑا رہی تھی۔ ویسے اگر تم پورا جملہ بنا لڑکھڑائے بھی مکمل کر سکتی ہو۔ روحان نے شرارتی لہجے میں کہا۔ وہ خاموشی سے روحان کی بات سنتے ہوئے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے پھر سے رونے میں مصروف ہو گئی۔ روحان نے گہری سانس بھری تھی اسے یقین ہو چلا تھا رمل کا پسندیدہ مشغلہ رونا ہے۔۔۔ جیسے جیسے رات گہری ہو رہی تھی۔ سردی بڑھتی جا رہی تھی۔ روحان نے سامنے لائٹر جلا کر نظر دوڑائی تو وہ دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سو رہی تھی۔ مگر سوتے ہوئے بھی ہچکیاں لے رہی تھی۔ روحان اٹھتا ہوا اس کے قریب گیا تھا۔ پنجوں کے بل بیٹھتا ہوا

لائٹر کی روشنی میں اُسے دیکھنے لگا۔ اُس کا حجاب کھل چکا تھا۔ اس کے خوبصورت بالوں کی لٹیں اس کی گردن پر چپکی ہوئیں تھیں۔ روحان نے نرمی سے اُس کی لٹیں کان کے پیچھے کیں تھیں۔ غور سے اسے دیکھنے لگا۔ روحان کے دل نے ایک ہی بات کہی تھی۔ اس سے زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ چہرہ اُس نے آج تک نہیں دیکھا۔ روحان اُس کے پاس بیٹھا یہ بات دل و جان سے قبول کر چکا تھا کہ وہ روحان شاہ کے دل کی سرزمین میں داخل ہو کر پوری طرح قبضہ جما چکی ہے۔۔ روحان شاہ سر سے لے کر پاؤں تک اُس کا ہو چکا ہے۔ اور وہ بھی صرف اس کی ہے۔ صرف روحان شاہ کی۔

روحان شاہ نے اپنی جیکٹ اتار کر اس پر ڈالی تھی۔ اور نرمی سے اُس کے ماتھے پر اپنی محبت کا پہلا بوسہ دیا تھا۔

روحان شاہ اٹھتا دور جا کر اُس کے سامنے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے لائٹر جلا کر اسے دیکھنے لگا۔

روحان شاہ نے پوری رات آنکھوں میں کاٹی تھی جاگتے ہوئے گزاری تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا وہ اندھیرے میں ڈر جائے۔ روشندان سے ہلکی ہلکی روشنی آنے پر روحان کو اندازہ ہوا کہ صبح ہو چکی ہے۔ روحان کی آنکھ ابھی لگی ہی تھی کہ روحان فون بیل کی آواز پر ہڑبڑاتا ہوا اٹھا۔۔ روحان نے چونکتے ہوئے رمل کو دیکھا جو فق چہرے کے ساتھ روحان کو دیکھ رہی تھی۔ رمل نے کانپتے ہاتھوں سے اپنے بیگ سے موبائل نکالا تھا اور جلدی سے کال کٹ کی۔۔ اتنی دیر

میں کچھ مزدور جو یہاں پر کام کرتے تھے۔ انہوں نے آکر دروازہ کھولا تھا۔ تو رمل جلدی سے اٹھتی تقریباً بھاگتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔ روحان حیران ہوتا اپنی جگہ سے اٹھا، اپنا کوٹ پہنتا ہوا جلدی سے اُس کمرے سے نکل گیا۔۔

نیناشاہ کی فرینڈ علیشہ کی عنقریب منگنی طے پائی تھی۔ جس پر پورے گروپ نے ٹریٹ کی ڈیمانڈ کی تھی۔ علیشہ کا فیملی بیگ گراؤنڈ کافی مضبوط تھا۔ کافی امیر کبیر فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لیے اپنی تمام یونیورسٹی فرینڈز کو ایک بہت ہی اچھے ریسٹورنٹ میں لے کر آئی تھی۔ اب تمام فرینڈز ایک ٹیبل کے گرد بیٹھی کھانے کا ویٹ کر رہی تھیں۔ نینا اس ٹائم وائٹ پینٹ کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ جس پر لائٹ سکائے جیکٹ تھی پہنے ہوئی تھی۔ اپنے خوبصورت سٹریٹ بال کھول رکھے تھے۔

اسی اثناء میں ارمان خان ہوٹل میں داخل ہوا۔ ارمان خان کی ایک اہم میٹنگ تھی ایک فارن ڈیلیگیشن کے ساتھ۔۔۔ ارمان خان سوٹڈ بوٹڈ تیار آگے پیچھے گارڈز فارن ڈیلیگیشن کے ساتھ ایک شان بے نیازی کے ساتھ انتہائی مغرورانہ چال چلتے گارڈز کے حصار میں اند داخل ہوا تھا۔

نینا کی آنکھیں حیرت اور بے یقینی سے پھیلی تھیں۔ نینا کی تمام فرینڈز ارمان خان کی طرف متوجہ ہوئیں بلکہ بہت پر شوق اور والہانہ نظروں سے ارمان خانزادہ کو دیکھا تھا۔ جس کی سحر

انگیز شخصیت سے اس کی تمام فرینڈز مرعوب ہو چکی تھیں۔ بلکہ ارمان خانزادہ کو دیکھ کر آہیں بھر رہی تھیں۔

نیناشاہ سٹِل ہو چکی تھی۔ اس کی زبان گنگ ہو چکی تھی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا جو اس نے دیکھا ہے وہ سچ ہے۔

یہ مسٹر خان تھے۔ جو ابھی ابھی یہاں سے گزرے ہیں۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

ہاں یہ مسٹر خان ہی ہیں۔ مگر یہ کیسے ممکن ہے؟ ہو سکتا ہے مسٹر خان گارڈز میں سے ہو۔ نینا نے پھر سے بے وقوفوں کی طرح سوچا تھا۔

ارے یار،،، ارمان خانزادہ کیا پرسنیلٹی رکھتا ہے۔ میں تو کب سے اس پر فلیٹ ہو چکی ہوں۔

علیشہ نے آہ بھری تھی۔ باقی فرینڈز بھی علیشہ کا ساتھ دینے لگی کہ کیا پرسنیلٹی تھی اس بندے کی سب آہیں بھرتے ہوئے ہنس رہی تھیں۔ نینا علیشہ کی بات پر چونکی تھی۔

علیشہ تم کہاں ملی مسٹر خان سے؟ نینا نے پرسوچ انداز میں سوال کیا تھا۔

مسٹر خان کون؟ علیشہ حیران ہوئی۔

آئی مین ارمان خان سے تم کہاں ملی؟ نینا نے پوچھا۔

میں اپنے پاپا کے ساتھ اکثر پارٹیز میں جاتی رہتی ہوں۔ تمھیں تو پتہ ہے۔ وہیں ملاقات ہوئی تھی۔ ارمان خان، خان انڈسٹریز کا مالک، ارمان خانزادہ۔ سچ بتاؤں میں تو پاپا کے ساتھ پارٹیز

میں صرف ارمان خانزادہ کی وجہ سے جاتی ہوں۔ میرا کرش جو ہے ارمان خانزادہ۔ علیشہ نے پھر سے آہ بھری تھی۔

مگر نیناشاہ کی سوچ ایک ہی بات پر اٹک گئی تھی ارمان خانزادہ،، خان انڈسٹریز کا مالک۔

علینہ تمھیں غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ آئی مین ارمان خان تو ایک ڈرائیور کی جاب کرتا ہے۔ میرا مطلب ہے تمھیں غلط ہمی بھی تو ہو سکتی ہے۔۔

نیناشاہ اٹکتے ہوئے بولی تو علینہ نے قہقہہ لگایا تھا اس کی باقی فرینڈز نے بھی اس کا ساتھ دیا تھا۔

علیشہ کو ہنسی کا دورہ پڑ گیا تھا اس کی آنکھوں سے پانی نکل پڑا تھا۔ آئی کانٹ بلیو دِس۔ نینا تم یہ کیا کر رہی ہو۔ آئی ناؤ،،، تم بغیر سوچے سمجھے اکثر بات کر جاتی ہو۔۔ مگر تمھیں ارمان خانزادہ کہاں سے ڈرائیور لگا۔ اس کی پرسنیلٹی اُس کی ڈریسنگ، ابھی تمھارے سامنے سے گزرا ہے۔ لگتا ہے تم اُس کے کسی گارڈ کو ارمان خانزادہ سمجھ بیٹھی ہو۔ مجھے نہیں پتہ تھا تمھاری اتنی خوبصورت آنکھیں صرف تمھاری خوبصورتی میں اضافہ کرنے کے لیے ہیں۔ اصل میں ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ علیشہ نے بھونڈے انداز میں نیناشاہ کا مذاق اڑایا تھا۔ اس کی باقی فرینڈز بھی علشبہ کا ساتھ دیتے ہوے نینا کا مذاق اُڑانے لگیں۔ جو ارمان خان کو ڈرائیور کہہ رہی تھی۔

نیناشاہ کے لہو میں اُبال اُٹھنے لگے تھے۔ تو ارمان خانزادہ نے اُسے بیوقوف بنایا تھا۔

ارمان خانزادہ نے نہیں بیوقوف بنایا مجھے۔۔۔ نینا شاہ تُو تو بنی بنائی ہی بیوقوف ہے۔۔۔ نینا شاہ سوچتے ہوئے روہانسی ہوئی۔

نینا شاہ کا چہرہ غصے اور ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ اسے اپنی بیوقوفی پر رونا آ رہا تھا۔ واقعی میں علیشہ صحیح کہہ رہی ہے کہ اس کی پرسنیلٹی اس کی ڈریسنگ کی چمک دھمک دیکھ کر بھی مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ کیسے وہ ایک ادنیٰ سا ڈرائیور ہو سکتا ہے۔ نینا شاہ نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔ ایک ہی جست میں وہ اپنی چیئر سے کھڑی ہوئی۔ اس کی فرینڈز حیران ہوئیں تھیں اسے کھڑا دیکھ کر۔۔۔

نینا غیض و غضب و اشتعال لیے ارمان خان کی طرف بڑھی۔ جو کافی دور ایک طرف ٹیبل کے گرد بیٹھا میٹنگ کر رہا تھا۔

نینا غصے سے ارمان خان کی ٹیبل کی طرف بڑھی۔

اس کی فرینڈز حیران و پریشان نینا شاہ کو ارمان خانزادہ کی ٹیبل کی طرف بڑھتے دیکھ رہی تھیں۔

نینا ارمان خان کی ٹیبل کے پاس جا کر رک گئی تھی۔ ارمان خان جو فارن ڈیلیگیشن سے مسکراتے ہوئے پر اعتماد طریقے سے بات کر رہا تھا۔ نینا کو اپنے سامنے دیکھ کر ارمان خانزادہ کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ ارمان خان نے خود پر قابو پاتے نینا کو دیکھا جو آنکھوں میں شرارے

اور چنگاریاں لیے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ ارمان خان بوکھلاتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

نینا نے ایک نظر ارمان کو دیکھا۔ دوسرے پل اپنے نچلے ہونٹ کو بے دردی سے کاٹا تھا۔ نینا نے ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس کو اُٹھایا تھا اس سے پہلے ارمان خان کچھ سمجھتا۔ نینا گلاس کے اندر بھرا پانی اس کے چہرے پر پھینک چکی تھی۔ نینا کی اِس حرکت پر سب شاکڈ رہ گئے۔۔ نینا کی فرینڈز منہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑی ہو چکی تھیں۔ فارن ڈیلیگیشن کے لوگ بھی اپنی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

ارمان خان کے باڈی گارڈز دور کھڑے ایک ہی جست میں ارمان خان کے قریب آئے تھے۔

اس سے پہلے وہ نینا شاہ کی طرف بڑھتے۔۔ ارمان خان نے ہاتھ کے اشارے سے انھیں روکا تھا۔

ارمان خان نے ہاتھ سے اپنے کوٹ اور چہرے پر گرا پانی صاف کرتے ہوئے نینا کو دیکھا جس کا غصہ ابھی بھی کم نہیں ہوا تھا۔۔

نینا شاہ نے وہ گلاس زمین پر غصے سے زور سے پھینکا جو چھناکے سے چکنا چور ہو چکا تھا۔

پورے ہال میں لوگ نینا شاہ اور ارمان خانزادہ کی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔ صفدر خان نے لب بھینچ کر یہ منظر دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا اس میں یقینا ارمان خانزادہ کی ہی کارستانی ہو گی۔ اس

گلاس کا بل مسٹر خان کے بل میں سے کاٹ لینا۔ نینا نے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے ویٹر سے کہا اور غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔۔۔

زرمینے گل دو دن سے شرم سے بیر بہوٹی بنی پھر رہی تھی۔ چہرے پر گلال بکھرا ہوا تھا۔ ابھی بھی ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑے باسط خان کی اس دن کی بے باکیاں یاد کر کے زرمینے کو اپنے دل کی دھڑکنیں کانوں میں سنائی دینے لگیں۔ زرمینے گل خود کو دیکھتے ہوئے شرم سے دوہری ہوئی تھی۔ کیا باسط سائیں،، مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ زرمینے گل نے دھڑکتے دل کے ساتھ سوچا تھا۔ زرمینے اپنا دوپٹہ سائیڈ پر رکھتے اپنے بالوں کو رِبن سے آزاد کرتے بیڈ کی طرف بڑھی اور بھاری کمبل اوڑھے سونے کی تیاری کرنے لگی۔

زرمینے کو سوتے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔ جب زرمینے گل کو نیند میں اپنی کمر پر کسی کی کھردری انگلیوں کا لمس محسوس ہوا تھا۔ زرمینے گل کا ذہن نیند سے بیدار ہوا تھا۔

زرمینے کا خوف سے بُرا حال تھا۔ اب وہ انگلیاں بے باکی سے اس کے پیٹ پر سفر کر رہی تھیں۔ کسی کی سانسوں کی تپش زرمینے کو اپنی گردن کے پچھلے حصے پر محسوس ہوئی تھی۔ اس سے پہلے زرمینے کچھ سمجھتی۔ کسی نے اس کے پیٹ پر ہاتھ ڈال کر اُسے جھٹکے سے سیدھا کرتے اس کے چہرے پر جھکا تو زرمینے کی چیخ بلند ہوئی۔ جو رات کی خاموشی میں حویلی میں دور تک گونجی تھی۔۔ اس سے پہلے زرمینے مزید چیختی اُس نے زرمینے کے منہ پر سختی سے ہاتھ

جماتے ہوے سائیڈ لیمپ آن کیا تو زرمینے اپنے اوپر جھکے باسط خان کو دیکھ کر اپنی آنکھیں حیرت سے پھیلا گئی۔

زرمینے پھٹی پھٹی آنکھوں سے باسط کو دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا خانم؟ چیخی کیوں؟ اس دن بھی کہا تھا تمھارے اتنے قریب صرف تمھارا مجازی خدا آ سکتا ہے۔ تمھیں اتنے قریب سے تمھارے خوبصورت گداز بدن کو صرف باسط خان محسوس کر سکتا ہے۔ باسط خان نے ہاتھ زرمینے کے منہ پر جمائے ہوئے کہا۔ زرمینے کو اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ کچھ باسط خان کو اپنے سامنے یوں دیکھ کر جو پوری طرح اس پر چھایا ہوا تھا۔ باسط خان نے بہت سختی سے اپنا ہاتھ اس کے چہرے پر جمایا ہوا تھا۔

اب میں ہاتھ ہٹا رہا ہوں خانم۔ اب تمھاری آواز نہ نکلے۔ باسط خان نے ابرو اٹھائے اس سے کہا۔ ہمم اوکے۔۔۔۔

زرمینے کا سانس لینا دوبھر ہوا تھا۔ چہرہ بے انتہا تپش چھوڑ رہا تھا۔ پورا بدن کانپ رہا تھا۔ جس پر باسط خان نے اپنا پورا تسلط جمایا ہوا تھا۔ اس کی آواز کہاں سے نکلنی تھی۔

باسط خان کے کہنے پر زرمینے نے اپنی پلکیں جھپک کر اسے اثبات میں جواب دیا تھا۔۔ تاکہ وہ منہ سے اپنا ہاتھ ہٹائے۔ ورنہ یقیناً آج وہ اللہ کو پیاری ہو جاتی۔

باسط خان زرمینے کی اس حرکت پر مسکرا کر رہ گیا۔

باسط خان نے آہستگی سے اپنا ہاتھ ہٹایا تو زرمینے نے لمبا گہرا سانس خارج کیا تھا۔

زرمینے کی سانسیں اتھل پتھل ہو رہی تھیں جسے باسط خان محسوس کرتا زرمینے کے اوپر سے اٹھا تھا۔ زرمینے رخ پلٹتے لمبی لمبی سانسیں لیتے خود پر قابو پانے لگی۔

باسط خان بیڈ سے ٹیک لگائے زرمینے کی پشت کو دیکھنے لگا۔ زرمینے کا پورا بدن لرز رہا تھا۔ زرمینے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ وہاں سے اٹھتی اس لیے رخ پلٹے ہی اپنی پشت پر باسط خان کی نظروں کا احساس کیے اپنے کانپتے ہاتھوں سے کمبل گردن تک کیا تھا۔

باسط خان کے چہرے پر سرخی چھائی تھی۔ باسط خان نے ایک ہی جھٹکے سے کمبل زرمینے سے دور پھینکتے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر سیدھا کیا تھا۔ اور پھر اس پر پورے کا پورا سایہ فگن ہوا تھا۔

اب باسط خان کی گرم سانسوں کی تپش زرمینے کو اپنے چہرے پر محسوس ہوئی تھی۔

خانم کس سے چھپا رہی ہو خود کو؟ تمھارے جسم و جاں کا اب میں ہی مالک ہوں۔ تم سر سے لے کر پاؤں تک باسط خان کی ہو۔۔

مجھے حق ہے تمھارے جسم و جاں کے اندر اتر کر تمھاری روح کی گہرائیوں تک پہنچ کر تمھیں محسوس کروں۔

تمھاری بدن سے اٹھتی مہک کو اپنے اندر اتاروں۔ باسط خان کہتا ہوا زرمینے کے ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسیں روک چکا تھا۔ زرمینے باسط خان کی گرفت میں پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔ باسط خان پوری طرح زرمینے پر حاوی تھا۔ باسط خان شدت سے زرمینے کو اپنے لمس سے روشناس

کروا رہا تھا۔ اس لمس میں باسط خان کی محبت نہیں نفرت تھی۔ جو وہ زرمینے سے کرتا تھا۔ باسط خان کا بس نہیں چل رہا تھا۔ وہ زرمینے سے اُس کی سانسیں چھین لے۔۔ باسط خان پوری شدت سے زرمین کی سانسیں انحیل کر رہا تھا۔ زرمینے نے اپنے نازک ہاتھوں سے اُسے خود سے دور کرنا چاہا۔ باسط خان نے سختی سے اس کی کلائیاں تکیے پر جما کر پہلے سے بھی زیادہ شدت سے اُس کے نازک لبوں پر اپنا قبضہ جمایا تھا۔ زرمینے کی آنکھوں سے تکلیف کے مارے شدت سے آنسو بہنے لگے۔ جسے باسط خان نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا۔ مگر وہ ظالم بنا قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈھیلتے اُسے بے بس کرنے لگا۔ جب زرمینے بالکل بے حس و حرکت ہوئی تو باسط خان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی دی تھی۔ اور مسکراتے ہوئے زرمینے کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اٹھایا تھا۔

زرمینے لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ جب باسط خان نے زرمینے کی کمر میں ہاتھ لپیٹ کر اُسے اپنے سینے میں بہت بری طرح بھینچا تھا۔

بب بب باسط سائیں،،، مجھے چھوڑیں۔ مم مم مجھے سانس نہیں آرہا۔ زرمینے بمشکل لڑکھڑاتے ہوئے بولی تو باسط خان گہرا مسکرایا تھا۔

خانم،، ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں تو تمھارا یہ حال ہے۔ ابھی تو آج پوری رات تمھیں میری شدتیں سہنی ہیں۔ یہ تو آغازِ محبت ہے خانم۔۔۔

باسط خان نے اُسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے زخمی ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا تھا۔

جس پر باسط خان نے اپنی شدتوں سے گہرا کٹ لگایا تھا۔

زرمینے کی خوف سے آنکھیں کھل گئی تھیں۔

ویسے خانم جب تم اپنی براؤن بڑی بڑی آنکھوں کو اور بڑا کرتی ہو تو باسط خان کی دھڑکنوں میں عجیب طلاتم بھرپا کر دیتی ہو۔ باسط خان تمھارا اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔۔

باسط خان نے زرمینے کو جھٹکے سے تکیے پر گرا کر اس کی گردن پر شدت سے جابجا اپنے لبوں سے سفر کرنے لگا۔

باسط خان کی مونچھوں کی چبن اور گرم سانسوں کی تپش سے زرمینے کی گردن لال سرخ ہو چکی تھی۔ شدید جلن زرمینے کو محسوس ہو رہی تھی۔ زرمینے کی سانس تو تب اٹکی جب باسط خان کے ہونٹوں کا لمس اسے اپنے دل کے مقام پر محسوس ہوا تھا۔ زرمینے جی جان سے لرز گئی تھی۔ اس سے پہلے باسط خان اپنی حد پار کر کے بیچ میں زرمینے کی جان نکالتا۔ کسی نے زور سے دروازہ ناک کیا تھا۔ باسط یکدم زرمینے کے اوپر سے اٹھا تھا۔ کوئی بہت زور سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا۔ زرمینے کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ آواز لگاتی۔ شرم سے زرمینے کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ باسط نے زرمینے کو اشارے سے بولنے کا کہا۔ زرمینے نے اپنی سانسوں کو قابو کرتے بہت مشکل سے اپنی آواز نکالی تھی۔

کک کک کون؟ آواز اتنی ہلکی تھی کہ بمشکل ہی وہ باہر دروازے تک پہنچ سکی۔۔باسط خان نے غصے سے زرمینے کو گھورا تھا۔اُسے دروازہ کھولنے کو کہا۔خود باسط خان کھڑکی کے راستے چلا گیا جہاں سے وہ آیا تھا۔۔زرمینے باسط خان کے جانے کے بعد خود پر قابو پاتے اٹھی تھی دروازہ کھولا تو اپنے سامنے پری وش کو کھڑا پایا۔

زرمینے باجی آپ ٹھیک ہیں۔مجھے آپ کے کمرے سے چیخ کی آواز سنائی دی تو میں بہت پریشان ہو گئی تھی۔میں نے غنچہ کو بھی ساتھ چلنے کو کہا مگر اس نے میری بات نہیں سنی تو میں اکیلے ہی آپ کا پتہ کرنے آگئی۔۔پری وش کی آنکھوں میں آنسو تھے۔پری وش کی اتنی محبت پر زرمینے کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے۔ویسے بھی پری وش زرمینے کو اس وقت رحمت کا فرشتہ ہی لگی تھی۔جو اِسے باسط خان کی جان لینے والی شدتوں سے بچا گئی تھی۔ ورنہ زرمینے کو پورا یقین تھا آج وہ جان سے ہی جاتی۔۔۔

ارمان خان نینا شاہ کے جانے کے بعد خود کو سنبھالتا مسکراتے ہوئے چیئر پر بیٹھا تھا اور فارن ڈیلیگیشن کو بھی بیٹھنے کو کہا۔

There was an misunderstanding perhapes the lady had mistaken me for someone else. You just sit down .gentlemans

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے وضاحت دی تو فارنرز بھی ارمان خان کی بات سمجھتے ہوئے بیٹھ چکے تھے۔

صفدر نے تاسف سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔ ارمان خان نے صفدر کو آنکھ ونک کی تھی.

اُسے اشارے سے میٹنگ پر توجہ دینے کو کہا۔ ارمان خان کا پوری میٹنگ میں صرف نیناشاہ پر ہی دھیان رہا تھا۔ جو وہ آج کر کے گئی تھی. وہ صرف نیناشاہ ہی کر سکتی تھی۔

ارمان خان گہرا مسکرایا تھا.. واقعی میں نیناشاہ سب سے الگ ہے۔ ارمان خان سر جھٹکتا میٹنگ کی طرف متوجہ ہوا۔

نیناشاہ کا گھر آ کر غصہ ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ کیسے ارمان خان نے اُسے بیوقوف بنایا؟

نیناشاہ نے کمرے میں پڑا واز اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا۔ وہ اتنے دنوں سے اسے بیوقوف بنا رہا تھا اور وہ بیوقوفوں کی طرح اُس کی ہر بات پر یقین کر رہی تھی۔ نیناشاہ نے روہانسے ہوتے آئینے میں دیکھا تھا۔ نیناشاہ تجھ سے بڑا بے وقوف کوئی نہیں۔ اس کی ڈریسنگ اس کے بولنے کے انداز سب سے بڑھ کر وہ اُس دن مجھے کتنے بڑے ریسٹورنٹ میں لے کر گیا۔ اتنا کھانا آرڈر کیا میں تب بھی سمجھ نہ سکی کہ کیسے ایک ڈرائیور،، عام ملازم اتنے اعتماد سے اتنے عالی شان ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر کھانا کھا سکتا ہے۔

پھر ہمیں ان ہوٹل والوں نے جانے دیا بنا بل دیئے۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یقیناً مسٹر خان نے اس ویٹر کے ساتھ جا کر بل پے کیا ہو گا۔

نینا کا غصے سے بُرا حال تھا۔ لیکن مسٹر خان نے ایسا کیوں کیا؟ مجھ سے کیا چاہیے مسٹر خان کو؟ نینا نے آیینے میں خود کو دیکھتے ہوے اپنے جیکٹ کے بند کیے تھے۔۔

روحان شاہ تیزی سے رمل کے پیچھے گیا تھا۔ جو یونیورسٹی کے گیٹ پر رکشے کو روک کر اس میں بیٹھ چکی تھی۔

روحان جلدی سے اپنی بائیک سٹارٹ کر تا رکشے کے پیچھے گیا تھا۔ اُسے صرف رمل کی فکر ہو رہی تھی وہ چاہتا تھا وہ بخیر و عافیت ہاسٹل پہنچ جائے۔ ہوسٹل کے گیٹ پر رکشہ رکا تو رمل جلدی سے رکشے سے اُتر کر اسے پیسے تھماتی ہاسٹل کے اندر چلی گئی۔

روحان شاہ نے گہری اطمینان بھری سانس خارج کی تھی رمل کو ہوسٹل کے اندر جاتا دیکھ کر۔۔۔

مگر دماغ میں بہت سے سوال بھی گردش کر رہے تھے کہ اس نے جھوٹ کیوں بولا کہ اس کے پاس موبائل نہیں ہے۔ اگر وہ رات کو اسے موبائل دے دیتی تو اُنھیں اُس کمرے میں رات نہ بیتانی پڑتی۔ سب سے بڑی بات اُس کمرے میں رات گزارنے پر رمل کی خود کی حالت کتنی خراب تھی۔ ساری رات اس نے روتے ہوئے بے چینی سے گزاری تھی۔

روحان حیران ہو رہا تھا۔ رمل کی حرکتیں اسے پریشان کر رہی تھیں۔ اس کا بہت زیادہ ڈرنا، گھبرانا اور رونا عام نہیں تھا۔ کچھ تو ہے جو رمل چھپا رہی ہے۔ روحان شاہ سوچتے ہوئے گھر میں داخل ہوا تھا۔ سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ وہ تھوڑی دیر سو کر فریش ہونا چاہتا تھا۔ یونیورسٹی جا کر رمل سے مل کر پوچھنا تھا اس نے یہ سیل فون والی بات کیوں چھپائی۔ ویسے بھی روحان شاہ اب اُسے دیکھے بغیر ملے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

روحان شاہ نے مسکراتے ہوئے رمل کے خوبصورت چہرے کو سوچا تھا۔

نینا شاہ یونیورسٹی آف ہونے کے بعد گھر جانے کے لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی ہی تھی۔

جب ارمان خان نے اسے پکارا تھا۔

نینا شاہ کے پورے بدن مین غصے کی لہر اٹھی تھی۔ ارمان خان کی آواز پر۔۔۔۔۔ آج پورے ایک ہفتے بعد ارمان خان اُس کے سامنے تھا۔

نینا نے اپنا رخ ارمان خان کی طرف پلٹتے ہوے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے ارمان خان کو غصے سے اوپر سے نیچے تک گھور کر دیکھا تھا۔

اس کے ایسے گھورنے پر ارمان خان نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔ نینا شاہ کے تاثرات پر ارمان خان کو بہت ہنسی آ رہی تھی۔ جو آج بھی آنکھوں میں شرارے لیے اُسے گھور رہی تھی۔ ارمان خان کو لگا تھا نینا شاہ کا دل بہت نرم و نازک ہے۔ اسے اُس دن پتہ

چلا نینا شاہ کا غصہ بھی بہت خطرناک ہے۔ افففف۔۔۔ نینا شاہ کی یہ ادائیں۔ ارمان خان کو لگا تھا کسی دن وہ جان سے ہی جائے گا۔ جی فرمایئے مسٹر خان۔ نینا شاہ نے ارمان خان کو گھورتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیا تھا۔ اپنے دانت ایسے کچکچائے تھے۔ جیسے ابھی ارمان خان کو کچا چبا جائے گی۔ ارمان خان نے نینا کی اس ادا پر اپنا نچلا لب شرارت سے دانتوں تلے دبا کر نینا کو دیکھا۔ مس نینا،، مجھے آپ کو بتانا تھا کہ میں نے آپ سے جھوٹ کیوں بولا؟ ارمان خان نینا کے قریب ہوتا ہوا وضاحت دینے لگا۔ جب نینا شاہ نے اس کی بات کاٹی تھی۔ میں بتاتی ہوں مسٹر خان۔۔۔ آپ نے جھوٹ کیوں بولا؟ کیونکہ آپ کو مجھ سے لو ایٹ فرسٹ سائیٹ ہو گیا تھا۔ آپ کا دل پہلی ہی نظر میں مجھے دیکھ کر گھائل ہو گیا۔ آپ کو مجھ سے دھواں دار عشق ہو گیا ہے۔ اسی لیے آپ نے اپنی محبت کو پانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لیا ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں محبت اور جنگ میں سب جائز ہے۔ یہی کہنا ہے نہ آپ کو مجھ سے۔۔ نینا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی تو ارمان خان نے حیرت سے نینا کو دیکھا۔ وہ واقعی میں آج نینا سے یہی کہنے آیا تھا۔۔۔ مسٹر خان،،، آپ حیرت زدہ کیوں ہو رہے ہیں؟ آپ کو کیا لگتا ہے آپ پہلے مرد ہیں جو مجھ سے یہ کہیں گے۔۔ یونیورسٹی میں ہر کسی کو ہر دوسرے دن مجھ سے عشق کا بخار چڑھتا ہے۔۔ میرے کتنے ہی کزن مجھ سے محبت کا اظہار کر چکے ہیں۔ میرے گھر میں اپنا پرپوزل بھیج چکے ہیں۔ مگر نینا شاہ آپ جیسے مردوں کو منہ لگانا پسند نہیں کرتی جو لڑکی کا چہرہ دیکھ کر محبت کرتے ہیں۔ اور ویسے بھی میرے لیے یہ عشق، محبت فضول

ہیں۔ مجھے ان چکروں میں نہیں پڑنا۔ مجھے زندگی میں بہت کچھ کرنا ہے۔ عشق، محبت سے آگے بھی بہت کچھ ہے کرنے کو۔۔۔ یہ فضول بکواس میں مجھے نہیں پڑھنا۔ میں نے آپ سے بات کیا کرلی،،، آپ نے مجھے ان چیپ لڑکیوں کی طرح سمجھ لیا،، جو آپ کی پرسنیلٹی دیکھ کر مرعوب ہو جائے۔۔۔ مجھے لگا آپ ایک مجبور انسان ہیں۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر میں نے آپ کی ہر بات کا یقین کیا کہ ایک مرد کیسے رو سکتا ہے؟ اور آپ نے کیا کیا میرے ساتھ،، مجھے بیوقوف بنایا۔۔ اس کے لیے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کر سکتی مسٹر خان،، کبھی بھی نہیں۔ آئیندہ مجھے اپنا چہرہ مت دکھائے گا۔۔۔ نینا ارمان خان کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی غصے سے اپنی گاڑی کا دروازہ کھولا ہی تھا جب ارمان خان کی آواز پر پھر سے رکی تھی۔۔۔ مس نینا اس دن میرے آنسو جھوٹ نہیں تھے۔ ہاں میرے الفاظ ضرور جھوٹ پر مبنی تھے۔ مگر میرے آنسو بالکل سچے تھے۔ ارمان خان کی آواز میں نمی محسوس کر کے نینا نے غصے سے ارمان خان کی طرف رخ پلٹتے پھر سے ارمان خان کو گھورا تھا۔ مسٹر خان اب کونسا جھوٹ بول کر مجھے بیوقوف بنانا چاہتے ہیں۔ مس نینا مجھے آپ سے کوئی محبت نہیں ہوئی، کوئی عشق نہیں ہوا۔۔ ہاں آپ مجھے اچھی لگیں۔ اس کی وجہ آپ کا خوبصورت چہرہ نہیں بلکہ وجہ کوئی اور ہے۔

ارمان خان کے چہرے پر بے انتہا معصومیت اور انکھوں میں کرب تھا۔ مس نیناشاہ آپ کو لگتا ہے میں نے آپ کو بے وقوف بنایا ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے بس آپ سے جھوٹ بولا کیونکہ میں آپ سے صرف دوستی کرنا چاہتا تھا۔

مسٹر خان،،، میں نے کہانا میں لڑکوں سے دوستی نہیں کرتی۔ نیناشاہ ارمان خان کی بات کاٹتے ہوئے بولی تھی۔ مس نینا آپ میری پوری بات سن لیں پھر آپ جو فیصلہ کریں گی مجھے قبول ہو گا۔ بولیں مسٹر خان،، میں سُن رہی ہوں۔ نیناشاہ ارمان خان کو دیکھتے ہوئے بولی جس کے چہرے پر بے انتہا دکھ نینا کو دکھ رہا تھا۔

مس نیناشاہ آپ کا چہرہ مجھے اٹریکٹ کیا مگر اس وجہ سے نہیں کہ آپ بے انتہا خوبصورت ہیں۔ ارمان کان نے ایک نظر نیناشاہ کے خوبصورت حسین و جمیل چہرے پر ڈالی تھی۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کا چہرہ میری ایک دوست سے ملتا ہے۔ اتنی مماثلت ہے کہ مجھے لگا شاید آپ وہی ہیں۔ ارمان خان نے دکھ بھرے لہجے میں کہا تو نینا الجھن کا شکار ہوئی تھی۔۔۔ مطلب کیا ہے مسٹر خان۔ اگر میرا چہرہ آپ کی دوست سے ملتا بھی ہے تو آپ اپنی دوست کے پاس جائیں نہ میرے پاس کیوں آئے۔ نینا کو ارمان خان کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔ کیسے جا سکتا ہوں اپنی کزن اپنی سب سے اچھی دوست جس سے میں بے تحاشا محبت کرتا تھا۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں ہے۔ ارمان خان گہری یاسیت بھرے لہجے میں بولا تھا۔ واٹ؟ کیا

کہہ رہے ہیں مسٹر خان؟ مس نینا،،، آپ مجھے ابھی بھی جھوٹا سمجھ رہی ہوں گی۔ میں قسم کھاتا ہوں اپنی کزن کی۔ چلیں آپ کو اب تو میری بات کا یقین ہو گیا۔ ایک مرے ہوئے انسان کی کوئی بھی جھوٹی قسم نہیں کھاتا۔ بس آپ کو دیکھ کر مجھے وہ یاد آئیں۔ بے تحاشا یاد آئیں۔ تو میں نے آپ سے جھوٹ بولا تا کہ کچھ پل آپ کے ساتھ گزار سکوں۔۔۔ اب آپ بتائیں،،، کیا میں نے آپ سے اتنی ملاقاتوں میں کوئی چیپ حرکت یا کوئی ایسی ویسی بات کی۔ ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے نینا کو دیکھا جو آج بھی اس کی باتوں پر پوری طرح یقین کر بیٹھی تھی۔ ارمان خان آیا تو نینا کو اپنی جھوٹی محبت کا یقین دلانے تھا۔ مگر نینا کے تاثرات دیکھ کر نینا کی باتیں سن کر اسے اپنا پلین چینج کرنا پڑا اور تیر بالکل نشانے پر لگا تھا۔ نینا اپنی عادت سے مجبور اپنے نرم دل کے ہاتھوں مجبور اُس کی دکھ بھری داستان سن کر پھر سے اس پر یقین کر چکی تھی۔ کیا ہوا مس نینا؟ آپ کیا سوچ رہی ہیں۔۔ اگر آپ مجھے سزا دینا چاہتی ہیں پلیز مجھے سزا دیں۔۔ لیکن پلیز مجھ سے ناراض مت ہوئیے گا۔ صرف مجھ سے دوستی کر لیں۔ میں سمجھوں گا میری کزن میری دوست ابھی بھی زندہ ہے۔ جس کا دکھ مجھے اندر سے مار رہا ہے۔ ارمان خان نے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا جو کچھ سوچ رہی تھی۔ نینا ارمان خان کی بات پر یقین کر چکی تھی۔ ویسے بھی نینا شاہ کے خیالات ارمان خان کے بارے میں بہت بُرے نہیں تھے۔ اس کی وجہ وہ کل اور فنج تھا۔ جہاں جا کر نینا کو حیرانگی ہوئی تھی۔۔ وہاں کی تو حالت بدلی ہوئی تھی۔ وہاں پانی کی سہولت تھی اب۔۔ کمروں کا حال بھی اچھا تھا۔

بچوں کو نئے کپڑوں میں دیکھ کر نینا بہت خوش ہوئی۔۔اور وہ ادارہ کنسٹرکٹ بھی ہو رہا تھا تب نینا کو پتہ چلا کہ یہ سب کچھ ارمان خان نے کیا ہے۔۔۔

نینا کے دل میں ارمان خان کے لیے سوفٹ کارنر تو کل ہی پیدا ہو گیا تھا اور آج ارمان خان کے منہ سے اس کی سچائی سن کر اس نے اسے معاف بھی کر دیا تھا۔ ویسے بھی وہ واقعی میں ٹھیک کہہ رہا تھا کہ اس نے کوئی غلط یا چیپ حرکت نہیں کی اس کے ساتھ۔

نینا نے لب کاٹتے ہوئے سوچا۔

جی مس نینا کیا سوچا پھر آپ نے،،، ارمان خان نے سے اس کے چہرے پر بھرپور گہری نظر ڈالتے ہوے پوچھا تھا۔

سوری مسٹر خان،،، میں نے آپ کو غلط سمجھا۔ آپ نے جھوٹ بولا تو مجھے لگا کہ آپ۔۔۔۔ نینا شرمندگی سے نظریں جھکائے بولی۔

آپ کو لگا کہ مجھے آپ سے عشق ہو گیا ہے۔ ارمان خان نینا کی بات کاٹتا ہوا بولا جس پر نینا بے انتہا شرمندہ ہوئی تھی۔

ارمان خان کی بات پر نینا کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔

ارمان خان نے دلچسپی سے نینا کو دیکھا جو ابھی خود منہ پھاڑ پھاڑ کر عشق محبت کی باتوں پر لیکچر دے رہی تھی۔ اب اس کے کہنے پر شرم اور خفت سے سرخ پڑی تھی۔

ارمان خان حیران ہوا تھا۔ کہ نینا آخر چیز کیا ہے؟

اگر آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے تو کیا آپ میرے ساتھ لنچ کریں گی۔ ارمان خان نے سر جھٹکتے اسے لنچ کی آفر کی۔

سوری مسٹر خان،،، آج مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔ پھر کبھی پلیز آج کے لیے معذرت۔ وہ ابھی بھی شرمندہ تھی۔

اوکے مسٹر خان خدا حافظ۔ نینا مسکراتے ہوئے ارمان خان کو خدا حافظ کرتی اپنی گاڑی میں بیٹھ چکی تھی۔

ارمان خان نے گہری سانس بھرتے نینا کی گاڑی کو دیکھا تھا۔ ارمان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔ اس کے اتنا کچھ کرنے کے باوجود نینا شاہ نے آج پھر اس کی آفر رد کر دی تھی۔ ورنہ تو سے ارمان خان کی اصلیت جاننے کے بعد اس کے سٹیٹس اس کی کلاس سے متاثر ہو جانا چاہیے تھا۔

کوئی بات نہیں مس نینا،، بہت جلد تم مجھ پر حرف باحرف یقین کر کے اپنا آپ میرے ہاتھوں سونپ دو گی۔ ارمان خان طنزیہ مسکراتا ہوا اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔

آج پورا ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ رمل اس دن کے بعد یونیورسٹی نہیں آئی تھی۔ روحان شاہ پچھلے ایک ہفتہ سے بے انتہا بے قرار بے چین تھا۔ رمل کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا تھا۔

کیا ہوا روحان کس کا انتظار ہو رہا ہے؟ عینی نے روحان کو دیکھتے ہوئے کہا جس کی نظریں بے قراری سے کسی کی متلاشی تھیں۔ عینی روحان کی کلاس میٹ اس کی سب سے اچھی دوست تھی۔ اس کے علاوہ روحان سے شدید محبت بھی کرتی تھی۔

اس دن رمل کو کمرے میں لاک بھی اس نے ہی کروایا تھا۔ کیونکہ روحان کو اس دن رمل کے ساتھ باتیں کرتا دیکھ چکی تھی۔ روحان کے چہرے پر جو چمک آتی تھی رمل کو دیکھ کر وہ اچھی طرح سمجھ چکی تھی کہ روحان رمل کے خوبصورت چہرے پر مر مٹ چکا ہے جو عینی سے برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ انجانے میں وہ خود روحان کو رمل کے اور قریب لا چکی ہے۔۔۔ اس دن اس کمرے میں صرف رمل ہی لاک نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کے ساتھ روحان بھی تھا۔۔ مگر پچھلے کچھ دنوں سے رمل یونیورسٹی نہیں آ رہی تھی۔ اس سے عینی کے دل کو بہت سکون ملا تھا کہ شکر ہے اس سے جان چھوٹ گئی شاید وہ اس دن کے واقعے کے بعد یونیورسٹی ہی چھوڑ کر جا چکی ہے۔۔۔

روحان کے بے قرار دل کو قرار آیا تھا۔ وہ دشمنِ جاں بلیک کلر کے ڈریس میں بلیک ہی حجاب لیے اسے نظر آئی تھی۔

روحان بے قراری سے رمل کی طرف بڑھا مگر اگلے ہی پل روحان کی ماتھے پر سلوٹیں پڑی تھیں۔

رمل کسی لڑکے کے ساتھ باتیں کر رہی تھی جو اس کے قریب کھڑا اس سے کچھ کہہ رہا تھا شاید اس کے ڈیپارٹمنٹ کا لڑکا تھا۔ رمل نے مسکراتے ہوئے اس سے کچھ کہا تھا پھر آگے بڑھ گئی۔۔۔

روحان نے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا اسے دیکھ کر تو رمل کی آنکھوں سے آنسو برسات کی صورت میں جاری ہونے لگتے ہیں۔۔ رمل کی مسکراہٹ روحان شاہ کو زہر لگی تھی۔۔۔

روحان شاہ ایک ہی جست میں رمل تک پہنچا تھا۔۔ جو اسے دیکھ کر آج بھی ڈر گئی تھی اس کا چہرہ فق ہوا تھا۔

روحان نے اس کا ڈرا سہما چہرہ دیکھ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا اور اس کا ہاتھ پکڑ تا ایک طرف لے گیا جہاں کوئی نہیں تھا۔ اسے پِلر کے ساتھ لگاتے ہوے گہری نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔

رمل کا تو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں والی حالت تھی روحان کو سامنے دیکھ کر۔۔۔ گلابی چہرہ مزید گلابی ہو گیا تھا۔

ویسے تم مجھے دیکھ کر ڈر کیوں جاتی ہو اب میں اتنا بھی ڈراونا نہیں ہوں۔ اچھا خاصا ہینڈسم ہوں۔۔ روحان نے اس کے چہرے کو اپنے دل میں اتارتے ہوئے شرارت سے سوال کیا۔۔۔

مم مم نن نن نہیں میں آپ آپ سے ڈر تو نہیں رہی رمل گھبراتے ہوئے بولی تھی۔

اچھا ایسی بات ہے تو پھر یہ جملہ بنا لڑکھڑائے مکمل کرو۔

روحان شاہ نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا۔

آ آ آپ آپ مم مم مجھے یہاں کیوں لائے ہیں؟

وہ پھر سے لڑکھڑاتے ہوئے بولی تو روحان شاہ نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ اور رمل نے آنسو بہانا شروع کر دیے۔

کیوں مجھے مجبور کرتی ہو تمھارے آنسو دیکھ کر انھیں اپنے لبوں سے چن لوں۔

روحان کی بات پر رمل نے اپنی آنکھیں پھیلائیں تھیں۔ نن نہیں تو،،، آپ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ رمل نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

روحان نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔ رمل کے گلابی چہرے کو دیکھ کر یہ لڑکی دن بدن اس کی کمزوری بنتی جا رہی تھی۔۔ مجھے اپنا فون نمبر دو،، اب یہ مت کہنا کہ تمھارے پاس فون نہیں ہے۔ روحان نے اپنے ہاتھ اس کے ارد گرد پلر پر پن کیے تھے۔

مجھے یہ بتاؤ تم نے اُس دن جھوٹ کیوں بولا کہ تمھارے پاس فون نہیں ہے؟ کیا میرے ساتھ پوری رات گزارنے کا من کر رہا تھا۔۔ روحان اس کے بے حد قریب ہو کر اپنی گرم سانسوں کی بھاپ اس کے چہرے پر چھوڑتا ہوا بولا۔

اس کی بات پر رمل نے پھر سے آنسو بہانا شروع کر دیے تھے۔۔ مم مم میں آپ کو اپنا نمبر نہیں دے سکتی۔ رمل روتے ہوئے بولی۔

کیوں؟ کیوں نہیں دے سکتی؟ روحان نے سخت نظروں سے گھور کر دیکھا تو رمل کو اپنی جان اٹکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

وہ وہ ارمان لالا،،، نے منع کیا ہے کہ مم مم میں کک کک کسی کو بھی اپنا نمبر نہ دوں۔۔۔

اسی لیے مم مم میں نے اس دن آپ سے جھوٹ بولا۔ رمل سسکتے ہوئے بولی تو روحان نے گہرا سانس بھرا تھا۔

اپنا فون دو مجھے،، روحان نے اپنا لہجہ سخت کرتے ہوئے کہا۔ دانستہ اس نے اپنا لہجہ سخت کیا تھا وہ جانتا تھا وہ ڈر کے مارے ہی اپنا فون دے گی اُسے وہی ہوا رمل نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا موبائل بیگ سے نکال کر روحان کو تھمایا۔ روحان نے مسکراتے ہوئے اس کے موبائل سے اپنا نمبر ڈائل کیا تھا۔

روحان نے اُسے موبائل واپس تھمایا۔ روحان گہری لو دیتی نظروں سے رمل کو دیکھا تھا۔

پھر ماتھے پر سلوٹیں نمودار ہوئیں تھیں۔

وہ لڑکا کیا کہہ رہا تھا تمھیں؟ روحان نے پوچھا۔

کک کک کونسا لڑکا؟

وہی جس سے ابھی تم باتیں کر رہی تھی۔

مجھے نوٹس چاہیے تھے۔ اس سلسلے میں ہی،،۔ رمل انگلیاں چٹخاتے نظریں جھکائے بولی۔

دیکھو رمل تم بے حد معصوم ہو۔ وہ لڑکا ٹھیک نہیں ہے میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ آئیندہ تم مجھے اس سے بات کرتی نظر نہ آؤ۔ تمھیں کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے کہنا اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟ کون سے نوٹس چاہیں۔

میں تمھیں لا کر دوں گا۔ روحان نے کہا۔

نن نن نہین کوئی مسئلہ نہیں،، رمل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

او کے ٹھیک ہے تو پھر جاؤ،، روحان اس سے دور ہوا تھا۔ وہ روحان کے جذبات میں عجیب سا طلاتم بھرپا کر چکی تھی۔ اس کے گلابی ہونٹ اسکی براؤن آنکھیں اس کی روشن پیشانی اس کے خوبصورت گال روحان شاہ کا کڑا امتحان لے رہے تھے۔ روحان شاہ جیسا مضبوط انسان جو اپنے جذبات پر بندھ باندھنا بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔ مگر آج اُس کے جذبات بے لگام گھوڑے کی طرح اس کے قابو سے باہر ہو رہے تھے۔ رمل ایک ہی جست میں آگے بڑھی تو یکدم سے لڑکھڑائی تو روحان شاہ نے اپنی مضبوط بانہوں میں اسے تھام لیا تھا۔

روحان شاہ کے ہوتے رمل گل خان تم تک ایک آنچ بھی نہیں پہنچ سکتی۔ یہ وعدہ ہے روحان شاہ کا۔ روحان شاہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تو رمل گل خان اپنا آپ اس کے حصار سے چھڑواتے ہوئے تقریبا بھاگتے ہوئے وہاں سے گئی تھی۔۔ روحان کی لو دہتی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔

نینا ارمان خان کی کافی انڈر سٹینڈنگ ہو چکی تھی۔ نینا ابھی ابھی ایک این جی او سے منسلک ہوئی تھی۔ یہ این جی او غریب بے کس بے سہار عورتوں کی مدد کرتی تھی۔ انھیں روزگار مہیا کرتی تھی۔ جس میں انھیں سلائی مشینیں مہیا کی جاتی تھیں تا کہ گھر بیٹھ کر وہ اپنے لیے کچھ کر سکیں اور کیش کی صورت میں بھی ان کی مدد کی جاتی تھی۔

ارمان دخان نے نینا کو کافی سپورٹ کیا تھا۔ کافی بڑی اماؤنٹ کا چیک اس این جی او کو دیا تھا۔ نینا کے ساتھ بہت سی میٹنگ میں بھی شرکت کی تھی۔۔ بہت سارے فلاحی اداروں کا وزٹ کیا تھا۔

نینا کے خیالات ارمان خان کے لیے کافی بدل چکے تھے وہ ارمان خان کو بہت اچھا انسان سمجھنے لگی تھی۔۔۔

ارمان خان ایک پارٹی میں شریک تھا اس کے بزنس سرکل کا سب سے بڑا حریف رمیض چوہدری اس نے اپنے فارم ہاوس میں وہ پارٹی تھرو کی تھی۔۔ مختلف شخصیات اس میں انوائٹڈ تھیں۔

پوری پارٹی میں رنگ و بو کا سیلاب اُمڈ آیا تھا۔

ارمان خان، صفدر خان اور کچھ اور دوستوں میں کھڑا شراب ہاتھ میں لیے باتیں کر رہا تھا۔

جب ارمان خان کی نظر نینا شاہ پر پڑی جو ابھی ابھی پارٹی میں اینٹر ہوئی تھی۔

بلیک کلر کی نازک سی میکسی پہنے جس کے نیٹ کے سلیوز تھے۔ جن پر خوبصورت سا بلیک کلر ہی کا کام ہوا تھا۔ باقی میکسی سمپل تھی۔۔۔ نینا کے دودھیا بازو نیٹ کی سلیو سے جگ مگ کر رہے تھے۔۔ بالوں کا میسی سا جوڑا بنائے ہلکا ہلکا میک اپ کیے بغیر دوپٹے کے وہ اپنے حسن سے کتنے ہی مردوں کی آنکھیں خیرہ کر چکی تھی۔۔۔ بلکہ پارٹی کے حسن میں چار چاند لگا چکی تھی۔۔

ارمان خان کی آنکھیں اور منہ بھی کھلا رہ گیا تھا نینا کو دیکھ کر۔۔۔۔

ارمان خان نے آج سے پہلے جب بھی نینا کو دیکھا ویسٹرن ڈریسنگ میں دیکھا تھا۔ خیر آج بھی میکسی آدھی ویسٹرن اور آدھی ایسٹرن تھی۔

بغیر دوپٹے کے نینا کا خوبصورت اور دلکش سراپا دیکھ کر کتنے ہی مردوں کی بے باک نظر بھٹک بھٹک کر نینا کے خوبصورت خدوخال پر جا رہی تھی۔ مگر نینا ہمیشہ کی طرح خود سے لا پرواہ موبائل کان سے لگائے ایک طرف کھڑی کسی سے باتیں کر رہی تھی۔

ارمان خان نے بے چینی سے اپنا مشروب کا گلاس ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کیا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کون سی چیز ہے جو اسے عجیب سی بے چینی میں مبتلا کر رہی تھی۔

اسے یہاں نینا کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے تھا۔ مگر وہ خوش نہیں ہوا تھا اُسے دیکھ کر۔۔۔ وہ تو اپنی گرل فرینڈز کو ایسی پارٹیز میں لا کر ان کی نمائش کر کے بہت فخر محسوس کرتا تھا۔ مگر آج یہ بے چینی اضطراب کیوں۔۔

ارمان خان خود پر قابو پاتا اپنے دوستوں سے ایکسکیوز کرتا نینا کی طرف بڑھا۔

ہیلو مس نینا،، یہاں پر کیا کر رہی ہیں آپ؟ ارمان کے لہجے میں سرد پن تھا۔

نینا شاہ ارمان خان کے لہجے پر غور کیے بنا ارمان کو دیکھ کر خوش ہوئی تھی۔۔۔

ارے مسٹر خان،، آپ یہاں پر۔ آپ جانتے نہیں آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہوئی ہے۔۔ مجھے یہاں کتنا اکورڈ لگ رہا ہے،، میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ اصل میں، میں یہاں پر کسی کو جانتی نہیں ناں۔۔۔ نینا ہمیشہ کی طرح ایک ہی سانس میں بولتی جا رہی تھی۔ اگر آپ یہاں کسی کو جانتی نہیں تو پھر یہاں پر کیا کر رہی ہیں؟ ارمان کا لہجہ اس بار بھی سرد تھا۔

مسٹر خان،، وہ رمیض چوہدری ہے ناں۔۔۔ نینا نے ہاتھ کے اشارے سے ذرا دور فاصلے پر کھڑے رمیض چوہدری کو دیکھ کر ارمان خان سے پوچھا تھا۔

ہاں مگر آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ ارمان خان نے حیرانگی سے نینا کو دیکھا تھا. جو رمیض چوہدری کو دیکھ کر کافی خوش نظر آ رہی تھی۔ کیونکہ میں اسی سے تو ملنے آئی ہوں آج یہاں پر،، نینا ایکسائیٹڈ لہجے میں بولتے ہوئے تیزی سے سامنے رمیض چوہدری کی طرف بڑھ گئی۔

ارمان خان نے ناسمجھی اور الجھن بھرے انداز میں نینا کو دیکھا۔ جو اب رمیض چوہدری کے پاس کھڑی اس سے مسکراتے ہوئے بات کر رہی تھی۔ جس پر رمیض چوہدری نے مسکراتے ہوئے نینا سے ہاتھ ملایا تھا اور نینا نے اس کا ہاتھ مسکراتے ہوئے تھاما تھا۔

ارمان خان نے لب بھینچ کر یہ منظر دیکھا تھا۔ نینا رمیض چوہدری سے پتہ نہیں کیا باتیں کر رہی تھی۔ لیکن وہ بار بار ضرورت سے زیادہ اپنے ڈمپل کی نمائش کر رہی تھی۔ ارمان خان حیران ہو رہا تھا یہ نینا کا انداز نہیں تھا۔

کیا کر رہی ہے یہ لڑکی یہاں پر؟ ارمان خان نے بے چینی اپنا ماتھا سہلاتے ہوے نینا اور رمیض چوہدری کو دیکھا۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا رمیض چوہدری کو۔ وہ ایک عیاش قسم کا مرد تھا۔ عورت کو کس نظر سے دیکھتا تھا اور اگر سامنے خوبصورت عورت ہو تو وہ پارسا سے پارسا مرد کو بہکا سکتی ہے۔ عورت مرد کی کمزوری ہوتی ہے اور عورت اگر خوبصورت ہو تو،،، پھر مرد کی بس پاگل ہونے کی کسر رہ جاتی ہے۔ اس وقت رمیض چوہدری نینا کو جن نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں ارمان خان کو آگ لگ رہی تھی۔۔۔

ارمان خان کا دماغ جھنجھنا اٹھا تھا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے کیا ہو رہا ہے۔۔۔ شاید نینا سے وہ ابھی تک اپنا مطلب پورا نہیں کر سکا۔۔ اس لیے وہ نینا پر کسی اور کی نظریں برداشت نہیں کر پا رہا تھا۔ جو بھی تھا نینا شاہ اپنی حرکتوں سے ارمان خان کو اس وقت پاگل کر رہی تھی۔

رمیض چوہدری نے نینا کے بازو کو اپنی انگلیوں سے ٹچ کیا تو جسے نینا نے کمال ہوشیاری سے اس کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔ مگر ساتھ ہی اپنے ڈمپل کی نمائش کی تھی۔

ارمان خانزادہ کی بس ہو چکی تھی۔۔اس سے آگے اگر وہ اور برداشت کرتا تو اس کے دماغ کی وین پھٹ جاتی شاید۔۔۔

ارمان غصے سے نینا کی طرف بڑھا۔نینا مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔

ارمان خان رمیض چوہدری کو سرد نظروں سے گھورتا ہوا نینا سے بولا تھا۔

مسٹر خان آپ یہاں سے جائیں،، آپ کو جو بھی بات کرنی ہے میں آپ سے بعد میں کرتی ہوں۔نینا شاہ ارمان کی طرف جھکتے ہوئے سرگوشی میں بولی تھی۔

دوسرے ہی پل پھر سے اپنے ڈمپل کی نمائش کرتی رمیض چوہدری کو دیکھا تھا۔ارمان خان نے غصے سے نینا کو بازو سے پکڑتے ہوے اسے پارٹی میں ایک طرف لایا۔

مسٹر خان یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ نینا غصے سے چلائی۔

پہلے تم مجھے بتاؤ نینا تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ اور رمیض کو تم کیسے جانتی ہو؟ ارمان خان نے اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے نینا سے پوچھا۔

مسٹر خان یہ آپ مجھ سے کس طرح بات کر رہے ہیں؟ نینا شاہ ارمان خان کو غصے میں دیکھ کر اور تم پکارتے دیکھ کر حیران ہوئی۔۔۔

ارمان خان نے لمبی سانس لے کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

نینا اسے چھوڑو مجھے بتاؤ تم یہاں پر کیا کر رہی ہو؟

نینا نے ارمان خان کے تم کہنے پر اپنا ناک چڑھایا تھا۔ اسے بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ ارمان خان کا اِسے تم پکارنا۔ مسٹر خان میں آج یہاں ایک مشن پر آئی ہوں۔ نینا پر اسرار انداز میں بولی تو ارمان خان کو نینا پر اور غصہ آیا تھا۔ جو ہمیشہ ایسے ہی سسپنس کریٹ کرتی تھی۔

کس مشن پر آئی ہو نینا،،، تم یہاں پر؟ ارمان خان نے دانت کچکچاتے ہوئے پوچھا۔

مسٹر خان پہلے آپ مجھے تم کہنا بند کریں۔ نینا کو پھر سے ارمان خان پر غصہ آیا تھا۔

اوکے مس نینا آپ یہاں پر کس مشن پر آئی ہیں۔ ارمان خان نے غصہ ضبط کرتے دانت پیستے ہوے کہا۔۔ نینا اس کا ضبط اچھا خاصہ آزما چکی تھی۔ مسٹر خان میں رمیض چوہدری کی سچائی ثابت کرنے آئی ہوں۔ نینا کے بتانے پر ارمان خان نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

ایک تو مسٹر خان آپ بہت بدھو ہیں۔۔ ہر بات آپ کو ایکسپلین کرنی پڑتی ہے۔ نینا نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تو ارمان خان کے سر پر لگی تو پیروں پر بجھی۔۔

دیکھیں مسٹر خان یہ جو رمیض چوہدری ہے ناں،،، اس نے میری دوست کو دھوکہ دیا ہے ۔۔ آپ کو پتہ ہے مسٹر خان اس نے میری دوست کے ساتھ کیا کیا۔

نینا نے سوالیہ انداز میں ابرو اچکائے ارمان خان کو دیکھا تھا۔

مس نینا جب تک آپ مجھے بتائیں گی نہیں تو مجھے کیسے پتہ چلے گا۔ رمیض چوہدری نے آپ کی دوست کے ساتھ کیا کیا۔

ارمان خان خود پر قابو پاتا ہوا دانت کچکچاتا ہوا بولا تھا۔

مسٹر خان وہ۔۔۔۔۔ نینا کا رنگ یکدم سرخ ہوا تھا۔ نینا نے اپنا نچلا لب کاٹا تھا۔

ارمان خان نے حیرانگی سے اسے دیکھا نینا یکدم گلابی ہوئی تھی۔۔۔ نظریں جھکائے اپنے لب لاٹنے لگی۔ ایسا کرتے ہوئے وہ ارمان خان کے جذباتوں کو انجانے میں جگا چکی تھی۔ جنھیں تھپک تھپک کر سلانے میں وہ ناکام ہو جاتا تھا جب جب وہ نینا کو دیکھتا آج تو وہ پوری شعلہ جوالہ قیامت سی بنی کے اس سامنے کھڑی تھی۔

مسٹر خان وہ میری دوست،،،، نینا پھر سے رکی تھی۔

مس نینا آپ کی دوست کیا؟ ارمان خان گہری سانس بھرتا ہوا پھر سے سوال کر بیٹھا۔۔ نینا پچھلے آدھے گھنٹے سے فضول میں ادھر اُدھر کی گفتگو کر رہی تھی۔ اصل بات تک ابھی تک نہیں آئی تھی۔

وہ میری دوست اس رمیض چوہدری کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔۔

نینا نے میری دوست کے آگے والی لائن اتنی آہستگی سے بولی تھی کہ ارمان خان کے کانوں تک وہ پہنچ ہی نہ سکی۔

مس نینا میرے کانوں تک آپ کی آواز پہنچنے کے لیے آپ کا بولنا ضروری ہے۔ صرف ہونٹ ہلانے سے کام نہیں چلے گا۔

ارمان خان زچ ہو کر بولا تھا۔

مسٹر خان میری دوست رمیض چوہدری کے بچے کی ماں بننے والی ہے اور اب رمیض چوہدری اس بچے کو اپنانا ماننے سے انکاری ہے۔ نینا آنکھیں بند کیے بہت روانی سے بولی تھی۔

ارمان خان غصے میں ہونے کے باوجود مسکرا اٹھا تھا۔

اچھا تو یہ بات ہے ارمان خان نے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیر کر نینا کو ایک نظر دیکھا جو ابھی بھی خجالت کا شکار تھی۔

تو یہ تو ہو گئی آپ کی دوست کی بات۔۔۔ اب مجھے یہ بتائیں آپ کس مشن پر آئی ہیں یہاں؟

ارمان خان نے مسکراہٹ دبائے پوچھا تھا۔

مسٹر خان اسی مشن پر تو آئی ہوں۔ میری دوست اس رمیض چوہدری کی بیوی کے پاس بھی گئی۔۔ اس کی اصلیت بتانے مگر وہ بھی اس بات سے انکاری ہیں کہ اس کا شوہر ایسا ہے۔ رمیض چوہدری کا اصل چہرہ کیا ہے؟ میں یہ ثابت کر کے رہوں گی۔ نینا نے پر عزم لہجے میں کہا۔ مس نینا آپ یہ کیسے ثابت کریں گی۔ ارمان خان نے گہری سانس ہوا میں خارج کرتے ہوئے پوچھا۔ مسٹر خان یہ دیکھیں نینا نے اپنے شولڈر کی طرف اشارہ کیا تھا۔

ارمان خان نے بھنویں اچکا کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

اوہو مسٹر خان،،، آپ بھی ناں۔۔۔ نینا نے جھنجھلاتے ہوئے ہڈن کیمرہ جو اس نے اپنی میکسی کے گلے پر لگایا ہوا تھا نکالا۔ یہ اس سے ثابت کروں گی نینا جھنجھلائی تھی۔۔۔ اسے اب ارمان خان پر غصہ آرہا تھا جو بنا مطلب کے ہی اس سے سوال وجواب کر رہا تھا۔۔ اس کا ٹائم ویسٹ کر رہا تھا۔

اسے سے کیسے ثابت کریں گی آپ؟ ارمان خان کو ابھی بھی کچھ سمجھ نہیں ایا تھا۔۔

مسٹر خان دیکھیں۔۔ آپ میرا بہت ٹائم ویسٹ کر چکے ہیں۔ ابھی تک میرا کام بھی ہو جانا تھا۔ نینا نے جھنجھلاتے ہوئے رمیض چوہدری کو دیکھا جو اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔۔ مگر نظریں نینا پر ہی تھیں۔ نینا نے پھر سے رمیض کو دیکھ کر اپنے ڈمپل کی نمائش کی تھی۔۔ ارمان خان نے اپنی مٹھیاں بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

نینا کیا کرنے والی ہو تم؟ ارمان خان کو پورا یقین ہو چلا تھا نینا کچھ فضول سا الٹا سیدھا ہی کرنے والی ہے۔

مسٹر خان میں رمیض چوہدری کے منہ سے نکلواؤں گی وہ ایک قسم کا فلرٹی، بے ہودہ چیپ قسم کا انسان ہے۔ جس کے بہت سی لڑکیوں کے ساتھ تعلقات ہیں۔ اور پھر یہ ثبوت اس کی بیوی کے منہ پر دے ماروں گی۔ جس نے میری دوست کو جھوٹا کہا۔ ایک عورت ہو کر وہ کیسے دوسری عورت کو غلط کہہ سکتی ہے۔ نینا نے اپنے اشتعال پر قابو پاتے مٹھیاں بھینچے بہت جذباتی انداز میں کہا۔۔

مس نینا آپ خوامخوبہ جذباتی ہو رہی ہیں۔ آصل میں جتنی غلطی رمیض چوہڈری کی ہی اس سے کہیں زیاڈہ غلطی آپ کی دوست کی ہے۔۔

ارمان خان نے نینا کی بات پر سرد لہجے میں کہا۔

اوہ! مسٹر خان اور یہ رمیض چوہدری اس کے بارے میں کیا کہیں گے۔

مس نینا کیا آپ کی دوست کے پاس عقل نہیں تھی۔

خیر وہ تو آپ کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یقینًا اس کے پاس اچھی خاصی عقل کی کمی ہو گی۔

ارمان خان نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟ نینا کو غصہ آیا تھا۔

یہی کہ رمیض چوہدری کے ساتھ تعلقات بنانے سے پہلے اسے سوچنا چاہیے تھا۔ کہ اس کے یہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ ارمان خان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔

مسٹر خان،، کیونکہ آپ ایک مرد ہیں اسی لیے رمیض چوہدری کی سائیڈ لیں گے۔

میں کسی کی سائیڈ نہیں لے رہا۔ رمیض چوہدری نے اسے فورس تو نہیں کیا ناں۔ یقینًا آپ کی فرینڈ کی اس میں رضامندی شامل ہو گی۔ خیر جو بھی ہو آپ مجھے یہ بتائیں آپ اس کی سچائی کس طرح ثابت کریں گی۔ ارمان خان نے دوبارہ سے سوال کیا۔

وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے جاننے کی کوشش کر رہا تھا۔ نینا کیا کرنے والی ہے۔۔ مگر ہر مرتبہ اس کی بات پھر بیچ میں ہی رہ جاتی تھی۔ اور وہ فضول سی بحث شروع کر دیتی تھی۔

مسٹر خان،،، بات یہ ہے کہ میں آپ کو بتانا تو نہیں چاہتی مگر آپ کو دیکھ کر لگتا ہے آپ بنا جانے میری جان نہیں چھوڑیں گے۔۔ نینا غصے سے ناک چڑھا کر زچ ہوتے ارمان خان کو دیکھا جو فضول میں ہی اس کی جان کو آ گیا تھا۔۔۔

میں رمیض چوہدری پر اپنی اداؤں کا جادو جگا کر اس کی ڈرنک میں نشہ آور گولیاں ملا کر اسے سب کچھ اگلواؤں گی۔ اور اس کیمرے میں ریکارڈ کروں گی۔ اب آپ مجھے جانے دیں۔ نینا نے کہتے ہوئے اپنے قدم آگے کو بڑھائے ہی تھے کہ ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر جھٹکے سے اپنے سامنے کیا تھا۔

نینا تمھارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ تم جانتی ہو وہ کس قسم کا انسان ہے۔ تمھیں دیکھ کر ہی اس کی رال ٹپک پڑی ہے۔ اگر تم یہ سب کچھ کرو گی۔۔ اس نے تمھیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو؟ ارمان خان سرد آواز میں غراتے ہوئے بولا تھا۔ مسٹر خان وہ مجھے کچھ بھی نہیں کہہ سکتا میں اچھی طرح جانتی ہوں۔۔ ایسے چیپ مردوں کو کیسے ٹھیک کیا جاتا ہے۔ نینا اک ادائے بے نیازی سے بولی تھی۔

اگر کسی کو بے وقوفی کا ایوارڈ دیا جاتا تو یقیناً نینا کا نام سر فہرست ہوتا۔ ارمان نے تاسف سے نینا کو دیکھا تھا۔

نینا اپنی کلائی چھڑواتی ہوئی آگے بڑھی ہی تھی۔

ارمان خان پھر سے اسے کلائی سے پکڑے کھینچتا ہوا پارٹی سے باہر لے آیا تھا۔ پارٹی میں بہت سے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تھا۔

صفدر خان بھی حیران ہوا تھا یہ ارمان خان نینا کو کھینچتے ہوئے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ ورنہ ارمان خان کو اپنی گرل فرینڈز کی نمائش کرنا تو بہت پسند کرتا ہے۔

رمیض چوہدری کا بھی منہ کڑوا ہوا تھا۔ اتنی خوبصورت لڑکی اس کے پاس خود آئی تھی۔۔ اس سے کافی فرینک بھی ہو رہی تھی۔ یہ ارمان خانزادہ کہاں سے ٹپک پڑا۔ ورنہ اس نے تو آج رات اس حسین لڑکی کے ساتھ کیا کچھ نہیں کرنے کا سوچ لیا تھا۔۔ رمیض چوہدری نے غصے سے اپنے کوٹ کے کالر جھٹکے تھے اور اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے نینا چلاتے ہوئے بولی تھی ارمان خان تقریباً اسے کھینچتا ہوا پارٹی سے باہر لے آیا تھا۔۔ اب پارکنگ ایریا کی طرف لے کر جا رہا تھا۔

مسٹر خان آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ نینا غصے سے چلائی تھی۔

.....

مسٹر خان آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ نینا چلاتے ہوئے بولی۔ نینا تم جو حماقت کرنے جا رہی ہو۔ میں تمھیں نہیں کرنے دوں گا۔

ارمان خان نے گاڑی کے پاس لا کر جھٹکے سے اس کا ہاتھ چھوڑا تھا۔ مسٹر خان آپ کون ہوتے ہیں۔ مجھے روکنے والے؟ نینا چلائی تھی۔

نینا مجھے سمجھ نہیں آتی۔ تمھاری فرینڈز کو تم ہی ملتی ہو،، اپنے مسائل حل کروانے کے لیے۔ غلطی تمھاری فرینڈ کی ہے اور مصیبت میں وہ تمھیں ڈال رہی ہے۔ یا تمھیں شوق ہے بیوقوفوں کی طرح دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کا۔ ارمان خان نے چلاتے ہوئے گاڑی کی بونٹ پر مکہ مارا تھا۔ ارمان خان کو بے انتہا غصہ آرہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسے کیوں اتنا غصہ آرہا ہے۔ اس سے کیوں برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ نینا یوں بن سنور کر کسی کے سامنے جائے۔

مسٹر خان،، آپ نے مجھے بیوقوف کہا۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے بیوقوف کہنے کی۔۔ نینا دانت پیستے ہوے غرائی تھی۔۔ نینا کو شاک لگا تھا اپنے لیے بیوقوف کا لفظ سن کر۔۔

کیونکہ آپ بنی بنائی ہی بیوقوف ہیں۔ میرے کہنے یا نہ کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ ارمان خان نے گہرا طنز کیا تھا۔۔ مسٹر خان آپ کو سمجھ کیوں نہیں آرہا؟ بے شک غلطی میری فرینڈ کی ہے۔ مگر اس بچے کا کیا قصور ہے؟ لوگ اسے ناجائز کہیں گے۔ اگر اس کے باپ نے اسے نہ اپنایا۔ یا پھر اسے پیدا ہوتے ہی ایدھی سنٹر یا کوڑے کے ڈھیر پر پھینک دیا جائے گا۔۔ میری فرینڈ اپنی جان دے دے گی۔ آپ مجھے بیوقوف کہیں یا کچھ بھی۔۔ واٹ ایور۔۔

مجھے فرق نہیں پڑتا حقیقت میں،، میں خود پر آپ لوگوں کی طرح بے حسی کا لبادہ نہیں اوڑھ سکتی۔ مجھے یہ کرنا ہی ہو گا۔ چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ نینا ارمان خان کا طنز نظر انداز کرتے دو قدم آگے بڑھتے سینے پر ہاتھ باندھے ارمان خان کی آنکھوں

میں دیکھ کر بولی تھی۔۔انداز چیلنج لیے ہوے تھا جیسے کہہ رہی ہو جو کرنا ہے کر لو۔وہ اپنی مرضی کر کے رہے گی۔میں جا رہی ہوں۔آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ مجھے روکیں۔یہ میری زندگی ہے میں اپنے اچھے بُرے کی خود ذمہ دار ہوں۔میں اس رمیض چوہدری کا سچ اس کیمرے میں ضرور ریکارڈ کروں گی۔پھر تو اسے اپنے بچے کو اور میری فرینڈ کو اپنانا پڑے گا۔۔۔نینا حتمی انداز میں کہتے ہوئے غصے سے آگے بڑھی۔جب ارمان نے پھر سے اس کی کلائی پر اپنی وحشی گرفت جمائی تھی۔ارمان اپنی لال انگارہ آنکھیں اس پر گاڑھتے ہوئے گاڑی کا لاک کھول کر نینا کو اندر دھکیل کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔۔۔نینا کو تو کچھ پل سمجھ ہی نہیں آیا کہ اُس کے ساتھ ہوا کیا ہے؟نینا نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا۔جو دانتوں پر دانت جمائے سپاٹ چہرہ لیے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔مسٹر خان،،،یہ کیا حرکت ہے؟آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟گاڑی روکیں نینا زور دار چلائی۔ارمان خان بنا کوئی جواب دیئے خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔نینا نے گاڑی کے دروازے پر لگے ہینڈل کے ساتھ خوب زور دار آزمائی کی تھی مگر نتیجہ ندارد۔۔۔نینا نے ہینڈ بریک کو دیکھا جہاں ارمان خان نے پہلے ہی اپنا ہاتھ جمایا ہوا تھا۔نینا جھنجھلائی تھی۔مسٹر خان آپ کو سمجھ نہیں آ رہا دروازہ کھولیں۔نینا حلق کے بل چلائی۔مگر ارمان خان نے کانوں میں روئی دی ہوئی تھی جیسے۔۔نینا کی کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔جیسے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہیں۔۔

نینا کا بس نہیں چل رہا تھا۔ ارمان خان کی جان لے لے جو فضول میں ہی اس کا باپ بننے کی کوشش کر رہا تھا۔

نینا نے دانت کچکچاتے ہوے ارمان خان کو دیکھا۔۔

مسٹر خان آپ کو کیا لگتا ہے؟ آپ مجھے یوں زبردستی لے جائیں گے تو میں رمیض چوہدری کی سچائی ثابت نہیں کر پاؤں گی۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں آپ مجھے کیوں روک رہے ہیں؟ کیونکہ آپ نہیں چاہتے کہ رمیض چوہدری کی اصلیت کو میں بے نقاب کروں۔۔ آپ اس رمیض چوہدری کا ساتھ دے رہے ہیں۔ آخر کو مرد جو ہیں ظاہر ہے آپ اسی کا ساتھ دیں گے۔۔ اگر میں اسے بے نقاب کرتی ہوں تو آپ مردوں کی انا پہ یہ بات آئے گی۔ نینا طنزیہ مسکرائی تھی۔ ارمان ابھی بھی خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔ بلکہ ارمان خان نے گاڑی میں فل والیوم میں میوزک ان کیا تھا۔ کیونکہ وہ نینا کی مزید گوہر افشانیاں نہیں سن سکتا تھا۔ لیکن آپ فکر نہ کریں میں رمیض چوہدری کی سچائی سب کے سامنے لا کر رہوں گی۔ میں اس کے آفس کا پتہ بھی جانتی ہوں۔ اگلی بار میں اس رمیض چوہدری کے آفس جاؤں گی۔

نینا نے میوزک اف کرتے ارمان خان کو گھورتے ہوئے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔ ارمان خان نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔ نینا تم ایسا ویسا کچھ نہیں کرو گی۔ ارمان خان نے نینا کو تنبیہ کی تھی۔

میں کروں گی میں اپنی دوست کو انصاف دلا کر رہوں گی۔ دیکھتی ہوں آپ مجھے کیسے روکتے ہیں؟ ارمان خان نے آنکھیں بند کر کے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔ نینا اس کے غصے کو انجانے میں اچھی خاصی ہوا دے چکی تھی۔ اگر نینا کی جگہ کوئی اور ہوتا ارمان خان اس کا حشر بگاڑ دیتا۔ کیونکہ اسے جتنا غصہ نینا پر آرہا تھا۔ اس کا دل کر رہا تھا نینا کا گلہ دبا دے۔ ارمان خان نے زور دار مکہ سٹیرنگ پر مارا تھا۔

ٹھیک ہے تم چاہتی ہو کہ رمیض چوہدری اپنا سچ اُگلے تو یہ سب مجھ پر چھوڑ دو۔۔ میں یہ کام کر لوں گا۔ ارمان خان نے اپنی عادت کے برعکس نینا کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔

آپ یہ کیسے کریں گے مسٹر خان؟ نینا نے ابرو اچکائے پوچھا۔

جیسے تم کرتی ویسے ہی کروں گا۔ ارمان خان نے ڈرائیو کرتے ہوئے جواب دیا۔

کیا مطلب آپ لڑکی بن کر اپنی ادائیں دکھائیں گے اُسے۔

ارمان خان نے نینا کی فضول بات پر اُسے گھورا تھا۔

مسٹر خان،،، مجھے گھورنا بند کریں۔ مجھے یہ بتائیں آپ کیسے کریں گے؟ آپ کے پاس ایسا کونسا جادو ہے۔ جو آپ رمیض چوہدری جیسے چیپ، بے ہودہ انسان سے اس کی سچائی نکلوائیں گے۔

ویٹ ویٹ۔۔۔ آپ اُسے اغوا کر کے اسے حبسِ بے جا میں رکھ کے اس پر تشدد کر کے تو س سے یہ بات اُگلوانے کا تو نہیں سوچ رہے۔

نینا اپنی ہی ہانکے جا رہی تھی۔

ارمان خان نے اپنی دکھتی کنپٹی دباتے ہوئے لمبا سانس خارج کرتے ہوئے نینا کو دیکھا جو بولنے پر آتی تو بولتی ہی چلی جاتی تھی۔ ابھی بھی وہ بنا رکے نان سٹاپ ہی بولتی جا رہی تھی۔۔

مس نینا میں ایسا کچھ نہیں کرنے والا۔ ارمان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اچھا،،، نینا مایوس ہوئی۔

ویسے مسٹر خان،، اگر آپ اسے اغوا کریں ناں تو مجھے ضرور بلایئے گا دو چار تو میں بھی اس کے منہ پر جھڑ دوں گی۔

بلڈی باسٹرڈ۔۔ نینا نے غصے سے گالی دی تو ارمان خان نے حیرت سے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

مسٹر خان آپ،،، مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ ایسے مرد تو سر عام سنگسار کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ جو عورت کو صرف دل بہلانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اسے وقت گزاری کے لیے پیار کا چھوٹا ناٹک کرتے ہیں۔ میرا بس چلے تو میں ایسے مردوں کو پھانسی دے دوں۔ نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا تو ارمان خان نے گہری سانس خارج کی تھی۔ جو اب پھر سے نان سٹاپ شروع ہو کر اصل بات بھول چکی تھی۔

آپ نے مجھے بتایا نہیں آپ یہ سب کیسے کریں گے۔

نینا کے پوچھنے پر ارمان گہرا مسکرایا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ابھی آدھ گھنٹہ اور لگے گا اسے اصل بات بتانے میں۔ نینا نے پھر سے پوری بات سنے بغیر اپنی ہی ہانکنے لگنے تھا۔۔

مس نینا اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا سے انتہائی تحمل سے سوال کیا تھا۔

جی کہیں مسٹر خان۔۔۔ نینا نے احسان کیا۔۔

تھینکس مس نینا،،، اس کے لیے میں آپ کا۔ شکر گزار رہوں گا۔ اگر آپ دو منٹ سائلنٹ رہیں گی تو۔۔ نینا نے ارمان خان کے طنز پر اُسے پھاڑ کھانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔ مگر بصد شکر خاموشی سے گاڑی کی ونڈ سکرین سے باہر دیکھنے لگی۔ ارمان خان نے اطمینان کی سانس خارج کرتے بات شروع کی تھی۔

یہ میرا مسئلہ ہے کہ میں یہ کیسے کرتا ہوں۔ میں تمھیں یہ ریکارڈنگ لا دوں گا۔ مگر میری ایک شرط ہے۔

کیسی شرط؟ نینا اچھنبے سے بولی۔

تم یہ ریکارڈنگ اپنی فرینڈ کو دو گی۔ اور اس معاملے سے دور رہو گی۔ رمیض چوہدری کو بالکل پتہ نہیں چلنا چاہیے۔ اس سارے قصے میں تمھارا ہاتھ تھا۔ ارمان خان نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا وہ اچھی طرح جانتا تھا اس کا کوئی فائدہ تو ہونے والا نہیں مگر اس نے اپنی سی کوشش کی تھی۔

ویسے آپ یہ کیسے کریں گے۔ آپ نے یہ تو بتایا نہیں۔ نینا کے پوچھنے پر ارمان نے ایک نظر نینا کو دیکھا تھا۔

جو طریقہ تم آزمارہی تھی۔ وہی طریقہ اپناؤں گا مگر کسی کو ہائر کروں گا۔ مطلب کسی لڑکی کو جو ایسا کام کرنا جانتی ہو۔

مطلب کیسی لڑکی؟ نینا ابھی بھی حیران تھی۔

مس نینا ایسی بہت سی لڑکیاں ہیں۔ جو ایسے مردوں کو روز ڈیل کرتی ہیں۔ اس کے لیے پیسے چارج کرتی ہیں۔ ارمان خان نے بات گھما کر نینا کو بتائی۔ مگر وہ نینا ہی کیا جو سمجھ جائے۔

مسٹر خان،،، مجھے ابھی سمجھ نہیں آئی۔ آپ کن لڑکیوں کی بات کر رہے ہیں اور وہ کیا کام کرتی ہیں؟ کس کام کے لیے پیسے چارج کرتی ہیں۔۔

مس نینا میں کال گرل کی بات کر رہا ہوں۔ ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے یہ لفظ منہ سے نکالا تھا۔ ورنہ وہ یہ لفظ نینا کے سامنے لینا نہیں چاہتا تھا۔ مگر ارمان جانتا تھا وہ جانے بنا اسکی جان خلاصی نہیں کرے گی۔ ارمان خان کے بتانے پر نینا منہ کھولے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔۔

مسٹر خان آپ کال گرلز کو جانتے ہیں۔ نینا شاکڈ ہوئی۔ آئی کانٹ بِلیو دِس۔ کہ آپ ایسی لڑکیوں کو جانتے ہیں۔ نینا بے یقینی سے بولی تھی۔

ارمان کا نینا کی بات سن کر میٹر شارٹ ہوا تھا۔

اُففففف۔۔ مس نینا آپ مجھے پاگل کر دیں گی۔ میں نہیں جانتا اور میں کیوں جاننے لگا۔ میں بس ایسی لڑکی کو تلاش کر کے رمیض چوہدری کا ثبوت تمھیں دے دوں گا۔ اور یہ کام وہی لڑکی کر سکتی ہے۔ ورنہ رمیض چوہدری کو تم نہیں جانتی وہ انتہائی درجے کا کمینہ انسان ہے۔ اور نینا وعدہ کرو تم رمیض چوہدری سے نہیں ملو گی۔ ارمان خان نے ایک دفعہ پھر نینا کو سمجھایا تھا۔ اوکے مسٹر خان۔ میں وعدہ کرتی ہوں میں رمیض چوہدری سے نہیں ملوں گی۔ مگر یہ وعدہ تب ہی نبھاؤں گی جب آپ میرا کام کریں گے۔

ارمان خان نے نینا کی بات پر اطمینان کا سانس لیا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نینا کسی بھی صورت رمیض چوہدری کے سامنے جائے۔ آج رمیض چوہدری کی آنکھوں میں جو غلاظت اس نے نینا کے لیے دیکھی تھی اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ رمیض چوہدری کی آنکھیں نوچ لے۔

ارمان خانزادہ یہ بھول گیا تھا کہ نینا کو وہ خود بھی انہی نظروں سے دیکھتا ہے۔ مگر کسی اور کا دیکھنا اسے کیوں برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ شاید نینا ابھی تک اس کے ہاتھ نہیں لگی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ نینا اس سے پہلے کسی اور کا شکار بن جائے۔ یا پھر وجہ کچھ اور تھی۔ جو ارمان خانزادہ سمجھ نہیں پا رہا تھا یا پھر سمجھنا نہیں چاہتا تھا۔

تھینکیو لالہ! آپ کو یاد تھا رمل گل خوشی کے مارے چیخی تھی۔ میری چھوٹی سی گل کا برتھڈے ہو۔ اس کے لالہ کو یاد نہ ہو ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ ارمان خان فون پر بولا تو رمل گل کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔ یقیناً میری گل اب رونا شروع ہو گئی ہے۔

ارمان خان رمل گل کی خاموشی محسوس کرتا اسے چھیڑتے ہوئے بولا تھا۔

لالہ آپ بھی میرا مذاق اُڑا رہے ہیں۔ صرف آپ کو یاد ہے۔ آپ نے مجھے وِش کیا مگر بابا بختاور لالہ نے کبھی بھی مجھے میری برتھ ڈے پر مجھے مبارک باد نہیں دی۔ رمل اداس ہوئی تھی۔ بختاور اور ارتضی خان کا رویہ یاد آیا تھا جو ہمیشہ رمل کو بہت کھینچا کھینچا اور سرد ہوتا محسوس ہوتا تھا۔ اس حادثے کے بعد اور بھی سرد ہو گیا تھا۔

اب لگتا ہے میری گل مغالطے میں چلی گئی ہے۔ ارمان خان نے پھر سے چھیڑا تو رمل کی ہنسی گونجی تھی۔ تو ارمان خان کے چہرے پر بھی مسکراہٹ دوڑی تھی۔ وہ رمل گل سے بہت محبت کرتا تھا۔ کیونکہ رم گل سب سے چھوٹی تھی۔ ارمان خان کی جان تھی رمل گل میں۔

اچھا رمل گل میں تمھیں کل شاپنگ کروانے لے کر جاؤں گا اپنی مرضی کا کوئی گفٹ بھی لے لینا اور کپڑے بھی ارمان خان نے کہا۔

ٹھیک ہے لالہ۔ کل میں آپ کا انتظار کروں گی۔ رمل خوشی سے چہکتے ہوئے بولی تھی اور خدا حافظ کرتی فون بند کیا تھا۔ رمل کو کھڑکی کے پاس کھٹکا محسوس ہوا۔ رمل حیران ہوئی کھڑکی بند کرنے لگی۔ شاید ہوا سے ایسا ہوا ہے۔ اس سے پہلے رمل کھڑکی بند کرتی کوئی کھڑکی سے کودا

تھا۔ رمل نے چیخنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا کہ روحان نے اپنا ہاتھ رمل کے منہ پر اپنا ہاتھ سختی سے جمایا۔ اپنے سامنے روحان شاہ کو دیکھ کر رمل کی آنکھیں پھٹنے کی حد تک کھل چکی تھیں۔ رمل نے اپنا آپ روحان شاہ کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کی۔ مگر روحان نے بہت مضبوطی سے رمل کو دیوار کے ساتھ لگا کر اپنا ہاتھ اس کے منہ پر جمایا ہوا تھا۔

رمل یار کیا کر رہی ہو؟ تمھیں پتہ ہے اپنی جان جوکھم میں ڈال کر کس طرح میں یہاں آیا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں۔ اگر تم یوں شور کرو گی تو یہ ہاسٹل والے مار مار کر میرا بھرکس نکال دیں گے۔ کچھ تو رحم کرو۔ روحان شاہ رمل کے بے حد قریب کھڑا رمل کے منہ پر ہاتھ جمائے بولا۔

اچھا میں ہاتھ ہٹانے لگا ہوں۔ آواز نہ نکالنا. اوکے۔۔ روحان نے آہستگی سے اپنا ہاتھ رمل کے منہ سے ہٹایا تو رمل نے جلدی سے آگے بڑھ کر اپنا دوپٹہ اچھی طرح سینے پر پھیلا کر سر پر جمایا تھا۔ آآآپ! آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ رمل کے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں روحان شاہ کو دیکھ کر۔ روحان شاہ سکن کلر جینز پہنے جس پر ڈارک چاکلیٹی کلر کی شرٹ تھی پہنے ہوئے تھا۔ اوپر ڈارک براؤن کلر کی لیدر جیکٹ پہنے ہوئے بہت کول لگ رہا تھا۔ بلکہ بے حد ہنڈسم لگ رہا تھا۔ میں یہاں پر کیا کرنے آیا ہوں؟ روحان نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر رمل کو چھوئے موئے وجود کو اپنی سلگتی نظروں سے دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی تھی۔

میں یہاں پر تمھیں برتھ ڈے وِش کرنے آیا ہوں۔ہیپی برتھ ڈے رمل۔روحان دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے ہی بولتا رمل کو حیران کر گیا۔

آپ آپ کو کیسے پتہ چلا؟رمل حیران ہوئی تھی کہ اس نے تو کسی کو نہیں بتایا تھا کہ اس کی برتھ ڈے ہے۔

جو دل کے قریب ہوتے ہیں ان کی ہر بات پتہ ہوتی ہے اس کے لیے بتانے کی یا پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔۔روحان کی آنکھون میں جذبات کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔جس سے رمل نظریں چرا گئی تھی۔

آپ آپ یہاں سے جائیں۔اگر کسی کو پتہ چل گیا تو،،،رمل گھبراتے ہوئے بولی۔

چلا جاؤں گا پہلے اپنا گفٹ تو لے لو۔روحان شاہ رمل کے قریب ہوا تھا۔

مم مم مجھے آپ سے کوئی گفٹ نہیں چاہیے۔میرے قریب مت آئیں رمل دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔روحان نے مسکراتے ہوئے رمل کی کلائی پکڑ کر اسے خود کے قریب کیا۔

رمل نے نظر اٹھا کر روحان کو دیکھا مگر روحان شاہ کی گہری سیاہ آنکھون مین زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکی۔

روحان شاہ نے اپنی جیکٹ کے اندر سے ایک خوبصورت گلابی سٹالر نکالا تھا۔

رمل جب من نے تمھیں پہلی دفعہ دیکھا تھا تو تمھیں دیکھتا رہ گیا تم مجھے پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی تھی۔گلابی حجاب میں لپٹی خوبصورت سی نازک کلی لگی۔روحان شاہ کی دل کی

دھڑکن تیز ہوئی تھی اس دن تمھیں دائرے میں کھڑا آنسو بہاتے دیکھ کر۔ روحان رمل کا دوپٹہ سر سے اتار کر گلابی سٹالر رمل کے سر پر دیا تھا۔

جسے رمل نے ایک ہی جھٹکے سے اتار کر نیچے پھینک دیا۔

یہ کک کیا کر رہے ہیں آپ،،، کیسے میرے نزدیک آسکتے ہیں؟ کیسے میرے کمرے میں آ سکتے ہیں؟ کس حق سے آئے آپ یہاں پر؟ کس حق سے چھوا آپ نے مجھے؟

آ آ آپ آپ نے اُس دن میری مدد کیا کر دی۔ آپ نے خود کو میرا مسیحا سمجھ لیا۔ یا پھر میرے آنسوؤں کو میری کمزوری سمجھ لیا کہ میں ایک کمزور دبو قسم کی لڑکی ہوں۔

آ آپ مم مم مجھے سے اپنی حوس پوری کریں گے اور میں کسی کو کچھ نہی بتاؤں گی۔۔۔

لیکن آپ آپ میرے آنسوؤں پر مت جائیں۔ میں خان فیملی سے تعلق رکھتی ہوں وہاں کے مرد ہی نہیں عورتیں بھی بہت بہادر ہوتی ہیں۔ اگر بات عزت پر آجائے تو جان دینے کے علاوہ جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔

رمل آنکھوں میں ڈھیروں نفرت لیے پھنکاری تو روحان کا چہرہ پل میں دھواں دھار ہوا تھا۔

روحان ایک ہی جست میں رمل تک پہنچا تھا اور اپنے مضبوط سخت ہاتھ کی گرفت میں رمل خان کا چبڑا دبوچا تھا۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی رمل خان میری محبت کو گالی دینے کی ہاں بولو۔ مس رمل خان،،، روحان شاہ نے سچے دل سے تم سے محبت کی ہے۔ روحان شاہ کے جذبے بالکل خالص ہیں۔ اگر ان میں کھوٹ ہوتی تو اس رات جب تم اندھیرے کمرے میں

میرے ساتھ اکیلی بند تھی تو نجانے کتنی دفعہ تم سے اپنی ہوس پوری کر چکا ہوتا۔ آج تو یہ کہہ دیا ہے مگر آئیندہ روحان شاہ کی محبت کو گالی نہ دینا۔ ورنہ یہ زبان تمھارے منہ میں نہیں رہے گی۔

روحان نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تو رمل خان بیڈ پر جا گری تھی۔ روحان نے اپنی جیکٹ کی پاکٹ سے رمل کا آئی ڈی کارڈ نکال کر اس پر پھینکا تھا۔ یہ اس دن تمھارے بیگ سے گر گیا تھا۔ مجھے اچھا لگا ہے کہ آج تم نے بغیر اٹکے مجھے سے بات کی ہے۔ مگر یہ بھی سچ تمھارے لفظوں نے مجھے بہت اذیت دی ہے۔

لیکن ایک بات یاد رکھنا تم جو بھی سوچو جو بھی کہو تم صرف روحان شاہ کی ہو۔۔۔ آج نہیں تو کل تمھیں میرے جذبوں پر یقین کرنا پڑے گا۔ روحان نے ایک نظر سٹالر پر ڈالی تھی جو زمین پر پڑا اپنی بے وقعتی پر رو رہا تھا۔

روحان بیڈ پر بیٹھی رمل کی طرف بڑھا جو روحان کے غصے سے اب کافی ڈری لگ رہی تھی۔ روحان نے جھک کر رمل کے ماتھے پر اپنی محبت کا لمس چھوڑا تھا۔ پھر بغیر رکے جلدی سے کھڑکی کے راستے نیچے اترا۔

ارمان خان رمل گل کو ویک اینڈ پر سوات لے کر آیا تھا۔ زرمینے رمل گل کو دیکھ کر بے انتہا خوش تھی۔ رمل تم شہر جا کر اپنی بہن کو ہی بھول گئی۔ زرمینے رمل سے لپٹتے ہوئے بولی تو رمل کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

اگر اتنی ہی یاد آرہی تھی تو مجھے فون ہی کر لیتی۔ رمل نے شکوہ کیا۔

کیسے کرتی فون میرے پاس کہاں سے آیا فون۔ تم اچھی طرح جانتی ہو حویلی کی عورتوں کو فون رکھنے کی اجازت نہیں۔ نہ ہی بابا سائیں اور خان دادا کو ہمارا الینڈ لائن کے قریب بھی جانا پسند ہے۔ تم شہر کیا چلے گئی حویلی کی روایات ہی بھول گئی۔ زرمینے کے چہرے پر گہری اداسی تھی۔ جسے رمل گل نے بھی بخوبی محسوس کیا تھا۔ یہ حویلی شاید یہاں کی عورتوں کے لیے قید خانہ تھا۔ جہاں سانس بھی مردوں کی اجازت کے ساتھ ہی لینا پڑتا تھا۔ اگر ارمان لالہ نہ ہوتے تو شاید میری روح کب سے میرے جسم کا ساتھ چھوڑ دیتی۔ رمل گل کی آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔

اسلامُ علیکم بختاور لالہ! رمل گل نے بختاور کو دیکھ کر سلام کیا تو بختاور اپنی سرخ آنکھوں سے گھورتا وہاں سے چلا گیا۔

تم پرواہ مت کیا کرو رمل گل بختاور لالہ کی اس کی تو عادت ہے یونہی ہر کسی کو گھورتے رہنا۔ مجھے بی ایسے ہی گھورتا ہے جیسے ابھی کچا چبا جائے گا۔ ہمارے لیے ہمارے ارمان لالہ ہی کافی ہیں۔ زرمینے نے رمل کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے تسلی دی تھی۔

مورے،،، رمل کو بولو میری نظروں کے سامنے نہ آیا کرے ورنہ میں کسی دن اپنی بندوق سے اسے گولی مار دوں گا۔ بختاور نمرہ بیگم کے پاس آکر دھاڑتے ہوئے بولا۔ کیا ہو گیا ہے بختاور،،، رمل تمھاری چھوٹی بہن ہے۔ کیا بگاڑا ہے اس نے تمھارا؟ نمرہ نے بختاور کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کیا بگاڑا ہے اس نے ہمارا؟ مورے تم بھول گیا ہے۔ ہم تم کو یاد کراتا ہے۔ اس نے ہماری عزت کو دو کوڑی کی کر دیا تھا پورے جرگہ میں۔۔۔ میں بابا سائیں، خان دادا سر اٹھانے کے قابل نہیں رہے تھے۔ میں تو اُسی دن ہی اسے گولی مار دیتا۔ اگر ارمان لالہ میرے سامنے نہ آتا۔ بختاور خان اپنی مٹھیاں بھینچتا غرا رہا تھا۔

بختاور اس میں رمل کی کیا غلطی تھی وہ تو بیچاری خود۔۔۔۔۔ وہ کوئی بیچاری نہیں ہے۔ پہلی دفعہ جرگہ میں ہماری گھر کی عورتوں کا نام آیا تھا۔۔

اتنا سب کچھ ہونے کے بعد ارمان لالہ اُسے شہر لے گیا۔ اسے ہاسٹل میں داخل کروایا۔ اگر ادھر بے اس نے ہماری عزت پر کالک ملی تو بختاور خان اس کے پورے بدن میں اپنی بندوق کی ساری گولیاں ڈال دے گا۔ اگر ارمان لالہ نے اس دفعہ روکا تو اسے بھی اپنی گولی سے بھون ڈالوں گا۔ بختاور غصے سے پھنکارتا وہاں سے چلا گیا۔ نمرہ نیگم تاسف سے اُسے دیکھ کر رہ گئیں۔

انہوں نے ارمان کی لمبی زندگی کی دعا مانگی تھی جس نے سگا بیٹا نہ ہو کر بھی بیٹا ہونے کا حق ادا کیا تھا۔ رمل کی زندگی بچائی تھی اسے یہاں اس حویلی سے باہر لے کر گیا۔ جہاں ان کی رمل کھلی ہوا میں سانس لے رہی تھی۔ نمرہ بیگم نے بے اختیار دعا کی تھی اس کی رمل کی قسمت ان جیسی نہ ہو۔۔۔۔۔

ارمان خان زنان خانہ میں بنے لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا جہاں خوبصورت ویلوٹ میرون کلر کے صوفے پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف زمین پر گاؤ تکیے بھی لگے ہوئے تھے زمین پر میرون کلر کی خوبصورت نرم و ملائم کارپٹ بچھی ہوئی تھی۔ ویسے تو زنان خانہ میں بہت کم مرد آتے تھے۔ گھر کے مرد بھی اپنی محفل مردان خانہ کے بڑے سے ڈرائینگ روم میں جماتے۔ مگر ارمان خان جب بھی شہر آتا تو یہاں بیٹھ کر زرمینے، رمل، اگینہ خانم، نمرہ بیگم سے ہلکی پلکی گپ شپ لگاتا تھا۔

ابھی بھی وہ بیٹھا رمل گل زرمینے سے باتیں کر رہا تھا۔ شہر سے وہ سب کے لیے ان کی پسند کی چیزیں لے کر آیا تھا وہ انھیں دے رہا تھا۔

حرا بھی ایک طرف بیٹھی ارمان خان کو بہت محبت سے دیکھ رہی تھی۔ جسے ارمان خان نظر انداز کرتا زرمینے اور رمل گل سے ہی باتیں کرنے میں مصروف تھا۔ سب سے زیادہ خوش

زرمینے تھی جو ارمان خان کے آنے پر بہت خوش ہو جاتی۔ صبح سے کچن میں گھسی ارمان خان کی پسند کی چیزیں بنائیں تھیں۔ اب ارمان خان کے قریب بیٹھی ڈھیروں باتیں کر رہی تھی۔

ارمان لالہ اس دفعہ میں بھی آپ کے ساتھ شہر جاؤں گی میں اپنی مرضی کے کپڑے لاؤں گی۔ زرمینے بچوں کی طرح اٹھلاتے ہوئے بولی۔ ارمان ہی تو تھا جو ان کے چھوٹے چھوٹے نخرے اٹھاتا تھا۔ ٹھیک ہے میری گل چلی جانا مگر اس دفعہ نہیں اگلی دفعہ ٹھیک ہے

۔۔ ارمان خان نے زرمینے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ اتنے میں ہی خوش ہو گئی تھی۔

ٹھیک ہے لالہ،، مگر اپنا وعدہ مت بھولنا۔ زرمینے کے بچوں کی طرح کہنے پر وہ مسکرا کر رہ گیا۔ ٹھیک ہے زرمینے تم چلے گا تو ہم بھی ارمان کیساتھ شہر جائے گا۔ وہاں سے ہم بھی اپنے لیے کپڑے لائے گا۔

حرا ارمان کو دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ ارمان کے دیکھنے پر وہ شرمائی تھی۔ اسے شرماتا دیکھ کر ارمان نے بیزاری سے اُسے دیکھا۔

تم کس حیثیت سے ارمان خان کے ساتھ جاؤ گی۔ باسط زنان خانہ کے لاؤنج میں داخل ہوتے دھاڑتے ہوئے بولا۔ وہ لالہ،،، میں تو بس زرمینے کے ساتھ جانا چاہ رہی تھی۔ حرا منمناتے ہولی۔ اگر تم ارمان خان کے ساتھ کہیں بھی گئی تو میں تمھاری ٹانگیں توڑ دوں گا۔ مگر لالہ ارمان ہمارا منگیتر ہے۔ حرا نے آہستگی سے کہا تو باسط خان نے غصے سے حرا پر اپنا ہاتھ اٹھایا مگر فضا میں ہی بلند کر کے سختی سے اپنی مٹھی بھینچ کر اپنے پہلو میں گرا لیا۔

یہ دیکھتے ہوئے زرمینے، رمل سب اپنی اپنی جگہوں سے اٹھ گئے تھے۔

زرمینے تو تھر تھر کانپ رہی تھی باسط خان کو غصے میں دیکھ کر۔

حرا آئیندہ تم مجھے یوں ارمان خان کے سامے نظر آئی تو میں تمھاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔ باسط دھاڑتے ہوئے بولا تو حرا روتے ہوے چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر وہاں سے بھاگتی ہوئ چلی گئ۔

ارمان خان صوفے پر بیٹھا باسط خان کو تاسف سے دیکھ رہا تھا۔

اور تم باسط خان زرمینے کی طرف بڑھا۔ اگر تم نے میری اجازت کے بغیر اس حویلی سے باہر قدم بھی نکالا تو میں تمھارا حشر بگاڑ دوں گا باسط خان زرمینے کو کلائ سے پکڑے گھورتے ہوئے سرد آواز میں اُس پر غرایا تو ارمان خان صوفے سے اٹھ کر باسط خان کے مقابل کھڑا ہوا۔

باسط خان یہ میری بہن ہے یہ مت بھولو،، میں تمھاری طرح نہیں جو اپنی بہن پر چلاؤں اُسے مارنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھاؤں یا پھر کسی کو بھی یہ سب کرتے دیکھوں۔ ارمان خان نے سرد آواز میں باسط خان کو وارن کیا۔

زرمینے میری بیوی ہے یہ میری اجازت کے بغیر اس حویلی سے کیا یہاں سے بھی ایک انچ اپنا قدم نہیں ہلا سکتی۔۔۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے وہ تمھارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی۔ اگر اس نے ایک قدم بھی حویلی سے باہر رکھا تو حرا پر تو میرا ہاتھ نہیں اٹھا مگر زرمینے کے

خوبصورت گالوں کا میں حشر بگاڑ دوں گا۔ باسط خان زرمینے کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ ارمان خان اپنی مٹھیاں بھینچ کر خاموش ہو گیا تھا۔ کیونکہ زرمینے کا رنگ خوف سے سفید ہو گیا تھا اور وہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔

ارمان خان نے جلدی سے اسے اپنی بانہوں میں بھرا تھا۔۔ کچھ نہیں ہوا گل وہ تمھیں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ تمھارا ارمان لالہ زندہ ہے ابھی۔ بہادر بنو میری گل۔ ارمان خان زرمینے کا سر تھپکتا ہوا اسے تسلی دے رہا تھا۔ جو اس کی بانہوں میں ہچکیاں لے رہی تھی۔ ارمان خان کا بس نہیں چل رہا تھا باسط خان کی جان لے لے۔ وہ جانتا تھا زرمینے کا دل چڑیا سے بھی زیادہ نازک ہے۔ بچپن سے ہی وہ سب کے غصے سے ڈر جایا کرتی تھی۔ ارمان خان زرمینے کا رشتہ کبھی باسط خان سے نہ ہونے دیتا۔ مگر خان دادا کے حکم پر وہ مجبور ہوا تھا۔۔

آبگینہ خانم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی زرمینے کافی دیر تک ان کے پاس بیٹھی ان کا سر دباتی رہی۔۔۔۔

" زرمینے بچہ تم تھک گیا ہو گا رات بھی بہت ہو گیا ہے، تم جا کر آرام کرو۔۔۔۔"

" کوئی بات نہیں مورے مجھے آپ کی خدمت کر کے سکون مل رہا ہے۔۔۔۔"

زرمینے آبگینہ خانم کا سر دباتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" نہیں بچے تم جاؤ تم آرام کرو۔۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نے زرمینے نے کو زبردستی بھیجا تھا ورنہ وہ ضد کر رہی تھی کہ ان کے پاس ہی ادھر سوئے گی وہ آبگینہ خانم کے کمرے سے نکلتی اپنے کمرے میں جا رہی تھی جب باسط خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی طرف کھینچا تھا زرمینے کی پشت باسط خان کے سینے سے آ لگی تھی، اس سے پہلے وہ چیختی باسط خان نے اپنا ہاتھ زرمینے کے منہ پر رکھا تھا۔۔۔

" کتنی دفعہ کہا ہے خانم جب جب تمہارے قریب کوئی آئے گا وہ صرف باسط خان ہو گا کیونکہ تم صرف باسط خان کے ملکیت ہو، صرف باسط خان کی ہو تم۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کے کان میں سرگوشی نما آواز میں بولتا ہوا اسے جھٹکے سے سیدھے کیے دیوار کے ساتھ لگا گیا وہ زرمینے کو اوپر سے نیچے تک دیکھتے ہوئے دوپٹہ اس کے تن سے جدا کر کے اسے استحقاق سے دیکھنے لگا باسط خان کی بے باک نگاہوں کی تپش سے زرمینے کا رنگ سرخ پڑا تھا، باسط خان نے زرمینے کے چہرے پر جھکتے ہوئے اس کے ناک کی نوز پن پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔

" بب۔۔۔باسط سائیں، مم۔۔۔مجھے جانے دیں۔۔۔"

زرمینے سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے بولی تو باسط خان کے ماتھے پر سلوٹیں پڑی تھیں۔۔۔

" کیوں جانے دوں تمہیں میں یہاں پر جھک مارنے آیا ہوں اس وقت۔۔۔۔" باسط خان نے ماتھے پر تیوری چڑھائے سرد آواز میں پوچھا اسکی آواز میں سرد پن محسوس کر کے زرمینے کا گلا خشک ہوا تھا۔۔۔۔

" نن۔۔۔ نن۔۔۔۔ نہیں وہ باسط سائیں، مم۔۔۔۔ میرا مطلب۔۔۔۔"

زرمینے کی آواز لڑکھڑائی تھی باسط خان کے غصے سے وہ ویسے ہی خائف ہو جاتی تھی زرمینے کا لرزنا محسوس کر کے باسط خان کی مونچھوں تلے عنابی لب مسکرائے تھے۔۔۔۔

" یہ کیا خانم ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں، ابھی سے کانپنا شروع۔۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کے گلابی لبوں پر انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا زرمینے اس وقت ریڈ کلر کے لانگ فراک میں ملبوس تھی جس کے گلے پر شیشے لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

" خانم تم پر ریڈ کلر بہت جچتا ہے، مجھے نہیں لگتا آج سے پہلے مجھے یہ رنگ کسی پر اتنا اچھا لگا ہو گا۔۔۔۔

باسط خان نے اپنے دل کی بات کہی تھی، اسے واقعی میں زرمینے سرخ لباس میں بہت اچھی لگی تھی باسط خان مدہوشی کے عالم میں زرمینے کے گلابی ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسیں روک چکا تھا زرمینے کی کلائیاں باسط خان نے ایک ہاتھ سے پیچھے کی طرف موڑی ہوئی تھیں دوسرے ہاتھ سے اس نے زرمینے کے بالوں کو سختی سے جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔

باسط خان بہت بے دردی سے زرمینے کے ہونٹوں پر جھکا اپنی شدت لٹا رہا تھا، آج پھر زرمینے کی آنکھوں سے تکلیف کے مارے آنسو بہنے لگے تھے جس کی باسط خان کو کوئی پرواہ نہیں تھی باسط خان نے جب پوری طرح زرمینے کی سانسیں اس کے بدن سے چرا لیں، جب زرمینے کو لگا وہ آخری سانس لے رہی ہے تب باسط خان نے اسے آزادی بخشتے ہوئے اس کی سانسیں بخشی تھیں۔۔۔۔

زرمینے کا تنفس بہت بری طرح بگڑا تھا، ٹانگوں پر کھڑے رہنا مشکل لگا تھا تب اس ظالم انسان نے اسے اپنی بانہوں میں بھر کر اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا، زرمینے اپنی سانسیں بحال کرتی ہوئی باسط خان کے سینے کے ساتھ لگی، اس ظالم انسان کی دھڑکنیں سن رہی تھی جو جب جب اس کے قریب آتا اس کی سانسیں چھیننے کی کوشش کرتا۔۔۔۔

باسط خان کی محبت اس کے غصے سے کہیں زیادہ خطرناک ثابت ہوئی تھی اس کے لیے، زرمینے بہتے آنسوؤں کے ساتھ باسط خان کے سینے کے ساتھ لگی ابھی بھی لرز رہی تھی۔۔۔۔

" ابھی سے تمہارا یہ حال ہے زرمینے خانم، میں تو تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم ترس کھانے کے قابل رہ جاؤں گی بس، اس طرح سے تمہاری سانسیں چھینوں گا کہ تم آدھی ادھوری سانسوں کے ساتھ تڑپتی رہ جاؤ گی مگر تمہیں موت نہیں ملے گی، ہر رات تمہیں میری جان

لیوا قربت سہنی پڑے گی ابھی تو آغازِ محبت ہے جس کی شدت جس کا جنون سہتے سہتے تم نیم مردہ ہو جاؤ گی، اس کہانی کا انجام صرف نفرت پر مبنی ہو گا۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو سینے سے لگائے گہری مسکراہٹ کے ساتھ سوچ رہا تھا وہ نہیں جانتا تھا اس محبت کا انجام نفرت تو ہو گا مگر وہ نفرت باسط خان سے اس کا سب کچھ چھین لے گی، باسط خان نے زرمینے کو خود سے الگ کرتے ہوئے دیوار سے لگایا تھا۔۔۔

" خانم میں تھوڑی دیر تک کمرے میں آتا ہوں دروازہ مت بند کرنا جب میں کمرے میں آؤں تو تم مجھے ان ہونٹوں پر ریڈ لپسٹک لگائے ملو۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا جہاں پھر سے آج اس نے اپنی شدتوں سے گہرا کٹ لگایا تھا۔۔۔

" ریڈ لپسٹک ن۔۔۔ نہیں ہے، میرے پاس میک اپ نہیں ہے مورے مجھے نہیں لگانے دیتی میک آپ۔۔۔۔"

" کیوں۔۔۔۔"

باسط خان نے آبرو اچکائے پوچھا۔۔۔

" مورے کہتی ہیں کنواری لڑکیاں میک اپ نہیں لگاتی۔۔۔۔"

زر مینے اٹکتے ہوئے بولی تو باسط خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" لیکن تم تو اب شادی شدہ ہو ہاں رہی بات کنواری ہونے کی تو بہت جلد تمہیں کلی سے کھلتا ہوا گلاب بنادوں گا۔۔۔۔"

باسط خان معنی خیزی سے گھمبیر سرگوشی میں کہتا دوبارہ سے مدہوش ہوتا زر مینے کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

" تمہیں میک اپ پسند ہے۔۔۔۔"

باسط اس سے الگ ہوتا پوچھنے لگا۔۔۔۔

" مم۔۔۔۔مجھے بہت پسند ہے لپسٹک آئی شیڈز کاجل سب کچھ۔۔۔۔"

زر مینے جھجھکتے ہوئے نظریں جھکائے بولی تو باسط خان کو ایسے اٹک اٹک کر بولتی وہ بہت معصوم لگی۔۔۔۔

" ویسے تمہیں میک اپ کی ضرورت تو نہیں۔۔۔۔"

باسط خان زر مینے کے ریشمی گالوں پر اپنی انگلیاں پھیرتے ہوئے ہولا۔۔۔۔

" اگر تمہیں پسند ہے تو میں تمہیں لادوں گا۔۔۔۔"

" سچی۔۔۔۔"

زرمینے معصومیت سے خوش ہوتی چہکتی آواز میں بولی تو باسط اس کا شرمایا جھجھکتا مہکتا مسکراتا روپ دیکھ کر مدہوش ہوا۔۔۔۔

" خانم تم کمرے میں چلو میں آتا ہوں۔۔۔۔"

زرمینے کی جان ہوا ہوئی۔۔۔۔

" باسط سائیں وہ کمرے میں رمل بھی ہے۔۔۔۔"

باسط خان بدمزہ ہوا تھا چہرے پر ناگواریت کا تاثر ابھرا، ماتھے کے بل گہرے ہوئے زرمینے کا سانس اٹکا تھا۔۔۔۔

" وہ کیا کر رہی ہے تمہارے کمرے میں، اس کا اپنا کمرہ نہیں ہے کیا۔۔۔۔"

" وہ رمل نے بولا کہ وہ آج ممم۔۔۔۔ میرے ساتھ ہی سوئے گی۔۔۔۔"

زرمینے نے جھوٹ بولا تھا وہ باسط خان کی شدتوں کو سہنے کی متحمل نہیں تھی جو اس کی جان نکالنے کے در پر آجاتی تھیں۔۔۔

" چلو ٹھیک ہے میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔"

زرمینے نے فق چہرے کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

" کہاں باسط سائیں۔۔۔۔"

" خانم مجھ سے سوال مت کرنا آئندہ ورنہ بہت برا پیش آؤں گا۔۔۔۔"

باسط زرمینے کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنی سرخ آنکھوں سے اسے وارن کر گیا وہ زرمینے کا ہاتھ پکڑ کر اسے کچن میں لایا تھا، زرمینے کو شیلف پر جھکا کر اس پر سایہ فگن ہوتا وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا باسط خان کی جنون خیزیاں شروع ہو چکی تھیں، وہ کبھی اس کے ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسیں ادھیڑتا کبھی اس کی گردن پر جھک کر اپنے شدت بھرے لمس سے اسے روشناس کروا کر اسے سسکنے پر مجبور کر دیتا۔۔۔۔

پیار اور شدتوں کی آنکھ مچولی جاری تھی، کچن میں معنی خیز سانسوں کا رقص جاری تھا یہ سلسلہ تب ٹوٹا جب کچن میں کسی کی آہٹ محسوس ہوئی، کسی کی آہٹ سن کر باسط خان زرمینے سے الگ ہوا تھا، زرمینے خود کو سنبھالتی اٹھی تھی جب رمل کچن میں داخل ہوئی باسط خان اور زرمینے کو دیکھ رمل حیران ہوئی تھی۔۔۔۔

" السلام علیکم لالہ۔۔۔۔"

رمل نے سلام کیا تو باسط خان اشارے سے جواب دیتا کچن سے نکل گیا تھا، رمل زرمینے کا سرخ اور کانپتا وجود دیکھ اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" زرمینے کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔۔۔۔"

رمل پریشان ہوئی۔۔۔۔

" یہ باسط لالہ ادھر کیا کر رہا تھا۔۔۔۔"

" کچھ نہیں انہیں قہوہ پینا تھا وہی بنانے آئی تھی کچن میں۔۔۔۔"

زرمینے کے بولنے پر رمل ٹھنڈے چولہے کو دیکھ حیران ہوئی مگر زرمینے کو دیکھ وہ خاموش ہو گئی تھی جو ابھی بھی خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑی کانپتی ہوئی لب کاٹنے میں مصروف تھی۔

رمل یونیورسٹی کے لئے تیار ہو رہی تھی کہ اس کے فون پر اس کے ڈرائیور کی کال آئی، وہ جلدی سے حجاب لپیٹنے لگی، یونیورسٹی سے ہاسٹل تک کا راستہ پندرہ بیس منٹ کی مسافت پر تھا، ارمان خان نے اس کے لئے ایک ڈرائیور اور گاڑی کا بندوبست کر رکھا تھا جو اسے یونیورسٹی سے لینے بھی جاتا اور چھوڑنے بھی جاتا۔۔۔۔

اس دن جب وہ روحان کے ساتھ اس کمرے میں بند تھی تو گاڑی خراب ہونے کی صورت میں ڈرائیور نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ آج وہ نہیں آسکے گا، رمل نے خدا کا شکر ادا کیا تھا کہ اگر اس دن ارمان خان کو پتہ چل جاتا کہ وہ پوری رات ایک اجنبی لڑکے کے ساتھ ایک ہی کمرے میں بند رہی ہے تو وہ یقیناً پوری یونیورسٹی کو آگ لگا دیتا اور روحان کو جان سے مار ڈال دیتا۔۔۔

رمل نے حجاب لیتے ہوئے ڈر کے مارے جھرجھری لی تھی بے شک وہ شہر آکر یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی گرلز ہاسٹل میں رہ رہی تھی مگر اسے کہیں بھی آنے جانے کی اجازت نہیں تھی ، ارمان خان نے اسے سختی سے منع کر رکھا تھا کسی بھی اجنبی سے بات کرنے کو، دوست بنانے کو، رمل بیگ اٹھائے باہر آئی تھی جہاں ڈرائیور اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

ابھی وہ یونیورسٹی کے گیٹ پر انٹر ہی ہوئی تھی کہ روحان بھی اسی وقت اپنی گاڑی پارکنگ ایریا کی طرف لگا کر انٹر ہوا، روحان کے دل میں تو رمل کو دیکھتے ہی پھول کھل اٹھے تھے مگر اس دن کے اس کے جملے یاد آئے تو چہرے پر ایک اذیت بھی رقم ہوئی تھی دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں تو رمل گھبراتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھ گئ۔۔۔۔۔

روحان گہرا سانس فضا میں خارج کرتا آگے بڑھا رمل بہت تیزی سے چل رہی تھی روحان اس کے یوں تیزی سے چلنے پر مسکرا کر رہ گیا تیز تیز چلنے کی وجہ سے رمل ٹھوکر لگنے سے بہت بری طرح گری تھی روحان ایک ہی جست میں تقریباً بھاگتے ہوئے رمل تک پہنچا جو زمین پر بیٹھی درد سے کراہ رہی تھی ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے۔۔۔۔۔

" رمل کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

روحان اس کے پاس زمین پر پنجوں کے بل بیٹھتا ہوا بولا رمل پاؤں پکڑے بری طرح رو رہی تھی شاید اس کے پاؤں میں موچ آئی تھی۔۔۔۔

" میں نے تمہیں کھا تو نہیں جانا تھا رمل کیا ضرورت تھی بھاگنے کی۔۔۔۔۔"

روحان غصے سے بولا تو وہ اور زیادہ رونے لگی روحان نے لب بھینچ کر اسے دیکھا اس کا رونا روحان کو تکلیف دے رہا تھا رمل کے چہرے پر شدید تکلیف کے آثار تھے اسے واقعی میں بہت زور کی لگی تھی کہ اس سے ہلا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

" چلو اٹھو رمل۔۔۔۔"

روحان نے اسے ہاتھ دیا رمل نفی میں سر ہلاتی ہوئی خود اٹھنے کی کوشش کرنے لگی مگر کوشش بے کار تھی وہ شدید درد سے کراہ کر رہ گی روحان لب بھینچے اس کی حرکتیں دیکھ رہا تھا جو اس کا ہاتھ بھی نہیں تھام رہی تھی اور خود اس سے اٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔۔۔۔

روحان رمل کے قریب ہوتا سختی سے اس کی کمر کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتا اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگا مگر اس کے پاؤں پر وزن نہیں پڑ رہا تھا رمل شدید رونے لگی تھی، روحان نے دوبارہ سے اسے زمین پر بیٹھایا تھا۔۔۔۔۔

" لگتا ہے رمل تمہارے پاؤں پر موچ آئی ہے، دیکھنا پڑے گا کہ چوٹ کس حد تک لگی ہے۔۔۔۔"

روحان نے جھکتے ہوئے اس کا پاؤں پکڑ کر دیکھنا چاہا تو رمل نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا تھا۔۔۔۔

" کیا ہو گیا رمل دیکھنا تو پڑے گا، کیا سارا دن یہیں پر بیٹھنے کا ارادہ ہے۔۔۔۔۔"

روحان نے رمل کو گھورتے سرد آواز میں کہا تو رمل اپنا پاؤں پکڑے پھر سے رونا شروع ہو چکی تھی عینی نے دور سے یہ منظر دیکھا تھا جلن اور غصے کی شدید لہر اس کے اندر اٹھی تھی وہ اپنے غصے پر قابو پاتی ہوئی روحان کے پاس آئی تھی۔۔۔۔

" کیا ہوا روحان از ایوری تھنگ اوکے۔۔۔۔۔؟؟؟

عینی نے مسکراتے ہوئے روحان سے کہا۔۔۔۔

" رمل کے پاؤں پر چوٹ آگئی ہے۔۔۔۔"

روحان نے رمل کے پاؤں سے شوز اتارتے ہوئے جواب دیا، اب وہ اس کا پاؤں ہاتھوں میں پکڑے دیکھ رہا تھا رمل کو عجیب لگا تھا روحان بنا کسی کی پرواہ کیے اس کا شوز اتار اب اس کا پاؤں پکڑ کر دیکھ رہا تھا عینی نے لب بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔۔۔۔۔

" ہٹو روحان میں دیکھتی ہوں۔۔۔۔"

عینی سے برداشت نہیں ہوا تھا روحان کا یوں رمل کے پیروں کو ہاتھ لگانا عینی روحان کو پیچھے کرتی ہوئی رمل کے قریب بیٹھ کر اسے نفرت سے گھورتے ہوئے رمل کے پاؤں کو پکڑ کر زور سے دبا گئی تو رمل کی چیخ نکلی تھی۔۔۔۔

" کیا ہو گیا ہے عینی یہ کیا طریقہ ہے آرام سے ہاتھ لگاؤں، تمہیں نظر نہیں آ رہا اس کے پاؤں پر چوٹ لگی ہے یا جان بوجھ کر اندھا پن دیکھا رہی ہو۔۔۔۔۔"

روحان سرد آواز میں دھاڑا تو آس پاس بہت سے گزرتے اسٹوڈنٹس متوجہ ہوئے تھے عینی کا خفت کے مارے چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔

" ہٹو میں خود ہی دیکھ لوں گا۔۔۔۔"

روحان سرد آواز میں کہتا رمل کی طرف متوجہ ہوا جو ابھی بھی رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔

" اور تم بھی رونا بند کرو۔۔۔۔"

روحان نے سرد آواز میں رمل سے کہا مگر آواز نیچی رکھی تھی رمل نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کیے تھے روحان نے رمل کا پاؤں پکڑ کر جھٹکے سے سیدھا کیا رمل کی چیخ نکلی تھی مگر پاؤں کی ہڈی اپنی اصلی جگہ پر واپس آ گئی تھی رمل بہت بری طرح رو دی، درد کافی حد تک کم

ہو گیا تھا مگر ابھی بھی درد تو تھا ہی، روحان نے اس کا ہاتھ سختی سے پکڑے اسے اٹھایا اور اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔۔

یہ دیکھ کر عینی کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی، روحان کے چہرے پر بہت تکلیف تھی رمل کو تکلیف میں دیکھ کر اور وہ رمل کو ایسے سمیٹ رہا تھا جیسے وہ اس کیلئے بہت قیمتی متاع حیات ہو، روحان کی مختلف لڑکیوں کے ساتھ فرینڈ شپ تھی جسے عینی نے کبھی سیریس نہیں لیا تھا۔۔۔

عینی جانتی تھی روحان صرف وقت گزاری کر رہا ہے مگر رمل کے لیے روحان کی آنکھوں میں عجیب سا دیوانہ پن تھا بہت گہرے جذبے اس کی آنکھوں میں دیکھائی دیتے تھے جو عینی کو آگ لگا دیتے تھے۔۔۔۔

" ممم۔۔۔ مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا میں خود چلی جاؤں گی۔۔۔"

رمل نے روحان سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔

" خاموشی سے چلو ورنہ اٹھا کر لے جاؤں گا یقیناً وہ تمہیں بلکل پسند نہیں آئے گا۔۔۔"

روحان نے اس کے ہاتھ پر اپنی گرفت اور مضبوط کی تھی۔۔۔

" نن۔۔۔ نہیں آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔"

رمل بے یقین ہوئی۔۔۔

کرنے کو تو میں بہت کچھ کر سکتا ہوں آپ کو میری صلاحیتوں پر شک نہیں ہونا چاہیے رمل گل خان۔۔۔۔"

روحان نے شرارتی لہجے میں بولتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھا روحان نے گاڑی کا دروازہ کھول کر رمل کو بہت احتیاط اور پیار سے سیٹ پر بیٹھایا اور گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی طرف کیا، ہاسپٹل تک پہنچتے رمل کے پاؤں کا درد شدید بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

پاؤں پر بہت بری طرح موچ آئی تھی، ڈاکٹر نے کچھ پین کلرا نجیکشنز دیئے تھے روحان میڈیسن لینے میڈیکل سٹور تک گیا تھا کہ رمل کے فون پر ارمان خان کی کال آئی تو رمل نے فق چہرے کے ساتھ فون اٹھایا۔۔۔۔رمل میں تمھاری یونیورسٹی کے پاس ہوں میں تم سے ملنے آیا ہوں۔

لیکن لالا،،، میں تو یونیورسٹی نہیں ہوں۔ رمل گھبراتے ہوئے بولی تھی۔ کہاں ہو تم پھر؟

ارمان خان کی سرد آواز پر رمل کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔

وہ میں لالہ میں،، ہاسپٹل میں ہوں۔ مم مم مجھے چوٹ لگی ہے۔ رمل جلدی سے بولی تھی۔

۔رمل کی گھبرائی اواز اور ہاسپٹل کا سن کر ارمان خان پریشان ہوا تھا۔

کون سے ہاسپٹل ہو تم؟ ارمان خان نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔ تھا۔۔

لالہ جو یونیورسٹی کے پاس ہے۔ وہی پر ہوں۔۔۔۔رمل کے بتانے پر ارمان خان نے اپنی گاڑی ہاسپٹل کے پاس روکی۔ وہ بالکل ہاسپٹل کے سامنے تھا۔ گاڑی باہر کھڑی کرتا ارمان

خان تیزی سے رمل کے بتائے ہوئے ہاسپٹل کے کمرے میں پہنچا۔۔ جہاں رمل بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے پاؤں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ کیا ہوا گل؟ ٹھیک ہو۔ ارمان خان رمل کے پاس بیڈ پر بیٹھتا ہوا بولا تھا۔ رمل کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ دل بے تحاشا دھڑکنے لگا تھا کہ اگر ارمان نے روحان کو دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی۔ چلیں لالہ آپ مجھے ہاسٹل چھوڑ دیں۔ رمل جلدی جلدی بولی کہ کہیں روحان نہ آجائے۔

کیا ہو گیا۔ گل مجھے ڈاکٹر سے تو ملنے دو کہ تم ٹھیک ہوئی ہو کہ ابھی نہیں۔ ارمان خان نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

لالہ میری بات ہو چکی ہے۔ ڈاکٹر نے ہی کہا ہے کہ میں گھر جا سکتی ہوں۔

پلیز لالہ،، مجھے یہاں سے لے جائیں۔ میری طبیعت ہاسپٹل میں زیادہ خراب ہو جاتی ہے۔ آپ کو تو پتہ ہی ہے۔ رمل گھبراتے ہوئے خود ہی بیڈ سے اٹھی مگر درد کی شدید لہر پاؤں میں اٹھی تھی۔

کیا ہو گیا ہے گل؟ میں اٹھاتا ہوں تمھیں۔ ارمان خان نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اٹھنے میں مدد کی تھی۔

روحان میڈیسن لے کر واپس آرہا تھا جب رمل کو ایک بے حد سمارٹ اور ڈیشنگ سے شخص کے ساتھ دیکھا جس کے بازو سے لپٹی وہ باہر کی طرف آرہی تھی۔

اسے کسی کے ساتھ دیکھ کر اور اتنے قریب دیکھ کر روحان کی آنکھوں میں اشتعال کے مارے سرخی اتری تھی۔۔ روحان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھینچیں۔غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ رمل کی طرف بڑھا ہی تھا کہ رمل کی آواز روحان کے کانوں میں گونجی تھی۔لالہ

آپ کو مجھ سے کیا کام تھا۔ آپ کیوں آرہے تھے مجھ سے ملنے۔

یہ چھوڑو تم مجھے بتاؤ تمھیں ہاسپٹل کون لایا ہے۔

ارمان کے پوچھنے پر رمل کا رنگ فق ہوا تھا۔وہ لالا مم میری ایک دوست ہے وہی لئ تھی۔ آپ کا سن کر وہ واپس یونیورسٹی چلی گئ۔۔رمل گھبرائے لہجے میں بتانے لگ۔

روحان ایک جھٹکے میں پیچھے ہوا تھا۔

روحان نے گہری سانس خارج کی تھی ورنہ رمل کو یوں کسی مرد کے ساتھ دیکھ کر روحان کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔

روحان نے آنکھیں بند کر کے خود کو کوسا تھا اگر وہ کچھ ایسا ویسا کر بیٹھتا تو یقینا رمل کے لیے کتنے مسائل کا باعث بنتا۔وہ اچھی طرح جانتا۔ تھا رمل ایک کنزرویٹیو فیملی سے تعلق رکھتی ہے۔۔وہ اتنا جذباتی کیسے ہو سکتا ہے۔روحان نے خود کو کوسا۔۔

لیکن وہ کیا کرتا وہ دن بدن رمل کے لیے بے حد جذباتی اور پوزیسیو ہوتا جا رہا تھا۔وہ رمل کے قریب کسی بھی غیر مرد کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

ارمان خان نینا کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھا لنچ کر رہا تھا۔ موضوع ہمیشہ کی طرح نینا کے سوشل ورک پر مبنی تھا۔ مسٹر خان،، آپ کو پتہ ہے ہماری این جی اوز کے ورکر کالام جا رہے ہیں۔ کل ایک سیمینار اٹینڈ کرنے۔ جہاں پر باقی این جی اوز سے جڑے ورکر بھی ہوں گے۔ کچھ ورکشاپس اٹینڈ کرنے کو مل گی۔۔ میں جانا تو نہیں چاہتی مگر مس رائمہ عباسی مجھے فورس کر رہی ہیں مجھے جانا چاہیے۔ مجھے وہاں بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا۔ نینا نے ارمان خان کو بتایا تو ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔ ارمان خان نے رائمہ عباسی کو پہلی نظر میں ہی پہچان لیا تھا وہ پینتیس سال کی طلاق یافتہ خاتون تھیں۔ اس این جی او کو وہی چلا رہی تھیں۔ انتہائی شاطر اور جہاندیدہ عورت تھیں۔ این جی اوز کو ملنے والی ڈونیشنز کا چوتھائی حصہ وہ خود رکھتی تھیں اس لیے تو ایک بہت بڑے بنگلے کی مالک تھی ایک بوتیک بھی چلا رہی تھیں۔ نینا کو ساتھ رکھنے کا مقصد بھی ارمان خان سمجھ چکا تھا۔ عدد

نینا بے انتہا خوبصورت اور کم عمر تھی۔ نینا کے تھرو وہ بہت بہت بڑی اماؤنٹس ڈونیشن کی صورت میں اویل کرتی تھیں۔

جیسے ارمان خان نے خود بہت بڑی اماؤنٹ کا چیک صرف نینا کی خاطر دیا تھا۔ ورنہ اُسے اس این جی او میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ارمان خان کو کسی کی مدد کرنی ہوتی تو وہ خود انفرادی طور پر کرتا تھا۔ جیسے اس نے اس اور فنیج ادارے کی تھی۔ کیونکہ ارمان خان کو لگا کہ وہ ڈیزرو

کرتے ہیں مگر اس این جی او سے منسلک چند لوگ بالکل بھی اچھے نہیں تھے۔ وہ آدھی سے زیادہ اماؤنٹ آپس میں مل بانٹ کر کھا لیتے تھے۔ مگر نینا کو اس بات کا بالکل اندازہ نہیں تھا کیونکہ وہ خلوص دل کے ساتھ اس این جی او سے جڑی تھی۔ مس رائمہ عباسی نینا کی سادگی کا خوب فائدہ اٹھا رہی تھی اور نینا کی خوبصورتی کو کیش کر رہی تھیں۔۔ نینا اپنی عادت سے مجبور لوگوں کو ان کے ظاہر سے ہی دیکھتی۔ جیسے وہ دکھتے تھے ان پہ یقین کر لیتی تھی۔۔

ارمان خان نے گہری نظر نینا پر ڈالی تھی جو لیمن کلر کی سادہ شارٹ شرٹ وِد وائٹ پینٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کا رف سا جوڑا بنایا ہوا تھا۔ بغیر میک اپ کے وہ اِس کے سامنے تھی۔

ارمان خان نے بنا میک اپ کے اس خوبصورت چہرے کو دیکھا جو جگ مگ کر رہا تھا۔ نینا کی سادگی اس کا بھولا پن بھی اُسے بے انتہا خوبصورت بناتا تھا۔

تو پھر آپ جا رہی ہیں مس نینا کلام۔۔۔ ارمان خان کے پوچھنے پر نینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

جی مسٹر خان میں سوچ رہی ہوں چلی جاؤں کچھ سیکھنے ہی کو ملے گا۔ نینا نے پر سوچ انداز میں جواب دیا۔۔

تو ٹھیک ہے میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ ارمان خان نے گہری نظر نینا کے چہرے پر ڈالتے ہوے کہا۔۔

لیکن آپ کیا کریں گے مسٹر خان؟ نینا نے حیرانگی سے ارمان خان کو دیکھا۔

مس نینا آپ ہمارے علاقے آرہی ہیں۔۔ تو میزبانی کا شرف ہمیں بھی بخشیں۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واٹ؟ مسٹر خان آپ کالام سے ہیں نینا کو خوشگوار حیرت ہوئی۔

جی میں سوات سے ہوں۔ میری ساری فیملی سوات میں ہوتی ہے۔ آپ کو بہت خوبصورت جگہوں کی سیر کراؤں گا۔

رئیلی مسٹر خان! نینا خوشی سے چہکتی آواز میں بولی تھی۔

ویسے تو میں نارادرن ایریا زگیئی ہوں۔۔ ناران، کاغان، مری وغیرہ مگر کالام فرسٹ ٹائم جا رہی ہوں۔۔ پتہ ہے آپ کو،، مجھے پہاڑ کتنے پسند ہیں؟ نینا مسکراتے ہوئے ارمان خان کو بتا رہی تھی۔

ارمان خان مسکراتے ہوئے نینا کی باتیں سن رہا تھا جو نان سٹاپ شروع ہو چکی تھی۔

نینا ارمان خان کے ساتھ بائے ایر پورٹ سوات گئی تھی۔۔ اس سے آگے وہ بائے روڈ کالام پہنچے۔ وہاں کے سیمینار میں شرکت کی۔ وہاں پر مس رائمہ عباسی پہلے سے موجود تھی وہ ہمیشہ کی طرح ارمان خان سے بے انتہا خوش اسلوبی سے ملی تھی۔

بلکہ ارمان کے گلے کا ہار بنی تھی۔۔ مس رائمہ عباسی نے ساڑھی زیب تن کر رکھی تھی جو اس کے جسم کو ڈھانپنے میں ناکام تھی۔۔ ارمان خان جیسا اتنا بڑا بزنس میں رائمہ عباسی کی ٹاپ پرائریٹی تھا۔ جسے وہ اور بھی زیادہ بڑے بڑے چیکس ڈونیشن کی صورت میں نکلوا سکتی تھی۔

ارمان خان نے بیزاری سے اسے خود سے دور کیا تھا۔ ارمان خان کی پوری توجہ نینا کی طرف تھی جو بلو جینز کے اوپر بلو ہی ٹاپ پہنے ہوئے تھی اوپر شارٹ لیدر جیکٹ، اپنے خوبصورت بالوں میں لائٹ سے کرلز ڈال رکھے تھے۔۔ اتنی سی تیاری نے اس کے نوخیز حسن کو چار چاند لگا دیے تھے۔۔ ہونٹوں پر پنک لپ سٹک سجائے وہ سیدھا ارمان خان کے حواسوں پر چھا رہی تھی۔

سیمینار اٹینڈ کرنے کے بعد ارمان خان بیزاری سے نینا کے ساتھ کھڑا تھا۔۔ اسے ان چیزوں میں بالکل دلچسپی نہیں تھی۔ وہ تو صرف نینا کے ساتھ وقت بتانے کے لیے یہاں آیا تھا۔

ارمان نے جھنجھلاتے ہوئے نینا کو دیکھا جو رائمہ عباسی کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔۔۔

رائمہ عباسی نے نینا کو کسی سے ملوانے کے لیے ساتھ لیے اس انسان کی طرف بڑھی۔۔

ارمان خان فون رنگنگ پر اپنے فون پر متوجہ ہوا تھا۔

فون پر بات کرتے کرتے ارمان خان کی نظر نینا پر پڑی جس نے اپنے سامنے کھڑے شخص سے ہاتھ ملایا تھا ارمان خان نے چبھتی نظروں سے اُس شخص کو دیکھا جو نینا سے بہت خوش

اخلاقی سے باتیں کر رہا تھا۔ بلکہ اس کی آنکھوں میں نینا کے لیے بہت ستائش تھی۔۔اور ساتھ کھڑی رائمہ عباسی کی آنکھوں میں بہت مکر و چمک تھی۔۔

ارمان خان کے لہو میں شرارے سے دوڑے تھے یہ سب دیکھ کر۔ یہاں پر زیادہ تر مردوں کی نظر ہی نینا پر تھی۔

ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے نینا کی طرف بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑے ایک طرف لایا۔

کیا ہے مسٹر خان؟ آپ کو کیا ہو جاتا ہے؟ کتنا عجیب لگا ہے آپ کا ہاتھ پکڑ کر یوں سب کے بیچ سے مجھے لانا۔ سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔۔ نینا جھنجھلائی تھی ارمان خان کی حرکت پر۔۔۔

مجھے لگتا ہے۔ مس نینا ہمیں چلنا چاہیے۔ رات گہری ہو جائے گی۔۔ ہمیں واپس بھی جانا ہے۔ ویسے بھی سیمینار ختم ہو گیا ہے۔ اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہیے۔ ارمان خان خود پر قابو پاتا نینا سے مخاطب ہوا تھا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ مسٹر خان۔ میں بھی اب بور ہو گئی ہوں۔ چلتے ہیں یہاں سے،۔ آپ مجھے یہاں کی بیسٹ جگہ دکھائیں۔۔ نینا ارمان خان سے ایکسائیٹڈ لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

مسٹر خان،، یہاں پر کوئی گھڑ سوری کے لیے پلیس ہے۔ نینا نے ارمان خان سے پوچھا تھا جو ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

ہاں ہے تو! آپ کیوں پوچھ رہی ہیں؟ ارمان خان نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے جواب دیا۔

کیونکہ مجھے ہارس رائیڈنگ کرنی ہے۔ آپ کو پتہ ہے یہ میری فیورٹ ہابی ہے۔ نینا کے چہرے پر بہت ایکسائٹمنٹ تھی۔

آپ کو ہارس رائیڈنگ آتی ہے؟ ارمان خان نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

آف کورس! مجھے آتی ہے اس لیے تو پوچھ رہی ہوں ارمان خان نینا کے کہنے پر گہرا مسکریا تھا۔ ارمان خان نینا کو لے کر گھڑ سواری والی جگہ پر آیا تو نینا جگہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔

یہاں ایک بہت بڑی جھیل بھی تھی۔ اونچے سبز پہاڑوں میں گرا سرسبز میدان جو دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔۔

مس نینا،، آپ کو نہیں لگتا کہ آپ یوں ہر کسی پر اعتبار کر لیتی ہیں۔ وہ آپ کو نہیں کرنا چاہیے۔ ارمان خان نینا کے ساتھ چلتے ہوئے بول رہا تھا۔

کیا مطلب آپ کا؟ نینا خوبصورت ٹھنڈے موسم کو انجوائے کرتی اپنے بال کانوں کے پیچھے اُڑستی ہوئی بولی تھی۔

میرا مطلب ہے،، مجھے لگتا ہے۔ آپ کو یہ این جی او کو چھوڑ دینا چاہیے۔ مس رائمہ عباسی اتنی اچھی نہیں ہیں۔ جتنا نظر آتی ہیں۔۔ اگر آپ کو سوشل ورک کرنا ہے تو آپ انفرادی طور پر

بھی لوگوں کی مدد کر سکتی ہیں۔ کیا آپ یقین سے کہہ سکتی ہیں کہ مس رائمہ عباسی تمام ڈونیشنز ایمانداری سے حق دار لوگوں تک پہنچنا رہی ہیں۔ ارمان خان نے سے بہت آرام سے نینا کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔ کیونکہ وہ واقعی میں نینا کو لے کر پریشان ہو رہا تھا۔

مسٹر خان مجھے لگتا ہے۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے مس رائمہ بہت اچھی خاتون ہیں۔ وہ ایسی نہیں ہیں جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔ نینا ارمان خان کے جواب میں بولی تھی۔

مِس نینا آپ کو کیوں سمجھ نہیں آتا۔۔ لوگ ویسے نہیں ہوتے جیسا نظر آتے ہیں۔۔ یہاں قدم قدم پر دھوکہ دینے والے لوگ ہیں۔ وہ آپ کی سادگی کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ارمان خان جھنجھلایا تھا۔

مسٹر خان،، آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہاں پر قدم قدم پر دھوکہ ہے بے شک۔۔۔ لیکن مجھے دوسروں پر نہیں خود پر بھروسہ ہے۔ میرا ماننا ہے اگر آپ ٹھیک ہیں تو آپ کے ساتھ کوئی بُرا نہیں کر سکتا۔ نینا سادگی سے کہتے ہوئے مسکرائی تھی۔ نینا کا کیوٹ سا ڈمپل نینا کے گالوں پر نمودار ہوا تھا۔۔ اس ڈمپل کو اپنی انگلی سے چھونے کا ارمان خان کو کتنا ارمان تھا۔

ارمان خان ہک ٹک نینا کی خوبصورت آنکھوں میں کھو گیا تھا۔

مسٹر خان،، یہ کتنے خوبصورت ہیں نینا گھوڑوں کو دیکھ کر چلائی تھی۔

مِس نینا،، کس گھوڑے پر رائیڈنگ کریں گی آپ؟ ارمان خان نے پوچھا تو نینا نے بلیک گھوڑے کو پسند کیا تھا۔

تو ٹھیک ہے پھر ہو جائے ریس؟ ارمان خان نے کہا تو نینا کھل کھلا کر ہنس دی تھی۔

ہار جائیں گے آپ مسٹر خان۔ نینا اک ادا سے بولی تو ارمان خان کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔

میں ہارنا ہی تو چاہتا ہوں۔ ارمان خان معنی خیزی سے بولا تو،، نینا نے ناسمجھی سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔ پھر مسکراتے ہوئے گھوڑے کی طرف بڑھ گئی۔

ارمان خان اور نینا نے ایڑھ لگا کر گھوڑوں کو بھگایا تھا۔

تھوڑی ہی دور جا کر نینا کا گھوڑا بِدک اٹھا تھا۔ جسے سنبھالنا نینا کے لیے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ ارمان خان دور نکل آیا تھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو نینا سے گھوڑا سنبھل نہیں رہا تھا اور گھوڑا بِدک رہا تھا۔ نینا گھوڑے کو سنبھالنے کی بجائے گھبراتے ہوے اپنی انکھیں بند کر لی تھیں۔ یہ دیکھتے ہوے ارمان خان نے تیزی سے اپنے گھوڑے کا رخ موڑ کر نینا کی طرف بڑھایا۔ ایڑھ لگا کر وہ تیزی سے نینا کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے نینا گرتی ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسے اپنے گھوڑے پر آگے سوار کیا۔ نینا نے ڈر کے مارے آنکھیں بند ابھی بھی بند کی ہوئیں تھیں۔ ارمان خان نے اس کا ڈر محسوس کر لیا تھا۔

مس نینا،، اپنی آنکھیں کھولیں۔ کچھ نہیں ہوا آپ کو۔ ارمان خان نے نینا کے کان میں سرگوشی نما گھمبیر آواز میں کہا تھا۔ نینا نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں تو اطمینان کا

سانس لیا تھا وہ ارمان خان کے پہلو میں تھی۔ نینا کی پشت ارمان خان کے سینے سے لگ رہی تھی۔۔

نینا کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔ جو ارمان خان کے چہرے سے ٹکراتے ہوے ارمان خان کے ہونٹوں کو سلامی دے رہے تھے تھے۔ نینا اس وقت کسی بھٹکی ہوئی ریاست کی شہزادی لگ رہی تھی۔ جو راستہ بھٹک گئی ہو۔۔

نینا کے بدن سے اٹھتی مہک سے ارمان خان مدہوش ہو رہا تھا۔۔ نینا کے نرم و ملائم سلکی بالوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر کے ارمان خان کا دل پہلو میں بے تحاشا دھڑکنے لگا تھا۔ جوانی کے پر زور تقاضے ارمان خان کو اچانک سے ستانے لگے۔ اپنے جذبوں کو سلانا ارمان خان کے بس میں نہ رہا تھا ۔ وہ پاگل ہو رہا تھا نینا کی قربت کے لیے۔۔

ارمان خان نے گھوڑے کو ایڑھ لگا کر اور زور سے بھگایا تھا۔

ارمان خان تیز رائیڈنگ کرتے ہوئے بہت دور تک نکل آیا تھا۔ ارمان خان نے جان بوجھ کر ایسا کیا تھا۔

ارمان خان نینا کے قریب زیادہ وقت گزارنا چاہتا تھا۔ اتنی اسانی سے وہ نینا کے ہوش ربہ وجود کو خود سے دور نہیں کر سکتا تھا۔۔

واپسی پر جب ارمان خان گھوڑے کو روک کر اترا تو نینا کو بھی ہاتھ پکڑ کر اتارا تھا۔ نینا سرخ چہرے کے ساتھ اتری تھی۔

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کے سرخ چہرے کو دیکھا۔ یقیناً نینا اس سیچویشن سے شرمندگی محسوس کر رہی تھی۔ مگر ارمان خان نے تو آج بے انتہا لطف اٹھایا تھا۔ نینا کو اتنے قریب محسوس کر کے۔

ارمان خان نینا کے بدن سے اُٹھتی خوشبو سے ابھی تک مدہوشی کے اثر میں تھا۔ اب تو نینا سے دور رہنا اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔ ارمان خان کو جلد از جلد نینا اپنی بانہوں میں چاہیے تھی۔

سوات سے واپسی پر مس رائمہ عباسی نے ایک بہت عالی شان ہوٹل میں بہت بڑی پارٹی رکھی تھی۔ جس میں بہت بڑے بزنس مینز کو انوائٹ کیا تھا۔ اس میں سر فہرست ارمان خانزادہ تھا۔

ارمان خان کو کوئی دلچسپی نہیں تھی مِس رائمہ کی پارٹی میں،، مگر اس نے صرف نینا کی خاطر اس پارٹی میں جانے کی حامی بھری تھی۔

ویسے بھی سوات سے واپس آئے ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔ مگر اس کی ملاقات نینا سے نہ ہو پائی تھی۔ اور وہ نینا کے وجود کے لیے تڑپ رہا تھا۔ کلام میں نینا کو اتنے قریب سے محسوس کر کے وہ نینا کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔ حقیقت میں وہ نینا کو بہت مِس کر رہا تھا۔

ارمان خان پارٹی میں ایک طرف کھڑا بیزاری سے رائمہ عباسی سے باتیں کر رہا تھا جب اُسے نینا آتی دکھائی دی۔

جو فل آستین والی میرون ویلوٹ لانگ ویسٹرن ٹائپ میکسی میں ملبوس تھی۔ ریڈ لپ سٹک لگائے کھلے بالوں میں وہ ارمان خان کے پوری طرح ہوش اُڑا چکی تھی۔ نینا کے خوبصورت ریڈ لپ سٹک سے سجے ہونٹ دیکھ کر ارمان خان کی پیاس بڑھی تھی۔ ارمان خان نے اپنے لبوں پر زبان پھیر کر اپنے ہونٹوں کو تر کیا تھا۔

پارٹی ختم ہونے کے بعد نینا اور ارمان خان لفٹ کے ذریعے پارکنگ ایریا کی طف جا رہے تھے۔

مس نینا،،، آپ کون سا پرفیوم استعمال کرتی ہیں؟ ارمان خان نے نینا کے قریب کھڑے مدہوشی کے عالم میں پوچھا۔

مسٹر خان،،، میں کوئی بھی پرفیوم استعمال کر لیتی ہوں۔ کبھی کبھی تو اپنے بھائی کا بھی پرفیوم استعمال کر لیتی ہوں۔ نینا معصومیت سے بولی تو ارمان خان مسکرا اٹھا تھا۔ ویسے آپ یقیناً بہت مہنگا پرفیوم یوز کرتے ہوں گے۔ نینا،، ارمان خان کی طرف جھکتے سرگوشی میں بولی تو ارمان خان نے قہقہہ لگایا تھا۔

نینا بھی مسکرا کر رہ گئی۔

لیکن مزے کی بات یہ ہے آج جلدی میں،،، میں پرفیوم لگانا ہی بھول گئی۔ نینا نے بتایا تو ارمان خان حیران ہوا تھا۔ نینا تو جب بھی اُس کے پاس ہوتی اسے تو ایک مخصوص مہک اپنے پاس محسوس ہوتی تھی جو اسے مدہوش کر دیتی۔

ارمان خان نے ایک نظر نینا کو دیکھا جو اپنے شہزادیوں جیسے حسن سے لاپرواہ کھڑی موبائل میں کچھ دیکھ کر مسکرائی تو ارمان خان پاگل ہوا تھا۔ ارمان خان اختیاری سے نینا کو لفٹ کی دیوار سے لگائے اس کے ریڈ لپ سٹک سے سجے ہونٹوں پر جھک گیا۔

نینا ارمان خان کے عمل پر شاک ہوئی تھی۔ نینا نے ارمان خان کو خود سے دور کرنا چاہا تھا مگر ارمان خان شدت سے نینا کے ہونٹوں پر جھکا مدہوشی کے عالم میں نینا کی سانسوں کو خود کے اندر انڈیل رہا تھا۔

نینا نے پوری طاقت سے ارمان خان کو خود سے دور کیا تھا۔ لفٹ کا دروازہ بھی کھل چکا تھا۔ نینا لمبے لمبے سانس لیتی بے یقینی سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو سرخ آنکھوں سے سرور کی کیفیت میں نینا کو دیکھ رہا تھا۔

آآآآپ کی ہمت کیسے ہوئی یہ چیپ، بے ہودہ حرکت میرے ساتھ کرنے کی۔۔۔ نینا غرائی تھی۔

آئی کانٹ بلیو دِس۔ مجھے یقین نہیں آرہا۔ آپ اتنے گھٹیا اور بے ہودہ نکل سکتے ہیں۔ نینا نفرت سے بولتی لفٹ سے باہر نکلی تو ارمان خان تیزی سے نینا کے پیچھے گیا تھا۔

نینا میری بات سنو۔ میں یہ سب نہیں کرنا چاہتا تھا وہ سب اچانک، وہ بس ایک لمحہ تھا میں خود پر قابو نہ کر سکا۔ ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑے وضاحت دی تھی۔۔

وہ ایک لمحہ تھا آپ کے لیے۔۔۔ آپ اتنے کمزور مرد نکلے اپنے نفس کے غلام نکلے۔۔۔مجھے یقین نہیں آرہا۔ میرے ساتھ کھڑا انسان اتنا کمزور نفس کا مارا انسان ہے۔۔ نینا نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی۔۔

مسٹر خان،،، اتنی ہی حوس آپ کے اندر پل رہی تھی۔ تو آج کی رات کوٹھے پر چلے جاتے۔ وہاں جا کر اپنی حوس پوری کر لیتے۔ میرے قریب آنے کی ہمت کیسے ہوئی آپ کی۔ مجھے کیا آپ نے بکاؤ مال سمجھ لیا تھا۔۔ جو یوں مجھ پر ٹوٹ پڑے۔ نینا نفرت سے پھنکاری تھی۔

نینا تم اب حد سے بڑھ رہی ہو۔ ارمان خان نینا کے قریب ہو کر سرد آواز میں بولا۔

میں حد سے بڑھ رہی ہوں۔ حد سے آپ بڑھ رہے ہیں آپ۔۔ ایک گھٹیا انسان ہیں۔ جو عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے۔ اُسے عیاشی کا مال سمجھتا ہے۔ نینا چیخی تھی۔۔ مجھے تو خود پر حیرت ہو رہی ہے کہ میں نے آپ جیسے انسان پر ٹرسٹ کیا۔ آپ جیسے گھٹیا انسان پر۔۔۔۔

جو اندر آپ نے میرے ساتھ کیا ناں،، ارمان خانزادہ اس پر مجھے آپ کے منہ پر زور دار چانٹا مارنا چاہیے تھا۔ پتہ ہے میں نے کیوں نہیں مارا،، کیونکہ غلطی میری ہے جو میں آپ پر بھروسہ کرتے یوں آپ کے ساتھ گھومتی پھرتی رہی۔

مجھے تو آپ کی اصلیت پہلے دن ہی جان لینی چاہیے تھی۔۔جب آپ نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا۔میں آپ کو دوست سمجھتی تھی اور آپ مجھے کس نظر سے دیکھتے رہے۔نینا کی آواز بھر آئی تھی۔

ارمان خان کا نینا کی باتیں سن کر میٹر شارٹ ہوا تھا ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑے دیوار کے ساتھ لگایا۔کیا دوست سمجھتی تھی ہاں،،،تم معصوم ہو یا واقعی میں بننے کی کوشش کرتی ہو۔

کون سا مرد،،عورت کا دوست ہوتا ہے؟عورت اور مرد کبھی دوست نہیں ہوتے۔۔مرد کو عورت سے بس ایک ہی چیز چاہیے ہوتی ہے۔۔اس کا جسم۔۔۔

میں پاگل ہوں،،،جو یوں اپنا وقت ضائع کر رہا ہوں تمھارے پیچھے۔۔اتنے دنوں سے خوار ہو رہا ہوں۔۔تم نہیں سمجھی تو یہ تمھاری غلطی ہے۔

یا۔۔مجھے تو لگتا ہے یہ تمھارا طریقہ ہے. یوں انجان بن کر مردوں کو اپنے پیچھے پاگل کرنے کا،،،جیسے مجھے کر رہی ہو۔

ارمان خان اپنے ہاتھ اس کے ارد گرد محصور کرتے سرد آواز میں دھاڑا تھا۔

کیا کہا آپ نے؟میں آپ کو اپنی طرف راغب کر رہی ہوں۔یہ میرا طریقہ ہے۔۔۔نینا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔

نینا کے رونے پر ارمان خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔۔زور دار مکہ دیوار پر مارا تھا۔

نینا اور ارمان خان پارکنگ ایریا میں ایک طرف کھڑے تھے جہاں بالکل سناٹا تھا۔۔آس پاس کوئی نہیں تھا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔ غلطی میری ہے۔میں مردوں کو پاگل بناتی ہوں۔میں معصومیت کا ڈھونگ کرتی ہوں۔۔

تھینکیو سو مچ،، مجھے بتانے کا میں اصل میں کیسی ہوں۔۔نینا روتے ہوئے بھاگتے ہوئے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔جلدی سے گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیو کرتے ہوئے وہاں سے نکل گئی۔

ارمان خان کافی دیر تک پارکنگ ایریا میں کھڑا اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا۔ ارمان خان نے نینا اور جو کچھ ابھی ہوا اس پر لعنت بھیجی تھی۔۔وہ اب اپنی زندگی میں نینا کو کبھی نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔اسے افسوس ہو رہا تھا اپنے اتنے دن نینا کے پیچھے ویسٹ کرنے پر۔۔ارمان خان غصے سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور تیزی سے اپنی گاڑی بھگا کر اپنے فلیٹ کی طرف چل پڑا۔۔۔۔

ارمان خانزادہ نے سوچ لیا تھا بلکہ تہیہ کر لیا تھا وہ کبھی بھی زندگی میں نینا سے نہیں ملے گا۔ اس نے اپنی لائف میں ایسی لڑکی نہیں دیکھ تھی۔ اتنی ایٹیٹیوڈ والی جو ارمان خانزدہ کو ریجیکٹ کرے، اگنور کرے۔ یہ کیسے ممکن تھا۔ آخر اس نے ایسی کونسی بڑی غلطی کی تھی صرف ایک کِس ہی تو کی تھی۔ لڑکیاں تو مرتی ہیں ارمان خانزادہ پر،،، اس کی قربت کے لیے۔ آخر خود کو سمجھتی کیا ہے؟ وہ دنیا میں پہلی لڑکی نہیں ہے جو خوبصورت ہے۔ دنیا بھری پڑی ہے حسن سے۔ یہاں قدم قدم پر ایسے حسین چہرے ہیں جو ارمان خانزادہ کے ایک اشارے پر اپنا آپ لٹا دینے کو تیار ہیں تو نینا کیا چیز ہے۔

ارمان خان گھر آ کر بھی کافی دیر تک اپنے غصے اور اشتعال پر قابو پاتا رہا۔ جو فضول سے الفاظ نینا نے اس کے لیے بولے تھے۔ وہ ارمان خانزادہ کو بھول نہیں پا رہے تھے۔

وہ اتنی امپورٹنٹ نہیں ہے کہ اس کے بارے میں سوچا جائے۔ میں نے امپورٹنس کیا دے دی وہ اوقات سے باہر ہو گئی ہے۔ ارمان خان اپنی سوچوں کو جھٹکتا سونے لگا۔

.----------

نینا ابھی ابھی رائمہ عباسی کے آفس میں داخل ہوئی تھی۔ بلکہ رائمہ عباسی نے سپیشل فون کر کے نینا کو ایمرجینسی اپنے آفس میں بلوایا تھا۔

نینا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی تھی۔ اسلامُ علیکم! مِس عباسی کیسی ہیں نینا نے مس عباسی کو دیکھتے ہوے کہا۔۔

میں ٹھیک ہوں نینا ڈارلنگ تم کیسی ہو؟

رائمہ عباسی ہمیشہ کی طرح بے انتہا خوش اخلاقی سے نینا سے پیش آئی تھی۔

خیریت مِس عباسی،، آپ نے مجھے ایمرجینسی بلوایا۔ میں یونیورسٹی سے سیدھا ادھر ہی آرہی ہوں۔ نینا نے پوچھا تو رائمہ عباسی مسکرائی تھی۔

مِس نینا شاہ،،، ان سے ملے یہ باسط خان ہیں۔

رائمہ عباسی نے باسط خان کا تعارف نینا سے کروایا تھا۔

جو مس عباسی کے سامنے ہی چیئر پر بیٹھا تھا۔۔

مِس نینا،،، یہ ہماری این جی او کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں یہ خود جا کر ان علاقوں کا وِزٹ کریں جہاں ہماری ٹیم امدادی سرگرمیاں کرتی ہیں۔

اس لیے میں نے آپ کو فون کیا کہ آپ ان کو ان علاقوں کا وِزٹ کروائیں تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔ کیونکہ آپ پرسنلی طور پر بھی ان علاقوں کا وِزٹ کر چکی ہیں اور مجبور بے سہارا عورتوں سے بھی مل چکی ہیں تو آپ سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے جو باسط خان کو وِزٹ کروا سکے۔

لیکن میم میں بِزی ہوں۔ نینا شاہ نے انکار کیا تھا۔ اصل میں ارمان خانزادہ کے بعد نینا کو کسی بھی انسان پر بھروسہ نہیں رہا تھا۔

باسط خان اپنی چیئر سے اُٹھ کر نینا کے مقابل ہوا۔

مِس نینا میں اس این جی او کو سپورٹ کر رہا ہوں اس لیے نہیں چاہتا کہ آپ یا یہاں کا کوئی بھی ورکر مجھے ان علاقوں کا وِزٹ کرائے.. بلکہ میں خود بھی ذاتی طور پر ان علاقوں کا وِزٹ کرنا چاہتا ہوں۔ اُن عورتوں سے ملنا چاہتا ہوں۔ میں ذاتی طور پر بھی ان کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ انفیکٹ میرے بہت سے دوست ہیں جو پرسنلی طور پر بھی ان لوگوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔

ہم لوگوں کا پلین ہے۔ ہم ایسی عورتوں کو نہ صرف روزگار مہیا کریں بلکہ ایسی عورتوں کو گھر بھی دیں۔ اس لیے میں نے سوچا ہے انھیں چھوٹے چھوٹے گھر الاٹ کیے جائیں۔ باسط خان نے دونوں ہاتھ پینٹ کی پاکٹ میں ڈال کر نینا کے قریب کھڑا اس کی ہیزل گرے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی بات کی تھی۔

واقعی میں،،، آپ ایسی عورتوں کو جو بے گھر ہیں گھر الاٹ کریں گے ۔۔ نینا کے چہرے پر بے حد چمک آئی تھی۔ اسے باسط کے خیالات کافی اچھے لگے تھے۔

مسٹر باسط اصل میں میں کچھ ایسی عورتوں کو جانتی ہوں جو بے حد مجبور ہیں۔ انھیں ہماری این جی او نے کافی سپورٹ کیا ہے۔ جس سے ان کی حالت پہلے سے کافی بہتر ہے۔ مگر ان کا بنیادی مسئلہ ان کا ذاتی گھر ہے۔ اگر آپ ان کی مدد کر دیں تو وہ آپ کو بے حد دعائیں دیں گی۔ نینا باسط خان کے خیالات سے کافی ایمریس ہوئی تھی۔۔

جی مِس نینا ہم ان کی ضرور مدد کریں گے۔ بس آپ مجھے ان تک لے چلیں۔ باسط خان نے رائمہ عباسی کو ایک نظر دیکھا تھا۔ رائمہ عباسی نے بھی مسکراتے ہوے باسط خان کو دیکھا تھا۔ باسط خان نے پوری ڈیٹیلز نینا کی نکلوائیں تھیں۔ وہ جانتا تھا پچھلے ایک مہینے سے نینا اور ارمان خانزادہ میں کوئی کانٹیکٹ نہیں ہے۔ باسط خان حیران بھی ہوا تھا۔

نینا جیسی خوبصورت لڑکی کو ارمان خانزادہ نے کیسے جانے دیا۔

لیکن باسط خان کو خوشی بھی ہوئی تھی یہ جان کر،،، کیونکہ نینا باسط خان کا کرش تھی وہ ایسی ہی لڑکی کو اپنی جیون ساتھی بنانا چاہتا تھا۔ نینا میں وہ تمام خصوصیت تھیں جو ایز آپارٹنر وہ اپنی لائف پارٹنر میں چاہتا تھا۔۔

اس لیے اس نے آج سپیشلی رائمہ عباسی سے ملاقات کی تھی اور اسے پرسنلی طور پر نینا سے ملنے کو کہا تھا۔

باسط خان کے تو دل کی مراد بھر آئی تھی نیناشاہ کو اپنے سامنے دیکھ کر،،، جو اس وقت بلیک جینز پر وائٹ شرٹ اور بلیک جیکٹ پہنے ہوئے تھی۔ بالوں کو کیچر میں مقید کیے باسط خان کے دل میں اتر رہی تھی۔

ٹھیک ہے میں آپ کو وِزٹ کروا دیتی ہوں۔ نینا نے مسکراتے ہوئے ہامی بھری تھی۔

باسط خان اور نینا نے ڈفرنٹ علاقوں کا وِزٹ کیا تھا۔ باسط خان نے کافی چیک لوگوں میں تقسیم کیے تھے۔ نینا باسط خان سے کافی امپریس نظر آ رہی تھی۔

ارمان خان اپنے بزنس میں بُری طرح مصروف ہو گیا تھا۔ ابھی کل ہی وہ دبئ سے پاکستان آیا تھا۔ وہ بزنس میٹنگ کے سلسلے میں پچھلے ایک ہفتہ سے دبئ میں تھا۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھا ابھی میٹنگ سے فارغ ہی ہوا تھا۔ جب اس کے موبائل پر عیشل کی کال آئی تھی۔ ارمان خانزادہ کی نئ گرل فرینڈ عیشل سے ملاقات ارمان خان کی دبئ میں ہوئی تھی۔ جس ہوٹل میں وہ ٹھہرا تھا اسی ہوٹل میں وہ بھی ٹھہری ہوئی تھی۔ ارمان خان سے دو تین بار ٹکراؤ ہوا جان پہچان ہوئی وہ اور عیشل قریب آ گئے تھے۔

جان پہچان کے بعد ارمان خان کو پتہ چلا عیشل بہت بڑے بزنس مین ملک عفان کی اکلوتی بیٹی ہے۔ ارمان خان بہت اچھی طرح عفان ملک کو جانتا تھا۔ بزنس پارٹیز میں ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ عیشل بے انتہا ماڈ اور آزاد خیالات کی مالک تھی اور سب سے بڑھ کر بے انتہا خوبصورت۔ ارمان خانزادہ کو اور کیا چاہیے تھا۔

نینا نہیں تو کیا دنیا میں لڑکیوں کی کمی ہے۔ آج ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا۔ ارمان خانزادہ کی نینا سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ وہ اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ مگر ارمان خان کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی رہتی تھی۔ جیسے اس کی عزیز چیز اُس سے کھو گئی ہو۔ کبھی کبھی اسے چار سو اُداسی اپنے گرد محسوس ہوتی تھی۔ جسے عیشل جیسی بے باک اور خوبصورت

لڑکی بھی کم نہ کر سکی تھی۔ خیر جو بھی تھا وہ نینا کو بھول گیا تھا آج کل ارمان خانزادہ عیشل کی زلفوں کا اسیر تھا۔

ارمان خان نے عیشل کا نمبر دیکھ کر مسکراتے ہوئے فون اُٹھایا تھا۔

ڈارلنگ کیا ہوا؟ عیشل کی کھنکتی اواز سپیکر پر گونجی تھی۔

جس پر ارمان خانزادہ مسکرایا تھا۔ کہاں ہو سکتا ہوں جانِ من آپ کی یادوں میں کھویا ہوا ہوں۔ یہ ارمان خانزادہ کہاں جا سکتا ہے۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عیشل کا قہقہہ گونجا تھا۔

ارمان خانزادہ جتنا میں تمھیں جانتی جا رہی ہوں مجھے تم سے عشق ہوتا جا رہا ہے۔ عیشل بے باکی سے بولی تھی۔

اچھا کیا ابھی لنچ کے لیے چل سکتے ہیں؟ عیشل نے پوچھا تھا۔

آف کورس ڈارلنگ! کیا میں تمھیں منع کر سکتا ہوں۔

ارمان خان نے کہتے ہی فون بند کر دیا تھا۔

ارمان خانزادہ اپنی گرل فرینڈ عیشل کے ساتھ ریسٹورنٹ میں داخل ہی ہوا تھا کہ ارمان خانزادہ نے ایک ٹیبل پر باسط خان اور نینا شاہ کو دیکھا۔

باسط خان بہت گہری نظروں سے اپنے سامنے بیٹھی نینا شاہ کو دیکھ رہا تھا۔

ارمان خان کا پورا وجود شعلوں میں گھرا تھا۔

تمھیں کوئی اور دیکھے تو جلتا ہے یہ دل

بڑی مشکلوں سے پھر سنبھلتا ہے دل

کیا ہوا ڈارلنگ تم رُک کیوں گئے ؟عیشل ارمان خان کو رکتے دیکھ کر بولی تھی۔

کچھ نہیں ارمان خان خود پر قابو پاتا ہوا ٹیبل کی طرف بڑھا۔

ارمان خان جس ٹیبل پر بیٹھا اس سے تھوڑے دور فاصلے پر باسط خان اور نینا بیٹھے تھے۔

نہ چاہتے ہوئے بھی ارمان خانزادہ خود کو ادھر دیکھنے سے روک نہیں پا رہا تھا۔

ایک عجیب سا اشتعال، بے بسی، بے چینی وہ اپنے پورے وجود میں محسوس کر رہا تھا۔ ایک اضطراب کی کیفیت میں وہ ٹیبل پر بیٹھا بار بار نینا شاہ اور باسط کو دیکھ رہا تھا۔

ارمان خانزادہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیا چیز تکلیف دے رہی ہے۔ وہ زرمینے کے لیے پریشان ہو رہا ہے یا پھر وجہ کچھ اور ہے۔

اگر باسط خان کسی لڑکی کے ساتھ ہے تو کون سی ایسی بڑی بات ہو گی۔ وہ خود بھی تو آئے روز اپنی گرل فرینڈز بدلتا رہتا ہے۔ یا پھر وجہ باسط کا کسی لڑکی کے ساتھ ہونا نہیں ہے وجہ نینا شاہ کے ساتھ ہونا ہے۔

ارمان کیا ہوا ڈارلنگ؟ تمھارا دھیان کدھر ہے؟ عیشل کی آواز پر ارمان خان اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

ہاں کیا کہہ رہی ہو؟ ارمان خان بے دھیانی میں بولا۔

ارمان میں پوچھ رہی ہوں تمھارا دھیان کدھر ہے؟

ویٹر کب سے آرڈر لینے کے لیے کھڑا ہے۔ عیشل نے غصے سے ارمان کو دیکھا تھا۔ جو مسلسل سامنے ٹیبل کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عیشل نے بھی مڑ کر اس ٹیبل کی طرف دیکھا جہاں ایک بے حد حسین لڑکی ایک پُرکشش سے مرد کے ساتھ بیٹھی تھی۔

عیشل حیران تھی کیا ارمان اس لڑکی کو دیکھ رہا ہے بلاشبہ وہ بے حد حسین تھی۔ مگر بے حد سادہ بھی تھی۔

عیشل خود اس وقت بے حد ڈیپ گلا ٹائٹ شرٹ اور تنگ جینز میں ملبوس تھی۔

فُل میک اپ کیے وہ کسی بھی مرد کے ہوش اُڑا سکتی تھی۔ تو اس لڑکی میں ایسا کیا تھا؟ جو ارمان خانزادہ کی نظریں پلٹ پلٹ اُس کی طرف ہی جا رہی تھیں۔

ارمان خان بے دلی سے کھانا آرڈر کر رہا تھا جب ارمان خانزادہ کی نظر باسط خان پر پڑی جس نے اپنا ہاتھ نینا کے ٹیبل پر رکھے ہاتھ پر رکھا تھا۔

ارمان خانزادہ کو یہ دیکھ کر ایک عجیب سی تپش اپنے وجود میں محسوس ہوئی۔۔۔ ارمان خان کا غصے سے چہرہ سرخ ہوا تھا۔

ارمان خان نے مینیو کارڈ ٹیبل پر غصے سے پھینکا تھا۔لب بھینچ کر باسط خان اور نینا کو دیکھا تھا۔

باسط خان ہر تھوڑی دیر بعد اپنا ہاتھ نینا کے ہاتھ کے ساتھ ٹچ کرتا۔

ارمان خان غصے سے اپنی چیئر سے اُٹھتا ان لوگوں کی ٹیبل کی طرف بڑھا۔

ارمان کہاں جارہے ہو؟عیشل نے ٹیبل سے اُٹھ کر حیرانگی سے ارمان کو دیکھا جو سرخ آنکھوں سے عیشل کو گھورتے ہوے آگے بڑھ گیا۔

ہیلو مسٹر باسط خان،،، کیا مزاج ہیں آپ کے ؟ارمان خان نے چیئر گھسیٹ کر نینا کے ساتھ اور باسط خان کی سامنے والی چیئر پر بیٹھتے ہوئے کہا مگر اپنی قہر بھری نظر نینا پر ڈالنا نہ بھولا تھا۔

میں بالکل ٹھیک مسٹر خانزادہ۔۔۔ آپ سنائیں؟ باسط خان بھی اسی کے انداز میں بولا۔ارمان خان استہزائیہ مسکرایا تھا۔

نینا نے ارمان خان کو دیکھ کر نفرت سے اپنی نظریں پھیریں تھیں۔جس پر ارمان خان استہزائیہ مسکرا کر رہ گیا بلکہ ارمان خان کو نینا کا یوں نظریں پھیرنا غم و غصے میں مبتلا کر گیا تھا۔

یہاں پر کیا کر رہے ہو تم؟ ارمان خان نے گھورتے ہوئے باسط خان سے سوال کیا۔

یہی میرا سوال ہے تم سے مسٹر ارمان خان،، تم یہاں پر کیا کر رہے ہو؟

اوہ۔۔۔ میرا سوال غلط ہے میرا سوال تو یہ ہونا چاہیے کہ تم یہاں پر اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ باسط خان نے اپنی گہری سیاہ آنکھیں ارمان خان پر جمائیں تھیں۔

میں یہاں پر جس مرضی کے ساتھ جو بھی کروں۔۔ تم کون ہوتے ہو پوچھنے والے۔۔ ارمان غرایا تھا۔۔

جس پر باسط نے قہقہ لگایا۔۔

مسٹر خانزادہ تم یہاں پر کسی کے ساتھ بھی ہو جو مرضی کروائی ڈونٹ کیر۔۔۔۔۔۔

تمھیں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ باسط خان ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔۔۔

مجھے تمھارے یہاں ہونے سے مسئلہ ہے تم آچھی طرح جانتے ہو وہ وجہ کیا ہے۔

ارمان خان ٹیبل پر مکہ مارتا غرایا تھا۔۔

اوریئلی۔۔۔۔ لیکن یہ میری شرافت ہے مجھے کوئی مسئلہ نہیں تم کچھ بھی کرو۔۔ جتنی مرضی حرام خوری کرو۔۔۔ باسط ٹھنڈے لہجے میں کہتا ارمان خان کو آگ لگا گیا۔۔

اپنی حد میں رہو باسط حان۔۔ ارمان چلایا۔۔

ہوٹل میں باقی لوگ بھی اب اُن کی طرف متوجہ ہو رہے تھے۔۔

نینا کو ارمان پر غصہ آرہا تھا۔ جو فضول میں ہی یہاں بیٹھا بکواس کر رہا تھا۔۔

چلاؤ مت ارمان خانزادہ چلانا مجھے بھی آتا ہے۔ باسط بھی جوابًا دھاڑا تھا۔۔۔

اسی اثناء میں باسط خان کے فون پر رِنگ ہوئی تھی۔ باسط خان فون کی طرف متوجہ ہوا۔

ارمان خان اب گھورتے ہوئے نینا کو دیکھ رہا تھا۔

مِس نینا میں نے آپ کو بتایا تھا کہ میری ایک اہم میٹنگ ہے تو مجھے جانا ہو گا۔ ویسے بھی مجھے لگتا ہے ہمیں اب یہاں سے چلنا چاہیے۔

جی بالکل مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ نینا باسط خان کی بات پر اُٹھتے ہوئے بولی تھی۔ ارمان خان کو اس نے بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

نینا اور باسط خان وہاں سے چلے گئے۔ ارمان خان خود کے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے نینا اور باسط خان کو دیکھا۔ جو ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔

ارمان خانزادہ کے لہو میں اُبال اٹھنے لگے تھے۔ یوں ان کو ساتھ چلتے ہوئے دیکھ کر۔

ارمان غصے سے اُٹھ کر ان کے پیچھے گیا تھا۔ باسط خان اپنی گاڑی کی طرف بڑھتا وہاں سے نکل گیا۔

وہ جن علاقوں کا وِزٹ کرنے گئے تھے۔ باسط خان کے کہنے کے باوجود نینا نے اس کی گاڑی میں بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا کہ اس کے پاس گاڑی ہے وہ اپنی ہی گاڑی میں جائے گی۔

اس سے پہلے نینا اپنی گاڑی کی طرف بڑھتی۔ ارمان خان نے نینا کی کلائی پکڑ کر اسے گاڑی کے دروازے کے ساتھ لگایا تھا۔

کیا کر رہی ہو تم باسط خان کے ساتھ؟ ارمان غرایا تھا۔

میں جو بھی کروں آپ کون ہوتے ہیں؟ مجھ سے پوچھنے والے؟ نینا غصے سے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے چلائی۔

دیکھو نینا،،، یہ باسط خان بالکل بھی ٹھیک انسان نہیں ہے۔ دور رہو اس سے،،، ارمان نے خود کے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

اوہ ریئلی،،، باسط خان اچھا نہیں ہے۔ مِس رائمہ عباسی آچھی نہیں ہے۔ کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔ اس دنیا میں اگر کوئی اچھا ہے تو وہ مسٹر ارمان خانزادہ ہے۔ ہے ناں۔۔۔ نینا طنزیہ مسکرائی تھی۔

باسط خان تم سے اس این جی او کے سلسلے میں ملا ہے ناں۔ رائمہ عباسی نے ملوایا ہے تمھیں اس سے۔۔۔۔

ارمان خان نے نینا کا طنزِ نظر انداز کرتا ہوا سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوے پوچھا تھا۔

ہاں،،، مس رائمہ عباسی نے ملوایا ہے آپ کو کوئی مسئلہ ہے؟ ہٹیں مجھے جانے دیں۔

ارمان خان نے نینا کو گاڑی سے لگایا ہوا تھا اور اس کا راستہ روک کر کھڑا تھا۔

نینا کے جواب پر ارمان خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے اشتعال پر قابو پایا۔ نینا میری بات سنو تمھاری این جی او کو میں سپورٹ کروں گا۔ جتنی ڈونیشن چاہیے میں دوں گا۔ بس اس باسط خان سے دور رہو۔ ارمان خان پاگل ہو رہا تھا۔ وہ نینا کو باسط خان کے ساتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں ایک این جی او چلا رہی ہوں۔ سوشل ورک کرتی ہوں بھیک نہیں مانگتی۔ نہ ہی سودے بازی کرتی ہوں۔ ویسے بھی مجھے آپ جیسے چیپ انسان کی مدد کی ضرورت نہیں۔ جو عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے۔ نینا پھنکاری تھی۔

اچھا میں عورت کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہوں۔ تم تو بڑی سمجھدار ہو۔ فوراً سے پہچان جاتی ہو مرد کی نظر کو،،، یہ باسط خان تمھیں کن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ تو تم نہیں پہچان پائی۔ ہاں۔۔۔ اور وہ کس حق سے تمھارے ہاتھ کو ٹچ کر رہا تھا؟ بولو جواب دو۔ ارمان خان نینا کے ارد گرد اپنے دونوں ہاتھ گاڑی کے دروازے کے ساتھ جماتا ہوا چلایا۔۔۔ وہ میرا ہاتھ پکڑے یا مجھے کِس کرے۔ آپ ہوتے کون ہیں؟ مجھ سے باز پرس کرنے والے نینا بھی جوبَ اچلائی تھی۔

نینا کی بات سن کر ارمان خان کا میٹر شارٹ ہوا۔

نینا۔۔۔۔۔۔۔ ارمان خان نے چلاتے ہوئے گاڑی پر مکہ مارا تو نینا کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ ارمان کا بے انتہا غصہ اس کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر نینا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔

ارمان خان نینا سے دور ہوتے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔ ورنہ نینا کی کِس والی بات پر ارمان خان کا میٹر گھوم گیا تھا۔ دل کیا تھا نینا کی زبان کاٹ ڈالے۔

مسٹر خان میرے اور آپ کے بیچ جو دوستی کا رشتہ تھا وہ ختم ہو چکا ہے۔ بس آپ مجھ سے دور رہیں۔ جہاں تک بات ہے باسط خان کی اس پر اعتبار کرنے کی،،، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سب مجھے سمجھاتے تھے کہ میں کسی پر یقین نہ کروں۔ مگر مجھے سمجھ نہ آیا۔ لیکن آپ نے مجھے پریکٹیکلی سمجھا دیا۔ اب میں واقعی میں کسی پر یقین نہیں کرتی۔

نینا کہتے ہوئے غصے سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھتی اس میں بیٹھ کر چلی گئی تھی۔

ارمان خان لب بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔۔۔

ارمان خان ایشل کو ہوٹل میں ہی چھوڑ کر سیدھا گھر آ گیا تھا غصہ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا ارمان خانزادہ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیوں اس کی پورے وجود میں آگ کی لپٹیں اٹھ رہی ہیں، کیوں وہ منظر سوچ کر جب باسط خان نے نینا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا اس کا دماغ سن ہو رہا ہے۔۔۔۔

ارمان خان نے غصے میں اپنا کوٹ اتار کر زمین پر پھینکا تھا شرٹ اتار کر وہ بھی زمین پر پھینک دی تھی، یہ تپش تو اس کے دماغ تک پہنچ رہی تھی ارمان خان نے اپنی کنپٹیاں سہلائی تھیں۔۔۔

" افففف نینا، یہ لڑکی تو مجھے پاگل کر دے گی۔۔۔۔"

ارمان خان کمرے میں ٹہلنے لگا تھا۔۔۔۔

" شاید مجھے اس لئے برا لگ رہا ہے، زرمینے کی وجہ سے، شاید اس لئے مجھے باسط خان کا نینا کے قریب جانا برداشت نہیں ہو رہا، ہاں یہی وجہ ہے ورنہ مجھے کیا فرق پڑتا ہے، میری طرف سے نینا کچھ بھی کرے کسی کے ساتھ بھی جائے، مجھے اس سے کیا۔۔۔۔۔"

کسی کے بھی ساتھ جائے یہ الفاظ سوچ کر ہی ارمان کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی وہ لاؤنج میں صوفے پر بیٹھا ڈرنک کر رہا تھا، سوچوں کا محور ابھی بھی نینا شاہ اور باسط خان تھا، ارمان خان کو یاد آیا کہ باسط خان نے اس سے کہا تھا۔۔۔۔۔

یہاں اس نے ایک حسین چہرہ دیکھا ہے، بہت جلد وہ اسے بیوی بنا کر یہاں شہر میں رکھے گا، تو کیا وہ لڑکی نینا شاہ ہے ارمان خان کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا، ارمان خان نے ڈرنک کا گلاس زور سے زمین پر پھینکا تھا۔۔۔۔۔

" نہیں باسط خان ایسا نہیں ہو سکتا، میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گا، میں تمہیں زرمینے کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی نہیں کرنے دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان ابھی بھی اپنی فیلنگ سے نظریں چرا رہا تھا لیکن وہ بہت جلد چاروں شانے چت ہونے والے تھا اس کا دل نینا شاہ کے قدموں کی دھول بننے والا تھا۔۔۔۔۔۔

باسط خان کے دل میں پھوار سی پڑ رہی تھی کافی عرصے بعد ایک سکون کا احساس باسط خان کے دل میں جاگزیں ہوا تھا، اسے تو آج پتا چلا تھا کہ نینا شاہ ارمان خان کے لئے کتنی اہم ہے ارمان خان کی آنکھوں میں جلن اور تپش باسط خان کو مزہ دے گئی تھی، نینا شاہ کو وہ پہلی نظر میں دیکھتے ہی گھائل ہو گیا تھا بہت نمکین حسن تھا نینا کا، ایک عجیب سی کشش تھی نینا میں۔۔۔۔۔۔

شاید اس کی خود سے لاپرواہی ہی اسے اتنا خوبصورت بناتی تھی، اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کتنی خوبصورت ہے، جب باسط خان نے پہلی دفعہ نینا کو دیکھا تھا تب ہی ارمان خان کی نظروں میں اس نے نینا کے لئے بہت پسندیدگی دیکھ لی تھی مگر آج تو ان نظروں میں دیوانگی تھی نینا

کے لئے، شاید ارمان خانزادہ کو خود ہی نہیں پتا تھا کہ نینا اس کے لئے کیا ہے ورنہ یقیناً اسے کبھی اپنے ہاتھوں سے وہ جانے نہ دیتا، اب تو باسط کو نینا کو ہر حال میں پانا تھا۔۔۔۔

" کیسا لگے گا مسٹر ارمان خانزادہ کو اپنی سب سے قیمتی چیز کو میرے پہلو میں دیکھ کر، میری ملکیت بنا دیکھ کر۔۔۔۔"

باسط خان گہرا مسکرایا تھا ارمان خان کی دو کمزوریاں باسط خان کے ہاتھ میں تھیں، اس کی جان سے بھی پیاری بہن وہ تو تھی ہی اس کی ملکیت، جس کے ساتھ وہ کچھ بھی کر سکتا تھا اب ارمان خان کی جان نینا بھی اس کی ہو جائے گی، زرمینے کا سوچ کر باسط خان کے چہرے پر تفاخر پھیلا تھا اس نے مسکراتے ہوئے اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔۔

ارمان خان کو وہ زرمینے اور نینا کے لیے بہت تڑپانے کا ارادہ رکھتا تھا ارمان خان کے چہرے پر پھر سے وہی جلن وہی تپش دیکھنی تھی باسط خانزادہ نے، اپنے دونوں ہاتھ سر کے پیچھے باندھ کر وہ صوفے سے ٹیک لگائے گنگناتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج تقریباً ایک مہینہ ہونے کو آیا تھا باسط خان شہر میں ہی تھا حویلی نہیں آیا تھا باسط خان کے جانے کے بعد زرمینے نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔۔

" افففف، باسط سائیں تو میری جان ہی نکال دیتے ہیں۔۔۔۔"

زرمینے ابھی ابھی نہا کر آئی تھی اپنے لمبے گھنے بالوں میں برش کر رہی تھی وہ، آسمانی رنگ کا ڈریس پہنے ہوئے آئینے کے آگے کھڑی وہ مسلسل باسط خان کو سوچ رہی تھی، وہ سوچ ہی رہی تھی کہ کوئی اس کے کمرے میں داخل ہوا زرمینے نے اپنے لمبے گیلے بالوں میں برش کرتے ہوئے دروازے کو دیکھا، زرمینے کے اوسان خطا ہوئے تھے، زرمینے نے زور سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔۔۔۔

" کیا سچ میں یہ باسط سائیں ہیں۔۔۔۔"

باسط خان سفید شلوار قمیض پہنے براؤن مردانہ شال کاندھوں پر ڈالے اندر داخل ہوا تھا، بے انتہا وجیح اور ڈیشنگ لگ رہا تھا وہ اسے دیکھ زرمینے کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی، لیکن

زرمینے کو دیکھ کر باسط خان کے دل کی دھڑکن رکی تھی وہ بغیر دوپٹے کے کھلے بالوں میں موجود تھی۔۔۔۔۔

بال ایک طرف آگے ایک کاندھے پر ڈالے ہوئے تھے ڈریس گیلا ہونے کی وجہ سے آسمانی رنگ سے جھانکتی زرمینے کی دودھیا کمر صاف عیاں ہو رہی تھی باسط خان کو یوں خود کو دیکھتے پا کر زرمینے نے لپک کر دوپٹہ اٹھا کر خود پر اوڑھا تھا جسے ایک ہی جھٹکے میں باسط نے اتار کر دور پھینک دیا تھا۔۔۔۔۔

" خانم محروم ہوں تمہارا۔۔۔۔"

باسط خان نے گھورا تھا زرمینے شرم سے پانی پانی ہو رہی تھی انگلیاں چٹخاتے نظریں جھکائے وہ کھڑی تھی باسط خان نے کلائی سے پکڑ کر اسے اپنی بانہوں میں لیا تھا۔۔۔۔

" زرمینے خانم مجھے لگتا ہے تمہارا فیورٹ کلر بلیک ہے۔۔۔۔"

باسط خان کی انگلیاں بڑی بے باکی سے اس کی کمر پر سرایت کر رہی تھیں زرمینے نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا، باسط خان کی انگلیوں کا لمس اپنی کمر پر محسوس کرتے زرمینے اسکی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے شرم سے سرخ پڑی تھی۔۔۔۔

" ویسے میرا فیورٹ کلر بھی بلیک ہے تم پر جچتا بھی بہت ہے۔۔۔"

باسط خان معنی خیزی سے کہتا زرمینے کو شرم سے دوچار کر گیا باسط خان اسے اپنے سینے سے لپٹائے اس کے بدن کی مہک اپنے اندر اتارنے لگا تھا۔۔۔

" خانم کیا جادو کر دیا ہے مجھ پر اس دفعہ شہر میں میرا دل لگ ہی نہیں رہا تھا، یہ ایک مہینہ کیسے نکالا ہے میں ہی جانتا ہوں تم نے بھی مجھے یاد کیا ہے کیا۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے سے الگ ہوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

" جج۔۔۔جی باسط سائیں۔۔۔۔"

زر مینے کانپتی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

" اچھا تیار ہو جاؤ تمہیں باہر لے کر جانا ہے۔۔۔۔"

باسط خان زر مینے کے ہوش ربا وجود کو گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

" جج۔۔۔جی باسط سائیں کہاں جانا ہے۔۔۔۔"

زر مینے نے حیرانگی سے باسط خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" خانم اس دن بھی بولا تھا کہ مجھ سے سوال مت کیا کرو۔۔۔۔"

باسط خان کے ماتھے پر بل گہرے ہوئے تھے۔۔۔۔

" اچھی طرح خود کو ڈھانپ لینا۔۔۔۔"

باسط خان نے دوبارہ زرمینے کو خود کے قریب کیا تھا۔۔۔

" باسط سائیں مورے سے پوچھ لوں۔۔۔۔"

زرمینے نے ڈرتے ہوئے پوچھا تھا۔۔۔

" خانم تم میری ملکیت ہو باسط خان کی ہو تم، کسی سے پوچھنے کی یا بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

باسط خان نے سرد نظروں سے زرمینے کو گھورا، زرمینے کا حلق خشک ہوا۔۔۔

" جی ٹھیک ہے۔۔۔"

زرمینے نے اپنی انگلیاں مروڑتے ہوئے آہستہ آواز میں کہا، زرمینے خود کو بڑی سی چادر میں لپیٹ کر باہر آئی تو باسط خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

" خانم چہرہ بھی کور کرو۔۔۔۔"

باسط خان کے کہنے پر زر مینے نے اچھی طرح نقاب کیا تھا زر مینے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی تھی کیونکہ باسط خان کو عورت کا آگے بیٹھنا پسند نہیں تھا باسط خان زر مینے کو لے کر سوات کے ایک بہت بڑے شاپنگ مال میں آیا تھا، زر مینے تو شاپنگ مال کو دیکھ کر حیران رہ گئی۔۔۔۔

باسط خان نے اسے بہت زیادہ کپڑے دلوائے تھے مگر سارے ہی اپنی پسند کے رنگ کے کپڑے لئے تھے، پھر اسے میک اپ کا سامان دلوایا تھا زر مینے کو تو میک اپ کے متعلق کچھ پتہ نہیں تھا، باسط خان نے اسے کچھ اور چیزیں لے کر دی تھیں زر مینے بے انتہا خوش تھی، واپسی پر باسط خان اسے لیے ایک ہوٹل کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔

" خانم تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لیے کھانا آرڈر کرتا ہوں، ہم تھوڑی دیر یہاں رکیں گے۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو بے باک نظروں سے گھورتے ہوئے بولا زرمینے کی جان ہوا ہوئی وہ لرزتے وجود کے ساتھ خاموشی سے واشروم چلی گئی باسط خان استہزائیہ مسکرا کر رہ گیا تھا زرمینے منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو کر باہر آئی تو باسط خان صوفے پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔

" ادھر آؤ خانم۔۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کو اپنے پاس آنے کو کہا زرمینے خاموشی سے جھجھکتے ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باسط خان کی طرف بڑھی، باسط خان نے اسے اپنی چادر اتارنے کو کہا تھا جو اس نے ابھی تک اوڑھ رکھی تھی، زرمینے نے کانپتے ہاتھوں سے اپنی چادر اتاری تھی باسط خان نے اسے اپنی گود میں بیٹھنے کو کہا، وہ دھڑکتے دل اور کانپتے بدن کے ساتھ باسط خان کی گود میں بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

" خانم تمہیں پتہ تو چل گیا ہو گا میں تمہیں یہاں کیوں لایا ہوں۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود کے بہت قریب کر گیا تھا اس کی گردن پر اپنی انگلی ٹریس کرتے ہوئے وہ گھمبیر سرگوشی نما آواز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

" نن۔۔۔ نہیں بب۔۔۔ باسط سائیں مم۔۔۔ مجھے نہیں پتا۔۔۔۔"

زرمینے باسط خان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے بھی دھڑکتے دل کے ساتھ نفی میں سر ہلا گئی شرم اور ڈر سے اس کا برا حال تھا۔۔۔

" اچھا۔۔۔"

باسط خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔

" چلو ابھی تھوڑی دیر تک تمہیں پتا چل جائے گا۔۔۔"

باسط خان غور سے زرمینے کے گھبرائے شرمائے چہرے کو دیکھ کر گھمبیر لہجے میں بولا زرمینے اتنی خوش تھی کہ باسط خان اسے شاپنگ کروانے لایا ہے اس دن ارمان خان کے سامنے باسط

خان نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا تھا شاید یہ اس کا مداوا ہے لیکن وہ بھول گئی تھی حویلی کے مردوں کا دل بہت سخت ہے، وہ عورت بیوی کو تو اپنی ملکیت سمجھتا ہے اس کے ساتھ سب کچھ کرنے کا اپنا حق سمجھتا ہے، وہ پھر چاہے اس کا باپ ہو باسط خان یا پھر ارمان خان۔۔۔۔۔

"کیا ہوا زرمینے خانم کہاں کھو گئی۔۔۔۔"

باسط خان اسے کھویا ہوا دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔۔۔۔

"کک۔۔۔۔ کہیں نہیں، بب۔۔۔ باسط سائیں۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کا منہ اپنے سخت ہاتھ میں دبوچا تھا۔۔۔۔

"خانم میرے پہلو میں ہوتے ہوئے تمہارا دھیان کدھر ہے۔۔۔۔"

باسط خان نے بہت سختی سے اپنے ہاتھ سے زرمینے کا منہ جکڑا ہوا تھا زرمینے کراہ کر رہ گئی، پتہ نہیں کیوں باسط خان کو زرمینے سے عجیب سی چڑھ تھی وہ پورے کا پورا اس پر اپنا تسلط چاہتا تھا ، یہاں تک کہ اس کی سوچوں میں بھی اپنا تسلط چاہتا تھا اسے اپنی ملکیت اپنی جاگیر سمجھنے لگا تھا وہ یہاں تک کہ زرمینے پر اس کے محرم رشتوں کا حق بھی اب باسط خان سے برداشت نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

" بب۔۔۔باسط سائیں، وہ کک۔۔۔۔کہیں بھی نہیں۔۔۔۔"

زرمینے بھرائی آواز میں بامشکل بولی باسط خان نے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑا تو وہ صوفے پر اوندھے منہ گری تھی باسط خان ایک جھٹکے سے صوفے سے اٹھا تھا بیڈ پر پڑے شاپنگ بیگ میں سے ایک نائٹی نکال کر اس نے زرمینے پر پھینکی تھی۔۔۔۔

" خانم میں تھوڑی دیر کمرے سے باہر جا رہا ہوں واپس آؤں تو مجھے یہ نائٹی پہنے ملو تم۔۔۔۔"

باسط خان سرد آواز میں کہتا باہر نکل گیا زرمینے نائٹی ہاتھ میں پکڑے بری طرح رو دی تھی۔۔۔۔

نینا ابھی ابھی یونیورسٹی سے گھر آئی تھی کہ اسے رائمہ عباسی کا فون آیا تھا کہ اسے آج رات باسط خان کے ساتھ ایک پارٹی میں جانا ہے اور اس کا جانا بہت ضروری ہے کیونکہ پارٹی میں بہت بڑے بڑے لوگ آرہے ہیں، بہت زیادہ ڈونیشنز ملنے کا امکان ہے نینا نے نہ چاہتے ہوئے بھی حامی بھر لی تھی، وہ بہت تھکی ہوئی تھی اس کا بالکل بھی من نہیں تھا کہیں جانے کا۔۔۔۔۔

پارٹی سے آتے آتے رات ہو جانی تھی ویسے تو نینا پر اپنے گھر سے کوئی پابندی نہیں تھی رضوان صاحب نے کبھی بھی نینا پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی انھوں نے اسے صرف ایک بات ہی سمجھائی تھی کہ وہ اپنی حفاظت جتنی خود کر سکتی ہے اتنا کوئی نہیں کر سکتا۔۔۔۔

وہ جب سے اس این جی او سے جڑی تھی رضوان صاحب نے نینا کو ایک چھوٹی سی گاڑی بھی لے دی تھی کیونکہ نینا کو بہت تنگی ہوتی تھی ایک ہی گاڑی ہونے کی وجہ سے وہ کبھی روحان

لے جاتا تھا یا پھر رضوان صاحب کو ضرورت پڑ جاتی تھی، تو ایسے میں نینا کو کیب کروا کر جانا پڑتا۔۔۔۔۔

فوزیہ بیگم نے بہت واویلا کیا تھا کہ نینا کو یہ گاڑی نہیں لے کر دینی چاہیے بلکہ تو وہ اس این جی او میں کام کرنے سے بھی خوش نہیں تھیں کہ وہ ایک لڑکی ذات ہے ایسے یوں ہر جگہ اسے منہ اٹھا کر نہیں چلے جانا چاہیے، رضوان صاحب نے فوزیہ بیگم کو اچھا خاصا ڈانٹ دیا تھا کہ نینا ان کے لیے بیٹی نہیں بیٹا ہے انہیں نینا پر خود سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔۔۔

رضوان صاحب بہت کھلی سوچ کے مالک تھے اس لیے بچپن سے انہوں نے نینا پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی، وہ جیسا لباس پہنے اسے کبھی نہیں روکا تھا، وہ کہیں بھی آئے جائے انہوں نے نینا کو مکمل آزادی دے رکھی تھی نینا ایک پوش ایریا اور اچھی بڑی سوسائیٹی میں رہتی تھی اس لیے نینا پر کوئی پابندی نہیں تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان ایشل کے ساتھ ابھی ابھی اس پارٹی میں شامل ہوا تھا وائٹ پینٹ کورٹ میں ارمان خانزادہ کی شخصیت بہت اٹریکٹو لگ رہی تھی، یہ کپل پارٹی تھی سب کپل کی صورت میں ہی پارٹی میں آئے تھے صفدر خان بھی اپنی ایک دوست کے ساتھ آیا ہوا تھا صفدر ارمان خان کو دیکھتا مسکرایا تھا۔۔۔۔

" ارمان خانزادہ پارٹی میں آکر تم نے چار چاند لگا دیے ہیں تمہاری چارمنگ بارعب پرسنیلٹی کو کوئی نہیں بیٹ کر سکتا، کوئی نہیں ہے ارمان خانزادہ کی ٹکر کا۔۔۔۔"

صفدر کی آنکھوں میں ستائش تھی، صفدر کی تعریف پر ارمان خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" یہ تو ہے، ہی از دا اونلی ون۔۔۔۔"

ایشل نے پیار سے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا جس پر ارمان مسکرا کر رہ گیا ایشل صفدر کی گلے لگی تھی، ارمان خان کی گرل فرینڈ ہونے کی وجہ سے وہ صفدر سے بھی کافی کلوز تھی، اس پارٹی میں بہت بڑے بڑے نامور شخصیات موجود تھیں، پارٹی اپنی عروج پر تھی، ہلکا ہلکا میوزک چل رہا تھا، ارمان خان صفدر اس کی فرینڈ اور ایشل ایک جگہ پر کھڑے ڈرنک ہاتھوں میں پکڑے باتیں کر رہے تھے۔۔۔۔

جب پارٹی میں باسط خان کی اینٹری ہوئی، ارمان خان جو مسکراتے ہوئے باتیں کر رہا تھا، باسط خان کے ساتھ آنی والی شخصیت کو دیکھ کر ارمان خان کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی، آنکھوں میں سرخی اتری تھی نینا شاہ نے بلیک ویلویٹ بیلٹ والی لانگ فل آستینوں والی نازک سی فراک پہن رکھی تھی ہائی ہیل، کھلے بالوں میں سوفٹ میک اپ کیے وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

پارٹی میں بہت سے لوگوں کی نظریں نینا پر مرکوز ہوئی تھیں، ہال میں داخل ہونے سے پہلے فوٹو گرافر نے آگے بڑھ کر نینا شاہ اور باسط خان کی کچھ پکس لیں تھیں، ارمان خان نے لب بھیج کر یہ منظر دیکھا تھا اور غصے سے اندر کے جانب بنے ہوئے کمروں کی طرف وہ بڑھ گیا، ارمان خان نے روم میں جا کر اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی تھی، اپنا کوٹ اتار کر غصے سے صوفے پر پھینکا تھا۔۔۔

ارمان خان کو وہ منظر نہیں بھول رہا تھا جب نینا پارٹی میں باسط خان کے ساتھ داخل ہوئی تھی اور یوں نینا کو تیار دیکھ کر ارمان خان کو آگ ہی لگ گئی تھی، ارمان خان گہرے گہرے سانس لیتا خود پر قابو پانے لگا۔۔۔

" اس لڑکی کو ذرا بھی سینس نہیں ہے ڈریسنگ کیسے کی جاتی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان کی آنکھوں کے آگے نینا کا سراپا گھوما تھا، آنکھوں میں لہو اترا تھا پارٹی میں سب اسے کیسے گھور رہے تھے جیسے وہ ان کی پراپرٹی ہو، ارمان خان نے غصے سے ٹیبل پر پڑا گلاس اٹھا کر زمین پر دے مارا حالانکہ نینا پورے ڈریس میں ملبوس تھی وہ پاؤں تک لمبی میکسی پہنے ہوئی تھی۔۔۔۔

بازو بھی فل کور تھے پتہ نہیں ارمان کو کیا چیز بری لگی تھی، ارمان خان کی گرل فرینڈ ایشل بیک لیس گہرے گلے سلیو لیس تنگ سے ٹاپ میں ملبوس تھی، یہاں تک کہ اس کی آدھی ٹانگیں بھی عیاں تھیں مگر نینا کا لباس ارمان خان کو زہر لگا تھا۔۔۔۔

" مجھے سمجھ نہیں آتا اسے روکنے والا کوئی کیوں نہیں ہے، اس کے گھر والے کہاں مر گئے ہیں جو یوں منہ اٹھا کر کسی کے ساتھ بھی چل پڑتی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے اپنی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھولے تھے وہ جانتا تھا نینا بہت اچھی لڑکی ہے وہ یہ بھی جانتا تھا کہ آج کی پارٹی میں یقیناً رائمہ عباسی یا باسط خان نے کوئی کہانی

گھڑی ہو گی اس لیے وہ آئی ہے اور نینا ٹھہری بے انتہا بے وقوف لڑکی بنا سوچے سمجھے یقین کر لیا ہو گا۔۔۔۔

" یہ مس رائمہ عباسی سے ملنا تو ضروری ہو گیا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے غصے سے سوچا تھا ارمان خان صوفے پہ بیٹھتا صوفے کی بیک سے ٹیک لگائے اپنی آنکھیں بند کر گیا مگر سکون پھر بھی نہیں آیا تھا صفدر ارمان خان کو ڈھونڈتا اندر آیا، کمرے میں ٹوٹا ہوا گلاس اور ارمان خان کو پر مشدہ حال میں صوفے کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے دیکھ کر وہ حیران ہوا تھا۔۔۔۔

" کیا ہوا ارمان تو ٹھیک تو ہے۔۔۔۔"

صفدر کے پوچھنے پر ارمان خان نے اپنی آنکھیں کھولی تھیں جو بے انتہا سرخ ہو رہی تھیں صفدر ارمان خان کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر پریشان ہوا تھا چہرے پر کرب اور غصے کی ملی جلی کیفیت تھی صفدر حیران ہوا تھا کہ ابھی تو ارمان بلکل ٹھیک تھا ابھی کیا ہوا ہے۔۔۔۔

" ٹھیک ہوں میں تو کیا کر رہا ہے اندر۔۔۔۔"

ارمان خان بے زار گی سے بولا تھا۔۔۔۔

" پارٹی میں سب تیرا پوچھ رہے ہیں ایشل بھی تجھے ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔۔"

صفدر نے بتایا تو ارمان خان کے چہرے پر بے زاریت طاری ہوئی تھی۔۔۔۔

" کیوں وہ چھوٹی بچی ہے جو پارٹی میں گم ہو جائے گی اور مجھے ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔۔"

صفدر ارمان خان کی بے تکی بات پر حیران ہوا تھا۔۔۔۔

" ویسے باسط خان کے ساتھ وہی لڑکی ہے نا جسے ایک دفعہ تیرے ساتھ بھی میں نے دیکھا تھا
، ویسے ہے بہت خوبصورت یہ لڑکی۔۔۔۔"

صفدر کی تعریف پر ارمان نے اپنے لب بھینچ کر اپنے غصے پر کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔

" وہ باسط خان کے ساتھ کیا کر رہی ہے کیا باسط خان کی گرل فرینڈ ہے وہ۔۔۔۔"

" کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔۔"

ارمان صوفے سے اٹھتا دھاڑا تھا۔۔۔۔

" کچھ نہیں لگتی وہ باسط خان کی، کچھ نہیں لگتی وہ اس کی۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے چیخا تھا صفدر کی بات پر ارمان خان کو پتنگے لگے تھے ارمان خان نے لمبی سانس لے کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا صفدر کی بات سے ابھی بھی اس کے لہو میں شرارے دوڑ رہے تھے۔۔۔۔

" آئی ایم سوری مجھے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا۔۔۔۔"

بہت مشکل سے خود کو کمپوز کرتے ارمان نے صفدر سے ایکسکیوز کیا تھا۔۔۔۔

" یہی تو میں پوچھ رہا ہوں تجھے کیا ہوا ہے ارمان بہت عجیب بیہیو کر رہے ہو تم۔۔۔۔"

" کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔۔"

ارمان خان نے صوفے پر پڑا اپنا کوٹ اٹھا کر پہنا تھا، اپنی شرٹ کے بٹن بند کرتے اپنی ٹائی درست کی تھی۔۔۔۔

" چلو پارٹی میں چلتے ہیں۔۔۔۔"

ارمان پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا باہر نکل گیا صفدر حیران ہوئے ارمان کے پیچھے باہر آیا تھا۔۔۔۔

ارمان پارٹی میں واپس آیا تو ایشل اسے دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" ڈارلنگ کہاں چلے گئے تھے تم، میں تمہیں کتنا مس کر رہی تھی۔۔۔۔"

ایشل بے باکی سے ارمان خان کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

" یہیں تھا کہاں ہونا ہے مجھے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اکتاتے ہوئے ایشل کو خود سے الگ کیا نظریں نینا کو ڈھونڈنے لگی تھیں وہ نظر نہیں آئی تو دل بے چین ہوا کہ کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔

" کیا ہوا ارمان تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔۔۔"

ایشل حیرانگی سے ارمان خان کی بدلے ہوئے موڈ کو دیکھ رہی تھی بلکہ وہ پچھلے کچھ دنوں سے ارمان خان کی موڈ سونگزنہ صرف دیکھ رہی تھی بلکہ برداشت بھی کر رہی تھی، اس دن ہوٹل میں بھی وہ اسے اکیلے بنا بتائے چھوڑ آیا تھا۔۔۔۔

جس پر ان کی زبردست لڑائی بھی ہوئی تھی، اتنے دن ناراض رہنے کے بعد ایشل نے ہی اسے منانے میں پہل کی تھی، آج پارٹی میں بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کا موڈ بلکل ٹھیک تھا ایشل نے خونخوار نظروں سے نینا کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" ہو نہ ہو اس کی وجہ یہی لڑکی ہے کیا تعلق ہے اس لڑکی اور ارمان میں، اسے دیکھنے کے بعد ارمان خان عجیب سا بیہیو کرنے لگتا ہے کہیں یہ ارمان خان کی ایکس گرل فرینڈ تو نہیں، ارمان خان جیلس تو محسوس نہیں کر رہا۔۔۔۔"

یہ سوچ آتے ہی ایشل کا غصے سے رنگ سرخ ہوا تھا۔۔۔

" اوہ تو یہ ارمان خان کو جلا رہی ہے۔۔۔"

ایشل نے ارمان خان کی طرف دیکھا جس کی نظریں نینا پر ہی تھیں ارمان خان نے اپنی سرخ نگاہیں نینا پر ہی ٹکائی ہوئی تھیں جو باسط خان کے ساتھ کھڑی اس کے سرکل کے چند بزنس مینز سے باتیں کر رہی تھی اور وہ لوگ اپنی بھرپور توجہ نینا کو دے رہے تھے بلکہ کچھ زیادہ ہی

انٹرسٹ دیکھا رہے تھے نینا میں، نینا ان میں سے کسی کے ساتھ ہاتھ ملاتے ہوئے مسکرائی تھی ارمان خان نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔۔۔

" کیا ضروری ہے ہر کسی کے ساتھ اس کا ہاتھ ملانا۔۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں وہ نینا پر کسی کی نظر برداشت نہیں کر پا رہا تھا مگر پارٹی میں بہت سے مردوں کی نظریں نینا پر ہی تھیں باسط خان تو نینا کو ہر کسی سے ایسے ملا رہا تھا جیسے نینا کوئی شو پیس ہو ارمان خان نے لمبا سانس کھینچ کر خود کے اشتعال پر قابو پایا تھا ورنہ دل تو کر رہا تھا باسط خان کو جان سے مار ڈالے اور نینا کو آگ لگا دے جو یوں ہر مرد سے مسکرا مسکرا کر بات کر رہی تھی۔۔۔۔

" ڈارلنگ کیا ہم ڈانس کریں۔۔۔۔"

ایشل ارمان خان کو خود کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔۔۔۔

" میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے پاس گزرتے ہوئے ویٹر سے ڈرنک لیتے بے زارگی سے کہا، ایشل کا موڈ اچھا خاصا خراب ہو چکا تھا۔۔۔

" ٹھیک ہے تمہارا موڈ نہیں تو میں کسی اور کے ساتھ ڈانس کر لیتی ہوں۔۔۔"

ایشل غصے سے کہتے ہوئے ڈانس فلور کی طرف بڑھ گئی جہاں کپل ڈانس کر رہے تھے ایشل ارمان خان کو جلانے کے لیے وہاں کھڑے ایک نوجوان کی بانہوں میں بانہیں ڈال ڈانس کرنے لگی ارمان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا مگر نظریں پلٹ پلٹ کر نینا کی طرف جا رہی تھیں، وہ کیا جلتا ایشل سے وہ تو کسی اور سے ہی جلن کھائے بیٹھا تھا۔۔۔۔

" یہ ایشل کو کیا ہوا ہے۔۔۔۔"

صفدر ایشل کو یوں کسی اور کے ساتھ ڈانس کرتے دیکھ کر ارمان خان سے بولا تھا۔۔۔۔

" مجھے کیا پتہ تو ہی جا کے پوچھ لے۔۔۔"

ارمان کاٹ کھانے کو دوڑا۔۔۔۔

" ارمان کیا ہوا ہے تجھے کیا مسئلہ ہے، تو ایشل کو بھی اگنور کر رہا ہے تیرا موڈ بھی خراب ہے۔۔۔۔"

صفدر نے بھی ارمان خان کی نگاہوں کا مرکز نینا پر نوٹ کر لیا تھا مگر پوچھا نہیں ارمان خان کے چہرے پر چھائی سرخی کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا تھا، باسط خان نے دور کھڑے ارمان خان کے بے بس جلن زدہ چہرے کو دیکھ لیا تھا جو کب سے آنکھوں میں سرخی لیے نینا شاہ کو ہی دیکھ رہا تھا، باسط خان نینا کو لیے ارمان خان کی طرف بڑھا۔۔۔۔

" ہیلو مسٹر ارمان خان کیسے ہیں آپ۔۔۔۔"

باسط نے مسکراتے ہوئے ارمان سے مصافحہ کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مگر ارمان خان نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا صفدر نے سچویشن کو سنبھالتے ہوئے جلدی سے باسط کا ہاتھ بڑی گرم جوشی

سے تھاما تھا باسط ارمان کی حالت دیکھ کر مسکرا کر رہ گیا بلکہ ارمان کی سچویشن سے خوب لطف اٹھا رہا تھا وہ، ارمان خان نے اپنی سرخ نظریں نینا پر ہی جمائی ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

نینا نے حیرت سے ارمان خان کی سرخ آنکھوں کو دیکھا تھا، اسے ایسے لگا تھا جیسے وہ آنکھوں کے راستے اسے نگل ہی جائے گا نینا نے جھرجھری لے کر اپنی نگاہیں بدلی تھیں نینا کو دیکھ کر ایک بہت بڑی ایڈ کمپنی کا مالک ان کے طرف آیا، اس نے ارمان خان صفدر اور باسط خان سے مصافحہ کیا تھا۔۔۔۔۔

" کیسے ہیں مسٹر باسط خان۔۔۔۔"

اس نے اسپیشلی باسط خان سے پوچھا مگر اپنی نظریں نینا پر ہی مرکوز کی ہوئی تھیں۔۔۔۔

" میں ٹھیک ہوں مسٹر ارشمان گیلانی آپ کیسے ہیں۔۔۔۔"

باسط خان نے خوشگواریت سے جواب دیا ارشمان گیلانی نے اپنا ہاتھ نینا کی طرف بڑھایا تھا۔۔۔۔

" اور مس آپ کیسی ہیں۔۔۔۔"

" میں نینا شاہ۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا ارمان خان نے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کے قہر بھری نظروں سے ارشمان صاحب کو دیکھا تھا جسے باسط خان محسوس کر کے گہرا مسکرایا۔۔۔۔

" ہمممم، آپ کی طرح آپ کا نام بھی بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔"

ارشمان صاحب تو نینا پر فدا تھے ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے ویٹر کو آواز لگائی تھی ارشمان کی تعریف برداشت جو نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" مس نینا میں اپنی کمپنی کے لئے ایک ماڈل کی تلاش میں تھا میں نے بہت حسین چہرے دیکھے ہیں مگر آپ جیسا چہرہ نہیں دیکھا، آپ سچ میں بہت زیادہ حسین ہیں، میں آپ کو اپنی

کمپنی کی ماڈل سیلیکٹ کرنا چاہتا ہوں جو بھی آپ کی ڈیمانڈ ہو بلکہ آپ جتنی زیادہ چاہیں ڈیمانڈ کر سکتی ہیں مجھے قبول ہو گی۔۔۔۔"

ارشمان نے اپنا کارڈ نینا کی طرف بڑھایا ارمان خان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔۔

" کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا نینا کیوں کرنے لگی ماڈلنگ تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے آفر کرنے کی۔۔۔۔"

ارمان خان سرد انداز میں دھاڑا تو نینا نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا تھا صفدر نے حیرانگی سے ارمان خان کو دیکھا کہ اس کو کیا مسئلہ ہے، باسط خان کے دل میں ٹھنڈ پڑی تھی، ارشمان گیلانی ارمان خان کی بات کا سخت جواب دینا چاہتا تھا مگر تبھی نینا کی آواز گونجی تھی۔۔۔

" مسٹر خان یہ مجھ سے پوچھا جا رہا ہے یہ آفر مجھے ہوئی ہے یہاں میں موجود ہوں اس کا جواب دینے کیلئے۔۔۔۔"

نینا نے منہ بناتے ہوئے ایک ادا سے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، نینا نے مسکراتے ہوئے ارشمان گیلانی سے کارڈ تھاما تھا ارشمان گیلانی کی آنکھیں چمکی تھیں ارمان خان کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھی، اس نے مٹھیاں بھیج کر خود پر قابو پایا تھا ورنہ نینا پر ہاتھ اٹھ جانا تھا، نینا نے کارڈ پکڑتے مسکراتے ہوئے ارشمان گیلانی کو ایک نظر دیکھا تھا دوسرے ہی پل نینا نے کارڈ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تھے۔۔۔۔

" میرا جواب یہ ہے۔۔۔۔"

نینا غصے سے ارشمان کو دیکھتے ہوئے وہاں سے واک اوٹ کر گئی صفدر نے بہت مشکل سے اپنی مسکراہٹ پر قابو پایا تھا۔۔۔۔

" لڑکی انٹرسٹنگ ہے۔۔۔۔"

صفدر نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے سوچا ارشمان کے چہرے کا رنگ خطرناک حد تک سرخ پڑا تھا اپنی بے عزتی پر وہ بھی غصے سے وہاں سے واک اوٹ کر گیا، باسط خان ارمان خان کو استہزایہ مسکراہٹ کے ساتھ گھورتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

" ویسے مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ نینا شاہ ایسی ہے، ڈفرنٹ ہے یہ تو باقی لڑکیوں سے۔۔۔۔۔"

صفدر کے لہجے میں ستائش تھی۔۔۔۔

" ایسی ہی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے ڈرنک کا گھونٹ بھرتے ہوئے جواب دیا ارمان خان کی ابھی بھی پوری توجہ نینا کی طرف تھی جو پارٹی میں ایک کونے میں اکیلی کھڑی تھی نینا نے ارمان خان کو خود کو دیکھتے پا کر غصے سے اپنی نظریں پھیری تھیں، ارمان خان کو برداشت نہیں ہوا تھا اس لئے خود پر قابو پاتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔۔

" اس پارٹی میں کیا کر رہی ہو تم نینا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے پاس جا کر اسے قہر بھری نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے یہ بتائیں میں اس پارٹی میں کچھ بھی کروں آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے، مجھے سمجھی نہیں آرہا آپ مجھے کنٹرول کرنے کی کوشش کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔"

" نینا دیکھو میری بات سمجھو، یہ پارٹی تمہارے لئے نہیں ہے۔۔۔۔"

ارمان خان خود پر قابو پاتے ہوئے اسے سمجھانے لگا۔۔۔۔

" کیا مطلب ہے آپ کی اس فضول سی بات کا، یہ پارٹی میرے لئے نہیں ہے ویٹ ویٹ ویٹ مجھے سمجھ نہیں آرہا میں آپ سے بات ہی کیوں کر رہی ہوں۔۔۔۔"

نینا غصے سے بولی۔۔۔۔۔

" نینا میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔"

" مسٹر خان مجھے آپ سے بات ہی نہیں کرنی۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی بات سن کر غصے سے جھنجھلاتے ہوئے وہاں سے جانے کیلئے مڑی ہی تھی کہ ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کے قریب کیا وہ ارمان کے سینے سے آ ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

" کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔۔۔"

نینا چلائی اس سے پہلے نینا ارمان خان سے دور ہوتی اس کے گلے میں پہنا لاکٹ ارمان خان کی شرٹ کے بٹن میں بہت بری طرح اٹکا تھا نینا نے گھور کر ارمان خان کو دیکھا اس وجہ سے ارمان خان اور نینا ایک دوسرے کے بہت قریب آ گئے تھے، نینا نے غصے سے اپنا لاکٹ ارمان خان کی شرٹ سے چھڑوانا چاہا مگر وہ بہت بری طرح اٹک گیا تھا نینا نے جھنجھلاتے ہوئے اسے کھینچا تھا۔۔۔۔

" نینا میں نکالتا ہوں ورنہ یہ ٹوٹ جائے گا۔۔۔۔"

ارمان نے نرمی سے اسے کہتے نینا کے لاکٹ کو ہاتھ لگایا تھا ارمان خان آج پھر مدہوش ہوا تھا نینا کی قربت میں، آنکھیں یک دم خمار آلود ہوئیں، دل دھڑک دھڑک کر بے قابو ہو رہا تھا یہ لڑکی تو جیسے اس کا ایڈکٹ تھی باسط خان یہ دیکھتے ہوئے غصے سے نینا اور ارمان کے پاس آیا تھا، ایشل بھی غصے سے ارمان خان کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" میں کر دیتا ہوں۔۔۔۔"

باسط خان نے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ ارمان خان نے بری طرح جھٹک دیا۔۔۔۔۔

" دور رہ سمجھ آیا تجھے دور رہ۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے وارن کیا۔۔۔۔

" مجھے سمجھ نہیں آ رہا تمہارا لاکٹ اٹکا کیسے ارمان خانزادہ کی شرٹ میں۔۔۔۔۔"

ایشل نینا کو غصے سے دیکھتے ہوئی بولی۔۔۔۔

" یہ بات تم اپنے بوائے فرینڈ سے ہی پوچھو تو زیادہ بہتر ہو گا۔۔۔"

نینا نے ارمان خانزادہ کو گھورتے ہوئے دانت پیسے تھے ارمان خان تو ٹرانس کی کیفیت میں تھا نینا کی سحر زدہ آنکھوں کو دیکھ رہا تھا وہ۔۔۔۔

" مجھے لگتا ہے مسٹر خان یہ ٹوٹ ہی جانا چاہیے۔۔۔۔"

نینا نے جھٹکے سے اپنا لاکٹ کھینچا تو وہ ٹوٹ کر نینا کے گلے سے جدا ہو گیا تھا مگر ارمان خان کے بٹن میں ہی اٹکا رہ گیا، نینا غصے سے وہاں سے چلی گئی ارمان خان قہر بھری نظر باسط خان پر ڈالتا نینا کے پیچھے گیا تھا جو ہال سے باہر جا رہی تھی۔۔۔۔

" نینا میری بات سنو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کلائی پکڑی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے کیوں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گئے ہیں، کیا چاہیے آپ کو مجھ سے میں ویسی لڑکی نہیں ہوں جیسی آپ کے آگے پیچھے گھومتی ہیں، بخش دیں مجھے۔۔۔۔۔"

نینا غصے سے چیخی تھی۔۔۔۔

" میں جانتا ہوں تم ویسی لڑکی نہیں ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نرمی سے کہا۔۔۔۔

" مگر اُس دن تو آپ میرے بارے میں کچھ اور ہی کہہ رہے تھے کہ میں مردوں کو اپنے پیچھے لگاتی ہوں، مردوں کو اپنی طرف راغب کرتی ہوں انہیں پاگل بناتی ہوں۔۔۔۔"

نینا طنزیہ بولتے ہوئے غصے سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" نینا میرا وہ مطلب نہیں تھا میں بس غصے میں تھا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی طرف بڑھا۔۔۔

" آپ کا جو بھی مطلب ہو مگر مجھے اب آپ سے کوئی مطلب نہیں ہے۔۔۔۔"

نینا نے غصے سے اپنی گاڑی کے دروازے کا لاک کھولا تھا اور اس میں بیٹھتی وہاں سے چلی گئی ارمان خان کچھ پل وہاں کھڑا رہا پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا رات بہت ہو گئی تھی اسے نینا کا اتنی رات کو یوں اتنا تیار ہو کر اکیلے جانا سیف نہیں لگا تھا، اس لئے ارمان خان نے اپنی گاڑی نینا کی گاڑی کے پیچھے رکھی تھی جب وہ سیفلی اپنے گھر پہنچ گئی تب ارمان خان بھی اپنی گاڑی بھگاتا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھا تھا

زرمینے کا آج ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا بخار ہی نہیں اتر رہا تھا آبگینہ خانم کتنی دفعہ اس کی نظر اتار چکی تھیں۔۔۔۔

" مجھے تو لگتا ہے زرمینے پر کسی آسیب کا اثر ہو گیا ہے جب سے باسط خان کے ساتھ باہر سے آیا ہے تب سے ہی بخار نہیں اتر رہا۔۔۔"

آبگینہ خانم نمرہ خانم سے بولیں تو وہ مسکرا کر رہ گئیں۔۔۔

" زرمینے اتنی خوبصورت ہے کوئی بھی عاشق ہو سکتا ہے مگر مجھے لگتا ہے وہ آسیب نہیں باسط خان ہے۔۔۔"

نمرہ بیگم محبت سے زرمینے کو دیکھتی بولیں نمرہ اور آبگینہ خانم نے کبھی ایک دوسرے کی اولاد میں سگے سوتیلے کا فرق نہیں کیا تھا نمرہ بیگم کے لئے جیسے رمل اور بختاور تھے ویسے ہی زرمینے اور ارمان خان تھے، نمرہ بیگم کی بات پر زرمینے کی آنکھ سے ٹوٹ کر دو آنسو نکلے تھے۔۔۔۔

" ہاں یہ تو ہے باسط بہت اچھا ہے زرمینے کے ساتھ، اسے خریداری کے لیے لے کر گیا ڈھیر سارے کپڑے دلوائے ورنہ مجھے تو ڈر ہی لگا رہتا تھا زرمینے کی طرف سے۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نے خوشی سے کہا۔۔۔

" مگر ایک بات کی فکر ہے مجھے راحیلہ خانم کو یہ بات پسند نہیں آئی باسط خان کا یوں زرمینے کو خریداری کے لیے لے کر جانا۔۔۔"

آبگینہ خانم تشویش سے بولی تھیں۔۔۔

" آپ فکر نا کریں انکی عادت ہے باسط خان اپنی مرضی کرتا ہے وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتا، چاہے پھر وہ اسکی ماں ہی کیوں نا ہو۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نمرہ کی بات پر خاموش ہو گئی تھیں۔۔۔۔

زرمینے آبگینہ خانم اور نمرہ خانم کے کمرے سے جانے کے بعد تکیے میں منہ چھپا کر رو دی تھی اس دن باسط خان کے ساتھ واپسی پر وہ اپنا بدن ہی زخمی نہیں بلکہ روح بھی زخمی کر کے آئی تھی اسے باسط کے ساتھ گزرے وہ پانچ گھنٹے یاد آئے تھے۔۔۔

باسط خان نے بہت بری طرح اس کے بدن کے ایک ایک حصے پر اپنی وحشت کی چھاپ چھوڑی تھی بنا اس پر رحم کیے اس کی حالت تو قابل رحم ہو چکی تھی مگر باسط خان کو رحم نہ آیا، واپسی پر وہ بامشکل خود کو گھسیٹ کر لائی تھی ورنہ درد اور تکلیف کی شدت سے اس میں اٹھنے کی بھی سکت نہ تھی۔۔۔۔

اس پر تکلیف کی بات یہ تھی کہ مقابل کو اس کی تکلیف کی ذرا پرواہ نہیں تھی، واپسی پر وہ اپنے کمرے میں بند ہو چکی تھی تب سے بخار تھا اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا زرمینے نے باسط خان کے ڈر کی وجہ سے گھر میں کسی کو کچھ نہیں بتایا تھا لیکن یہ ضرور تھا وہ باسط خان سے پہلے سے کہیں زیادہ ڈر گئی تھی

ارمان خان پچھلے کچھ دنوں سے آفس کے سٹاف پر بری طرح برس رہا تھا بات بات پر غصہ کر رہا تھا ابھی بھی اس نے ایک فائل اٹھا کر غصے سے ایک ایمپلائی کے منہ پر دے ماری تھی، وہ بیچارہ سوری کرتا وہاں سے چلا گیا صفدر نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" ارمان یہ کیا طریقہ ہے ایسے کون کرتا ہے۔۔۔۔"

" اچھا تجھے لگ رہا ہے میں غلط ہوں اور یہ جو اتنی اتنی تنخواہیں لے رہے ہیں اس کا کیا، فائل میں ایک غلطی ہونے کا مطلب لاکھوں کا نقصان۔۔۔۔"

ارمان خان صفدر پر بھی غصے میں برس پڑا تھا اسی اثناء میں ایشل غصے سے آفس کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی ارمان خان اسے دیکھ کر غصے سے جھنجھلایا تھا۔۔۔۔۔

" ارمان خانزادہ تم سمجھتے کیا ہو خود کو، میں تمہاری سرونٹ ہوں جو یوں میرے ساتھ سلوک کرو گے۔۔۔۔"

ایشل غصے سے چیخی۔۔۔۔

" اچھا تم میری سرونٹ نہیں ہو تو کیا میں تمہارا سرونٹ ہوں جو یوں تم مجھ پر چیخ رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان بھی غصے میں چلایا تھا۔۔۔۔

" ارمان ایشل ریلیکس کیا ہو گیا ہے تم لوگ اس وقت کہاں موجود ہو یہ تو خیال کرو۔۔۔۔"

صفدر نے سمجھایا۔۔۔۔

" کیا خیال کروں صفدر میں، اس دن یہ ہوٹل میں مجھے اکیلا چھوڑ آیا، پرسوں پارٹی میں مجھے اکیلا چھوڑ کر چلا آیا میں فون کر رہی ہوں یہ میرا فون نہیں اٹھا رہا، چاہتا کیا ہے مجھ سے یہ۔۔۔۔۔"

ایشل سرد آواز میں دھاڑتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" ایشل میں تم سے اس وقت بحث کے موڈ میں نہیں ہوں، میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے مزید خراب مت کرو، تم جاؤ اس وقت یہاں سے۔۔۔۔"

ارمان خان خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

" مسٹر ارمان خانزادہ میں تمہاری ان بے ہودہ گرل فرینڈز کی طرح نہیں ہوں جسے تم جب چاہو چھوڑ دو، میں ایشل ملک ہوں میں اچھی طرح جانتی ہوں تم یہ جو سلوک میرے ساتھ کر رہے ہو اس کے پیچھے کون ہے۔۔۔۔"

ایشل سینے پر ہاتھ دونوں ہاتھ باندھتے ہوئے ارمان خان کو گھورتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔

" اچھا۔۔۔۔"

ارمان خان استہزایہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

" تو بتاؤ کون ہے وہ۔۔۔۔"

ارمان خان ایشل کے مقابل آ کر کھڑا ہوا۔۔۔۔

" نینا شاہ وجہ ہے۔۔۔۔"

" او پلیز ایشل بکواس بند کرو اپنی۔۔۔۔"

ارمان خان کے چہرے کا رنگ بدلا تھا نینا کے نام پر۔۔۔۔

" اچھا میں بکواس کر رہی ہوں اس دن پارٹی میں اس دن ہوٹل میں تمہارا چہرہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا تم جل رہے ہو اس سے۔۔۔۔"

ایشل ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔۔۔۔

" ایشل میں کہہ رہا ہوں یہاں سے چلی جاؤ تو تمہارے لیے یہی بہتر ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے اسے وارن کیا۔۔۔۔

" ویسے حیرت ہے مجھے نینا شاہ پر، چہرہ کتنا معصوم ہے کتنی بھولی دیکھتی ہے مگر اصل میں کتنی شاطر ہے اپنے ایکس بوائے فرینڈ کو اپنے نیو بوائے فرینڈ سے جلا رہی ہے۔۔۔۔"

" بکواس بند کرو ایشل باسط خان اس کا کچھ نہیں لگتا۔۔۔۔"

ارمان خان حلق کے بعد چیخا تو ایشل ڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

" ارمان یار ریلیکس، کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔۔۔"

صفدر ارمان خان کو ریلیکس کرتا ہوا بولا۔۔۔۔

" باسط خان اس کا کچھ نہیں لگتا لیکن لگتا ہے تم بہت کچھ اس کے لگتے ہو، مگر ایک بات یاد رکھنا میں ایشل ملک ہوں اگر تم نے مجھے دھوکہ دیا تو میں نینا شاہ کی جان لے لوں گی۔۔۔۔"

ایشل غصے سے کہتی وہاں سے واک اوٹ کر گئی ارمان خان نے غصے سے ٹیبل پر مکا مارا اور اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔۔۔۔

صفدر اور ارمان خان ڈنر کرنے آئے تھے ایک ہوٹل میں، ارمان خان کا غصہ ٹھنڈا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا ایشل کو تو وہ منٹوں میں ٹھیک کر سکتا تھا ابھی وہ ارمان خانزادہ کی پاور سے واقف نہیں تھی صفدر نے بھی ارمان خان سے دوبارہ اس ٹاپک پر کوئی بات نہیں کی تھی

،واپسی پر صفدر نے ارمان کو ایک مارٹ کے باہر گاڑی روکنے کو کہا جس پر ارمان جھنجھلایا تھا۔۔۔

" ارے یار میں ابھی گیا اور ابھی آیا۔۔۔"

صفدر مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

" جو بھی سامان چاہیے تھا آرڈر کا لیتا یا پھر کسی ملازم کو کہہ دیتا۔۔۔"

ارمان خان نے صفدر کو گھورا تھا۔۔۔

" ارمان آج ویک اینڈ ہے بیئر ختم ہو گئی ہیں، بس یوں گیا یوں آیا میں۔۔۔"

صفدر ارمان خان کو آنکھ ونک کرتے ہوئے بولا ارمان خان گاڑی میں بیٹھا صفدر کا ویٹ کر رہا تھا جب نینا شاہ کو ایک ہینڈسم سے لڑکے کے ساتھ مارٹ سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا، اس

لڑکے کے ہاتھ میں بہت سارے شاپنگ بیگز تھے نینا کے ہاتھ میں بھی کچھ شاپنگ بیگز تھے۔۔۔۔۔

نینا نے ایک ہاتھ میں آئس کریم بھی پکڑی ہوئی تھی جسے کھاتی ہوئی وہ اس لڑکے کے ساتھ چل رہی تھی ارمان خان کا رنگ سرخ پڑا یہ دیکھ کر، نینا نے شرارت سے آئس کریم اس لڑکے کے گال پر لگائی تھی جس پر وہ گھور کر رہ گیا نینا نے آگے سے منہ بنا کر کچھ کہا۔۔۔

تو اس نے اسے اپنے بازو کے حلقے میں لے کر نینا کے بالوں پر کس کیا تھا یہ منظر دیکھ کر ارمان خان کے لہو میں شرارے اٹھے، آنکھیں پل میں لہو چھلکانے لگیں، عجیب سی وحشت ٹپک پڑی تھی ان آنکھوں میں۔۔۔

" مجھے زیادہ دیر تو نہیں ہوئی۔۔۔"

صفدر گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا تھا مگر ارمان خان کا چہرہ دیکھ وہ پریشان ہوا۔۔۔

" تجھے کیا ہوا۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے گاڑی سٹارٹ کی تھی شدید قسم کا جھٹکا لگا تھا گاڑی کو، فل سپیڈ میں اب ارمان خانزادہ گاڑی چلا رہا تھا صفدر نے لب بھینچ کر ارمان خان کو دیکھا جو پاگلوں کی طرح گاڑی چلا رہا تھا تھوڑی دور جا کر صفدر کو احساس ہوا ارمان خانزادہ کسی گاڑی کا پیچھا کر رہا ہے۔۔۔۔

صفدر نے حیرانگی سے اپنے سامنے جاتی ہوئی وائٹ گاڑی کو دیکھا مگر ارمان خان اس کا پیچھا کیوں کر رہا ہے، اشارے پر ارمان خان کو رکنا پڑا، وہ گاڑی آگے نکل گئی تھی ارمان خانزادہ اشارہ توڑتا ہوا نکل گیا۔۔۔۔

" ارمان کہاں جا رہا ہے تو۔۔۔۔"

صفدر نے گاڑی کو فل سپیڈ میں دیکھ کر پوچھا ارمان خان نے غصے سے گاڑی کو گھما کر اس گاڑی کے پیچھے لگایا تھا گاڑی زور سے روڈ سپیڈ بریکر پر لگ کر اچھلی تھی، اب تو صفدر کو بھی ارمان خان پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے گاڑی نینا کے گھر کے پاس روکی تھی، نینا کو گاڑی سے نکلتے دیکھ کر صفدر حیران ہوا جس گاڑی کا ارمان خان پیچھا کر رہا تھا وہ نینا کی گاڑی تھی، اس سے پہلے ارمان خان گاڑی سے اترتا اسے نینا کی آواز سنائی تھی۔۔۔۔

" روحان یہ کیا بد تمیزی ہے ایک تو تم نے گاڑی باہر کھڑی کر دی، اوپر سے سارا سامان بھی نہیں نکالا۔۔۔۔"

نینا غصے سے اس لڑکے پر چلائی۔۔۔۔

" ہاں تو یہ کام تم جو ہو کرنے کے لیے، ویسے بھی وہ کیا ایک جملہ تم کہتی ہو کہ تم کسی سے کم نہیں، چلو اب سارا سامان نکال کر اپنی پاور دیکھاؤ میری پیاری بہنا۔۔۔۔"

وہ نینا کے گال پر چٹکی کاٹتا اندر چلا گیا۔۔۔

" تمہیں تو میں دیکھ لوں گی روحان۔۔۔۔"

نینا نے غصے سے گاڑی میں سے شاپنگ بیگز نکالے اور اندر چلی گئی۔۔۔۔

" ہو گیا سکون مل گیا کہ وہ اس کا بھائی ہے۔۔۔۔"

صفدر نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" نہیں ایسی کوئی بات نہیں میں تو۔۔۔۔"

ارمان خان نے وضاحت دی۔۔۔۔

" ایسی کوئی بات نہیں ارمان خانزادہ، وحشت ٹپک رہی تھی تیری آنکھوں سے، مرنے والا ہو گیا تھا تو، وہ تو شکر ہے تجھے پتہ چل گیا وہ اس کا بھائی ہے ورنہ تو تو اس کی جان لے لیتا۔۔۔۔"

صفدر غصے سے بولا تو ارمان خان شرمندہ ہوا۔۔۔۔

" اب ایسی بھی بات نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے گاڑی بیک کی تھی۔۔۔۔

" اچھا ایسی بات نہیں ہے ارمان خانزادہ، تیری آنکھوں میں صاف صاف دیکھائی دے رہا ہے دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہے تو اس سے، عشق ہو گیا ہے تجھے نیناشاہ سے، اگر تو سمجھے نہ تو یہ الگ بات ہے، اس کے قریب تو کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا، یہ عشق نہیں تو کیا ہے۔۔۔۔"

صفدر نے ارمان خان کو احساس دلایا تھا ارمان خان خاموشی سے سپارٹ چہرے کے ساتھ ڈرائیو کرنے لگا

رمل اپنا پیریڈ لے کر اپنی کلاس سے نکلی ہی تھی کہ عینی اور اس کا گروپ اسے اپنی طرف آتا دیکھائی دیا رمل ان کو نظر انداز کرتے ہوئے آگے بڑھی تھی کہ عینی نے رمل کو پکارا۔۔۔۔

" رمل کہاں جارہی ہو۔۔۔۔۔"

عینی نے بہت نرمی سے رمل کے پاس آکر اس سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

" میں گراؤنڈ ایریا جارہی ہوں، میرے دوسرے پیریڈ میں ابھی ٹائم ہے۔۔۔۔۔"

رمل آہستگی سے بول کر جانے لگی مگر عینی کے پکارنے پر دوبارہ رکی تھی۔۔۔۔

" رمل رکو تو سہی، یار میں تم سے بات کرنے آئی ہوں، تم ہو کے بھاگی جارہی ہو۔۔۔۔"

عینی بہت پیار اور نرمی سے رمل سے مخاطب تھی۔۔۔۔

" اصل میں میں تم سے معافی مانگنے آئی ہوں، ہمارے گروپ نے تمہارے ساتھ جو سلوک کیا مجھے اس کا بہت افسوس ہے ہمیں تمہاری یوریگنگ نہیں کرنی چاہیے تھی، پلیز مجھے معاف کردو۔۔۔۔"

عینی رمل سے معافی مانگتی بولی۔۔۔۔

" اٹس اوکے آپی، کوئی بات نہیں، آپ کو افسوس ہے یہی بہت ہے آپ مجھ سے بڑی ہیں، آپ کو معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔۔"

رمل کے آپی اور بڑا کہنے پر عینی کا منہ کڑوا ہوا تھا عینی کی فرینڈز نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روکی تھی عینی کے گھورنے پر وہ سنبھلی تھیں۔۔۔۔

" تم نے مجھے معاف کر دیا تو ٹھیک ہے میرے گھر پر پارٹی ہے آج تم نے ضرور آنا ہے۔۔۔۔"

عینی اپنے اصل مقصد کی طرف آئی۔۔۔۔

" آئی ایم سوری میں نہیں آسکتی، میں کہیں آتی جاتی نہیں۔۔۔۔"

رمل نے معذرت کی تھی۔۔۔۔

" یعنی کہ تم نے ہمیں معاف نہیں کیا۔۔۔۔"

عینی مایوسی سے بولی۔۔۔۔

" ایسی کوئی بات نہیں ہے آپی میں واقعی کہیں آتی جاتی نہیں۔۔۔۔"

رمل نے جواز پیش کیا تھا۔۔۔۔

" دیکھو رمل آج میری برتھڈے ہے اگر تم آؤ گی تو مجھے بہت خوشی ہو گی، تھوڑی دیر کے لیے آجانا دیکھو ویسے تو میرے گھر پارٹی رات گئے شروع ہوتی ہے لیکن میں تمہاری خاطر جلدی کا فنکشن رکھ لوں گی، سات بجے کا فنکشن رکھ لوں گی، نو بجے تم واپس چلی جانا، میں جانتی ہوں تم ہاسٹل میں رہتی ہو، دیکھو میں تمہیں خود لینے آؤں گی اور چھوڑنے بھی خود آ جاؤں گی۔۔۔۔"

" بس پلیز تم آجاؤ مجھے بہت برا لگ رہا ہے اُس دن میں کیسے تمہارے ساتھ اتنی بری ریگنگ کر سکتی ہوں، تمہیں حجاب اتارنے کا کہہ سکتی ہوں، یقین مانو میرا ضمیر مجھے بہت ملامت کر رہا ہے، اگر تم آجاؤ گی تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔۔۔"

عینی کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے تھے عینی کی تمام دوستیں یک زبان ہو کر رمل کے آنے کا کنفرم کرنے لگیں، اُسے منانے لگیں، رمل عجیب کشمکش کا شکار تھی۔۔۔

" اگر ارمان لالا کو پتہ چل گیا وہ تو جان سے ہی مار ڈالیں گے مجھے، انہوں نے سختی سے منع کر رکھا ہے دوست بنانے کو، اگر انہیں پتہ چل گیا کہ میں ان میں سے کسی کے گھر گئی ہوں وہ تو بہت غصہ ہوں گے، ارمان لالا کا غصہ تو بہت خطرناک ہوتا ہے۔۔۔"

رمل ہونٹ کاٹتے ہوئے سوچ رہی تھی عینی بہت شدت سے اصرار کرنے لگی، رمل نے دھڑکتے دل کے ساتھ آنے کی حامی بھری تھی، یہ سوچ کر کہ ہو سکتا ہے عینی اُسے لینے نہ آئے، ہاں اگر وہ سات بجے چلی جائے گی تو آٹھ بجے تک واپس آجائے گی ایسے میں ارمان کو کیسے پتہ چلے گا، اس ٹائم تو وہ کبھی بھی اس سے ملنے نہیں آیا، رمل کے حامی بھرنے پر عینی کی آنکھیں چمکی تھیں لبوں پر مکرو مسکراہٹ کا جال بکھرا تھا۔۔۔

رمل یونیورسٹی سے آکر بھول ہی گئی تھی کہ اسے کہیں جانا بھی ہے یا پھر اس نے عینی کی برتھڈے میں جانے کا وعدہ کیا ہے، درحقیقت اس نے اپنا ارادہ بنالیا تھا کہ وہ نہیں جائے گی اس لیے وہ آکر سو گئی تھی، آنکھ تب کھلی جب اس کے دروازے پر دستک ہوئی تھی، اس نے دروازہ کھولا تو آیا نے اسے بتایا کہ اس کی فرینڈ عینی ہاسٹل وارڈن کے آفس روم میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی ہے۔۔۔۔

رمل بہت پریشان ہوئی تھی، بہت سوچ بچار کے بعد وہ انتہائی بے دلی سے تیار ہوئی تھی، رمل نے پہننے کے لئے سمپل آف وائٹ کلر کا کلیوں والا فراک سلیکٹ کیا جس پر بڑا سا ارگینزا کا دوپٹہ اوڑھا اوپر وائٹ سٹالر کا حجاب کیا، آنکھوں میں کاجل ہونٹوں پر لپ بام لگائے وہ بالکل تیار تھی، جب وہ پارٹی پر پہنچی تو دیکھ کر حیران رہ گی عینی کا گھر بہت بڑا تھا۔۔۔

پول سائیڈ پر پارٹی رکھی گئی تھی، لڑکے لڑکیوں کا لباس ہی دیکھ کر رمل کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ کوفت بھی در آئی تھی، اتنی بے حیائی پر رمل کا دل بے زار ہو رہا تھا بلکہ وہ یہاں آکر پچھتائی تھی، رمل عینی کے ساتھ کھڑی تھی جب عینی نے اپنی دوستوں کے ساتھ اس کی ملاقات کروائی۔۔۔۔

" ارے عینی یہ ہے تمہاری چیف گیسٹ۔۔۔۔",

وہ لڑکی استہزایہ ہنسی تھی۔۔۔۔

" مطلب تم صبح سے کہہ رہی تھی کہ تمہیں ہم سب کو کسی سے ملوانا ہے یہ تو عجیب سی مخلوق ہے، اتنا بڑا دوپٹہ اتنا سستا سوٹ، پارٹی میں کیسے آتے ہیں اسے تو یہ بھی نہیں پتہ۔۔۔۔"

عینی کی دوست فرح نے رمل کا مزاق اڑایا عینی کے لبوں پر بھی دبی دبی مسکراہٹ بکھری تھی ، اسکی باقی فرینڈز بھی ہنسنے لگی تھیں، رمل کا چہرہ سرخ ہوا۔۔۔۔۔

" ایکسکیوزمی مجھے لگتا ہے آپ سب کو ڈریسنگ مینرز نہیں ہیں یہاں پر عجیب میں نہیں آپ لوگ لگ رہے ہیں۔۔۔۔"

رمل نے دبے دبے لہجے میں غصے سے جواب دیا عینی کی فرینڈز نے قہقہ لگایا تھا اب تو عینی نے بھی انکا ساتھ دیا تھا۔۔۔۔

" اچھا کیسے ہم عجیب لگ رہے ہیں، دیکھو پوری پارٹی میں سب نے کیسے ڈریسنگ کی ہے اب دیکھو تم اپنی طرف۔۔۔۔"

اس نے مزاق اڑایا۔۔۔

" مجھے آپ لوگوں کے حلیے آپ لوگوں کی ذہنیت پر ترس آرہا ہے، مغربی طرز کا لباس مغربی طرز کا رہن سہن اپناتے اپناتے آپ لوگ خود کو ہی بھول چکے ہیں، اصل میں ہے کیا آپ لوگ خود کی پہچان اپنی ثقافت اپنی روایات ہی بھول چکے ہیں، وہ کیا کہتے ہیں کوا چلا ہنس کی چال اور اپنی چال ہی بھول گیا، میں تو چلو آپ لوگ کو عجیب مخلوق لگ رہی ہوں۔۔۔۔۔"

" لیکن مجھے تو آپ لوگوں کا آدھا ادھورا ڈریس آدھی عیاں ہو رہی ٹانگیں دیکھ کر کراہیت محسوس ہو رہی ہے جو غیر مردوں کو لبھانے کی کوشش کر رہی ہیں، مجھے فخر ہے خود پر اپنی ڈریسنگ پر، میں آپ لوگوں کی طرح اپنی پہچان نہیں بھولی جو میں ہوں ویسے ہی دیکھائی بھی دے رہی ہوں۔۔۔۔۔"

عینی اور اس کی دوستوں کا رنگ سرخ ہوا تھا لبوں سے ہنسی پل میں جدا ہوئی تھی رمل ان لوگوں کو استہزایہ دیکھتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

عینی اور اس کی دوستوں کا غصے سے برا حال تھا، وہ اس کا مزاق بنانا چاہتی تھیں، اور وہ ان لوگوں کو آئینہ دیکھا کر چلی گئی۔۔۔

" تم لوگ فکر نہ کرو اسے بہت غرور ہے خود پر، اپنی ڈریسنگ پر آج ہی یہاں پارٹی میں موجود ہر مرد کی آنکھوں کا مرکز نگاہ بنے گی یہ، آنکھ اٹھانے کی قابل نہیں رہے گی۔۔۔"

عینی سرخ چہرے کے ساتھ بولی۔۔۔
یہ تم کرو گی کیسے۔۔۔"

عینی نے فرح کے کان میں کچھ کہا تھا فرح کے چہرے پر چمک امڈ آئی۔۔۔

" لیکن عینی روحان کا کیا کرو گی اسے پتہ چل گیا تو۔۔۔"

فرح نے عینی کو یاد دلایا۔۔۔

" پہلی بات تو یہ ہے یہاں جو بھی ہو گا اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہو گا دوسری بات روحان آج کی پارٹی میں نہیں آرہا وہ اسلام آباد جارہا ہے جب تک روحان کو پتہ چلے گا تب تک رمل کی ویڈیو انٹرنیٹ پر وائرل ہو جائے گی

"----------

نینا یونیورسٹی سے فری ہو کر پارکنگ ایریا میں کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی ہی تھی جب ارمان خانزادہ کی آواز پر رکی نینا نے غصے سے پلٹ کر دیکھا تو وہ اپنی گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھا، آنکھوں پر بلو گلاسز لگائے بلو جینز پر وائٹ شرٹ اور بلو کوٹ پہنے بے انتہا وجیح اور ڈیشنگ لگ رہا تھا وہ۔۔۔

" مجھے سمجھ نہیں آتی مسٹر خان آپ کو اور کوئی کام نہیں جو یوں منہ اٹھا کر یہاں چلے آتے ہیں۔۔۔"

نینا غصے سے ایک ایک لفظ چبا کر بولتی ہوئی اپنی گاڑی کی طرف بڑھی ہی تھی کہ ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا۔۔۔۔

" مسٹر خان اُس دن تو میرا ہاتھ آپ پر نہیں اٹھا تھا مگر مجھے مجبور مت کریں کہ میرا ہاتھ اٹھ جائے آپ پر، آئیندہ سے مجھے چھونے سے پہلے سو بار سوچ لیجئے گا، میں نینا شاہ ہوں آپ جیسے مردوں کو مجھے ٹھیک کرنا آتا ہے۔۔۔۔۔"

نینا کی بات پر ارمان کا رنگ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔۔

" میں جانتا ہوں مس نینا شاہ آپ کو مجھ جیسے مردوں کو ٹھیک کرنا آتا ہے بلکہ آپ تو مجھ جیسے مردوں کے آس پاس بھی نہیں بھٹکتیں تب ہی تو اس دن پارٹی میں باسط خان کو بہت اچھی طرح سبق سکھایا تھا، ہے نا۔۔۔۔"

ارمان خان طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔۔۔۔

" مجھے تو سمجھ نہیں آرہی آپ کو باسط خان سے مسئلہ کیا ہے، اپنی دشمنی اپنے تک ہی رکھیں تو بہتر ہو گا آپ کے پرسنل ایشوز ہیں اس کے ساتھ وہ آپ کا مسئلہ ہے، آپ جانیں اور باسط خان جانیں جہاں تک بات ہے میری، میں باسط خان سے ملوں یا پھر کسی بھی مرد سے ملوں آپ کو کیا پرو بلم ہے۔۔۔۔"

نینا غصے سے بولی ارمان خان نے نینا کی بات بہت مشکل سے برداشت کی تھی۔۔۔۔۔

" اور پلیز اپنی گاڑی ہٹائیں پیچھے سے، مجھے الریڈی بہت لیٹ ہو گیا ہے۔۔۔۔"

نینا نے کہتے ہوئے اپنا فون بیگ سے نکال کر کال اٹینڈ کی جو کب سے بج رہا تھا۔۔۔۔

" جی مس رائمہ میں آرہی ہوں، کون سے ریسٹورنٹ آنا ہے ٹھیک ہے میں تھوڑی دیر تک پہنچتی ہوں۔۔۔۔"

نینا نے کہتے ہوئے فون بند کیا اور گھور کر ارمان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" ہٹائیں گاڑی۔۔۔۔۔"

نینا چیخی تھی ارمان خانزادہ کا تو پہلے ہی خون خول رہا تھا نینا کی بات پر، اب رائمہ کے فون پر تو خون میں فشار اٹھنے لگے تھے ارمان خان نے اپنی کنپٹیاں سہلائی تھیں، لمبا سانس خارج کیا تھا اس نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر اپنی گاڑی کا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر دھکیلا اور خود ڈائیونگ سیٹ پر بیٹھا، اس سے پہلے نینا باہر نکلتی ارمان خان نے دوبارہ نینا کی کلائی دبوچتے ہوئے گاڑی لوک کی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ کی جان لے لوں گی۔۔۔۔۔"

نینا غصے سے اسے گھور رہی تھی ارمان خان سپاٹ انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا نینا کا رنگ بے انتہا سرخ پڑ رہا تھا ارمان خانزادہ کی یہ بے ہودہ اور فضول حرکت پر۔۔۔۔۔

" دیکھو نینا اس دن جو بھی ہوا میں تم سے معافی مانگتا ہوں، آئی ایم رئیلی ویری سوری۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ کے منہ سے بہت مشکل سے یہ الفاظ نکلے تھے کیونکہ ایک سوری ہی تھا جو ارمان خانزادہ کسی سے نہیں کہتا تھا لیکن آج وہ نینا کے آگے جھکا تھا اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔۔۔۔

" نیناشاہ کی نظروں سے کوئی ایک بار گر جائے وہ دوبارہ کبھی نہیں اٹھتا، اس لئے معافی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، میں اپنی زندگی میں آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی، مجھے دیر ہو رہی ہے میری میٹنگ ہے گاڑی روکیں۔۔۔۔۔"

نینا چلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" تمہاری میٹنگ کی تو ایسی کی تیسی۔۔۔۔"

ارمان خان کا بی پی شوٹ ہوا تھا، رائمہ عباسی کی میٹنگ میں تو وہ اسے کبھی جانے نہ دیتا اس لئے ارمان نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ کو سمجھ نہیں آ رہی میری بات۔۔۔۔"

نینا غصے سے چیخی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ کی جان۔۔۔۔"

نینا یک دم خاموش ہوئی تھی بلکہ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑی تھیں ارمان خان نینا کی خاموشی پر حیران ہوا تھا کہ اسے کیا ہوا ارمان نے نینا پر نظر ڈالی جس کا چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا کی سرسراتی ہوئی آواز گونجی۔۔۔۔

" مسٹر خان جو گاڑی سامنے جا رہی ہے اس کا پیچھا کریں۔۔۔۔"

ارمان خان حیران ہوا تھا اس کی بات پر۔۔۔۔

" کیا ہو گیا نینا میں کیوں کروں اس گاڑی کا پیچھا۔۔۔۔"

وہ لوگ اس وقت ایک پوش ایریا میں تھے جہاں بہت بڑے بڑے بنگلے تھے۔۔۔۔

" مسٹر خان پلیز اس گاڑی کا پیچھا کریں، مجھے کچھ گڑبڑ لگ رہی ہے۔۔۔۔"

نینا التجائیہ لہجے میں بولی تو ارمان خان نے نہ چاہتے بھی اپنی گاڑی سامنے جاتی ہوئی ایک گاڑی کے پیچھے ڈالی تھی، تھوڑی دور جا کر ارمان خان کو بھی احساس ہوا کہ کچھ غلط ہے بلکہ ارمان خان سب کچھ سمجھ چکا تھا۔۔۔۔۔

" نینا یہ لوگ بہت خطرناک لگ رہے ہیں، مجھے لگتا ہے ہمیں ان چکروں میں نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ، وہ چھوٹی کم عمر بچی ہے جسے وہ کڈنیپ کر کے لے جا رہے ہیں، آپ جانتے ہیں وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے پلیز مسٹر خان ان کو روکیں۔۔۔۔"

نینا منت بھرے انداز میں بولی۔۔۔۔

" دیکھو نینا یہ لوگ بہت خطرناک ہیں ان کے پاس ہتھیار بھی ہوں گے، یہ علاقہ یہاں رہنے والے لوگ بہت اثر ورسوخ والے ہیں تم میرے ساتھ ہو، میں تمہاری جان کو رسک میں نہیں ڈال سکتا اگر میں اکیلا ہوتا تو اور بات تھی، میں پولیس کو کال کر دیتا ہوں لوکیشن سینڈ کر دیتا ہوں، وہ دیکھ لیں گے۔۔۔۔"

ارمان خان نے تحمل سے کہتے ہوئے گاڑی بیک کی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان جب تک پولیس آئے گی وہ لڑکی کا حشر بگاڑ چکے ہوں گے، وہ بہت کم سن ہے مسٹر خان وہ یہ سب کچھ نہیں سہہ سکے گی، مسٹر خان آپ اچھی طرح جانتے ہیں پولیس یہاں

نہیں آئے گی کیونکہ یہ علاقہ اثر ورسوخ والا ہے تو وہ یقیناً ان لوگوں پر ہاتھ نہیں ڈالے گی،
مسٹر خان میں آپ سے ریکوسٹ کرتی ہوں خدا کیلئے اسے بچالیں۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے بولی ارمان خان نے لب بھینچے تھے اس نے نینا کی بات ماننے سے انکار کیا تھا
ارمان خانزادہ کو صرف اس ٹائم نینا کی حفاظت کرنی تھی۔۔۔۔

" تو آپ میری بات نہیں مانیں گے۔۔۔۔"

نینا نے سپاٹ انداز میں پوچھا۔۔۔۔

" نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان کا سپاٹ ہی جواب آیا۔۔۔۔

" اوکے۔۔۔۔"

نینا نے کہتے ہوئے گاڑی کے ڈیش بورڈ کے دراز کو کھولا تھا ارمان خان حیران ہوا کہ نینا کر کیا رہی ہے نینا نے اس میں سے ساری چیزیں نکالیں اس میں ایک پرفیوم کی بوتل تھی جو ارمان خانزادہ کی ہی تھی، اس سے پہلے ارمان خان کچھ سمجھتا نینا نے وہ پرفیوم کی بوتل پوری قوت سے اپنی سائیڈ والے دروازے کی کھڑکی کے شیشے پر دے ماری تھی۔۔۔۔

پرفیوم کی بوتل ٹوٹی تھی جس کی کرچیاں نینا کے ہاتھ پر لگی تھیں ایک دو کرچیاں نینا کے گال پر بھی لگی تھیں، گاڑی کے شیشے پر دراڑ پڑی تھی، ارمان خان نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اس نے تڑپ کر نینا کے ہاتھ تھامے جس سے خون ٹپک رہا تھا، گال سے بھی خون نکل رہا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان گاڑی کا دروازہ کھولیں اگر آپ اس لڑکی کو نہیں بچا سکتے میں خود بچالوں گی مگر میں اس بچی کے ساتھ کچھ غلط نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔"

نینا کی آنکھوں سے آنسو شدت سے رواں تھے۔۔۔۔

" نینا میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔۔"

ارمان خان نے اسے سمجھایا۔۔۔۔

" کیا سمجھوں، مجھے یقین نہیں آرہا میرے سامنے جو بظاہر طور پر اتنا مضبوط مرد بیٹھا ہے وہ اندر سے اتنا کمزور ہے، مجھے لگا تھا آپ حوس کی پجاری ہیں مگر آج پتا چلا آپ ایک کمزور اور بزدل مرد بھی ہیں۔۔۔۔"

نینا نے نفرت سے اپنے ہاتھ ارمان خانزادہ کے ہاتھوں سے چھڑوائے تھے ارمان خان نے لب بھیج کر نینا کو ایک نظر دیکھا اور پھر غصے سے فل سپیڈ میں اپنی گاڑی ان لڑکوں کی گاڑی کے پیچھے لگائی ان لڑکوں کی گاڑی ایک بہت بڑے بنگلے کے اندر داخل ہوئی تھی چوکیدار نے گیٹ کھولا وہ گاڑی اندر داخل ہوئی تو ارمان خانزادہ بھی گاڑی لئے اندر ساتھ ہی داخل ہوا چوکیدار سمجھا کہ یہ گاڑی بھی ساتھ ہی ہے۔۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ سمجھتا ارمان خان نے اپنی پسٹل سے چوکیدار پر فائر کر دیا تھا، وہ لڑکے تیزی سے گاڑی سے نکلے، ایک لڑکے کے ہاتھ میں پسٹل تھی ارمان خان بھی گاڑی سے نکلا تھا اس

لڑکے نے ارمان خان کو گندی سی گالی نکالی اور باقی دو لڑکوں کو اس بچی کو اندر لے جانے کا کہا۔۔۔۔

" چھوڑ دو اس لڑکی کو۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ نے اس پر پسٹل تانے کہا اس لڑکے نے بھی اپنی پسٹل کا رخ ارمان خان کی طرف کر رکھا تھا۔۔۔۔

" ابے پاگل سمجھ رکھا ہے ہمیں، آج کی رات اس کے ساتھ بھرپور عیاشی کریں گے ہم، اتنی آسانی سے ہم اسے تمہارے ساتھ جانے نہیں دے سکتے، اگر تو نے بھی حصہ ڈالنا ہے تو تو بھی آسکتا ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔۔۔۔"

وہ مکروہ ہنسی ہنسا تھا۔۔۔۔

" بکواس بند کر اسے چھوڑ دے ورنہ یہ گولی تیرے سینے کے آر پار ہو جائے گی۔۔۔۔"

ارمان خان نے اسے دھمکی دی نینا گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تو ارمان خان نے غصے سے نینا کی طرف دیکھا جسے اس نے منع کیا تھا کہ وہ گاڑی سے باہر نہیں نکلے گی، نینا کو دیکھ کر اس لڑکے کی آنکھیں چمکی تھیں اس نے ہونٹ سکیڑ کر نینا کو دیکھا۔۔۔

" اگر تجھے وہ بچی چاہیے تو ہم تجھے دے دیتے ہیں، بدلے میں اس حسینہ کو دے دے ہمیں۔۔۔۔"

وہ اپنے ہونٹوں پر زبان پھیرتا ہوا نینا کو اوپر سے نیچے تک دیکھتا بولا تھا۔۔۔

" بکواس بند کر اپنی ورنہ تیری جان لے لوں گا میں۔۔۔۔"

ارمان خان دھاڑا تھا۔۔۔

" دیکھو اس سے خوبصورت مال میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تو اس بچی کو لے جا اگر تجھے کیش چاہیے میں تجھے دے سکتا ہوں، اس کے لئے تو کروڑوں روپیہ دے سکتا ہوں، بس آج کی رات اس لڑکی کو میرے حوالے کر دے۔۔۔۔"

وہ نینا کی حسین سراپے کو غلاظت بھری نظروں سے دیکھتا بولا ارمان خان کی رگیں تنی تھیں خون میں فشار اٹھا تھا، اس لڑکے کا سارا دھیان نینا کی طرف تھا ارمان خان نے اس پر فائر کر دیا، نینا نے خوف سے چیخ ماری ارمان خان غصے سے نینا کی طرف بڑھا۔۔۔

" میں نے تمہیں بولا تھا کہ تم گاڑی سے نہیں نکلو گی تو کیوں نکلی باہر۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر چلایا جسے نینا نظر انداز کرتی اندر کی جانب بڑھ گئی ارمان خان کا دل کیا تھا کہ وہ اپنی جان لے لے یا پھر نینا کو شوٹ کر ڈالے، ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتا ہوا تن فن کرتا اندر کی جانب بڑھا وہ دو لڑکے ایک کمرے میں اس بچی پر گِدھوں کی طرح ٹوٹے ہوئے تھے۔۔۔۔

اسے نوچ رہے تھے نینا کے اندر داخل ہونے پر وہ اس پر سے ہٹے، اس بچی کے کپڑے پھٹ چکے تھے گردن گال اور ہونٹوں پر خون کی لکیریں تھیں، نینا تڑپ کر اس بچی کی طرف بڑھی وہ لڑکے نینا کو دیکھ کر حیران ہوئے بلکہ اب انھوں نے اپنی غلاظت بھری نظریں نینا پر جمائی ہوئی تھیں ارمان خان اندر داخل ہوا تھا اور ان لڑکوں پر پسٹل تانی۔۔۔۔

نینا نے آگے بڑھ کر اس بچی کو اپنی بانہوں میں لیا جو بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی، نینا نے اس کے پھٹے کپڑوں کو دیکھ کر اپنی جیکٹ اتار کر اسے پہنائی، ارمان خان نے لب بھینچ کر غصے سے نینا کو دیکھتے ہوئے اپنا کوٹ اتار کر نینا پر اچھالا تھا جسے نینا نے نا سمجھی سے پکڑتے ہوئے ارمان خان کو دیکھا، ارمان خان کی شعلہ بار نگاہوں کا مطلب سمجھتے ہوئے جلدی سے اس نے ارمان کا کوٹ پہنا۔۔۔۔۔

" تم لوگ مجھے جانتے نہیں میں چوہدری غفار کا بیٹا ہوں جو اس ملک کا نامور سیاستدان ہے، دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ تمہارا وہ حال کروں گا تم اپنی پہچان بھول جاؤ گے۔۔۔۔"

اس لڑکے نے دھمکی دی ارمان خان نے آگے بڑھ کر ان دونوں لڑکوں کو دھنک کر رکھ دیا تھا وہ نشے کی حالت میں تھے، وہ لڑکے کافی زخمی ہو چکے تھے ارمان خان نینا کو اور اس بچی کو لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔۔

ارمان خان اور نینا نے سیفلی اس بچی کو اس کے گھر تک پہنچایا تھا واپسی پر گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی جسے نینا نے توڑا۔۔۔۔

" میں بتا نہیں سکتی میں کتنی خوش ہوں اگر اس بچی کے ساتھ ایسا ویسا کچھ ہو جاتا تو میں خود کو کبھی معاف نہ کرتی۔۔۔"

نینا کی بات پر ارمان خان نے نینا کو دیکھا۔۔۔۔

" نینا یہ اچھی بات ہے دوسروں کی مدد کرنا مگر خود کو مصیبت میں ڈال کر دوسروں کی مدد نہیں کی جاتی، اگر تم اکیلی گاڑی میں ہوتی تو تم اکیلی نکل جاتی دیکھا تم نے وہ کتنے خطرناک لوگ ہیں، کتنے اثر ورسوخ والے ہیں، اس سے تمہاری عزت کو بھی خطرہ ہو سکتا تھا، کن نظروں سے وہ تمہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔"

ارمان خان کا رنگ سرخ ہوا تھا گلے کی رگیں اُبھری تھیں ان کی غلاظت بھری نظریں یاد کر کے۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ نہیں جانتے میں نے دیکھی ہیں ایسی لڑکیاں ایسی بچیاں، جن کے ساتھ یہ درندے ایسا سلوک کرتے ہیں نہ وہ مردوں میں ہوتی ہیں نہ زندوں میں شامل، مسٹر خان

اتنی وحشت اتنی درندگی دیکھاتے ہیں یہ درندے کے کئی کئی مہینے وکٹمز کو ہسپتالوں میں رہنا پڑتا ہے، وہ بچی صرف بارہ سال کی تھی۔۔۔۔"

نینا کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے تھے ارمان خان نے گہری سانس کھینچی تھی، نینا کو سمجھانا بیکار تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان کیا کہہ رہا تھا وہ چوہدری غفار کا بیٹا ہے ایک نامور سیاستدان کا بیٹا، آپ دیکھئے گا میں پولیس میں کمپلین کروں گی میں میڈیا تک جاؤں گی، ان لڑکوں کو سزا ضرور دلواؤں گی، ان کا بھیانک چہرہ دنیا کے سامنے لا کر رہوں گے تاکہ آئندہ ان کی حوس کی بھینٹ کوئی اور لڑکی نہ چڑھے۔۔۔۔"

ارمان خان نے جھٹکے سے گاڑی روکی تھی۔۔۔۔

" نینا تم ایسا کچھ نہیں کرو گی وہ لوگ بہت خطرناک ہیں انہیں ابھی ہمارے بارے میں کچھ نہیں پتا، اگر انہیں پتا چل گیا تو وہ تمہیں نقصان پہنچانے سے دریغ نہیں کریں گے، ویسے بھی وہ بہت پاور والے ہیں پولیس ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو سمجھایا تھا وہ آتے ہوئے وہاں لگے تمام کیمرے تمام ریکارڈ تباہ کر آیا تھا تاکہ ان کا کوئی ثبوت باقی نہ رہے چوکیدار اور ایک لڑکے کی حالت کافی تشویشناک تھی، اندر لڑکے بھی کافی زخمی تھی ارمان خان کو اپنی تو فکر نہیں تھی وہ اسیے لوگوں کو ڈیل کر سکتا تھا بلکہ ناکوں چنے چبوا سکتا تھا۔۔۔۔

حکومتی سطح پر خان دادا کے کافی اثر ورسوخ تھے مگر اسے صرف نینا کی فکر تھی بلکہ اسے اب واقعی میں نینا کی ہی فکر تھی، اگر نینا ایسا ویسی کچھ کرتی تو ان لوگوں کی نظروں میں آجاتی، وہ اسے نقصان پہنچا سکتے تھے۔۔۔۔۔

" لیکن مسٹر خان ایسے لوگوں کو یوں چھوٹ نہیں دینی چاہیے۔۔۔"

نینا اپنی بات پر قائم تھی۔۔۔۔

" نینا میں تمہیں کہہ رہا ہوں ان معاملات سے دور رہو بلکہ کچھ دن تم گھر سے باہر نا نکلو جب تک اس معاملے کو میں سیٹل نہ کر لوں۔۔۔۔"

ارمان سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔

" لیکن مسٹر خان۔۔۔۔"

" نینا۔۔۔۔"

ارمان خان دھاڑا تھا۔۔۔۔

" جو میں کہہ رہا ہوں وہ سنو تم اس معاملے سے دور رہو گی مطلب تم دور رہو گی۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں دھاڑا تو نینا خاموش ہو گئی تھی، ارمان خان نے لب بھینچ کر غصے سے گاڑی سٹارٹ کی تھی، کچھ دیر بعد ارمان نے گاڑی ایک ہاسپٹل کے سامنے روکی، نینا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

" نینا تمہارے ہاتھوں پر چوٹ لگی ہے اور گال پر بھی تمہیں ڈاکٹر کو دیکھا لینا چاہیے۔۔۔۔"

" مسٹر خان کچھ نہیں ہوتا اب تو درد بھی نہیں ہو رہا اور خون بھی رک چکا ہے آپ اب مجھے گھر ڈراپ کر دیں، کافی دیر ہو گئی ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے تھکے تھکے لہجے میں کہتے سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔۔۔۔

" نینا ضروری نہیں ہر بات تمہاری ہی مانی جائے اترو گاڑی سے۔۔۔۔"

ارمان خان جھنجھلاتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔

" میری کونسی بات مانی آپ نے۔۔۔۔"

نینا نے حیرت سے پوچھا۔۔۔۔

" ساری باتیں اپنی ہی منواتی ہو، غنڈہ بنا دیا ہے مجھے اب اور کیا چاہتی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو شرارت سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

" غنڈہ نہیں مسٹر خان ہیرو۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی ارمان خان ان آنکھوں کا اس چہرے کا شیدائی تھا، دیوانہ تھا اس مسکراہٹ کا، ارمان خان ان آنکھوں اور اس مسکراہٹ کے سحر میں بری طرح جکڑا جا چکا تھا وہ چاہتا بھی تو اب خود کو چھڑوا نہیں سکتا تھا۔۔۔

رمل پول کنارے پر بے زار سی کھڑی تھی، اس نے عینی کو کہا بھی تھا وہ اسے ہاسٹل ڈراپ کر دے مگر عینی نے سنی ان سنی کر دی تھی، رمل اب کافی گھبرا رہی تھی۔۔۔

" اگر ارمان لالا کو پتا چل گیا یا ہاسٹل وارڈن نے ارمان کو بتا دیا تو کیا ہو گا۔۔۔۔"

رمل اسی سوچ میں تھی جب کسی نے اسے زوردار دھکا دیا تھا، وہ لڑکھڑاتے ہوئے سوئمنگ پول میں جا گری تھی، پول کافی گہرا تھا رمل خود کو سنبھال نہ سکی پہلے تو ہاتھ پاؤں مار کر خود کو بچایا پھر سنبھلی ہی تھی تو رمل کا دوپٹہ بھیگ چکا تھا، رمل کا حجاب اتر کر پانی میں تیر رہا تھا۔۔۔۔

سفید لباس ہونے کی وجہ سے پورا لباس جسم کے ساتھ چپک کر بدن کا انگ انگ واضح کر رہا تھا ، رمل کانپتی ہوئی پانی میں کھڑی تھی پانی بہت ٹھنڈا تھا، اتنا زیادہ ٹھنڈا کہ رمل کو اپنا آپ جمتا ہوا محسوس ہوا، رمل کا جی چاہ رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔۔

وہ باہر بھی نہیں آسکتی تھی کیونکہ اس کی جو حالت تھی اسے شرم سے زمین میں گاڑھ رہی تھی عینی کے اشارے پر اس کے کچھ کلاس فیلوز رمل کی حالت پر ہنسنے لگے ایک لڑکا پول میں اتر کر رمل کو اپنا ہاتھ پکڑنے کو کہنے لگا، رمل نے روتے ہوئے انکار کیا تھا جس پر وہ لڑکا رمل کے قریب آیا۔۔۔۔

" ہیپے بے بی باہر آؤ، میں تو تمہیں نکالنے آیا ہوں۔۔۔۔"

وہ آنکھوں میں حوس لیے بولا تھا عینی کے کچھ فرینڈز ویڈیو بنانے لگے سب کچھ عینی کے پلان کے مطابق چل رہا تھا جب عینی کو روحان آتا دیکھائی دیا عینی فق چہرے کے ساتھ گھبراتے ہوئے روحان کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" روحان تم یہاں، تم تو آج اسلام آباد جانے والے تھے۔۔۔۔"

عینی گھبراتی ہوئی روحان سے بولی تھی۔۔۔

" ہاں گیا تو تھا مگر آدھے راستے سے واپس آنا پڑا، تمام راستے بلاک تھے دھرنے کی وجہ سے، اس لیے سوچا آ گیا ہوں تو تمہاری پارٹی اٹینڈ کر لوں۔۔۔۔۔"

روحان عینی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

" اچھا کیا۔۔۔۔"

عینی کی مری ہوئی آواز نکلی تھی۔۔۔۔

" یہ بھیڑ کس بات کی لگی ہے اور عجیب سا شور بھی ہے۔۔۔۔"

روحان آگے بڑھا۔۔۔۔۔

" روحان کچھ نہیں ہے تم میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو، مجھے تمہیں کچھ دیکھانا ہے۔۔۔۔"

عینی جلدی جلدی بولی تھی، روحان کو ایک نسوانی چیخ سنائی دی، وہ حیران ہوتا عینی کی بات سنی ان سنی کرتا آگے بڑھا تھا، آگے کا منظر دیکھ روحان کو آگ لگ گئی، لہو میں فشار خون بلند ہوا ،روحان تیزی سے آگے بڑھا اور اپنا کوٹ اتار کر پھینکتا وہ ایک ہی جست میں پول میں چھلانگ لگا گیا، وہ پاگلوں کی طرح اس لڑکے کو مارنے لگا تھا جو رمل کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر رہا تھا۔۔۔۔

" روحان میری بات سنو۔۔۔۔"

وہ لڑکا چیخا۔۔۔۔

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری رمل کے ساتھ یہ سب کچھ کرنے کی بولو۔۔۔۔۔"

روحان نے پے در پے مکے اس کے منہ پر مارے تھے اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح پھوٹا، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے ہوئے پول میں گتھم گتھا ہو رہے تھے، روحان نے اسے بالوں سے پکڑ کر پول کے کنارے پر اس کا سر بری طرح دے مارا تھا کہ وہ بے ہوش ہو گیا، روحان نے اسکا نیم بے جان وجود وہیں پر پھینکا اور جلدی سے رمل کی طرف بڑھا۔۔۔۔۔

روحان نے پانی میں سے اس کا حجاب تلاش کیا اور اس کے سر پر دیا، اس کا دوپٹہ اچھی طرح سے اسے اوڑھایا، رمل نظریں جھکائے رونے میں مصروف تھی روحان نے پول کے کنارے پڑا اپنا کوٹ اٹھا کر رمل کی کمر کے گرد باندھا تھا اسے نرمی سے اپنے بازو کے حلقے میں لیے وہ باہر آیا۔۔۔۔

رمل آنکھیں بند کیے کانپتی ہوئی روحان کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑے اس کے سینے کے ساتھ لگی ہوئی تھی، روحان نے اپنی خون آشام نگاہیں عینی پر گاڑھتے ہوئے ایک ہاتھ سے عینی کی گردن پکڑی تھی۔۔۔۔

" تمہاری پارٹی میں رمل کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا اور تم کھڑی تماشا دیکھ رہی تھی، اگر رمل کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس میں تمہارا ہاتھ ہوا تو عینی میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔۔"

روحان نے ایک جھٹکے سے عینی کو چھوڑا تو وہ دور جا گری اور کھانستی ہوئی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔

" معاز۔۔۔۔"

روحان نے اپنے دوست کو آواز دی جو اسکے ساتھ ہی پارٹی میں آیا تھا۔۔۔۔

" یہاں سب کے موبائلز سے ویڈیو ڈلیٹ کرواؤ اور جو نامانے اسکا موبائل توڑ دو بلکہ سب کے موبائل ہی توڑ دو۔۔۔۔"

روحان چیخا تھا۔۔۔۔

" اگر یہ بات باہر نکلی، رمل کی عزت پر حرف آیا تو روحان شاہ آگ لگا دے گا سب کو۔۔۔۔"

روحان دھاڑتے ہوئے بولا تھا رمل کو بانہوں کے حلقے میں لیے وہ باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

رمل گاڑی میں بیٹھی مسلسل رو رہی تھی روحان لب بھینچے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔

" کس کے کہنے پر تم اس پارٹی میں آئی تھی۔۔۔۔"

روحان نے سرد لہجے میں استفسار کیا وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہا تھا رمل کا یوں بے پردہ وجود اس کے اندر آگ کو بھڑکا رہا تھا جس میں جل کر وہ راکھ ہو رہا تھا کیونکہ اس نے رمل کو جب

بھی دیکھا حجاب میں دیکھا تھا، رمل کا حجاب اس کے لئے بہت تعظیم کا حامل تھا، اسے ماڈ لڑکیاں پسند تھی مگر رمل کے حجاب سے اسے محبت ہو گئی تھی۔۔۔۔

اسے رمل میں سب سے زیادہ اس کا حجاب پسند تھا آج رمل کا حجاب نہیں اترا تھا اسے لگا بھری محفل میں اس کی عزت اتری ہو، ہاں اس کی عزت اتری تھی رمل اس کی عزت تھی اس کی غیرت تھی، اس کی محبت تھی اس کا سب کچھ تھی۔۔۔۔

" کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے۔۔۔۔"

روحان دھاڑا تھا۔۔۔۔

" وہ وہ عینی نے کہا مم۔۔۔۔مجھے، اس نے مجھ سے معافی مانگی تھی مم۔۔۔۔مجھے پارٹی میں آنے کو کہا وہی مم۔۔۔۔مجھے لینے آئی تھی۔۔۔۔"

رمل لڑکھڑاتے ہوئے ٹوٹے ہوئے الفاظ میں بتا کر پھر سے رونے لگی روحان حیران ہوا تھا عینی نے رمل سے معافی مانگی اور اسے لینے بھی آئی۔۔۔۔

" ہو نہ ہو ان سب میں عینی کا ہی ہاتھ ہے، چھوڑوں گا نہیں تمہیں میں عینی۔۔۔۔"

روحان نے اشتعال سے اسٹیرنگ پر مکا مارا تھا رمل روحان کے غصے سے اور زیادہ رونے لگی وہ پہلے ہی بہت گھبرائی ہوئی تھی اوپر سے روحان کا غصہ دیکھ کر اس کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے، روحان نے خود پر قابو پاتے ہوئے گاڑی روکی تھی، رمل کو خود کے قریب کرتے ہوئے اس نے اپنے لبوں سے رمل کے آنسو چن لیے، رمل ششدر رہ گئی بلکہ سرخ چہرے کے ساتھ وہ لرز گئی۔۔۔۔

" رمل میں جانتا ہوں تمہیں یہ بات اچھی نہیں لگی ہو گی، یوں میرا تمہارے قریب آنا، مگر سچ پوچھو تم میرے لیے بہت پاکیزہ اور تعظیم کے قابل ہو، تمہارے آنسو بھی میرے لیے بہت قیمتی ہیں، پلیز انھیں مہرے سامنے مت بہایا کرو میرا خود پر کنٹرول نہیں رہتا اور تم پریشان مت ہو، آج جو کچھ ہوا اسے بھول جاؤ سمجھو آج کچھ بھی نہیں ہوا، جو بھی اسکے پیچھے ہے میں پتہ لگالوں گا میرا یقین کرو، بھروسہ رکھو روحان شاہ کے غضب سے وہ انسان بچ نہیں سکے گا۔۔۔۔"

روحان نے اب کی بار رمل کی آنکھوں سے گرتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ کے انگوٹھے سے صاف کیا تھا، نظر رمل کے گلابی لبوں پر ٹھہری ہوئی تھی، خاص طور پر توجہ اسکی رمل کے نچلے ہونٹ کے نیچے موجود تل پر تھی، جس پر روحان کا دل بری طرح اٹکا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔

دل کر رہا تھا اس تل پر اپنی محبت ثبت کر دے مگر اس نے سختی سے اپنے دل کو ڈپٹا کہ عنقریب وہ اسے اپنا محرم بنا کر اپنے سارے ارمان پورے کرے گا روحان جلد از جلد رمل کو اپنے نکاح میں چاہتا تھا اور اسکے لیے وہ سب کچھ کرنے کو تیار تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان زرمینے کی طبیعت کا سن کر حویلی چلا آیا مگر دھیان سارا نینا کی طرف تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ نینا بہت ضدی لڑکی ہے وہ جتنی خود کو عقل مند سمجھتی ہے اتنی ہے نہیں، وہ اسے سختی سے سمجھا کر آیا تھا کہ یہ معاملہ وہ خود ہینڈل کرے گا مگر اسے ڈر تھا نینا ایسا ویسا کچھ کر نا دے۔۔۔۔۔

کیونکہ نیوز میں بار بار چوھدری غفار کے بیٹے اور اسکے دوستوں پر حملے کا ذکر ہو رہا تھا کہ نا معلوم افراد نے ان پر فائرنگ کی، انھیں مارا، چوکیدار اور اس لڑکے کی حالت اب خطرے سے باہر تھی جس پر ارمان خان نے فائرنگ کی تھی یقیناً وہ ارمان خان کو ڈھونڈ رہے ہوں گے اگر نینا اس دن گاڑی سے باہر نا نکلتی تو سب کچھ بہت آسان ہوتا ارمان خان کے لیے۔۔۔۔

لیکن وہ نینا ہی کیا جو کسی کی بات سن لے، ارمان خان مسلسل سوچتے ہوئے اپنی کنپٹیاں سہلا رہا تھا نینا کی جان نینا کی عزت اب ارمان خان کو خود سے کہیں بڑھ کر عزیز تھی مگر نینا کو وہ کنٹرول نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس پر کوئی حق نہیں رکھتا تھا، نینا کو کنٹرول کرنے کے لیے وہ بہت جلد اسے اپنی ملکیت بنانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

ارمان خان اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر وہ سیدھی طرح اپنا پرپوزل نینا کے گھر بھیجتا ہے تو نینا بنا سوچے سمجھے انکار کر دے گی اگر وہ اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے تو وہ اسے اور غلط سمجھے گی۔۔۔۔

خیر جو بھی ہو جیسے بھی ہو نینا ارمان خان کو اپنی ملکیت میں چاہیے تھی، اسے نینا کو مکمل کنٹرول کرنا تھا اسے نینا کو جلد از جلد اپنا بنانا تھا کیونکہ وہ اب نینا پر کسی غیر کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

" زرمینے میری گل کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان زرمینے کے پاس بیڈ پر بیٹھتا ہوا بولا جس کا چہرہ بالکل زرد پڑ گیا تھا اسے بخار ابھی بھی تھا۔۔۔۔

" کچھ نہیں لالہ بس بخار ہے۔۔۔۔"

زرمینے نقاہت زدہ لہجے میں بولی۔۔۔۔

" مورے زرمینے کو چیک کروایا کسی ڈاکٹر سے۔۔۔۔"

ارمان خان آبگینہ خانم سے بولا جو پاس ہی صوفے پر بیٹھی مسلسل کچھ پڑھ کر زرمینے اور ارمان خان پر پھونک رہی تھیں۔۔۔۔۔

" نہیں بچے کہاں چیک کروانا تھا، آس پاس جو بھی ڈاکٹر ہے وہ مرد ہے، تم اچھی طرح جانتا ہے خان دادا اور اپنے بابا کو، انہوں نے سختی سے منع کر دیا کوئی ضرورت نہیں ڈاکٹر کو دیکھانے کی، گھر میں ہی بخار کی دوائی دی ہے، جڑی بوٹیاں بھی دی ہیں مگر بخار اتر ہی نہیں رہا اور یہ کچھ کھاتا بھی تو نہیں ہے۔۔۔۔"

آبگینہ خانم تشویش کے عالم میں بولی تھیں۔۔۔۔

" ٹھیک ہے میرے پاس کچھ دوا ہے بخار کی، میں آتے ہوئے ڈاکٹر سے زرمینے کیلئے لکھوا کر لایا تھا، اگر زرمینے کا چیک اپ ہو جاتا تو زیادہ ٹھیک تھا، خیر آپ غنچہ کو بول کر زرمینے کیلئے یخنی بنوائیں، میں خود اپنے ہاتھوں سے پلاؤں گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان زرمینے کو دیکھتا فکر مندی سے بولا تو زرمینے کی آنکھوں سے آنسو بہے تھے، ارمان خان کی اتنی محبت پر زرمینے کو بہت تحفظ کا احساس ہوا تھا، ورنہ تو ارتضیٰ خان اور بختاور خان

نے تو ایک دفعہ حال بھی نہیں پوچھا تھا زرمینے کا اور ارمان خان سب کو چھوڑ کر بھاگتا ہوں آیا تھا۔۔۔۔۔

مرد کی محبت عورت کے لیے روح کی غذا کی طرح ہوتی ہے اگر عورت کی زندگی میں مرد کی محبت نہ ہو تو وہ نیم مردہ ہونے لگتی ہے اسے اپنی زندگی میں مرد کی محبت چاہیے ہوتی ہے اس کا تحفظ چاہیے ہوتا ہے اس کی کیئر چاہیے ہوتی ہے، چاہے وہ مرد اس کا شوہر ہو باپ ہو یا بھائی ہو۔۔۔۔۔

ارمان خان کی محبت بھی زرمینے کے لیے روح کی غذا کی طرح تھی، بچپن سے لے کر آج تک حویلی کے کسی مرد نے سر پر پیار سے ہاتھ تک نہیں رکھا تھا صرف ارمان خان ہی تھا جو بچپن سے ہی زرمینے اور رمل سے بہت محبت کرتا تھا۔۔۔

باسط خان کی محبت تو زرمینے کے لیے جان لیوا ثابت ہوئی تھی جو اسے قطرہ قطرہ اندر ہی اندر مار رہی تھی، زرمینے دل ہی دل میں ارمان خان سے شرمندہ ہو رہی تھی ارمان خان نے اشارہ کنایہ زرمینے کو باسط خان سے دور رہنے کو کہا تھا مگر وہ کیا کرتی۔۔۔

اس ستمگر نے اسے لوٹنے سے پہلے اس کی رضا مانگی ہی کب مانگی وہ اپنا حق سمجھ کر سب کچھ وصولتا رہا بلکہ اپنے حق سے بھی زیادہ وصولا تھا اس نے، زرمینے کی آنکھوں سے پھر سے آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے۔۔۔۔

" ارے ارے میری گل اتنی پیاری آنکھوں میں آنسو اچھے نہیں لگتے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اس کی آنکھوں سے آنسو صاف کئے تھے۔۔۔

آج دو دن ہو گئے تھے اسے سوات آئے، زرمینے بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اس کا بخار بالکل اتر چکا تھا ارمان خان کا آج واپس جانے کا ارادہ تھا وہ مسلسل دو دن سے نینا کو فون کر رہا تھا جو نینا اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

ایک دفعہ اٹھایا ہی تھا تو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ وہ بزی ہے ابھی بھی وہ اسے فون کر رہا تھا جو کہ آف جا رہا تھا ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے فون دیوار پر دے مارا تھا، وہ بے زار سا لاؤنج میں بیٹھا تھا۔۔۔۔

دماغ اور دل مسلسل نینا کی طرف تھا زرمینے اس کے پاس ہی بیٹھی تھی ارمان خان کو پریشان دیکھ کر زرمینے بھی بہت پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا لالا آپ ٹھیک تو ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

زرمینے فکر مندی سے بولی۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہوں بس سر میں ذرا درد ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔۔۔۔

" لالا میں آپ کے لئے چائے لاؤں یا پھر آپ کا سر دبا دوں۔۔۔۔"

زرمینے نے محبت سے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

" غنچہ کو بولو وہ چائے لا دے گی تم رہنے دو۔۔۔۔"

ارمان خان تھکا تھکا بولا تھا نینا کے بارے میں سوچ سوچ کر اسکے اعصاب جیسے تھک گئے تھے۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہے میں آپ کا سر دبا دیتی ہوں۔۔۔۔"

زرمینے صوفے کی بیک پر کھڑی ہو کر ارمان خان کا سر دبانے لگی زرمینے کے سر دبانے سے ارمان خان کو بہت راحت کا احساس ہوا تھا۔۔۔۔۔

" ویسے میری گل کے ہاتھوں میں بہت تاثیر ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے کہا تو زرمینے کھلکھلا کر ہنس پڑی زرمینے کی ہنسی کو بریک تب لگی جب باسط خان زنان خانے کے لاؤنج میں داخل ہوا تھا، زرمینے باسط خان کو دیکھ کر کانپنا شروع ہو چکی تھی باسط خان نے گہری نظروں سے زرمینے کو دیکھا تھا بلکہ غصیلی نگاہوں سے زرمینے کو گھورا تھا کیونکہ اسے بہن بھائی کا پیار ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔۔۔

ارمان خان نے زرمینے کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ محسوس کرلی تھی ارمان خان نے آنکھیں کھولیں تو سامنے باسط خان کو کھڑا پایا جو شرربار نگاہوں سے زرمینے کو گھور رہا تھا ارمان خان کے اعصاب باسط خان کو دیکھ کر اور تن گئے تھے۔۔۔۔۔

زرمینے کا کانپنا محسوس کر کے ارمان خان نے زرمینے کو چائے بنانے کا کہا جس پر باسط خان گہرا مسکرایا تھا اور ارمان خان کے ساتھ سامنے والے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

" زرمینے۔۔۔۔۔"

باسط خان نے سرد آواز میں پکارا تو زرمینے جو کچن میں چائے بنانے جا رہی تھی باسط خان کی دھاڑ پر وہیں رک گئی۔۔۔۔

" میرے کمرے میں میری الماری ٹھیک کر دو۔۔۔۔"

باسط خان نے حکم دیا ارمان خان کا دماغ گھوما تھا۔۔۔۔۔

" زر مینے تمہارے کمرے کی الماری ٹھیک نہیں کرے گی غنچہ کو بولو وہ ٹھیک کر دے گی یا پھر حویلی کی کسی اور ملازمہ کو بول دو۔۔۔۔۔"

ارمان خان باسط خان کو گھورتے ہوئے بولا جس پر باسط خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" الماری تو زر مینے ہی ٹھیک کرے گی، زر مینے تم نے سنا نہیں۔۔۔۔"

باسط خان دوبارہ سے چلایا تو زر مینے کا سانس اٹکا تھا زر مینے جلدی سے کانپتے ہوئے باسط خان کے کمرے کی طرف چلی گئی جس پر ارمان خان نے مٹھیاں بھینچی تھیں اور باسط خان مسکراتا ہوا زر مینے کے پیچھے کمرے میں گیا تھا ارمان خان وہاں کھڑا اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔۔۔۔

ارمان خان کے فون پر صفدر کی کال آئی تھی ارمان خان نے ناچاہتے ہوئے بھی کال اٹینڈ کی، صفدر کی بات سن کر ارمان خان کا چہرہ بے انتہا سرخ پڑا تھا ماتھے پر شدید بلوں کا جال گہرا ہوا

تھا ارمان خان نے فون بند کرتے ہی ٹیبل پر پڑا واز اٹھا کر زمین پر دے مارا اور جلدی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔

زرمینے باسط خان کے کمرے میں اس کی الماری کھولے کھڑی تھی جہاں ہر چیز قرینے سے رکھی تھی باسط خان بہت نفاست پسند تھا، زرمینے لب کاٹتی کانپتی ہوئی کھڑی تھی جب باسط خان اندر داخل ہوا اور دروازہ لاک کیا۔۔۔۔۔

زرمینے کا رنگ خوف سے مزید سفید پڑا باسط خان کو دیکھ کر زرمینے کا پورا بدن لرزنے لگا تھا باسط خان زرمینے تک ایک ہی جست میں پہنچا اور زرمینے کا منہ اپنی آہنی گرفت میں دبوچا۔۔۔۔

" خانم تمہارے لیے میرا حکم سب سے پہلے ہونا چاہیے جب میں نے تمہیں حکم دیا تھا تمہاری ہمت کیسے ہوئی سوچنے کی بھی ہاں۔۔۔۔۔"

باسط خان اپنی انگلیوں کا دباؤ زرمینے کے گال پر بڑھاتے ہوئے سرد آواز میں دھاڑا تو زرمینے کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی، باسط خان نے زرمینے کو بیڈ پر دھکا دیا تھا اور اس پر جھکتے ہوئے اس کا دوپٹہ اس سے اتار کر دور اچھال دیا تھا۔۔۔۔

" سس۔۔۔۔ سائیں مم۔۔۔۔ مجھ پر رحم کریں، مجھے جانے دیں آپ کو خدا کا واسطہ۔۔۔۔"

زرمینے نے رحم کی التجاء کی۔۔۔۔۔

" زرمینے خانم جب منہ کھولا کرو تو صرف جی کہنے کے لیے، اس سے زیادہ بولتے ہوئے تم مجھے زہر لگتی ہو، ویسے بھی کچھ گھنٹوں کے لیے تمہیں میری پناہوں میں رہنا ہو گا تا کہ باہر تمہارے بھائی کو اپنی بے بسی کا احساس اچھی طرح ہو جائے، اسے اچھی طرح پتہ جل جائے کہ تم پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔۔"

باسط خان غرایا تھا اور زرمینے کے ہونٹوں پر جھکتا وہ اس کی سانسیں بند کر چکا تھا، اچھی طرح اس کی سانسیں انہیل کرنے کے بعد باسط خان نے اس کے ہونٹوں کو چھوڑا۔۔۔۔

" ویسے خانم تم میں نشہ بہت ہے جتنی بھی تم مجھے منحوس لگو مگر تمہاری قربت کا نشہ میرے آنگ آنگ میں اتر چکا ہے، جو سرور مجھے اُس دن تم نے دیا ہے وہ آج تک کسی کی قربت میں نہیں ملا۔۔۔۔"

باسط خان مدہوش ہوتا اس کی گردن پر جھکا اور اس پر شدت سے اپنے دانت گاڑھے، زرمینے کی چیخ بلند ہوئی تھی جسے باسط خان اپنا مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر جما کر بند کروا چکا تھا۔۔۔

ارمان خان نے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ٹی وی آن کیا تھا، ٹی وی پر چلتی پریس کانفرنس نے ارمان خان کے ہوش اڑا دیے تھے، اس پریس کانفرنس میں نینا پورے اعتماد سے کھڑی چوہدری غفار کے بیٹے کا کارنامہ بتا رہی تھی کہ اس نے کچھ دن پہلے ایک بچی کے ساتھ غلط کرنے کی کوشش کی۔۔۔

اس کے ساتھ رائمہ عباسی بھی کھڑی تھیں رپورٹرز نینا سے ڈفرنٹ سوال کر رہے تھے کہ وہ بچی کہاں ہے آپ نے کیسے بچایا اسے، جس پر نینا نے کہا۔۔۔۔

" بچی تو محفوظ مقام پر ہے اور اسے اس کے ایک دوست نے بچایا ہے۔۔۔۔"

سب نینا سے اس کے دوست کا نام جاننا چاہ رہے تھے مگر نینا نے بتانے سے صاف انکار کر دیا تھا رپورٹرز طرح طرح کے سوال کر رہے تھے مگر نینا کانفرنس ختم کر کے جا چکی تھی ارمان اچھی طرح جانتا تھا رائمہ عباسی کا اس میں بہت فائدہ ہو گا۔۔۔

وہ یقینا نینا کو استعمال کر کے چوہدری غفار سے رقم ہتھیانا چاہتی ہو گی تا کہ چوہدری غفار سے ڈیل کر کے اس سے کروڑوں روپیہ بٹور لے اور پھر میڈیا پر آ کر کہہ سکے کہ نینا نے جھوٹ بولا یا کچھ بھی وہ یہ سارا الزام نینا پر ڈال کر خود بری ذمہ ہو کر نینا کو مصیبت میں ڈال دے گی اور خود اچھی خاصی کروڑوں کی رقم حاصل کر لے گی۔۔۔۔۔

" رائمہ عباسی چھوڑوں گا نہیں میں تمہیں اور نینا تمہارے پاگل پن کا علاج بھی میں جلد کروں گا، ایک دفعہ میرے نکاح میں آجاؤ تمہیں منٹوں میں سیدھا کر دوں گا، تمہارے سارے کس بل نکال دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے ریمورٹ اٹھا کر دیوار پر دے مارا تھا اور خود وہ غصے سے گاڑی کی طرف بڑھتا شہر کا رخ کر چکا تھا۔۔۔

" یہ کیا حماقت کی ہے تم نے، تمہیں کس نے مشورہ دیا تھا یوں احمقوں کی طرح میڈیا پر جاؤ۔۔۔۔"

روحان سرد آواز میں نینا پر چلایا تھا، رضوان صاحب بھی غصے سے ماتھے پر بل ڈال کر بیٹھے تھے، انہیں بھی نینا کا یہ اقدام پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

" روحان تم نہیں جانتے وہ بہت خطرناک لوگ ہیں، اگر میں میڈیا پر ان کی اصلیت نہ بتاتی وہ پھر سے اس بچی کو نقصان پہنچا سکتے تھے یا پھر کل کسی اور لڑکی کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔۔۔"

نینا مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔۔

" نینا جب تم جانتی ہو وہ خطرناک لوگ ہیں تو وہ تمہیں بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں اب تو تم ان کی نظروں میں بھی آ گئی ہو یہ میڈیا پر آ کر جو تم نے کارنامہ کیا ہے یہی میڈیا دیکھنا کل کو تم پر کیچڑ اچھالے گا، ان کا کچھ بھی نہیں کرے گا اور رائمہ عباسی صاحبہ بچ کر نکل جائے گی۔۔۔۔۔"

روحان نے نینا کی بے وقوفی پر اپنا ماتھا پیٹا تھا۔۔۔۔

" روحان میں نے جو کچھ کیا وہ صرف بچی کو انصاف دلانے کے لئے کیا ہے۔۔۔۔۔"

" تم نے جو کرنا تھا کر لیا مگر اب تم کچھ نہیں کرو گی بلکہ تم میڈیا پر جا کر کہو گی کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، وہ چوہدری غفار کا بیٹا نہیں تھا۔۔۔۔"

رضوان صاحب نینا کی بات کاٹتے ہوئے بولے تھے۔۔۔۔

" مگر بابا یہ سب میں کیسے کہہ سکتی ہوں، یہ جانتے بوجھتے کہ اس میں چوہدری غفار کے بیٹے کا ہی ہاتھ ہے۔۔۔۔۔"

نینا رضوان صاحب کی بات پر شوک میں تھی۔۔۔۔

" اگر مگر کچھ نہیں جو کہہ رہا ہوں وہی کرو، یہ میرا حکم ہے۔۔۔۔"

رضوان صاحب سرد آواز میں کہتے وہاں سے چلے گئے۔۔۔۔

" روحان تم بھی مجھے غلط سمجھ رہے ہو۔۔۔۔"

نینا روحان سے بولی جو کھڑا اسے گھور رہا تھا۔۔۔۔۔

" ہاں میں تمہیں غلط سمجھ رہا ہوں کیونکہ تم غلط ہو اور مجھ سے بات مت کرنا اگر تم مجھے اپنا بھائی سمجھتی تو میڈیا پر جانے سے پہلے مجھ سے ضرور پوچھتی۔۔۔۔"

روحان غصے سے کہتا وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نینا ابھی یونیورسٹی آئی ہی تھی جب ارمان خانزادہ کی کال پر وہ یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر آئی جہاں ارمان خانزادہ کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

" کیا ہوا مسٹر خان جو آپ نے مجھے یوں ایمرجنسی میں بلایا۔۔۔۔۔"

" بیٹھو گاڑی میں، مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان سنجیدہ آواز میں کہتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔۔۔

" مگر مسٹر خان میرا بہت اہم لیکچر ہے، مجھے وہ اٹینڈ کرنا ہے۔۔۔۔"

نینا کے انکار پر ارمان خان نے گھور کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

" نینا تمہارا ہر بات پر بحث کرنا ضروری ہوتا ہے کیا، کبھی ایک دفعہ میں بھی بات سن لیا کرو۔۔۔۔"

ارمان جھنجھلایا تھا نینا اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے ارمان خانزادہ کی گاڑی میں بیٹھی تھی، گاڑی کا دروازہ زور سے بند کیا تھا اس نے کیونکہ ارمان خان کے یوں حکم دینے کی انداز پر اسے بہت غصہ آیا تھا۔۔۔۔

" بولیں۔۔۔۔"

نینا گاڑی میں بیٹھتی غصے سے بولی تھی ارمان خان نے لب بھینچے تھے نینا کے ایٹیٹیوڈ پر جو اتنا بڑا کارنامہ دیکھا کر اسے ہی ایٹیٹیوڈ دکھا رہی تھی۔۔۔۔

" کیا بولوں تم نے کچھ چھوڑا ہے بولنے کو، جب میں نے منع کیا تھا کہ تم میڈیا پر نہیں جاؤ گی تو مطلب نہیں جاؤ گی، میں نے بولا تھا تم سے کہ میں ہینڈل کر لوں گا پھر کیوں گئی تم۔۔۔۔"

ارمان غصے سے چیخا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان ایک تو مجھے سمجھ نہیں آ رہا سب مجھے ہی غلط کیوں کہہ رہے ہیں، بابا مجھ سے ناراض ہیں روحان مجھ سے بات نہیں کر رہا، انفیکٹ آج مجھے یونیورسٹی نہیں آنے دے رہا تھا وہ جیسے میں نے گناہِ عظیم کر لیا ہے اور آپ مجھ پر کس حق سے چیخ رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا غصے سے بولی تو ارمان خان نے لب بھینچ کر سٹیرنگ پر مکا مارا تھا نینا پر بس جو نہیں چل رہا تھا۔۔۔

" نینا یہ جو تم نے حماقت کی ہے، اس کے نتائج بہت برے ہو سکتے ہیں۔۔۔"

ارمان خان خود پر قابو پاتا تحمل سے بولا۔۔۔

" مسٹر خان اس کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑے گا آپ کو کیا مسئلہ ہے آپ کیوں فضول میں میرے باپ بن رہے ہیں۔۔۔"

نینا کی فضول سی بات پر ارمان خان نے اسے گھورا تھا۔۔۔

" مسٹر خان مجھے یوں گھورا مت کریں اور اگر آپ کی بات ختم ہو گئی ہے تو اب آپ مجھے یونیورسٹی ڈراپ کر دیں گے کیا۔۔۔"

نینا نے سپاٹ اور طنزیہ انداز میں کہا تو ارمان خان نے غصے اور اشتعال بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا اب تک نینا ارمان خان کا اچھا خاصا ضبط آزما چکی تھی ارمان خان نینا کی حرکتیں اس کی باتیں کیسے برداشت کرتا تھا وہی جانتا تھا مگر عنقریب وہ نینا کو تیر کی طرح سیدھا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

ارمان خان نے اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے لب بھینچ کر گاڑی کا رخ نینا کی یونیورسٹی کی طرف موڑا تھا کہ اچانک سے ارمان خان کی گاڑی پر فائر ہوا تھا ارمان خان بوکھلایا تھا نینا کا رنگ بھی خوف سے سفید پڑا تھا۔۔۔۔

" نینا نیچے جھکو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو جھکنے کو کہا اور اپنی پسٹل لوڈ کرتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ کون لوگ ہیں یہ آپ پر فائر کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینہ چلاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" نینا میں کہہ رہا ہوں تم نیچے جھکو یہ تمہاری حماقت ہے۔۔۔۔"

ارمان چلایا تھا، اپنی پسٹل سے اپنی سائیڈ والی ونڈو سے پیچھے آتی گاڑی پر اس نے فائر کئے تھے جو سیدھا ان کے ٹائر پر جا کر لگے تھے ارمان خان فل سپیڈ میں گاڑی بڑھا کر لے گیا۔۔۔۔

" مسٹر خان کون تھے یہ لوگ، یہ آپ پر فائر کیوں کر رہے تھے۔۔۔۔"

نینا نے خوفزدہ انداز میں دوبارہ پوچھا۔۔۔۔

" یہ مجھ پر نہیں نینا یہ تم پر فائر کر رہے تھے۔۔۔۔"

ارمان سرد آواز میں دھاڑا۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ مسٹر خان۔۔۔۔"

" یہ جو تم نے حماقت کی ہے، میڈیا پر جا کر وہ تمہیں پہچان چکے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" نینا میری بات سنو، اب جب تک میں نہ بولوں تم گھر سے باہر نہیں نکلو گی اور یہ فائرنگ والی بات بھی کسی کو نہیں بتاؤں گی اس معاملے کو میں ہینڈل کروں گا سنا تم نے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو سخت الفاظ میں سمجھایا نینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا کیونکہ وہ واقعی میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان نینا کو گھر ڈراپ کر تا چوہدری غفار سے ملنے اس کے آفس گیا تھا چوہدری غفار کے ارمان خانزادہ کے ساتھ بہت گہرے تعلقات تھے۔۔۔۔۔

چوھدری غفار اور خان دادا کے بیچ بھی بہت گہرے مراسم تھے ارمان خان تو بزنس کی وجہ سے چوہدری غفار کو جانتا تھا کیونکہ بہت سے پروجیکٹس چوہدری غفار کی کمپنی کے ساتھ کر رہا تھا وہ، چوہدری غفار ارمان خان کو دیکھ کر بہت خوش اسلوبی سے ملا تھا۔۔۔

" آؤ ارمان خانزادہ آج کیسے آنا ہوا۔۔۔"

چوھدری غفار ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کھڑے ہوتے ہوئے بہت گرم جوشی سے ہاتھ ملاتے ہوئے مخاطب ہوا تھا، چوھدری غفار نے ارمان کو بیٹھنے کا کہا۔۔۔

" میں یہاں پر بیٹھنے نہیں آیا بس ایک بات سمجھانے آیا ہوں نینا شاہ سے دور رہو، اگر نینا شاہ کو ذرا سی بھی تکلیف پہنچی تو میں تیرا اور تیرے بیٹے کا وہ حال کروں گا کہ تو اور تیرا بیٹا اپنی شناخت بھول جائے گا۔۔۔"

ارمان خان نے سرد آواز میں وارن کیا۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو ارمان خانزادہ، یہ کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم مجھ سے اور تم نینا شاہ کو کیسے جانتے ہو۔۔۔۔۔"

چوھدری غفار گرجتے ہوئے بولا۔۔۔

" اسے چھوڑو بس اتنا جان لو وہ لڑکی میری زندگی ہے اگر اسے تکلیف پہنچی تو سمجھو مجھے تکلیف پہنچی، اگر آج کے بعد نینا کا بال بھی بیکا ہوا تو میں تیرے بیٹے کا اور تیرا وہ حال کروں گا کہ منہ چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی اور یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو، تم اچھی طرح ارمان خانزادہ کی پاور سے واقف ہو۔۔۔۔"

" جن بندوقوں سے جن گولیوں سے تیرے بندے مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے تھے میں بچپن سے ان سے کھیلتا آرہا ہوں، ہم لوگ تم لوگوں کی طرح کرائے کے ٹٹو نہیں خریدتے اگر کسی کے ساتھ دشمنی نبھانی ہو تو خود سامنے آتے ہیں اور تمہیں ایک اور بات بتاؤں میرا نشانہ بڑا پکا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں دھمکی دیتا وہاں سے چلا گیا چوھدری غفار اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا گہری سوچ میں گم ہو گیا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے نینا کے گھر کے آس پاس سول گارڈز مقرر کر دیے تھے جو دور سے نینا کے گھر پر نظر رکھے ہوئے تھے ارمان خان نے نینا کو سختی سے گھر سے باہر نکلنے سے منع کر دیا تھا، آج پورے پانچ دن ہو گئے تھے نینا یونیورسٹی بھی نہیں گئی تھی۔۔۔۔

ارمان خان اس دن چوھدری غفار کو دھمکی تو دے آیا تھا لیکن پھر بھی اسے نینا کی طرف سے بہت پریشانی تھی وہ چوھدری غفار اور اسکے بیٹے سے متعلق ٹھوس شواہد اکٹھے کر رہا تھا تاکہ میڈیا پر ٹھوس ثبوت پیش کر کے چوھدری غفار کی پاور کو کم کیا جا سکے۔۔۔۔۔

کیونکہ نینا کے پریس کانفرنس کرنے کے باوجود چوھدری غفار کا بیٹا ہر الزام سے بری ذمہ قرار دے دیا گیا تھا، میڈیا اور پولیس تو تھی ہی چوھدری غفار کے ہاتھ میں، ویسے بھی اس

بچی کے گھر والوں نے چوھدری غفار کے ڈر سے ایف آئی آر کٹوانے سے منع کر دیا تھا۔۔۔۔

نینا پچھلے پانچ دنوں سے گھر میں بیٹھی بیٹھی اکتا گئی تھی وہ جانتی تھی اسکے گھر کے ارد گرد ارمان خان نے سول کپڑوں میں گارڈز مقرر کر رکھے ہیں جو اس پر اور اسکے گھر والوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اب نینا کو ارمان خان پر غصہ آ رہا تھا جو فضول میں ہی اتنے حفاظتی اقدامات کر رہا تھا اگر انہوں نے کچھ کرنا ہوتا تو اب تک کر چکے ہوتے۔۔۔۔

" اوففف، نینا کچھ سوچ، ایسے تو تیرا دم گھٹ جائے گا اتنے دنوں سے یونیورسٹی نہیں گئی باہر نہیں نکلی، کیا کروں میں ارمان خانزادہ فضول میں ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا ہے، ہو سکتا ہے وہ فائر انہوں نے مسٹر خان پر ہی کیا ہو، اگر وہ مجھ پر فائر کرتے تو یقیناً میری گاڑی پر کرتے، میرے گھر پر کرتے مگر یہ فائر انہوں نے مسٹر خان کی گاڑی پر کیا، مطلب وہ مسٹر خان کو فالو کر رہے تھے۔۔۔۔"

نینا اپنے کمرے میں چکر لگاتے ہوئے اپنے ناخن چباتے ہوئے مسلسل سوچ رہی تھی۔۔۔۔

" مجھے باہر جانا ہے ابھی اور اسی وقت مگر کیا کروں، مسٹر خان کو پتا چل گیا تو میری جان کو آ جائیں گے اپنی سرخ آنکھوں سے مجھے ایسے گھورتے ہیں جسے آنکھوں کے راستے ہی مجھے نگل جائیں گے، دیکھ لوں گی مسٹر خان آپ کو، کیا یاد کریں گے کس نینا شاہ سے واسطہ پڑا تھا آپ کا، بس ایک دفعہ اس جھنجھٹ سے نکل جاؤں، اس کے بعد آپ کا راستہ الگ اور میرا راستہ الگ۔۔۔۔"

نینا نے ہاتھ جھاڑے تھے نینا نے بڑی سی چادر خود پر اوڑھی تھی اور گھر کے پچھلے حصے کی دیوار پھلانگی تھی نینا کا اس ٹائم کافی پینے کا موڈ ہو رہا تھا، گیٹ کے راستے وہ جا نہیں سکتی تھی کہ گارڈز ارمان خانزادہ کو انفارم کر دیں گے، نینا کو کوئی ڈر نہیں تھا ارمان خان کا مگر وہ اطمینان سے کافی پی کر تھوڑی سی واک کرنا چاہتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان آفس میں بیٹھا میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا جب اس کے موبائل پر کال آئی۔۔۔۔

" سر مجھے لگتا ہے میڈم باہر گئی ہیں۔۔۔۔"

" کیا مطلب ہے تمہاری بات کا۔۔۔۔"

ارمان خان چیئر سے یکدم کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

" جی سر گھر کی پچھلی دیوار سے کسی کو بڑی سی چادر لپیٹے پھلانگتے دیکھا ہے میں نے، سر وہ میڈم ہی ہیں۔۔۔۔"

وہ گارڈ عاجزی سے بولا تو ارمان خان دھاڑا تھا۔۔۔۔

" اگر وہ میڈم ہی ہیں تو تم فون پر مجھے کیا کہانیاں سنا رہے ہو پیچھا کرو اس کا۔۔۔۔"

ارمان خان فون بند کرتا تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا چوھدری غفار نے سختی سے اپنے بیٹے کو نینا سے دور رہنے کو کہا تھا کیونکہ وہ ارمان خان سے کسی قسم کی دشمنی نہیں چاہتا تھا وہ اچھی طرح جانتا تھا ارمان خانزادہ اور اسکے خاندان کی پاور کو۔۔۔۔

مگر فراز چوھدری نینا کو دیکھنے کے بعد اسکے حسن سے بری طرح گھائل ہو چکا تھا ویسے بھی وہ ارمان خان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا مگر نینا کے ساتھ فراز چوھدری نے سب کچھ کرنے کا سوچ رکھا تھا۔۔۔۔

وہ پچھلے کئی دنوں سے نینا کے گھر پر گھات لگائے بیٹھا تھا جیسے ہی اسے خبر ملی نینا گھر سے باہر نکلی ہے وہ اپنے چند دوستوں کے ساتھ نینا کے پیچھے نکلا تھا نینا ابھی تھوڑی دور ہی نکلی تھی کہ ایک گاڑی اسکے پاس آکر رکی تھی اس سے پہلے نینا کچھ سمجھتی وہ گاڑی سے باہر نکلتے نینا کو زبردستی گاڑی میں بیٹھا چکے تھے۔۔۔۔۔

ارمان خان غصے سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔۔

" نینا، تمہاری جان میں خود اپنے ہاتھوں سے لوں گا آج۔۔۔۔"

ارمان جان نے گاڑی کے سٹیرنگ پر مکا مارا تھا موبائل بجنے پر ارمان نے فون اٹھایا۔۔۔۔۔

" سر وہ میڈم۔۔۔۔"

وہ گارڈ بات کرتے کرتے رکا تھا۔۔۔۔

" کیا میڈم آگے بھی بولو۔۔۔۔۔"

ارمان چلایا۔۔۔۔۔

" سر کچھ لڑکوں نے میڈم کو اغواء کر لیا ہے ہم اس گاڑی کا پیچھا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

گارڈ کے بتانے پر ارمان خان کے ہاتھوں میں فون لرزا تھا۔۔۔۔

" کیا بکواس کر رہے ہو، اگر نینا کو کچھ ہوا تو میں تم لوگوں کو جان سے مار ڈالوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے حلق کے بل چیختے ہوئے گاڑی فل سپیڈ میں دوڑائی تھی ارمان خان کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی سردی کے موسم میں پسینے چھوٹے تھے، دل پہلو میں بے تحاشا

دھڑکنے لگا تھا، ماتھے کی وینز ایسے تھیں جیسے ابھی پھٹ جائیں گی ارمان خان غیض و غضب کے عالم میں ریش ڈائیونگ کرتا ہوا وہاں پہنچا تھا۔۔۔۔

ارمان خان اور اس کے گارڈز نے اس گاڑی کو اپنے گھیرے میں لے کر چاروں طرف سے ان لڑکوں پر اپنی بندوقیں تانی تھیں ارمان خانزادہ نے فراز چودری کو گھسیٹ کر گاڑی سے باہر نکالا تھا اور مار مار کر اس کو لہولہان کر دیا تھا۔۔۔

" منع کیا تھا نا تیرے باپ کو کہ اس لڑکی کا اگر بال بھی بیکا ہوا تو تیری صورت بگاڑ دوں گا ہاں۔۔۔"

ارمان خانزادہ نے واقعی میں آج اس کی صورت بگاڑ دی تھی ارمان خان نے فراز چوھدری اور اس کے دوستوں کو گارڈز کے حوالے کیا۔۔۔

" انہیں لے جاؤں اور صبح تک خوب ان کی خاطر تواضع کرو، آئیندہ یہ کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے گاڑی کا پچھلی طرف کا دروازہ کھول کر نینا کے بے ہوش وجود کو باہر نکالا ارمان خان نے اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے ہوئے اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر ڈالا تھا اور خاموشی سے گاڑی کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف کیا۔۔۔۔

ارمان خان نینا کا بے ہوش وجود لیے اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھا اور اسے بیڈ پر لیٹایا، سرخ آنکھوں سے نینا کے سراپے کو دیکھا جو ٹائٹ پینٹ اور شارٹ شرٹ میں ملبوس تھی ارمان خان کو سب سے زیادہ نینا میں اس کی ڈریسنگ بری لگتی تھی۔۔۔۔

اس کا بس چلتا تو وہ نینا کو سات پردوں میں چھپا کر رکھتا مگر ارمان خان نے کبھی اسے ڈھنگ کے کپڑوں میں نہیں دیکھا تھا ابھی بھی اس حلیے میں ان لڑکوں نے نینا کو کن غلیظ نگاہوں سے دیکھا ہو گا۔۔۔۔

ان کپڑوں میں نینا کا خوبصورت سراپا خوب دعوت نظارہ پیش کر رہا تھا ارمان خان نے غصے کے مارے اپنی کنپٹیاں سہلائی تھیں جو حرکت نینا نے آج کی تھی ارمان خان کا دل کر رہا تھا نینا کو ادھیڑ کر رکھ دے۔۔۔۔۔

ارمان خان خود کے اشتعال پر قابو پاتا بیڈ کے پاس رکھے صوفے پر ٹیک لگائے آنکھیں موند چکا تھا، اپنے ہاتھ کا مکا بنائے ہلکا ہلکا وہ اپنے ماتھے پر مار رہا تھا مگر اشتعال پھر بھی کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اگر نینا کو کچھ ہو جاتا تو شاید وہ بھی زندہ نہ رہتا تھوڑی دیر بعد نینا کو ہوش آیا تو نینا کو پہلے تو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا، اٹھ کر بیٹھ کر ذہن پر زور دیا تو یاد آیا اسے کچھ لڑکوں نے اغواء کرنے کی کوشش کی تھی شاید، نینا نے سامنے دیکھا تو ارمان خانزادہ صوفے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوا تھا۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا کے پکارنے پر ارمان خان نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے نینا کو سرخ آنکھوں سے گھورا تو نینا نے اپنا خشک حلق تر کیا تھا ارمان خان کے ایسے گھورنے پر نینا کا حلق خشک ہوا تھا خون رگوں میں منجمد ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

" مسٹر خان میں یہاں پر کیسے۔۔۔۔"

نینا لرزتی آواز میں نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔

" جب میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم گھر سے باہر نہیں نکلو گی تو تم کیوں نکلی۔۔۔۔"

ارمان خان سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے دھاڑا تو نینا ڈر کے مارے کانپی تھی بلکہ دو فٹ دور اچھلی تھی.۔۔۔۔

" وہ مسٹر خان وہ میں۔۔۔۔"

نینا کی آواز ہی نہیں نکل رہی تھی وہ سچ میں ارمان خان کے غصے سے ڈر گئی تھی مگر اگلے ہی لمحے خود پر قابو پاتے ہوئے وہ بیڈ سے کھڑی ہوئی۔۔۔۔

" دیکھیں ٹھیک ہے آپ نے میری جان بچائی ہے مگر آپ یوں مجھ پر چلا نہیں سکتے۔۔۔۔"

نینا اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے بظاہر نڈر لہجے میں بولی ارمان خان ایک ہی جست میں صوفے سے اٹھتا نینا کے گلے کو دبوچ کر اسے دیوار کے ساتھ لگا چکا تھا۔۔۔

" جانتی ہو آج اگر میں بروقت نہ پہنچتا تو وہ تمہارے ساتھ کیا کرتے ہاں۔۔۔۔"

ارمان خان سرخ آنکھوں سے گھورتا نینا پر غرایا تھا۔۔۔

" صرف تمہاری جان ہی نہیں جاتی بلکہ تمہاری عزت۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو چھوڑ کر دیوار پر زور سے مکا مارا تھا نینا بیڈ پر جا گری تھی، اب لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے آنکھوں میں آنسو اور بے یقینی لیے وہ ارمان خان کو دیکھ رہی تھی، ارمان خان اپنا رخ موڑتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کے اشتعال پر قابو پا رہا تھا کہ نینا کے سسکنے کی آواز سنائی دی جو بیڈ پر بیٹھی باقاعدہ اب رو رہی تھی ارمان خان لمبا سانس کھینچتا نینا کے پاس بیٹھا تھا۔۔۔

" آئی کانٹ بلیو دس آپ نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا مسٹر خان، آج تک میرے ماما بابا میرے بھائی نے مجھے کبھی ڈانٹا بھی نہیں۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" تب ہی تو تمہارا یہ حال ہے اگر انہوں نے تمہیں بچپن میں سیدھا کیا ہوتا، تو تمہارے دماغ کے پیچ ٹکانے پر ہوتے، کوئی بات نہیں میں تمہارے سارے پیچ اچھی طرح کس دوں گا، تمہارا دل دماغ سب کچھ ٹھکانے پر لے آؤں گا بس کچھ ہی دنوں کی بات ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔۔

" اب ایسے کیا گھور رہے ہیں مجھے مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے چلائی تو ارمان خان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی جسے وہ چھپا گیا تھا، وہ اسے روتے اور ایسے چلاتے ہوئے بہت خوبصورت اور معصوم لگی تھی۔۔۔۔

" دیکھو نینا میں تمہارے ساتھ ایسا سلوک نہیں کرنا چاہتا تھا مگر تم خود ہی سوچوں تم نے آج جو بے وقوفی کی ہے، اس کا انجام کتنا خطرناک ہو سکتا تھا، ایم سوری مجھے غصہ آ گیا تھا ایم ریلی سوری۔۔۔۔"

ارمان خان خود پر قابو پاتا ہوا نینا سے ایکسکیوز کرنے لگا اسے بالکل بھی افسوس نہیں ہوا تھا نینا کے ساتھ اپنے سلوک پر ارمان خان کے مطابق نینا اس سے کہیں زیادہ کی حق دار تھی لیکن اسے نینا سے نکاح کرنے کے لیے اس کے مطابق اسے ڈیل کرنا تھا یعنی کہ اس کی بے وقوفی کا فائدہ اٹھانا تھا ارمان خانزادہ کو پورا یقین تھا نینا اس کی باتوں میں ضرور آئے گی ارمان خان سوچ کر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔۔

مسٹر خان ایسی بھی کیا ضروری بات کرنی تھی جو آپ نے مجھے یہاں بلایا ہے۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان سے بولی ارمان خان اور نینا اس وقت ایک ہوٹل میں ایک الگ تھلگ ٹیبل کے گرد بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔

" مسٹر خان جلدی بولیں، مجھے گھر جلدی جانا ہے روحان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں، آپ نے جو بھی بات کرنی ہے پلیز جلدی کریں۔۔۔۔"

نینا اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر ایک نظر دوڑاتے ہوئے عجلت میں بولی تھی، ارمان خان نینا کے بھائی روحان کے ایکسیڈنٹ کی خبر سن کر چونکا تھا۔۔۔

" کیا کہہ رہی ہو، روحان کا ایکسیڈنٹ ہوا یہ کب ہوا، کیسے ہوا۔۔۔"

ارمان خان سیدھا ہوتا نینا سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔۔

" پتہ نہیں کوئی پاگل تھا جس کی گاڑی سے روحان کا ایکسیڈنٹ ہوا، روحان اس وقت صبح کی واک کرنے گیا تھا، واپسی پر اس کی ٹانگ اور بازو پر فریکچر تھا، کیوں کیا ہوا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے سوالیہ نگاہوں سے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔

" اصل میں نینا مجھے اسی سلسلے میں تم سے بات کرنی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

" جی کہیں۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔

" نینا اصل میں چوہدری غفار کا ہاتھ ہے روحان کے ایکسیڈنٹ میں۔۔۔۔"

ارمان خان کے بتانے پر نینا چلائی تھی۔۔۔۔

" کیا کہہ رہے ہیں مسٹر خان آپ۔۔۔۔"

" کام ڈاؤن نینا میری بہت کوششوں کے باوجود حالات میرے قابو میں نہیں آرہے کل فراز چوہدری اور اس کے دوست میرے ہاتھوں سے نکل گئے تھے، چوہدری غفار کے ہاتھ بہت لمبے ہیں وہ تمہیں پہچان چکے ہیں، تمہارے بارے میں سب معلومات رکھتے ہیں، وہ تو شکر ہے انہوں نے روحان کو زیادہ نقصان نہیں پہنچایا ورنہ وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان کی باتوں پر نینا بہت پریشان ہوئی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں چوہدری غفار کی کمپلین کروں گی، میں ایف آئی آر کٹواؤں گی اس کے خلاف۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔

" دیکھو نینا یہ سب کچھ اتنا آسان ہوتا تو میں سب کچھ بہت پہلے کر چکا ہوتا، پولیس میڈیا سب چوہدری غفار کے ہاتھوں میں ہیں تم نے فراز کے خلاف میڈیا میں بتایا تھا کیا ہوا، میڈیا چیخ چیخ کر فراز چوہدری کو بے گناہ ثابت کر چکا ہے۔۔۔۔۔"

" اگر تم دوبارہ یہ حماقت کرو گی تو تمہیں تمہارے بھائی اور تمہارے بابا کو نقصان پہنچا سکتے ہیں وہ لوگ، اب کی بار وہ لحاظ نہیں کریں گے، مطلب ان کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے بہت تشویش زدہ انداز میں نینا کو تمام حالات بتائے تھے نینا واقعی میں بہت پریشان ہو گئی تھی جو بھی ہو، کبھی بھی اپنی وجہ سے وہ اپنے گھر والوں کو مصیبت میں نہیں ڈال سکتی تھی۔۔۔۔۔

روحان کے ایکسیڈنٹ کے پیچھے چوہدری غفار تھا یعنی کہ روحان کو اس کی وجہ سے اتنی تکلیف پہنچی، نینا روہانسی ہوئی تھی، ارمان خان نے غور سے نینا کے خوبصورت چہرے پر نظر ڈالی تھی بلکہ نینا کے خوبصورت حسین چہرہ ارمان خان کا دل زوروں سے دھڑکا چکا تھا۔۔۔

نینا تو ارمان خان کی رگ رگ میں بس چکی تھی، یہ دوری ارمان خان کیلئے جان لیوا ثابت ہو رہی تھی تمام حالات ارمان خان کے قابو میں تھے، فراز چوہدری اور اس کے دوست ارمان خان کی تحویل میں تھے ارمان خان کے پاس غفار چوہدری اور اس کے بیٹے کے کارناموں کے ٹھوس شواہد بھی موجود تھے۔۔۔۔

جنہیں وہ بہت جلد عدالت اور میڈیا میں پیش کر کے انھیں سزا دلوا سکتا تھا، وہ صرف اس لئے رکا تھا کیونکہ اس سے پہلے وہ نینا کو اپنا بنانا چاہتا تھا کیونکہ نینا کا پاگل پن وہ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا، جان سے بھی زیادہ عزیز تھی وہ اسے، اس پر اپنا مکمل حق چاہتا تھا وہ، اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا ارمان خانزادہ۔۔۔۔

روحان کے ایکسیڈنٹ سے متعلق ارمان خان نے من گھڑت کہانی بنائی تھی جیسے ہی نینا سے روحان کے ایکسیڈنٹ کا پتا چلا تو ارمان خان کے ذہن میں آئیڈیا آیا تھا وہی جو وہ آج نینا سے کہنے آیا تھا اور روحان کے ایکسیڈنٹ نے ارمان خان کا کام اور آسان کر دیا تھا۔۔۔۔

" دیکھو نینا میں تمہیں پروٹیکٹ کرنا چاہتا ہوں بلکہ میرے لئے بہت آسان ہے یہ لیکن اس کے لئے تمہارے اور میرے رشتے کا کوئی نام ہونا چاہیے، چوہدری غفار اسی صورت پیچھے ہٹے گا جب تمہارا نام میرے نام کے ساتھ جڑے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان غور سے نینا کے چہرے کو دیکھتا بولا تو نینا نے نا سمجھی سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" مطلب کیا ہے میرا نام آپ کے ساتھ جڑے۔۔۔۔۔"

" نینا میں تمہیں اسی صورت پروٹیکٹ کر سکتا ہوں جب تم مجھ سے نکاح کر لو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔۔۔

" واٹ۔۔۔۔"

نینا اپنی کرسی سے شوک کے عالم میں کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

" کیا کہہ رہے ہیں آپ، یہ کیسے پوسیبل ہے۔۔۔۔۔"

" نینا بیٹھو میں تمہیں سب کچھ بتاتا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو پر سکون کرنے کی کوشش کی تھی جس کے چہرے پر غصہ اور حیرانگی دونوں تاثرات موجود تھے۔۔۔۔

" نینا دیکھو تمہیں اپنے گھر والوں کی پروٹیکشن کے لئے مجھ سے نکاح کرنا ہو گا اس وقت اس آپشن کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہے ورنہ چوہدری غفار جیسا بر اانسان کبھی تمہارا اور تمہارے گھر والوں کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔"

" مسٹر خان آپ نکاح کے بغیر بھی میری مدد کر سکتے ہیں انفیکٹ میں آپ سے نکاح کی حامی بھر بھی لیتی ہوں مگر میرے گھر والے کبھی نہیں مانیں گے، روحان کبھی نہیں مانے گا اور جو جواز آپ پیش کر رہے ہیں وہ روحان رد رد کر دے گا اور مجھے نہیں لگتا کسی کو پروٹیکٹ کرنے کیلئے اس سے نکاح کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا وہ ارمان خان کی بات سے اتفاق نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

" ٹھیک کہہ رہی ہو نکاح ضروری نہیں ہوتا، لیکن نینا تمہاری اور میری بات میرے گھر والوں تک پہنچ چکی ہے، میری گاڑی پر حملہ ہوا ہے، میں نے تمہارے ساتھ اس بچی کی مدد کی ،وہ سب کچھ میرے گھر والوں تک پہنچ چکا ہے۔۔۔۔۔"

" وہ مجھ سے تمہارے بارے میں سوالات کر رہے ہیں اور چوہدری غفار کو میں نے دھمکی دی تھی کہ وہ تم سے دور رہے، چوہدری غفار نے یہ سب کچھ خان دادا کو بتا دیا ہے چوہدری غفار کے اور میرے دادا جان یعنی خان دادا سے گہرے تعلقات ہیں، خان دادا مجھ سے تمہارے بارے میں استفسار کر رہے ہیں۔۔۔۔"

" ہمارے ہاں لڑکا اور لڑکی کی یوں دوستی پر اعتراض کرتے ہیں، میں تم سے نکاح صرف اپنے گھر والوں کو دیکھانے کے لئے کروں گا اس سے چوہدری غفار کو بھی اچھی طرح سمجھ آ جائے گا کہ تم میری عزت ہو۔۔۔۔۔"

" میری بیوی ہو وہ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر بری نظر نہیں ڈال سکے گا اور جہاں تک بات ہے تمہارے گھر والوں کی، تو تم انہیں کچھ بھی مت بتانا یہ نکاح تمہارے اور میرے بیچ میں رہے گا، ویسے بھی ہمارا رشتہ کاغذات کی حد تک ہی رہے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے تفصیلاً نینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔۔

" ویٹ ویٹ مسٹر خان آپ نے کہا آپ کے گھر والے لڑکا اور لڑکی کی دوستی کو معیوب سمجھتے ہیں، آپ کی تو ایک عدد گرل فرینڈ بھی ہے اس کے بارے میں کیا کہیں گے آپ۔۔۔۔"

نینا نے طنزیہ آبرو اچکاتے ہوئے کہا تو ارمان خان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی جسے اس نے بہت مشکل سے چھپایا تھا یعنی کہ نینا اتنی بھی بے وقوف نہیں تھی جتنی وہ سمجھتا تھا۔۔۔۔

" دیکھو نینا میرے اور ایشل کے بیچ جو بھی ہے وہ میرے گھر والوں کو نہیں معلوم لیکن تمہارے متعلق سب کچھ پتا چل چکا ہے سب مجھ سے سوال کر رہے ہیں، باقی آگے تمہاری

مرضی، نینا سوچ لو تمہیں جو بھی کرنا ہے مگر یہ سوچ لینا کہ صرف تمہاری جان اور عزت کو خطرہ ہی نہیں تمہاری پوری فیملی کو اس سے خطرہ لاحق ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے کاندھے اچکاتے ہوئے چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے جوس کا گلاس لبوں سے لگایا اور نینا کے چہرے کو دیکھنے لگا جو عجیب کشمکش کا شکار تھی ارمان خان نے نینا کو ایموشنلی بلیک میل کرنے کی کوشش کی تھی اور ارمان خان کا تیر نشانے پر لگا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان اگر میں آپ سے نکاح کر لیتی ہوں وہ صرف کاغذی ہو گا نا، آئی مین بعد میں آپ مجھے ڈائیوارس دے دیں گے۔۔۔۔"

نینا کے سوال پر ارمان خان نے لب بھینچے تھے۔۔۔۔

" وہ تو میں مرتے دم تک نہیں دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے سوچا۔۔۔۔

" افکورس نینا جب یہ معاملات سیٹل ہو جائیں گے ہم میو چل انڈر سٹینڈنگ سے سارے معاملات حل کر لیں گے۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ میرے لئے اتنا سب کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا ابھی بھی حیران و پریشان تھی، وہ مطمئن نہیں ہو پا رہی تھی حتی کہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا وہ نکاح کرے گی کیونکہ وہ اپنے گھر والوں سے بہت پیار کرتی تھی انہیں تکلیف میں نہیں ڈال سکتی تھی چوہدری غفار کی طاقت کا اسے اچھی طرح اندازہ تھا جو اس پر حملہ کروا سکتے ہیں ، اسے اغوا کروا سکتے ہیں وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

" میں تمہاری مدد اس لئے کرنا چاہتا ہوں نینا کیونکہ میں تمہیں اپنا دوست سمجھتا ہوں، ویسے بھی میں تم سے بہت امپریس ہوں میں نہیں چاہتا، مستقبل میں اتنی اچھی وکیل اور سوشل ورکر سے ہمارا ملک محروم رہ جائے۔۔۔۔"

ارمان خان کی آنکھوں میں طنز تھا جسے نینا سمجھ نہ سکی تھی، وہ ابھی بھی تذبذب کا شکار تھی۔۔۔۔

" نینا جو بھی فیصلہ کرنا ہے ابھی کرو، کیونکہ تمہارے پاس وقت نہیں ہے جو لوگ روحان کا ایکسیڈنٹ کروا سکتے ہیں وہ تمہارے گھر میں گھس کر کچھ بھی کر سکتے ہیں، ان لوگوں کے لئے ایسی کاروائی کو ڈکیتی ثابت کرنا مشکل نہیں ہو گا، تم آئے روز سنتی رہی ہو گی نیوز میں کہ نا معلوم افراد نے گھر میں گھس کر فائرنگ کر دی تھی وغیرہ وغیرہ۔۔۔۔۔"

ارمان خان سفاکی سے بولا تو نینا کے چہرے کا رنگ پل میں متغیر ہوا تھا۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہے مسٹر خان میں آپ سے نکاح کروں گی مگر اس کے بارے میں میرے گھر والوں کو پتہ نہیں چلنا چاہیے اور آپ مجھے میری فیملی کی سیفٹی انشورنس بھی دیں گے۔۔۔۔"

نینا حتمی لہجے میں بولی تو ارمان خان کے دھڑکتے دل کو راحت ملی تھی چہرہ بے انتہا چمکا تھا۔۔۔۔

" بلکل نینا ادھر تمہارا اور میر انکاح ہو گا ادھر چوہدری غفار اور اس کا بیٹا عدالت کی کسٹڈی میں ہوں گے۔۔۔۔"

ارمان خان نے خود کی کیفیت پر قابو پایا تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے مسٹر خان، ہم کل نکاح کر لیں گے۔۔۔۔"

" نینا ہم ابھی اور اسی وقت نکاح کریں گے۔۔۔۔"

ارمان خان جلدی سے نینا کی بات کاٹتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" لیکن مسٹر خان ابھی۔۔۔۔"

نینا حیران ہوئی تھی ارمان خان نینا کو کسی صورت میں کھو نہیں سکتا تھا ابھی نینا جذبات کے اثر میں تھی وہ نہیں چاہتا تھا نینا اپنا فیصلہ بدلے۔۔۔۔

" جی ابھی اور اسی وقت میرے فلیٹ پر نکاح ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان گلاسز آنکھوں پر لگائے اٹل لہجے میں بولتا اپنی کرسی سے اٹھا تھا۔۔۔۔

" چلیں پھر۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا نینا لمبی سانس کھینچتی اٹھی اور ارمان خان کے ساتھ چل پڑی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان نے صفدر خان کو مولوی اور چند گواہ لانے کو کہا تھا صفدر حیران ہوا تھا، تھوڑی دیر میں صفدر مولوی اور چند گواہوں کے ہمراہ ارمان خان کے فلیٹ پر موجود تھا ارمان خان کے ساتھ نینا کو دیکھ کر صفدر حیران و پریشان ہو گیا تھا۔۔۔۔

صفدر نے آنکھ کے اشارے سے پوچھا کہ یہ کایا کیسے پلٹ گئی جس پر ارمان خان نے صفدر کو آنکھ ماری تھی، نینا بہت گھبرا رہی تھی بلکہ بار بار پریشانی کے عالم میں اپنے ہاتھ مسل رہی تھی ،وہ, جتنی بھی بے باک اور کانفیڈنٹ سہی مگر اس کا دل آج بری طرح گھبرا رہا تھا۔۔۔۔

نینا نے کانپتی آواز میں قبول ہے کہا تھا، اس نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر سائن کیے، ارمان خانزادہ نے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ سجائے نینا کو اپنی سپردگی میں لیا تھا، ایک عجیب سا تھ اطمینان اور سکون کی لہر ارمان خان کے رگوں جاں میں اتری تھی، نکاح ہونے کے بعد ارمان خان صفدر کے گلے خوشی سے لگا تھا، نینا نے حیرانگی سے ارمان خان کی خوشی سے چمکتے ہوئے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے لگتا ہے مجھے چلنا چاہیے۔۔۔۔"

نینا صوفے سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" میں تمہیں خود چھوڑ کر آتا ہوں، پہلے سب کو رخصت کر دوں۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے خوبصورت سراپے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا نکاح کے بعد ارمان خان کے دیکھنے کا انداز ہی الگ تھا، آخر وہ اس کی ہو چکی تھی مکمل طور پر اس کی تھی وہ جیسے چاہے اسے دیکھ سکتا تھا، نینا ارمان خان کی نظروں سے گھبراتے ہوئے دوبارہ سے

صوفے پر بیٹھ چکی تھی جو بھی تھا اب اس کی اور ارمان خان کے رشتے کی نویت بدل چکی تھی اسے عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی

ارمان خان صفدر اور باقی سب کو رخصت کر کے آیا تو نینا ارمان خان کو دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کر ارمان خان کے مقابل ہوئی۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے بہت لیٹ ہو گیا ہے بابا کی کال آ رہی ہے، مجھے چلنا چاہیے۔۔۔۔"

نینا نظریں جھکائے بولی تھی۔۔۔

" چلی جانا نینا اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔"

ارمان خان نینا کی طرف بڑھا، نینا گھبراتے ہوئے پیچھے کی طرف قدم اٹھانے لگی ارمان خان نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور نینا اپنے قدم پیچھے کو بڑھا

رہی تھی، نینا دیوار کے ساتھ جا لگی تھی ارمان خان نے نینا کے گرد دیوار کے ساتھ اپنے ہاتھ پن کیے تھے۔۔۔۔

" کیا کہہ رہی تھی اس دن میرے اندر بہت حوس پل رہی ہے اور میں اندر تم پر ٹوٹ پڑا تھا، تمہیں نوچا تھا۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں بولا تو نینا نے اپنی ہیزل آنکھیں پھاڑ کر ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" اس دن تو میں نے کچھ نہیں کیا تھا لیکن آج تمہیں بتاؤں گا ٹوٹ پڑنا کسے کہتے ہیں، لپٹنا کسے کہتے ہیں، نوچنا کسے کہتے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرا تھا ارمان خان نے بہت بری طرح اپنے انگوٹھے سے نینا کے ہونٹ مسلے تھے کہ ہونٹ سرخ ہو گئے تھے۔۔۔۔

" ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں اور تمہارے ہونٹ سرخ پڑ گئے جب میں اصل میں تمہارے ان نشیلے خوبصورت ہونٹوں کے ساتھ اپنا پسندیدہ کام کروں گا تب ان کا کیا حال ہو گا ہاں۔۔۔۔"

ارمان خان مدہوشی کے عالم میں نینا کے بدن کی مہک اپنے اندر اتارنے لگا، وہ نینا کے اتنے قریب تھا کہ ارمان خان کی گرم بھاپ جیسی سانسوں سے نینا کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا گھبراتے ہوئے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی مگر گھبرا کر جلدی سے اس نے اپنی نظریں جھکا لی تھیں ارمان خان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی، نینا کے گھبرائے ہوئے روپ کو دیکھ کر بلکہ وہ حیران ہوا تھا کہ نینا گھبراتی بھی ہے۔۔۔۔۔

ارمان خان مدہوشی کے عالم میں نینا کے خوبصورت ہونٹوں پر پورے حق سے جھکا تھا، پورے حق سے اور بے انتہا جوش سے اس نے نینا کے خوبصورت ہونٹوں پر اپنا تسلط جمایا تھا، کتنے دنوں سے وہ تڑپ رہا تھا نینا کو چھونے کو، نینا کے ہونٹوں کا رس پینے کو۔۔۔۔۔

اسکے خوبصورت نشیلے بدن کو اپنی بانہوں میں لینے کو، اسکے خوبصورت مہکتے ہوئے بدن کی مہک کو اپنے اندر اتارنے کو، نینا شوکڈ ہو گئی تھی ارمان خان کے عمل پر، نینا نے مزاحمت کرنی چاہی مگر ارمان خان اسکی کلائیوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کے حصار میں لیتا اپنے عمل میں اور شدت لے آیا۔۔۔۔۔

واقعی میں ارمان خان نے اسے اچھی طرح باور کروا دیا تھا ٹوٹنا کسے کہتے ہیں، نوچنا لپٹنا کسے کہتے ہیں، ارمان خان اتنی شدت سے اسکے ہونٹوں پر جھکا اسکی سانسیں اپنے اندر انڈیل رہا تھا کہ نینا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ہونٹوں پر شدید جلن ہونے لگی تھی۔۔۔۔

مگر ارمان خان کوئی بھی رحم کھانے کے موڈ میں نہیں تھا، اتنے دن کی پیاس تھی اتنے دن کی تڑپ تھی، نینا پر رحم کھانے کا مطلب تھا خود پر ظلم کرنا جو پہلے ہی نینا اتنے دنوں سے اس پر کر رہی تھی، ارمان خان کو آج ہی تو موقع ملا تھا اپنے سارے بدلے لینے کا۔۔۔۔۔

ابھی تو شروعات تھی ابھی تو ارمان خانزادہ کی قربت میں نینا کو جھلسنا تھا کیونکہ ارمان خانزادہ کب سے نینا کی قربت کیلئے جھلس رہا تھا، نینا کا بے جان وجود محسوس کر کے ارمان خان پیچھے ہٹا تو نینا کے ہونٹوں پر ارمان خان کی شدتوں کا گہرا کٹ موجود تھا۔۔۔۔

نینا لمبے لمبے سانس لیتی اپنا تنفس درست کرنے لگی وہ بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی جو گہری اور مسکراتی نظروں سے اس کے سراپے کو بے باکی سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ آپ میرے ساتھ کیسے کر سکتے ہیں۔۔۔"

نینا کی آنکھوں میں بے یقینی تھی ارمان خان صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا گہری نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

" کیا کہا نینا ڈارلنگ مجھے آواز نہیں آ رہی تمہاری، جیسے اس دن چلا رہی تھی اس طرح چلاؤ مجھ پر۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد آواز میں کہا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ نے مجھ سے بدلہ لینے کے لیے نکاح کیا ہے۔۔۔۔"

نینا کی بات پر ارمان خان طنزیہ ہنسا تھا۔۔۔۔

" مائے ڈیئر وائف، اگر مجھے آپ سے بدلہ لینا ہوتا تو میں تم سے نکاح کبھی نہ کرتا، خیر تم نہیں سمجھو گی کیونکہ تمہارے دماغ کا اوپر والا حصہ خالی ہے۔۔۔۔"

ارمان استہزایہ مسکرایا تو نینا کو آگ لگی۔۔۔

" مسٹر خان آپ مجھے نہیں جانتے، میں نینا شاہ ہوں آپ تمیز کے دائرے میں رہ کر مجھ سے بات کریں ورنہ۔۔۔۔"

" ورنہ کیا۔۔۔؟؟؟

ارمان خان نے آبرو اچکائے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

" اور نینا شاہ نہیں مسز ارمان خانزادہ ہو تم اب۔۔۔۔"

" مسٹر خان مجھے ابھی اور اسی وقت ڈائیورس چاہیے۔۔۔۔"

نینا چلائی ارمان خان ایک ہی جست میں نینا تک پہنچا تھا۔۔۔۔

" میں جس خاندان سے تعلق رکھتا ہوں وہاں طلاق نہیں دی جاتی عورت کو آزادی صرف موت کی صورت میں دی جاتی ہے، آئیندہ مجھ سے طلاق کی بات مت کرنا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو خود کے قریب کرتا اسے دونوں شانوں سے تھامتا غرایا تھا۔۔۔۔

" آئیندہ مجھ سے جب بھی بات کرنا آواز نیچی رکھنا، میں تمہارا باپ یا بھائی نہیں جو تمہاری بد تمیزیاں برداشت کروں۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو چھوڑ تا دوبارہ سے صوفے پر بیٹھ چکا تھا اب وہ غور سے نینا کے حسین چہرے کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔۔۔۔۔

" یعنی کہ وہ سب جھوٹ تھا آپ مجھے پروٹیکٹ نہیں کر رہے تھے بلکہ مجھ پر رعب جمانے کیلئے آپ نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوتی بولی تھی ہیزل گرین آنکھوں سے آنسو جاری ہو کر گالوں پر بہہ رہے تھے تھا ارمان خان نے لمبا سانس کھینچا تھا وہ اسے کیا بتاتا تا اس نے نکاح کیوں کیا ہے، کتنی محبت کرتا ہے وہ اس سے مگر وہ نینا کے ساتھ نرمی نہیں دکھا سکتا تھا وہ خانزادہ فیملی کی بہو تھی اب، ارمان خانزادہ کے بیوی تھی اس کی بے وقوفیاں اس کا تیس مار خان روپ وہ افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔۔

" ارمان خانزادہ کے پروٹیکٹ کرنے کا یہی سٹائل ہے مسسز خان۔۔۔۔"

ارمان خان کاندھے اچکاتا اطمینان سے بولا تھا۔۔۔۔۔

" یہ سوشل ورک تم آج کے بعد نہیں کرو گی نہ ہی رائمہ عباسی سے ملو گی باسط خان کے آس پاس بھی مجھے نہ دکھو تم، اگر تم مجھے اس کے قریب بھی دکھی تو تمہاری سانسیں چھیننے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان چہرے پر بے انتہا سختی جمائے اسے وارن کرنے لگا۔۔۔۔

" آپ مجھ پر یوں پابندیاں نہیں لگا سکتے۔۔۔۔"

نینا ہزیانی چیخی اسے ارمان خان کا یوں پابندیاں لگانا ہیجان اور طیش میں مبتلا کر رہا تھا۔۔۔۔۔

" ارے میری جان رکو ابھی میری بات پوری نہیں ہوئی۔۔۔۔"

ارمان خان مسکرایا تھا۔۔۔۔

" آئیندہ اس بیہودہ ڈریسنگ میں مجھے تم نظر نہ آؤ۔۔۔۔"

ارمان اس کے کپڑوں کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

" کیا ہوا ہے میری ڈریس کو میری ڈریسنگ کو لے کر آپ کو کوئی ابجیکشن نہیں ہونا چاہیے، ویسے بھی میں اپنی مرضی کی مالک ہوں آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر پابندیاں لگانے والے۔۔۔۔"

نینا تیش اور اشتعال کے عالم میں چیخی۔۔۔۔

" میں تمہارا شوہر ہوتا ہوں، ابھی تھوڑی دیر پہلے تمہارے شوہر کے رتبے پر فائز ہوا ہوں۔۔۔"

ارمان خان نے تحمل سے مسکراتے ہوئے اسے یاد کروایا۔۔۔

" میں اس رشتے کو نہیں مانتی، میرے لیے کاغذی رشتہ ہے یہ مسٹر خان اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔۔"

نینا غرائی۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں مسسز ارمان خانزادہ تمہیں منوانے کے لیے اور اچھی طرح احساس دلانے کے لیے کہ تم پر میرا کتنا حق ہے میں ابھی تمہیں کمرے میں لے کر جاؤں گا وہاں تمہیں اچھی طرح سمجھ آجائے گا کہ یہ رشتہ کاغذی ہے یا اس سے بہت آگے۔۔۔۔"

ارمان خان نے بے باکی سے اسکے بدن کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا ارمان خان کی نظروں کا مرکز محسوس کر کے نینا نے حلق تر کرتے ہوئے اپنی جیکٹ کے بٹن بند کئے تھے، ارمان خان نینا کی اس ادا پر گھائل ہوا تھا، ارمان خان بے خودی میں اٹھتا نینا کے قریب گیا اور ایک ہی جھٹکے میں اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کیا۔۔۔۔۔

" مسسز ارمان خانزادہ تم صرف ارمان خان کی ملکیت ہو، ارمان خان کی ہو، تم پر تمہارے بدن کی رعنائیوں پر صرف ارمان خانزادہ کا حق ہے، اب تم کچھ بھی مجھ سے چھپا نہیں سکتی۔۔۔۔"

ارمان خان اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتا مدہوشی کے عالم میں اس کے گال پر جھکا اور شدت سے اس پر اپنے دانت گاڑھ دیے نینا سسک کر رہ گی اور زور سے ارمان خان کو دھکا دیا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ انتہائی فضول انسان ہیں میرا آپ پر یقین کرنا ہی غلط تھا، یہ جو آپ میرے ساتھ کر رہے ہیں پہلے آپ نے میرے ہونٹوں پر اب میرے گال پر۔۔۔۔۔

نینا روہانسی ہوئی تھی۔۔۔۔

" آپ مجھے یہ بتائیں میں گھر جا کر سب کو کیا کہوں گی۔۔۔۔"

نینا نے اپنا بیگ کھولا تھا جس کی بڑی سی سٹریپ اس نے گلے میں ڈال کر ایک کاندھے سے سائیڈ پر لٹکایا ہوا تھا اس میں سے موبائل نکال کر فرنٹ کیمرہ آن کر کے اپنا چہرہ دیکھا، ہونٹ اور گال پر ارمان خانزادہ کی شدتوں کے نشان واضح طور پر نظر آ رہے تھے، ارمان خان نے مسکراتے ہوئے اسے خود کے قریب پھر سے کیا تھا۔۔۔۔

" تو میری جان اس کا حل ہے میرے پاس کہ تمہارے گھر والوں کو میں اپنا اور تمہارا رشتہ بتا دیتا ہوں اور تم میرے پاس ہی رک جاؤ پھر تمہیں میری شدتوں کیلئے کسی کے آگے جواب دہ نہیں ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان پھر سے مدہوشی کے عالم میں نینا پر جھکا تھا نینا نے پوری قوت سے ارمان خان کو دھکا دیا اور جلدی سے دروازے کی طرف بڑھی اس سے پہلے وہ دروازہ کھولتی ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر دروازے کے ساتھ لگایا۔۔۔۔

" اتنی بھی جلدی کیا ہے مسسز خان جانے سے پہلے مجھے سلامی دے کر جاؤ۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے گال پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

" سلامی کیسی سلامی۔۔۔۔۔"

نینا حیران ہوئی۔۔۔۔۔

" ہمارے نکاح کی سلامی، ابھی ابھی ہمارا نکاح ہوا ہے۔۔۔۔"

ارمان مسکراہٹ ضبط کرتا شرارت سے گویا ہوا۔۔۔۔

" میرے پاس کوئی سلامی نہیں ہے۔۔۔۔"

نینا شاہ اپنے آپ کو چھڑواتے ہوئے بولی ارمان خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" سلامی تو تمہارے پاس ہی ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان کی آنکھوں میں شرارت تھی نینا نے زچ ہو کر شعلہ بار نگاہوں سے ارمان خان کو گھورا تھا۔۔۔۔

" ویسے تو میں سلامی میں تم سے بہت کچھ چاہتا ہوں مگر آج کے لیے صرف تمہارا ڈمپل۔۔۔۔۔"

ارمان خان نچلا لب دانتوں میں دبائے شرارت سے بولا۔۔۔

" اپنا ڈمپل اتار کر آپکے گال پر سجادوں کیا۔۔۔"

نینا نے دانت پیستے ہوئے کہا ارمان خان نے نینا کی بات پر قہقہ لگایا تھا۔۔۔

" عنقریب تم اپنے ڈمپل کے ہونے پر شدید پچھتاؤ گی سویٹ ہارٹ کیونکہ جب جب تم مسکراؤ گی ارمان خانزادہ کی شدت کا نشانہ بنے گا تمہارا ڈمپل کیونکہ میرا فیورٹ ہے یہ، چلو مسکراؤ۔۔۔"

ارمان خان نے حکم دیا نینا کا دل کیا تھا ارمان خان کا سر پھاڑ ڈالے وہ ایسی سچویشن میں کیسے مسکرا سکتی ہے اس کا تو دماغ ماؤف ہو چکا تھا یہ نکاح کر کے شدید قسم کے پچھتاوے میں گھری ہوئی تھی وہ اور ارمان خانزادہ پر تو اسے بے انتہا غصہ آرہا تھا، جی کر رہا تھا جان لے لے اس کی۔۔۔۔

" مجھے اس وقت مسکرانا نہیں رونا آرہا ہے اپنی قسمت پر۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی تھی۔۔۔۔

" میری جان کو رونا آرہا ہے کوئی بات نہیں میری بیوٹیفل وائف ایک دفعہ میری پناہوں میں آجاؤ اپنی شدتوں سے دن رات رلاؤں گا تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان معنی خیزی سے بولا تو نینا کو آگ لگی تھی۔۔۔۔
" یہ تو آپ کی بھول ہے میں کبھی آپ کے پاس آؤں گی۔۔۔۔"نینا طنزیہ بولی۔۔میری جان ایک وقت آئے گا جب آپ خود ہی میرے پاس آئیں گی۔۔میری پناہوں میں آنے کیلئے بے قرار ہوں گی، میری قربت میں خود کو مہکانا چاہو گی اور میں شدت سے اس دن کا انتظار کروں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی گردن میں منہ چھپائے خمار آلود لہجے میں بولتا ہوا اس پر اپنے دانت گاڑھ گیا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

نینا جھٹپٹائی تھی۔۔۔۔

" ایک شرط پر مسکراؤ پہلے پھر جانے دوں گا ورنہ ساری رات میرے ساتھ میرے فلیٹ پر میرے روم میں گزارنی پڑے گی تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے آنکھ مارتے ہوئے کہا نینا نے جھنجھلاتے ہوئے ارمان خان کو دیکھا اور پھر اپنی جان چھڑوانے کے لیے نینا مسکرائی تو ارمان خان اس کے گال کے ڈمپل پر جھکتا اپنے لب رکھ گیا، نینا سرخ ہوئی تھی، ارمان خان نے دلچسپی سے اس کے سرخ چہرے کو دیکھا اور پھر لمبا سانس کھینچتا وہ نینا کا ہاتھ پکڑے اپنی گاڑی کی طرف لایا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی، میں اپنی گاڑی لائی ہوں۔۔۔۔"

نینا ہاتھ چھڑواتی بولی۔۔۔۔

" نینا تمہاری گاڑی تمہارے گھر آجائے گی، ابھی تم میرے ساتھ ہی چلو گی۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کو فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر دھکیلا تھا۔۔۔

" مسٹر خان آپ یوں مجھ پر اپنی مرضی نہیں چلا سکتے۔۔۔۔"

نینا غصہ ضبط کرتی ارمان خان سے بولی جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔۔۔

" مس نینا اب تمہیں ساری عمر میری مرضی کے ہی مطابق چلنا ہو گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان ونڈ سکرین پر نظر جمائے اطمینان سے بولا تو نینا جھنجھلاتے ہوئے سامنے دیکھنے لگی مگر وہ دل ہی دل میں ارمان خان کو اچھا خاصا سبق سکھانے کا ارادہ کر چکی تھی، نینا کے گھر کے سامنے گاڑی رکی تو وہ اترنے لگی لیکن ارمان خان نے کلائی سے پکڑ کر اسے روکا تھا، نینا نے دانت پیستے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" نینا ایک بات یاد رکھنا آج کے بعد تم ارمان خانزادہ کی امانت ہو اس کی عزت ہو، اپنی عزت کو لے کر میں بہت حساس ہوں اور تمہارے معاملے میں کتنا حساس ہوں یہ تو تمہیں میری

شدت سے پتا چل گیا ہو گا اور یہ تو کچھ نہیں تھا سمجھو یہ ڈیمو تھا میری جان، میں اس سے کہیں زیادہ تمہارے معاملے میں شدت پسند ہوں، کچھ بھی کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچنا کہ تم اب نینا شاہ نہیں بلکہ مسسز ارمان خانزادہ ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ سرد انداز میں اسے وارن کرتا اس کا حلق خشک کر چکا تھا۔۔۔

" اور ہاں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا کسی بھی طوفان کو تم تک آنے سے پہلے مجھ سے مقابلہ کرنا ہو گا اب جاؤ۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے خود کے جذباتوں پر بند باندھتے نینا کو جانے کا کہا دل تو کیا تھا اسے کہیں جانے نہ دے، اسے خود کے اتنا قریب رکھے کہ اس کے دل کی ایک ایک دھڑکن سنائی دے مگر وہ نینا کو اس کی مرضی سے پانا چاہتا تھا، نینا نے ارمان خان کے کہنے پر غصے سے شرربار نگاہوں سے ارمان کو دیکھتے ہوئے اپنے دانت پیسے تھے دل نے شدت سے خواہش کی تھی کاش ان دانتوں کے بیچ ارمان خانزادہ ہوتا۔۔۔۔۔

" مجھے چھوڑیں گے تو میں جاؤں گی۔۔۔۔۔"

نینا دانت پیستے ہوئے بولی تو ارمان خانزادہ مسکرایا۔۔۔

" وہ تو تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا تمہیں اپنی آخری سانس تک صرف میری پناہوں میں رہنا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے جھکتے ہوئے نینا کے گال پر شدت سے کس کی تھی اور اسے چھوڑتے ہوئے گاڑی کا لاک کھولا نینا بنا ارمان خان کو دیکھے جلدی سے گیٹ کے اندر داخل ہوتی وہاں سے چلی گئی۔۔۔۔

نینا کا گھر آ کر دماغ ماؤف ہو رہا تھا کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکی تھی وہ، ارمان خانزادہ کیا چاہتا ہے اس سے، ایک ہی سوال اس کے دماغ میں گردش کر رہا تھا، وہ پھر سے بغیر سوچے سمجھے دوسروں کی باتوں میں آ چکی تھی۔۔۔

ارمان خانزادہ کا اسے خود کے قریب آنا ذرہ بھی پسند نہیں آیا تھا آج وہ کس طرح حق سے اس پر اپنا حق جتا رہا تھا اپنے عمل اور باتوں سے بارہا اسے باور کروا چکا تھا اس پر صرف اور

صرف ارمان خان کا حق ہے اور یہ حق اس نے خود پوری رضامندی سے اپنے ہاتھوں سے ارمان کو سونپا تھا۔۔۔۔

نینا روہانسی ہوئی تھی وہ اس ٹائم بے بسی کی انتہا پر تھی، وہ شادی کر کے یوں کسی خانزادہ کی بیوی بن کر اپنی پوری زندگی نہیں گزار سکتی تھی، وہ بھی ایسے انسان کے ساتھ جس کے ساتھ جڑے اسے چند لمحے بھی نہیں ہوئے تھے اور اس نے اس پر پابندیاں بھی لگانا شروع کر دی تھیں۔۔۔

وہ تو ایک آزاد زندگی گزارتی آئی تھی، جہاں اسے کسی قسم کی روک ٹوک نہ تھی، آج ارمان خانزادہ کی روک ٹوک اسے ذہنی اذیت سے دوچار کر رہی تھی، وہ کبھی بھی خود کو کسی کیلئے بدل نہیں سکتی تھی۔۔۔

وہ بھی ایسے انسان کیلئے جسے بلکل بھی پسند نہیں کرتی تھی وہ، آج کے بعد تو اسے عجیب سی چڑ محسوس ہو رہی تھی سوشل ورک اس کیلئے ایسا تھا جیسے جسم کیلئے سانس اور ارمان خانزادہ اس سے اس کی سانسیں چھین رہا تھا، نینا اپنی مٹھیاں بھینچتی غیض و غضب کے عالم میں کمرے کے چکر لگا رہی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ آپ کی بھول ہے کہ آپ نینا شاہ کو اپنی مٹھی میں قید کر لیں گے اسے اپنی مرضی پر چلائیں گے، میں نینا شاہ ہوں آپ کے گاؤں کی بے بس اور لاچار عورت نہیں، جسے مرد کی ضرورت پڑے، میں آج کے زمانے کی عورت ہوں میں کبھی کسی مرد کیلئے سیکریفائز نہیں کروں گی۔۔۔۔۔"

" کبھی بھی نہیں، مجھے آپ سے عشق بھی ہو جائے میں تب بھی اپنے اصولوں سے پیچھے نہیں ہٹوں گی، جھکنا آپ کو پڑے گا، جلد آپ سے ڈائیورس لے لوں گی میں، پھر میں وہی کروں گی جو میرا دل کرے گا۔۔۔۔۔"

نینا نے اٹل فیصلہ کرتے ہوئے رائمہ عباسی کو کال کی اور کل کے بارے میں کچھ ضروری معاملات پر ڈسکس کرنے لگی۔۔

آرمان خانزادہ صفدر خان کے ہمراہ آفس کے ساتھ قریبی ہوٹل میں لنچ کرنے آیا تھا جب نینا شاہ کو باسط خان کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتا دیکھا ارمان خان کے پورے بدن میں چنگاڑیاں

اٹھی تھیں، مٹھیاں خود باخود بھینچ ہو گئی تھیں، اس سے پہلے وہ ان کی طرف بڑھتا صفدر نے ارمان خان کی کلائی پکڑ کر اسے روکا تھا۔۔۔

" ارمان پلیز یہ پبلک پلیس ہے۔۔۔۔۔"

صفدر نے ارمان خان کو سمجھانے کی کوشش کی تھی وہ ارمان خان کے غصے سے اچھی طرح واقف تھا وہ غصہ کم ہی کرتا تھا مگر جب آتا تھا تو بہت خطرناک ہوتا تھا، اس وقت ارمان خان کا سرخ چہرہ اور ماتھے کی رگیں اس کے اندر چھپے طوفان کی ترجمانی کر رہی تھیں۔۔۔

نینا شاہ اب اس کی محبت ہی نہیں اس کی بیوی بھی تھی اس کی عزت بھی تھی، وہ یوں اسی کے کزن کے ساتھ سر عام بے پردہ بیٹھی ہوئی تھی جس سے ارمان خان کے تن بدن میں آگ لگ چکی تھی اس کے اندر خانزادہ فیملی کا خون تھا، جو اپنی عورت کو لے کر بہت حساس ہوتے ہیں۔۔۔

اسے پردے میں رکھنا پسند کرتے ہیں اور نینا شاہ باسط کے سامنے بیٹھی تھی اس کی غیرت کو وہ للکار رہی تھی، وہ اسے کل رات اچھی طرح باور کروا چکا تھا مگر نینا شاہ واقعی میں بہت ڈھیٹ

تھی، اسے پیار کی زبان سمجھ نہیں آئی تھی، ارمان خان نے اپنی کلائی صفدر کے ہاتھوں سے چھڑوائی تھی۔۔۔۔

" میں بھی جانتا ہوں یہ پبلک پلیس ہے، وہ جو سامنے بیٹھی ہے میری عزت ہے، خود سے بڑھ کر عزیز ہے اس کی عزت، فکر نہ کر یہاں تماشا نہیں لگاؤں گا مگر آج اسے چھوڑوں گا بھی نہیں، یہ ارمان خانزادہ کی نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہے۔۔۔"

ارمان خان آنکھوں میں سرخی لیے باسط اور نیناشاہ کی طرف بڑھ گیا ارمان خان کو دیکھ کر ایک پل میں نینا کا دل خوف سے دھڑکا تھا مگر دوسرے ہی پل اس خوف پر نیناشاہ کا ازلی اعتماد حاوی ہو چکا تھا جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا، وہ نیناشاہ تھی جس نے کسی سے بھی ڈرنا سیکھا ہی نہیں تھا۔۔۔

وہ بے وقوف ہو سکتی تھی جلدی دوسروں پر اعتبار کر سکتی تھی اپنے آپ کو بلاوجہ مصیبت میں ڈال سکتی تھی مگر ڈرنا نہیں سیکھا تھا اس نے، چند کاغذ کے ٹکڑوں پر سائن کر کے وہ خود کو ارمان خانزادہ کے ہاتھوں کا کھلونا نہیں بنا سکتی تھی، وہ ایک جیتا جاگتا وجود تھی۔۔۔

اپنی من مرضی کی مالک، جسے ارمان خانزادہ یوں دھوکے سے اپنے نکاح میں لے کر اپنا غلام نہیں بنا سکتا تھا، اس لئے نینا ارمان خانزادہ کو نظر انداز کرتی باسط خان کی طرف متوجہ ہوئی تھی بلکہ اپنی بات جاری رکھی تھی اس نے، ارمان خانزادہ کو پوری طرح نظر انداز کر رکھا تھا نینا شاہ نے۔۔۔۔۔

ارمان خان نے اپنا نچلا ہونٹ بے دردی سے کچلا تھا، نینا کے ایٹیٹیوڈ پر ارمان خان کا جی کر رہا تھا نینا کو مسل کر رکھ دے، اسے بیوی بنانے کے بعد وہ اسے لے کر بہت حساس ہو گیا تھا، اس کی دیوانگی اور محبت میں اضافہ ہوا تھا کل رات نینا کے بغیر اس نے کیسے کاٹی تھی یہ وہ ہی جانتا تھا۔۔۔۔۔

اتنا تڑپنے کے باوجود نینا پر حق رکھنے کے باوجود اس نے نینا کو جانے دیا کیونکہ وہ اپنے رشتے میں نینا کی پوری رضامندی چاہتا تھا، اپنی چاہت سے بڑھ کر اس کیلئے نینا کی رضامندی اہمیت رکھتی تھی، یہ عشق نہیں تو کیا تھا، باسط خان جن نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا وہ ارمان خانزادہ کو تکلیف کی انتہا پر لے جا چکا تھا۔۔۔۔۔۔

اگر نینا کی جگہ کوئی اور ہوتا وہ یقیناً اسے زندہ زمین میں گاڑھ دیتا، باسط خان کو ارمان خانزادہ کو دیکھ کر بہت غصہ آیا تھا مگر اطمینان کی لہر بھی اس کے دل میں اتری تھی ارمان خانزادہ کے یوں غیض و غضب اشتعال زدہ سرخ چہرے کو دیکھ کر۔۔۔۔۔

" بہت جلد ارمان خانزادہ میں تم سے تمہارا سب کچھ چھین لوں گا۔۔۔۔۔"

وہ بہت جلد نینا کو پرپوز کرنے کا ارادہ رکھتا تھا باسط خان نے استہزایہ انداز میں ارمان خان کو دیکھا جو نینا شاہ کے پاس والی چیئر پر بیٹھ چکا تھا، اب مسکراتے ہوئے وہ باسط خان کو دیکھ رہا تھا باسط خان ارمان خانزادہ کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔۔

" آرڈر کر دیا۔۔۔۔۔؟؟؟

ارمان خان نے ٹیبل پر پڑا منیو کارڈ اٹھایا اسی اثناء میں ویٹر کھانا لے کر آچکا تھا۔۔۔۔

" اوووتو آرڈر کر لیا تھا، ڈیٹس گریٹ۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے لب پھیلائے تھے۔۔۔۔

" ارے یہ تو صرف دو پلیٹس ہیں ایک باسط خان کے لیے اور دوسری تمہارے لیے، ہے نا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کو دیکھا، نینا ارمان کی آنکھوں کی سرخی دیکھ کر گڑبڑائی تھی، ویٹر کھانا رکھ کر جا چکا تھا مگر باسط خان اور نینا نے کھانا شروع نہیں کیا تھا، باسط خان غصے سے ارمان خان کے عجیب سے ایٹیٹوڈ کو دیکھ رہا تھا، نینا بالکل سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی۔۔۔۔

" کیا ہوا شروع کیوں نہیں کر رہے تم لوگ۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کی پلیٹ سے سلاد کا ٹکڑا اٹھایا۔۔۔۔

" کیری آن۔۔۔"

ارمان خان اب کی بار چلایا تھا ہوٹل میں سب ارمان خان کی ٹیبل کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔۔۔۔

" دیکھو ارمان یوں تماشا کرنے کی عادت ہے تمہاری مجھے پتا ہے مگر ہر بات کی حد ہوتی ہے۔۔۔۔۔"

باسط ہلکی آواز میں غرایا جس پر ارمان خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" صحیح کہا ہر بات کی حد ہوتی ہے مگر آج یہ حد نینا پار کر چکی ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے گھور کر سرخ آنکھوں سے نینا کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" جو بھی بات کرنی ہے مجھ سے کرو تم نینا شاہ کو کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔۔۔۔"

باسط خان تھوڑا آگے ہوتے ہوئے دھاڑا جس پر ارمان نے ٹیبل پر پڑا کانٹا اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا تھا۔۔۔۔

" نیناشاہ نہیں مسسز ارمان خانزادہ بول اسے۔۔۔۔"

ارمان خان سرخ آنکھوں سے گھورتا ہوا باسط خان کو اپنے اور نینا کے رشتے کی حقیقت سے آشنا کر گیا۔۔۔۔

" کیا بکواس کر رہا ہے تو۔۔۔۔"

باسط خان غصے سے بولا۔۔۔۔۔

" اووومائے بیوٹیفل وائف تم نے بتایا نہیں کل تمہارا اور میرا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے بولا تو باسط خان کا رنگ متغیر ہوا تھا، باسط خان کے سر پر ہوٹل کی چھت گر چکی تھی جیسے، اسے اب سمجھ آیا تھا ارمان خانزادہ کے چہرے پر غیض و غضب کے ساتھ تفاخر اور مسکراہٹ کی وجہ۔۔۔۔۔

باسط نے نینا شاہ کو دیکھا جو مضطرب سی لب کاٹتے ہوئے سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی تھی یعنی کہ آج بھی ارمان خانزادہ اس سے جیت چکا تھا، نینا شاہ پر باسط خان بری طرح گھائل ہوا تھا ارمان خانزادہ نے اس سے اس کی پسند یا پھر شاید محبت چھین لی تھی۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے ارمان خان باسط خان کے چہرے کو دیکھ کر طنزیہ مسکرایا تھا، اور پھر اپنا اور نینا کا رشتہ بہت اچھی طرح باسط خان پر واضح کرتا وہ نینا کو کلائی سے دبوچے اسے خود کے قریب کرتا اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھ گیا نینا ارمان خان کے اچانک رد عمل پر سٹپٹاتے ہوئے سرخ ہوئی تھی، باسط خان کو آگ لگی تھی وہ یکدم چیئر سے اٹھتا جانے لگا تو ارمان خانزادہ کی پکار پر رکا تھا ارمان خان اپنی چیئر سے اٹھتا باسط خان کے مقابل آن کھڑا ہوا۔۔۔۔۔

" یہ تمہارے لئے فرسٹ اینڈ لاسٹ وارننگ ہے، آئندہ تمہارا سایہ بھی میری بیوی کے قریب نہ دکھے ورنہ اچھی طرح جانتا ہے تو ہمارے ہاں اپنی عزت پر بری نظر ڈالنے کا انجام کیا ہوتا ہے، جی تو کر رہا ہے تیرے سینے پر اپنی پسٹل کی ساری گولیاں آر پار کر دوں اگر اپنی بہن کے بیوہ ہونے کا ڈر نہ ہوتا تو کب کا یہ کام کر چکا ہوتا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد آواز میں کہتے ہوئے باسط خان کے کالر پر ناکردہ مٹی جھاڑی تھی۔۔۔۔

" اب جا مجھے اپنی بیوی کے ساتھ کچھ رومانٹک پل گزارنے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان مسکرایا تھا۔۔۔۔

" مسٹر ارمان خانزادہ یہ مت سمجھنا کہ تو جیت گیا ہے اب دیکھ میں کرتا کیا ہوں تیری زندگی میں اور بھی ایسے رشتے ہیں جنہیں تو جان سے بڑھ کر چاہتا ہے اور ایک رشتہ میری مٹھی میں ہے، میں نے اپنی مٹھی دبائی نہیں اس کی جان گئی نہیں، اب دیکھ میں کرتا کیا ہوں، بس تو الٹی گنتی گننا شروع کر دے۔۔۔۔۔۔"

باسط خان دھمکی دیتا ہوا سرخ چہرے کے ساتھ لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا ارمان خان باسط خان کی دھمکی اچھی طرح سمجھ چکا تھا غصے سے خود پر قابو پاتا وہ نینا کی طرف متوجہ ہوا جو اپنی چیئر سے اٹھتی جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔۔۔۔

" ارے کہاں جا رہی ہو مائے ڈیئر وائف یوں کھانا چھوڑ کر جانا بیڈ مینرز ہوتے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر دوبارہ سے چیئر پر بیٹھایا تھا اور اس کے پاس بیٹھ کر اسے اپنی سرخ آنکھوں سے گھورنے لگا۔۔۔۔۔

" رات میری باتوں کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا تمہیں، فارسی میں بولا تھا میں نے تم سے کہ تم مجھے باسط خان کے پاس نہ دکھو، ہاں بولو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی کلائی اپنی سخت آہنی گرفت میں دبوچے دبے دبے لہجے میں غرایا۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔۔"

نینا کی آنکھوں میں درد کی شدت سے آنسو امڈ آئے تھے کیونکہ ارمان خان کی گرفت بہت سخت تھی۔۔۔۔۔

" درد ہو رہا ہے تمہیں چلو میرے ساتھ میرے فلیٹ پر چلو وہاں جا کر بتاتا ہوں درد ہوتا کیا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑوانی چاہی مگر ناکام رہی۔۔۔۔

" نینا مجھے مجبور مت کرو کہ میں یہاں پر تماشا کر کے یا تم پر ہاتھ اٹھا کر تمہیں یہاں سے لے کر جاؤں، یقین مانو میرے لئے بہت آسان ہو گا تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لے جانا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد انداز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

" واٹ آپ مجھ پر ہاتھ اٹھائیں گے اور یوں گھسیٹتے ہوئے مجھے سب کے سامنے سے لے کر جائیں گے، مسٹر خان میں ایک جیتی جاگتی وجود ہوں، کوئی گائے بیل یا بکری نہیں جو آپ مجھے یوں لے جائیں گے۔۔۔۔"

نینا استہزائیہ ہنسی تھی۔۔۔۔

" اچھا تو تمہیں ڈیمو دیکھاؤں پھر، اگر تم یہ چاہتی ہو تو پھر یہ ٹھیک ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں پر جھکتے شدت سے کس کی تھی نینا حیران ہوتی ہوٹل میں چاروں طرف نظریں دوڑا گئی وہ تو شکر تھا کوئی بھی انکی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ کیا بدتمیزی ہے حد ہوتی ہے بے شرمی کی۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔

" نینا ابھی تو میں نے بے شرمی دیکھائی نہیں جو کس میں نے تمہیں کی ہے وہ کسی نے نہیں دیکھی مگر اب میرا ارادہ ہوٹل کے بیچوں وبیچ زوردار کس کرنے کا ہے، جیسے کہ کل رات کی تھی اور اسکے لیے تم مجھے روک نہیں سکتی نا ہی کوئی اور، کیونکہ کل رات کو ہی تم خود کو میری ملکیت بنا چکی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان مضبوط لہجے میں بولتا ہوا نینا کو کلائی سے پکڑے باہر کی جانب بڑھا، نینا چپ چاپ اسکے ساتھ چل پڑی تھی کیونکہ وہ یوں سب کے بیچ اپنا تماشا نہیں بنوا سکتی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان سختی سے ہونٹ آپس میں پیوست کیے چہرے پر بے انتہا کرختگی سجائے سرخ لال آنکھیں لیے ڈرائیو کر رہا تھا، کافی ریش ڈرائیو کر رہا تھا وہ، کتنی دفعہ گاڑی ڈولی تھی نینا بظاہر سپاٹ اور سنجیدہ چہرہ لیے گاڑی میں بیٹھی تھی مگر ارمان خان کے انداز و اطوار دیکھ کر اسے گھبراہٹ ہونی شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔

" کیا کریں گے مسٹر خان میرے ساتھ، ماریں گے کیا مجھے یا پھر زبردستی کریں گے میرے ساتھ، نہیں مسٹر خان میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے، صرف ایک کاغذی رشتے کی بنیاد پر میرے ساتھ زبردستی کا رشتہ نہیں بنا سکتے، میں کبھی بھی انھیں خود پر ہاتھ نہیں اٹھانے دوں گی، میں ایک عام لاچار عورت نہیں ہوں جس پر ایک مرد اپنا ہاتھ اٹھا کر اپنی مردانگی ظاہر کرے۔۔۔۔"

نینا لب کاٹتے ہوئے مسلسل سوچوں میں گم تھی ارمان خان نے غصے سے گاڑی کا رخ موڑا تھا، گاڑی کی سپیڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے سپیڈ بریکر نہ دیکھا اور گاڑی زور سے اچھلی تو نینا نے زوردار چیخ ماری تھی، غصے سے اس نے ارمان خان کو دیکھا جو بے انتہا سرخ چہرے کے ساتھ بہت سنجیدہ موڈ میں ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔۔۔

چہرے پر سرخیاں چھائی ہوئی تھیں سفید رنگت کی وجہ سے گردن کی پھولی ہوئی رگیں صاف ظاہر ہو رہی تھیں، لب بھینچے وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا نینا کے ماتھے پر اب ہلکا ہلکا پسینہ آنا شروع ہو چکا تھا نینا بے انتہا بہادر تھی مگر ایسی سچویشن سے اس کا پہلی دفعہ واسطہ پڑا تھا۔۔۔۔

جو بھی تھا وہ نکاح نامے پر دستخط کر کے جانے انجانے طور پر اپنے سارے حقوق اس کے نام لکھوا چکی تھی، وہ ایک پڑھی لکھی باشعور لڑکی تھی وہ جانتی تھی وہ اس بے بنیاد رشتے کو نہیں مانتی مگر یہ رشتہ تو حقیقت میں تھا انکا، ارمان خان اس کا شوہر تھا اس پر حق رکھتا تھا وہ۔۔۔۔

وہ چاہے نہ چاہے مگر ارمان اب اس کا شوہر تھا اگر ارمان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ کبھی اس کی گاڑی میں نہ بیٹھتی، نہ ہی اس کی فضول باتیں برداشت کرتی، مر جاتی اس کو خود کے قریب نہ آنے دیتی اور ایسے کسی کے ساتھ کہیں جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

کل رات ارمان خان اس کے کتنا قریب آیا تھا نہ صرف قریب آیا تھا شدت سے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لے کر کتنی دیر تک اپنی من مانی کرتا رہا تھا بلکہ اس کے علاوہ بھی کافی بے باک شرارتیں کی تھیں اس نے اور وہ کچھ نہ کر سکی، آج وہ دھڑلے سے سب کے سامنے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے لے لایا تھا اور وہ آج بھی کچھ نہ کر سکی۔۔۔۔

ارمان خان کے ساتھ نکاح کرنے کا فیصلہ اس کی زندگی کا بہت بڑا پچھتاوا بن چکا تھا نینا کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے جو سلوک ارمان خان اس کے ساتھ کرتا تھا آج تک کسی نے نہ کیا تھا بلکہ آج تک روحان اور رضوان صاحب نے ڈانٹا تک نہ تھا اسے، اس سے اونچی آواز میں بات تک نہ کی تھی۔۔۔۔

الٹا وہ روحان سے کافی بد تمیزی کرتی تھی بلکہ وہ غصے میں رضوان صاحب سے بھی بہت کچھ کہہ جاتی تھی اس کی ہر ضد پوری کی تھی، چاہے وہ غلط بھی ہو رضوان صاحب کسی کو کچھ نہیں کہنے دیتے تھے، نینا کی آنکھوں سے اب باقاعدہ آنسو رواں ہو گئے تھے۔۔۔۔

ارمان خان کی ڈرائیو کرتے ہوئے نینا پر اچٹتی سی نظر پڑی تھی نینا گلابی چہرہ لیے بے آواز آنسو بہا رہی تھی ارمان خان نے لب بھینچے تھے، اس کے آنسو بہانے پر اور گاڑی روکی تھی ارمان خان نینا کی سیٹ پر اس کی چہرے پر جھکا تو نینا نے جلدی سے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

ارمان خان نے اپنی انگلی نینا کے ہونٹوں پر ٹریس کرنا شروع کی اور اسے نینا کی گردن پر ٹریس کرتے ہوئے اس کے دل کے مقام پر لایا تو نینا نے کانپتے ہوئے سسکی لی تھی ارمان خان نینا کے اتنے قریب تھا کہ نینا کو ارمان خان کی گرم بھاپ چھوڑتی سانسوں سے اپنی سانسیں جھلستی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔۔۔۔

ارمان خان نینا کے سسکنے پر اور کانپنے پر مسکرایا تھا ارمان خان نے جھک کر نینا کی بیوٹی بون پر شدت سے اپنے دانت گاڑھے تو نینا تڑپ اٹھی تھی، نینا نے اپنی ہیزل گرے آنکھوں سے ارمان خان کو دیکھا جو شکوہ کناں تھیں، نینا نے نفرت سے اپنی آنکھیں پھیری تھیں۔۔۔۔۔

اسے ارمان خان کا لمس بے انتہا تکلیف دیتا تھا اسے ارمان خان سے نفرت محسوس ہوتی تھی کیونکہ وہ خود پر ارمان خان کا کوئی حق نہیں مانتی تھی، وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کبھی کوئی اسے اس کی مرضی کے بغیر ایسے چھوئے گا ارمان خان نے نینا کا منہ دبوچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔۔۔۔۔

" کیا ہوا ڈارلنگ میرا لمس پسند نہیں آیا، جتنی جلدی میری شدتوں کی عادت ڈالو اتنا ہی تمہارے لئے اچھا ہو گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کا منہ دبوچے غرایا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے، آپ کو کوئی حق نہیں یوں میرے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرنے کا۔۔۔۔۔"

نینا مچلتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں سے خود کو چھڑواتے ہوئے بامشکل بولی تھی مگر وہ ارمان خان کو خود سے دور نہ کر سکی جو ابھی بھی اس کے منہ کو اپنی آنی گرفت میں دبوچے ہوئے تھا ، ارمان خان نینا کے مچلنے پر مسکرایا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے ایک ہی جھٹکے میں نینا کو چھوڑا تو درد کی شدت سے نینا کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے، نینا کے خوبصورت گالوں پر ارمان خان کی انگلیوں کے نشان تھے کیونکہ ارمان خان نے بہت سختی سے اپنی انگلیاں نینا کے گالوں پر پیوست کی ہوئی تھیں۔۔۔۔

نینا خاموشی سے بیٹھی خود کے آنسوؤں پر کنٹرول کرتی سسکیاں لے رہی تھی وہ ارمان خان کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی مگر اپنی بے بسی پر اسے رونا آرہا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ارمان خان کو جان سے مار ڈالے، ارمان خان پھر سے نینا پر جھکا تھا۔۔۔۔

" جانتی ہو نینا میں تمہارے ساتھ آج کیا کرنے والا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے گلابی ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا۔۔۔

" میں آج تمہیں احساس دلانے والا ہوں کہ میں تم پر کتنا حق رکھتا ہوں، میں اپنے اور تمہارے بیچ سارے پردے گرانے والا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے بے باکی سے نینا کے سراپے پر نظر ڈالی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ میری مرضی کے بغیر کچھ بھی نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

نینا چلائی تھی۔۔۔۔۔

" آواز نیچے نیناڈارلنگ، میں تمہیں اس دن بھی اچھی طرح سمجھا چکا ہوں میرے ساتھ بات کرتے وقت آواز اور لہجہ درست رکھا کرو، شوہر ہوں تمہارا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد لہجے میں کہا۔۔۔۔

" میں آپ کو اپنا شوہر نہیں مانتی۔۔۔۔"

نینا دبے دبے لہجے میں غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ بولی تو ارمان خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

" مسسز ارمان خانزادہ شوہر تو تم مجھے مانتی ہو کیونکہ تمہارے ماتھے کا پسینہ تو کچھ اور ہی کہہ رہا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے استہزایہ مسکراتے ہوئے اپنی انگلی کی پوروں سے اس کے ماتھے پر آئے پسینے کو چنا تھا۔۔۔۔

" ورنہ جس نینا کو میں جانتا ہوں وہ کسی سے بھی نہیں ڈرتی، آج تمہارا کانپنا اور تمہارا کمزور لہجہ چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں، تم اس رشتے کو اچھی طرح سمجھتی ہو، یہ کاغذی رشتہ نہیں بہت مضبوط رشتہ ہے کیونکہ تم ارمان خانزادہ سے نہیں ڈر رہی بلکہ اپنے شوہر سے ڈر رہی ہو، اچھی طرح جانتی ہو کہ اب تم نینا شاہ نہیں نینا ارمان خان ہو، بیوی ہو میری ملکیت ہو میری، عزت ہو میری، غیرت ہو میری، تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی یوں سر عام ایسے بے ہودہ حلیے میں میرے ہی کزن کے ساتھ ہوٹل میں بیٹھ کر لنچ کرنے کی، بولو جواب دو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر جھکتے ہوئے پھنکارا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان باسط خان سے میں صرف اپنے کام کے سلسلے میں ملی تھی، میرے لئے میرا کام بہت اہمیت رکھتا ہے اب وہ آپ کا کزن ہیں یا جو بھی مجھے اس سے فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔"

نینا اپنی آنکھوں کو پھیلائے کانپتے لہجے میں بولی تھی کیونکہ ارمان خان اس کے بے انتہا قریب تھا، تقریباً سیٹ پر اس پر جھکا ہوا تھا، اب نینا کو ارمان خان کی دل کی دھڑکن بھی سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔

" تمہارا کام۔۔۔۔"
ارمان خان نے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔

" منع کیا تھا تمہیں کہ سوشل ورک کرنے کی خرافات اپنے ذہن سے نکال دو۔۔۔۔"

ارمان خان پھر سے غرایا تھا۔۔۔

" مسٹر خان میں مر تو سکتی ہوں مگر سوشل ورک کرنا نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولی۔۔۔۔۔

" تو ٹھیک ہے آج تمہاری جان میں اپنے ہاتھوں سے لوں گا، آج رات میری بانہوں میں گزارو گی تو سوشل ورک کرنا بھول جاؤ گی تم کیونکہ آج رات اور آئیندہ آنے والی ہر رات تمہارے لئے اتنی اذیت ناک بناؤں گا میں کہ تم سوشل ورک کرنے سے پہلے سو بار سوچو گی۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے گاڑی سٹارٹ کی تھی نینا نے گھبراتے ہوئے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جو لاک تھا۔۔۔

" مسٹر خان دروازہ کھولیں ورنہ جان لے لوں گی میں آپ کی۔۔۔۔"
نینا چلائی تھی۔۔۔۔

" میں بھی آج دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم میری جان کیسے لیتی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے استہزائیہ نینا کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان میں لاچار اور کمزور عورت نہیں ہوں جس کے ساتھ اس کا شوہر کچھ بھی کرے اور وہ برداشت کر لے۔۔۔۔۔"

نینا غصے سے چیخی تھی۔۔۔۔۔

" چلو شکر ہے تم نے مجھے اپنا شوہر تو مانا، میں جانتا ہوں تم ایک کمزور بے بس لاچار عورت نہیں بلکہ ایک پڑھی لکھی سمجھدار لڑکی ہو جو اپنے شوہر کی حقوق بھی اچھی طرح جانتی ہو گی، آج وہی حقوق لینے کا ارادہ ہے میرا، میں ارمان خانزادہ ہوں، اپنا حق لینا اچھی طرح جانتا ہوں ، اگر پیار سے کا پریٹ کرو گی تو تمہاری بھلائی ہے ورنہ ساری رات پل پل اذیت کی موت مرو گی کیونکہ زبردستی اپنا حق میں پھر اپنے طریقے سے لوں گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد لہجے میں کہتے ہوئے اطمینان سے ڈرائیو کرتے ہوئے نینا کو دیکھا تو نینا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی، اب وہ واقعی میں ڈر گئی تھی نینا خاموشی سے گاڑی کے دروازے کے ساتھ چپکی ہوئی تھی ہیزل گرے آنکھوں میں خوف تھا لیکن

اس نے سوچ لیا تھا وہ آخری حد تک جائے گی مگر ارمان خان کو زبردستی نہیں کرنے دے گی لیکن اس کا دل خوف سے دھڑک رہا تھا ارمان خان کا چوڑا کسرتی بدن دیکھ کر۔۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں نینا ڈر مت تو کراٹے جانتی ہے اور کچھ نہ کر سکی تو وہاں کوئی گلدان یا کچھ تو ایسا ہو گا جو تو اس سر دے مارے۔۔۔۔۔"

نینا نے خود کو تسلی دی تھی ارمان خان نے گاڑی روکی تو نینا نے خوف سے آنکھیں بند کر لی تھیں ارمان خان اپنی طرف کا دروازہ کھولتے ہوئے اترا تھا اور نینا کی سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے اسے کلائی سے پکڑ کر باہر نکالا تھا، نینا کو گاڑی کے ساتھ لگائے ارمان خان نینا کی گردن پر جھک کر شدت سے اپنی دانت گاڑھ گیا تو نینا کی گردن کا وہ حصہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

نینا نے سسکی لیتے ہوئے مزاحمت کی تو ارمان خان اس کے ہاتھوں کو اس کے پیچھے کمر پر لاک کرتا اسکی گردن پر جگہ جگہ اپنے دانت اتنی شدت سے گاڑھے کہ نینا کی شفاف سفید چمکتی ہوئی گردن پر سرخ دھبے بن گئے تھے، نینا سسکنے پر مجبور ہو چکی تھی

نینا یہ میری تمہارے لیے لاسٹ وارننگ ہے آئیندہ تم مجھے کسی بھی غیر مرد کے آس پاس بھی نظر آئی تو سوچوں گا بعد میں پہلے تمہیں شوٹ کروں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا کوٹ اتار کر نینا پر آگے کی طرف ڈالا تھا۔۔۔۔

" آج تمہاری خوبصورت چمکتی ہوئی گردن کو اس لیے داغدار کیا ہے تاکہ آئیندہ تمہارا خوبصورت گلا مجھے بغیر دوپٹے کے نظر نہ آئے، مجھے ایسے بے ہودہ حلیے میں نظر نہ آؤ تم، لڑکیوں کا ایک مخصوص ڈریس ہوتا ہے شلوار قمیض اور بڑا سا دوپٹہ، مجھے پورا یقین ہے تم ایسی تمیز والی ڈریسنگ میں ایسے تمیز والے حلیے میں کافی اچھی لگو گی، ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے کہا تھا، نینا خاموشی سے گاڑی کے ساتھ لگی اپنی ہیزل گرے آنکھوں سے خوفزدہ سی اسے دیکھ رہی تھی ارمان خان کا دل زوروں سے دھڑکا تھا، وہ آنکھیں بڑی کیے بالکل ایک ہرنی کی طرح اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہی تھی، ایسے میں وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

" اب جاؤ۔۔۔۔۔

ارمان خان نے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پائے اپنی مسکراہٹ چھپائے نینا سے جانے کو کہا۔۔۔۔

" ہاں۔۔۔۔"

نینا حیران ہوئی تھی ارمان خان نینا سے دور ہوا تو نینا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اس کی سوسائٹی تھی اور وہ اپنے گھر سے تھوڑی دور ایک گھنے درخت کی نیچے کھڑی تھی، نینا نے بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" کیا ہوا مسسز خانزادہ، جانے کا من نہیں ہو رہا تو فلیٹ لے چلوں تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان دوبارہ سے اس کے قریب ہوتا ہوا بولا تو نینا جلدی سے ارمان خان کو پیچھے کرتے ہوئے جانے لگی تو ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر دوبارہ سے گاڑی سے لگایا تھا۔۔۔

" نینا میرے ضبط کو اتنا ہی آزماؤ جتنا میں برداشت کر سکوں تمہارے معاملے میں بہت حساس اور شدت پسند ہوں میں، جان سے زیادہ عزیز ہو مجھے تم، غیرت ہو میری ایک خان اپنی غیرت کو لے کر بہت شدت پسند ہوتا ہے، جان لینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔۔۔۔"

" ابھی تم مجھے اور میرے خاندان کو جانتی نہیں ناہی میں چاہتا ہوں کہ تم جانو، اگر جان گئی تو نظر اٹھا کر بات بھی نہیں کر سکو گی مجھ سے، تم مجھے سفاکیت پر مجبور مت کرو ورنہ میں وہ کروں گا تمہارے ساتھ جو ہم اپنی عورتوں کے ساتھ کرتے ہیں، یقین مانو تمہاری نازک جان یہ سہہ نہیں سکے گی۔۔۔۔"

ارمان خان اپنی سرخ آنکھوں سے بہت سرد لہجے میں غرایا تھا نینا اندر تک لرز گئی تھی، ارمان خان کی سرخ لال انگارہ آنکھیں اور سرد لہجے نے نینا کی رگوں میں خون منجمد کر دیا تھا جیسے، ارمان خان نے نینا کی ٹھوڑی پکڑ کر چہرہ اونچا کرتے ہوئے اپنی سرخ آنکھیں نینا پر گاڑھی تھیں۔۔۔۔

" سمجھ آئی میری بات۔۔۔۔"

ارمان خان نے لال انگارہ آنکھوں سے پوچھا تو نینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

" گڈ اب جاؤ۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو راستہ دیا تھا نینا جلدی سے آگے بڑھی تو ارمان خان نے پھر سے اس کی کلائی پکڑی تھی نینا نے سوالیہ نگاہوں سے ارمان خان کو دیکھا، ارمان خان نے اشارے سے

اپنے کوٹ کی طرف اشارہ کیا جو زمین پر پڑا تھا ارمان خان نے وہ کوٹ اٹھا کر نینا پر پھینکا تھا۔۔۔۔

" پہن لو مسسز ارمان خانزادہ ورنہ میری شدتوں کا جواب دینا پڑے گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے قریب ہوتے اس کی گردن کی طرف اشارہ کیا تھا نینا سرخ چہرے کے ساتھ کوٹ کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹتی جلدی سے وہاں سے چل دی

ارمان خان نے گھر آ کر غصے سے فریج سے پانی کی بوتل نکال کر ایک ہی سانس میں پانی پیا اور باقی جو پانی بچا تھا اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا ارمان خان ایسا کر کے اپنے کھولتے ہوئے دماغ کو ٹھنڈک پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا مگر دماغ کی کھولن کم ہونے کی بجائے اور بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

نینا اس کی بیوی اس کی غیرت یوں سر عام اس کے کزن کے ساتھ اتنے برے حلیے میں بیٹھی تھی، اچھی طرح جانتا تھا وہ ایک مرد عورت کو ایسے حلیے میں کس نگاہ سے دیکھتا ہے، جب عورت کی رعنائیاں یوں ظاہر ہو رہی ہوں۔۔۔۔

باسط خان جس طرح نینا کو دیکھ رہا تھا وہ ارمان خان کو پاگل کر رہا تھا ارمان خان کا بس نہیں چل رہا تھا باسط خان کی آنکھیں نکال لے، جو اس کی بیوی کو یوں دیکھ رہا تھا اتنا تو جانتا تھا وہ آئیندہ باسط خان نینا کے قریب نظر نہیں آئے گا کیونکہ وہ جان چکا تھا۔۔۔۔نینا اب ارمان خان کی ملکیت اور غیرت ہے وہ ارمان خان کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا، اچھی طرح جانتا تھا اپنی عورت کو لے کر وہ بہت پوزیسیو ہوتے ہیں اس لئے اب وہ کبھی نینا کے پاس نہیں آئے گا مگر ارمان خان کا غصہ کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

نینا کو وہ کیسے کنٹرول کرے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا نینا اس کی بیوی اور غیرت ہی نہیں اس کی محبت بھی تھی، اس کی آنکھ میں آنسو وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا نینا سے زبردستی کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔۔

آج وہ بہت غصے میں تھا شاید نینا پر اس کا ہاتھ بھی اٹھ جاتا مگر اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا وہ آج نینا کو ہمیشہ کے لیے اپنے فلیٹ پر لا رہا تھا، وہ اپنا رشتہ نینا کے ماں باپ پر ظاہر کر کے اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

تا کہ نینا اس کی مرضی کے بغیر گھر سے قدم بھی باہر نہ نکال سکے مگر اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ارمان خان کے سارے ارادے دھرے کے دھرے رہ گئے تھے، نینا کے آنسو اس کی کمزوری تھے، بہت محبت کرتا تھا وہ نینا سے، عشق کی انتہا تک بہت چاہتا تھا اسے۔۔۔۔ نینا کے معاملے میں وہ اپنے اصولوں اور روایات سے پیچھے ہٹ رہا تھا ورنہ جو آج نینا نے کیا تھا اس کی سزا بہت سفاکیت پر مبنی تھی۔۔۔۔

" نینا مجھے درندہ بننے پر مجبور مت کرو۔۔۔۔"

ارمان خان صوفے سے ٹیک لگائے ماتھے پر ہلکے ہلکے مکے مارتے ہوئے خود سے مخاطب تھا

روحان نک سک سا تیار بالوں میں ہاتھ پھیرتا کار پورچ کی طرف آیا ہی تھا کہ گیٹ بیل کی آواز پر روحان نے دروازہ کھولا، سامنے ڈیلیوری بوائے کھڑا تھا جس کے ہاتھ میں ڈھیر سارے شاپنگ بیگز تھے۔۔۔۔

" سر مس نینا شاہ یہاں رہتی ہیں۔۔۔۔"

" ہاں یہیں رہتی ہیں۔۔۔۔"

روحان حیرت سے ڈھیر سارے شاپنگ بیگز دیکھ رہا تھا۔۔۔

" یہ مس نینا شاہ کے پارسلز ہیں۔۔۔۔"

ڈیلیوری بوائے کے بتانے پر روحان نے غصے سے جھنجھلاتے ہوئے ڈھیر سارے شاپنگ بیگز کو دیکھا تھا، نینا آئے دن کچھ نہ کچھ آن لائن آرڈر کرتی رہتی تھی اور پیمنٹ روحان کو کرنی پڑتی تھی کیونکہ اپنے پیسے تو وہ سوشل ورک پر اڑا دیتی تھی، جتنے بھی پیسے ہوں ہزاروں میں دوسروں کی بغیر سوچے سمجھے مدد کر دیتی تھی۔۔۔۔زیادہ تر اس کا کریڈ کارٹ اس کا پرس خالی ہوتا تھا، اب اتنے ڈھیر سارے شاپنگ بیگز مطلب ستر اسی ہزار کا تو ہو گا یہ سامان، روحان نے ایک نظر تمام شاپنگ بیگز کو دیکھا تھا اس کے والٹ میں بھی ابھی اتنے پیسے نہیں تھے، روحان نے وہ شاپنگ بیگز ریسیو کیے تھے۔۔۔۔

" کتنے ہوئے۔۔۔۔"

روحان نے لب بھینچے پوچھا تھا۔۔۔

" سر ان کی پیمنٹ تو آن لائن ہو چکی ہے۔۔۔۔"

وہ شاپنگ بیگز پکڑاتا ہوا چل دیا روحان حیرانگی سے شاپنگ بیگز تھامتا ہوا اندر آیا تھا۔۔۔۔۔

" روحان یہ کیا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟

فوزیہ حیرانگی سے ڈھیروں شاپنگ بیگز دیکھ کر بولی تھیں۔۔۔۔

" یہ تو آپ اپنی لاڈلی سے پوچھیں کہ یہ کیا ہے۔۔۔۔۔"

روحان نے نینا کی طرف اشارہ کیا جو موبائل میں مصروف صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

" مجھ سے کیا پوچھنا ہے شاپنگ بیگز تمہارے ہاتھ میں ہیں۔۔۔۔"

نینا ایک نظر شاپنگ بیگز پر ڈال کر پھر سے اپنے موبائل میں مصروف ہو گئی۔۔۔۔

" تم سے اس لیے پوچھنا ہے کیونکہ یہ تم نے آرڈر کیا ہے اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی اس کے پیسے تم نے کیسے دیے جہاں تک مجھے یاد ہے ابھی کل ہی تم مجھ سے دس ہزار لے کر گئی ہو اور یہ کم از کم لاکھوں کی شاپنگ ہے، سارے ڈریسز برینڈ کے ہیں۔۔۔۔"

روحان نے کچھ پیکٹس کھولتے ہوئے کہا تھا جو بہت مہنگے برینڈ کے ڈریسز تھے نینا یکدم حیران ہوئی اور وہ پیکٹس پکڑے، وہ واقعی میں بے انتہا مہنگے برینڈ کے کپڑے تھے، ٹراؤزر قمیض دوپٹے کے ساتھ پورے سوٹ تھے۔۔۔۔

وہ واقعی میں لاکھوں کی شاپنگ تھی، ایک ڈریس کم سے کم چالیس پچاس ہزار کا تھا اور کچھ تو اس سے بھی زیادہ مالیت کے تھے، فوزیہ بھی حیران تھیں نینا اتنے مہنگے کپڑے پہننا پسند نہیں کرتی تھی اس کے نزدیک یہ فضول خرچی تھی۔۔۔۔۔

" اور مجھے یہ بتاؤ تم کب سے اس طرح کی ڈریسنگ کرنے لگی۔۔۔۔"

روحان نے حیرانگی سے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا جس نے کبھی شلوار قمیض نہیں پہنی تھی دوپٹہ لینے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ تو شارٹ اور تنگ جینز پہنتی تھی، روحان بھی اس کی

ڈریسنگ پر چڑتا تھا مگر کہتا کچھ نہیں تھا کیونکہ وہ اس سے چھوٹی تھی اور گھر کی لاڈلی تھی۔۔۔۔۔

پہلے تو رضوان صاحب کسی کو کچھ کہنے ہی نہیں دیتے تھے اور وہ بھی نینا سے بے انتہا محبت کرتا تھا اسے ڈانٹا نہیں اور اپنی آنکھوں میں فوراً سے آنسو لے آتی تھی، ڈانٹ اور سختی نینا برداشت نہیں کرتی تھی۔۔۔۔۔ پھر دنوں منہ پھلا کر پھرتی رہتی تھی سب سے، روحان نینا کی ناراضگی برداشت نہیں کر سکتا تھا ایک ہی تو بہن تھی اس کی، نینا بھی حیرانگی سے کپڑوں کو دیکھ رہی تھی کہ اس کے موبائل پر میسیج آیا تھا۔۔۔۔۔

" ڈارلنگ کیسی لگی شاپنگ، میں جانتا ہوں تمہارا سائز سمال ہے مگر یہ میڈیم سائز ہے کیونکہ میں نہیں چاہتا تم فٹنگ میں ڈریسز پہنوں کیونکہ میری جان کا فگر بے انتہا خوبصورت ہے، جسے دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔ آگے اور بھی بے باک جملے لکھے تھے جسے پڑھ کر نینا کانوں تک سرخ پڑی تھی نینا نے فوراً سے میسیج ڈیلیٹ کیا تھا کیونکہ آگے پڑھنے کی نینا میں تاب نہیں تھی، نینا نے چلاتے ہوئے حمیدہ کو آواز دی۔۔۔۔۔

" جی نینا باجی۔۔۔۔"

حمیدہ دوڑتی ہوئی آئی تھی۔۔۔۔

" حمیدہ یہ ڈریسز میرے کمرے میں رکھ آؤ۔۔۔۔۔"

نینا نے اسے حکم دے کر فوزیہ اور روحان کی طرف دیکھا جو ابھی تک آنکھوں میں سوال لیے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

یہ ڈریسز مسسز رائمہ نے منگوائے تھے میرے ایڈریس پر، پیمنٹ بھی انہوں نے کی ہے، تم تو جانتے ہو میرا کریڈٹ کارڈ زیرو ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

" لیکن اس نے تمہارے ایڈریس پر کیوں منگوائے، اس کا گھر نہیں ہے کیا۔۔۔۔"

روحان ابھی بھی مشکوک نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" کیا ہے روحان یہ بات تم جا کر مس رائمہ سے پوچھو تو بہتر ہو گا یوں سوال کر کے فضول میں ہی میرا دماغ خراب کر رہے ہو پہلے ہی میرے سر میں درد ہے۔۔۔۔۔"

نینا زچ ہوتے بولتے ہوئے کمرے میں چلی گی روحان نے لب بھینچ کر فوزیہ کو دیکھا۔۔۔۔

" روحان تم اچھی طرح جانتے ہو اس کی عادت کو، زیادہ سوال جواب کرنا اسے پسند نہیں، جب وہ کہہ رہی ہے کہ مس رائمہ نے آرڈر کیے ہیں تو اسی کے ہوں گے، تم جانتے ہو وہ جھوٹ نہیں بولتی۔۔۔۔۔"

فوزیہ نے روحان کو پر سکون کرنے کی کوشش کی جو سرخ چہرے کے ساتھ لب بھینچے بیٹھا تھا۔۔۔۔

" جانتا ہوں ماما نینا جھوٹ نہیں بولتی، مگر مجھے پتہ نہیں کیوں لگ رہا ہے، آج نینا جھوٹ بول رہی ہے اور ویسے بھی مجھے یہ رائمہ عباسی کچھ ٹھیک نہیں لگتی۔۔۔۔۔"

روحان پریشانی سے بولا تھا۔۔۔۔

" روحان تم ایسے ہی حساس ہو رہے ہو، جانتی ہوں تم نینا کو لے کر بہت حساس ہو اس لیے ایسا سوچ رہے ہو۔۔۔۔۔"
فوزیہ نے روحان کو تسلی دی تھی۔۔۔۔

" نہیں ماما میں حساس نہیں ہو رہا، پریشان ہو رہا ہوں نینا بہت معصوم ہے بلکہ بے وقوف ہے مجھے اس کیلئے ڈر لگتا ہے کہیں وہ کسی بڑی مصیبت میں نہ پھنس جائے، ایک تو بابا نے اسے لاڈ پیار سے بگاڑ رکھا ہے، کچھ کہنے ہی نہیں دیتے اس لیے نینا اپنی مرضی کرتی پھرتی ہے اور مجھے تو کچھ سمجھتی ہی نہیں۔۔۔۔"

روحان نے اپنا غصہ ضبط کرتے سنجیدگی سے کہا تھا اور پھر سر جھٹکتے ہوئے گاڑی کی چابی ٹیبل سے اٹھاتا ہوا باہر کی طرف چل دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان نے پہلی فرصت میں سوات کی فلائٹ پکڑی تھی بلکہ بنا دیر کیے پہلی فلائٹ سے وہ سوات گیا تھا کیونکہ جو خبر ارمان کو ملی تھی اس خبر نے ارمان خان کو بہت پریشان کر دیا تھا باسط خان زرمینے کی رخصتی چاہتا تھا۔۔۔

ارمان خان اچھی طرح جانتا تھا کہ باسط خان صرف اور صرف اس سے بدلہ لینے کیلئے زرمینے کو رخصت کروانا چاہ رہا ہے ارمان خان وقتی طور پر زرمینے کی رخصتی رکوانا چاہتا تھا کیونکہ باسط خان ابھی بے انتہا غصے میں تھا تو یقیناً اس نے جو کیا وہ اس کا ازالہ زرمینے سے چاہتا تھا۔۔۔

ارمان خان نے یہ سفر کیسے طے کیا تھا وہی جانتا تھا کیونکہ ارمان خان اس بات کو سمجھتا تھا زرمینے پر سب سے زیادہ حق باسط خان کا ہے، خان دادا اور بابا جان تو کب سے زرمینے کی رخصتی چاہتے تھے باسط خان کی وجہ سے ہی سب رکے ہوئے تھے۔۔۔۔

اگر ارمان خان سب کو بتا بھی دیتا ہے کہ باسط خان صرف بدلے کیلئے زرمینے کو رخصت کروانا چاہتا ہے تو کسی کو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا، زرمینے اب باسط خان کی تھی وہ اس کے ساتھ کچھ بھی کرتا کوئی باسط خان سے نہیں پوچھنے والا تھا، وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ سب کچھ دیکھتا

آیا تھا۔۔۔اپنی ماں اپنی چھوٹی امی تو اب کیا زرمینے بھی ویسی ہی زندگی گزارے گی، نہیں یہ نہیں ہو سکتا، زرمینے میری گل ہے میں باسط خان کو اس کو تکلیف نہیں پہنچانے دوں گا۔۔۔

ارمان خان گاڑی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے مسلسل اضطرابی کیفیت میں سوچے جا رہا تھا ارمان خان دندناتا ہوا حویلی کے مردان خانے میں داخل ہوا تھا، جہاں سب مرد حضرات بیٹھے ہوئے تھے باسط خان بھی ٹانگ پر ٹانگ جمائے مونچھوں کو بل دیتا سرخ آنکھوں سے ارمان خان کو دیکھ رہا تھا، خان دادا خوشی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر ارمان خان سے ملے تھے۔۔۔۔

" آؤ آؤ ارمان خانزادہ تمہارا ہی انتظار ہو رہا تھا، حویلی میں کوئی خوشی ہو اور میر اسب سے بڑا پوتا نہ ہو، یہ کہاں ممکن ہے۔۔۔"

خان دادا کے چہرے پر تفاخر پھیلا تھا ارمان خان کو دیکھ کر، ارمان خان بلیک شلوار قمیض میں ملبوس تھا کاندھوں پر بلیک ہی مردانہ شال ڈال رکھی تھی، چہرے پر بے انتہا سنجیدگی طاری کیے بے حد بارعب اور وجیہہ لگ رہا تھا وہ، ارمان خان سب سے ملتے ہوئے سنجیدہ چہرے

کے ساتھ صوفے پر بیٹھ کر باسط خان کو دیکھنے لگا، جو استہزایہ مسکراہٹ اور سنجیدہ چہرے کے ساتھ ارمان خان کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

" خان دادا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان پوری طرح خان دادا کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔

" خان دادا میں نہیں چاہتا کہ ابھی زرمینے کی رخصتی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان کی بات پر سب حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

" تم ہوتے کون ہو چاہنے نہ چاہنے والے یہ رخصتی تو ہو گی اور آج اور ابھی ہو گی۔۔۔۔"
باسط خان غراتا ہوا ارمان خان کے مقابل آ کھڑا ہوا ارمان خان بھی صوفے سے کھڑا ہوتا باسط خان کو غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

" میں زرمینے کا بھائی ہوں، بڑا بھائی اور یہ رخصتی نہیں ہو گی۔۔۔۔"

ارمان خان باسط خان کو گھورتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" تمہیں کیا لگتا ہے مجھے زرمینے کو رخصت کروانے کیلئے تمہاری اجازت کی ضرورت ہے، بیوی ہے وہ میری، تمہاری ناک کے نیچے سے ابھی اسے اپنے کمرے میں لے جاؤں گا اور افسوس تم کچھ نہیں کر سکو گے۔۔۔۔"

باسط خان طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

" میں جانتا ہوں باسط خان تم رخصتی کیوں کر رہے ہو، کل تک تو تم زرمینے کو رخصت کروانا ہی نہیں چاہتے تھے، یہ اچانک سے تمہیں خیال کیسے آ گیا، ذرا اس پر روشنی ڈالو گئے تم۔۔۔۔"

ارمان خان نے طنزیہ کہا تو باسط خان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔

" وجہ تو وہ ہی ہے جو تم سمجھ رہے ہو اور میں تمہیں وضاحت کیوں دوں، خود تو تم شہر میں نینا شاہ سے نکاح کر چکے ہو اور مجھے میری ہی بیوی کو رخصت کروانے سے روک رہے ہو۔۔۔۔"

ارمان خان کے نکاح کا سن کر سب شوکڈ ہوئے تھے بلکہ سب اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہا ہے ارمان خانزادہ تم شہر میں نکاح کر چکے ہو۔۔۔۔"

خان دادا غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ بولے۔۔۔۔

" خان دادا آپ سب حیران کیوں ہو رہے ہیں، میں پہلا انسان تو نہیں جس نے نکاح کیا ہے، ہاں میں نے نکاح کیا ہے اور آج میں اسی کے متعلق سب کو بتانے آیا تھا۔۔۔۔"

ارمان خان باسط خان کو گھورتا ہوا بہت احترام سے خان دادا سے مخاطب تھا۔۔۔۔

"تم اچھی طرح جانتے ہو ہمارے ہاں پہلی شادی اپنے ہی خاندان کی عورت سے کی جاتی ہے، کیا اپنی روایات بھول گئے ہو جو شہر میں نکاح کر لیا۔۔۔۔۔"

ارتضیٰ خان ارمان خان پر دھاڑے تھے۔۔۔۔

" بابا جان اس سے کیا فرق پڑتا ہے، پہلی شادی خاندان میں کی جائے یا باہر۔۔۔۔"

ارمان خان خود پر ضبط کرتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔

" فرق بہت پڑتا ہے مسٹر ارمان خانزادہ حرا تمہاری منگ ہے، نینا شاہ سے ابھی تمہارا نکاح ہوا ہے تم آج ہی حرا سے نکاح کرو گے اور میں زرمینے کو رخصت کرواؤں گا تو حویلی کے اصولوں کے مطابق تمہاری پہلی شادی حرا سے ہی ہو گی۔۔۔۔"

باسط خان اطمینان سے ارمان خان سے بولا تو سب نے باسط خان کے فیصلے سے اتفاق کیا تھا

ارمان خان نے اپنی مٹھیاں بھیج کر اپنا غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔۔

" خان دادا آپ زرمینے کی رخصتی ابھی نہیں کریں گے اور نہ ہی میں حرا سے ابھی شادی کرنے والا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے خان دادا سے کہا تو خان دادا نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" اس کا کیا مطلب سمجھو میں ارمان خانزادہ کہ تم حرا سے شادی نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔"

" خان دادا ایسی بات نہیں ہے میں حرا سے شادی کروں گا، وہ میری منگ ہے لیکن فی الحال میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔۔"

ارمان خان نے تحمل سے جواب دیا وہ ابھی حرا سے شادی نہیں کر سکتا تھا اگر نینا کو پتا چل گیا تو وہ اس سے اور متنفر ہو جائے گی کیونکہ یہ تو طے تھا باسط خان نینا کو اس کی شادی کی خبر ضرور دیتا، وہ اپنے اور نینا کے درمیان سب کچھ ٹھیک کر کے اسے حویلی لانا چاہتا تھا اور پھر حرا سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔۔

" کیوں ابھی کیوں نہیں کرو گے تم شادی بولو، جواب دو۔۔۔۔"

باسط خان دھاڑا۔۔۔۔

" میں تمہیں جواب دینا ضروری نہیں سمجھتا۔۔۔"

ارمان خان بھی غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے مجھے جواب دو، کیوں تم حرا سے شادی نہیں کرنا چاہتے، وہ تمہاری منگ ہے اور تم اچھی طرح جانتے ہو منگ خانزادہ کی غیرت ہوتی ہے، اسے ہر حال میں اس سے شادی کرنا پڑتی ہے۔۔۔۔"

خان دادا ارمان خان کو دیکھتے ہوئے بولے سکندر خان بھی اب غصے سے ارمان خان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

" خان دادا میں حرا سے شادی کروں گا، آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں اس بات سے کبھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا، وہ میری منگیتر ہے میں بس تھوڑا سا ٹائم چاہ رہا ہوں، میں چاہتا ہوں میں نینا کو یہاں لے آؤں تا کہ وہ زرمینے کی رخصتی میں شریک ہو سکے آخر وہ حویلی کی بڑی بہو ہے، پھر میں حرا سے شادی کر لوں گا بس مجھے تھوڑا سا ٹائم دے دیں۔۔۔۔"

" یہ تم اپنی بوگس دلیل اپنے پاس ہی رکھو ارمان خانزادہ۔۔۔۔"

باسط خان نے ارمان خان کی بات کاٹی تھی۔۔۔۔

" نیناشاہ کو یہاں لاؤ گے پھر اس کے سامنے حرا سے دوسری شادی کرو گے اور تمہیں لگتا ہے نیناشاہ تمہارے ساتھ یہاں آجائے گی اور تمہیں دوسری شادی کرتا دیکھ کر کوئی ری ایکٹ نہیں کرے گی، وہ کبھی یہاں نہیں آئے گی۔۔۔۔۔"

باسط خان غرایا۔۔۔

" بکواس بند کرو باسط خان میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں تم کچھ بھی بکواس کرو، کیا نینا شاہ نینا شاہ لگا رکھا ہے بیوی ہے وہ میری، عزت ہے وہ میری بھابی بولو اسے مسسز ارمان خانزادہ بولو اسے، آئیندہ تم نے اسے نام سے پکارا تو تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان حلق کے بل چلایا تھا اس سے پہلے دونوں ایک دوسرے کے مقابل آتے خان دادا نے دونوں کو روکا تھا۔۔۔

" تم دونوں تمیز بھول چکے ہو، بڑوں کی موجودگی میں تم دونوں کون ہوتے ہو فیصلہ کرنے والے، ابھی میں موجود ہوں فیصلہ لینے والا۔۔۔۔"

خان دادا نے دونوں کو پیچھے کرتے ہوئے بیٹھنے کو کہا ارمان خان اور باسط خان ایک دوسرے کو سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے صوفے پر بیٹھ چکے تھے باقی سب بھی اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔۔۔۔

" اب بتاؤ ارمان خان تم کیا چاہتے ہو۔۔۔۔"

" خان دادا میں تھوڑا سا وقت چاہتا ہوں میں نینا کو حویلی لے آؤں گا، پھر زرمینے کی رخصتی ہو گی اور کچھ عرصے بعد میں حرا سے شادی کر لوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے تحمل سے کہا تو خان دادا نے ہنکار بھرا تھا۔۔۔۔

" تو تم یہ سب کچھ ہینڈل کر لو گے۔۔۔۔؟؟؟

خان دادا نے پوچھا۔۔۔۔

" جی خان دادا میں ہینڈل کر لوں گا، نینا یہاں آئے گی اور اسے یہاں کی روایات اور اصولوں کے مطابق ہی رہنا ہو گا اسے یہاں کی رسم و رواج کے مطابق خود کو ڈھالنا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان مضبوط لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

" ہمممم، میں جانتا ہوں ایسا ہی ہو گا تم ایسا ہی کرو گے عورت کو کیسے رکھا جاتا ہے یہ تم اچھی طرح جانتے ہو، تمہارے باپ نے بھی شہر میں شادی کی تھی اور آج تک ہمیں شکایت کا موقع نہیں ملا، تمہاری چھوٹی امی نے کبھی آواز بھی نہیں نکالی بلکہ حویلی کی کسی عورت نے آج تک چوں نہیں کی کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتی ہیں یہاں آواز نکالنے والوں کی زبان کاٹ دی جاتی ہے اور تم اچھی طرح اپنی بیوی کو سمجھا کر یہاں لاؤ گے، یہاں آنے کے بعد حویلی سے باہر قدم نہیں نکال سکتی وہ۔۔۔۔"

خان دادا تنفر سے بولے تھے۔۔۔۔

" جی خان دادا ایسا ہی ہو گا بس مجھے ذرا سا ٹائم دے دیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے احترام سے کہا تو خان دادا نے سر ہلایا تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے زرمینے کی رخصتی تب ہی ہو گی جب ارمان خان کی بیوی یہاں آئے گی اور پھر چند ماہ بعد ارمان خان اور حرا کی شادی ہو گی۔۔۔۔"

خان دادا نے اپنا فیصلہ سنایا تو باسط خان تلملاتا ہوا وہاں سے چل دیا ارمان خان نے تشکر سے خان دادا کو دیکھا تھا

مردان خانے میں جو کچھ ہو رہا تھا زنان خانے میں موجود خواتین کو ایک ایک لفظ سنائی دے رہا تھا کیونکہ سب بہت اونچی آواز میں بات کر رہے تھے، زرمینے کا تو رنگ زرد ہو رہا تھا وہ تو رخصتی کا سن کر ہی کافی ڈر گئی تھی۔۔۔۔

اس کے دل میں اب باسط خان کے لیے کوئی جذبہ نہیں رہا تھا اگر کچھ تھا تو وہ صرف خوف تھا ارمان خان کے نکاح کا بھی سن کر سب شاک میں تھے حرا تو صدمے کی کیفیت میں تھی وہ جانتی تھی حویلی کے مردوں کا وتیرہ ہے دو دو تین شادیاں کرنا مگر وہ حویلی کی عورت ارمان خان کے خاندان کی عورت تھی۔۔۔تو ارمان خان پر سب سے پہلے اس کا حق بنتا تھا ارمان خان اس کا حق اس سے پہلے کسی اور کو کیسے دے سکتا ہے حرا کا خوبصورت چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اس کا دل پھٹ رہا تھا غم و غصے کی کیفیت میں وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنی سسکیوں کو روکتے ہوئے اندر اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔۔۔۔

راحیلہ خانم زرمینے پر غصیلی نظر ڈالتی ہوئی حرا کے پیچھے گئی تھیں زرمینے تو پہلے ہی کانپ رہی تھی اوپر سے راحیلہ خانم کے ایسے دیکھنے پر وہ اور خوفزدہ ہو گئی تھی، نمرا بیگم کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا، انہیں ارمان خان سے ایسے اقدام کی توقع نہیں تھی یعنی کہ حویلی میں ایک اور قبر بننے والی تھی۔۔۔۔

جہاں ان کی طرح کسی اور کے بھی خواب خوشیاں ارمان سب کچھ دفن ہونے والا تھا یہ حویلی نہیں یہاں کی عورتوں کے لئے خاموش قبرستان تھا، یہاں سب کی قبریں دفن تھیں نمرا بیگم کے ارمانوں کا بھی ایسے ہی خون ہوا تھا، برسوں پہلے یہاں انہیں لا کر قید کر دیا گیا تھا اور جو بہت محبت پیار بہت سے وعدے کر کے انھیں لایا تھا وہ صرف ان کے لئے وقت گزاری کا سامان بن کر رہ گئی تھیں۔۔۔۔۔

جس کی ضرورت صرف رات کی تنہائی میں پڑتی تھی انھیں، جس میں کوئی پیار محبت نہیں ہوتا تھا صرف لاچاری بے بسی کی سسکیاں گونجتی تھیں۔۔۔۔

" کیا نینا شاہ بھی ایک اور نمرا بننے والی ہے۔۔۔۔"

نمرا بیگم نے دکھ سے آبگینہ خانم کو دیکھا تھا جو نظریں چرائے کھڑی تھیں آبگینہ خانم بھی دل ہی دل میں ارمان خان سے ناراض تھیں کیونکہ ارمان خان نے حرا سے پہلے کسی اور سے شادی کرلی تھی اس کا اثر زرمینے پر پڑنے والا تھا انہیں صرف زرمینے کی فکر تھی۔۔۔۔۔

حرا نے کمرے میں آکر پورے کمرے کی چیزیں بکھیر دی تھیں ارمان خان کا شہر میں شادی کرنا حرا سے برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ غم و غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

" ہوش میں آؤ حرا۔۔۔۔"

راحیلہ خانم غصے سے بولی تھیں۔۔۔۔

" کیسے ہوش میں آؤ مورے تم اچھی طرح جانتا ہے میں کتنی محبت کرتی ہوں ارمان خان سے ،وہ کیسے مجھ سے پہلے کسی اور سے شادی کر سکتا ہے، یہ میرا حق تھا، میں اس کی پہلی بیوی بنتی، کیوں کیا اس نے ایسا۔۔۔۔۔"

حرا روتے ہوئے چیخ رہی تھی۔۔۔۔۔

" حرا میری بات سنو، بے شک ارمان خان نے شہر میں شادی کی ہے مگر تم اچھی طرح جانتا ہے اس کی اوقات حویلی میں کیا ہو گی جو مقام خاندانی عورت کا ہے وہ ارمان خان کی پہلی بیوی کا نہیں ہو سکتا، تمہارے بابا نے بھی دو شادیاں کی تھیں مگر جو مقام میرا ہے وہ تمہاری سوتیلی ماں کا نہیں تھا، سسک سسک کر اور ایڑیاں رگڑتے ہوئے زندگی گزاری تھی اس نے، وہ تو اچھا ہوا خدا کو پیاری ہو گی۔۔۔۔۔"

راحیلہ خانم نفرت سے پھنکاری تھیں۔۔۔۔

" تم دیکھنا وہ کیا نام ہے ہاں نینا شاہ اس کا بھی ایسا ہی حال ہو گا، ایک دفعہ وہ حویلی آ جائے، ایک پرانے پھٹے ہوئے سوٹ سے زیادہ حیثیت نہیں ہو گی اس کی۔۔۔۔۔"

راحیلہ خانم حرا کو سنبھالتے ہوئے اسے تسلی دے رہی تھیں۔۔۔۔

" لیکن مورے اگر ارمان نے اس سے شادی کی ہے تو اس سے محبت بھی کرتا ہو گا وہ۔۔۔۔"

حرا سسکتے ہوئے بولی راحیلہ خانم حرا کی بات پر ہنسی تھیں۔۔۔۔

" حویلی کے مردوں کی محبت صرف بستر تک ہی محدود ہوتی ہے یہ تب جاگتی ہے جب رات گہری ہوتی ہے، عہد وپیمان کا ساز بھی صرف سانسوں کی صورت میں گونجتا ہے، صبح کی روشنی میں یہ محبت کالی رات کی طرح اندھی ہو جاتی ہے اور مرد اپنی محبت کو پہچاننے سے انکار کر دیتا ہے۔۔۔۔۔"

" رات کی تنہائی میں بھی صرف اپنی من مانی کرتا ہے اپنا حق سمجھ کر وصولتا ہے، عورت کا نخرہ بھی تب تک اٹھاتا ہے جب تک وہ اس کی بیوی نہیں بن جاتی، ارمان خان نے بھی نینا کو ابھی تک اس کی اوقات اچھے سے یاد دلا دی ہو گی اور جلد ہی ارمان کا اس سے دل بھر جائے گا، اچھی بات ہے ارمان خان کا اچھی طرح دل بھر جائے اس سے۔۔ پھر وہ لوٹے گا تو تمہارے پاس ہی اور میں اچھی طرح جانتی ہوں میری بیٹی اتنی سیانی ہے وہ اپنی اداوں سے اپنی محبت سے اپنی خوبصورتی سے ارمان خان کو اپنا بنائے رکھے گی، ویسے بھی تم ارمان کے چچا کی بیٹی ہو باسط خان کی بہن ہو ارمان خان زرمینے کی خاطر تم سے کبھی برا سلوک نہیں کرے گا، جو حیثیت تمہاری ہو گی وہ کسی کی نہیں ہو گی پھر چاہے ارمان ایک شادی کرے یا چار۔۔۔۔۔"

راحیلہ خانم حرا کو سمجھاتی بولیں تو حرا تکیے پر سر رکھے پھر سے سسکنے لگی تھی، اس سے ارمان خان کا کسی اور کا ہونا برداشت نہیں ہو رہا تھا، وہ کیسے برداشت کرے گی اپنے سامنے ارمان خان کی دلہن کو حویلی میں دیکھ کر، حرا شدت غم سے پھر سے رو پڑی تھی، راحیلہ خانم حرا کو اس کے حال پر چھوڑ کر باہر آ گئی تھیں

رمل اس وقت گہری نیند سو رہی تھی مگر نیند میں اس کے ماتھے پر بے انتہا پسینہ آیا ہوا تھا، وہ ڈر کے مارے کپکپا رہی تھی۔۔۔۔

" پلیز بختاور لالہ مجھے کچھ نہ کہوں، مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔"

" آج میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا، تم نے ہمارا عزت برباد کر دیا، بھرے جرگے میں ہماری عزت کا جنازہ نکال دیا۔۔۔۔۔"

بختاور اسے بالوں سے گھسیٹتا ہوا پوری حویلی میں چکر لگا رہا تھا بختاور نے رمل پر فائر کیا رمل چیخ مار کر اٹھ بیٹھی تھی، جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے اس نے پانی کا گلاس منہ سے لگایا تھا۔۔۔۔

" اگر ارمان لالہ اس دن مجھے نہ بچاتے بختاور لالہ سے اور ان سب سے بھی تو میں آج شاید زندہ نہ ہوتی۔۔۔۔"

رمل دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو پڑی تھی اس وقت صبح کے سات بج رہے تھے رمل نماز پڑھ کر دوبارہ سے سو گئی تھی، کتنے ہی دنوں سے وہ یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی اس واقعے کے بعد یونیورسٹی نہیں گئی تھی وہ۔۔۔۔

روحان اسے کافی دفعہ فون کر چکا تھا مگر رمل نے کال اٹینڈ نہیں کی تھی نہ ہی روحان کے کسی میسج کا جواب دیا تھا، وہ چاہ کر بھی روحان سے کوئی رشتہ استوار نہیں کر سکتی تھی وہ جس فیملی سے تعلق رکھتی تھی وہاں حویلی کی عورت کا ایسے رشتے کا مطلب موت تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے ہمیشہ اسے سپورٹ کیا، پیار دیا محبت دی عزت دی مگر رمل جانتی تھی ارمان خان کو روحان کے بارے میں کچھ بھی پتا چلا تو سب سے پہلے ارمان خان ہی اسے موت کے گھاٹ اتارے گا، رمل سرد آہ بھرتی شاور لینے چلی گئی تھی، آج اس کا یونیورسٹی جانے کا ارادہ تھا۔۔۔

رمل یونیورسٹی میں داخل ہوئی تو اسے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا تھا، اسے لگا جیسے پوری یونیورسٹی اس پر ہنس رہی ہے، کتنے ہی لڑکے اسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے، اسے نازیبا اشارے بھی کر رہے تھے اور لڑکیاں تضحیک آمیز نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔

رمل یہ سب کچھ اپنا وہم سمجھ کر آگے بڑھ گئی اس نے اپنی کلاس فیلو کو پکارا تھا جو غصے سے رک کر اسے دیکھنے لگی رمل کے پاس جانے پر بھی اس نے اسے اچھی خاصی سناڈالی تھی کہ آئندہ وہ اسے نہ بلائیں بلکہ اس سے دور رہے۔۔۔

رمل کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ ہوا تھا رمل خود پر قابو پاتی خاموشی سے اپنی کلاس کی طرف چل پڑی، کلاس میں بھی لڑکیاں اس کے پاس سے اٹھ کر آگے چلی گئی تھیں رمل حیران ہوتی لیکچر اٹینڈ کرنے لگی۔۔۔

رمل لیکچر اٹینڈ کرنے کے بعد گراؤنڈ ایریا کی طرف آئی ہی تھی کہ بہت بڑے گروپ نے اسے گھیرے میں لیا تھا، جس میں عینی اور اس کے فرینڈز بھی شامل تھے رمل سرخ چہرے کے ساتھ اپنا حجاب درست کرنے لگی مگر بہت سے لڑکے اس کے راستے میں آئے تھے۔۔۔۔۔

" کہاں میڈم کہاں جا رہی ہیں اور یہ حجاب تو ایسے لے رہی ہو جیسے بڑی نیک پروین ہو تم۔۔۔۔۔"

ایک لڑکے نے کافی بد تمیزی سے بولتے ہوئے اس کے سکاف کو پکڑا تھا رمل نے اس کا ہاتھ غصے سے جھٹکا تو سب ہنسنے لگے۔۔۔۔

" ارے میرا ہاتھ لگانا برا لگ رہا ہے تو روحان کو بلا لیں کیا۔۔۔۔"

وہ لڑکا آنکھ مارتا ہوا انتہائی بے باکی سے بولا تھا سارا گروپ اونچی آواز میں ہنسنے لگا۔۔۔۔

" دیکھو مجھے جانے دو۔۔۔۔"

رمل نے کپکپاتی آواز میں کہا۔۔۔۔

" کیوں جانے دیں تمہیں ہاں، تم ہماری یونیورسٹی کا نام بدنام کرو اور پھر یوں ڈرامے بازیاں کرو۔۔۔۔"

ایک لڑکا نفرت سے پھنکارا تھا عینی شرربار نگاہوں سے رمل کو گھورتی طنزیہ مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

" میں نے کیا کیا ہے، آپ سب کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔۔"

رمل آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ بولی۔۔۔۔

" کیا کیا ہے رمل بی بی تم نے، اس دن تو بڑے لیکچر دے رہی تھی لباس پر کہ ہم غیر مردوں کو اپنی طرف راغب کر رہے ہیں اور تم تو سب سے ہوشیار نکلی، تم نے یونیورسٹی کے سب سے ہینڈسم لڑکے کو اپنے قابو میں کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔"

" میں بھی کہوں روحان تمہاری اتنی سائیڈ کیوں لیتا ہے، مجھے کیا پتا تھا کہ تم اپنے جسم سے اسے خوش رکھ رہی ہو، ظاہر ہے وہ تمہاری ہی سائیڈ لے گا، اب میں تمہاری طرح اتنی گری ہوئی حرکت تو کر سکتی نہیں۔۔۔۔۔"

عینی ایک ایک لفظ چبا کر بولی رمل فق چہرے کے ساتھ عینی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہی ہو تم ہوش میں تو ہو۔۔۔۔"

رمل چلائی تھی۔۔۔۔

" اچھا میں ہوش میں نہیں ہوں تم یہ بتاؤ تمہارے اور روحان کے بیچ جسمانی تعلقات نہیں ہیں کیا، اس دن پوری رات تم اور روحان یونیورسٹی کے کمرے میں اپنا منہ کالا کرتے رہے اور اب ہمارے سامنے معصوم بن رہے ہو۔۔۔۔"

عینی پھنکاری تھی رمل نے آگے بڑھ کر زوردار تھپڑ عینی کے منہ پر لگایا تھا۔۔۔۔

" بکواس بند کرو اپنی عینی، تم جانتی نہیں تم کیا کہہ رہی ہو اور کس سے کہہ رہی ہو، رمل خان ہوں میں، یہ جو بکواس تم کر رہی ہے تم جانتی نہیں میرے لالا کو، انہوں نے سن لیا تو تمہاری بوٹی بوٹی کر کے جانوروں کو کھلا دیں گے۔۔۔۔۔"

رمل دھاڑتے ہوئے بولی تھی عینی بے یقینی سے اپنے گال پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی عینی کا چہرہ لال سرخ ہو چکا تھا یوں اپنی بے عزتی پر، اس سے پہلے عینی رمل پر ہاتھ اٹھاتی روحان نے عینی کا ہاتھ پکڑا تھا، رمل روحان کو دیکھتی روتے ہوئے وہاں سے چل دی۔۔۔۔۔

" یہاں پر کیا ہو رہا تھا۔۔۔۔"

روحان عینی اور سب کو دیکھتے ہوئے چلایا تھا اور پھر بھاگتے ہوئے رمل کے پیچھے گیا تھا۔۔۔۔

" رمل رکو کیا ہوا ہے تم ایسے رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔"

روحان تیزی سے رمل کے پیچھے گیا اور اسے کلائی سے پکڑ کر روکا۔۔۔۔

" مسٹر روحان خدا کے لئے میرا پیچھا چھوڑ دیں اور کتنا بدنام کریں گے مجھے، آپ کی وجہ سے آج میں یونیورسٹی میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہی، میرے کردار پر انگلیاں اٹھائی جا رہی ہیں۔۔۔۔"

رمل روتے ہوئے چیخی تھی۔۔۔۔

" کس نے اٹھائی ہے تمہارے کردار پر انگلی مجھے بتاؤ۔۔۔۔"

روحان دھاڑتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" کیا کریں گے آپ ہاں، آپ کو کس نے حق دیا مجھے ڈفینڈ کرنے کا، مجھے بچانے کا، کیا ضرورت تھی آپ کو عینی کا ہاتھ پکڑنے کی۔۔۔۔"

رمل ہزیانی چیخی تھی۔۔۔۔

" کیا ہو گیا ہے رمل میں اس کا ہاتھ نہ پکڑتا تو وہ تمہیں۔۔۔۔"

" کیا مجھے، تھپڑ مارتی تو کیا ہو جاتا، آپ کون ہوتے ہیں مجھے بچانے والے۔۔۔۔۔"

رمل روحان کی بات کاٹتے ہوئے چلائی۔۔۔۔

" کیوں میری جان کے دشمن بن گئے ہیں کیوں میرے منہ پر کالک تھوپنا چاہتے ہیں، ایک دفعہ پھر مجھے میرے اپنوں کے سامنے رسوا کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔"

رمل سسکتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔۔

" ایک دفعہ پھر۔۔۔۔"

روحان نے ناسمجھی سے رمل کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر روحان خدا کیلئے میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں، آئندہ میرے سامنے مت آیئے گا، آپ کے ساتھ کمرے میں گزاری ہوئی ایک رات کا حساب پوری یونیورسٹی مجھ سے مانگ رہی ہے، آج یونیورسٹی مانگ رہی ہے کل پوری دنیا مانگے گی اور میرے پاس جواب صرف میری موت کی صورت میں ہو گا، میں حرام موت نہیں مرنا چاہتی مگر آپ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں موت کو اپنے گلے لگالوں۔۔۔۔۔"

رمل بے بسی کے احساس سے سسکتے ہوئے چیخی روحان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں اور رمل کا ہاتھ اپنی وحشی گرفت میں لیے گراؤنڈ کے ہجوم کی طرف وہ بڑھا۔۔۔۔

" روحان آپ مجھے کہاں لے کر جا رہے ہیں، چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

رمل اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے چیخی تھی روحان اس کی بات سنی ان سنی کرتا بے انتہا سنجیدگی سے اس گراؤنڈ ایریا کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

" کون جاننا چاہتا ہے اس رات کو کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔"

روحان رمل کا ہاتھ چھوڑتا ہوا چلایا تھا سارے گراؤنڈ میں موجود تمام سٹوڈنٹس ایک طرف جمع ہو گئے تھے عینی اور اس کے فرینڈز بھی آگے کو آئے تھے۔۔۔۔۔

" آپ سب جاننا چاہتے ہیں اس رات میرے اور رمل کے بیچ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔"

روحان سب کو دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں مخاطب تھا۔۔۔۔

" آپ لوگوں کا سوال بلکل ٹھیک ہے مگر آپ غلط انسان سے سوال کر رہے تھے۔۔۔۔"

" روحان پلیز۔۔۔۔"

رمل نے کپکپاتی آواز میں روحان کو منع کیا تھا جو اس کا اور تماشا بنا رہا تھا۔۔۔

" شششششش، خاموش۔۔۔۔"

روحان نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سرخ آنکھوں سے رمل کو خاموش ہونے کو کہا۔۔۔

" ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا آپ لوگوں کا سوال بلکل ٹھیک تھا، ایک لڑکی اور ایک لڑکے نے کمرے میں پوری رات گزاری ہو تو کیسے ہو سکتا ان کے بیچ کچھ نہ ہوا ہو، ہمارے بیچ بھی ہوا تھا کافی دیر تک ہوا، ان فیکٹ پوری رات ہم سوئے نہیں تھے ایک دوسرے کے خمار میں، ایک دوسرے کی بانہوں میں ہم نے پوری رات گزاری تھی۔۔۔۔۔"

رمل روحان کی بات سن کر بے یقینی سے روحان کو دیکھتے ہوئے منہ پر ہاتھ رکھ کر سسک پڑی ، پوری یونیورسٹی حیرانگی سے روحان کو سن رہی تھی جو اپنے کرتوت خود بتا رہا تھا عینی بھی صدمے کی کیفیت میں تھی، وہ تو بس رمل کو اس یونیورسٹی سے نکالنا چاہتی تھی، اس لیے اسے بدنام کرنا چاہتی تھی مگر روحان یہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔

" لیکن اس رات کمرے میں میں اور رمل نہیں بلکہ میں اور عینی تھے۔۔۔۔"

روحان نے دھماکہ کیا تھا رمل کا سانس رکا تھا جیسے، عینی نے سرخ اور فق چہرے کے ساتھ روحان کو دیکھا، سب ایک دوسرے کے ساتھ چمگوئیاں کرنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔

" روحان یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔۔۔"

عینی چیخی تھی۔۔۔۔

" کیا کہہ رہا ہوں وہی کہہ رہا ہوں جو سچ ہے۔۔۔۔"

روحان استہزایہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

" آپ سب کو یقین نہیں آرہا تو میں ثبوت دے دیتا ہوں۔۔۔۔"

روحان نے موبائل نکال کر کسی کو میسج کیا تھا۔۔۔۔

" ابھی تھوڑی دیر تک سب کو ثبوت مل جائے گا میری بات کی تصدیق ہو جائے گے، آپ لوگ اس سے پہلے ایک اور ثبوت دیکھیں۔۔۔۔"

روحان نے اپنا موبائل سب کے سامنے کیا جس میں اس کی اور عینی کی تصویریں تھیں ان تصویروں میں عینی روحان کے بہت قریب کھڑی تھی، جیسے اسے کس کر رہی ہو اور بھی بہت سی تصویریں تھیں عینی بے یقینی سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب دیکھ رہی تھی، گراؤنڈ میں کھڑے اب سب لوگ عینی کی طرف متوجہ ہو چکے تھے رمل پر سب کا دھیان ہٹ چکا تھا۔۔۔۔

" روحان پلیز ایسے مت کرو، مجھے یوں بدنام مت کرو۔۔۔۔"

عینی التجائیہ لہجے میں روحان کے قریب آکر بولی۔۔۔۔

" کہا تھا نا دور رہنا رمل سے ورنہ تمہارا وہ حال کروں گا تم یاد رکھو گی۔۔۔۔"

روحان عینی کے کان میں غرایا تھا۔۔۔

" آپ سب کو ابھی بھی یقین نہیں آرہا تو ایک اور ثبوت حاضر ہے۔۔۔۔"

روحان نے عینی کے بیسٹ فرینڈ کی طرف اشارہ کیا جو ابھی ابھی آیا تھا۔۔۔

" سب کو بتاؤں حقیقت کیا ہے۔۔۔۔"

روحان عینی کے بیسٹ فرینڈ کے پاس جا کر بولا۔۔۔

" وہ وہ عینی نے مجھے بولا تھا کہ میں روحان کو پیچھے بنے کلاس روم میں بہانے سے لے کر آؤں اور پھر باہر سے دروازہ بند کر دوں کیونکہ عینی روحان کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔"

عینی نے حیرانگی سے اپنے بیسٹ فرینڈ کو دیکھا۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔۔۔۔"

" میں وہی کہہ رہا ہوں جو سچ ہے۔۔۔۔"

عینی کا بیسٹ فرینڈ کہتے ہوئے وہاں سے چل دیا تو روحان تلخی سے استہزائیہ مسکرایا تھا روحان کو پتہ چل گیا تھا اس دن رمل کو کمرے میں لاک عینی نے کروایا تھا اور اس پول والے واقعے میں بھی عینی کا ہاتھ تھا اس لیے روحان نے عینی کے بیسٹ فرینڈ کو یہ سب کچھ بولنے کو کہا تھا۔۔۔۔۔

جو وہ ڈر کے مارے بولنے پر تیار ہو گیا تھا اور وہ تصویریں اس کی اور عینی کی تھی جو مختلف پارٹیز میں لی گئی تھیں جنہیں روحان نے ایڈٹ کروایا تھا کیونکہ روحان کو اچھی طرح پتہ تھا عینی ایسا ضرور کچھ نہ کچھ کرے گی اور اس کی سوچ سہی ثابت ہوئی تھی۔۔۔۔۔

آج عینی نے یہ تماشا کیا تھا تو اس کی سزا تو ملنی ہی تھی جو لوگ رمل پر ہنس رہے تھے اب وہ عینی پر ہنس رہے تھے عینی کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے، روحان بھی ان سب کے مزاق اور طنز اور تضحیک بھرے جملوں کا نشانہ بن رہا تھا۔۔۔۔

" میرے ہوتے ہوئے تمہیں کبھی کوئی آنچ بھی نہیں پہنچ سکتی، میں تم پر آنے والی ہر مصیبت کو اپنے گلے لگالوں گا، یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔۔۔"

روحان پیچھے کو ہوتا ہوا سرگوشی نما آواز میں رمل کے کان میں بولا تھا رمل نے اپنی براؤن شہد جیسی آنکھوں سے روحان کو دیکھا جس نے اس کے لئے اپنی عزت خطرے میں ڈال دی تھی، رمل ڈبڈبائی آنکھوں سے روحان کو دیکھ رہی تھی جس کے دل میں وہ پیار کے کنول کھلا چکا تھا

ارمان خان شہر آتے ہی سب سے پہلے رائمہ عباسی سے ملنے گیا تھا رائمہ ارمان خان کو دیکھ کر اپنی چیئر سے اٹھتی ارمان خان کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

" ارے آج کیسے رونق بخشی مسٹر ارمان خانزادہ نے ہمارے غریب خانے کو۔۔۔۔۔"

رائمہ چہکتی ہوئی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

" یہ جو تمہارے چہرے پر خوشی نظر آ رہی ہے وہ ابھی تھوڑی دیر میں غائب ہو جائے گی۔۔۔۔"

ارمان خان طنزیہ بولا تو رائمہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

" رائمہ عباسی میں تمہارے کالے کرتوت اچھی طرح جانتا ہوں چٹکی میں تمہارے کالے کرتوت دنیا کے سامنے لا سکتا ہوں، میں صرف تم سے یہ کہنے آیا ہوں کہ نینا سے دور رہو آئیندہ نینا مجھے تمہارے آفس کے آس پاس بھی نظر نہ آئے۔۔۔۔۔"

ارمان خان کرسی پر بیٹھتا ٹانگ پر ٹانگ جمائے رائمہ عباسی سے مخاطب ہوا۔۔۔۔
" یہ کیا کہہ رہے ہو ارمان خانزادہ تم میرے آفس میں آ کر مجھ سے کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو۔۔۔۔"

رائمہ نے ناگواریت سے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" اور جہاں تک نینا شاہ کی بات ہے وہ ہمارے این جی او کا حصہ ہے میں اسے کیسے روک سکتی ہوں۔۔۔۔"

" رائمہ عباسی میں اچھی طرح جانتا ہوں تم نینا کو بے وقوف بنا رہی ہو، نینا بے وقوف ہے مگر میں نہیں، آئیندہ تم نے نینا کو کسی بھی غیر مرد سے چیرٹی کے بہانے ملوایا تو تمہارا وہ حال کروں گا کہ تم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہو گی۔۔۔۔"

ارمان غرایا تھا۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خانزادہ نینا شاہ اپنی مرضی سے یہ کام کر رہی ہے اور جہاں تک مردوں سے ملنے کی بات ہے وہ ڈونیشن کے سلسلے میں ملتی ہے۔۔۔۔۔"

رائمہ اپنا غصہ دباتے ہوئے بولی ورنہ دل تو کیا تھا ارمان خان کو پے نقط سنا کر گارڈز کے ہاتھوں دھکے دے کر نکال دے جو اس سے پنگا لے رہا تھا، وہ رائمہ عباسی تھی شہر کے بڑے بڑے سیاستدان بزنس مین اس کے ہاتھوں میں تھے مگر سامنے ارمان خانزادہ تھا جس کی پاور سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔۔۔۔

لیکن وہ نینا کو یوں آسانی سے اپنے ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتی تھی کیونکہ نینا اب تک اس کے ساتھ کام کرنی والی لڑکیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور کم عمر تھی، بے وقوف بھی حد سے زیادہ تھی وہ اور سادہ دل بھی تھی۔۔۔۔

وہ تو اس کے ساتھ بہت کچھ کرنے کا سوچ چکی تھی، ابھی تو نینا کی خوبصورتی کو وہ بہت زیادہ کیش کروانے کا ارادہ رکھتی تھی، وہ جتنی کم عمر اور خوبصورت تھی ابھی تو رائمہ عباسی نے اسے استعمال کیا ہی کب تھا۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خانزادہ اگر آپ کو نینا چاہیے سیدھی طرح مجھ سے ڈیل کر لیں، نینا آج رات ہی آپ کی بانہوں میں ہو گی۔۔۔۔"

رائمہ عباسی اپنی اصلیت پر اتر آئی تھی رائمہ عباسی کو لگا تھا ارمان خانزادہ کو در حقیقت نینا کا جسم چاہیے، اس لیے وہ اشارہ کنایہ اس سے یہی کہنا چاہ رہا ہے، ارمان خان کے لہو میں ابال اٹھے تھے رائمہ کی بات سن کر، وہ ایک ہی جست میں اٹھ کر رائمہ عباسی کا گلا دبوچ چکا تھا۔۔۔۔۔

" کیا کہا تم نے تم نینا کا سودا کرو گی، میری نینا کا مجھ سے سودا کرو گی، تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی ہاں، وہ نیناشاہ نہیں مسسز ارمان خانزادہ ہے، اب اگر تم نے آج کے بعد نینا سے کوئی رابطہ کیا، یا اسے اپنے آفس میں داخل ہونے دیا تو تمہارا منہ کالا کر کے میں پورے شہر میں گھماؤں گا، سمجھی تم۔۔۔۔"

ارمان خان نے اسے چھوڑا تو وہ زمین پر اوندھے منہ گری تھی، لمبے لمبے سانس لیتی وہ خوف سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی جو خونخوار نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" میں تو مزاق کر رہی تھی مسٹر ارمان خان آپ جیسا چاہیں گے ویسا ہی ہو گا نیناشاہ سے آج کے بعد نہ میرا اور نہ ہی اس این جی او کا کوئی تعلق ہو گا آپ بے فکر رہیں۔۔۔۔"

رائمہ عباسی زمین پر پڑی بامشکل اپنی سانسیں درست کرتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔۔
" ایسا ہی ہونا چاہیے ورنہ میں اپنی دھمکی پوری کرنے میں دیر نہیں لگاؤں گا۔۔۔۔۔"
ارمان خان لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا

نیناشاہ ابھی آفس میں داخل ہی ہوئی تھی کہ ارمان خانزادہ کو سرخ چہرے کے ساتھ رائمہ عباسی کے آفس سے نکلتے دیکھ جلدی سے ایک طرف ہو گئی، کوئی جگہ نظر نہ آئی تو ایک طرف کیبن بنا ہوا تھا وہ تیزی سے اس کیبن میں داخل ہو کر چیئر پر بیٹھی لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔

" تھینک گارڈ اس سر پھرے خان نے تجھے نہیں دیکھا نیناشاہ، ورنہ جتنا غصے میں تھا وہ یقینا تیری جان لے لیتا۔۔۔۔"

نینا اپنا سانس بحال کرتے ہوئے خود سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔۔

" مگر یہ ادھر کیا کر رہا ہے اور مس رائمہ عباسی سے اسے کیا کام، مجھے تو منع کرتا ہے میں رائمہ عباسی سے نہ ملوں تو خود کیا کر رہا ہے ادھر۔۔۔۔"

نینا نے ناخن چباتے ہوئے سوچا، نینا نے اپنے حلیے کی طرف دیکھا وہ اس وقت وائٹ ٹائٹ پینٹ اور سکائے سلیو لیس شارٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی، جس پر سکائے شارٹ سی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔۔

" اگر اس حلیے میں یہ سر پھرا خان مجھے دیکھ لیتا تو پتہ نہیں میرے ساتھ کیا کرتا، یقیناً اپنی سرخ آنکھوں سے ہی مجھے کھا جاتا۔۔۔۔"

نینا نے جھرجھری لی تھی، نینا نے دل پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں موندتے لمبی سانس لیتے ہوئے چیئر کے ساتھ ٹیک لگائی تھی کہ شکر ہے بلا سے جان چھوٹی، نینا کو اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر ٹیبل پر پڑی ہوئی پانی کی بوتل کو منہ لگایا ہی تھا کہ اپنے سامنے کھڑے ارمان خان کو دیکھ کر نینا کے منہ سے سارا پانی باہر نکل آیا تھا۔۔۔

" مسٹر خان آ۔۔۔۔ آپ۔۔۔"

نینا نے آنکھیں پھاڑ کر ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ ادھر۔۔۔"

نینا ابھی تک بے یقین تھی۔۔۔۔

" ہاں میں مسسز ارمان خانزادہ۔۔۔۔۔"

ارمان خان اپنے لب پھیلائے نینا کی کرسی پر دونوں ہاتھ جمائے اس پر جھکا تھا۔۔۔۔

" وہ وہ مسٹر خان آپ، آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا ہکلاتے ہوئے بولی تھی ارمان خان پورے کا پورا اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔

" تمہیں کیا لگا تھا مسسز خان کہ تمہاری یہاں پر موجودگی کا مجھے پتہ نہیں چلے گا، جان من تمہاری خوشبو سے ہی مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ تم میرے کتنے قریب ہو، تم جتنا مرضی مجھ سے چھپنے کی کوشش کرو مگر مجھ سے چھپ نہیں سکتی، تمہارے پل پل کی خبر رکھتا ہوں میں، اب تم مجھے یہ بتاؤ تم یہاں پر کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان کرسی پر جھکا نینا پر غرایا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ تھوڑا مجھ سے دور ہو جائیں، میں آپ کو بتاتی ہوں۔۔۔۔۔"

نینا اپنی ہیزل گرے آنکھوں کو پٹپٹاتے ہوئے بولی تو ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔

" وہ تو میں نہیں ہوں گا، ایسے ہی بتانا ہو گا تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان تھوڑا اور نینا پر جھکا تھا ارمان خان کے لب نینا کے ہونٹوں کے ساتھ مس ہو رہے تھے ارمان خان کی گرم پر حدت جذبات سے بھری سانسیں نینا کو اپنے چہرے اور لبوں پر محسوس ہو رہی تھیں نینا کی دل کی دھڑکنوں نے زور پکڑا تھا، جو بھی تھا ارمان خان ہی وہ پہلا مرد تھا۔۔ جو اس کے اتنا قریب آیا تھا بے شک وہ بے باک تھی کانفیڈینٹ تھی، کسی بھی مرد کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر لیتی تھی، نکاح سے پہلے وہ ارمان خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آرام سے بات کر لیتی تھی مگر اب ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھنا بہت مشکل لگتا تھا اسے۔۔۔۔ کیونکہ اس کی آنکھیں کافی بے باکی سے اس کے چہرے سے ہوتی ہوئیں اسکے بدن کے نشیب و فراز کا نظارہ کرتی رہتی تھیں، باقی رہ سہا کام ارمان خان کی بے باک گستاخی سے بھری حرکتیں کرتی تھیں، جو وہ پورے استحقاق کے ساتھ نینا سے کرتا تھا، اس کے بعد تو وہ شرم و خفت اور غصے سے اس سے نظر تک ملانے کے بھی قابل نہ رہتی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں کیسے بولوں، آپ میرے اتنی نزدیک جو ہیں۔۔۔۔"

نینا بامشکل روہانسی ہوتی ہوئی بولی تھی ارمان اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتا تھوڑا سا دور ہوا تھا مگر ہنوز اسی پوزیشن میں اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

" اب جلدی بتاؤ مجھے جب میں تمہیں کلیئر الفاظ میں منع کر چکا ہوں کہ تم رائمہ عباسی سے نہیں ملو گی تو پھر تم یہاں پر کیا کر رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں تقریباً نینا پر جھکا غرا رہا تھا ارمان خان کا سرد انداز آنکھوں کی سرخی دیکھ کر نینا ایک لمحے کو کانپتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں وہ اپنا سیل فون لینے آئی تھی رائمہ عباسی سے، ان کے پاس رہ گیا تھا۔۔۔۔"

نینا جلدی جلدی میں جو منہ میں آیا بول گئ ارمان خان نے نینا کی کمر کی طرف نگاہ کی تھی نینا نے اپنی کمر میں ایک بیلٹ لگائی ہوئی تھی جس میں اس نے اپنا سیل فون بھی سائیڈ پر ہی اٹیچ کیا ہوا تھا ارمان نے نینا کی بیلٹ کا ہک کھول کر اس میں سے موبائل نکالا تھا۔۔۔۔

" ویسے تم نے یہاں پر آنے سے پہلے اپنی کمر کو چیک تو نہیں کیا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

" ارے یہ سیل فون یہاں پر تھا میری بیلٹ میں مجھے پتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ مسکرائی تھی۔۔۔

" جی بلکل آپ کو نہیں پتا ہو گا آپ نے آنے سے پہلے یہ بیہودہ ڈریس زیب تن کیا تھا اپنی کمر پر یہ بے ہودہ سی بیلٹ باندھ کر اس پر سیل فون اٹیچ کیا اور آپ کو بلکل پتا نہیں چلا اور آپ بھاگی بھاگی اپنا سیل فون یہاں لینے آ گئیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے سنجیدگی بھرا طنز کیا تھا نینا لب کاٹتے ہوئے اپنی بے وقوفی پر ماتم کر رہی تھی۔۔۔۔

" اس سے اچھا بہانہ نہیں سوچ سکتی تھی تُو نینہ شاہ بچہ بھی تیرا جھوٹ پکڑ لے اور یہ تو دو نمبر سر پھرا خان ہے، اللہ پاک جلد از جلد اس خان سے میری جان چھڑوا دیں آمین۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کو دیکھتے ہوئے دل ہی دل میں دعائیں مانگتے ہوئے گہری سوچ میں گم تھی۔۔۔۔

" وہ تو نہیں چھوٹ سکتی۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔۔

" ہاں۔۔۔۔"

نینا حیران ہوتی ہوئی بولی۔۔۔۔

" تمہاری جان مجھ سے کبھی نہیں چھوٹ سکتی مسسز ارمان خانزادہ، جہاں جہاں تم قدم رکھو گی وہاں وہاں ارمان خانزادہ کو اپنے ہمراہ پاؤ گی اب ساری زندگی تمہیں میرے ساتھ گزارنی پڑے گی۔۔۔۔۔"

ارمان خان کے بولنے پر نینا کا حلق خشک ہوا تھا اسے لگا جیسے کسی نے اسے تاعمر قید کی سزا سنا دی ہو۔۔۔۔

" ایسا نہیں ہو سکتا مسٹر خان میں آپ کے ساتھ ایک پل نہیں گزار سکتی پوری زندگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔"

نینا سنجیدگی سے اٹل لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

" مسسز ارمان خانزادہ آج سے کاؤنٹ ڈاؤن شروع، تم ابھی اسی وقت سے ہر پل میرے بہت قریب رہو گی، اب میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی چئیر کو گھسیٹتا ہوا خود کے قریب کرتا نینا کو اپنے ارادے سے آگاہ کر گیا۔۔۔۔

" کیا مطلب ہے آپ کا مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا نے حیران ہوتے پوچھا۔۔۔۔۔

" مطلب وہی ہے جو تم سمجھ رہی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان مسکرایا تھا، وہ نینا کو ٹائم دینا چاہتا تھا اپنے اور اس کے رشتے کے متعلق تاکہ وہ ذہنی ہم آہنگی اور پوری رضامندی سے اس کے پاس آئے، وہ جانتا تھا نینا عام لڑکیوں کی طرح کبھی بھی اس کے عشق میں گرفتار نہیں ہو گی مگر وہ چاہتا تھا نینا اپنے دل سے اس رشتے کو قبول کرے، اسے اپنے شوہر کا درجہ دے مگر اسے اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔۔۔۔۔

آج رائمہ عباسی کی بات سن کر ارمان خان کی رگوں میں خون کے ابال اٹھ رہے تھے، رائمہ عباسی تو ارمان خان کی سوچ سے بھی دو ہاتھ آگے نکلی تھی اگر وہ نینا کا اس کے ساتھ سودا کر

سکتی تھی تو وہ کسی سے بھی کر سکتی تھی اور نینا صدا کی بے وقوف منہ اٹھا کر کہیں بھی چل پڑتی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان کا دل کر رہا تھا رائمہ عباسی کو آگ لگا دے، وہ جانتا تھا رائمہ اس کی دھمکی سے کافی ڈر گئی ہے اور وہ بہت اچھی طرح اس کی پاور سے واقع ہے یقیناً وہ کبھی بھی ارمان خانزادہ کی بیوی کو نقصان پہنچانے کا سوچے بھی نہیں، مگر اسے ڈر نینا کی طرف سے تھا جو اپنی سادگی اور بے وقوفی کی وجہ سے کسی پر بھی یقین کر لیتی تھی۔۔۔۔۔۔

وہ ہر کسی کو اپنے جیسا سمجھتی تھی، وہ کسی بھی قیمت پر نینا کو اس کی مرضی کرنے نہیں دے سکتا تھا، وہ جانتا تھا، نینا اس کے سامنے اس کی قربت سے گھبرا جاتی ہے مگر وہ اس کے پیچھے اپنی من مانیاں ضرور کرے گی، اس لئے نینا کو اپنے ساتھ رکھنا ضروری ہو گیا تھا تاکہ مس نینا کی نام نہاد آزادی کو قید کی زنجیر پہنائی جا سکے۔۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان میں نے یہ نکاح اپنے گھر والوں کی پروٹیکشن کیلئے کیا تھا، آپ کے ساتھ پوری زندگی گزارنے کے لیے نہیں، اب فراز چوہدری کو اس کے کیے کی سزا مل چکی ہے،

میری اور آپ کی ڈیل بھی کینسل ہوتی ہے، معاہدے کے مطابق آپ اپنا وعدہ پورا کریں۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کو پیچھے دھکیلتی ہوئی چیئر سے اٹھتے ہوئے بولی تھی، ارمان خان نینا کی بات نظر انداز کرتا اسے خشمگیں نگاہوں سے گھورتا نینا کی ڈریسنگ کو دیکھ رہا تھا، ارمان خان نے ایک ہی جھٹکے میں نینا کو کلائی سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔۔۔

" جو ڈریسز میں نے پورے دو گھنٹے خواری کے بعد آن لائن تمہارے لیے پسند کیے اور تمہیں بھجوائے تھے ان میں سے کیوں نہیں کوئی ڈریس پہنا۔۔۔۔۔"

ارمان خان اپنی براؤن آنکھیں نینا کی گرین آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان میں اس طرح کی ڈریسنگ نہیں کرتی ان فیکٹ میں نے کبھی اس طرح کی ڈریسنگ نہیں کی، میں اس طرح کے ڈریسز میں کمفرٹیبل محسوس نہیں کرتی۔۔۔۔"

نینا اپنی نظریں چراتی خود کو چھڑواتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

" اوہ۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنے لب بھینچتے نینا کو طنزیہ دیکھا تھا۔۔۔۔۔

"مسٹر خان چھوڑیں مجھے, مجھے گھر جلدی جانا ہے۔۔۔۔۔"

نینا خود کو ارمان خان کے حصار سے چھڑواتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

" کیوں ابھی تو آئی ہو آج گھر کیوں جلدی جانا ہے ویسے تو تمہارے ماں باپ کو فکر ہوتی نہیں کہ تم کہاں ہو، کس کے ساتھ ہو، کہیں بھی کسی بھی ٹائم منہ اٹھا کر چلی جاتی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا پر طنز کیا تھا نینا نے اپنا نچلا ہونٹ کاٹ کر اپنے غصے پر کنٹرول کیا ارمان خان کا طنز بہت مشکل سے برداشت کیا تھا اس نے، جی تو کیا تھا ارمان خان کا اپنے لمبے ناخنوں سے منہ نوچ لے مگر وہ ایسا کر نہیں سکتی تھی کیونکہ ارمان خان نے بہت مضبوطی سے اسے اپنے حصار میں جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔

نینا پوری کوشش کے باوجود خود کو چھڑوا نہیں پا رہی تھی زندگی میں پہلی دفعہ نینا کو اپنے نازک سراپے پر غصہ آیا تھا، کاش وہ بھی ارمان خان کی طرح مضبوط چوڑے کسرتی جسم کی مالک ہوتی تو یقیناً ارمان خان کو سبق سکھا دیتی یا پھر ارمان خان کے پاس نکاح نامے کی صورت میں پرمٹ نہ ہوتا جو کہیں بھی کچھ بھی بے باک گستاخیاں کرنا شروع ہو جاتا تھا نینا پھر سے اپنے نکاح کے فیصلے پر پچھتائی تھی۔۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان مجھے چھوڑیں پلیز، مجھے گھر جلدی جانا ہے، آج کچھ مہمان آ رہے ہیں، میرا گھر میں موجود ہونا ضروری ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے تحمل سے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے ارمان خان سے التجا کی۔۔۔۔۔

" کیوں تم نے کھانا بنانا ہے، تمہیں دیکھ کر مجھے لگتا ہے بلکہ پورا یقین ہے تمہیں انڈا بھی بوائل نہیں کرنا آتا ہو گا آخر کو تمہارے ماں باپ نے اتنا بگاڑ جو رکھا ہے تمہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے پھر سے طنز کیا تھا نینا کو اب سچ میں ارمان خان کا طنز آگ لگا گیا تھا۔۔۔۔

"مسٹر خان تمیز کے دائرے میں رہیں آپ میرے ماں باپ کو کچھ مت کہیں وہ مجھ سے بے حد محبت کرتے ہیں، اس لئے کبھی انہوں نے مجھ سے کوئی کام نہیں کروایا۔۔۔"

نینا اتراتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" اوہ، اچھا یعنی کہ محبت کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ انسان کو ٹوٹلی بگاڑ دیا جائے، تمہارے نزدیک محبت کا یہ فلسفہ ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے ایک اور بھگو کر طنز مارا تھا اسی اثناء میں نینا کا فون بجا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں میرے بابا کا فون ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے ٹیبل پر پڑے فون پر رضوان صاحب کا نمبر جگمگاتے دیکھا اور ارمان خان سے کہا ارمان خان نے نینا کو زچ کرتے پھر زور سے اپنے بانہوں میں بھینچا تھا، فون کی رنگ بج بج کر خاموش ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے جانے دیں بابا نے آج بہت سختی سے مجھے گھر جلدی آنے کو کہا تھا، میرا مہمانوں سے پہلے پہنچنا ضروری ہے۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی تھی ارمان خان کے ماتھے کی بل اچانک ہی گہرے ہوئے تھے۔۔۔۔

" ایسے کون سے مہمان ہیں جن کے آنے سے پہلے تمہارا پہنچنا ضروری ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

"مسٹر خان ظاہر سی بات ہے لڑکا مجھے دیکھنے آرہا ہے، تو میرا موجود ہونا ضروری ہے۔۔۔۔"

نینا غصے سے اونچی آواز میں بولی تو ارمان خان کا پارہ ساتویں اسمان پر پہنچا تھا، پورا بدن تانبے کی مانند سلگ اٹھا تھا۔۔۔۔

" کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو یک دم چھوڑ تا دھاڑا تھا نینا ارمان خان کا غصہ دیکھ کر اپنی جلد بازی پر پچھتائی تھی۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان کام ڈاؤن، وہ صرف مجھے دیکھنے آ رہا ہے بابا نے بہت منت سماجت کی ہے میری اس رشتے کے لئے، جب سے میں نے فراز چوہدری کے خلاف میڈیا میں بیان دیا تھا بابا مجھے لے کر اوور سینسٹیو ہو گئے ہیں، اس لئے بابا نے اپنے دوست کی فیملی کو ڈنر پر بلوایا ہے۔۔۔۔۔"

" سب کچھ تو میری مرضی کے مطابق ہو رہا ہے میں لڑکے سے مل کر کہہ دوں گی کہ مجھے پسند نہیں آیا، یہ صرف فارمیلیٹی ہے، میں صرف بابا کی خاطر تیار ہوئی ہوں، وہ پچھلے کچھ دنوں سے بے حد انسسٹ کر رہے تھے تو مجھے حامی بھرنی پڑی۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی سرخ آنکھیں اور سنجیدہ چہرہ دیکھ کر جلدی سے ایک ہی سانس میں وضاحت دے گئ ارمان خان نے زوردار مکا دیوار پر مارا تھا، ارمان خان کے ماتھے کی ویینز صاف ظاہر ہو رہی تھیں، پھولی ہوئی سانس سرخ لال انگارہ آنکھیں ارمان خان کا اتنا

ایکسٹریم ری ایکشن دیکھ کر نینا ڈر گئی، ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔

" نینا ارمان خانزادہ تم صرف میری ہو، سر سے لے کر پاؤں تک صرف میری ہو، میری ملکیت ہو، تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی کسی کے سامنے جانے کا سوچنے کی بھی۔۔۔۔"

ارمان دونوں ہاتھوں سے نینا کے گرد مضبوط ڈھال بناتے ہوئے دھاڑا۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان، میں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں، میں آپ کی ملکیت کیسے ہو سکتی ہوں، ملکیت تو پراپرٹی ہوتی ہے۔۔۔۔"

نینا اپنے ڈر پر قابو پاتی بظاہر مضبوط لہجے میں ناگواریت سے بولی تھی، اسے ارمان خان کا خود کو بار بار اپنی ملکیت کہنا سخت زہر لگتا تھا۔۔۔۔

" مسسز ارمان خانزادہ تم میری ملکیت ہو اور پوری دنیا میں ارمان خان کی ملکیت صرف اس کی نینا ہے، ارمان خان اس کے علاوہ نہ کسی چیز پر نہ ہی کسی انسان پر اپنا حق سمجھتا ہے، لیکن تم پر سر سے لے کر پاؤں تک، تمہاری ہر سانس پر صرف ارمان خانزادہ کا حق ہے۔۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر جھکتا اس کی کلائیوں کو اپنی وحشی گرفت میں سختی سے جکڑتا اس کی سانسوں کو شدت سے اپنی سانسوں میں قید کر چکا تھا، نینا کی بات سے ارمان خان کے پورے بدن میں چونٹیاں رینگ رہی تھیں، نینا کیسے کسی کے سامنے جا سکتی تھی، ارمان خان کی بیوی اس کی غیرت ہونے کے باوجود اس نے کیسے یہ فیصلہ لیا تھا۔۔۔۔

ارمان خان کا پورا وجود جل کر خاکستر ہو رہا تھا، اب اسے ٹھنڈا نینا کی قربت ہی کر سکتی تھی، وہ اپنے اشتعال پر قابو پاتا اپنا اشتعال نینا کے ہی نازک ہونٹوں پر اتار رہا تھا، اسے باور کروا رہا تھا وہ صرف اس کی ہے، ارمان خان نے کیبن کا دروازہ بھی اندر سے لاک کر لیا تھا یعنی کہ اس کا نینا کو اتنی جلدی چھوڑنے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔۔

ارمان خان نینا کے ہونٹوں کو رہائی دیتا اس کی گردن پر شدت سے جھک کر پھر سے اس کی سانسوں میں تال میل چھڑ چکا تھا نینا کی گردن نینا کے دل کے مقام پر اپنا شدت بڑا لمس

بکھیر تا وہ دوبارہ سے نینا کے ہونٹوں پر جھک کر اس کی سانسوں سے کھلواڑ شروع کر چکا تھا۔۔۔۔۔

نینا نے پوری مزاحمت کی تھی یہاں تک کہ اپنا سنیکرز پہنا پاؤں زور سے ارمان خان کی ٹانگ پر مارا تھا جبکہ وہ بڑی ہوشیاری سے اس کی ٹانگوں کو بھی اپنی ٹانگوں سے لاک کر چکا تھا، اب بے بسی کے شدید احساس سے نینا کے آنکھوں سے جل تھل آنسو بہنا شروع ہو چکے تھے مگر ارمان خان بنا پرواہ کیے اپنی من مانیاں کر رہا تھا بلکہ اس کی بے باک گستاخیوں میں بھی اضافہ ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

ایک ہاتھ کافی بے باکی سے اس کے بدن کے ہر حصے کو محسوس کرتا نینا کو احساس دلا رہا تھا کہ اس پر اس سے زیادہ حق اب کسی اور کا ہے، چاہے وہ چاہے یا نہ چاہے اس کے جسم جان کا مالک ارمان خانزادہ ہے، یہی احساس نینا کو بے بسی اور نفرت کی انتہا پر لے جا رہا تھا۔۔۔

اپنے لمس سے وہ نینا کو اچھی طرح احساس دلا چکا تھا کہ نینا اور اس کا رشتہ کتنا گہرا ہے، وہ صرف اس کی ہے، سر سے لے کر پاؤں تک صرف اس کی ہے، دروازہ نوک ہونے پر ارمان خان نینا سے الگ ہوا تھا۔۔۔۔

نینا روتے ہوئے ارمان خانزادہ کو گلابی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی ارمان خان کے دیکھنے پر نفرت سے نگاہیں پھیر لی تھیں اس نے، نینا جلدی سے آگے بڑھتی دروازہ کھولنے لگی تھی کہ ارمان خان نے کلائی سے پکڑ کر اسے روکا تھا۔۔۔۔

" رکو مسسز خانزادہ میں خود تمہیں چھوڑ کر آؤں گا، آخر کو میری بیوی کو لڑکا جو دیکھنے آرہا ہے یہ نیک فریضہ مجھے اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینا ہو گا اسی حلیے میں جاؤ گی اس کے سامنے یا پھر چینج کرو گی، میرا مشورہ ہے اسی حلیے میں چلی جانا یقیناً پہلی نظر میں ہی پسند کر لے گا وہ تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان سرخ آنکھوں سے ایک ایک لفظ چباتا ہوا نینا کے سراپے پر گہری نظر ڈالتا ہوا بولا۔۔۔۔

" میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔"

نینا چیختی اور دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکل گئی تھی ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتا نینا کے پیچھے گیا تھا نینا اپنی گاڑی کے دروازے کا لاک کھولتی اندر بیٹھنے ہی لگی تھی جب ارمان خانزادہ نے اسے کلائی سے پکڑ کر ایسا کرنے سے روکا۔۔۔۔

" چھوڑیں مجھے مسٹر خان، آپ انتہائی سفاک انسان ہیں، مجھے آپ اپنا پپٹ سمجھتے ہیں جس کے ساتھ جب چاہے آپ کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔۔۔۔"

نینا شدتِ غم سے چیختی تھی۔۔۔۔

" نینا اپنی حد میں رہو، تم سے محبت کرتا ہوں اس لیے تمہیں ڈھیل دے رکھی ہے میں نے، جس دن میں نے تمہاری طنابیں کھینچی، تم منہ کے بل گرو گی اور کیا کہہ رہی ہو میں نے پپٹ سمجھا ہے تمہیں۔۔۔۔۔"

" میں کھیلتا ہوں تمہارے ساتھ، تمہیں کتنے دن ہو گئے ہیں میرے نکاح میں آئے ہوئے، تمہارے ساتھ کھیلنا ہوتا تو نہ جانے کتنی دفعہ اپنے بستر پہ لے جا کر تم سے کھیل چکا ہوتا، اس

کیلئے تم مجھے منع نہیں کر سکتی تھی، اتنا حق رکھنے کے باوجود میں رکا ہوں صرف اس لیے کہ تم سے شدید محبت کرتا ہوں ورنہ تم جو کرتی پھرتی ہو۔۔۔۔۔"

" جس طرح کے حلیے میں تم یوں باہر گھومتی ہو تو تمہارا حل ایک ہی ہے، تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جسے تم ڈیزرو کرتی ہو، غلطی میری ہے تمہیں ضرورت سے زیادہ سر پر چڑھا رکھا ہے لیکن فکر نہ کرو، کرتا ہوں تمہارا علاج۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے پاگل ہو رہا تھا، اس لیے غصے میں کافی سخت لفظ استعمال کر گیا تھا، نینا کے پرپوزل کے متعلق سن کر اوپر سے نینا کے ایٹیٹیوڈ پر ارمان خان غصے سے پاگل ہو رہا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان میں نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔۔۔"

نینا چلائی تھی۔۔۔۔

" یہ نفرت کا پہاڑ اتم بعد میں پڑھ لینا، پہلے میرے ساتھ چلو تمہارے مہمان ویٹ کر رہے ہوں گے میری گاڑی میں چلو تمہارے گھر کا راستہ یہاں سے آدھے گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے، میں تمہیں دس منٹ میں پہنچاؤں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر دوڑائی تھی۔۔۔۔

" آخر کو میری بیوی کو دیکھنے لڑکا جو آیا ہوا ہے۔۔۔۔"

ارمان نے گاڑی کے بونٹ پر مکا مارا تھا، خانزادہ خون تھا ارمان خان کے اندر نینا اس کی عزت تھی وہ پاگل ہو رہا تھا، نینا آج بن سنور کر کسی غیر مرد کے سامنے جانے والی تھی، اگر اسے پتہ نہ چلتا تو یقیناً نینا اس کے سامنے جاتی اور ایک غیر مرد اسے اپنے لئے اوپر سے نیچے تک دیکھتا، ارمان خان کی وینز پھٹنے کے قریب تھیں جیسے۔۔۔۔۔

" آج میں تمہیں وقت سے پہلے پہنچاؤں گا نینا ڈارلنگ، بہت اہم دن ہے تمہارے لئے، ہے نا۔۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے بولتا نینا کو کلائی سے دبوچ کر اپنی گاڑی میں دھکیلتا گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا، واقعی میں ارمان خان نے آدھے گھنٹے کا راستہ دس منٹ میں طے کیا تھا ارمان خان نے نینا کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تو نینا جلدی سے گاڑی سے اترتی گیٹ عبور کر گئی تھی۔۔۔۔

نینا جب گھر پہنچی تو مہمان آ چکے تھے وہ سامنے لاؤنج میں ہی بیٹھے ہوئے تھے رضوان صاحب کے اپنے دوست سے بہت قریبی تعلقات تھے، ان کا بیٹا امریکہ میں جوب کرتا تھا، کافی ٹھیک ٹھاک فیملی تھی، لڑکا بھی آج کل امریکہ سے آیا ہوا تھا اس لیے ساتھ ہی تھا۔۔۔۔۔

روحان فوزیہ بیگم سب ہی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے نینا نے آگے بڑھ کر سب کو سلام کیا تھا لڑکے کی آنکھوں میں کافی ستائش تھی نینا کے لیے بلکہ اسے نینا بہت پسند آگئی تھی، نینا کی خوبصورتی سے کافی امپریس ہوا تھا وہ، اس نے کافی گہری نظروں سے نینا کو اوپر سے نیچے تک دیکھا تھا۔۔۔۔۔

اس نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے نینا کو ستائش بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے کو بڑھایا تھا، دونوں فیملیز کافی ماڈرن تھیں، لڑکا امریکہ سے تھا تو کافی آزاد خیالات کا مالک تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے نینا ہاتھ آگے بڑھاتی ارمان خان کی انٹری ہوئی تھی، نینا فق چہرے کے ساتھ ارمان خان کو دیکھ رہی تھی باقی سب بھی حیران و پریشان ارمان خانزادہ کو دیکھ رہے تھے

زرمینے زنان خانے کے لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھی جب باسط خان اندر داخل ہوا تھا، باسط خان کو دیکھ کر زرمینے کا رنگ سرخ ہوا، دل کی دھڑکن نے خوف سے سپیڈ پکڑی تھی، زرمینے کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرے۔۔۔۔

اسی لئے اپنے بدن کی کپکپاہٹ پر قابو پاتی صوفے سے اٹھتی وہ اندر جانے لگی کہ باسط خان کی پکار پر رکی تھی، باسط خان اس کے عین مقابل آن کھڑا ہوا تھا، وہ اپنی مونچھوں کو بل دیتے گہری نظروں سے زرمینے کو دیکھنے لگا۔۔۔۔

زرمینے اس وقت بلیک کلر کے ڈریس میں موجود تھی، بلیک ہی کلر کا بڑا سا دوپٹہ سر پر اچھی طرح اوڑھ رکھا تھا، دوپٹے کے حالے میں اس کی سفید رنگت بہت نمایاں ہو رہی تھی، براؤن لائٹ کرلی بالوں کی لٹیں دوپٹے سے جھانکتی چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔۔۔

زرمینے کا بدن لرز رہا تھا جسے باسط خان اچھی طرح محسوس کر رہا تھا وہ نظریں جھکائے کھڑی تھی، چہرے پر سرخیاں گھلی ہوئی تھیں، زرمینے کو بخار تھا جس کی وجہ سے چہرہ بخار کی حدت

سے سرخ پڑ رہا تھا اور اب باسط خان کے گہری نظروں سے دیکھنے پر وہ بہت سرخ ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

رخصتی کا سن کر زرمینے کو ڈر اور خوف کی وجہ سے پھر سے بخار ہو گیا تھا، پچھلے دو دن سے کافی تیز بخار تھا، آج طبیعت سنبھلی تو زرمینے کمرے سے نکل کر زنان خانے کے لاؤنج میں آئی تھی، اسے لگا تھا باسط خان شہر چلا گیا ہے، اسے ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ باسط خان ادھر ہی موجود ہے تو کبھی وہ اپنے کمرے سے باہر نہ نکلتی۔۔۔۔

" خانم کس سے چھپتی پھرتی ہو۔۔۔۔۔؟؟؟

باسط خان زرمینے کے قریب ہوتا گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

" نن۔۔۔۔ نہیں سس۔۔۔۔ سائیں، کسی سے بھی نہیں، و۔۔۔۔ وہ مم۔۔۔۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے۔۔۔۔"

زر مینے اپنی انگلیاں چٹخاتی بہت نروس تھی الفاظ بھی کانپتے ہوئے ادا کر رہی تھی باسط خان نے غرور سے اور مسکراتے ہوئے اپنی مردانہ شال گلے میں جھٹکتے ہوئے زر مینے کو گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

اسے زر مینے کا خوف سے کانپنا بہت پسند تھا، پتہ نہیں باسط خان کی کون سی حس کی تسکین ہوتی تھی مگر اسے سکون محسوس ہوتا تھا ارمان خان کی جان سے بھی پیاری بہن کو ایسے دیکھنے میں، باسط خان کے لیے زر مینے صرف ارمان خان کی بہن تھی۔۔۔۔

" زر مینے خانم اس کا حساب تو میں تم سے بعد میں ملوں گا، آج مجھے دو دن ہوئے ہیں یہاں آئے ہوئے، یہاں تمہیں میری ضرورت کا سامان بننا تھا مگر تمہیں اپنے فرائض کا احساس نہیں۔۔۔"

باسط خان نے زر مینے کو گھورتے ہوئے سرد آواز میں کہا تو زر مینے کی ہتھیلیاں نم ہوئی تھیں باسط خان نے اچھی طرح زر مینے کو اس کی اوقات یاد دلا دی تھی کہ وہ اس کے لیے صرف اس کی ضرورت کا سامان ہے۔۔۔۔

ویسے تو ہر دفعہ اپنی قربت اور باتوں سے وہ اسے اچھی طرح اپنی زندگی میں اس کی اوقات یاد دلاتا رہتا تھا زرمینے کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے جسے وہ بہت مشکل سے پیچھے کو دھکیلنے لگی کیونکہ باسط خان کو اس کے آنسوؤں سے سخت نفرت تھی۔۔۔۔۔

" آج حویلی کے مردان خانے میں میرے دوستوں کی دعوت ہے میں چاہتا ہوں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہ ہو، اس لیے سارا کھانے کا ارینج تم اپنی نگرانی میں کرواؤ گی، کسی قسم کی بھی کمی یا کوتاہی ہوئی تو حساب تمہیں ساری رات میری بانہوں میں دینا پڑے گا۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو کلائی سے پکڑتے خود کی قریب کرتا سرد انداز میں مخاطب ہوا تھا باسط خان اچھی طرح جانتا تھا زرمینے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، کل رات کو وہ زنان خانے میں آیا تھا زرمینے سے قہوہ بنانے کو کہنے کے لئے، آبگینہ خانم نے اسے بتایا تھا کہ زرمینے کو بخار ہے۔۔۔۔۔

وہ سو رہی ہے لیکن اگر وہ چاہتا ہے تو وہ اسے اٹھا دیتی ہیں کیونکہ حویلی میں مردوں کے کسی کام کو انکار نہیں کیا جا سکتا تھا، مرد بھی وہ جو عورت کا مالک ہو لیکن باسط خان نے منع کر دیا تھا،

باسط خان کے دوستوں کی دعوت کا مطلب تھا پورا سالم بکرا تیار کرنا اور بھی کئی قسم کی ڈشیز تھیں۔۔۔۔

جو باسط خان نے بنانے کو کہا تھا، ویسے تو حویلی میں درجنوں کے حساب سے ملازمائیں تھیں ایسی دعوت ہوتی تو سب مل کر کھانا بناتی تھیں زیادہ تر کچن کا کام بھی ملازمائیں کرتی تھیں مگر حویلی کی عورتوں کو سب کچھ آتا تھا۔۔۔۔۔

وہ ککنگ میں ماہر تھیں نہ صرف ککنگ میں بلکہ سلائی کڑھائی ہر چیز میں آگے تھیں، کچن میں کھانا بناتے وقت بھی کوئی نہ کوئی گھر کی عورت موجود ہوتی کہ مردان خانے میں موجود مرد کو کسی قسم کی کمی کا احساس نہ ہو، جب تک وہ کھانا نہ کھا لیتے زنان خانے میں عورتیں باندھی بن کر کھڑی ہوتیں۔۔۔۔

باسط خان نے جان بوجھ کر زرمینے کو یہ دعوت سنبھالنے کو کہا تھا اسے اذیت دینے کا موقع وہ کیسے ہاتھ سے جانے دے سکتا تھا، زرمینے نے کانپتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا اور کچن کی طرف چل پڑی، باسط خان نے اچھا خاصا اہتمام کرنے کو کہا تھا۔۔۔۔

کچن میں حویلی کی آدھی سے زائد ملازمائیں دعوت کا انتظام کر رہی تھیں زرمینے نے ایک ایک چیز اپنی نگرانی میں بنوائی تھی بلکہ بہت سی ڈشیز اپنے ہاتھ سے بنائی تھیں حویلی کے زنان خانے کے سائیڈ پر پیچھے بنے ہوئے صحن میں بھی چولہے رکھ کر کچھ ڈشیز بنائی جا رہی تھیں۔۔۔۔

صبح سے رات ہو گئی تھی مگر کام ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا باسط خان کے درجن سے زائد دوستوں کے لیے کھانا بنانا تھا حویلی کے باقی مردوں کے لیے بھی کھانا بنانا تھا، کافی مقدار میں کھانا تیار کیا جا رہا تھا زرمینے تھک کر چور ہو گئی تھی، بخار پھر سے زرمینے کے وجود میں سرائیت کر رہا تھا مگر زرمینے بے حس بنی سارا کام کر رہی تھی۔۔۔۔۔

آبگینہ خانم نے اسے تھوڑی دیر آرام کرنے کو کہا مگر وہ نہیں مانی تھی باسط خان کا حکم تھا وہ کیسے آرام کرتی، آبگینہ خانم اچھے سے جانتی تھیں کہ باسط خان نے اسے دعوت کا انتظام کرنے کو کہا ہے اس لیے انہوں نے زیادہ اصرار نہیں کیا تھا، اس وقت زرمینے کی طبیعت سے کہیں زیادہ باسط خان کا حکم اہمیت رکھتا تھا۔۔۔۔

اس لیے وہ سرد آہ بھرتی خاموشی سے اپنے آنسو اندر اتارتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں جب تک باسط خان کے دوستوں نے کھانا نہیں کھالیا تھا، زرمینے کچن میں موجود رہی تھی جب سب کچھ ہو گیا تو زرمینے اپنا نقاہت بھرا وجود لیے کمرے میں جانے ہی لگی تھی۔۔۔۔

جب غنچہ باسط خان کا پیغام لے کر آئی تھی کہ باسط خان نے زرمینے سے سب کیلئے قہوہ بنانے کو کہا ہے، زرمینے گہرے سانس خارج کرتی اپنے نقاہت زدہ وجود کو گھسیٹتے ہوئے قہوہ بنانے کی تیاری کرنے لگی، زرمینے نے قہوہ بنا کر اسے پیالیوں میں ڈال کر غنچہ کے ہاتھ مردان خانے میں بھجوایا تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنے کانپتے اور کمزور وجود کو سنبھلنے دیا تھا مگر کمزوری کے احساس سے شدید چکر آرہے تھے، صبح سے کچھ کھایا ہی نہیں تھا باسط خان کا ڈر اور خوف ہی اتنا تھا کہ دعوت میں کوئی کمی کوتاہی نہ رہ جائے، اس لئے صرف کھانا بنانے میں لگی رہی وہ ،اس سے پہلے زرمینے چکر کھا کر گرتی باسط خان نے اسے تھاما تھا اور اسے اپنے مضبوط حصار میں لیا تھا۔۔۔

" کیا ہوا خانم مجھ سے بچنے کا کوئی طریقہ ڈھونڈا جا رہا ہے۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کو سینے سے لگائے اس کی پشت کو سہلاتے سرگوشی نما آواز میں کہا۔۔۔۔

" تمہارے بھائی کو کیا لگتا ہے وہ تمہاری رخصتی رکوا کر تمہیں مجھ سے بچا سکتا ہے، کتنا معصوم ہے نہ تمہارا بھائی۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو خود سے الگ کرتا اسے دیوار سے لگائے طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔

" رخصتی ہو یا نہ ہو تمہیں میرے شر سے کوئی نہیں بچا سکتا زرمینے خانم، میں تو رخصتی صرف اس لئے کروانا چاہتا ہوں جب ارمان خانزادہ تمہیں روز میرے کمرے سے زخمی وجود لیے نکلتے دیکھے گا، تو اسے کیسا لگے گا، یقیناً مرنے والا ہو جائے گا، اپنی بے بسی پر پھڑ پھڑا کر رہ جائے گا مگر افسوس کچھ نہیں کر سکے گا سوائے تمہیں تسلی دینے کے۔۔۔۔۔"

باسط خان انتہائی نفرت بھرے انداز میں پھنکارا تو زرمینے کا رنگ زرد پڑا تھا پہلو میں دل ڈوب کر ابھرا تھا، ریڑھ کی ہڈی میں خوف سے سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی، ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔۔

اپنی آنکھیں بڑی کیئے ان میں آنسو بھرے وہ باسط خان کو دیکھ رہی تھی اور ایسے میں وہ باسط خان کو بہت خوبصورت لگی تھی، باسط خان نے زرمینے کو کلائی سے کھینچ کر خود کے پھر سے قریب کیا تھا۔۔۔۔۔

" بڑی ادائیں آگئی ہیں اپنے مرد کو قابو کرنے کی مگر افسوس خانم کوئی فائیدہ نہیں مجھ پر تمہاری اداؤں کا کوئی اثر ہونے والا نہیں، دس منٹ میں میرے کمرے میں پہنچو، ویسے تو مجھے تمہارے بدن کی مہک بہت پسند ہے مگر اس وقت تم سے کچن کے مسالوں کی بدبو آرہی ہے تو کمرے میں آنے سے پہلے اچھی طرح خود کو سنوار کر آنا، دس منٹ کا مطلب دس منٹ۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو خود میں بھینچے سرد آواز میں بولا اور پھر اسے چھوڑتا کچن سے نکل گیا۔۔۔۔۔

زرمینے خود کے وجود کو سمیٹتی مرے ہوئے قدموں سے اپنے کمرے کی جانب چل دی تھی، زرمینے نے کمرے میں جا کر گرم پانی سے شاور لیا تھا، شاور لیتے وقت زرمینے کی سسکیاں گونج رہی تھیں، زرمینے اپنے ہاتھوں سے اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹتی شاور کے نیچے کھڑی تھی، اچھی طرح شاور لینے کے بعد زرمینے نے باسط خان کی پسند کا لال رنگ کا جوڑا پہنا تھا۔۔۔

اپنے بالوں کو ہلکا سا ڈرائے کر کے چھوڑ دیا تھا، باسط خان کو اس کی گیلی زلفیں بہت پسند تھیں، کانپتے ہاتھوں سے ریڈ لپسٹک سے سے خود کے ہونٹوں کو سجایا تھا، بے بسی کے احساس سے زرمینے کے آنسو پلکوں کی باڑ توڑتے باہر کو آ رہے تھے۔۔۔

جنہیں وہ بار بار بے دردی سے صاف کر رہی تھی، لال سوٹ کھلے بالوں میں ریڈ لپسٹک لگائے وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی زرمینے کافی سحر انہ نقوش کی حامل تھی، اتنا میٹھا حسن تھا اس کا، پتھر سے پتھر دل انسان کو بھی ہلا کر رکھ دے۔۔۔

اس کے دل کی دنیا میں ہلچل مچا دے، باسط خان کا دل شاید یہاں پر موجود پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت تھا، جو اتنے معصوم دل کو اپنے پاؤں تلے ہر دم کچلتا تھا، زرمینے نے بڑی سی سفید چادر سے خود کو اچھی طرح ڈھانپا تھا اور ایک دفعہ آئینے میں دیکھ کر پھر سے رو دی تھی،

زر مینے اپنے آنسو صاف کرتی مردان خانے میں بنے باسط خان کے کمرے کی طرف چل دی۔۔۔۔

باسط خان کمرے میں موجود آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بازو کے کف کے بٹن کھول رہا تھا، جب کمرے کا دروازہ کلک کی آواز سے کھلا تو باسط خان کے مونچھوں تلے عنابی لب گہرے مسکرائے تھے زر مینے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی اور کانپتے ہاتھوں سے دروازہ لاک کرتی باسط خان کی طرف بڑھی۔۔۔۔

باسط خان گہری نظروں سے زر مینے کو دیکھ رہا تھا، جو بڑی سی چادر میں لپٹی آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی باسط خان کی طرف بڑھ رہی تھی باسط خان کے قریب آکر وہ نظریں جھکا کر کھڑی ہو گئی باسط خان نے اسے چادر اتارنے کو کہا۔۔۔۔۔

زر مینے نے خاموشی سے چادر اتار کر ایک سائیڈ پر رکھ دی اب زر مینے کھلے گیلے بالوں میں بنا کوئی دوپٹہ لیے سرخ لباس میں ہونٹوں پر لال لپسٹک سجائے کھڑی تھی، باسط خان کچھ پل کیلئے اس کا حسن دیکھ کر مبہوت رہ گیا تھا۔۔۔۔

زر مینے نظریں جھکائے ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی یہ کانپنا خوف سے نہیں کمزوری اور نقاہت کے باعث تھا باسط خان نے محسوس کیا اس کے چہرے پر اب سرخی کی بجائے زردیاں گھلی ہوئی تھیں باسط خان بے تابی سے آگے بڑھتا اسے اپنی بانہوں میں قید کر گیا تھا۔۔۔۔۔

باسط خان کو زر مینے کا بدن بہت ٹھنڈ الگا تھا باسط خان ہر چیز اگنور کر تا سفاک بنا زر مینے کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں کو خود کی سانسوں میں بہت ظالمانہ طریقے سے جکڑ گیا تھا، زر مینے میں آج تو بالکل بھی سکت نہیں تھی کہ وہ مزاحمت کرتی۔۔۔۔

اس نے خود کو باسط خان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا باسط خان قطرہ قطرہ اس کی سانسوں کو خود کے اندر انڈیل رہا تھا باسط خان بالکل مدہوش ہو چکا تھا، زر مینے کے پاس آ کر باسط خان یوں ہی مدہوش ہو جاتا تھا۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں زر مینے کا بدن بالکل بے جان اور ڈھیلا ہو چکا تھا جسے محسوس کرتے باسط خان نے اسے چھوڑا تو وہ باسط خان کی بانہوں میں جھول گئی۔۔۔۔

" زر مینے، زر مینے۔۔۔۔۔"

باسط خان نے اسے بانہوں میں لیا، اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے بہت پریشانی کے عالم میں اسے پکارا، باسط خان نے اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ پر لٹایا تھا، زر مینے بے ہوش اور بے حس و حرکت پڑی تھی باسط خان کافی دیر تک لب بھینچے زر مینے کو دیکھتا رہا۔۔۔۔

اپنا خوبصورت سورج کی کرنوں جیسا وجود لیے وہ اس کے سامنے بے ہوش پڑی تھی باسط خان یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا باسط خان نے پیار سے اپنی انگلیاں اس کی چہرے پر پھیری تھیں۔۔۔۔

" تم بہت خوبصورت ہو خانم، شاید تم میرے دل میں جگہ بنا لیتی مگر تمہیں دیکھ کر صرف میرے اندر نفرت کا احساس جاگتا ہے، تمہارے بھائی نے مجھ سے آج تک سب کچھ چھینا مگر نیناشاہ کو نہیں چھیننا چاہیے تھا، بہت پسند کرتا تھا میں اسے۔۔۔۔"

" میری محبت ہے وہ جسے ارمان خان نے مجھ سے چھین لیا، تم جتنی بھی خوبصورت اور معصوم ہو مگر نینا جتنی خوبصورت نہیں ہو سکتی، بہت نمکین حسن ہے نینا کا، نینا کی ادائیں بھولا پن خود سے لاپرواہی اور کانفیڈنس اسے سب سے منفرد بناتا ہے۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو دیکھتے ہوئے نینا کے بارے میں سوچ رہا تھا یہ صحیح تھا نینا بہت خوبصورت تھی حویلی میں موجود تمام عورتوں سے زیادہ نینا خوبصورت تھی مگر زرمینے بھی کم نہیں تھی اگر نینا میں سادگی اور بھولا پن تھا تو زرمینے میں معصومیت تھی۔۔۔۔

اس کا معصوم سا دل تھا لیکن باسط خان اپنی نفرت میں زرمینے کے معصوم دل کے ہر بار ٹکڑے کر دیتا تھا لیکن ایک وقت آنا تھا باسط خان کا اپنا دل بھی کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا تھا، باسط خان نے گہری سوچ میں گم اپنی شعلہ بار اور نفرت بھری نگاہیں زرمینے پر ٹکائی ہوئی تھیں۔۔۔۔

" میں نینا کو کبھی نہیں بھول سکتا اس لئے تمہیں اپنے بھائی کا حساب پل پل دینا پڑے گا۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے باہر چلا گیا تھا۔

سب حیرانگی سے ارمان خانزادہ کو دیکھ رہے تھے، ارمان خان نے اپنی قہر بھری نظروں سے نینا کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا تھا نینا تو بلکل ساکت تھی ارمان خانزادہ کو اپنے گھر میں دیکھ کر، روحان رضوان صاحب ارمان خانزادہ کو اپنے گھر دیکھ کر الجھن بھرے انداز میں کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔

" ایکسکیوزمی کون ہیں آپ اور ہمارے گھر میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

روحان نے آگے بڑھتے ارمان خان کو گھورتے ہوئے سوال کیا تھا روحان نے ارمان خان کو پہچان لیا تھا کہ یہ رمل خان کا بھائی ہے، روحان نے ارمان خان کو ہاسپیٹل میں رمل کے ساتھ دیکھا تھا مگر یہ یہاں پر کیا کر رہا ہے، روحان تعجب بھری نظروں سے ارمان کو دیکھ رہا تھا، ارمان خان روحان کے سوال پر مسکرایا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کے پرپوزل کیلئے آئے لڑکے سے اپنا ہاتھ ملایا تھا جسے اس نے حیران ہوتے تھام لیا، نینا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے، وہ بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ارمان خان یوں اس کے گھر آ جائے گا۔۔۔۔۔

" میرا نام ارمان خانزادہ ہے، نینا کا شوہر۔۔۔۔"

ارمان نے مسکراتے ہوئے اس لڑکے سے اپنا تعارف کروایا تھا، ارمان خان نے اپنی سرخ لال انگارہ آنکھوں سے گھورتے ہوئے اپنے ہاتھ کا دباؤ اس کے ہاتھ پر بڑھایا تو اسے اپنا ہاتھ ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا اس نے ارمان خان کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا مگر وہ اپنا ہاتھ چھڑوا نہ سکا۔۔۔۔۔

ارمان خان شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا، ابھی تو یہ ہاتھ نینا کے ہاتھ سے ٹچ نہیں ہوا تھا اگر ٹچ ہو جاتا تو نا جانے آج ارمان خان اس کے ہاتھ کے ساتھ کیا کرتا، سب شاک کی کیفیت میں اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔۔

" کیا بکواس کر رہے ہو یہ۔۔۔۔۔"

روحان آگے بڑھتا ارمان خان کو کالر سے پکڑ چکا تھا ارمان خان نے ایک ہی جھٹکے میں اپنا کالر چھڑوایا۔۔۔۔

" بکواس نہیں کر رہا جو حقیقت ہے وہی بتا رہا ہوں نینا اور میں نکاح کر چکے ہیں، کیوں نینا ڈارلنگ تم نے ابھی تک بتایا نہیں میرے اور اپنے نکاح کے بارے میں۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے نینا کو گھورتے ہوئے کہا ارمان خان کا بس نہیں چل رہا تھا نینا کی جان لے لے، نینا کے اس لڑکے کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ نے ارمان خان کو آگ لگا دی تھی، یوں بے پردگی میں غیر مرد کے سامنے کھڑی تھی وہ اور مرد بھی وہ جو اسے آج اپنے لیے پسند کرنے آیا تھا۔۔۔۔۔

غم و غصے میں پاگل تو ہونا تھا ارمان خان نے، ارمان خان بہت مشکل سے اپنے اشتعال پر قابو پا رہا تھا جو نینا کو دیکھ کر مسلسل بڑھ رہا تھا، اب سب نینا کی طرف متوجہ ہو چکے تھے نینا نے اپنے

خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے اپنی نظریں جھکائیں تو رضوان صاحب نے خود کو سنبھالتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا تھا۔۔۔

نینا کی شرمندگی سے جھکی نظریں سب کہہ گئی تھیں، روحان نے بھی بے یقینی اور دکھ بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا، رضوان صاحب کے دوست اور ان کی فیملی غصے سے وہاں سے چلی گئ، اب لاؤنج میں ارمان خان اور نینا کی فیملی موجود تھی۔۔۔۔

" بابا میری بات سنیں، میں نے یہ نکاح مجبوری میں کیا ہے۔۔۔"

نینا رضوان صاحب کی طرف بڑھی تھی۔۔۔۔

" چٹاخ۔۔۔"

نینا کے منہ پر پڑنے والے تھپڑ سے سب شوکڈ ہو گئے تھے نینا گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے رضوان صاحب کو دیکھ رہی تھی، ارمان خان نے ضبط کے مارے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں وہ

نینا پر جتنا مرضی غصہ تھا مگر رضوان صاحب کا تھپڑ مارنا ارمان خان سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

ارمان خان نے بہت مشکل سے خود پر کنٹرول کیا تھا اگر رضوان شاہ نینا کا باپ نہ ہوتا تو ارمان خان اس تھپڑ کی سزا بہت بھیانک دیتا، روحان یک دم تڑپتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

" بابا یہ کیا کیا آپ نے۔۔۔۔"

روحان نے آگے بڑھ کر نینا کو بازو کے حلقے میں لیا تھا نینا ابھی تک بے یقینی سے آنکھوں میں آنسو لیے رضوان صاحب کو دیکھ رہی تھی، آج تک انہوں نے اس سے اونچی آواز میں بات تک نہ کی تھی اور آج یوں سب کے سامنے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔۔۔

" تم مجھ سے پوچھ رہے روحان کہ میں نے کیا کیا ہے، اس لیے اسے میں نے اتنا پیار دیا تھا اتنی محبت دی تھی، اتنی آزادی دی تھی اتنا مان دیا تھا کہ یہ ایک دن میرے بھروسے کو توڑ دے، تم سے کہیں زیادہ محبت دی تھی اسے، تم سے زیادہ مان دیا تھا اسے، بیٹی نہیں بیٹے سے بڑھ کر سمجھتا تھا اور اس نے کیا کیا۔۔۔۔"

" میرا مان میرا غرور، سب توڑ دیا آج پتا چلا بیٹی ہونے پر باپ کے کاندھے کیوں جھک جاتے ہیں، اس کے پیدا ہونے پر میں خوشی سے پھولے نہیں سمایا تھا، میرے کاندھے فخر سے تن گئے تھے مگر آج اس نے میرے کاندھے جھکا دیے ہیں۔۔۔۔"

رضوان صاحب دکھ سے بولے تو نینا سسکتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔

" مجھے لگتا تھا نینا میرا نام روشن کرے گی کیونکہ میری نینا عام لڑکیوں کی طرح نہیں تھی، وہ سادہ دل ہے معصوم ہے دوسروں کا دکھ درد سمجھتی ہے، اس لیے اسے وکیل بنانا چاہتا تھا لیکن مجھے نہیں پتا تھا کہ ایک دن ہم سب سے چھپ کر نکاح کر کے کسی کی بیوی بن کر آ جائے گی یہ۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب کی باتوں پر نینا منہ ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔۔۔۔

" بابا پلیز آپ مجھ سے ناراض نہ ہو، میں آپ کو بتاتی ہوں میں نے یہ نکاح کیوں کیا۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے آگے بڑھی تھی رضوان صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا تھا۔۔۔

" بس نینا آج کے بعد تم سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، میں ابھی اور اسی وقت تم سے ہر تعلق ختم کرتا ہوں اور تمہاری رخصتی کرتا ہوں۔۔۔"

رضوان صاحب حتمی لہجے میں اپنا فیصلہ سناتے ہوئے گرجے تھے۔۔۔

" بابا یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ، نینا کی بات تو سنیں۔۔۔"

روحان آگے بڑھ کر رضوان صاحب کو سمجھانے لگا۔۔۔

" نہیں بابا آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے یوں، مجھ سے تعلق نہیں توڑ سکتے اور رخصتی کا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔۔"

نینا بے تحاشا روتے ہوئے بولی۔۔۔

" کیوں تم نے نکاح کیا ہمیں صرف دکھ دینے کے لیے کیا تھا، نکاح کیا ہے تو رخصتی بھی ہو گی اور یہ رونے کا ڈرامہ مت کرو میں نے آج تک تمہاری کوئی بات نہیں ٹالی، اس لیے آج کیسے میں تمہاری خواہش سے پیچھے ہٹ سکتا ہوں، اپنے شوہر کو لو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب سفاکی سے بولتے نینا سے ہر تعلق ختم کر گئے تھے۔۔۔۔

" میں مسٹر خان کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔"

نینا بہت اونچی آواز میں چلائی تھی نینا کے یوں چلانے پر رضوان صاحب کا غصہ اور بڑھا تھا ہمیشہ وہ نینا کی بدتمیزیاں اس کا چلانا برداشت کرتے تھے، اسے کچھ نہیں کہتے تھے کیونکہ خود سے کہیں زیادہ نینا سے محبت کرتے تھے۔۔۔۔۔

مگر آج ان کا دل نینا کی طرف سے سخت ہو چکا تھا، آج نینا کا چلانا اور رونا رضوان صاحب کو طیش میں مبتلا کر گیا تھا، رضوان صاحب غصے اور اشتعال میں نینا کی طرف بڑھے ہی تھے کہ ارمان خان ان کے سامنے آیا۔۔۔۔

" آپ ایک بار اسے تھپڑ مار چکے ہیں اب اور نہیں، یہ اب نینا شاہ نہیں مسسز ارمان خانزادہ ہے، ارمان خانزادہ کی بیوی ہے اور ارمان خانزادہ کے ہوتے ہوئے نینا کو کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔"

ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتا رضوان صاحب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد انداز میں بولا تھا۔۔۔

" مسٹر خان آپ ہوتے کون ہیں میرے بابا سے ایسے بات کرنے والے وہ مجھے ماریں یا کچھ بھی کریں آپ کا کوئی حق نہیں ہے مجھ پر، سنا آپ نے۔۔۔۔"

نینا حلق کے بل چیخی تھی ارمان خان نے لب بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پاتے نینا کی بد تمیزی برداشت کی تھی۔۔۔

" روحان اس لڑکی کو بولو اپنے شوہر کو لے اور نکل جائے میرے گھر سے۔۔۔۔"

رضوان صاحب سرد انداز میں گرجے تھے۔۔۔۔

" پلیز رضوان ایک دفعہ نینا کی بات سن لیں۔۔۔۔"

فوزیہ بیگم روتے ہوئے رضوان صاحب سے التجاء کرنے لگیں۔۔۔۔

" مجھے کسی کی بھی بات نہیں سننی، نینا اس گھر میں نہیں رہے گی آج سے میرا کوئی تعلق نہیں نینا سے، یہ مر گئی ہے میرے لیے۔۔۔۔"

رضوان صاحب نے سخت الفاظ میں اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔۔۔

" نہیں بابا ایسا مت بولیں۔۔۔۔"

نینا سسکی تھی۔۔۔۔

" بابا پلیز ایسا مت کریں، ہم کیسے اپنی نینا کو یوں کسی اجنبی انسان کے ساتھ جانے دے سکتے ہیں۔۔۔۔"

روحان ارمان خان کو گھورتا ہوا رضوان صاحب سے التجاء کرنے لگا۔۔۔۔

" یہ اجنبی نہیں شوہر ہے نینا کا، اجنبی ہم ہیں نینا کے لیے، یہ میرا آخری فیصلہ ہے، نینا کا آج کے بعد مجھ سے اور اس گھر سے کوئی تعلق نہیں ہو گا اگر اس گھر میں کسی نے بھی نینا سے کوئی تعلق رکھا یا پھر اسے روکنے کی کوشش کی تو میرا امر اہوا منہ دیکھے گا۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب ٹھوس لہجے میں کہتے ہوئے اندر چلے گئے اور فوزیہ بیگم کو بھی سخت لہجے میں اندر چلنے کو کہا، وہ روتی ہوئیں نینا کو دیکھتی ہوئیں رضوان صاحب کے پیچھے چلی گئیں۔۔۔۔

" بابا پلیز ایسا مت کریں۔۔۔۔"

نینا چیخی تھی نینا کے ایسے رونے پر ارمان خان کے دل کو کچھ ہو رہا تھا، وہ یہ سب کچھ ایسے نہیں چاہتا تھا مگر یہ بھی سچ تھا وہ نینا کو خود سے دور ایک پل بھی نہیں رکھ سکتا تھا، ارمان خان نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر جھنجھلاتے ہوئے نینا کے آنسو دیکھے تھے، اسے شاید اگر دنیا میں کسی چیز سے نفرت تھی وہ نینا کے آنسو تھے۔۔۔۔

" روحان۔۔۔۔"

نینا روحان کی طرف مڑی، روتے ہوئے اسے پکارا، روحان نے بے بسی سے نینا کی طرف دیکھا تھا، اسے یاد نہیں تھا نینا کبھی اتنا روئی ہو، اس کی آنکھ سے ذرا سا آنسو نکلنے پر رضوان

صاحب تڑپ اٹھتے تھے اور آج اس کے بے تحاشا رونے پر وہ کٹھور بن چکے تھے، روحان کا دل تڑپ رہا تھا نینا کو یوں دیکھ کر مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔۔

وہ جانتا تھا رضوان صاحب کو وہ کوئی بھی فیصلہ کر لیتے تھے پھر وہ پیچھے نہیں ہٹتے تھے اگر انہوں نے مرنے کی دھمکی دی تھی تو وہ ایسا کر سکتے تھے، جو بھی تھا وہ رضوان صاحب کی حکم عدولی نہیں کر سکتا تھا، روحان بھی دل میں نینا کے نکاح کرنے پر اس سے بہت ناراض تھا۔۔۔۔

اتنا تو اپنی بہن کو سمجھتا تھا کہ صدا کی جذباتی بے وقوف ہے، اس نے یہ نکاح بھی کسی جلد بازی اور بے وقوفی کی وجہ سے ہی کیا ہو گا یا پھر نینا اس آدمی کو پسند کرتی ہو گی۔۔۔۔

" نکاح اتنا بڑا فیصلہ ہے نینا جتنی بھی ناسمجھ ہو نکاح کیسے بنا سوچے سمجھے کر سکتی ہے۔۔۔۔"

روحان کو اس ٹائم کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے روحان کو رضوان صاحب اپنی جگہ ٹھیک لگے تھے، روحان کو بھی نینا پہ بہت غصہ آ رہا تھا جی کر رہا تھا نینا کی شکل نہ دیکھے، پھر بھی وہ اس کی چھوٹی بہن تھی اسے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا وہ۔۔۔۔

نینا نے یہ نکاح کیوں کیا اس کا تو پتہ وہ لگا کے رہے گا، وہ یہ سوچ چکا تھا نینا کی پل پل کی خبر رکھے گا مگر ابھی کے لیے اسے رضوان صاحب کی بات ماننی تھی، ورنہ وہ پتہ نہیں کیا کرتے۔۔۔۔

" کیوں کیا نینا تم نے ایسا، تم نے کبھی مجھے اپنا نہیں سمجھا بڑا بھائی ہوں تمہارا، اگر تمہیں یہ انسان پسند تھا۔۔۔۔"

روحان نے ارمان خان کی طرف اشارہ کیا۔۔۔۔

" مجھے ایک دفعہ تو بتاتی، میں خود تمہارا نکاح کرواتا مگر یوں نہ کرتی تم۔۔۔۔۔"

روحان آنکھوں میں آنسو لیے شکوہ بھرے لہجے میں نینا سے بولا اور پھر خاموشی سے گھر سے نکل گیا تھا نینا ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر رو پڑی تھی۔۔۔۔۔

" چلو نینا۔۔۔۔

ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کو اپنے بازو کے حلقے میں لیا تھا نینا نے ایک ہی جھٹکے میں خود کو چھڑوایا تھا۔۔۔۔

" میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی سنا آپ نے۔۔۔۔"

نینا چیخی تھی۔۔۔۔

" تو پھر کہاں جاؤ گی تمہیں اس گھر میں اب کوئی رکھنے کو تیار نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" کہیں بھی چلی جاؤں گی سڑک پر رہ لوں گی مگر یہ آپ کی بھول ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔۔"

نینا نفرت سے پھنکار رہی تھی۔۔۔۔

" نینا میرے ضبط کو مت آزماؤں سمجھی تم، خاموشی سے میرے ساتھ چلو، مجھے زبردستی کرنے پر مجبور مت کرو بہت سختی سے پیش آؤں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے پاس آکر سرد مگر دبی دبی آواز میں دھمکی دی تھی۔۔۔۔۔

" کیا کریں گے آپ ماریں گے مجھے تو پھر ماریں مجھے، آپ نے مجھے مار ہی تو دیا ہے، میرے گھر والوں کی نظروں میں۔۔۔۔"

نینا نے روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان ارمان سے کہا تو ارمان کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

" دیکھو میری جان میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا میں تمہارے بابا کو منالوں گا انہیں ساری حقیقت بتادوں گا، ابھی میرے ساتھ گھر چلو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بہت پیار بھرے لہجے میں کہا۔۔۔۔

" اگر آپ نے سب ٹھیک کرنا ہوتا تو خراب ہی کیوں کرتے اور یہ آپ کی بھول ہے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گی، میں نے کہا نہ کہیں بھی رہ لوں گی سڑک پر رہ لوں گی رائمہ عباسی کے پاس چلی جاؤں گی وہ مجھے ضرور اپنے گھر میں جگہ دے دیں گی، میرے پاس اپنے لیے بہت سے ٹھکانے ہیں مجھے ایک مرد کی ضرورت نہیں اور آپ کی تو بالکل بھی نہیں۔۔۔"

نینا ارمان خان کے ہاتھ جھٹکتی ہوئی نفرت سے پھنکاری تھی رائمہ عباسی کا نام سن کر ارمان خان کے سینے میں دہکتی ہوئی آگ بھڑکی تھی، دماغ جھنجنا اٹھا تھا، لہو دماغ میں گردش کرنے لگا تھا جیسے، نینا رائمہ عباسی کا نام لے کر انجانے میں ارمان خان کو طیش میں مبتلا کر چکی تھی ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کا منہ دبوچا تھا۔۔۔۔

" تمہاری انہی حرکتوں کی وجہ سے میں مجبور ہوا، یہ سب کرنے کو ورنہ میں یہ سب کچھ بہت اچھے طریقے سے ہینڈل کر لیتا، تم نے مجھے مجبور کیا کہ میں آج یہاں آ کر سب کو اپنے اور تمہاری رشتے کی متعلق بتاؤں، اب اگر تمہاری آواز نکلی میرے سامنے، اونچا بولی تم تو تمہاری زبان میں حلق سے کھینچ لوں گا۔۔۔"

" کیا کہہ رہی ہو رائمہ عباسی کے پاس جاؤ گی مس نینا ارمان خان آج کے بعد تم میری اجازت کے بغیر میرے گھر سے قدم بھی نہیں نکال سکو گی، آج تک جتنی آزادی کی زندگی جینی تھی جی لی اب تم ارمان خانزادہ کی بیوی ہو، اب تمہیں میرے اصولوں کے مطابق زندگی گزارنی پڑے گی۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کا منہ دبوچے غرایا تھا نینا کو کلائی سے پکڑ کر کھینچتا ہوا وہ باہر لایا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے، مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا۔۔۔"

نینا ارمان خان کے ساتھ گھسیٹے ہوئے چلا رہی تھی ارمان خان نے سنی ان سنی کرتے اسے گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر دھکیلا تھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے اس کا رخ اپنے اپارٹمنٹ کی طرف موڑا تھا۔۔۔

پورے راستے گاڑی میں نینا کی سسکیاں اور چیخیں گونج رہی تھیں ارمان خان لب دانتوں میں پیوست کیے بہت ریش ڈائیونگ کر رہا تھا گاڑی جب گیٹ پر رکی تو ارمان خان گاڑی سے نکلتا نینا کو کلائی سے پکڑ کر کھینچ کر باہر نکال گیا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے، میں مر جاؤں گی پر آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔۔۔۔۔"

نینا پوری قوت سے چلائی تھی ارمان خان نے اپنے ماتھے کو سہلاتے ہوئے نینا کو یوں حلق پھاڑ کر چیختے دیکھا تھا ارمان خان نینا کو کلائی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے گیٹ سے اندر لاتے ہوئے راہداری عبور کرتا مین دروازے کے لاک کو کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

بیڈ روم میں لے جا کر اس نے نینا کو جھٹکے سے بیڈ پر دھکا دیا تھا نینا اوندھے منہ بیڈ پر جا گری تھی، نینا سسک سسک کر رو پڑی تھی، نینا سیدھی ہوتی چلائی تھی۔۔۔۔۔

" مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا، میں مر جاؤں گی مگر آپ کو اپنے شوہر کا درجہ کبھی نہیں دوں گی، میں اس دھوکے کے نکاح کو نہیں مانتی۔۔۔۔۔"

نینا چیخی تھی ارمان خان اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتا اپنے اشتعال پر قابو پاتا نینا کو چلاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، ارمان خان نے کہاں دیکھا تھا عورت کا یوں چلانا اور عورت بھی وہ جو بیوی ہو، حویلی میں اس کی بہنیں، مائیں جب بھی بولتیں بہت مدھم اور میٹھے لہجے میں بولتیں۔۔۔۔۔

چاہے ان کے ساتھ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو جاتا، اُففففف تک نہیں نکلتی تھی ان کے منہ سے، وہ جانتا تھا یہ نکاح جن بھی حالات میں ہوا تھا نینا کو ٹائم چاہیے اس نکاح کو تسلیم کرنے کے لیے مگر جو بھی تھا وہ نینا کو اپنی بیوی سمجھتا تھا۔۔۔۔۔

اپنی عزت سمجھتا تھا اپنی ملکیت سمجھتا تھا ارمان خان کے لیے نینا اس کی محبت کے ساتھ بیوی بھی تھی، اس کی عورت تھی، اس نے ہمیشہ حویلی کے مردوں کو دیکھا تھا جو اپنی عورت کو خود کے سامنے جی کے علاوہ کچھ اور بولنے ہی نہیں دیتے تھے۔۔۔۔

اور اگر غلطی سے بھی ان کے منہ سے جی کے علاوہ کچھ نکل جاتا تو بہت بھیانک سزا ملتی تھی، ارمان خان میں بھی وہی خون تھا، نینا سے شدید محبت اسے کچھ کہنے اور کرنے نہیں دیتی تھی مگر نینا کا یہ رویہ ارمان خان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا پھر بھی وہ اپنی عادت کے برعکس برداشت کر رہا تھا۔۔۔۔

ورنہ وہ دو منٹ میں نینا کی چلتی زبان کو بریک لگا دیتا ارمان خان اپنے غصے اور اشتعال پر قابو پاتے ہوئے باہر جانے لگا تھا جب نینا بیڈ سے اٹھ کر اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی۔۔۔۔

" آپ کو کیا لگتا ہے، آپ مجھے یہاں قید رکھیں گے اور میں یہاں رہ لوں گی، مسٹر خان یہ آپ کی خام خیالی ہے، نینا شاہ نام ہے میرا میں کبھی بھی یہاں نہیں رہوں گی، میں آپ کے گھر سے بھاگ جاؤں گی اور جو آپ نے مجھ سے دھوکے سے نکاح کیا ہے میں آپ پر

حریسمنٹ کا کیس کروں گی، دھوکہ دہی کا کیس کروں گی، حبس بے جا میں رکھنے کا کیس کروں گی۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے نفرت سے غرائی تھی ارمان خان نے نینا کا گلابی آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا، آنکھیں رونے کی وجہ سے گلابی سی ہو رہی تھیں ناک اور گال سرخ ہو رہے تھے، پورا وجود ہچکیوں کی زد میں تھا۔۔۔۔۔
نینا سسکتے ہوئے ہچکیاں لیتے ہوئے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی ارمان خان کے دل کی بیٹ مس ہوئی تھی اس کی دھمکیوں پر ارمان خان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہے میری جان یہ سب کچھ کر لینا اور بھی کوئی کیس بنتے ہیں تو وہ بھی کر لینا لیکن ابھی کے لیے خود کو ریلیکس کرو یہ رونا بند کرو۔۔۔۔۔"
ارمان خان نے پیار سے نینا کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے کہا تو نینا نے ارمان کا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔۔

" مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا مجھے طلاق چاہیے ابھی اور اسی وقت۔۔۔۔"

نینا ہچکیاں لیتے ہوئے بولی ارمان خان کے ماتھے کے بل نمایاں ہوئے تھے چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔۔۔۔

" دیکھو نینا میں نے اس دن بھی کہا تھا کہ طلاق کا لفظ منہ سے مت نکالنا لیکن تم نے میری بات کو سیریس نہیں لیا ابھی مجھے غصہ مت دلاؤ جتنا میرا دماغ تپا ہوا ہے، یہ میں ہی جانتا ہوں خوامخواہ تم میرے غصے کا نشانہ بن جاؤ گی، ابھی جا کر سو جاؤ مجھے بھی سونے دو، ہم کل بات کریں گے، لیکن میں تمہیں کبھی چھوڑوں گا یا پھر تم میری مرضی کے بغیر اس گھر سے باہر قدم نکالو گی تو یہ تمہاری بھول ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے نرم لہجے میں کہا تھا ورنہ نینا کے منہ سے طلاق کا لفظ سن کر ارمان خان کی رگیں پھٹنے والی ہو گئی تھیں، آج صبح رائمہ عباسی نے جو بکواس کی تھی وہ سوچ کر بھی ارمان خان کا دماغ جھنجھنا اٹھتا تھا پھر نینا کو رائمہ عباسی کے آفس میں دیکھ کر ارمان خان کے اشتعال میں اور اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔

نینا کی ڈریسنگ سے بھی ارمان خان کا خون جلا تھا اس کے بعد رہی سہی کسر نینا کے پرپوزل نے پوری کر دی تھی اگر ارمان خان نینا سے محبت نہ کرتا ہوتا تو یقیناً نینا کو وہ ایسی سزا دیتا کہ اس کی روح کانپ جاتی، ارمان خان خود پر قابو پاتا باہر جانے لگا جب نینا کے الفاظ ارمان خان کی سماعتوں سے ٹکرائے تھے۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ سے طلاق ہر حال میں لے کر رہوں گی، آپ دیکھیے گا عدالت مجھے ایک ہی ہیرنگ میں آپ سے خلع دے دے گی اگر آپ نہیں چاہتے میں آپ کی عزت کا تماشا بناؤں، تو ابھی اور اسی وقت مجھے طلاق دے دیں، ورنہ میں آپ کو میڈیا میں بھی گھسیٹوں گی، آپ منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔۔۔۔۔"

نینا اپنی ضد اور ہٹ دھرمی پر ہنوز قائم تھی ارمان خان کے نرمی سے بولنے پر نینا حلق پھاڑ کر چلاتے بولی ارمان خان کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں ارمان خان ایک ہی جست میں نینا تک پہنچا اور نینا کو بالوں سے دبوچتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

شدت سے اس کے ہونٹوں پر جھکتا وہ نینا کی بولتی بند کر چکا تھا نینا نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بھرپور مزاحمت کی تھی نینا نے اپنے ناخنوں سے ارمان خان کی گردن کو نشانہ بنایا تھا، مگر ارمان خان شدت سے نینا کے ہونٹوں پر جھکا ہوا تھا ارمان خان نے ہلکا کٹ لگا کر نینا کو چھوڑا تو نینا کی ہچکیوں میں اضافہ ہوا تھا۔۔۔۔۔

نینا اپنا تنفس درست کرتی ہچکیوں کے ساتھ ارمان خان کو نفرت سے دیکھ رہی تھی، ارمان خان رخ پلٹ کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سختی سے اپنا لب دانتوں میں پیوست کیے اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔۔۔۔۔

" نینا اب میں تمہارے منہ سے اس طرح کے الفاظ نہ سنوں ابھی تو بخش دیا ہے ورنہ اس طرح سے تمہاری سانسوں پر حملہ کروں گا کہ تم تڑپتی رہ جاؤ گی اور میں تمہاری ساری سانسیں چرا لوں گا، تم پر رحم نہیں کروں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں پر نرمی سے انگوٹھا پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

" ایک دفعہ نہیں سو دفعہ بولوں گی، مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا مجھے آپ سے طلاق چاہیے۔۔۔۔"

نینا ضدی لہجے میں بولی تھی مگر اب کی دفعہ نینا کی آواز نیچی تھی ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے نینا کو گھورا تھا دوسرے ہی پل نینا کو کلائی سے پکڑ کر بیڈ پر پھینکا تھا اور ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا وہ اس پر مکمل حاوی ہوا تھا، پوری طرح ارمان خان نے نینا پر قابو پایا تھا ارمان خان نینا پر پوری طرح جھکا ہوا تھا، ارمان خان کی گرم آنچ دیتی سانسیں نینا کے چہرے کو بھی آنچ دے رہی تھیں۔۔۔۔

" مسٹر خان ہٹیں مجھ پر سے، مجھے سانس نہیں آ رہی۔۔۔۔"

نینا پوری قوت سے ارمان خان کے حصار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی مگر ایک انچ بھی وہ ارمان خان کو خود پر سے کھسکا نہیں سکی تھی۔۔۔۔

" نیناڈارلنگ جتنا میں تمہیں ڈھیٹ بدتمیز ضدی سمجھتا تھا تم اس سے کہیں زیادہ ڈھیٹ ہو، میں نے تمہارے بارے میں ایک اندازہ لگایا ہے تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی اور کیا کہہ رہی ہو کہ تمہیں سانس نہیں آ رہی، تمہاری نازک مزاجی آج میں اچھے سے ختم کر دوں گا، پھر تمہیں سانس بھی آئے گی اور تمہاری برداشت کی حد بھی بڑھ جائے گی، آئیندہ تم مجھ سے اونچا بولتے ہوئے سو بار سوچو گی۔۔۔۔۔"

ارمان خان یہ کہتے ہوئے نینا کے ہونٹوں پر جھک کر نینا کی سانسوں کو بہت بری طرح اپنی سانسوں میں قید کرنے لگا نینا نے اب کی بار اپنے ناخنوں کا استعمال ارمان خان کے منہ پر کیا تھا، ارمان خان نینا کے ہونٹوں کو چھوڑتا تھوڑا اوپر ہوتا نینا کی کلائیوں کو اپنی وحشی گرفت میں جکڑتے ہوئے تکیہ پر پن کر گیا تھا اور پھر سے نینا کے ہونٹوں پر جھکا تھا وہ۔۔۔۔۔

اب کا لمس پہلے جیسا بالکل نہیں تھا بلکہ بہت جنونی انداز میں ارمان خان اس کے ہونٹوں پر جھکتا انھیں اپنی دسترس میں لے کر اس کی سانسوں کو خود کے اندر انڈیلتا ہوا اپنا غصہ اور

اشتعال نینا کے نازک ہونٹوں پر اتار رہا تھا، نینا اس کی گرفت میں زخمی پرندے کی طرح پھڑ پھڑا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔

کافی دیر تک ارمان خان نینا کے ہونٹوں پر اپنا جنون اتار تا رہا نینا کی سانسیں مدھم پڑنے پر ارمان خان نے اسے چھوڑا تو نینا کے ہونٹوں پر گہرا کٹ موجود تھا، ارمان خان نے تھوڑا اوپر ہو کر اسے سانس لینے کا موقع دیا تھا مگر اس کی کلائیاں ابھی تک ارمان خان کی گرفت میں تھیں۔۔۔۔۔

نینا لمبے لمبے سانس لیتی ارمان خان کو پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی بلکہ خوفزدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی، گلابی خوبصورت چہرہ رونے سے اور خوبصورت ہو گیا تھا ہیزل گرے آنکھوں کی خوبصورتی اور بڑھ جاتی جب نینا بڑی آنکھیں کر کے خوفزدہ نگاہوں سے دیکھتی۔۔۔۔۔

ارمان خان کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی بلکہ سرپٹ دوڑ رہی تھی کیونکہ نینا کے اتنے قریب آ کر ارمان خان کے پورے وجود میں نینا کے خوبصورت وجود کو مکمل حاصل کرنے کی طلب بڑی شدت سے جاگ گئی تھی دل میں، اس خواہش کو پورا کرنے کے لیے دل پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا جیسے۔۔۔۔

ارمان خان پاگل ہوا تھا نینا کو مکمل حاصل کرنے کے لیے کوئی کسی سے اتنی محبت کرے اور اس کے پاس آکر رک جائے، یہ کیسے ممکن تھا ارمان خان نے سرد گہری آہ بھری تھی۔۔۔

تم میرے سامنے ہو سچ ہے یا خواب ہے کوئی
چپکے چپکے نہ جانے کب تو دل میں ہے آئی
بن کے خوشبو تو میری زندگی میں سمائی

ہونٹ خاموش ہے آنکھیں کچھ بولتی ہیں
پیار کا راز یہ تم پر کھولتی ہیں
دھڑکنوں میں میری تم اس طرح کھو گئے ہو
کہہ رہی ہیں میری سانسیں تم میرے ہو گئے ہو

میں جہاں جاؤں جدھر بھی تو مجھے آئے نظر
میں نے اقرار کیا ہے تیرا ہے باقی اوہ میرے ساتھی
میں نے چاہا ہے تم کو دل کی گہرائیوں سے

تیری خاطر لڑا ہوں خود کی تنہائیوں سے
ہم نشیں تم سے کوئی کہیں نہیں
تھوڑا سا پیار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی""

ارمان خان اس پر جھکا اس کی ہیزل گرین آنکھوں کو دیکھ رہا تھا نینا اپنی سانس درست کرتی اپنی آنکھوں کو پھیلائے ارمان خان کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی، نینا کا رونا اور ہچکیاں ختم ہو چکی تھیں ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

" لگتا ہے عقل آگئی ہے تمہیں، آج کے لیے اتنا ڈوز کافی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے زخمی ہونٹوں پر پیار سے اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

" ویسے جانم تم میں ایک نشہ ہے اوففففف کتنا سرور ملا ہے مجھے میں بتا نہیں سکتا، جتنا غصے میں تھا تمہارے ذرا سے قریب آنے پر میرا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہے، تمہیں ایک ٹپ دیتا ہوں آگے چل کر تمہارے کام آئے گی، جب بھی مجھے غصہ آئے، تم میرے پاس آجانا منٹوں میں ٹھنڈا ہو جاؤں گا۔۔۔۔"

ارمان خان دوبارہ سے نینا کے ہونٹوں پر جھکا تھا مگر اب کی بار ارمان خان کے لمس میں بہت نرمی تھی جیسے اپنی زبان سے مرہم لگا رہا ہو، اس بار نینا نے کوئی مزاحمت نہیں کی تھی، وہ واقعی میں ارمان خان کی شدت سے ڈر گئی تھی۔۔۔۔

ارمان خان کافی دیر تک نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چومتا رہا ارمان خان کو اس بات کا احساس تھا کہ اس نے کافی شدت اس کے نرم و نازک ہونٹوں پر دکھا دی ہے، ارمان خان نے نرمی سے اس کے ہونٹوں کو چھوڑتے ہوئے اس کے گال پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا تھا۔۔۔۔۔

" نیناڈارلنگ آئیندہ تم نے مجھ سے طلاق کی بات کی یا پھر بد تمیزی کی میں صرف تمہارے ہونٹوں پر اپنا حق نہیں جتاؤں گا بلکہ پوری طرح اپنا حق تم سے لوں گا جو کہ میں بہت پیار اور تمہاری رضامندی سے لینا چاہتا ہوں، وہ پھر میں زبردستی لوں گا۔۔۔۔۔"

" جو شدت میں نے تمہارے نازک ہونٹوں پر دکھائی ہے وہ میں تمہارے پورے خوبصورت بدن پر دکھاؤں گا، اور ٹرسٹ می جان، مہینوں میری شدت کے نشان تمہارے خوبصورت بدن سے نہیں جائیں گے، تو آئیندہ تم یہ الفاظ بولتے ہوئے سو بار سوچنا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو نرم مگر سرد لہجے میں وارن کرتا اس کے اوپر سے اٹھا تھا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا، وہ اگر تھوڑی دیر اور رکتا تو وہ واقعی میں نینا سے اپنا حق زبردستی لے لیتا لیکن نینا کی مرضی کے بغیر وہ ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا اور یہ بھی ایک حقیقت تھی۔۔۔۔۔

نینا جب اس کے نکاح میں نہیں تھی تو وہ اس کی قربت کے لئے تڑپتا تھا دیوانہ تھا اسے پانے کے لئے اور آج اس کے نکاح میں تھی وہ، اس کے گھر میں اس کے بیڈ روم میں تھی، وہ کیسے خود پر قابو پا رہا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔۔۔

نینا کے اتنے قریب جا کر اور اس کی سانسوں اور اس کے بدن کی خوشبو سے خود کو مہکانے کے بعد ارمان خان نینا کی قربت کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ پیاسا ہو چکا تھا، وہ اچھی طرح جانتا تھا آج کی رات اس پر بڑی بھاری پڑنے والی ہے اور پتہ نہیں کتنی راتیں اسے نینا کے بغیر گزارنی تھیں کیونکہ اسے اپنی بیوی سے کوئی خاص امید نہیں تھی کہ وہ اتنی جلدی پگھلے گی۔۔۔۔

وہ نینا کے ساتھ نرمی برتنا چاہتا تھا مگر وہ اسے موقع ہی نہیں دے رہی تھی کچھ نہ کچھ ایسا کر ڈالتی، کچھ نہ کچھ ایسا بول ڈالتی کہ ارمان نہ چاہتے ہوئے بھی اس پر غصہ کر ڈالتا، کیونکہ وہ نرمی کی زبان سمجھتی ہی نہیں تھی ارمان خان گہری سانس بھرتا کمرے سے نکل آیا تھا نینا ارمان خان کے کمرے سے جانے کے بعد تکیے میں منہ چھپا کر سسکتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر ارمان خان آپ نے جو میرے ساتھ کیا، اس کا حساب آپ کو دینا پڑے گا میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے خود سے بول رہی تھی ارمان خان نے کمرے سے باہر آکر اپنا کوٹ اتار کر لاؤنج میں پڑے صوفے پر اچھالا تھا، صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ کر سرد سانس کھینچتے خود پر قابو پانے لگا، نینا کی قربت کا نشہ پورے وجود میں چھا رہا تھا۔۔۔

ارمان خان شرٹ کے بٹن کھولتا اندر کی تڑپ اور گھٹن کو کم کرنے کی کوشش کرنے لگا، کافی دیر تک جب اس میں کامیاب نہ ہو سکا تو دوسرے کمرے میں چلا گیا تاکہ شاور لے کر اپنی

بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کر سکے، ارمان خان فریش ہو کر باہر آیا تو ابھی تک نینا کی سسکیاں ارمان خان کو سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔

ارمان خان لمبا سانس لیتا باہر لاؤنج میں پڑے صوفے پر ہی لیٹ گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا، اس کی تیس مار خان بیوی کبھی بھی کچھ بھی کر سکتی ہے، ارمان خان آنکھوں پر بازو رکھے نینا کی سسکیاں کافی دیر تک بے چینی سے سنتا رہا تھا، اس کی سسکیوں کی آواز آنا بند ہوئی تو ارمان خان کی بے چینی ختم ہوئی تھی ارمان خان شکر ادا کرتا سونے کی تیاری کرنے لگا۔۔۔۔۔

صبح ارمان خان کی آنکھ کھلی تو سامنے ہی نینا مین اینٹری والے ڈور کے ہینڈل کے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھی ارمان خان نے تاسف بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

" نیناڈارلنگ یہ ڈور چابی سے کھلے گا اور چابی میرے پاس ہے۔۔۔۔"

ارمان خان بلند آواز میں بولا تو نینا کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا نینا ہڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

" ویسے صبح صبح اتنے شاندار حلیے میں کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان صوفے سے اٹھتا نینا کے پاس آ کر اس کے لباس کو تنقیدی نگاہوں سے دیکھتا ہوا بھولا تھا نینا نے کل والا ہی ڈریس پہن رکھا تھا مگر ابھی وہ جیکٹ کے بغیر تھی، اس وقت وہ

کھلے بکھرے بالوں میں وائٹ پینٹ اور سکائے سلیو لیس بہت شارٹ ٹی شرٹ میں ملبوس، اپنے بکھرے سے حلیے میں اپنے حسن سے لاپرواہ اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

" جہاں بھی میں جاؤں آپ کو کیا، آپ کون ہوتے ہیں مجھ سے پوچھنے والے۔۔۔۔"

نینا نے تڑخ کر جواب دیا۔۔۔۔

" ویسے میں تمہیں رات کو اچھی طرح احساس دلا چکا ہوں کہ میں تمہارا کون ہوتا ہوں، لگتا ہے تمہیں ابھی بھی سمجھ نہیں آیا، روم میں چلو جو کسر رات کو رہ گئی تھی وہ ابھی پوری کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑا تھا، نینا کا رنگ زرد پڑا تھا۔۔۔۔

" مم۔۔۔۔مجھے یونیورسٹی جانا ہے۔۔۔۔"

نینا نظریں جھکائے اپنے لب کاٹتی اپنے آنسو چھپاتی بولی، ارمان خان نے اس کی ہیزل گرے آنکھوں میں آنسو دیکھ لئے تھے ارمان خان نے لمبا سانس کھینچا تھا اس کے آنسو دیکھ کر۔۔۔۔

" ٹھیک ہے چلی جانا مگر اس حلیے میں تم باہر نہیں جا سکتی۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد انداز میں نینا کی ڈریسنگ کو گھورا تھا۔۔۔۔

" کیوں کیا ہوا میری ڈریسنگ کو۔۔۔۔"

نینا کاٹ دار لہجے میں بولی ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر دروازے کے ساتھ لگایا۔۔۔۔

" تمہیں اس فضول سی بے ہودہ ڈریسنگ میں دیکھ کر میں اپنے ہوش کھو رہا ہوں، سوچو جب میرا یہ حال ہے تو باہر مردوں کا کیا حال ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے جسم کے نشیب و فراز پر اپنی آنکھیں گاڑھتا ہوا انتہائی سرد اور بے باک لہجے میں بولا تو نینا کا غصے اور خفت سے رنگ سرخ پڑا تھا۔۔۔

" اوہ، مجھے نہیں پتہ تھا کہ دنیا میں سارے مرد آپ جیسے بے ہودہ اور فضول ہیں۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کی بات کا جواب اسی کے انداز میں دیا تو ارمان خان نے لب بھینچ کر نینا کی بات کا کڑوا گھونٹ پیا تھا۔۔۔

" لگتا ہے تمہارے ہونٹ کا زخم کافی ٹھیک ہو گیا ہے نیناڈارلنگ، ہے نا۔۔۔"

ارمان خان نینا کے ہونٹوں کے بالکل قریب آکر سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان مجھ سے دور رہیں۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی تھی۔۔۔

" رات کو بھی سمجھایا تھا کہ مجھ سے بات کرتے وقت سوچ سمجھ کر بولا کرو، میں تمہاری بد تمیزیاں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی گردن پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے مدھوش ہوا اور پھر جا بجا دیوانوں کی طرح اپنے ہونٹ نینا کی گردن پر ثبت کرنے لگا نینا نے ارمان خان کو پوری قوت سے پیچھے کیا تو ارمان خان مسکراتے ہوئے پیچھا ہٹا تھا۔۔۔۔

" صبح صبح تو میری جان زیادہ خوبصورت اور زیادہ خوشبودار ہو جاتی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے کلائی سے پکڑ کر نینا کو خود سے قریب کرتے اس کی گردن میں منہ چھپا کر نینا کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا ارمان خان بہک رہا تھا وہ واقعی میں صبح صبح ارمان خان کو بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

" ویسے میں ناشتہ بہت اسپیشل قسم کا کرتا ہوں بہت شاندار مگر تم ناشتے میں مجھے بس ڈھیر ساری کیسز دے دینا، میرا اسی سے پیٹ بھر جائے گا اور تمہاری ناشتہ بنانے سے جان چھوٹ جائے گی۔۔۔۔"

ارمان خان شرارت بھرے لہجے میں کہتا ہوا نینا کے ہونٹوں پر جھکتے شدت سے کس کرتے ہوئے پیچھے ہوا۔۔۔۔

" یہ آپ کی بھول ہے مسٹر خان میں کبھی آپ کے لئے ناشتہ بناؤں گی یا پھر آپ کو کس کروں گی۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ اپنے ہونٹوں کی نمی اپنے ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرائی تھی۔۔۔۔

" یہ تو وقت بتائے گا تم کیا کیا کرو گی فی الحال اندر چلو میں نے تمہارے لئے ڈریسز رات کو ہی آرڈر کر دیے تھے ابھی کچھ دیر تک آجائیں گے، ان میں سے ایک ڈریس پہن کر یونیورسٹی چلی جانا مگر یونیورسٹی سے سیدھا تم گھر آؤ گی سمجھی تم۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے اسے حکم دیا تھا نینا کچھ پل ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔۔۔۔

" جی بالکل میں ایسا ہی کروں گی جیسا آپ کہیں گے۔۔۔۔"

نینا ایک ایک لفظ چبا کر بولتی ہوئی اپنے روم میں چلی گئی تھی ارمان خان اس کے اتنا جلدی ماننے پر حیران ہوا تھا۔۔۔

ارمان خان کچن میں جا کر فریج کھول کر کافی دیر تک سوچتا رہا کہ وہ ناشتے میں کیا بنائے کیونکہ ارمان خان کو کچھ خاص بنانا نہیں آتا تھا سوائے کافی بنانے کے، ارمان خان نے گھر میں ایک میل کک رکھا ہوا تھا جو باقی سارے کام بھی کرتا تھا۔۔۔۔

مگر نینا کی وجہ سے ارمان خان کو اسے نکالنا پڑا اور اسے ایک عورت کا اریج کرنے کو کہا جو کھانا بنانا جانتی ہو کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس کی بیوی کو سوائے زبان چلانے اور الٹی سیدھی حرکتیں کرنے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔۔۔

ارمان خان نے کل صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا اب اسے بھوک کا احساس ہو رہا تھا اور اس بات کا بھی کہ نینا کو بھی بھوک لگی ہو گی ارمان خان نے دو کپ کافی کے بنائے، انڈے بوائل کیے،

ٹرے میں براؤن بریڈ، جیم اور مارجرین رکھ کر کافی اور بوائل ایگز رکھے اور ٹرے اٹھائے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

جہاں نینا بیڈ پر منہ سجا کر بیٹھی ہوئی تھی ارمان خان نے ٹرے کمرے میں پڑی ہوئی ٹیبل پر رکھی تھی اور نینا کو ناشتہ کرنے کو کہا نینا بلا تامل کوئی بھی بحث کیے بیڈ سے اٹھ کر صوفے پر آ کر بیٹھ گئی اور کافی کا مگ اٹھا کر پینے لگی، ارمان خان حیران ہوتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔۔

" نینا آج تمہاری ضرورت کا ہر سامان آ جائے گا تمہارے کپڑے، جوتے اور بھی ضرورت کی چیزیں میں نے آرڈر کر دی ہیں، کوئی بھی کمی بیشی ہوئی تو مجھے بتا دینا یا پھر میرے ساتھ جا کر لے آنا۔۔۔"

ارمان خان کافی کے سپ لیتا ہوا نینا سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

" اس کے علاوہ میں نے ایک فی میل کک کا بھی انتظام کر لیا ہے آج آ جائے گی باقی سارے کام بھی کر دے گی وہ، تھوڑا بہت تم بھی آہستہ آہستہ کچھ بنانا سیکھ لینا، ویسے میں کھانے میں کافی چوزی ہوں مگر تم اپنے خوبصورت ہاتھوں سے میرے لئے کچھ بھی بناؤ گی تو خاموشی سے

کھالوں گا میری جان اور مجھے بہت اچھا لگے گا جب تم میرے لئے اپنے ہاتھوں سے کھانا بناؤ گی۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے ہاتھوں کو پکڑ تا چومتا ہوا بولا تھا۔۔۔۔

" میں اس کھانے میں عنقریب آپ کو زہر ملا کر دوں گی۔۔۔۔"

نینا نے دانت کچکچاتے ہوئے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔۔۔

" جی بلکل آپ جیسا کہیں۔۔۔۔"

نینا ہونٹ پھیلاتے ہوئے بولی تو ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔

" ویسے تمہارے ایکسپریشنز تمہاری زبان کا ساتھ نہیں دے رہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور نینا کے سرخ تمتماتے چہرے کو دیکھ کر کہا۔۔۔۔

" کیا کہہ رہے ہیں میرے ایکسپریشنز مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا ہونٹ کھینچ کر کاٹ دار لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

" یہی کہ تم اس کھانے میں مجھے زہر ملا کر دے دوں گی۔۔۔۔"

ارمان خان بہت سنجیدگی سے بولا تو نینا کا رنگ بہت سرخ ہوا تھا اور منہ حیرانگی سے کھل گیا تھا ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بوائل ایگ کا ٹکڑا نینا کے کھلے ہوئے منہ میں ڈالا تھا۔۔۔۔

" جان من خالی کافی پیو گی تو تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔۔"

ارمان خان اپنی مسکراہٹ چھپائے کافی کے سپ لینے لگا نینا نے غصے سے رخ پھیرتے ہوئے کافی کا بڑا سا گھونٹ حلق میں اتار کر انڈے کے ٹکڑے کو چبایا تھا۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر تک نینا کی ضرورت کا ہر سامان پہنچ گیا تھا، نینا نے ان میں سے ایک ڈریس سیلیکٹ کیا تھا پہننے کے لیے، اسے ہر حال میں آج یونیورسٹی جانا تھا کیونکہ وہ آج ارمان خانزادہ کو مزہ چکھانے والی تھی کہ اس کی سات نسلیں یاد رکھیں۔۔۔۔

" مسٹر خان آج آپ کے چودہ طبق روشن نہ کر دیے تو میرا نام نینا شاہ نہیں۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ سوچتی ہوئی ڈریس پہننے لگی ارمان خان نینا کی جی حضوری پر حیران ہو رہا تھا مگر سر جھٹکتا وہ اپنی سوچوں کو جھٹلانے لگا۔۔۔۔

" لگتا ہے رات کے ڈوز کے بعد مس نینا کافی سدھر گئی ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان لاؤنج میں بیٹھا ہوا تھا جب نینا سرخ چہرے کے ساتھ رات والی ہی ڈریس میں ارمان خان کے سامنے آئی اور ہاتھ میں پکڑے ڈریس کو اس نے ارمان خان کے منہ پر دے مارا، ارمان خان نے سرد تاثرات کے ساتھ غصے سے نینا کو دیکھا اور مٹھیاں بھینچ کر نینا کی بدتمیزی برداشت کی۔۔۔۔

" یہ کیا بد تمیزی ہے نینا۔۔۔۔"

ارمان خان اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" مسٹر خان اسے آپ ہی پہن لیں کیونکہ یہ آپ کے سائز کے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کو دیکھتے ہوئے طنزیہ بولی تھی ارمان خان ڈریس کو پکڑ تا نینا کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔

" تم اسی ڈریس کو پہنو گی تو اس گھر سے باہر نکلو گی ورنہ اسی گھر میں رہو گی اور مجھے تم اس ڈریس میں کافی اچھی لگ رہی ہو، مجھے کوئی مسئلہ نہیں تم اس ڈریس میں رہو یا پھر کچھ بھی نہ پہنو لیکن گھر سے باہر جاتے ہوئے تم یہی ڈریسنگ کرو گی اور ساتھ میں بڑا سا دوپٹہ بھی اوڑھو گی، فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے، تمہیں جو بھی کرنا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کی آنکھوں میں دیکھتے بہت سرد لہجے میں کہتے ہوئے ڈریس زمین پر پھینکا تھا نینا ارمان خان کی سرد آنکھیں اور برف سے سرد لہجے کو دیکھ کر ایک لمحے کو کانپ گئی تھی، دوسرے ہی پل نینا زمین سے ڈریس اٹھاتی خاموشی سے اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

ارمان خان نے لب بھینچتے نینا کو اندر جاتے ہوئے دیکھا تھا ارمان خان کو نینا کی حرکت کافی ناگوار لگی تھی اور ساتھ میں یہ بھی احساس ہوا تھا کہ اسے اپنی بیوی کو سدھارنے کے لئے کافی محنت کی ضرورت ہے۔۔۔۔

" پیار سے زیادہ اس لڑکی کو دھمکی کی زبان سمجھ میں آتی ہے۔۔۔"

ارمان خان خود سے بڑبڑاتے ہوئے اپنا کوٹ صوفے سے اٹھا کر پہننے لگا۔۔۔۔

ارمان خان بالکل ریڈی تھا خود پر پرفیوم چھڑکتے اس نے کمرے سے باہر نکل کر نینا کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا جو ابھی تک باہر نہیں آئی تھی ارمان خان نینا کو یونیورسٹی چھوڑنے کے بعد خود آفس جانے کا ارادہ رکھتا تھا، آج اس کی بہت اہم میٹنگ تھی۔۔۔۔

" یہ تیار ہونے میں اتنا وقت کیوں لگا رہی ہے، میک اپ تو کرتی نہیں ڈریس پہننے میں کتنا ٹائم لگتا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے نینا کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا تھا اور پھر کلائی پر پہنی گھڑی پر نظر دوڑاتے ہوئے نینا کے کمرے کی طرف بڑھا، دروازہ کھولنے پر نینا کو دیکھ کر ارمان خان کے حواس گم ہوئے تھے، دل دھڑکنا بھول گیا تھا جیسے۔۔۔۔۔

وہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بلیک شرٹ اور ٹراوزر میں دوپٹہ گلے میں ڈالے کھڑی ہوئی تھی، اپنے سلکی بالوں میں برش کرتے ہوئے اس نے انھیں کھلا چھوڑ دیا تھا، ارمان خان ٹرانس کی کیفیت میں چلتا ہوا نینا کے قریب گیا تھا، وہ بلیک ڈریس میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔

ارمان خان نے پہلی دفعہ اسے اس طرح کی ڈریسنگ میں دیکھا تھا، اس ڈریس میں اس کی خوبصورتی زیادہ نمایاں ہو رہی تھی، ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس کی پشت کو اپنے پہلو کے ساتھ لگایا تھا، نینا اس افتاد کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔

نینا نے ارمان خان کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹانے چاہے تو ارمان خان نے سختی سے اپنے دونوں ہاتھ نینا کے پیٹ پر جما کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔

" مجھے یقین نہیں آ رہا نینا تم میرے سامنے اس طرح کی ڈریسنگ میں موجود ہو، بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے مدہوش ہوتے نینا کے گیلے بالوں کی مہک اپنے اندر اتاری تھی، وہ اس کے بال اس کی گردن سے ہٹاتا ہوا، اس کی گردن کی پشت کو شدت سے چوم گیا، نینا کا رنگ سرخ پڑا تھا ارمان خان کے لمس پر اور اس کی تعریف پر، ارمان خان نے نینا کا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔۔۔۔

" ویسے جان من اگر تم چاہو تو میں آج آفس کی تمام میٹنگز کینسل کر دیتا ہوں اور تم یونیورسٹی جانا کینسل کر دو، ہم اپنے رشتے کو مکمل کرتے ہیں ایک دوسرے کو جی بھر کر پیار کرتے ہیں، ویسے بھی تمہارا یہ روپ دیکھ کر مجھ پر میرا کنٹرول ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔"

" یقین مانو تم میرے پیار میں سب کچھ بھول جاؤ گی، بہت پیار دوں گا تمہیں جان، اب تم سے دور نہیں رہ سکتا دل کرتا ہے تمہیں اپنی سانسوں سے بھی زیادہ خود کے قریب رکھوں، دھڑکن کی طرح ہر پل میرے بہت قریب رہو تم۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے چہرے کو دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتا ہوا مدھوش ہوتا اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا، نینا نے پوری قوت سے ارمان خان کو دھکا دیا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ نے رات مجھ سے کہا تھا کہ آپ میری رضامندی سے میرے قریب آنا چاہتے ہیں تو آپ مجھے بار بار چھو کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔"

نینا غصے سے بولی تھی ارمان خان نے سرد آہ بھری تھی اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ کر، ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کے دوپٹے کو گلے سے کھینچ کر اتارا تو نینا نے فق چہرے کے ساتھ ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ یہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا حیران ہوئی۔۔۔۔

" کچھ نہیں کر رہا جان مان تمہیں دوپٹہ لینے کا طریقہ بتانے لگا ہوں، اگر دوپٹہ صرف گلے میں لو گی تو کیا فائیدہ دوپٹے کا۔۔۔۔"

ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کے کاندھوں پر اچھی طرح دوپٹہ اڑایا تھا۔۔۔

" میری جان اس طرح دوپٹہ لیتے ہیں تاکہ میری جان کی خوبصورتی نمایاں نہ ہو۔۔۔"

ارمان خان نے بے باکی سے آنکھ ماری تھی، نینا نے غصے سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔

" وہ ویسے بھی نمایاں نہیں ہو رہی کیونکہ یہ شرٹ نہیں پورا ٹینٹ ہے، میرے سائز کی نہیں ہے یہ۔۔۔۔"

نینا طنزیہ بولی تو ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی تھی۔۔۔

" اب مجھے کیا پتا تمہارا سائز کیا ہے، پاس آنے دو گی تو پتا چلے گا نا۔۔۔"

ارمان خان نے بے باکی سے کہتے ہوئے نینا کو فلائنگ کس کی تھی، نینا نے غصے سے سرخ ہوتے اپنے پاؤں پٹختے باہر کے جانب قدم بڑھائے تھے، ارمان خان اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتا نینا کے پیچھے گیا تھا۔۔۔

ارمان خان نے نینا کو یونیورسٹی ڈراپ کیا تھا۔۔۔

" نینا میں نے تمہارے لئے ایک ڈرائیور اور گاڑی کا انتظام کر دیا ہے رحیم کاکا کافی پرانے ڈرائیور ہیں، ہمارے میں نے سوات سے انہیں یہاں بلوا لیا ہے، وہ تمہاری یونیورسٹی کے آف ہونے تک باہر ہی رہا کریں گے، تم ان کے ساتھ سیدھا گھر آؤ گی اور تم کہیں نہیں جا سکتی، یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے سیدھا یونیورسٹی۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے اترنے سے پہلے اسے اچھی طرح سمجھایا تھا ارمان خان کی ہدایات سن کر نینا نے غصے سے سرخ ہوتے خود پر کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے آپ کو مجھ سے کوئی شکایت کا موقع نہیں ملے گا مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" شکایات تو بہت ہیں تم سے جان من یہ تو تب ہی دور ہوں گی جب اس ناچیز کو خود کے پاس آنے دو گی۔۔۔۔"

ارمان خان کی تان پھر اسی بات پر آ کر ٹوٹی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ تھکتے نہیں کیا بار بار ایک ہی بات کر کے۔۔۔۔"

نینا نے طنز کیا تھا۔۔۔۔

" میں پیار کر کے بھی نہیں تھکتا آزما کر دیکھ لو، تم تھک جاؤ گی میں نہیں تھکوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے معنی خیز لہجہ میں کہتے ہوئے نینا کو مسکرا کر دیکھا تھا، نینا غصے سے دروازہ کھولتی یونیورسٹی کے گیٹ کے اندر چلی گئی۔۔۔۔۔

" اوففففف میری پیاری بیوی جتنی حسین ہے اتنی ہی ظالم بھی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد آہ بھری تھی اور اپنی گاڑی کا رخ اپنے آفس کی طرف موڑا تھا۔۔۔۔

ارمان خان اپنے آفس میں بیٹھا میٹنگ اٹینڈ کر رہا تھا جب رحیم کاکا کا فون آیا تھا ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے فون کو دیکھا، اس نے رحیم کاکا کو کہا بھی تھا اسے تب ہی فون کریں جب کوئی ضروری بات ہو، ارمان خان نے نینا کا سوچ کر فون اٹھایا تھا لیکن جو خبر ارمان خان کو ملی تھی ارمان خان یکدم پریشان ہوتا چیئر سے اٹھا تھا۔۔۔۔

" یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔"

ارمان چلایا تھا۔۔۔۔

" چھوٹے صاحب میں صبح سے یونیورسٹی کے باہر کھڑا ہوں مگر بی بی یونیورسٹی سے باہر نہیں آئیں، میں ان کے نمبر پر کافی دفعہ کال کر چکا ہوں مگر ان کا فون بند ہے، پوری یونیورسٹی خالی ہو چکی ہے یونیورسٹی میں اب کوئی نہیں ہے۔۔۔۔"

رحیم کاکا کے بتانے پر ارمان خان کے ہاتھ میں فون لرزا تھا ماتھے کی وینز ابھری تھیں آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں، دل پہلو میں ڈوب کر ابھرا بلکل ننھے بچے کی طرح سہما ہو جیسے، ارمان خان خود پر قابو پاتا اپنی مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

ارمان خان کے چہرے پر ہوائیاں اڑتے دیکھ کر صفدر بھی پریشان ہوا تھا ارمان خان نے خود پر قابو پاتے میٹنگ کینسل کی تھی، میٹنگ روم سے نکلتا وہ آفس سے باہر آیا اور گارڈ کو اپنی گاڑی لانے کو کہا، بے چینی سے وہ نینا کا نمبر ڈائل کرنے لگا جو کہ آف جا رہا تھا۔۔۔

" نینا میں تمہاری جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا، تم مجھے آج اس مقام پر لے آئی ہو کہ تمہارا منہ توڑ دوں میں، تم نے میری نرمی اور محبت کا ناجائز فائیدہ اٹھایا ہے، ٹھیک کہتے ہیں خان دادا عورت کو سر پر نہیں چڑھانا چاہیے، بیوی کو اس کی اوقات میں رکھنا چاہیے۔۔۔۔"

ارمان خان ڈرائیو کرتے ہوئے اضطرابی کیفیت میں خود سے مخاطب تھا۔۔۔

" نینا تم میری پہنچ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتی، ارمان خانزادہ ہوں میں، ابھی تمہیں میری پاور کا پتہ نہیں، زمین کھود کر بھی تمہیں نکال سکتا ہوں، ایک دفعہ مل جاؤ اُدھیڑ کر رکھ دوں گا آج تمہیں، عورت ہو میری خانزادہ کی عزت ہو، کیسے کر سکتی ہو تم۔۔۔"

ارمان خان سٹیرنگ پر ہاتھ مارتا ہوا چلایا تھا ارمان خان بہت تیز ڈرائیو کرتا یونیورسٹی پہنچا تھا، واقعی میں یونیورسٹی خالی ہو چکی تھی مگر نینا کا کوئی پتہ نہیں تھا۔۔۔

" کہاں گئی ہے نینا کیا رائمہ عباسی کے پاس گئی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی کنپٹیاں دباتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔۔

" اگر رائمہ کے پاس جاتی تو یقیناً رائمہ مجھے ضرور انفارم کرتی، اس کی اتنی ہمت نہیں کہ میرے خلاف جائے، تو پھر کہاں گئی ہے نینا، اپنے گھر بھی نہیں جا سکتی، تو پھر کہاں گئی ہو گی۔۔۔۔"

ارمان خان پریشانی کے عالم میں ڈرائیو کرتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔۔

ارمان خان پاگلوں کی طرح نینا کو ڈھونڈ رہا تھا ارمان خان نے اپنے اثرورسوخ سے پتہ چلا لیا تھا کہ نینا رائمہ عباسی کے پاس نہیں گئی اور نہ ہی اپنے گھر گئی ہے، پچھلے چار گھنٹوں سے وہ سولی پر لٹکا ہوا تھا۔۔۔۔۔

ارمان خان نے یونیورسٹی کے سی سی ٹی وی کیمرے بھی چیک کیے تھے نینا یونیورسٹی آنے کے بعد آدھے گھنٹے میں ہی یونیورسٹی سے باہر نکل گئی تھی، اس نے ایک کیب بک کروائی تھی مگر سی سی ٹی وی کیمرے میں کیب کا نمبر نہیں شو ہو سکا تھا کیونکہ نینا نے کیب یونیورسٹی گیٹ سے کافی دور ٹھہرائی تھی، صرف نینا کیب میں بیٹھتی ہوئی دیکھائی دیتی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان نے اس کی تمام فرینڈز کا پتہ لگالیا تھا ان میں سے وہ کسی کے پاس نہیں گئی تھی ارمان خان نے ہزاروں دفعہ نینا کے نمبر پر کال کی تھی مگر وہ مسلسل سوئچ آف آرہا تھا، شدید غصے سے ارمان خان کی گردن اور ماتھے کی وینز صاف ظاہر ہو رہی تھیں۔۔۔۔

ارمان خان کے جسم کا سارا خون سمٹ کر جیسے اس کے چہرے پر آیا ہوا تھا، چہرہ خطرناک حد تک سرخ ہو رہا تھا، اس وقت ارمان خانزادہ کو کوئی بھی دیکھ لیتا تو ارمان خان کے چہرے پر چھائی وحشت اور جنون دیکھ کر ڈر جاتا، ارمان خان کے دل کی دھڑکنوں میں عجیب سا بھونچال آیا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا نینا اس کے لئے بہت اہم ہے مگر آج اندازہ ہوا تھا وہ تو اسے جسم و جان سے بڑھ کر عزیز تھی، کچھ گھنٹوں میں ہی ارمان خانزادہ منہ کے بل گرنے والا ہو گیا تھا جیسے، نینا کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے رات ہو گئی تھی مگر نینا کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا۔۔۔۔۔

نینا کی ہر دوست سے ارمان خان ذاتی طور پر ملا تھا نینا کی ایک دوست سے پتہ چلا تھا کہ نینا کی آج کل کسی دوسری ڈپارٹمنٹ کی ایک لڑکی سے کافی علیک سلیک ہے، ارمان خان نے فوراً سے اس کا نام پتہ سب کچھ نکلوا لیا تھا، اب ارمان خانزادہ اس کے گھر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔

ارمان خان اس لڑکی کے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا یہ گھر کافی چھوٹے اور کچے علاقے میں تھا ارمان خان کو کافی تنگ گلیوں سے گزر کر آنا پڑا تھا، گھر بھی کافی پرانا سا تھا، لڑکی کے گھر والے ارمان خان کی شخصیت اور بارعب پرسنیلٹی دیکھ کر کافی پریشان ہو گئے تھے۔۔۔۔

لڑکی کا باپ کافی گھبرا گیا تھا ارمان خان نے اسے بتایا کہ وہ یونیورسٹی سے آیا ہے اور یونیورسٹی سے ہی ریلیٹڈ اسے کچھ کام ہے، تھوڑی دیر بعد وہ لڑکی اپنے والد کے ساتھ ہی ارمان خان کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔۔

" نینا کہاں ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے بلا تعامل سنجیدہ لہجے میں اس سے سوال کیا تھا۔۔۔۔

"کک۔۔۔کون نینا۔۔۔"

لڑکی کی آواز لڑکھڑائی تھی، ارمان خان نے اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ سے اندازہ لگالیا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔

" نینا کو تو میں ڈھونڈ ہی لوں گا اور آج ہی ڈھونڈ لوں گا لیکن اگر مجھے پتا چلا کہ نینا کی گمشدگی میں تمہارا ہاتھ تھا تو تم اور تمہارے گھر والے میرے عتاب سے نہیں بچ سکتے۔۔۔"

لڑکی اور اس کے والد کا یہ سنتے ہی رنگ زرد پڑا تھا۔۔۔

" صاحب جی مجھے نہیں پتا کہ نینا بی بی کہاں ہیں اور آپ کیا کہہ رہے ہیں مگر نینا بی بی بس ایک دفعہ یہاں آئی تھیں ہماری کافی مالی امداد کی تھی، صاحب میری سات بیٹیاں ہیں، میں فروٹ کی ریڑھی لگاتا ہوں، میرے دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہیں ہر مہینے گردے واش ہوتے ہیں، نینا بی بی ہر مہینے میری مدد کر دیتی ہیں، صاحب ہم بہت غریب ہیں ہم پر رحم کریں، ہمیں نہیں پتا نینا بی بی کہاں ہیں۔۔۔"

" میں آپ کی بات نہیں کر رہا آپ کو نہیں پتا نینا کہاں ہے مگر آپ کی بیٹی کو اچھی طرح پتا ہے کہ نینا کہاں ہے۔۔۔۔"

ارمان خان ٹانگ پر ٹانگ جمائے بہت سرد لہجے میں بولتا اس لڑکی کو کانپنے پر مجبور کر گیا تھا وہ باقاعدہ اب رونے لگ گئی تھی۔۔۔۔

" بند کرو یہ رونا مجھے سیدھی طرح بتاؤ، میری نینا کہاں ہے ورنہ تمہیں ابھی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈلوا دوں گا، میرے ایک فون کرنے کی دیر ہے اور تم اور تمہاری پوری فیملی جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو گی۔۔۔۔"

ارمان خان دھاڑا تو وہ لڑکی لرز اٹھی تھی۔۔۔۔

" میں آپ کو بتاتی ہوں پلیز آپ میری فیملی کو کچھ مت کیجئے گا، آج صبح نینا میرے پاس آئی تھی کہ میں اس کے کہیں رہنے کا انتظام کر دوں، وہ پے انگ گیسٹ کے طور پر بھی رہ لے گی ،بس اسے ایک چھوٹا سا کمرہ چاہیے، جس کا کرایہ زیادہ نہ ہو تو میں نے اس کے اصرار پر اسے ایک ہاسٹل کا پتہ بتایا تھا کہ وہ وہاں پر رہ سکتی ہے، اس کا کرایہ بھی زیادہ نہیں ہے۔۔۔۔"

وہ لڑکی کانپتے ہوئے بول رہی تھی لڑکی کا باپ بھی روتے ہوئے ارمان خان سے التجائیں کر رہا تھا وہ انہیں معاف کر دے ارمان خان گہرا سانس لے کر اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے صوفے پر سیدھا ہوا تھا۔۔۔

" ایڈریس بتاؤ اس ہاسٹل کا۔۔۔"

ارمان خان نے بے تابی سے پوچھا تھا، ہاسٹل کا پتہ لینے کے بعد ارمان خان بنا کوئی دیر کیے تیز ڈرائیونگ کرتے ہوئے ہاسٹل پہنچا تھا، ہاسٹل اور وہ ایریا دیکھ کر ارمان خان کے غیض و غضب میں اور اضافہ ہوا تھا، وہ ہاسٹل کافی بے ہودہ سا تھا اور اس ہاسٹل کی ریپوٹیشن بھی ارمان خان کو کچھ اچھی نہیں لگ رہی تھی۔۔۔

ہاسٹل وارڈن سے ملنے کے بعد ارمان خان کو پورا یقین ہو چلا تھا کہ یہ ہاسٹل واقعی میں اچھی شہرت نہیں رکھتا، ارمان خان نے آج صبح نینا کے پرس میں اچھی خاصی رقم ڈالی تھی مگر یقیناً اس نے غصے اور ضد میں وہ رقم استعمال کرنا ضروری نہیں سمجھا تھا۔۔۔

گہرے سانولے سے کرخت چہرے والی عورت چھوٹے سے آفس میں ارمان خان کے سامنے بیٹھی تھی، بار بار پاس پڑے ڈبے سے تمباکو اور چھالیہ نکال کر وہ کھا رہی تھی۔۔۔۔

" جی آپ کو کس سے ملنا ہے۔۔۔۔"

اس نے کرختگی سے پوچھا تھا۔۔۔۔

" مجھے نینا شاہ سے ملنا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان جانتا تھا اس نے اپنا نام نینا شاہ ہی لکھوایا ہو گا۔۔۔۔

" کیوں آپ کون ہیں اس کے بوائے فرینڈ، اگر آپ نے آج رات نینا شاہ کو لے کر جانا ہے تو ہماری جیب بھی گرم کرنی ہو گی ورنہ اس ہاسٹل کے رولز کافی سخت ہیں۔۔۔۔"

وہ انتہائی سنجیدگی سے بولی تھی، ارمان خان کے لہو میں فشار اٹھا تھا، اس کی بات اور لب و لہجہ سن کر۔۔۔۔

" بکواس بند کرو اپنی ورنہ میں لحاظ نہیں کروں گا کہ تم ایک عورت ہو، نینا بیوی ہے میری ایک سیکنڈ میں اسے میرے سامنے لے کر آؤ ورنہ تمہارے ہاسٹل کو میں آگ لگا دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے چیخا وہ یکدم گھبرائی تھی، ارمان خان کی بڑی سی گاڑی اور اس کی پرسنیلٹی دیکھ کر وہ کافی مرعوب ہو گئی تھی مگر اسے لگا کہ بہت بڑی آسامی ہے تو اچھے خاصے اس سے پیسے نکلوا لے گی، اسے لگا ارمان خان شاید نینا کا باس یا بوائے فرینڈ ہے۔۔۔۔۔

یا پھر اسے ایک رات کے لیے لینے آیا ہوا ہے کیونکہ یہاں زیادہ تر لڑکیاں ایسے ہی باہر رہتی تھیں، نینا کو دیکھ کر وہ خود پریشان ہو گئی تھی وہ جتنی خوبصورت تھی اتنی ہی سلجھی ہوئی اور کافی اچھے گھرانے کی لگی تھی وہ حیران ہوئی تھی کہ ایسی لڑکی کا یہاں کیا کام۔۔۔۔

اس نے جلدی سے انٹر کام بیل بجا کر باہر سے کسی کو بلوایا تھا، ایک عجیب و غریب مخلوق اندر داخل ہوئی تھی، وہ عجیب سا لڑکا تھا جس کی لڑکیوں والی حرکات تھیں اس عورت نے اوپر سے نینا شاہ کو بلانے کا کہا، تو اس نے اپنے پیلے دانتوں کی نمائش کی تھی۔۔۔۔

" میڈم وہی لڑکی جو آج آئی ہے، جو بلا کی خوبصورت ہے۔۔۔۔"

وہ دانت نکوستے ہوئے بولا تھا ارمان خان کے بدن میں چنگاڑیاں اٹھی تھیں ارمان خان نے کرسی سے اٹھ کر اسے گردن سے دبوچ کر کئی مکے اس کے منہ پر جڑ دیے تھے۔۔۔۔

" کیا بکواس کی ہے تو نے ہاں۔۔۔۔۔"

ارمان خان دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

" تیری یہ غلیظ آنکھیں میں ابھی نکال دیتا ہوں، تو پھر کسی کو دیکھنے کے قابل نہیں رہے گا اور جو تو ڈرامہ کر رہا ہے کہ تو آدھی لڑکی آدھا لڑکا ہے تیری یاداشت فوراً سے واپس آجائے گی کہ تیری شناخت کیا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اس کی گردن دبوچی تو اس کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں تھیں ہاسٹل وارڈن نے جلدی سے چیئر سے اٹھ کر ارمان خان سے اسے چھڑایا تھا اور ارمان خان سے معافی مانگی تھی۔۔۔۔

" میں بلا کر لاتی ہوں آپ کی بیوی کو۔۔۔۔"

وہ گھبراتے ہوئے بولی اور اس لڑکے کو باہر جانے کو کہا، ارمان خان لمبے لمبے سانس لیتا اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا اسے نینا سے اتنی بے وقوفی کی توقع نہیں تھی، ارمان خان چیئر پر بیٹھ کر اضطرابی کیفیت میں اپنے اشتعال پر قابو پا رہا تھا جو کہ کم نہیں ہو رہا تھا بلکہ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔

دو منٹ میں نینا اس کے سامنے تھی نینا اپنے سامنے ارمان خان کو دیکھ کر دھنگ رہ گئی تھی، نینا کا رنگ خطرناک حد تک سفید پڑا تھا، قدموں نے آگے چلنے سے انکار کر دیا تھا ارمان خان چیئر پر بیٹھا جن نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا نینا کی ہتھیلیاں پسینے سے نم ہوئی تھیں۔۔۔۔ ہاسٹل وارڈن نے نینا کو نہیں بتایا تھا کہ ارمان خانزادہ آفس میں اس کا انتظار کر رہا ہے نینا کو ذرا بھی اندازہ ہوتا کہ ارمان خانزادہ وارڈن آفس میں ہے تو وہ کبھی نیچے نہ آتی، یقیناً کچھ بھی کر کے یہاں سے بھاگ جاتی ہاسٹل وارڈن پکی عمر کی خرانٹ قسم کی عورت تھی۔۔۔۔

ارمان خان کے غصے اور اس کے اثر و رسوخ کو دیکھ کر کافی ڈر گئی تھی، اس لئے اس نے سچویشن سمجھتے ہوئے نینا کو ارمان خانزادہ کے متعلق نہیں بتایا تھا وہ اسے وہ یہ کہہ کر لائی تھی کہ کچھ سکیورٹی پیپر سائن کرنے ہیں، وہ ارمان خانزادہ تک اس کی بیوی بلکل صحیح سلامت پہنچانا چاہتی تھی ورنہ پتہ نہیں ارمان خانزادہ اس کے ساتھ کیا کرتا۔۔۔۔

" م۔۔۔ مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا کی آواز لڑکھڑائی تھی ارمان خان چیئر سے اٹھ کر نینا کے قریب گیا تھا، نینا فق چہرے کے ساتھ پیچھے کو ہوئلتی دیوار کے ساتھ جا لگی تھی، اب وہ اپنا حلق تر کرتے ہوئے تھوک نگلتے ہوئے ارمان خان کی لہو رنگ اور وحشت برساتی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی، ارمان خان کی سفید رنگت پر شدید قسم کی سرخی بہت نمایاں ہو رہی تھی، چہرہ کافی سختی اور کرختگی لیے ہوئے تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان وہ، مم۔۔۔۔ میں وہ۔۔۔۔"

نینا کی آواز پہلی دفعہ ارمان خان کو دیکھ کر لڑکھڑائی تھی کیونکہ آج سے پہلے اس نے ارمان خان کو اتنے غصے میں کبھی نہیں دیکھا تھا، اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ارمان خان اسے اتنی آسانی سے ڈھونڈ لے گا، اس نے اسی لئے تو اپنی فرینڈز سے مدد نہیں مانگی تھی۔۔۔۔۔

اس نے دوسرے ڈپارٹمنٹ کی لڑکی سے مدد لی تھی کہ کسی کو پتہ نہیں چلے گا اس لئے اس نے اتنے بے ہودہ اور سستے ہاسٹل میں رہنا قبول کیا تھا کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی اس

ہاسٹل کا پتہ نہیں ہو گا اور دوسری بات وہ کبھی بھی ارمان خانزادہ کے پیسے استعمال نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

اس نے اپنے بیگ میں اچھی خاصی رقم دیکھ لی تھی مگر اس کی انا نے یہ گوارہ نہیں کیا تھا کہ وہ ارمان خانزادہ کے پیسے استعمال کرے یا پھر کسی کی مدد لے، نینا نے سوچا تھا کہ وہ جوب کر کے اپنا خرچہ اور اس ہاسٹل کا کرایہ نکال ہی لے گی، وہ ایسی زندگی تو قبول کر لے گی مگر پلٹ کر اپنے گھر یا ارمان خانزادہ کے پاس کبھی نہیں جائے گی۔۔۔۔۔

نینا خوفزدہ نگاہوں سے بنا پلکیں جھپکائے اپنی ہیزل گرین آنکھوں سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی، پہلی دفعہ ارمان خان کو نینا کے یوں دیکھنے پر اس پر پیار نہیں آیا تھا بلکہ دل کیا تھا کہ نینا کی یہ آنکھیں ہی نکال دے۔۔۔۔۔

" تمہیں کیا لگا تھا اتنا آسان ہے یوں مجھ سے پیچھا چھڑوانا تم مجھے دھوکہ دے کر چلی جاؤ گی اور میں تمہیں ڈھونڈ نہیں سکوں گا، بولو جواب دو۔۔۔۔۔"

ارمان خان ایک ہاتھ نینا کے اطراف میں دیوار پر جماتا دوسرے ہاتھ کا مکا بنا کر زور سے دیوار پر مارا گیا تو نینا کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ مجھ پہ یوں چلا نہیں سکتے، آپ یوں باہر کے لوگوں کے سامنے میری بے عزتی نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔"

نینا نے ہاسٹل وارڈن کی کمرے میں موجودگی پر ارمان خان سے احتجاج کیا تھا۔۔۔۔

" ارے واہ میری بیوی کو اپنی عزت کی کتنی پرواہ ہے، میری عزت کا تم نے ایک دفعہ بھی سوچا، کیا حالت ہوئی ہو گی میری جب میں یونیورسٹی کے سی سی ٹی وی کیمرے چیک کر رہا تھا کہ میری بیوی کہاں ہے، کس کے ساتھ گئی ہے تمہاری ایک ایک فرینڈ کے گھر گیا، تمہارا پتہ لگانے کے لیے، کیا گزری ہو گی مجھ پر تم نے ایک بار بھی سوچا کہ میں نے کیا محسوس کیا ہو گا، میری عزت کا سوچا تم نے۔۔۔۔۔"

ارمان خان چیخا تھا نینا نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ کا گلا گھونٹا تھا، اسے پہلی دفعہ ارمان خان کی لہو رنگ آنکھیں دیکھ کر بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

" ویسے کیسا لگے گا تمہیں کہ میں تمہیں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا یہاں سے لے کر جاؤں، کیسا محسوس ہو گا ویسا ہی محسوس ہو گا جیسا آج میں کچھ گھنٹوں سے کر رہا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان کی آواز میں غراہٹ نمایاں تھی لہجہ برف سے بھی زیادہ سرد تھا اور اس سے بھی برفیلے ارمان خان کے تاثرات تھے، نینا کو یہ برف اپنی رگوں میں منجمد ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ میری یوں بے عزتی نہیں کر سکتے میرے ساتھ جانوروں جیسا سلوک نہیں کر سکتے بیوی ہوں میں آپ کی۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتی کانپتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" واہ کیا بات ہے آج میری بیوی کو یاد آیا کہ وہ میری بیوی ہے، میری عزت ہے مجھے یوں دھوکہ دے کر اس بے ہودہ سے ہاسٹل میں چلی آئی تب تمہیں خیال نہیں آیا کہ تم میری بیوی ہو۔۔۔"

ارمان خان اپنے دونوں ہاتھ نینا کے ارد گرد پن کرتے ہوئے سخت لہجے میں دھاڑا نینا ارمان خان کو اتنے غصے میں دیکھ کر اور اپنی متوقع بے عزتی کا سوچ کر رونے لگ گئی تھی ارمان خان جتنا غصے میں تھا اسے لگا تھا کہ ارمان اسے واقعی میں بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جائے گا۔۔۔۔۔

نینا کو پھر سے ارمان خان سے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی، بے بسی کے احساس سے شدت سے اس کی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے تھے، اس کی وجہ سے ہی تو آج وہ در بدر ہوئی تھی کل تک وہ ایک آزاد زندگی گزار رہی تھی اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا، کوئی اس سے اونچی آواز میں بات نہیں کرتا تھا سب کتنا پیار کرتے تھے۔۔۔۔۔

اس کے ماما بابا روحان سب کس طرح اس کے نخرے اٹھاتے تھے اور آج کیسے ارمان خانزادہ سب کے سامنے اس پر چلا رہا تھا، وہ کہاں عادی تھی اتنی سختی کی، کسی کی اتنی ڈانٹ سہنے کی، اس کی زندگی کا وہ کوئی منحوس دن تھا جب وہ ارمان خانزادہ سے ملی تھی نینا نفرت سے روتے ہوئے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی ارمان خان نے اپنے آئی برو کو مسلتے ہوئے اپنی کنپٹیاں سہلاتے ہوئے خود کے غصے کو کنٹرول کیا تھا۔۔۔۔۔

" چلو گھر چلو۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے آنسو دیکھ کر آرام سے بولا تھا مگر آنکھوں میں ویسے ہی سرد مہری اور غصہ برقرار تھا۔۔۔۔

" آپ گھر جا کر ماریں گے مجھے۔۔۔۔؟؟؟

نینا روتے ہوئے معصومیت سے بولی تھی ارمان خان نینا کے معصومیت بھرے سوال پر حیران ہو کر نینا کو دیکھنے لگا اس کا خوف اور ڈر وہ اچھی طرح محسوس کر چکا تھا ارمان خان نے خود پر ضبط کرتے ہوئے اپنے چہرے پر سرد مہری کم کرنے کی کوشش کی تھی مگر غصہ اور اشتعال کم نہیں ہو رہا تھا آج نینا کا رونا بھی اس کا اشتعال کم نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔۔۔

" جو بھی کروں گا وہ تمہیں گھر جا کر پتا چل جائے گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔

" میرا بیگ اوپر ہے میں لے کر آتی ہوں۔۔۔۔"

نینا اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوئے بولی ارمان خان اس کے بولنے کے انداز اور اس کے فیس ایکسپریشن سے سمجھ گیا تھا کہ وہ اوپر کیوں جانا چاہتی ہے، یعنی اتنا ڈرنے اور خوفزدہ ہونے کے باوجود اس کی بیوی کو ابھی تک عقل نہیں آئی تھی۔۔۔۔

" تم رہنے دو میں منگوالیتا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے ہاسٹل وارڈن سے نینا کا سامان لانے کو کہا جو وہاں پر ہی کھڑی انتہائی مزے سے ان کی باتیں سن رہی تھی وارڈن نینا کا بیگ اور دوپٹہ اوپر سے لائی تو ارمان خان نے تاسف بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا، وہ نیچے بغیر دوپٹے کے آئی تھی ارمان خان نے وہ دوپٹہ وارڈن سے لے کر اچھی طرح نینا کے گرد لپیٹا تھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے باہر گاڑی تک لایا۔۔۔۔

نینا خاموشی سے ارمان خان کے ساتھ چل پڑی تھی مگر نینا کا بدن ہلکا ہلکا کانپ رہا تھا ارمان خان نے اس کا کپکپانا اچھی طرح محسوس کر لیا تھا، نینا گاڑی میں بھی خاموشی سے بیٹھ گئی تھی ارمان خان سنجیدہ چہرے کے ساتھ خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا، گاڑی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔

" کہاں گئی تھی تم آج۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرد لہجے میں سوال کیا تھا نینا جو خاموش بیٹھی تھی ارمان خان کے سوال پر حیران ہوئی۔۔۔۔

" ہاسٹل گئی تھی اور کہاں جانا تھا مجھے۔۔۔"

نینا گڑبڑاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" نینا تم آج مجھے اچھا خاصا غصہ دلا چکی ہو، اپنی حرکتوں سے کافی زچ کر چکی ہو، میرا دماغ اور خراب مت کرو تم ہاسٹل جانے سے پہلے کہاں گئی تھی، مجھے خود ہی بتا دو میں اچھی طرح جانتا ہوں تم کہاں گئی تھی اور کس مقصد کیلئے گئی تھی۔۔۔۔"

ارمان خان نے خشک لہجے میں پوچھا۔۔۔۔

" جب آپ جانتے ہیں تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی تھی۔۔۔۔

" نینا۔۔۔۔"

ارمان چلایا تھا نینا ارمان خان کی دھاڑ سن کر لرزی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھ پر چلائیں مت، میں صرف لائیر سے ملنے گئی تھی کہ آپ سے خلع کیسے لے سکتی ہوں، آپ فکر نہ کریں جو میں نے رات کو آپ کو دھمکی دی تھی کہ آپ پر ڈفرنٹ کیس کروں گی وہ نہیں کر سکتی میں، وہ بول رہا تھا کہ بنا کیس کیے بھی وہ آسانی سے مجھے آپ سے خلع دلوا دے گا۔۔۔۔"

نینا جلدی جلدی ایک ہی سانس میں ساری بات روہانسی ہوتی بتا گئی۔۔۔۔

" وہ آسانی سے خلع دلوائے گا تمہیں مجھ سے۔۔۔۔"

ارمان خان نے لب بھینچے تھے۔۔۔۔

" مس نینا ارمان خانزادہ آج کے بعد وہ غلطی سے بھی کبھی خلع کا کیس نہیں لے گا لیکن آج کے بعد تم بھی اس قابل نہیں رہو گی کہ تم مجھ سے خلع مانگ سکو۔۔۔۔"

ارمان خان نے زو معنی مگر برفیلے لہجہ میں کہا تو نینا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔۔۔۔

" مسٹر خان گاڑی روکیں مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔۔۔۔"

نینا نے کانپتے لہجے میں کہا۔۔۔۔

" گاڑی تو اب گھر جا کر ہی رکے گی تم نے جتنا شور کرنا ہے چیخنا ہے چلانا ہے وہ اب گھر جا کر کرنا، ویسے بھی جو میں آج تمہارے ساتھ کروں گا تمہاری دردناک چیخیں آج پورے گھر کی در و دیوار سنیں گی۔۔۔۔"

ارمان خان نے سپاٹ لہجے میں انتہائی سفاکیت سے کہا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

نینا بے یقینی سے ارمان خان کو بھیگی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی ارمان خان نینا کی بات کا جواب دیے بنا سپاٹ انداز میں ڈرائیو کرتا رہا گاڑی جب گیٹ پر رکی تو نینا خاموشی سے گاڑی میں ہی بیٹھی تھی ارمان خان نے گاڑی سے اتر کر نینا کی طرف کا دروازہ کھولا، نینا خاموشی سے گاڑی سے اتر گئی تھی مگر بہت ڈری ہوئی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان نینا کو کلائی سے پکڑ کر گھر کے اندر لے گیا ارمان خان نے نینا کو بیڈ روم میں لا کر بیڈ پر پھینکا تھا، نینا ڈری سہمی بیڈ کراؤن کے ساتھ لگی، وہ خوف سے ارمان خانزادہ کے تیور دیکھ رہی تھی ارمان خان نے اپنا کوٹ اتا کر اپنی پینٹ کی بیلٹ اتاری تو نینا کا حلق خشک ہوا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ اس بیلٹ کا کیا کریں گے۔۔۔۔"

نینا نے خوفزدہ ہوتے ہوئے پوچھا ارمان خان ایک ہی جست میں نینا تک پہنچا تھا۔۔۔۔

" آج اس بیلٹ کا استعمال میں تمہارے نازک بدن پر کروں گا تمہارا خوبصورت سفید بدن اس بیلٹ سے داغ دار کروں گا، پھر تم میرے گھر سے بھاگتے ہوئے سو بار سوچو گی۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر جھکا غرایا تھا۔۔۔

" آ۔۔۔ آپ، آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

نینا نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔۔۔

" کیوں کیوں نہیں کر سکتا تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے گھر سے بھاگنے کی ہاں۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کا چہرہ دبوچتے ہوئے غرایا۔۔۔

" آپ کی وجہ سے مسٹر خان میں مجبور ہوئی تھی آپ کی وجہ سے میں نے اتنے بے ہودہ اور گندے ہاسٹل میں رہنا قبول کیا، اور آپ مجھ پر ہی غصہ کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالے تھے۔۔۔

" اچھا تو غلطی میری ہے، ڈیٹس گریٹ۔۔۔۔"

ارمان خان نے استہزایہ انداز میں نینا کو دیکھا۔۔۔

" مسٹر خان اگر آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو میں آپ کو بھرپور جواب دوں گی، آپ جانتے ہیں مجھے کراٹے آتے ہیں۔۔۔"

نینا نے خوفزدہ ہوتے بظاہر خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے ارمان خان کو دھمکی دی تھی ارمان خان کی لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی جسے وہ مشکل سے چھپا گیا تھا ارمان خانزادہ کو نینا پر بے انتہا غصہ تھا لیکن جب اس نے ہاسٹل میں معصومیت سے پوچھا تھا کہ اسے گھر لے جا کر کیا وہ مارے گا تو اس کا آدھا غصہ وہیں پر ختم ہو گیا تھا۔۔۔۔
باقی اس کے رونے اور ڈرنے سے ختم ہو گیا تھا آج ان چند گھنٹوں میں ہی ارمان خانزادہ کو اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ نینا اس کیلئے بہت خاص ہے، وہ کیسے اس پر ہاتھ اٹھا سکتا تھا نینا اس کی زندگی تھی، اس کے آنسو ارمان کی کمزوری تھے مگر وہ اس پر نرمی نہیں دیکھا سکتا تھا، اس کی نرمی کا بہت ناجائز فائیدہ اٹھاتی تھی نینا۔۔۔

" یہ تو ہے تم کراٹے جانتی ہو تو ایک اور حل بھی ہے میرے پاس، میں تمہارے ساتھ زبردستی کر لیتا ہوں، پوری طرح تم پر قابو پا کر جیسے ابھی پایا ہوا ہے، تم ہل بھی نہیں سکتی اب یہ بیلٹ تمہیں مارنے کیلئے استعمال نہیں کروں گا بلکہ تمہارے ہاتھ باندھ کر تمہیں ساری رات پیار کرنے کیلئے استعمال کروں گا۔۔۔"

ارمان خان کہتے ساتھ ہی نینا کے دونوں ہاتھ پیچھے لیجا کر بیلٹ سے باندھنے لگا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

نینا چلائی تھی ارمان جان نے بنا کوئی موقع دیے نینا کے دونوں ہاتھ اچھی طرح باندھ دیے تھے۔۔۔۔

" اگر آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔۔۔"

نینا حلق کے بل چیخی تھی ارمان خان مسکراتے ہوئے نینا پر جھکتا اس کی ہونٹوں پر قابض ہو چکا تھا کافی دیر تک ارمان خان نینا کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لے کر اپنی پیاس بجھاتا رہا نینا کی سانسیں مدھم پڑنے لگتیں تو ارمان خان اسے کچھ پل کی رہائی دیتا اور پھر سے جھک کر اسکی سانسیں قید کر لیتا۔۔۔۔

ارمان خان کافی دیر تک نینا کے ساتھ یہ کھیل کھیلتا رہا، نینا پوری طرح ارمان خان کے حصار میں جکڑی ہوئی تھی نینا کے آنسو بھی زار و قطار بہہ رہے تھے، ارمان کا لمس کافی جنونی تھا جو تڑپ آج کچھ گھٹنوں میں ارمان خان نے محسوس کی تھی وہ نینا کو بھی اسی طرح تڑپانا چاہتا تھا تاکہ آئیندہ اسے چھوڑ کر جانے سے پہلے وہ سو بار سوچے۔۔۔۔

لیکن وہ جانتا تھا جتنا وہ آج تڑپا تھا شاید وہ تکلیف تو نینا آج ون پرسنٹ بھی محسوس نا کر سکے ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں پر قابض رہتے ہی اسکی کلائیاں بیلٹ سے آزاد کی تھیں۔۔۔۔

کلائیاں بیلٹ سے آزاد ہوتے ہی نینا نے بھرپور مزاحمت کی تو ارمان خان نے دونوں ہاتھوں سے نینا کی کلائیوں کو اپنے ہاتھوں کی گرفت میں لیتے ہوئے تکیہ پر سختی سے پین کیں اور اس کے ہونٹوں پر اپنا تسلط برقرار رکھا، ارمان خان کتنے ہی گھنٹوں نینا کے ہونٹوں کے ساتھ یہ کھیل کھیلتا رہا۔۔۔۔

جب جب اس کی سانسیں مدہم پڑتی وہ اسے سانس لینے کا موقع دیتا، اس کی سانس بحال ہونے پر پھر سے وہ اس کی سانسوں کو جکڑ لیتا مگر اسے آزادی نہیں بخشی تھی ارمان خانزادہ نے، جو آج اس نے کیا اس کی سزا تو بنتی تھی۔۔۔۔

کافی دیر سے نینا آنسو بہا رہی تھی مگر ارمان خان بے رحم بنا ہوا تھا، اتنی جلدی اس کی سانسوں کو وہ رہائی دینے کو تیار نہیں تھا جب اسے لگا نینا میں اور ہمت نہیں ہے اس کا لمس برداشت کرنے کی تو ارمان خان پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

" تو ڈیئر کیسا لگا، اگر مجھ سے پوچھو گی تو مجھے بہت اچھا لگا، ابھی بھی میرا من نہیں بھرا مگر تم پر ترس آ گیا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر جھکا اس کے کان کی لو کو چومتا ہوا سرگوشی نما آواز میں بولا تھا۔۔۔

" آئیندہ میرے گھر سے بھاگنے کی کوشش کی تو نینا بہت بری سزا دوں گا تمہیں، اتنا تو پتہ چل گیا ہو گا تم جہاں کہیں بھی چلی جاؤ گی میں تمہیں وہاں سے ڈھونڈ لاؤں گا یہ بیلٹ آج تھوڑی دیر تمہاری کلائیوں پر بندھی ہے تو تمہاری خوبصورت کلائیوں پر آج اس کی نشان پڑ گئے ہیں۔۔۔۔"

تو سوچنا ضرور اگر اسی بیلٹ سے میں تمہارے بدن کو داغدار کروں تو تمہارا کیا حال ہو گا، ایک ضرب تم برداشت نہیں کر سکو کر سکو گی، ابھی تم مجھ سے اور میرے خاندان سے واقف نہیں ہو، جس دن ارمان خانزادہ نے اپنے باپ دادا والی سفاکیت تم پر ظاہر کر دی تو سانس لینے سے بھی پہلے مجھ سے اجازت لو گی، پیار کرتا ہوں تم سے۔۔۔۔۔"

" اس لیے تمہاری حرکتیں برداشت کرتا ہوں ورنہ خانزادہ خون میں سب سے خطرناک غصہ میرا ہے، وہ تو تمہاری یہ قربت میرا غصہ ٹھنڈا کر دیتی ہے ورنہ تمہارا وہ حال کرتا کہ تم

خود پر ترس کھانے کے بھی قابل نہ رہتی، تمہاری ہر بات برداشت کرلوں گا مگر میری عزت کے ساتھ آئندہ مت کھیلنا، زندہ زمین میں گاڑھ دوں گا تمہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے کان میں پھنکارا تھا ارمان خان نینا کو چھوڑ تا سیدھا ہوا تو نینا منہ دوسری طرف کرتی اپنے آنسو روکنے کی کوشش کرنے لگی ارمان خان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا تھا، نینا کا رخ پلٹ کر اسے اپنی بانہوں میں بھر کر شدت سے اس کے گال پر کس کیا تھا، اس کے ہونٹوں کو نرمی سے چھوتے ہوئے وہ بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔

" اب سو جاؤ اچھی طرح اپنی نیند پوری کرو صبح جلدی اٹھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ آج کے بعد تم یونیورسٹی نہیں جاؤ گی۔۔۔۔"

ارمان خان سنجیدگی سے کہتے ہوئے باہر نکل گیا تھا نینا بے بسی کے احساس سے سائیڈ پلٹتے ہوئے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچے شدت سے رو دی تھی۔۔۔۔۔

صفدر خان سوات کسی کام سے آیا ہوا تھا تو حویلی کا بھی چکر لگا لیا، خان دادا سے ملنے کے بعد وہ آبگینہ خانم سے ملنے زنان خانے کے اندر گیا تھا، آبگینہ خانم زنان خانے کے لاؤنج میں ہی

بیٹھی ہوئی تھیں وہ صفدر خان کو دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئی تھیں، آخر کو اکلوتا بھانجا تھا ان کا، ان کی بہن کی نشانی تھا، ان کی بہن اب اس دنیا میں نہیں تھیں تو صفدر خان سے آبگینہ خانم کا پیار بھی بہت زیادہ تھا۔۔۔۔

" کیسے ہو صفدر خان، تمہیں تو اپنی خالہ کا خیال ہی نہیں آتا، خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نے صفدر خان سے شکوہ کیا تھا۔۔۔۔

" نہیں خالہ جان ایسی بات نہیں ہے بس مصروفیات ہی اتنی ہیں کہ ٹائم ہی نہیں ملتا۔۔۔۔"

صفدر نے وضاحت دی تھی زرمینے آبگینہ خانم کیلئے قہوہ لائی تو صفدر خان کو دیکھ کر اس نے اچھی طرح دوپٹہ اپنے سر پر جمایا تھا، حویلی کی تمام عورتیں ہر وقت سر پر دوپٹہ اوڑھ کر رکھتی تھیں، زرمینے نے بھی دوپٹہ اچھی طرح لیا ہوا تھا مگر صفدر کو دیکھ کر اس نے آگے کو دوپٹہ کھینچا تھا تاکہ سر کا ایک بال بھی نظر نہ آئے۔۔۔۔

" کیسی ہو زرمینے۔۔۔۔"

صفدر زرمینے کو دیکھ کر انتہائی خوشگوایت سے بولا تھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہوں صفدر لالا، آپ کیسے ہیں۔۔۔۔"

زرمینے نے ایک قہوہ کی پیالی صفدر کو دی جسے وہ شکریہ کے ساتھ تھام گیا تھا صفدر نے ایک گھونٹ بھر کر قہوہ کی تعریف کی تو زرمینے مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی مگر یہ منظر دیکھ کر باسط خان کے پورے بدن میں آگ کی لپیٹیں اٹھی تھیں، غصے سے رنگ سرخ ہوا تھا۔۔۔۔

" کیسے ہو باسط خان۔۔۔۔"

صفدر خان نے اٹھ کر باسط خان کی طرف مصافحہ کے لیے اپنا ہاتھ بڑھایا باسط خان بنا کوئی جواب دیے اور ہاتھ ملائے بغیر اسے غصے سے گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا، زرمینے کچن میں اپنے لیے قہوہ بنا رہی تھی جب باسط خان غصے سے کچن میں داخل ہوا تھا، باسط خان کو غصے میں دیکھ کر زرمینے کا حلق خشک ہوا تھا۔۔۔۔

"کک۔۔۔کیا ہوا باسط سائیں۔۔۔۔۔"

زرمینے نے ہکلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" خانم ہمارے گھر کی عورتیں کب سے غیر محرم کے سامنے آنے لگی ہیں۔۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

" جی سائیں۔۔۔۔۔"

زرمینے حیران ہوئی تھی اور نا سمجھی سے باسط خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" اتنی معصوم تم ہو نہیں جتنی بنتی ہو خانم۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو گھورتے ہوئے دھاڑا تھا زرمینے حیران و پریشان باسط خان کو دیکھ رہی تھی باسط خان نے آگے بڑھ کر زرمینے کا منہ دبوچا تھا۔۔۔

" مجھے دیکھ کر تمہارے چہرے پر خوف بڑھ جاتا ہے، رنگ تمہارا زرد پڑھ جاتا ہے اور کچھ نہیں تو تم بے ہوش ہو جاتی ہو اور صفدر کے سامنے تمہاری مسکراہٹ ہی کم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔"

باسط خان انتہائی کرختگی سے بولا تھا، زرمینے سسک کر رہ گئی تھی۔۔۔

" بب۔۔۔ باسط سائیں وہ مجھے نن۔۔۔ نہیں پتہ تھا کہ وہ آیا ہوا ہے ورنہ میں ادھر نہیں جاتی۔۔۔"

زرمینے نے صفائی دی تھی۔۔۔

" ادھر چلی گئی تھی تم تو پلٹ نہیں سکتی تھی کیا۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے منہ پر اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔

" خانم نکاح سے پہلے کبھی میں نے تم سے بات کی یا پھر تم نے مجھ سے بات کی تھی کیا، میں نے کبھی تم پر نگاہ نہیں ڈالی تھی نا ہی میں نے رمل سے کبھی بات کی ہے تو تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسکے سامنے بھی جانے کی۔۔۔۔"

باسط خان لہو رنگ آنکھیں لیے زرمینے پر چلایا تھا زرمینے سسک کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

" خانم جتنی تم مجھے منحوس لگتی ہو نا، اس سے کہیں زیادہ تمہارے آنسو منحوس لگتے ہیں، لگتا ہے بہت دن ہو گئے ہیں تمہاری آگ بجھائی نہیں اس لئے شاید صفدر خان کو دیکھ کر مسکرایا جا رہا تھا، فکر نہ کرو آج رات اچھی طرح بجھا دوں گا۔۔۔۔"

" بب۔۔۔۔باسط سائیں اس طرح تو مت کہیں، وہ میرے لیے ارمان لالا کی طرح ہیں۔۔۔۔"

زرمینے تڑپ اٹھی تھی باسط کی بات پر۔۔۔۔

" زر مینے خانم کیا بولا تھا تم سے، میرے سامنے جب بھی بولا کرو تو صرف جی بولنا ہے تم نے۔۔۔۔"

باسط خان نے زر مینے کے منہ پر اپنی انگلیوں کا دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔

" آئندہ تمہارے ہونٹ کسی بھی غیر محرم کو دیکھ کر مسکرائے تو ہمیشہ کیلئے ان کی مسکراہٹ ختم کر دوں گا، تمہارے ہونٹوں کا وہ حال کر دوں گا کہ تم مسکرانا بھول جاؤں گی۔۔۔"

باسط خان زر مینے کو چھوڑتا ہوا غصے سے کچن سے نکل گیا تھا، زر مینے خاموشی سے اپنے آنسو صاف کرتی قہوے کے نیچے چولہا بند کرتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

باسط خان اپنے کمرے میں آکر کافی دیر تک پیچ و تاب کھاتا رہا۔۔۔۔

" صفدر خان کی ہمت کیسے ہوئی زنان خانے میں جانے کی، حرا ہوتی ہے ادھر زرمینے ہوتی ہے تو اب ہمارے گھر کی عورتیں غیر مردوں کے سامنے جائیں گی، ارمان خان کو اپنی دوستی صفدر خان سے رکھنی ہے تو وہ شہر تک ہی محدود رکھے۔۔۔۔"

" آئیندہ یہاں صفدر خان نہیں آنا چاہیے، میری بیوی اور بہن ہوتی ہے یہاں پر، ارمان خان تو صدا کا بے غیرت انسان ہے، وہ اپنی بیوی اور بہن کا غیر مردوں کے سامنے جانا برداشت کر سکتا ہے مگر میں نہیں۔۔۔۔۔"

باسط خان غصے سے ٹہلتا ہوا سوچ رہا تھا، اسے بلکل پسند نہیں آیا تھا آج زرمینے کا یوں صفدر کو قہوہ پیش کرنا اور صفدر کا مسکراتے ہوئے تعریف کرنا، باسط خان کو آگ لگ گئی تھی۔۔۔۔

باسط خان آدھی رات کو زرمینے کے کمرے میں داخل ہوا تھا زرمینے نے باسط خان کی وجہ سے کمرے کا دروازہ لاک نہیں کیا تھا، کمرے میں گھپ اندھیرا تھا مگر اندھیرے میں کسی کی

سسکیاں گونج رہی تھیں، باسط خان لب بھینچے دروازے کو لاک لگائے بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

زرمینے رونے میں اس قدر مصروف تھی کہ اسے باسط کی آمد کا پتہ ہی نہیں چلا تھا، باسط خان اس کے پاس بیڈ پر لیٹا اور زرمینے کی کمر میں ہاتھ ڈالا تو زرمینے کی سسکیوں کو بریک لگی تھی، باسط خان نے اسے سیدھا کیا اور سائیڈ لیمپ آن کیے وہ زرمینے پر جھکا تھا۔۔۔

" کیا ہوا خانم، آج پہلے ہی سوگ منایا جا رہا ہے ابھی تو پوری رات پڑی ہے میری بانہوں میں سوگ منانے کے لیے۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

" نن۔۔۔ نہیں باسط سائیں وہ میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔"

زرمینے نے اپنے آنسوؤں پر کنٹرول کرتے ہوئے وضاحت دی تھی۔۔۔

" وہ تو ہو گا خانم میرے پاس آنے سے تمہارے سر میں، بدن میں ہر جگہ درد شروع ہو جاتا ہے اور کچھ نہیں تو تم بخار چڑھا کر بیٹھ جاتی ہو۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کے لبوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔۔

مم۔۔۔۔میری سچ میں طبیعت خراب تھی۔۔۔۔"

زرمینے کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے تھے باسط خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" میں نے کب کہا تم نے جھوٹ بولا ہے۔۔۔۔"

باسط خان نے شرارتی لہجے میں کہا زرمینے باسط خان کو قہقہ لگاتے دیکھ اور مسکراتے دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔۔۔

" خانم تمہارے ہونٹ بہت خوبصورت ہیں۔۔۔۔"

باسط خان نے مدہوش ہوتے اسکے ہونٹوں کو نرمی سے چھوا تھا پہلی دفعہ باسط خان کے لمس میں نرمی تھی زرمینے نے دھڑکتے دل کے ساتھ باسط خان کے لمس کو محسوس کیا تھا جو بے حد نرمی لیے ہوئے تھا مگر زرمینے کا دل ابھی بھی خوف سے کانپ رہا تھا کہ کب باسط خان کا گرم نرم لمس شدت اختیار کرے وہ باسط خان کی جنون خیزیاں نہین سہہ سکتی تھی۔۔۔۔

" خانم تمہارے دل کی دھڑکنیں کیوں اتنی تیز ہیں۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کرتے پوچھا زرمینے نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں اسکا بدن لرز رہا تھا۔۔۔۔

" خانم اگر تم میری شدتیں نہیں سہہ سکتی تو میں اپنے لئے دوسری بیوی لے آتا ہوں۔۔۔۔"

باسط خان نے لب دانتوں تلے دبائے کہا تو زرمینے نے جھٹ سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔۔

" نن۔۔۔ نہیں باسط سائیں ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔"

زرمینے جلدی سے بولی تھی باسط خان گہرا مسکرایا تھا۔۔۔

" خانم شادی تو میں کروں گا تم میرے ٹیسٹ پر پورا نہیں اترتی جس طرح کی لڑکی مجھے چاہیے تھی، تم وہ نہیں ہو، دوسری شادی میں شہر میں کروں گا اپنی پسند کی لڑکی سے۔۔۔۔"

باسط خان کی آنکھوں پر نینا کے شبیہ آئی تھی وہ چاہ کر بھی نینا کو بھول نہیں پا رہا تھا، اس لئے تو اتنے دنوں سے شہر نہیں گیا تھا یہاں زرمینے تھی اس کا دل بہلانے کے لئے، زرمینے کی قربت میں وہ وقتی طور پر نینا کو بھول جاتا تھا۔۔۔

" اور اپنی دوسری بیوی کو میں شہر میں ہی رکھوں گا، اپنے بہت پاس بہت قریب۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کو خود میں زور سے بھینچا تھا۔۔۔

" لیکن اچھی بات یہ ہے کہ تم انتہا کی خوبصورت ہو مجھے خوش رکھنا جانتی ہو، جب میں حویلی آیا کروں گا تو یہاں بھی کوئی میرا دل بہلانے کے لئے ہونا چاہیے اور خانم امید کروں گا تم ایسے ہی تیار میری ضرورت کا سامان بنی رہو گی۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کی نائٹی اس کے کاندھے سے نیچے کھسکائی تھی جو زرمینے نے باسط خان کے کہنے پر ہی پہنی تھی، باسط خان انتہائی سفاکیت سے بولتا زرمینے کے دل کے ٹکڑے کر چکا تھا زرمینے جانتی تھی حویلی کے مرد دو چار شادیاں بھی کر سکتے ہیں مگر باسط خان اسے صرف دل بہلانے کا ذریعہ سمجھتا تھا۔۔۔

اسے اچھی طرح باور کرواتا تھا کہ وہ صرف اس کی ضرورت ہے اس کا صرف کھلونا، زرمینے نے خاموشی سے کئی آنسو اپنے اندر اتارے تھے باسط خان اس پر جھک چکا تھا، آج اس کے لمس میں نرمی تھی مگر اپنی باتوں سے وہ اس کا دل لہولہان کر چکا تھا۔۔۔

" شاید میں ساری زندگی باسط سائیں کا ایسے ہی دل بہلاتی رہوں گی اور جب ان کا دل بھر جائے گا تو وہ مجھے بھول جائیں گے جیسے بابا جان چھوٹی امی کو بھول گئے تھے۔۔۔"

زرمینے نے دکھی دل کے ساتھ سوچتے ہوئے خود کو باسط خان کی شدتوں کے سپرد کیا تھا۔۔۔۔

روحان آج اسپیشلی یونیورسٹی رمل سے ملنے آیا تھا روحان کی آنکھیں تو ہر وقت رمل کو دیکھنے کی متلاشی رہتی تھیں مگر آج وہ صرف نینا کی وجہ سے رمل سے ملنا چاہتا تھا، وہ جاننا چاہتا تھا رمل کیسی فیملی سے بلونگ کرتی ہے اور ارمان خانزادہ کیسی طبیعت کا، کیسے مزاج کا مالک ہے۔۔۔۔۔

وہ نینا کو لے کر بہت فکر مند ہو رہا تھا نینا بہت جذباتی تھی بنا سوچے سمجھے کوئی بھی قدم اٹھا لیتی تھی، ایک حد تک ضدی بھی تھی ہمیشہ خود کو وہ صحیح سمجھتی تھی، جب تک وہ ٹھوکر نہ کھالے سنبھلتی نہیں تھی، بعض اوقات تو ٹھوکر کھا کر بھی نہیں سنبھلتی تھی۔۔۔۔۔

روحان کی زیرک نگاہوں نے اس دن دیکھ لیا تھا ارمان خانزادہ غصے کا تیز تھا، اس نے اچھی طرح محسوس کر لیا تھا کہ ارمان خانزادہ اور نینا کے بیچ تعلقات اتنے اچھے نہیں ہیں بلکہ

روحان نے نینا کی آنکھوں میں ارمان خانزادہ کے لیے ناپسندیدگی دیکھی تھی پھر نینا نے یہ نکاح کیوں کیا۔۔۔۔۔

روحان پچھلے دو دن سے یہی سوچ رہا تھا رضوان صاحب بظاہر تو بلکل ٹھیک تھے، سب کو یہی شو کروا رہے تھے کہ ان کا دل نینا کی طرف سے سخت ہو چکا ہے، وہ ان کے لیے مر چکی ہے یہ ایک حد تک ٹھیک بھی تھا، جتنی وہ نینا سے محبت کرتے تھے آج دو دن سے نینا کا آتا پتہ نہیں تھا اور انہوں نے جاننے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کہ نینا کہاں ہے۔۔۔۔

کس حال میں ہے وہ خوش تو ہے، گھر میں نینا کا نام لینے سے بھی رضوان صاحب نے منع کر رکھا تھا لیکن روحان نے ان کی آنکھوں میں دیکھا تھا، وہ کھانے کی ٹیبل پر بار بار نینا کی چیئر کی طرف دیکھتے، ان کی نظریں بار بار نینا کے کمرے کی طرف پلٹ کے واپس آتی تھیں۔۔۔۔

نینا ان کے دل کا ٹکڑا تھی مگر اب وہ نینا کی طرف سے دل سخت کر کے کھٹور بن چکے تھے، صحیح کہتے ہیں باپ اپنا دل اگر اولاد کی طرف سے پتھر کر لے وہ پھر موم نہیں ہوتا، فوزیہ بیگم کے آنسو ہی نہیں رک رہے تھے جنہیں وہ روحان صاحب سے چھپائے پھرتی تھیں۔۔۔۔۔

گھر کا ماحول عجیب سوگواری کی کیفیت لیے ہوئے تھا، خود روحان کا گھر جانے کو دل نہیں کرتا تھا اسے نینا کا جھگڑنا ہر ٹائم اس سے پیسے مانگنا یاد آتا تھا، وہ کتنا چڑتا تھا جب وہ اس سے پیسے مانگتی تھی لیکن ان دو دنوں میں اس کا دل تڑپ رہا تھا ایک دفعہ نینا آکر اس سے پیسے مانگے۔۔۔۔۔

وہ بنا سوال جواب کے اپنا پورا وائلٹ اپنا سارا اکاؤنٹ خالی کر دے روحان رمل کے ڈپارٹمنٹ کے باہر کھڑا گہری سوچ میں گم تھا، جب رمل آتی ہوئی دکھائی دی تھی، ٹی پنک ڈریس پہنے کاندھوں پر آف وائٹ شال اوڑھے، سر پہ ٹی پنک ہی کلر کا حجاب وہ اچھی طرح لیے ہوئے تھی۔۔۔۔۔

رمل کے روحان کو دیکھ کر قدم وہیں پر رک گئے تھے اس دن گراؤنڈ والے واقعے کے بعد وہ آج روحان کو دیکھ رہی تھی، دل تو شدت سے تمنائی تھا روحان سے ملنے کا، آنکھیں تمنائی تھیں یارِ دیدار کرنے کو مگر وہ روز ایک ہی خدا سے دعا مانگتی تھی کہ روحان سے اس کی ملاقات کبھی نہ ہو۔۔۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی وہ اور روحان کبھی ایک نہیں ہو سکتے دھرتی اور آسمان کا ملاپ تو ہو سکتا ہے مگر وہ اور روحان کبھی نہیں مل سکتے ارمان کبھی بھی اسے اور روحان کو ایک نہیں ہونے دے گا اور رمل ساری دنیا کے خلاف جا سکتی تھی مگر ارمان خان کے نہیں، اسے پوری دنیا میں ارمان خان سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں تھا۔۔۔۔

میں سمجھی ہوں تجھ کو تو مجھے جانتا ہے
جسے صدیوں سے یہ دل تجھ کو پہچانتا ہے
پیار سے پیار تیرا میرا تن من سہلائے
کوئی خوشبو ہو تم جیسے من میں گھلتی جائے
جس طرف نظر اٹھی تیری چاہت ہے بھری
تھوڑا اقرار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی
تھوڑا سا پیار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی

رمل خود پہ قابو پاتے ہوئے گہرا سانس بھرتی روحان کو اگنور کرتی اپنے ڈپارٹمنٹ کی طرف بڑھی ہی تھی کہ روحان کی پکار پر اسے رکنا پڑا، نظریں جھکائے ہی وہ روحان کی طرف پلٹی تھی، وہ نہیں چاہتی تھی روحان اس کی آنکھوں میں چھپے اپنے لئے بے پناہ جذبے پہچان لے،

روحان نے رمل کی طرف بڑھتے گہری نظر رمل پر ڈالی تھی جو کنفیوز سی ہتھیلیاں مسلتے اسکے سامنے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔۔

" رمل مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے، پلیز میرے ساتھ چلو۔۔۔۔۔"

روحان نے بلا تعامل اپنی بات کہی تھی، اس دن جب رمل نے اسے دور رہنے کو کہا تھا اسے قصوروار ٹھہرایا تھا کہ اس کے کردار پر انگلی صرف روحان کی وجہ سے اٹھائی جا رہی ہے تو یہ بات روحان کو ہتھوڑے کی ضرب کے معنی لگی تھی، خود سے بھی بڑھ کر اسے رمل کا کردار رمل کی عزت عزیز تھی۔۔۔۔

رمل نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو روحان کا چہرہ کافی سپاٹ تھا، انداز بھی کافی سنجیدگی لیے ہوئے تھا، رمل پریشان ہوئی تھی روحان کو یوں دیکھ کر، رمل نے تو ہمیشہ روحان کی آنکھوں میں اپنے لئے جذبوں کا طوفان دیکھا تھا، آج ان آنکھوں میں نرم گرم جذبات نہیں بلکہ سرد مہری اور اجنبیت تھی، رمل کے دل کو تکلیف پہنچی تھی، روحان کے چہرے پر اجنبیت محسوس کر کے۔۔۔۔۔

" وہ میرا بہت اہم لیکچر ہے۔۔۔۔۔"

رمل نے انکار کیا تھا، روحان نے لب بھینچے تھے رمل کے انکار پر۔۔۔۔۔

" رمل مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے، میں جانتا ہوں تم کسی کے ساتھ آتی جاتی نہیں اور میرے ساتھ تو تم بلکل نہیں آو گی کیونکہ میں تمہارے لئے بلکل اہمیت نہیں رکھتا بلکہ میں تو تمہارے لئے ہمیشہ رسوائی کا ذریعہ رہا ہوں۔۔۔۔"

روحان نے بھڑکتے ہوئے طنز کیا رمل حیران و پریشان روحان کے رویے کو دیکھ رہی تھی، رمل کی آنکھوں میں فوراً سے آنسو آئے تھے، رمل نے بھیگی آنکھوں سے روحان کو بے یقینی سے دیکھا تھا روحان نے رمل کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر اپنے غصے پر کنٹرول کیا وہ آج کل نینا کی وجہ سے بہت پریشان تھا۔۔۔۔

رمل سے بھی ناراض تھا مگر وہ پھر بھی کبھی رمل کے آنسوؤں کی وجہ نہیں بننا چاہتا تھا، وہ کیسے بتاتا کہ رمل اس کے لئے کیا اہمیت رکھتی ہے اور اس کے آنسو تو اس کے لئے بہت قیمتی اور بہت معتبر تھے۔۔۔۔۔

" مجھے صرف تم سے دو گھڑی بات کرنی ہے، میرے ساتھ چلو پلیز۔۔۔۔۔"

روحان نے اس بار ملتجی انداز میں کہا رمل نے بھیگی آنکھوں سے سر اثبات میں ہلایا تھا وہ روحان کی بات کو انکار نہیں کر سکی تھی روحان کا ناراض اور سرد رویہ دیکھ کر رمل کا دل سکڑا تھا وہ اسے اور ناراض نہیں کر سکتی تھی، رمل ہار رہی تھی اپنے دل کے ہاتھوں۔۔۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی آگے چل کر اسے کتنا خسارہ اٹھانا ہے اسی دل کے ہاتھوں، روحان خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا رمل گاڑی میں انگلیاں چٹخائے روحان کے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔

" رمل اس دن ہاسپیٹل میں میں نے تمہارے ساتھ کسی کو دیکھا تھا تمہارا بھائی تھا شاید۔۔۔۔۔"

روحان نے اپنی بات کا آغاز کیا۔۔۔۔۔

" ہاں وہ میرے ارمان لالہ تھے۔۔۔۔۔"

رمل کی لہجے میں بہت چاشنی تھی ارمان خان کے ذکر پر۔۔۔۔

" تمہارے لالہ تھے وہ، رمل وہ کیسے انسان ہیں میرا مطلب ہے تمہاری ساری فیملی کیسی ہے۔۔۔۔۔"

رمل روحان کے سوال پر حیران ہو رہی تھی اس لئے رمل نے تعجب بھری نظروں سے روحان کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

" آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔۔۔"

رمل نے سوال کیا۔۔۔۔۔۔

" ویسے ہی پوچھ رہا ہوں تم مجھے کچھ نہیں سمجھتی لیکن میں تمہیں بہت چاہتا ہوں اس لئے تمہاری فیملی کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں، اگر تم نہیں بتانا چاہتی تو تمہاری مرضی۔۔۔۔"

روحان نے لب دانتوں تلے دبائے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا روحان کے اپنی چاہت کے یوں اظہار پر رمل کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی، گالوں پر اچانک سے سرخی چھائی تھی، روحان جب بھی ملتا اُس سے ایسے ہی اپنے جذبات کا اظہار کرتا تھا۔۔۔۔

آج پہلی دفعہ روحان نے اس میں دیری کی تھی اور رمل کو یہ بات کچھ زیادہ پسند بھی نہیں آئی تھی، اب روحان کے اظہار پر رمل کے ہونٹوں پر شرمیلی مسکان آئی تھی، وہ ہار رہی تھی پگھل رہی تھی بلکہ پگھل چکی تھی روحان کے سچے اور بے دریغ جذبوں کے آگے۔۔۔۔

" کچھ پوچھا ہے میں نے تم سے۔۔۔۔"

روحان نے رمل کے چہرے پر چھائی سرخی اور مسکان دیکھ کر حیران ہوتے اپنا سوال دوبارہ دوہرایا تھا رمل نے روحان کو اپنے گھر والوں کے بارے میں بتایا کہ وہ لوگ کیسے ہیں ان کے گھر میں کون کون ہے، رمل نے آدھی سے زیادہ باتیں چھپائی تھیں روحان سے، بس رمل اپنے علاقے کی چھوٹی چھوٹی باتیں بتانے لگی اور گھر میں کون کون ہوتا ہے یہ بتایا۔۔۔۔

" رمل تم حجاب لیتی ہو یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہے یا پھر تم اپنے گھر والوں کی وجہ سے لیتی ہو۔۔۔۔۔"

روحان نے سینے میں کب سے مچلتا ہوا سوال کیا تھا، رمل نے اس سوال پر حیرانگی بھری نظریں اٹھا کر روحان کو دیکھا تھا۔۔۔

" رمل میں ویسے ہی پوچھ رہا ہوں، بس میں تمہارے علاقے کی رسم و رواج کے متعلق جاننا چاہ رہا تھا صرف معلومات کے اضافہ کے لیے، مجھے بچپن سے شوق ہے پہاڑی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے متعلق جاننے کا، انہیں سمجھنے کا، انفیکٹ مجھے بہت اٹریکٹ کرتا ہے آپ لوگوں کا لباس، آپ لوگوں کی بول چال سب کچھ۔۔۔۔۔۔"

روحان نے جلدی سے بات بنائی تھی وہ رمل کو کسی بھی قسم کے شک میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا نہ ہی وہ اسے نینا اور ارمان خان کے متعلق بتانا چاہتا تھا، وہ نہیں چاہتا تھا اس کی وجہ سے نینا کو کسی بھی قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔۔۔

" ہماری پوری فیملی پردہ کرتی ہے ہمارے گھر کی عورتیں کبھی بھی غیر مردوں کے سامنے نہیں جاتی، بلکہ اپنے مرد کزنوں کے سامنے بھی نہیں آتیں، اگر کبھی آئیں بھی تو پورے پردے میں آتی ہیں، یہ حجاب میں اس لیے کرتی ہوں کیونکہ میں نے بچپن سے والدہ کو سخت پردہ کرتے دیکھا ہے، مجھے وہیں سے عادت ہو گئی تھی، اب مجھے حجاب لینا اچھا لگتا ہے۔۔۔۔۔"

رمل نے آہستگی اور تفصیل سے روحان کو بتایا روحان اتنے سخت پردے کا سن کر پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

" رمل تم نے کہا کہ تم لوگ مرد کزنوں کے سامنے بھی نہیں آتے تو تم کو ایجوکیشن میں کیسے پڑھ رہی ہو، میرا مطلب ہے تمہیں اجازت کیسے ملی۔۔۔۔۔"

" وہ میرے ارمان لالا کی وجہ سے، انہوں نے سب سے لڑ کر مجھے یونیورسٹی میں داخل کروایا، مجھے پڑھنے کا شوق تھا میرے ارمان لالا میری ہر خواہش پوری کرتے ہیں۔۔۔۔"

رمل کی آنکھوں میں ارمان کی محبت کا تفاخر تھا روحان کو یہ سن کر سکون ہوا تھا کہ نینا شاید صحیح ہاتھوں میں ہے۔۔۔۔

" رمل تمہارے ارمان لالا شہر میں رہتے ہیں تو وہ یہاں کی سوچ رکھتے ہوں گے۔۔۔۔"

روحان کے سوال پر رمل نے روحان کو دیکھا۔۔۔۔

" پتہ نہیں مگر ارمان لالا مجھ سے اور زرمینے سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔۔"

رمل نے معصومیت سے بتایا۔۔۔۔

" ویسے ارمان لالا غصے کے بہت تیز ہیں انہیں غصہ بہت کم آتا ہے مگر جب آتا ہے تو بہت زیادہ آتا ہے اور مجھے ان کے غصے سے بہت ڈر لگتا ہے، سب ارمان لالا سے دبتے ہیں، خان دادا کے بعد گھر میں سب سے زیادہ ارمان لالا کی بات مانی جاتی ہے، اس لیے سب کو ارمان لالا کی بات ماننی پڑی مگر ارمان لالا نے مجھے سختی سے منع کیا ہے کہ میں کسی بھی لڑکی کو اپنی دوست نہ بناؤں نہ ہی کسی لڑکے سے بات کروں۔۔۔۔۔"

رمل نے آہستگی سے سب کچھ بتایا تو روحان نے سختی سے سٹیرنگ پر اپنے ہاتھ جمائے تھے۔۔۔۔۔

" جو اپنی بہنوں کو لے کر اتنا پوزیسیو ہے وہ اپنی بیوی کو لے کر کتنا پوزیسیو ہو گا، نینا تو بہت آزاد خیال ہے وہ کبھی بھی اتنی پابندیوں میں نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔"

روحان نے لب بھینچتے ہوئے سوچا، روحان سمجھتا تھا ایک مرد اپنی بیوی کو لے کر کتنا پوزیسیو ہوتا ہے، اسے بھی نینا کی ڈریسنگ پر اعتراض رہتا تھا مگر وہ اسے منع نہیں کرتا تھا کہ وہ چھوٹی ہے نا سمجھ ہے، سمجھ جائے گی وہ کچھ نہیں کہتا تھا مگر رمل کو وہ جب بھی سوچتا تو حجاب میں ہی سوچتا۔۔۔۔۔

وہ کبھی بھی رمل کو حجاب کے بغیر برداشت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ رمل کو لے کر بہت پوزیسیو تھا، تو ارمان خان نینا کی بیوقوفیاں جذباتی پن نینا کی ڈریسنگ کیسے برداشت کرے گا، روحان کو ارمان خان کے غصے کا تیز ہونے کی بات نے بھی پریشان کر دیا تھا۔۔۔

نینا کی حرکتوں سے نینا کی بد تمیزیوں سے کبھی کبھی وہ بھی عاجز آجاتا تھا لیکن اکلوتی اور چھوٹی بہن ہونے کی وجہ سے وہ اسے کچھ نہیں کہتا تھا نہ ہی رضوان صاحب کچھ کہنے دیتے تھے اسی چیز کا وہ فائدہ اٹھاتی تھی تو ارمان خان یہ سب کیسے برداشت کرے گا۔۔۔۔

اگر وہ کبھی بھی نینا کے لیے لڑکا دیکھتا تو وہ نینا کے مزاج کے مطابق دیکھتا مگر ارمان خان تو نینا کے بالکل متضاد تھا ارمان خان کی فیملی ان کے رسم ورواج میں نینا کبھی ایڈجسٹ نہیں کر پائے گی ارمان خان نینا کے لیے بالکل مناسب نہیں تھا روحان کا دل مطمئن نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

نینا پچھلے دو دن سے یونیورسٹی بھی نہیں آرہی تھی اور نہ ہی وہ روحان کا فون اٹھا رہی تھی، وہ یقیناً اس سے ناراض تھی وہ بچپن سے ایسے ہی کرتی تھی، غلطی اپنی ہوتی تھی اور خود ہی سب سے ناراض ہو جاتی تھی، ابھی بھی نکاح کر کے وہ آگئی الٹا اس سے ہی ناراض تھی، روحان لب بھینچے نینا کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔۔۔

ارمان خان کی صبح آنکھ کھلی تو صبح کے گیارہ بج رہے تھے، ارمان خان نے نینا کے کمرے کی طرف نگاہ کی، دروازہ ابھی تک بند تھا اور سکون بھی تھا یعنی کہ مس نینا ابھی تک سو رہی تھیں ، ارمان خان صوفے سے اٹھتا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے کمرے کا رخ کر گیا۔۔۔۔

شاور لے کر اچھی طرح فریش ہونے کے بعد ارمان خان نے نینا کے کمرے کا رخ کیا، دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ارمان خان قدم بڑھاتے نینا کے بیڈ کے پاس گیا، وہ کل والے ڈریس میں ہی بیڈ پر دنیا جہان سے بے خبر سو رہی تھی۔۔۔۔

سوتے ہوئے کمبل لینا گوارہ نہیں کیا تھا ارمان خان کافی دیر تک کھڑا اسے دیکھتا رہا، چہرے پر ابھی تک آنسوؤں کے نشان تھے نیند میں بھی وہ تھوڑی بے چین سی تھی، ارمان خان نے لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا، وہ کب چاہتا تھا اس کے ساتھ ایسا سلوک کرنا مگر وہ سمجھتی ہی نہیں تھی۔۔۔

ارمان خان بیڈ پر اس کے پاس بیٹھ کر قریب سے اس کے چہرے کے نقوش غور سے دیکھنے لگا ، پیار سے اس کے گدازِ گلابی لبوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا تھا، جو اس وقت بھی ارمان خان کی

شدتوں کی وجہ سے سرخ تھے، ہونٹ پر ہلکا سا زخم بھی تھا ارمان خان نے جھک کر اسکے ہونٹ کے زخم پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

" جان من تمہارے خوبصورت لبوں کے ساتھ یہ سب کچھ میں نے غصے میں کیا ہے مگر جب پیار سے کروں گا تو تب اس سے بھی برا حال کروں گا، اتنے میں ہی تمہارا یہ حال ہو جاتا ہے پوری طرح خود کو جب میرے سپرد کرو گی تو تب کیا ہو گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے کان کی لو کو چومتے ہوئے مخمور لہجے میں سرگوشی کی تھی، نینا کے اتنے پاس آنے پر ارمان کے بدن میں کرنٹ سا دوڑا تھا، دیوانہ وار اس پر جھکے وہ اس کی گردن پر اپنی شدت بکھیرنے لگا، نینا کو نیند میں خود پر بوجھ محسوس ہوا تو آنکھیں کھول کر اس نے دیکھا، ارمان خان کو خود پر جھکے پایا تو نینا کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی، ارمان خان نے اپنا پورا وزن نینا پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان ہٹیں مجھ پر سے، اگر آپ نے میری جان لینی ہے تو سیدھی طرح ہی لے لیں، کیوں میری سانسوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا نے بامشکل بولتے ہوئے ارمان خان کو پرے کھسکانے کی کوشش کی، ارمان خان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔۔۔۔

" میری جان اتنی آسانی سے تمہاری جان نہیں لوں گا، ابھی تم پر میرے بہت سے حقوق ہیں پہلے انہیں اچھی طرح وصول تو کر لوں ویسے بھی تمہاری نازک جان میری شدتیں سہہ تو سکتی نہیں، وہ تو ویسے بھی تم نے اوپر پہنچ جانا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اس کی گردن میں ہی منہ چھپائے مخمور شرارتی لہجے میں بولتے ہوئے اوپر ہو کر نینا کے چہرے پر اپنی خمار سے بھرپور نشیلی نگاہ کی تھی، نینا کے ذرا سا قریب آنے پر ارمان خان کی حالت ایسے ہی ہو جاتی تھی، ارمان خان کے انگ انگ پر خماری چھانے لگتی تھی۔۔۔۔۔۔

ہیزل گرین آنکھیں براؤن آنکھوں سے ٹکرائی تھیں ارمان خان کے دیکھنے کے انداز سے نینا نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں پھیریں، نینا کو ارمان خان کی آنکھوں میں ڈھیر سارے پیاسے جذبات ہلکورے لیتے نظر آئے جن سے نینا سرعت سے نظریں چُرا گئی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھ پر سے ہٹیں، مجھے واش روم جانا ہے۔۔۔۔"

نینا نے اپنی پوری قوت لگا کر دونوں ہاتھوں سے ارمان خان کے بھاری وجود کو ہٹانے کی کوشش کی، نتیجتاً نینا ہی ہلکان ہوئی تھی، ارمان خان مسکراتے ہوئے نینا کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا اٹھا تو نینا نے جان خلاصی پر شکر ادا کرتے ہوئے واش روم کا رخ کیا تھا، بیڈ سے اترتے ہی دو قدم چلنے پر نینا کو زور دار چکر آیا تو ارمان خان سرعت سے اٹھتا اُسے تھام گیا تھا ورنہ نینا بری طرح زمین بوس ہو جاتی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا نینا تم ٹھیک تو ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالے اُسے سینے سے لگائے پریشانی سے پوچھا۔۔۔۔

" ٹھیک ہوں میں۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے کہا اور ارمان خان کی بانہوں کے حصار سے نکلتے ہوئے واش روم کا رخ کیا۔۔۔۔

" نینا دروازہ لاک مت کرنا۔۔۔۔"

ارمان خان پریشانی سے بولا تھا نینا نے دھاڑ سے دروازہ بند کرتے ہوئے دروازے کو لاک لگایا تھا ارمان خان نے لب بھینچ کر غصے سے دروازے کو گھورا، ارمان خان نے ناشتہ بنانے کے لئے رحیم خان کی بیوی کو فون کر کے بلایا، ارمان خان نے رحیم خان کی بیوی کو بھی گاؤں سے ادھر ہی بلا لیا تھا۔۔۔۔۔

گھر کے اطراف میں سرونٹ کوارٹر بنے ہوئے تھے، ارمان خان نے ککنگ کے لئے اور گھر کے چھوٹے موٹے کاموں کے لئے اسے گاؤں سے شہر بلوایا تھا، نینا اچھی طرح شاور لے کر باتھروم میں ہی بنی الماری سے باتھ روب گاؤں پہن کر باہر نکلی تو ارمان خان کو روم میں ہی کھڑا دیکھ کر ایک پل کے لئے نینا سرخ ہوئی تھی۔۔۔۔

نینا اپنے گاؤن کی ڈوری کو کس کے باندھتی ہوئی ارمان خان کے پاس سے گزری تو ارمان خان کے لبوں پر نینا کے حفاظتی اقدام پر مسکراہٹ رینگی تھی، گیلے بالوں میں تازہ تازہ نہائی ہوئی باتھ روب گاؤں پہنے تھوڑی جھجھکتی ہوئی وہ ارمان خان کے ہوش اڑا چکی تھی۔۔۔۔۔

نیناڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی بظاہر تو ڈرائیر سے اپنے بال خشک کر رہی تھی مگر دھیان سارا ارمان خان کی طرف تھا جو پاس ہی کھڑا مسکراتے ہوئے دیوانوں کی طرح اسے گھور رہا تھا نینا نے غصے سے ڈرائیر ڈریسنگ ٹیبل پر مارتے ہوئے کمرے سے باہر کا رخ کیا تو ارمان خان نے اسے بیچ میں اچکتے ہوئے تیزی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنی سینے کے ساتھ لگایا تھا۔۔۔۔

" کہاں نیناڈارلنگ میرے ہوش گم کر کے کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان مدھوش ہوا تھا۔۔۔۔۔

" چھوڑیں مجھے مسٹر خان یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان کے ہاتھ اپنے گاؤن کی ڈوریوں پر محسوس کر کے نینا کا دم نکلا تھا۔۔۔۔۔

" کچھ نہیں ڈارلنگ زیادہ نہیں جس طرح تم نے میرے ہوش ٹھکانے لگائے ہیں اس طرح تمہارے بھی ہوش ٹھکانے لگانے لگا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے تیزی سے گاؤن کی ڈوری کھینچی تو نینا نے جلدی سے اپنے گاؤن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان پلیز۔۔۔۔۔"

نینا لہو چھلکاتے ہوئے چہرے کے ساتھ لرزتے لبوں سے بولی تھی ارمان خان نے نینا کا رخ اپنی طرف پلٹا تھا نینا نے ابھی بھی اپنے ہاتھ کی مٹھیوں میں گاؤن کو دبوچا ہوا تھا ارمان نے نرمی سے اس کی گاؤن کی ڈوری کو پکڑ کر اس کی کمر پر باندھتے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔۔

" فکر نہ کرو تمہاری مرضی کے بغیر تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔۔"

نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ ارمان خان کی طرف نگاہ کی اور پھر نظریں جھکائے وہاں سے جانے لگی تو ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی بانہوں میں لیا تھا۔۔۔

" کھانا کب سے کھایا ہوا ہے تم نے۔۔۔۔"

ارمان خان نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھا۔۔۔

اس دن سے جس دن آپ نے میرے گھر والوں کی نظروں میں مجھے مار دیا تھا اور آپ میرا جنازہ اٹھا کر یہاں لے آئے اور مردے کھانا نہیں کھاتے۔۔۔۔۔"

نینا شکوہ کناں نگاہوں سے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں بولی تھی ارمان خان نے نینا کی بات پر اس پر غصیلی نگاہ ڈالی تھی۔۔۔۔۔

" مجھے مردوں میں جان ڈالنی آتی ہے تم فکر نہ کرو عنقریب تمہیں زندہ کر دوں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی بات بامشکل ہضم کرتے ہوئے کہا، دروازہ نوک ہونے پر ارمان خان نے رحیم خان کی بیوی سے ناشتے کی ٹرے لے کر اسے جانے کو کہا، وہ نینا کو دیکھتے ہوئے خاموشی سے وہاں سے چلی گی ارمان خان نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور نینا کا ہاتھ پکڑ کر اسے صوفے پر بیٹھایا، ارمان خان نے بریڈ اور آملیٹ کی بائٹ بنا کر اپنا ہاتھ نینا کے منہ کی طرف بڑھایا، نینا سختی سے اپنا منہ بند کر گئی تھی۔۔۔۔۔

" نینا منہ کھولو ورنہ صبح صبح ناشتے کی جگہ میری کس سے پیٹ بھرنا پڑے گا اور میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا میں ناشتہ کافی ہیوی کرتا ہوں تو سوچ لو میں کس بھی ہیوی کروں گا رات سے بھی زیادہ شدت والی۔۔۔۔۔"

ارمان خان کے دھمکانے پر نینا نے جلدی سے منہ کھولا تو ارمان خان نے گہرا مسکراتے ہوئے اسکے منہ میں بائٹ ڈالا۔۔۔۔

" دھمکی کے بغیر بھی بات سنی جا سکتی ہے۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا سے کہا، ارمان خان نے دوسری بایٹ بناتے ہوئے نینا کے منہ میں ڈالتے ساتھ ہی فریش جوس کا گلاس اٹھا کر نینا کے لبوں سے لگایا۔۔۔

" مسٹر خان میں خود ناشتہ کرلوں گی آپ جائیں۔۔۔"

نینا نے اپنے لبوں سے جوس کا گلاس ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

" جان من یہ ناشتہ تو میں ہی ختم کرواؤں گا، مجھے اپنی بیوی میں جان بھی تو ڈالنی ہے، مردوں سے پیار کرنے کا مجھے شوق نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے اسے چھیڑا تو نینا نے غصے سے ارمان خان کو گھور کر دیکھا، دنیا میں یہ پہلا انسان تھا جس کی باتوں پر وہ صبر کا گھونٹ بھر لیتی تھی ورنہ اپنے مزاج کے خلاف وہ کسی کی ایک بات برداشت نہیں کرتی تھی۔۔۔

سامنے والے کو اس کی اوقات دو منٹ میں یاد دلا کر رکھ دیتی تھی۔۔روحان اس سے بڑا تھا مگر اپنے سامنے اسے بھی بولنے نہیں دیتی تھی۔۔ان کے ہر جھگڑے میں روحان کو ہی ہار ماننی پڑتی تھی ورنہ رضوان صاحب سے اچھی خاصی کلاس ہوتی تھی۔۔۔۔

رضوان صاحب کا خیال آتے ہی نینا کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے تھے ارمان خان نے پورا ناشتہ اپنے ہاتھوں سے نینا کو کروایا تھا جہاں نینا بس کہتی وہاں ارمان خان دھمکی دیتا تو نینا خاموشی سے کھا لیتی۔۔۔۔۔

" نینا یہ جو ناشتہ لے کر آئی تھی رحیم کاکا کی بیوی ہے تمہیں جس طرح کا کھانا پسند ہے تم اسے بتا دینا وہ بنا دے گی، ہماری حویلی میں بھی یہی کام کرتی تھی، کافی اچھا کھانا بناتی ہے لیکن اسے زیادہ تر دیسی کھانا بنانا آتا ہے، سوات کا روایتی کھانا بنانا جانتی ہے، میں جانتا ہوں جس طرح تمہیں لباس روایتی پسند نہیں کھانا بھی روایتی پسند نہیں ہو گا تو تم ایسے کرنا نیٹ سے دیکھ کر خود بنا لینا یا پھر اسے سکھا دینا۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کی ڈریسنگ پر طنز کرتے ہوئے بائٹ نینا کے منہ میں ڈالا ارمان خان کے طنز پر نینا نے غصے سے ارمان خان کی انگلی اپنے دانتوں کے بیچ پوری طرح دی تھی۔۔۔۔

" آہ نینا کیا کرتی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان درد سے کراہ اٹھا تھا۔۔۔۔

" سوری مسٹر خان مجھے پتہ ہی نہیں چلا، مجھے لگا بریڈ کی بائٹ ہے۔۔۔۔"

نینا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی تھی اور اپنے ہونٹ پھیلا کر ارمان خان کو دیکھنے لگی، نینا نے کافی زور سے ارمان خان کی انگلی پر کاٹا تھا، انگلی اچھی خاصی نیلی ہو گئی تھی ارمان خان کے چہرے پر بھی تکلیف کے آثار تھے، ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کے ماتھے پر کس کی۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں جان مجھے پتہ ہے تمہیں پتہ نہیں چلا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے جوس کا گلاس اٹھا کر نینا کے لبوں سے لگایا جسے نینا نے اپنے ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔۔۔۔

" یہ فنش کر لینا اوکے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی طرف جھک کر اس کی گال پر کس کی اور کمرے سے نکل گیا نینا نے غصے سے اپنا گال رگڑا تھا جیسے ارمان خان کا لمس مٹایا ہو اور گلاس اٹھا کر زمین پر دے مارا، ارمان خان ابھی دروازے سے باہر ہی آیا تھا کہ اسے نینا کے کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز آئی وہ سمجھ گیا تھا۔۔۔۔۔

نینا نے اپنا غصہ اتارا ہے ارمان خان اگنور کرتا آگے بڑھنے لگا کہ نینا کی چیخ سنائی تھی، ارمان خان سرعت سے دروازہ کھولتا اندر بڑھا تو پورے کمرے میں کانچ بکھرا ہوا تھا، ٹوٹا ہوا گلاس ناشتے کی ٹرے کے برتن بکھرے پڑے تھے۔۔۔۔۔

ارمان خان نے کمرے کی حالت دیکھ کر اپنے غصے پر کنٹرول کیا تھا، ارمان خان بچتا بچاتا نینا تک پہنچا جو بیڈ پر پاؤں پکڑے بیٹھی سسک رہی تھی، ارمان خان نے آگے بڑھ کر اس کا پاؤں تھاما جسے نینا نے درد سے کراہتے ہوئے ارمان خان سے چھڑوایا تھا۔۔۔۔

" دیکھنے دو نینا کیا ہوا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نرمی سے اس کا پاؤں تھامتے ہوئے کہا، نینا کے پاؤں سے خون بہہ رہا تھا ایک بڑا کانچ کا ٹکڑا اس کے پاؤں میں لگ گیا تھا۔۔۔۔

" جب پتہ تھا کہ نیچے کانچ بکھرا ہے تو دیکھ کر چل لینا تھا۔۔۔۔"

ارمان خان نے تیز آواز میں نینا کو ڈانٹتے ہوئے کہا تو نینا نے اپنے آنسو روکتے ہوئے اپنا پاؤں اس سے چھڑوایا تھا۔۔۔۔

" رہنے دیں میں خود ہی نکال لوں گی۔۔۔۔"

نینا اپنے آنسوؤں پر بند باندھتی ہوئی بولی نینا نے اپنا ہاتھ کانچ کی طرف بڑھایا مگر درد کی وجہ سے پاؤں پکڑے رونے لگ گئی ارمان خان لب بھینچے نینا کی حرکتیں دیکھ رہا تھا ارمان نے سختی سے نینا کا پاؤں پکڑا۔۔۔۔

" چھوڑیں مسٹر خان مجھے نہیں نکالنا اسے، رہنے دیں۔۔۔۔"

نینا درد سے چلائی تھی ارمان خان نے گھور کر نینا کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے جلدی سے وہ کانچ کا ٹکڑا کھینچ کر نکال دیا۔۔۔۔

" مسٹر خان بہت برے ہیں آپ۔۔۔۔"

نینا نے کراہتے ہوئے سسکی لی تھی ارمان خان نے کمرے کی کبرڈ سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر نینا کا زخم کاٹن سے اچھی طرح صاف کرتے ہوئے پٹی کی تھی۔۔۔۔

" شکر ہے کانچ بہت گہرائی میں نہیں گیا تھا اس لیے صرف نکالتے ہوئے تمہیں درد ہوا ہے، کل تک بلکل ٹھیک ہو جاؤ گی۔۔۔۔"

ارمان خان نے نرمی سے کہتے ہوئے اسے سہارا دیتے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ تکیہ لگائے اسے لٹایا۔۔۔۔

" میں یہ سب گل بانو سے کہہ کر اٹھوا دیتا ہوں، اب جب تک یہ صاف نہ ہو جائے بیڈ سے مت اٹھنا۔۔۔۔"

لاسٹ میں ارمان کا لہجہ سخت ہوا تھا کیا پتہ نینا اس کے جانے کے بعد پھر سے کوئی حماقت کرتے ہوئے خود کو چوٹ نہ لگوا لے، اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی لہجے میں سختی در آئی تھی، پیار کی بات سمجھتی کہاں تھی وہ، نینا نے غصے سے اپنا بازو اپنے چہرے پر رکھا تو ارمان خان گہرا سانس لیتا کمرے کی حالت دیکھتا وہاں سے پلٹ گیا۔۔۔۔۔

نینا پورا دن کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی ارمان خان نے لنچ اور ڈنر اسے کمرے میں بھجوا دیا تھا جسے اس نے تھوڑا سا کھا کر باہر بھجوا دیا ارمان خان کئی دفعہ اس کے کمرے میں بھی گیا اگر

اسے واشروم جانا ہے یا پھر کوئی اور کام ہے تو وہ ہیلپ کر دیتا ہے مگر اس کی تیس مار خان بیوی خود ہی واشروم سے ہو بھی آئی تھی اور اس کی ہیلپ لینے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔

نینا سارا دن کمرے میں رہ کر بور ہو گئی تھی بلکہ اچھی خاصی روہانسی ہو چکی تھی اس نے کب ایسے کمرے میں وقت گزارا تھا نینا کو یہ گھر کسی قید خانے یا جیل سے کم نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

" پتہ نہیں کب تک مجھے اس منحوس کمرے میں اور اس منحوس آدمی کے ساتھ رہنا پڑے گا۔۔۔"

نینا نے روہانسی ہوتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔

" اور تو اور اس دو نمبر سر پھیرے خان نے میرے یونیورسٹی جانے پر بھی پابندی لگا دی ہے، اللہ جی آپ نے میرے ساتھ اچھا نہیں کیا اس عذاب کو میرے سر پر مسلط کر کے، میں نے تو کبھی کسی کا برا نہیں چاہا تو پھر یہ سزا کیوں، پوری دنیا میں ایک یہی انسان رہ گیا تھا کیا جسے آپ نے میرے نصیب میں لکھ دیا۔۔۔"

نینا دل ہی دل میں خدا سے شکوہ کر رہی تھی۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں میں نینا شاہ ہوں اگر میرا نصیب یہ ہے تو اسے بہت جلد بدل ڈالوں گی میں، مسٹر خان سے خلع ضرور لوں گی میں، ایک دفعہ خلع ہو جائے تو پھر کس حق سے روکیں گے یہ مجھے۔۔۔۔"

نینا نے پختہ عزم کرتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے، پھر کمرے سے نکل کر کچن کی طرف قدم بڑھائے، اسے بے تحاشا بھوک محسوس ہو رہی تھی نینا کچن میں فریج کھول کر کھڑی جائزہ لے رہی تھی، فریج میں بچا ہوا ڈنر پڑا تھا جو کہ مٹن اور چکن کڑاہی تھی جو نینا بلکل پسند نہیں کرتی تھی۔۔۔۔

اسے کچھ ہلکا پھلکا کھانا تھا نینا کچن کیبنٹ سے بسکٹ ڈرائی فروٹ کچھ اس قسم کا تلاش کرنے لگی ، ایک ڈرار کھولنے پر نینا نے چھریاں اور چاقوں کا سیٹ دیکھا جس میں ڈفرنٹ قسم کے چاقو اور چھریاں موجود تھیں چھوٹی بڑی چمکتی ہوئی نوکدار، نینا نے ایک تیز نوکدار چھری نکالی تو نینا کا دل کیا کہ یہ چھری ارمان خان کی گردن پر چلا دے۔۔۔۔۔

ارمان خان کافی دیر سے سونے کی کوشش کر رہا تھا، مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی اسکی محبت اسکا عشق اسکی چاہت اسکی پیاس اسی گھر میں موجود تھی، پورا پورا حق رکھنے کے باوجود وہ اس سے کوسوں دور تھی، بے چینی تھی کہ بڑھتی ہی جا رہی تھی، جذبات تھے کہ ان پر بند باندھنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے بے چینی سے اٹھتے نینا کے کمرے کا رخ کیا تا کہ اسے ایک نظر دیکھ کر اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا لے، ارمان خان کمرے سے باہر نکلا تو کچن کی لائٹ جلتے دیکھ کر اور کچن سے کھٹ پھٹ کی آوازوں کی آہٹ سن کر کچن میں داخل ہی ہوا تھا، اسی اثناء میں لائٹ چلی گئی تھی، ارمان خان حیران ہوا پورے گھر میں سولر سسٹم تھا۔۔۔

" لائٹ کیسے جا سکتی ہے شاید کوئی بیٹری خراب ہو گئی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان سوچتا اندھیرے میں موبائل کی ٹارچ جلائے آگے بڑھا ارمان خان نے کچن میں نینا کو کھڑے دیکھ کر اس کے قریب جا کر اسے پکارا تو نینا جو چاقو ہاتھ میں لیے کھڑی تھی،

ایک دم اس کا رنگ فق ہوا تھا جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو، نینا ہڑبڑاتے ہوئے ارمان خان کی طرف پلٹی۔۔۔۔

اندھیرا ہونے اور ہڑبڑاہٹ ہونے کی وجہ سے چاقو کی نوک ارمان خان کے بازو میں لگی تھی، اندھیرے میں ارمان خان کی چیخ بلند ہوئی تھی، ارمان خان کی بازو پر اچھا خاصا گہرا کٹ لگ گیا تھا ارمان خان اس وقت ہاف ٹی شرٹ اور ٹراؤزر پہنے ہوئے تھا۔۔۔۔۔

لائٹ بھی آچکی تھی، خون تیزی سے ارمان خان کے بازو سے نکلتا شرٹ کو داغدار کر گیا تھا، نینا کے ہاتھ سے چاقو گر گیا تھا، ارمان خان نے درد کی شدت سے اپنا بازو تھاما نینا فق چہرے کے ساتھ ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

" سوری مسٹر خان، مم۔۔۔۔مجھے پتہ نہیں چلا کہ پتہ نہیں کیسے، مجھے سچ میں بالکل پتہ نہیں چلا۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوتی ہوئی بولی۔۔۔۔۔

" تمہیں کبھی کچھ پتہ چلتا بھی ہے نینا، نہ ہی اپنے دماغ کا استعمال کرتی ہو، نہ ہی اپنی آنکھوں کا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے درد سے کراہتے ہوئے اپنے بازو کو تھامے، سرخ آنکھوں سے نینا کو گھورا، لب دانتوں میں دبائے تکلیف کی شدت سہی تھی، ارمان خان نے اپنی شرٹ اتار کر زخم کو چیک کرنا چاہا۔۔۔۔

" یہ کیا کر رہے ہیں مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔

" کچھ نہیں کر رہا، نہ ہی اس وقت کرنے کی پوزیشن میں ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے تاسف سے اپنی بیوی کی حرکتیں دیکھی تھیں، ارمان خان نے آگے بڑھ کر ڈفرنٹ کیبنٹ کھولتے ہوئے ان میں سے فرسٹ ایڈ باکس تلاش کیا اور لاؤنج کی طرف بڑھ

گیا نینا شرمندگی سے لب کاٹتی ہوئی ارمان خان کے پیچھے لاؤنج میں گئی تھی، ارمان خان صوفے پر بیٹھتا اپنا زخم صاف کر رہا تھا۔۔۔۔

اسے ایسا کرنے میں مشکل ہو رہی تھی نینا ارمان خان کے پاس آ کر اس سے فرسٹ ایڈ باکس لیتے ہوئے کاٹن سے ارمان خان کا زخم صاف کرنے لگی، ارمان خان نے گہری نظروں سے نینا کو دیکھا جو شرمندہ سی لگ رہی تھی، چہرہ شرمندگی سے سرخ پڑ رہا تھا آنکھوں میں آنسو تھے۔۔۔۔

" آئی ایم سوری مسٹر خان، میری وجہ سے، میں ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کا زخم صاف کرتے ہوئے بولی، ارمان خان نے صوفے پر سیدھا ہوتے لیٹنے کے انداز میں اپنی ٹانگیں پھیلائیں نینا نے حیرانگی سے اسے لیٹتے دیکھا۔۔۔۔

"وہ کیا ہے ناڈارلنگ مجھے چکر آ رہے ہیں، اس لیے ریلیکس ہوا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر اپنے پہلو میں بہت قریب بیٹھایا۔۔۔

" اب کرو جو بھی کرنا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے گہری نظروں سے نینا کو دیکھا جو ابھی تک صبح والے باتھ روب میں تھی، بال کھلے ہوئے تھی سفید میدے جیسی رنگت دمک رہی تھی، گھنی پلکیں اس نے جھکائی ہوئی تھیں گلابی ہونٹ اب کافی حد تک ٹھیک تھے سرخی ختم ہو چکی تھی مگر ہلکا سا زخم ابھی بھی تھا، ارمان خان گہرا مسکرایا۔۔۔۔

" ارمان خان کی شدتوں سے اتنی آسانی سے پیچھا نہیں چھڑوایا جا سکتا۔۔۔۔۔"

ارمان نے مسکراتے ہوئے سوچا، ارمان کو نینا کا زخمی لب بہت اٹریکٹ کر رہا تھا وہ ایک مجسمے کی طرح نینا کے خوبصورت نقوش کو دیکھ رہا تھا نینا خاموشی سے ارمان خان کے پہلو میں بیٹھی اس کے زخم کو صاف کر رہی تھی اور ارمان خان دیوانوں کی طرح اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" لگتا ہے تمہیں خون خرابا بہت پسند ہے صبح کمرے میں اب کچن میں، اگر تم کہو تو ہم پیار والا خون خرابہ بھی کر سکتے ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے سراپے پر گہری نظر ڈالتے ہوئے معنی خیز اور شرارتی لہجے میں کہا۔۔۔۔

" کیا مطلب۔۔۔۔؟؟؟

نینا نے زخم صاف کرتے ہوئے ناسمجھی سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" اوففففف میری خوبصورت بیوی کی معصومیت بھری ادائیں پاس آؤ گی تو بتاؤں گا پیار سے خون خرابا کیسے ہوتا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے معنی خیزی سے کہتے ہوئے نینا کو آنکھ ماری تھی۔۔۔۔

" اتنا تو مجھے یقین ہے تمہیں رومانس کے الف بے کا بھی نہیں پتہ ہو گا پتہ بھی کیسے ہو، ہر ٹائم مدر ٹریسا جو بننے کی کوشش کرتی رہتی ہو، دھیان اوٹ پٹانگ حرکتوں سے کہیں اور جائے تو پتہ چلے۔۔۔۔"

ارمان خان نے ابرو اچکائے نینا کے سوشل ورک پر طنز کیا تھا نینا ارمان خان کی بات نظر انداز کرتی اس کے بازو پر پٹی کرنے لگی ارمان خان نے دوسرا ہاتھ نینا کی کمر میں ڈال کر اسے خود کے قریب کیا نینا نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں جان من ایک دفعہ خود کے قریب آنے دو میں تمہیں الف بے ہی نہیں پوری اے بی سی ڈی بھی سکھا دوں گا۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کے گھورنے کو نظر انداز کرتے ہوئے ہونٹوں کو سکیڑ کر فلائنگ کس دی۔۔۔۔

" مجھے نہیں سیکھنی کوئی اے بی سی ڈی، اپنی گرل فرینڈز کو ہی سکھائیں بلکہ آپ اب تک سکھا بھی چکے ہوں گے یقیناً۔۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے مسکرا کر طنز کیا تو ارمان خان نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

" اتنی معصوم ہو نہیں جتنی بنتی ہو، ویسے تو تمہارا دماغ بہت چلتا ہے مجھ سے پیچھا چھڑوانے کے لیے، اتنے بے ہودہ اور گندے ہاسٹل میں رہنا قبول کیا تم نے سچ میں، میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا نینا شاہ اوہ نینا شاہ نہیں مسسز خانزادہ اتنے گھٹیا ہاسٹل میں رہنا قبول کر سکتی ہے لیکن افسوس سارا پلان چوپٹ ہو گیا کیونکہ مس نینا ارمان خانزادہ کو جانتی جو نہیں تھی، چچ چچ چچ۔۔۔۔"

ارمان خان نے افسوس کرتے ہوئے نینا کا مزاق اڑایا تھا نینا کی کمر پر اپنی گرفت بڑھاتے ہوئے نینا کے بالوں میں ہاتھ ڈالتے نینا کا چہرہ خود کے اور قریب کیا، ارمان خان اپنی دہکتی ہوئی سانسوں سے نینا کے چہرے کو جھلسا رہا تھا۔۔۔۔۔

" بلکل ٹھیک کہا، میں آپ کو جانتی نہیں تھی اگر جانتی تو کبھی آپ سے نکاح نہ کرتی۔۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کی نشیلی خمار آلود بہکی بہکی نگاہوں میں اپنی ہیزل گرین آنکھیں گاڑھتے ہوئے جواب دیا، ارمان خان کے لبوں پر مسکراہٹ رینگی تھی۔۔۔۔۔

" تمہارا نکاح ہر حال میں مجھ سے ہی ہونا تھا کیونکہ تمہیں ایک خان ہی سدھار سکتا تھا اور وہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے ہونٹوں کو فوکس کرتے ہوئے بولا تو نینا کو ارمان کے طنز پر آگ لگی تھی۔۔۔۔

" ایسا کیا ہوا ہے مجھے جو آپ بار بار مجھے سدھارنے کی بات کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا نے بھڑکتے ہوئے خود کو ارمان خانزادہ کے حصار سے چھڑوانے کی کوشش کی۔۔۔۔۔

" وہ تو تم خود سے ہی پوچھو لیکن جان من عنقریب میں تمہیں تیر کی طرح سیدھا کر دوں گا تم فکر نا کرو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی گردن میں ہاتھ ڈال کر نینا کا چہرہ تھوڑا اور جھکاتے ہوئے اپنے قریب کیا نینا نے غصے سے ارمان خان کی زخمی کلائی پر مکا مارا تو ارمان نے کراہتے ہوئے زخمی نظروں سے نینا کو دیکھا مگر اپنی گرفت اور مضبوط کرتے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے پوری طرح اپنے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔۔

" تمہارا معصوم دل میری دفعہ کہاں چلا جاتا ہے جو مجھ پر اتنے دردناک وار کرتے ہو۔۔۔۔"

ارمان نے درد سے بلبلاتے نینا کو شرمندہ کیا تھا۔۔۔۔۔

" آپ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ میں آپ کے ساتھ یہ سلوک کروں اور اگر آپ نے پھر سے مجھے چھوا نا تو اس سے زیادہ برا سلوک کروں گی۔۔۔۔"

نینا نے اپنے آپ کو ارمان کے حصار سے چھڑواتے ہوئے دھمکی دی۔۔۔۔

" جو مرضی کرو جان من، جتنے مرضی زخم دو افففف نہیں کروں گا مگر آئندہ مجھے چھوڑ کر مت جانا ورنہ ارمان خانزادہ تمہیں بہت دردناک زخم دے گا جس کا مرہم بھی نہیں ہو

گا۔۔۔" ارمان خان کی آنکھیں پل میں وحشت چھلکانے لگی تھیں ارمان خان کے ہاتھ کی گرفت نینا کے بالوں پر سخت ہوئی، ارمان خان کی لہو چھلکاتی آنکھیں دیکھ نینا کے ماتھے پر پسینہ پھوٹا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے۔۔۔۔"

نینا نے اپنی نظریں جھکائے کہا، نینا شرم سے سرخ پڑ رہی تھی ارمان خان شرٹ لیس تھا، نینا کے ہاتھ ارمان خان کے سینے کے بالوں سے ٹچ ہو رہے تھے بلکہ وہ ساری کی ساری ارمان خان کے اوپر تھی، ارمان خان سختی سے اسے کمر سے جکڑتے ہوئے بے باکی سے اس کی کمر اور پورے بدن پر ہاتھ پھیر رہا تھا، اس کے جسم سے اٹھتی مہک سے نینا کو عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔۔۔

" چھوڑ دوں گا جان من سونے سے پہلے گڈ نائٹ کس ہی دے دو۔۔۔"

ارمان خان نے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے اپنے چہرے پر نرمی کا تاثر پیدا کیا تھا، اسے جب جب نینا کی کل کی حرکت یاد آتی کہ وہ کیسے اسے دھوکہ دے کر اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی ایک عجیب سی وحشت اور سرد مہری اس کے پورے وجود کا احاطہ کر لیتی۔۔۔۔۔

ارمان خان پاگل ہونے لگتا تھا اگر نینا اسے کچھ دیر اور نا ملتی تو شاید وہ پوری دنیا کو آگ لگا دیتا، اس کے دور جانے کا خیال ہی سوہان روح تھا ارمان خانزادہ کے لئے۔۔۔۔

" مسٹر خان اگر آپ نے میرے ہونٹوں کو چھوا بھی تو میں آپ کا برا حال کر دوں گی۔۔۔"

نینا نے ڈرتے ہوئے ایک دفعہ پھر سے دھمکی دی تھی مگر وہاں پرواہ کسے تھی۔۔۔۔۔

" جیسے کل رات کو میرا برا حال کیا تھا میری گرفت میں میری بانہوں میں تم ہل بھی نہیں پا رہی تھی، جیسے ابھی کوشش کر رہی ہوں مگر نتیجہ صفر ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے نینا کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھنے لگا نینا نے اپنے ناخن ارمان کے منہ پر مارنے کیلئے اپنا ہاتھ بڑھایا تو ارمان خان نے نینا کا ہاتھ پکڑا۔۔۔۔

" یہ جو تمہارے پاس ہتھیار ہیں نا ان کا جلد علاج کرتا ہوں میں، اُس دن بھی تم نے میرے چہرے اور گردن کا جو حال کیا تھا آفس میں سب پوچھ رہے تھے کہ کیا ہوا، میں نے کہا بھئی ایک جنگلی بلی نے مجھ پر حملہ کیا ہے مگر سب کی دبی دبی مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ انہیں سب سمجھ آ گیا ہے کہ جنگلی بلی کون ہے، اب سب تمہاری طرح بے وقوف تو ہوتے نہیں جنہیں کچھ سمجھ نہ آئے، اس لئے جان مان ان ناخنوں کے استعمال سے گریز کرو۔۔۔۔"

نینا کو ارمان کی ساری باتوں میں بے وقوف والے لفظ نے غصہ دلایا تھا۔۔۔۔

" اگر آپ نے مجھے ایک دفعہ اور بے وقوف کہا تو سچ میں آپ کے چہرے کا برا حال کر دوں گی میں، پھر جواب دیتے رہیے گا اپنے آفس کے لوگوں کو۔۔۔۔۔"

نینا غصے سے چیخی تھی ارمان خان مسکراتے ہوئے نینا کی دونوں کلائیاں ایک ہاتھ سے پیچھے کی طرف جکڑتے ہوئے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے اس کی ہونٹوں کو اپنی گرفت میں لیے اس کی سانسوں کو جکڑے اپنے آپ کو پر سکون کرتے مدھوش ہوا تھا۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں نینا کی کیا بری حالت ہوتی ارمان خانزادہ کے پورے وجود میں جذبوں کا طوفان اٹھا تھا نینا کی طلب نے شدت سے انگڑائی لیتے ہوئے ارمان خان کے پورے وجود کو جکڑتے ہوئے اپنے حصار میں لیا تھا، جوانی کے بھرپور تقاضوں نے ارمان خان کو بے بس کرتے ہوئے ہانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

شدت گریہ سے ارمان خانزادہ کی آنکھوں کا رنگ سرخ ہوا تھا سانسیں تیز ہوئی تھیں پورا بدن آگ کی بھٹی کی طرح جلنے لگا تھا ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں کو آزاد کرتے ہوئے اپنی سرخ جذبات سے بہکی نگاہیں نینا پر گاڑھیں۔۔۔

" محبت دو روحوں کا ملاپ ہی نہیں دو جسموں کا بھی ملاپ ہوتی ہے اگر یہ محبت محرم کی ہو تو طلب اور بڑھ جاتی ہے اور میرے اندر تمہاری طلب دن بادن شدت اختیار کرتی جا رہی ہے میرے اندر جذبوں کی صورت میں طلاطم برپا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کسی دن یہ سب کچھ بہا کر نا لے جائے۔۔۔"

ارمان خان بھاری مخمور آواز میں نینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا تھا اور اسے ایک جھٹکے میں خود سے آزاد کرتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا نینا نے سرخ چہرے اور

دھڑکتے دل کے ساتھ ارمان خان کی آنکھیں یاد کیے جھرجھری لیتے ہوئے جلدی سے اپنے کمرے میں جا کر دروازہ لاک کیا تھا۔۔۔

ارمان خان کی پوری کوشش تھی وہ نینا کے قریب کم سے کم جائے، وہ نینا کو سپیس دینا چاہتا تھا شاید تنہائی میں اسے احساس ہو کہ اب ان دنوں کا رشتہ بہت مضبوط ہے، ارمان خان خود سے بھی ڈرنے لگا تھا کہ کہیں جذبات میں آ کر وہ نینا کے ساتھ زبردستی نہ کر دے کیونکہ جب نینا اس کے سامنے ہوتی، اس کے قریب ہوتی تو وہ سب کچھ بھولنے لگتا تھا۔۔۔۔

اس کے مہکتے وجود کی دلکشی میں کھوئے ہوئے وہ بہکنے لگتا تھا، ارمان خان نے خود کو جان بوجھ کر بری طرح آفس میں مصروف رکھا ہوا تھا، ہفتہ ہونے کو آیا تھا وہ آفس اور میٹینگز میں بری طرح مصروف تھا، صبح جب وہ آفس جاتا تو وہ سوئی ہوتی تھی۔۔۔

واپسی پر کافی دیر ہو جاتی تو نینا اسے سوئی ہوئی ہی ملتی، اس دن کے بعد نینا نے نہ یونیورسٹی جانے کے ضد کی تھی اور نہ ہی کسی اور بات کے لیے، وہ ارمان خان کے سامنے کم سے کم آتی

تھی اپنے روم کا دروازہ بھی لاک کر کے رکھتی تھی، ارمان خان کو آج بھی آفس سے آتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔۔۔۔

نینا کے روم کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے نینا کی سسکیوں کی آواز سنائی دی، ارمان خان کے دل پر پیر رکھا تھا جیسے کسی نے، ارمان خان نے بے چینی سے آگے بڑھتے نینا کے روم کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی جو کہ لاک تھا ارمان خان گہرا سانس بھرتا روم کی چابی لایا اور لاک کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔۔

ارمان خان کے قدموں کی دھمک سن کر نینا نے اپنی سسکیوں پر قابو پاتے ہوئے کمفرٹر اچھی طرح خود پر اوڑھ کر رخ پلٹ کر اپنی آنکھیں سختی سے مینچ لی تھیں، ارمان خان نے بیڈ پر اس کے قریب بیٹھ کر اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں چلائیں تو نینا نفرت سے اس کا ہاتھ جھٹکتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

گلابی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا سرخ قندھاری لب لرز رہے تھے، پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا، لال ناک اور آنکھوں کے گلابی ڈورے بتا رہے تھے کہ وہ کافی دیر سے رو رہی ہے، ارمان خان کو اپنا دل مٹھی میں جکڑتا ہوا محسوس ہوا، نینا نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑتے

ہوئے شعلہ بار نگاہوں سے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے نفرت سے اپنی نظریں پھیری تھیں۔۔۔۔

" کیا ہوا، کیوں رو رہی ہو، کون مر گیا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" جو میرے اپنے تھے وہ سب مر گئے ہیں اس لیے رو رہی ہوں۔۔۔۔"

نینا تلخی سے بولتے ہوئے بیڈ سے اٹھنے لگی تو ارمان خان نے ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔۔۔۔

" چھوڑیں مجھے مسٹر خان، مجھے آپ کی شکل بھی نہیں دیکھنی۔۔۔۔"

نینا نے غصے سے اپنا ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔۔

" کب تک چلے گا یہ سب کچھ، تمہیں سمجھنا ہو گا کہ تمہاری شادی ہو چکی ہے، اسے لے کر تمہاری کچھ ذمے داریاں ہیں ایسے کیسے چلے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کا ہاتھ پیار سے تھامتے ہوئے اس پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

" مت چھوئیں مجھے مسٹر خان، مجھے آپ کے لمس سے نفرت ہے، کیا کہا آپ نے میری شادی ہو چکی ہے، میں اس دھوکے کے نکاح کو نہیں مانتی، وہ نکاح جس میں میرے بابا میری ماں، میرا بھائی شامل نہیں تھا۔۔۔۔۔"

" میں نے یہ نکاح صرف آپ پر یقین کر کے ایک ایگریمنٹ کے طور پر کیا تھا کہ آپ مجھے اور میرے گھر والوں کو پروٹیکشن دیں گے اور پھر ہم باہمی رضامندی سے اس ایگریمنٹ پر سائن کر کے علیدہ ہو جائیں گے، میرے لئے صرف ایک ایگریمنٹ ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا یہ نکاح۔۔۔۔۔"

" میں نے کبھی بھی آپ سے ریلیشن بنانے کیلئے نکاح نہیں کیا تھا، لیکن آپ نے کیا کیا مجھے دھوکہ دیا مجھ پر اپنا حق جتایا، مجھے میرے گھر والوں کی نظروں میں ذلیل کیا اور آپ مجھے کہہ

رہے ہیں میری شادی ہو چکی ہے، میری کچھ ذمہ داریاں ہیں، میں اچھی طرح جانتی ہوں آپ مجھے کون سی ذمہ داریاں نبھانے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔"

" وہ تو میں تب نبھاؤں گی جب میں اس نکاح کو جائز تصور کروں گی، اگر آپ نے مجھ سے نکاح کرنا ہی تھا تو سیدھی طرح میرے گھر پر پوزل بھیج دیتے، اگر آپ واقعی میں میرے ساتھ سنسیر ہوتے تو ایسے ہی کرتے، مگر آپ نے مجھے رسوا کر دیا میرے بابا کو دنیا کے سامنے رسوا کر دیا۔۔۔۔"

" میں آپ کا دھوکہ کبھی نہیں بھول سکتی، میں کبھی نہیں بھول سکتی آپ کی وجہ سے میرے بابا نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا، مجھے گھر سے باہر نکالا، ان کی آنکھوں میں جو بے یقینی تھی میں وہ کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔

نینا ارمان خان کا ہاتھ جھٹکتی بری طرح رو دی تھی، ارمان خان نے سختی سے اپنی مٹھیاں بھیجتے ہوئے اپنی لہو رنگ آنکھوں کو مینچا اور تیزی سے اٹھتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

ارمان خان آفس چیئر سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے کب سے نینا کے متعلق سوچے جا رہا تھا، پوری رات وہ نینا کی باتوں کی وجہ سے سو نہیں سکا تھا، اس وقت بھی اس کی آنکھیں لال ہو رہی تھیں، ارمان خان نے اپنی کنپٹیاں سہلائی تھیں۔۔۔۔۔

وقتی طور پر اسے نینا کی باتیں نینا کے نفرت بھرے انداز نے کافی غصے میں مبتلا کر دیا تھا مگر جیسے جیسے وہ اس کے متعلق سوچ رہا تھا اسے نینا بلکل ٹھیک لگ رہی تھی، اس نے نینا کو اپنے پیار کا احساس دلایا ہی کب تھا، وہ نینا کو پروٹیکٹ کرنا چاہتا تھا وہ نینا کو لے کر پوزیسیو تھا۔۔۔۔۔

اس لیے جلد بازی میں اس نے نینا کو حاصل کرنے کے لیے نینا پر مکمل اختیار حاصل کرنے کے لیے اس نے یہ قدم اٹھایا مگر نینا یہ بات کبھی نہیں سمجھ سکتی تھی، اس نے نینا کا اعتبار بری طرح کچلا تھا، ایک حد تک اس کی عزت نفس بھی مجروح ہوئی تھی۔۔۔۔۔

وہ بے قصور ہوتے ہوئے بھی اپنے گھر والوں کی نظروں میں بے مول ہو گئی تھی، اس نے غلط طریقے سے نینا کو حاصل کیا تھا اس نے جائز عمل غلط طریقے سے کیا تھا، ارمان خان فوری

طور پر ایک فیصلہ کرتے ہوئے اپنی گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے آفس سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان نینا کے گھر کے ڈرائنگ روم میں رضوان صاحب کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

" کیوں آئے ہو برخوردار یہاں پر، اب کیا کام ہے تمہارا، جس سے تمہارا تعلق تھا اسے تمہارے ساتھ رخصت کر دیا ہے، اب یہاں پر کیا کرنے آئے ہو۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب ارمان خان کو دیکھ کر گرجتے ہوئے بولے۔۔۔

" میں صرف آپ سے یہ کہنے آیا ہوں کہ نینا سے یہ نکاح کرنا سراسر میرا فیصلہ تھا، نینا ایسا نہیں چاہتی تھی وہ تو۔۔۔۔۔"

" نینا ایسا نہیں چاہتی تھی مگر پھر بھی اس نے وہ نکاح کر لیا، بات تو بس اتنی سی ہے، نینا نے یہ نکاح کیا ہے اس کے آگے کوئی بات کوئی جسٹیفکیشن نہیں رہتی۔۔۔۔"

رضوان صاحب ارمان خان کی بات کاٹتے ہوئے بھڑکے تھے۔۔۔۔

" آپ تحمل سے میری بات سن لیں، نینا کو آپ کی ضرورت ہے وہ اس نکاح کے لیے خود کو معاف نہیں کر پا رہی تھی، جس میں اس کا قصور بھی نہیں تھا۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی صفائی دیتے ہوئے وضاحت دینے کی کوشش کی تھی یکدم رضوان صاحب کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔۔۔

" وہ بے قصور ہے یا نہیں مگر اب نینا کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے مر چکی ہے وہ ہمارے لیے ،اس نے آئندہ تم بھی اپنی شکل لے کر یہاں مت آنا، ورنہ یہاں سے دھکے دے کر تمہیں نکلواؤں گا۔۔۔۔"

رضوان صاحب پھولی ہوئی رگوں کے ساتھ اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے دھاڑے تھے ارمان خان کا رنگ بے عزتی اور آہانت کے احساس سے سرخ پڑا تھا، غصے سے سرعت سے خون میں آبال اٹھنے لگے تھے، وہ ارمان خانزادہ تھا۔۔۔۔

وہ اپنے سامنے بولنے والی زبان اور اٹھنے والی نظر کو جڑ سے اکھاڑنا جانتا تھا، دو سیکنڈ لگتے وہ رضوان صاحب کو ان کی اوقات یاد دلا سکتا تھا مگر وہ نینا کی وجہ سے برداشت کر گیا تھا، ارمان خان اپنی جگہ سے اٹھتا رضوان صاحب کے مقابل جا کھڑا ہوا۔۔۔۔

" بحیثیت باپ، آپ اپنے فرائض سنبھالنے میں ناکام ہو چکے ہیں، آپ نے نینا کو آزادی دی، اسے مان دیا اسے اعتبار دیا مگر آپ نینا کی حفاظت نہ کر سکے، نینا پر آپ نے نظر نہ رکھی، کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی نینا کن لوگوں سے ملتی ہے، کہاں جاتی ہے کب آتی ہے کیا پہنتی ہے۔۔۔۔"

" میں نے یہ نکاح نینا کی پروٹیکشن کیلئے کیا تھا، جو آپ اسے نہ دے سکے نینا بے وقوف ہے مگر آپ تو سمجھدار تھے، آپ نے نینا کی تربیت اچھی کی ہوتی تو وہ یہ نکاح کبھی نہ کرتی، مر جاتی

مگر یہ نکاح نہ کرتی آپ اپنے باقی فرائض تو نبھا نہیں سکے، ایک آخری فرض ہی پورا کر لیں۔۔۔۔۔"

" اسے اپنی دعاؤں میں اپنے گھر سے رخصت کر دیں، یہ میں اپنے لیے نہیں کہہ رہا آپ کا بھرم رہ جائے گا نینا کا بھرم رہ جائے گا، مرد ایسے نکاح کر لیتا ہے اسے اس سے فرق نہیں پڑتا مگر عورت کیلئے طعنہ بن جاتا ہے، میں یہاں آپ کی بیٹی کیلئے آیا تھا مگر افسوس آپ میری بات سمجھ ہی نہیں پائے۔۔۔۔"

ارمان خان نے رضوان صاحب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انتہائی سرد سنجیدگی بھرے انداز میں اپنی بات مکمل کی اور تیزی سے پلٹتے ہوئے ان کے گھر سے نکل گیا

ناشتے کی میز پر بے انتہا سنجیدگی اور خاموشی چھائی ہوئی تھی روحان چائے کا کپ ہاتھوں میں تھامے نینا کی چیئر کو دیکھ رہا تھا جب رضوان صاحب کی سنجیدہ اور سرد آواز گونجی تھی۔۔۔۔

" روحان۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب نے روحان کو پکارا تو روحان چائے کا کپ ٹیبل پر رکھتا ہمہ تن گوش ہوا تھا۔۔۔۔۔

" جی بابا۔۔۔۔"

روحان کو رضوان صاحب بہت سنجیدہ دکھائی دیے تھے ان کے چہرے پر کافی اضطراب بھی چھایا ہوا دکھائی دیا۔۔۔۔

" بابا آپ ٹھیک تو ہیں، آپ کی طبیعت۔۔۔۔۔"

روحان پریشان ہوا تھا۔۔۔۔

" میں بلکل ٹھیک ہوں میں نے ایک فیصلہ کیا ہے۔۔۔۔۔"

رضوان صاحب نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی تھی۔۔۔۔

" تم آج ہی نینا کو یہاں لاؤ گے کل نینا کی رخصتی ہے، میں نے چند عزیز و اقارب کو پیغام بھیج دیا ہے، تم نے بھی کسی کو انوائیٹ کرنا ہے تو کر لو۔۔۔۔"

فوزیہ بیگم نے نم آنکھوں سے رضوان صاحب کو دیکھا تھا، وہ بے یقین ہوئی تھیں۔۔۔۔۔

" بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، بابا آپ نے کیا نینا کو معاف کر دیا۔۔۔؟؟؟

روحان خوشگواری کا احساس لیے بے تابی سے بولا تھا رضوان صاحب بنا کوئی جواب دیے اپنے کمرے میں چلے گئے تھے، روحان نے لب بھینچتے رضوان صاحب کو دیکھا، وہ پہلے کے مقابلے میں کافی تھکے تھکے اور کمزور سے لگے تھے۔۔۔۔

" کیا ہوا ہے بابا کو کل تک تو نینا کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے، انہوں نے اپنا فیصلہ کیسے بدلا۔۔۔۔۔"

روحان رضوان صاحب کو لے کر کافی فکر مند ہو رہا تھا مگر نینا کیلئے وہ کافی خوش تھا۔۔۔

روحان ارمان خان سے ملاقات کرنے کے بعد ارمان خان کی اجازت سے نینا کو گھر لے آیا تھا۔۔۔۔۔

" بابا۔۔۔۔"

نینا گھر میں داخل ہوتی بے تابی اور آنسو بھری آنکھوں سے رضوان صاحب کی طرف بڑھی اور ان کے گلے لگ گئی۔۔۔۔

" بابا آپ نے مجھے معاف کر دیا۔۔۔۔۔"

نینا رضوان صاحب کے سینے سے لپٹے ہوئے رو دی تھی رضوان صاحب نینا کو خود سے دور کرتے نینا کو ایک نظر دیکھتے وہاں سے چل دیے۔۔۔۔۔۔

" ماما۔۔۔۔۔"

نینا فوزیہ بیگم کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

" بابا مجھ سے ابھی بھی ناراض ہیں کیا۔۔۔۔"

نینا فوزیہ بیگم کے گلے لگی رو رہی تھی روحان نے نینا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔۔۔

" کیا ہوا جیمز بانڈ، اپنے آنسو سنبھال کر رکھو کل نکاح اور رخصتی کے لئے بچا کر رکھو۔۔۔۔۔"

روحان نے بھیگی آنکھوں سے نینا کو چھیڑا تھا۔۔۔۔۔

" روحان پلیز یہ نکاح رکوا دو، میں یہ نکاح یہ رخصتی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔۔۔"

نینا نے روتے ہوئے روحان سے التجاء کی۔۔۔۔۔

" نینا میں تمہیں بار بار احساس نہیں دلانا چاہتا تم نے خود یہ نکاح کیا ہے، چاہے وجہ کوئی بھی ہو، جو بھی ریزن رہا ہو لیکن تم نے چھپ کر خود اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے، بابا پہلے ہی بہت پریشان ہیں، انہوں نے سب کو کل کا انویٹیشن بھی بھیج دیا ہے، پلیز بابا کو اب اور پریشان مت کرو۔۔۔۔۔"

روحان نے نینا کو سمجھایا تھا نینا اپنے لب کاٹتے ہوئے خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔

نینا اپنے کمرے میں آئی تو اپنے کمرے کو دیکھ کر کئی آنسو ٹوٹ کر اس کے گالوں پر بہے تھے، وہ کمرہ وہ گھر تو نینا کو ابھی تک اپنا محسوس نہیں ہوا تھا جب ارمان خانزادہ ہی اسے کبھی اپنا محسوس نہیں ہوا تو اس کا گھر اور اس سے منسلک چیزوں سے کیسے انسیت ہو سکتی تھی، وہ کمرے میں بیٹھی اپنی پرانی یادیں تازہ کر رہی تھی جب فوزیہ بیگم اندر داخل ہوئیں۔۔۔۔

" آئیں ماما۔۔۔۔"

نینا انہیں دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھی تھی، فوزیہ بیگم نے نینا کے پاس بیٹھ کر اس کی ماتھے کو چوما۔۔۔۔

" نینا میں یہ تو نہیں پوچھوں گی تم نے یہ نکاح کیوں کیا، مجھے بس یہ بتاؤ، ارمان تمہارا خیال رکھتا ہے، تم سے پیار کرتا ہے۔۔۔۔۔؟؟؟

انہوں نے نینا کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر بے تابی سے پوچھا تھا، نینا کے چہرے پر کہیں سے بھی نہیں لگ رہا تھا وہ خوش ہے، وہ نو بیاہتا ہے، بلکہ وہ پہلے سے بھی کافی کمزور لگ رہی تھی فوزیہ بیگم کو، نینا نے سرد آہ بھری تھی، وہ پہلے ہی اپنی وجہ سے سب کو بہت پریشان کر چکی تھی، مگر اب وہ اور انھیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

" اگر سب یہ سمجھتے ہیں نکاح میں نے اپنی خوشی کے لیے ارمان سے کیا ہے تو پھر ٹھیک ہے یہی سمجھنے دیتی ہوں۔۔۔۔"

نینا نے تلخ ہوتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔۔

" جی ماما بہت خیال رکھتے ہیں، بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔

" تو پھر تمہارا چہرہ کیوں اترا ہوا ہے۔۔۔۔"

" کیونکہ آپ سب مجھ سے ناراض جو تھے۔۔۔۔"

نینا نے فوزیہ بیگم کے ہاتھ پکڑے تھے۔۔۔۔

" ماں باپ کبھی اپنی اولاد سے ناراض نہیں ہو سکتے، مگر تمہارے اقدام سے ہمیں دھچکا ضرور لگا تھا، تمہارے بابا تمہاری رخصتی یہاں سے کرنے کے لیے مان گئے ہیں، آہستہ آہستہ وہ بلکل ٹھیک ہو جائیں گے، اب بتاؤ تم نے کیا کھانا ہے میں تمہارے لیے بناؤں۔۔۔۔"

فوزیہ بیگم نے پیار سے نینا سے پوچھا۔۔۔۔

" ماما آپ کے ہاتھ کا لزانیہ کھانا ہے مجھے، پتہ ہے میں نے آپ کے ہاتھ کے کھانے کو کتنا مس کیا۔۔۔۔"

نینا نے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالتے ہوئے فوزیہ بیگم کی گود میں سر رکھا تھا، فوزیہ بیگم کافی دیر تک نینا سے باتیں کرتی رہیں، اسے سمجھاتی رہیں کہ اسے ارمان خان کے مطابق رہنا ہے، وہ جو کہے وہی کرنا ہے، نینا غصے سے ان کی گود سے منہ پھلاتے اٹھی تھی۔۔۔۔

" اگر آپ کو مجھ سے ایسی باتیں کرنی ہیں تو میں یہاں سے چلی جاتی ہوں۔۔۔۔۔"

نینا اپنی عادت کے مطابق ناراض ہوئی تھی، فوزیہ بیگم نے گہرا سانس خارج کیا تھا انہیں نینا کی بہت فکر ہو رہی تھی، نینا اپنی کرنے کے عادی تھی، مگر شادی کے بعد لڑکیوں کو بہت سی باتوں پر کمپرومائز کرنا پڑتا ہے، فوزیہ بیگم کے جانے کے بعد نینا نے بے زاری سے بیڈ کراون کے ساتھ ٹیک لگائی تھی ایک بے زاری کی کیفیت طاری ہوئی تھی اس کے وجود پر۔۔۔۔

" مجھے مسٹر خان کے مطابق چلنا چاہیے اور ان کی ہر بات ماننی چاہیے، میں مانوں یا نہ مانوں وہ اپنی ہر بات مجھ سے ضرور منوانا جانتے ہیں۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوتے ہوئے سوچ رہی تھی، نینا کا دل تو کیا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے، مگر رضوان صاحب کا سوچ کر اس نے ایسا کرنے سے خود کو روکا تھا، اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا، کل یہاں سے دلہن بن کر رخصت ہونے کا سوچ رکھ کر ہی اس کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔۔۔۔

وہ اپنے اندر اس رشتے کو لے کر کسی بھی قسم کی کوئی فیلنگ محسوس نہیں کر پا رہی تھی، وہ خلع لے کر یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی تھی مگر اب یہ سب کیسے ممکن ہو گا، نینا نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھاما تھا۔۔۔۔۔

" یہ تو طے ہے میں یہ رشتہ تسلیم کر بھی لیتی ہوں، مگر میں مسٹر خان کی پابندیوں میں اپنی پوری زندگی نہیں گزار سکتی۔۔۔۔"

نینا نے اپنے سر کو دباتے ہوئے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی تھی، روحان دروازہ نوک کر کے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔

" کیسی ہو۔۔۔۔"

روحان نے نینا کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔۔

" زندہ ہوں تمہیں کیا، تم نے تو اس دن مجھے روکا بھی نہیں۔۔۔۔"

نینا نے شکوہ کیا۔۔۔۔

" تم تو کافی بدل گئی ہو، کچھ ہی دنوں میں ارمان خانزادہ نے تمہیں بدل کر ہی رکھ دیا ہے، جو ہم نہ کر سکے وہ اس نے کر دیا ہے۔۔۔۔۔"

روحان نینا کا شکوہ نظر انداز کرتے ہلکے پھلکے انداز میں اس کی ڈریسنگ پر چوٹ کرتا ہوا بولا تھا ، نینا اس وقت پنک کلر کی لائٹ سی ایمبرائیڈری شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس تھی، نینا نے ارمان خانزادہ کے گھر سے آتے ہوئے دوپٹہ بھی لیا ہوا تھا جو یہاں پر آ کر اس نے اتار کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

" روحان اگر تم نے یہی فضول باتیں کرنی ہیں تو مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی تھی، اسے وہ کیسے بتاتی کہ اسے اس لباس سے کتنی نفرت ہے، اس نے واقعی میں یہ لباس ارمان خانزادہ کی وجہ سے پہنا ہوا تھا۔۔۔۔

" ارے تم تو بلکل ویسی ہی ہو ذرا نہیں بدلی بس حلیہ ہی بدلا ہے۔۔۔۔"

روحان نے پھر سے چھیڑا تھا نینا نے غصے سے تکیہ اٹھا کر اسے دے مارا، روحان جان بوجھ کر نینا کو تنگ کر رہا تھا، اصل میں روحان نینا سے لڑائی کرنے کو کافی مس کر رہا تھا۔۔۔۔

" روحان کیا تم یہ نکاح اور رخصتی کچھ عرصے کے لیے پوسٹ پونڈ نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

نینا نے سنجیدگی سے روحان سے کہا۔۔۔۔

" نینا اگر تم یہ رخصتی نہیں کرنا چاہتی تو یہ نکاح کیوں کیا۔۔۔۔"

روحان نے سنجیدگی سے نینا سے پوچھا تھا۔۔۔۔

" روحان تم مجھے یہ بتاؤ تم یہ نکاح اور رخصتی رکوا سکتے ہو کہ نہیں۔۔۔۔"

نینا روحان کا سوال نظر انداز کرتے پوچھنے لگی۔۔۔۔

" دیکھو نینا تم نے نکاح جس بھی وجہ سے کیا جو بھی مقصد تھا لیکن تم یہ نکاح کر چکی ہو اب کچھ نہیں ہو سکتا، اب کسی بھی صورت میں یہ رخصتی ملتوی نہیں ہو سکتی، ہاں اگر کچھ دن پہلے مجھے اس سب کی خبر ہو جاتی میں کچھ نہ کچھ کر لیتا مگر اب تم ارمان خانزادہ کے ساتھ ایک ہفتہ پہلے ہی اس گھر سے رخصت ہو چکی ہو۔۔۔۔۔"

" بابا اس سب کو لے کر پہلے ہی بہت پریشان ہیں اس سے پہلے سب کو پتا چلے کہ تم نے اپنی مرضی سے نکاح کیا ہے بابا کا بھرم رہنے دو، میں نے ارمان خان کے متعلق معلومات لی ہیں وہ اور اس کی فیملی رسم رواج کو بہت اہمیت دیتی ہے لیکن اب تمہیں تھوڑا بہت کمپرومائز کرنا پڑے گا جو کہ ہر لڑکی کو کرنا پڑتا ہے۔۔۔۔۔"

روحان نے صاف الفاظ میں نینا کو سمجھایا تھا نینا روحان کی باتوں پر خاموش ہو گئی تھی، روحان بیڈ پر اس کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

" نینا میں تمہارے ساتھ کبھی بھی کچھ غلط نہیں ہونے دوں گا نہ ہی تم خود کو کبھی اکیلا سمجھنا، میں خوش ہوں کہ بابا نے تمہیں معاف کر دیا ہے اب تم اس گھر سے بابا کی دعاوں تلے رخصت ہو گی۔۔۔۔۔"

روحان نے نینا کے آنسو صاف کیے تھے

نینا نے میرون کلر کا ہیوی کام والا لہنگا پہن رکھا تھا جس پر میرون ہی کلر کا فل آستین والا تھا ویلوٹ کی شرٹ تھی جس پر بہت خوبصورت کام ہوا تھا اور لہنگا کافی گھیرے دار اور ہیوی تھا، گلے میں میرون موتیوں سے مزین چوکر پہنا ہوا تھا جو اس کی خوبصورت صراحی دار دھمکتی ہوئی گردن کو اور جاذب نظر بنا رہا تھا۔۔۔۔

ساتھ ہی خوبصورت جڑاؤ دار بڑے بڑے ائیر نگز پہنے ہوئے تھے، ناک میں خوبصورت سی نتھ پہنی ہوئی تھی، ماتھے پر بندیا اور سائیڈ پر جھومر لگایا ہوا تھا، بالوں کا جوڑا بنا کر سر پر خوبصورت نیٹ کا کام والا دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا، ڈیپ ریڈ میرون لپسٹک لگائے آنکھوں پر گلٹری میک اپ کیے، نینا کا حسن پورے جوبن پر تھا۔۔۔

ٹوٹ کر روپ آیا تھا نینا پر کہ نگاہ پلٹنا بھول جائے، میک اپ آرٹس بھی حیران تھی کہ اتنی خوبصورت دلہن اس نے آج تک تیار نہیں کی تھی نہ ہی کبھی دیکھی تھی۔۔۔

" میم خود کو دیکھیں ذرا۔۔۔"

نینا جو کب سے چیئر سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھی آنکھیں کھول کر خود کو دیکھنے لگی تو حیران رہ گئی، پالر میں موجود باقی میک اپ آرٹس بھی سحر زدہ ہوتی نینا کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

" میم آپ پہلے بھی بے حد حسین تھیں مگر میک اپ نے تو بہت نکھار دیا ہے آپ کو، آج آپ کا نکاح ہے اسی لیے آپ پر بہت روپ آیا ہے، میم آپ جتنی خوبصورت لگ رہی ہیں

آپ کے شوہر نے تو آپ کو دیکھ کر پاگل ہو جانا ہے، صبح تک آپ کی جان کی خلاصی نہیں ہونی۔۔۔۔۔"

ایک منچلی لڑکی نے نینا کی تعریف کرتے ہوئے بے باکی سے کہا تو سب ہنس پڑی تھیں۔۔۔۔

" بکواس بند کرو اپنی۔۔۔۔"

نینا غصے سے اونچی آواز میں بولی تو سب خاموش ہو گئی تھیں نینا نے آئینے میں خود کو دیکھا تو اپنا دل پہلو میں بے تحاشا دھڑکتے ہوئے پایا، ارمان خانزادہ کے متعلق سوچ کر اسے پسینے آ رہے تھے، وہ بلکل بھی خود کو اس ریلیشن کیلئے تیار نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

ارمان خان بلیک کلر کی برینڈڈ شلوار قمیض پہنے ہوا تھا اوپر خوبصورت بلیک واسکٹ پہنی ہوئی تھی بال سلیقے سے سیٹ کیے خود پر پرفیوم چھڑکتا وہ بے انتہا خوش تھا، آج وہ نینا کو مکمل طور پر حاصل کرنے والا تھا، اس کے انگ انگ میں بے تابی نمایاں تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان نے پورا گھر پھولوں سے سجایا تھا، ایک ہی دن میں ارمان خان نے پورے کمرے کا انٹیریر چینج کروایا تھا، نیا مہنگا جدید فرنیچر خوبصورت سٹائلش پردے لگوائے تھے، کمرے کی دیواروں کو جدید خوبصورت کلر سکیم کروائی تھی، وہ نینا کی پسند کے متعلق زیادہ جانتا تو نہیں تھا مگر اس نے نینا کو مد نظر رکھتے ہوئے کلر سکیم لائٹ رکھی تھی۔۔۔۔

پورے کمرے میں جگہ جگہ خوبصورت کینڈل سٹینڈر رکھے تھے کمرا گلاب کے پھولوں سے مہک رہا تھا اور یہ گلاب کی بھینی بھینی مہک ارمان خانزادہ کے حواس مختل کر رہی تھی، ارمان خانزادہ نینا کی قربت کے لیے ترس رہا تھا، تڑپ رہا تھا اسے لگتا تھا جیسے صدیوں سے پیاسا ہو نینا کی قربت کے لیے۔۔۔۔۔

" آج نینا مکمل پوری طرح میری ہو جائے گی، تمہیں اتنا پیار دوں گا کہ تم تم نہیں رہو گی نینا، تمہیں خود سے صرف میری مہک آئے گی، میں خوشبو بن کر تمہارے انگ انگ میں اتر جاؤں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کو سوچا تھا۔

روحان نینا کو پارلر سے پک کرنے کے لیے گیا تو نینا کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔۔۔۔

" اب تمہیں کیا ہوا ہے۔۔۔۔"

نینا نے روحان کو یوں کھڑے دیکھ کر پوچھا جو پیار سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

" بہت خوبصورت لگ رہی ہو یار۔۔۔۔"

" تھینکس۔۔۔۔"

نینا سنجیدگی سے کہتی اپنا لہنگا سنبھالتی گاڑی میں بیٹھ گئی روحان پورے راستے اسے تنگ کرتا رہا مگر نینا سنجیدہ چہرہ لیے بیٹھی تھی، روحان کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا اس نے۔۔۔۔

یہ نکاح کی چھوٹی سی تقریب تھی جو گھر میں ہی منعقد کی گئی تھی رضوان صاحب نے چند جاننے والوں کو ہی انوائیٹ کیا تھا ارمان خان اپنے چند دوستوں اور صفدر خان کے ہمراہ پہنچ گیا تھا، سب لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے، ڈنر کا ارینج باہر لان میں تھا۔۔۔

نینا دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب رضوان صاحب روحان اور نکاح خواں کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوئے، نینا نے دھڑکتے دل کے ساتھ قبول ہے کہا اور کانپتے ہاتھوں سے سائن کیے تھے، رضوان صاحب تو سنجیدگی سے وہاں سے چلے گئے تھے، روحان نے بھیگیں آنکھوں کے ساتھ نینا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

نینا نے سب کے جانے کے بعد آنکھوں میں آئے اپنے آنسو صاف کیے وہ ایک دفعہ خود کو پھر سے ارمان خان کے حوالے کر چکی تھی، اپنے سارے حقوق ارمان خانزادہ کے نام کر چکی تھی لیکن نینا کو اپنے دل میں خوشی کی کوئی رمک نہیں محسوس ہو رہی تھی بلکہ اس کا دل بے زاری اور خوف سے دھڑک رہا تھا۔۔۔

نکاح مکمل ہونے کے بعد ارمان خان خوشی سے چہکتے ہوئے صفدر اور اپنے دوستوں کے گلے لگا، اب وہ باہر بیٹھا بے چینی سے رخصتی کا انتظار کر رہا تھا، ارمان خانزادہ نے باقی رسمیں ادا

کرنے سے منع کر دیا تھا، فوٹو شوٹ اور نینا کو یوں سب کے بیچ لانے سے منع کر دیا تھا، کھانے کے بعد ارمان خان نے رخصتی کروانے کو کہا تھا۔۔۔۔

نینا کمرے میں بیٹھی تھی جب رضوان صاحب کمرے میں داخل ہوئے تھے، ان کے ہاتھ میں کچھ پیپرز تھے نینا رضوان صاحب کو دیکھ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

" نینا یہ تمہارے حصے کی پراپرٹی کے پیپرز ہیں، میں نے تمہارے حصے کی جائیداد شرعی لحاظ سے تمہارے نام کر دی ہے۔۔۔۔"

رضوان صاحب نے پیپرز نینا کی طرف بڑھائے۔۔۔۔

" بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں، مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے۔۔۔"

نینا بھیگی آنکھوں سے بولی۔۔۔۔

" یہ تمہارا حق ہے میں تم پر کوئی احسان نہیں کر رہا۔۔۔۔"

رضوان صاحب نے سپاٹ انداز میں کہا۔۔۔

" میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے تمہیں رخصت کر کے، دنیا کے سامنے اپنا اور تمہارا بھرم رکھ لیا ہے ورنہ تمہارے نکاح پر بہت سے سوال اٹھتے، مجھے تو طعنے ملتے ہی، تمہیں بھی یہ دنیا نہ چھوڑتی۔۔۔۔"

" بابا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔؟؟؟

نینا کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے تھے۔۔۔

" مجھے یہ بتاؤ کیا کمی تھی ہمارے پیار میں، تم نے کیوں یہ قدم اٹھایا یا پھر تم پہلے ہی ہمارا منہ کالا کر چکی تھی جو تمہیں ہم سے چھپ کر نکاح کرنا پڑا۔۔۔۔"

" بابا ایسے مت بولیں پلیز میں نے آپ کی عزت کو کبھی ٹھیس نہیں پہنچائی، پلیز بابا میرا یقین کریں۔۔۔"

نینا روتے ہوئے رضوان صاحب کے قریب گئی تھی۔۔۔۔

" ادھر ہی رک جاؤ نینا، ٹھیک کہا ہے تمہارے شوہر نے میں تمہاری تربیت نہ کر سکا لیکن اب ہماری عزت رکھنا یہ تعلق نبھانا ہی ہو گا تمہیں، اگر ایسا نہ کر سکی تو دوبارہ یہاں مت آنا، دنیا کی نظروں کے سامنے میں نے تمہیں رخصت کر دیا ہے مگر میں آج کے بعد تم سے ہر تعلق توڑتا ہوں۔۔۔۔"

رضوان صاحب سپاٹ انداز میں کہتے وہاں سے چل دیے نینا ان کے جانے کے بعد صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھتی رونے لگی تھی اسے ارمان خانزادہ سے بے تحاشا نفرت محسوس ہو رہی تھی، ارمان خان نے اس کی تربیت پر سوال اٹھایا تھا، وہ کبھی بھی اسے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔۔

" نہیں بابا مجھے یہ سب کچھ نہیں چاہیے ، جب آپ کے دل میں میرے لیے پیار ہی نہیں تو مجھے اس گھر سے کچھ نہیں چاہیے، آج نینا شاہ آپ سے وعدہ کرتی ہے، نینا مر جائے گی مگر پلٹ کر آپ کے پاس نہیں آئے گی۔۔۔۔"

نینا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ پیپرز الماری کے لاکر میں رکھے تھے۔۔۔۔

نینا کو رخصت کرتے وقت ارمان خان کے کہنے پر نینا کو بڑی سی چادر اوڑھائی گئی تھی نینا کے گھر والے تو کافی لبرل اور روشن خیالات کے مالک تھے مگر ارمان نینا کو لے کر کافی پوزیسیو تھا وہ جانتا تھا نینا تیار ہو کر یوں ہی بے پردہ حلیے میں سب کے سامنے رخصت ہو گی۔۔۔۔ اس کے دوست احباب تھے اور نینا کی فیملی سے بھی لوگ تھے ویسے بھی ارمان خان نینا کا دو آتشہ روپ سب سے پہلے خود دیکھنا چاہتا تھا

نینا ارمان خان کے ساتھ آگے پیچھے گارڈز کی گاڑیوں میں رخصت ہوئی تھی ارمان خان نے ڈرائیو کرتے ہوئے نینا پر نظر ڈالی جو سنجیدہ چہرے لیے نظریں جھکائے بیٹھی تھی، چادر کاندھے پر ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی، ارمان خان نے غور سے نینا کو دیکھتے ہوئے اس کا دو آتشہ من موہنا روپ اپنے دل میں اتارا تھا۔۔۔

ارمان خان سحر زدہ ہوتے ہوئے کچھ پل کے لیے مسمرائز ہو گیا تھا ارمان خان نے خود کو سنبھالتے ہوئے پوری توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز رکھی مگر دل ہمک ہمک کر نینا کو چھونے کو بے قرار ہو رہا تھا۔۔۔۔

آنکھیں نینا کے چہرے سے ہٹنے کو انکاری تھیں ارمان خان نے اپنے ہاتھ کی انگلی سے نینا کی کلائی میں پہنی ہوئی چوڑیوں کو چھیڑا تھا گہری خاموشی میں چوڑیوں کے شور نے ارتعاش پیدا کیا تھا، ارمان خان نے نظر بھر کر نینا کے خوبصورت سفید مومی حنائی ہاتھوں کو دیکھا، جس پر ارمان خانزادہ کے نام کی مہندی لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

" جان من آج تو یہ نیلز کاٹ لیتی، آج تو میری شدتوں کی کوئی حد نہیں ہونی، اس دن ذرا سی کس پر تم نے میرے منہ کا حُلیہ بگاڑ دیا تھا، آج پتہ نہیں کیا کرو گی۔۔۔۔"

ارمان خان نے لب دانتوں تلے دبائے شرارت سے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" مجھے بہت تمنا ہے کہ تم میری پناہوں میں میٹھی میٹھی مسکان لیے شرماؤ، اگر اتنا شرماؤ گی تو کیسے چلے گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے جذبات میں ڈوبی بھاری خمار آلود آواز میں کہا ارمان خان نے نینا کی خاموشی کو اور اس کی جھکی نظروں کو شرم پر محمول کیا تھا۔۔۔۔

" جتنا شرمانا ہے شرمالو مگر آج رات میں پیچھے ہٹنے والا نہیں اتنی خوبصورت رات ہے، اتنا غضب کا موسم ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے موسم کی طرف اشارہ کیا، گرج چمک کے ساتھ شدید بارش شروع ہو چکی تھی۔۔۔۔

" اور تم بے انتہا خوبصورت لگ رہی ہو، میں تو ابھی سے بہک رہا ہوں۔۔۔۔"

ارمان خان نے بھاری مخمور آواز میں بولتے ہوئے نینا کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پیوست کی تھیں ارمان خان کو نینا کا ہاتھ بہت سرد محسوس ہوا، نینا نے ارمان کے چھونے پر کوئی رسپانس نہیں دیا تھا، سرد سپارٹ ری ایکشن تھا نینا کا۔۔۔۔

گاڑی کے ہارن پر چوکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا تھا ارمان خان کی گاڑی گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو ارمان خان نے گاڑی سے اتر کر نینا کی سائیڈ والا دروازہ کھول کر ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی سے نیچے اتارا۔۔۔۔

نینا خاموشی سے ارمان خان کا ہاتھ تھامے آہستگی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی، اینٹرس ڈور سے روم تک پھولوں کی روش بچھی ہوئی تھی جس کے اطراف میں کینڈلز جل رہی تھیں ، ارمان خان نینا کو لیے کمرے میں داخل ہوا جہاں ہر طرف گلاب کے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔

کمرہ خوبصورت جدید فرنیچر اور پھولوں سے آراستہ تھا نینا کو اپنا سانس اٹکتا ہوا محسوس ہوا تھا، تروتازہ گلاب کی پھولوں سے سجا ہوا کمرہ دیکھ کر نینا کو اپنے گرد تپش کا احساس ہو رہا تھا، جس میں اس کا پورا وجود جل رہا تھا، نینا نے لمبے لمبے سانس لے کر اپنی سانسوں کو بحال کرنے کی کوشش کی، کمرے میں آکر ارمان خان نے نینا کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔۔۔

" نینا جب میں نے تمہیں پہلی بار دیکھا تو تم مجھے بہت خوبصورت بہت اچھی لگی، میں تمہارے قریب صرف تمہیں پانے کیلئے آیا تھا، کب یہ اٹریکشن محبت میں بدلی اور محبت عشق میں بدلی، مجھے پتہ ہی نہیں چلا، تمہیں پانے کا تمہیں حاصل کرنے کا جنون میرے اندر بڑھتا چلا گیا، میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔۔۔"

" اب تمہارے علاوہ نظر بھر کر کہیں اور دیکھنا بھی مجھے گوارا نہیں، نینا ہماری زندگی میں بہت سے ایسے حالات اور چیزیں آئیں گی، جنہیں تمہیں سمجھنا ہو گا مگر صرف ایک بات یاد رکھنا میں صرف تم سے محبت کرتا ہوں، تمہاری جگہ کبھی کوئی نہیں لے سکتا، تم میرے لئے بہت خاص ہو بلکہ خاص سے بھی زیادہ ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو سینے سے لگائے مدہوشی کے عالم میں بولتا اپنے جذبات نچھاور کر رہا تھا۔۔۔۔۔

" تم کچھ نہیں کہو گی جان۔۔۔۔"

ارمان خان نے مخمور بھاری آواز میں نینا سے پوچھا جو ارمان خان کے سینے کے ساتھ خاموشی سے لگی کھڑی تھی، ارمان خان نے نینا کو خود سے الگ کیا جو ابھی بھی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔۔۔

" شرما رہی ہو یا پھر گھبرا رہی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی جھکی نظریں دیکھ کر شرارتی ہوا تھا۔۔۔۔

" گھبرانا تو بنتا ہے آج میری شدتوں کی کوئی حد نہیں ہونی، ہر حد سے گزر کر آج تمہاری روح میں اترنے کا ارادہ ہے میرا۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی ٹھوڑی کو پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کو اٹھایا تھا نینا نے اپنی جھکی پلکیں اٹھا کر ارمان خان کی براؤن جذبات سے بوجھل خمار آلود آنکھوں میں دیکھا تو فوراً سے اپنی نظریں پھیر لیں۔۔۔۔۔

" آئی کانٹ بلیو، اتنی بے باک اور کانفیڈنٹ لڑکی اتنا بھی شرما سکتی ہے، مت کرو یار مجھے صرف تم سے پیار کرنا ہی نہیں تم سے پیار چاہیے بھی ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے گہری نظروں سے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا ارمان خان نے ڈریسنگ ٹیبل کے ڈرار سے ایک مخملی کیس نکالا تھا، جس میں خوبصورت ڈائمنڈ کا پینڈٹ تھا جس کی چین میں ایک ڈائمنڈ کا ہارٹ لٹک رہا تھا، اس ہارٹ کے اطراف میں ڈائمنڈ چڑے ہوئے تھے اور ہارٹ کے اندر بڑا سا اے لکھا ہوا تھا، جس پر ہیرے جڑے ہوئے تھے جن کی چمک بہت زیادہ بہت ڈفرنٹ تھی، جو آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی ارمان خان نے وہ پینڈٹ نینا کی گردن میں پہنایا۔۔۔۔

" نینا میرا دل کرتا ہے، تمہیں ہر وقت اپنے قریب رکھوں تم پر صرف میرا تسلط ہو، تمہارے بدن سے ہر وقت میری مہک اٹھے، اس پینڈٹ میں میں نے اسپیشلی اپنے نام کا پہلا حرف اس لیے لکھوایا ہے تاکہ تمہیں ہر پل یہ پینڈٹ بھی میرا احساس دلاتا رہے، اسے کبھی بھی خود سے جدا مت کرنا۔۔۔۔"

ارمان خان نے اس پینڈٹ پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

" بہت خوبصورت لگ رہی ہو نینا بے انتہا خوبصورت کہ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، جن سے میں تمہاری تعریف کر سکوں، سچ پوچھو تو میں آج تمہیں الفاظ سے نہیں اپنی شدتوں سے بتانا چاہتا ہوں، اپنی بے پناہ چاہت سے بتانا چاہتا ہوں کہ تم کتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو ڈریسنگ کے سامنے کھڑا کرتے ہوئے اسے پیچھے سے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے ہوئے آئینے میں نینا کے حسین چہرے کو اپنی گہری لو دیتی نظروں سے دیکھا، نینا نے اپنی ہیزل گرین کاجل سے سجی آنکھیں اٹھا کر آئینے میں خود کو دیکھا اور پھر ارمان خان کے ہاتھ اپنے پیٹ پر لپٹے ہوئے دیکھ کر نینا نے غصے سے اپنا نچلا لب بری طرح کچلا تھا۔۔۔۔

" اونہوں جانم، مت کرو ایسے، اب تم پر تمہارا نہیں صرف میرا حق ہے اور ان خوبصورت ہونٹوں پر تو صرف میرا ہی حق ہے اور آج تو یہ میرا کڑا امتحان لے رہے ہیں، آج تو ساری رات ان پر بری طرح اپنا تسلط جمائے رکھوں گا، آج پوری رات تمہیں میری بانہوں میں میری پناہوں میں رہنا پڑے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے آئینے میں نینا کو دیکھتے ہوئے نینا کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرا تھا۔۔۔

" تم نے ڈنر کیا تھا۔۔۔"

ارمان خان نے ہنوز آئینے میں نینا کے خوبصورت وجود کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

" مم۔۔۔مجھے پانی چاہیے۔۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کے ہاتھ بے زاریت سے اپنے پیٹ سے ہٹاتے ہوئے کہا نینا کو یک دم اپنا حلق خشک اور کڑوا لگا تھا۔۔۔

" میں لاتا ہوں۔۔۔"

ارمان خان نینا کے ماتھے پر اپنا لب رکھتے ہوئے بولا ارمان خان کے کمرے سے جانے کے بعد نینا نے گہرے گہرے سانس لیے، اس کے اندر گھٹن کا احساس بڑھنے لگا تھا نینا نے آئینے میں

پینڈٹ کو دیکھا تو نفرت سے ایک ہی جھٹکے میں چین کو کھینچا تھا جو کہ گردن سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی۔۔۔۔

نینا نے غصے سے وہ پینڈٹ اٹھا کر زمین پر پھینک دیا، اپنی چوڑیاں اتار کر نینا نے ڈریسنگ ٹیبل اور زمین پر غصے سے پھینکی تھیں، نوچ نوچ کر اپنے ائیر نگز اتار کر زمین بوس کیے تھے۔۔۔۔

ارمان خان پانی کا گلاس لیے اندر داخل ہوا تو دروازے پر وہ پینڈٹ زمین پر پڑا ہوا ملا اسے چوڑیاں ٹوٹی ہوئی زمین پر پڑی تھیں نینا نے جھومر اتار کر زمین پر پھینکا جو ارمان خان کے قدموں پر آ کر گرا تھا۔۔۔۔

ارمان خان سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، ارمان خان نے سرخ چہرے کے ساتھ غصے سے پانی کا گلاس دیوار پر زور سے دے مارا اور غصے سے نینا کی طرف بڑھا، نینا ایک پل کیلئے سہمی تھی بلکہ کانپی تھی دوسرے ہی پل اپنے دوپٹے کی پنز بڑی بے دردی سے کھینچ کر اتارنے لگی وہ۔۔۔۔

" کیا کر رہی ہو یہ ہاں، کیوں تماشا کر رہی ہو، اب کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے چیخا تھا۔۔۔۔

" میرا مسئلہ آپ ہیں، آپ ہیں میرا مسئلہ۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور دھکیلتے ہوئے غصے سے چیخی۔۔۔۔

" آواز نیچی رکھو نینا ورنہ بات کرنے کے قابل نہیں رہو گی تم۔۔۔۔"

ارمان خان حلق کے بل چیخا تھا۔۔۔۔

" کیا کہا آپ نے، میرے باپ سے کہ میری تربیت اچھی نہیں ہوئی، آپ اپنے بارے میں کیا کہیں گے ہاں، آپ کا کردار کیسا ہے آپ نے لفٹ میں مجھے کس کی تھی، آپ کو اپنی تربیت کا پتہ ہے کیا، دھوکے باز ہیں آپ، حوس کے پجاری ہیں آپ، کیا کہا ابھی آپ نے آپ میرے قریب مجھے پانے کے لیے آئے تھے، یہاں سے پتا چلتا ہے آپ کی سوچ آپ کی تربیت کا، آپ کس گندے خاندان سے ہیں۔۔۔۔"

نینا بلند آواز میں چیختے ہوئے بولی۔۔۔۔

" نینا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا ہاتھ تھپڑ مارنے کے لئے اٹھایا مگر ہاتھ ہوا میں ہی بلند رہ گیا تھا نینا ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی، ارمان خان نے تنی ہوئی رگوں کے ساتھ خود پر کنٹرول کرتے ہوئے مٹھی بھینچ کر اپنا ہاتھ پہلو میں گرایا تھا اور لہو رگ آنکھوں سے نینا کو وہ گھورنے لگا نینا ارمان خان کا ہاتھ ہوا میں بلند دیکھ کر ڈر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

اب باقائدہ وہ آنسوؤں سے رونے لگی تھی، ارمان خان رخ پھیر کر اپنی ہلکی ہلکی داڑھی پر ہاتھ پھیر کر خود کے غصے پر کنٹرول کرنے لگا، ارمان خان کے پورے وجود میں غصے کی لہریں اٹھ رہی تھیں جی کہ رہا تھا نینا کے چہرے کو تھپڑوں سے لال کر دے مگر وہ خود پر قابو پا رہا تھا نینا کی ہچکیاں سن کر ارمان خان نے رخ پلٹ کر اسے دیکھا۔۔۔۔

" کیوں چاہتی ہو نینا کہ میں تم پر ہاتھ اٹھاؤں، کیوں مجبور کر رہی ہو مجھے کہ میں تمہارے بخیے ادھیڑ دوں۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کو کلائی سے دبوچتے ہوئے دھاڑا تھا۔۔۔۔

" ماریں تھپڑ مجھے، آپ میرے ایک گال پر تھپڑ ماریں گے میں اپنا دوسرا گال آپ کے سامنے کروں گی۔۔۔۔"

نینا نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی تھی۔۔۔۔

" آپ جو کہیں گے وہیں کروں گی آپ کی مرضی کے کپڑے پہنوں گی، آپ کہیں گے نینا ہنسو نینا ہنسے گی آپ کہیں گے نینا روؤ نینا روئے گی اور جب آپ رات کو میرے پاس آئیں گے تو نینا آپ کے نیچے بچھ جائے گی۔۔۔۔"

نینا روتے ہوئے ہچکیوں کے درمیان بولی۔۔۔۔۔

" یہی چاہیے تھا نا آپ کو مجھ سے میرا جسم، لیں حاصل کریں مجھے۔۔۔۔"

نینا نے بے دردی سے اپنا دوپٹہ نوچ کر اتارا۔۔۔

" آپ مجھ سے محبت نہیں کرتے، آپ کو صرف میرے جسم سے محبت ہے، آج رات اپنی جیت کا جشن منائیں آپ لیکن ایک بات یاد رکھیے گا، آپ میرا جسم تو حاصل کر لیں گے مگر نینا کبھی آپ کی نہیں ہو گی میرے دل پر کبھی آپ کی حکومت نہیں ہو گی، میں کبھی ایسے انسان سے محبت نہیں کروں گی، جسے صرف اور صرف میرے جسم کی چاہ ہو۔۔۔"

نینا بلند آواز میں روتے ہوئے بولی تھی ارمان خان نینا کی طرف بڑھتا اس کا منہ دبوچ چکا تھا۔۔۔

" ہاں رہنا پڑے گا تمہیں یہاں میری مرضی کے مطابق، میری مرضی کے مطابق کپڑے پہننے پڑیں گے اور میری مرضی کے بغیر تم اس گھر سے باہر قدم بھی نہیں نکال سکتی لیکن اب تمہارے قریب نہیں آؤں گا میں، تم پر اپنی نظر بھی نہیں ڈالوں گا، کروں گا بھی کیا تمہارے قریب آ کر۔۔۔۔" ارمان خان چیخا تھا۔۔۔

" جسے پتہ ہی نہ ہو شوہر ہوتا کیا ہے، اس کے حقوق کیا ہوتے ہیں جو نکاح جیسے پاک رشتے کی اہمیت اور اس کے تقاضے ہی نہیں سمجھ سکتی، اس کے پاس آکر میں کیا کروں گا، ہاں ہے تمہارے جسم کی چاہ مجھے، ہاں ہے تمہارے جسم سے محبت، کیا اس کے بغیر کبھی کوئی محبت مکمل بھی ہوئی ہے۔۔۔۔۔"

" تمہارے پاس نہیں آؤں گا تو پھر کہاں جاؤں گا، شوہر اپنی بیوی کے پاس نہیں آئے گا تو پھر کہاں جا کر مرے گا، مگر تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہارا شوہر تمہاری چاہ کرے۔۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی میں حوس کا پجاری ہوں اگر ہوتا تو کتنے دن ہو گئے ہیں تمہیں میرے نکاح میں آئے ہوئے۔۔۔۔۔"

" میرے گھر میں آئے ہوئے، میری دسترس میں آئے ہوئے، ابھی تک تم سے کتنی ہی بار اپنی حوس پوری کر سکتا تھا، اس کے لئے تم مجھے روک نہیں سکتی تھی اور نہ ہی تمہارے پاس یہ حق ہے کہ میرا حق لینے سے مجھے روکو، میں خود ہی رکا رہا، تمہارے لئے بے تحاشا تڑپتے ہوئے بھی تمہارے قریب نہیں آیا کہ تمہیں تمہاری مرضی کے ساتھ ہی پاؤں گا۔۔۔۔"

" ورنہ بولو کتنے شوہر ایسا کرتے ہیں کتنے شوہر عورت کی رضامندی پوچھتے ہیں۔۔۔اگر میں رکا رہا تو صرف اس لئے کیونکہ تم سے محبت کرتا ہوں، لیکن تم نہیں سمجھو گی، آج کے بعد میرے دل میں تمہاری چاہ ختم ہو چکی ہے بلکہ تم اصل میں بے مول ہو چکی ہو کیونکہ تمہارے شوہر کی نظروں میں تمہاری حیثیت ختم ہو چکی ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنی لہو رنگ آنکھیں نینا پر گاڑھتے ہوئے سرد آواز میں دھاڑتے ہوئے نینا کو چھوڑا تو نینا ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ جا کر لگی تھی وہ ہیزل گرین آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے نفرت سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ارمان خان نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے نینا کو دیکھا مگر نینا پر نظر پڑتے ہی غیض و غضب میں اضافہ ہی ہوا تھا، ارمان خان پھر سے غصے میں نینا کی طرف بڑھا اور اس کی نازک کلائی پر اپنی وحشی گرفت سخت کی تھی۔۔۔۔

" کیا کہہ رہی تھی میں نے تم پر نکاح سے پہلے نظر رکھی ہوئی تھی، تمہیں لفٹ میں کس کی تھی، ہاں رکھی ہوئی تھی تم پر نظر لیکن تم مجھے بتاؤ تم یوں تیار ہو کر میرے ساتھ لفٹ میں کیوں آئی، اس دن پارکنگ ایریا میں کچھ منٹ لگتے مجھے تمہیں برباد کرنے میں، میرے ساتھ

سوات تم اکیلی چل پڑی، میں تمہیں کہیں اور لے جاتا تو کیا کر لیتی تم بولو، جواب دو۔۔۔۔۔"

ارمان خان بلند آواز میں دھاڑا تو نینا نے اپنا منہ پھیرتے ہوئے اپنی سسکی روکی تھی ارمان خان نے ایک ہاتھ نینا کی نازک کلائی پر جمائے دوسرے ہاتھ سے نینا کا منہ دبوچ کر اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔۔

" ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کا منہ دبوچے سرد آواز میں غرایا۔۔۔۔۔

" کہیں بھی تم منہ اٹھا کر چل پڑتی تھی، تمہیں بتاؤں گا میں اب کہ ہمارے ہاں عورتوں کو کیسے رکھا جاتا ہے، کس طرح رہتی ہیں وہ اپنے شوہروں کے سامنے، غیر مردوں کے سامنے آنے سے پہلے سو دفعہ سوچتی ہیں، تمہاری طرح نہیں جو بے ہودہ حلیہ میں کسی بھی مرد کے سامنے جا کر اپنی نمائش کرے مگر اب ایسے نہیں کر سکو گی تم۔۔۔۔۔"

" ارمان خانزادہ کی بیوی ہو عزت ہو تم ارمان خانزادہ کی، اب تمہیں یہاں رہنا ہو گا، میرے اصولوں کے مطابق اپنی ساری زندگی گزارنی ہو گی، میرے مطابق رہنا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے لہو چھلکاتی آنکھوں سے دھاڑتے ہوئے نینا کی کلائی کو جھٹکے سے چھوڑا تو نینا اپنی کلائی ہاتھ میں پکڑے سسک پڑی تھی، ارمان خانزادہ نے باہر کی جانب قدم بڑھائے، دروازے کے پاس وہ پینڈٹ ملا تو ارمان خان نے سرخ آنکھوں کے ساتھ اس پینڈٹ کو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور دروازہ دھاڑ سے بند کرتا وہاں سے چلا گیا، ارمان کے جانے کے بعد نینا نے پوری پھولوں سے سجی مسہری غصے سے توڑ دی، قیمتی واز اٹھا کر زمین پر مارے اور بیڈ پر اوندھے منہ گر کر زار و قطار رونے لگی

روحان پوری رات سویا نہیں تھا ساری رات اس نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے گزاری تھی اس نے رضوان صاحب کی ساری باتیں سن لی تھیں جو انہوں نے نینا سے کہی تھیں۔۔۔۔

" کیا کہا تھا ارمان خانزادہ نے بابا سے ایسا کہ بابا نے نینا کو اتنا کچھ کہا، ہمت کیسے ہوئی ارمان خانزادہ کی میرے باپ کی تربیت پر انگلی اٹھانے کی۔۔۔۔"

روحان غصے سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

" نینا جیسی بھی ہے جذباتی ہے بے وقوف ہے بس اسکا اتنا سا قصور ہے کہ وہ سادہ دل ہے، دوسروں پر یقین کر لیتی ہے کسی کی مدد کرتے ہوئے اپنے بارے میں کبھی نہیں سوچتی، مگر مجھے اپنی بہن پر خود سے بڑھ کر یقین ہے، مجھے یقین ہے نینا کبھی بھی ہماری عزت کو ٹھیس نہیں پہنچا سکتی۔۔۔۔۔"

" اس نے یہ نکاح یقیناً کسی مجبوری کے تحت کیا ہو گا، کیا بات ہو سکتی ہے کوئی نا کوئی بات تو ضرور ہے، ورنہ نینا کل رات مجھے نکاحِ اور رخصتی رکوانے کا کیوں کہتی، مجھے جاننا ہو گا ایسا کیا ہوا تھا جو نینا کو ہم سب سے چھپ کر نکاح کرنا پڑا۔۔۔۔"

روحان ٹہلتے ہوئے غصے سے مسلسل سوچے جا رہا تھا۔۔۔

" ارمان خانزادہ تمہیں اپنی کہی ہوئی بات کا بوجھ اٹھانا پڑے گا تم نے میرے باپ کی تربیت پر سوال اُٹھایا، میری بہن کو میرے باپ کی نظروں میں گرایا، اسکا حساب تمہیں دینا پڑے گا۔۔۔۔"

روحان نے سرخ آنکھوں سے دیوار پر مکا دے مارا تھا

زرمینے نے پیلو گلر کا خوبصورت فل کڑھائی والا انگرکھا پہن رکھا تھا ماتھے پر ماتھا پٹی لگائی ہوئی تھی، دوپٹہ سر پر سیٹ کیے ہوئے زرمینے نے سینے پر بھی اچھی طرح اوڑھ رکھا تھا، آنکھوں میں کاجل لگائے وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

" افففف زرمینے باجی آج تو آپ کو نظر ہی نہ لگ جائے کہیں۔۔۔۔"

پری وش نے زرمینے کو دیکھ کر چیخ ماری تھی۔۔۔۔

" کیا ہو گیا ہے پری وش آہستہ بولو، کسی نے تمہیں یوں اونچا بولتے سن لیا تو شامت آجائے گی۔۔۔۔"

زرمینے نے پری وش کو گھورا تھا۔۔۔۔۔

" اور کیا کہہ رہی ہو میں خوبصورت لگ رہی ہوں، تم نے خود کو دیکھا ہے آئینے میں، تم خود کیا لگ رہی ہو بلکل معصوم سی پری۔۔۔۔۔"

زرمینے نے اپنی آنکھوں میں لگے کاجل کو اپنی انگلی سے ذرا سا اتار کر پری وش کے کان کے پیچھے لگایا تو پری وش کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔۔۔۔۔

" زرمینے باجی میں بہت خوش ہوں کہ خان دادا نے ہمیں آپ کی سہیلی کی مہندی میں جانے کی اجازت دے دی، میں تو ڈانس بھی کروں گی وہاں پر۔۔۔۔۔"

پری وش بچوں کی طرح چہکتے ہوئی بولی۔۔۔۔

" خان دادا کے بڑے اچھے تعلقات ہیں شازینہ کے بابا جان کے ساتھ، ویسے بھی مہندی میں صرف عورتیں ہی آرہی ہیں تو خان دادا نے کہا ہے کہ ہم مورے کے ساتھ جاسکتی ہیں۔۔۔۔"

زرمینے بے انتہا خوش تھی شازینہ کی مہندی میں جانے کے لئے، زرمینے بڑی سی چادر اوڑھ کر آبگینہ خانم کے کمرے کی طرف دیکھنے آئی کہ وہ تیار ہوئیں کہ نہیں۔۔۔۔

" مورے آپ تیار ہیں کیا۔۔۔۔؟؟؟

زرمینے آبگینہ خانم کے کمرے میں داخل ہوتی ہوئی بولی۔۔۔۔

" یہ کیا مورے آپ تیار ہی نہیں ہوئیں ابھی۔۔۔"
زرمینے نے آبگینہ خانم کو بستر پر لیٹے دیکھ کر کہا۔۔۔

" بچے میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی، مجھے سردی لگ رہی ہے ابھی دوائی لی ہے تھوڑا سا فرق پڑتا ہے تو پھر چلتے ہیں۔۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نقاہت زدہ عالم میں بولی تھیں۔۔۔۔۔
مورے کیا ہوا۔۔۔۔۔"
زرمینے پریشانی کے عالم میں آبگینہ خانم کی طرف بڑھی۔۔۔۔

" کچھ نہیں بچہ ابھی ٹھیک ہو جاؤں گی پھر چلتی ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نے زرمینے کے حسین چہرے کو دیکھا اور پھر آیت الکرسی پڑھ کر اس پر پھونکی تھی۔۔۔۔

" رہنے دیں مورے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔"

زرمینے آبگینہ خانم کا سر دبانے لگی۔۔۔۔

" لیکن بچے تم نے کتنی تیاری کی ہے، تم کتنا خوش تھا صبح سے، میں چلتی ہوں تمہارے ساتھ، بس یہ بخار اتر جائے۔۔۔۔۔"

آبگینہ خانم کو بہت برا لگ رہا تھا اتنے دنوں بعد زرمینے کہیں باہر جا رہی تھی اپنی سہیلی کی مہندی پر جانے کے لئے کتنی خوش تھی اور انہیں بخار ہو گیا تھا ان کے بغیر زرمینے جا بھی نہیں سکتی تھی، خان دادا نے صرف آبگینہ خانم کے ساتھ ہی زرمینے کو جانے کی اجازت دی تھی اور زرمینے نے اپنے ساتھ پری وش کو بھی تیار کر لیا تھا۔۔۔۔۔

زرمینے کافی دیر تک آبگینہ خانم کا سر دباتی رہی وہ نیم غنودگی میں چلی گئیں تو زرمینے آبگینہ خانم کا منہ چومتے ہوئے لائٹ آف کر کے باہر آ گئی مگر دل بہت اداس ہو رہا تھا اسکا، شازینہ سے اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ضرور آئے گی، وہ دونوں کتنی خوش تھیں کہ سب سہیلیاں مل کر گانے گائیں گی ڈھولک بجائیں گی۔۔۔۔۔

زرمینے باہر لاؤنج میں آ کر صوفے میں بیٹھی رونے لگی۔۔۔

باسط خان زنان خانے کے لاؤنج میں داخل ہوا تو زرمینے کو دیکھ کر ٹھٹک کر رک گیا تھا، پیلے جوڑے میں زرمینے کو یوں تیار دیکھ کر باسط خان پر بجلیاں گری تھیں مگر اسے آنسو بہاتے دیکھ کر ماتھے پر بل پڑ گئے تھے۔۔۔۔۔

" کیا ہوا خانم آج چہرا منحوس نہیں لگ رہا تو آنسو بہا کر اسے کیوں منحوس بنانے پر تلی ہوئی ہو۔۔۔۔"

باسط خان پاس آ کر بولا تو زرمینے ڈر کر اچھلی اور صوفے سے اٹھتی جلدی سے اپنی چادر اچھی طرح خود پر اوڑھی، یہ دیکھ کر باسط خان کی تیوریوں میں اضافہ ہوا تھا باسط خان نے اس کی چادر کھینچ کر اتاری تھی۔۔۔۔

" یہ اتنا تیار کس کو دیکھانے کے لیے ہوئی ہو خانم، میرے لیے تو نہیں ہوئی کیونکہ میرے سامنے آتے ہی تمہیں پاگل پن کے دورے پڑنے لگ جاتے ہیں، تم پوری طرح بوکھلا جاتی ہو۔۔۔۔"

باسط خان اپنے سامنے اس کے چادر لینے پر مشتعل ہوا تھا وہ زرمینے کے پاس آ کر اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا زرمینے انگلیاں چٹخائے نظریں جھکائے گلابی چہرا لیے کھڑی تھی،

باسط خان نے ہاتھ بڑھا کر اس کی ماتھا پٹی کو چھوا تھا اور ہاتھ کی ایک انگلی سے اس کی نوز پین کو ٹچ کیا تھا۔۔۔۔

" خانم کچھ پوچھا ہے تم سے، پتھر چبھا رہی ہو کیا جو بولا نہیں جا رہا۔۔۔"

باسط خان نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اونچا کیا۔۔۔۔

" بب۔۔۔۔۔باسط سائیں۔۔۔۔"

زرمینے بے حد نروس ہو رہی تھی باسط خان اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا، اب اس کی گہری بے باک نظریں اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی اس کے بدن کا نظارہ کر رہی تھیں باسط خان کی خمار آلود اور بے باک نگاہوں کا مفہوم سمجھتے ہوئے زرمینے کی ہتھیلیاں نم ہوئی تھیں۔۔۔۔

" اس سے آگے بھی بولو خانم مجھے غصہ مت دلاؤ، اچھی طرح جانتی ہو مجھے غصہ آئے تو پھر میں کیا کرتا ہوں تمہارے ساتھ۔۔۔۔"

باسط خان زو معنی لہجے میں بولتا زرمینے کو کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔۔

" وہ میری سہیلی ہے شازینہ اس کی مہندی ہے آج مورے نے ساتھ جانا تھا مگر ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، اس لیے اب میں مہندی پر نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔"

زر مینے بتاتے ہوئے پھر سے رو پڑی تھی۔۔۔۔

" خانم کس نے اجازت دی تمہیں مہندی پر جانے کی۔۔۔۔"

باسط خان نے ماتھے پر بل ڈالے انتہائی سنجیدگی سے دریافت کیا تھا۔۔۔۔

" وہ خان دادا نے اجازت دی تھی۔۔۔۔"

زر مینے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" خانم مجھ سے اجازت لی تم نے، مجھ سے پوچھا تم نے۔۔۔۔"

باسط خان زر مینے کے کان میں پہنے ہوئے جھمکے کو چھیڑتے ہوئے سرد آواز میں بولا۔۔۔۔

" وہ مم۔۔۔۔میں وہ۔۔۔۔۔"

زر مینے ہکلائی تھی۔۔۔۔۔

" خانم آئندہ کہیں بھی جانے کے لیے تم مجھ سے ضرور پوچھو گی آج تو معاف کر رہا ہوں مگر آئیندہ نہیں کروں گا۔۔۔۔"

باسط خان نے زر مینے کا جھمکا کھینچا تو زر مینے درد سے کراہ اٹھی تھی۔۔۔۔

" کونسی سہیلی کی مہندی ہے آج۔۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کو اپنے سینے کے ساتھ لپٹاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

" وہ شازینہ ہے نا اس کی۔۔۔۔"

زرمینے نے باسط خان کے سینے کے ساتھ لگتے ہوئے بتایا۔۔۔

" محتشم خان کی بیٹی۔۔۔۔"

باسط خان نے پوچھا۔۔۔

" ہاں وہی۔۔۔۔"

زرمینے نے جواب دیا۔۔۔

" خانم بہت اچھی خوشبو آرہی ہے تم سے۔۔۔۔"

باسط خان مدہوش ہوا تھا باسط خان نے زرمینے کو خود سے الگ کر کے غور سے اس کے چہرے کو پھر سے گہری نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔۔

" اچھی طرح چادر اوڑھ لو میں تمہیں خود چھوڑ کر آتا ہوں۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

" بب۔۔۔۔باسط سائیں وہ خان دادا نے بولا تھا کہ میں مورے کے بغیر نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔"

زرمینے نظریں جھکائے بولی تھی۔۔۔۔

" خانم تم خاموش ہی رہا کرو، سچ میں جب تم خاموش رہتی ہو تھوڑی کم منحوس لگتی ہو۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کی چادر صوفے سے اٹھا کر اچھی طرح زرمینے پر اوڑھائی تھی اور اسے چہرہ ڈھانپنے کو کہا۔۔۔

" خانم میں تمہیں چھوڑ کر آتا ہوں پورے ایک گھنٹے بعد میں تمہیں لینے آجاؤں گا اور ہاں پوری طرح پردہ کرنا کسی بھی مرد کی نظر تمہارے چہرے پر نہ پڑے۔۔۔"

باسط خان جانتا تھا کہ محتشم خان کی فیملی پورے پردے کا خیال رکھتی ہے آج ادھر عورتوں کا فنکشن ہے کوئی مرد پھٹک بھی نہیں سکتا مگر پھر بھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ غلطی سے بھی زرمینے پر کسی کی نظر پڑے۔۔۔

" جی جی بب۔۔۔باسط سائیں۔۔۔۔"

زرمینے نے نظریں جھکائے جواب دیا۔۔۔

" اور واپسی پر تم مجھے میرے کمرے میں اسی حلیے میں ملو گی، ایسے ہی تیار۔۔۔۔"
باسط خان نے زرمینے کو حکم دیا تھا باسط خان کا حکم سن کر زرمینے پر لرزا طاری ہوا تھا۔۔۔

" کچھ کہا ہے خانم۔۔۔۔۔"

زر مینے کو خاموش نظریں جھکائے کھڑا دیکھ کر باسط خان نے سرد آواز میں کہا۔۔۔۔

" جی سائیں جیسے آپ کا حکم۔۔۔۔"

زر مینے نے سرخ چہرے اور لرزتے ہوئے لبوں سے کہا۔۔۔۔

" جاؤ پری وش کو بلا لاؤ میں چھوڑ آتا ہوں۔۔۔۔"

باسط خان کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا زر مینے نے لمبا گہرا سانس لیا تھا، مہندی میں جانے کی ساری خوشی غارت ہو گئی تھی اب تو بس زر مینے کا دل لرز رہا تھا باسط خان کی قربت کا سوچ کر

ارمان خان صبح اٹھتے ہی آفس بغیر ناشتے کیے چلا گیا تھا گل بانو ارمان خان کو دوسرے کمرے سے نکلتے دیکھ کر حیران ہوئی تھی گل بانو ناشتہ بنا کر نینا کے کمرے کی جانب بڑھ گئی پچھلے ایک ہفتے سے وہ ناشتہ نینا کو اس کے کمرے میں دے کر آتی تھی۔۔۔۔

ارمان خان نے سختی سے اسے تینوں ٹائم کا کھانا نینا کے کمرے میں پہنچانے کا کہا تھا، ابھی بھی اس نے ناشتے کی ٹرالی گھسیٹتے ہوئے نینا کے کمرے کا دروازہ ناک کیا، صبح کے گیارہ بج رہے تھے نینا ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔۔۔

گل بانو نے ایک دفعہ دروازہ ناک کیا پھر سمجھ نہ آیا تو دروازے کو ہینڈل سے پکڑ کر کھولا تو وہ کھلتا چلا گیا اندر کمرے کی حالت دیکھ کر گل بانو حیران رہ گئی کمرے میں ٹوٹے ہوئے واز نینا کی جیولری پھولوں کی مرجھائی لڑیاں بکھری پڑی تھیں، اتنی خوبصورت مسہری لڑیوں کی صورت میں زمین پر پڑی تھی۔۔۔۔۔

نینا رات والے اتنے ہیوی لباس میں ہی بیڈ پر لیٹی سو رہی تھی گل بانو تو شوکڈ تھی وہ حویلی والوں کو بہت اچھی طرح جانتی تھی، وہ جانتی تھی حویلی کے مردوں کے غصے کو اور وہاں پر رہنے والی عورتوں کو جو اونچی آواز میں بات بھی نہیں کرتی تھیں۔۔۔۔۔

وہ نینا کو دیکھ کر پہلے دن بھی حیران رہ گئی تھی نینا بہت خوبصورت لگی تھی گل بانو کو، حویلی کی تمام عورتوں سے زیادہ خوبصورت، اسے سب سے پہلے نینا کی ڈریسنگ نے حیران کیا تھا، جو ہر وقت کمرے میں نائٹی پہن کر رکھتی تھی پھر ارمان خان اور نینا الگ الگ روم میں رہتے تھے۔۔۔۔

وہ حیران ہوئی تھی کہ اتنی خوبصورت بیوی کے ہوتے ہوئے ارمان خان کیسے اس سے دور رہ سکتا ہے، وہ حویلی کے مردوں کی فطرت جانتی تھی ان کا دو دو چار چار بیویوں کے ہوتے ہوئے بھی گزارا مشکل تھا۔۔۔

" کل تک چھوٹے خان کتنے خوش تھے اب کیا ہو گیا۔۔۔۔"

وہ بہت حیران تھی، ارمان خان نے کل اس سے مختلف اقسام کے کھانے بنوائے تھے، کچھ باہر سے آرڈر کروائے تھے کہ وہ اور نینا رات میں ڈنر کریں گے۔۔۔
پورا کمرا نیا کر دیا تھا، کتنی خوبصورت مسہری تیار کی تھی جو زمین پر پڑی اب ماتم کناں تھی، گل بانو دکھ سے لٹا پٹا کمرا دیکھ رہی تھی۔۔۔

" کیا چھوٹے خان صاحب نے چھوٹی بی بی جی پر ہاتھ اٹھایا ہے، انہیں مارا ہے۔۔۔۔۔"

گل بانو نے دکھ سے سوچا کیونکہ یہ سب کچھ ارمان خان ہی کر سکتا تھا اس کے نزدیک ارمان خان نے ہی کمرے کا یہ حال کیا ہو گا، نینا کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی آخر کو نینا عورت تھی اور وہ بھی حویلی کے مرد کی عورت، تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ یہ سب نینا نے کیا ہو۔۔۔۔۔

مگر گل بانو کے نزدیک حیران کن بات یہ تھی کہ نینا ابھی تک شادی والے جوڑے میں ہی ملبوس تھی، یہ کیسے ممکن ہے چاہے ارمان خان نے ہاتھ اٹھایا ہو مگر اپنا حق تو پورے حق سے لیا ہو گا مگر نینا کو رات والے لباس میں دیکھ کر یہ ناممکن لگ رہا تھا، گل بانو نے لمبا سانس خارج کرتے ٹرالی گھسیٹتے آگے بڑھائی تھی۔۔۔۔

نینا گل بانو کو دیکھ کر اٹھ گئی تھی اس نے اٹھتے ساتھ ہی گل بانو سے اپنی کوئی ہلکی پھلکی نائٹی نکالنے کو کہا ارمان خان نے نینا کے لیے جتنے بھی کپڑے لیے تھے، سب ٹراؤزر شرٹس اور فراکس پر مبنی تھے، ایسے کپڑوں سے تو نینا کی جان جاتی تھی

ارمان خان نے ڈفرنٹ قسم کی اس کے لیے نائٹیز بھی آرڈر کی تھیں کچھ نائٹیز کو دیکھ کر تو نینا کا شرم اور غصے سے برا حال ہو گیا تھا، وہ تو نینا نے کب سے گل بانو کے ہاتھوں ضائع کروادی تھیں اور جو گاؤن اور سمپل ٹراؤزر اور شارٹ شرٹس پر مشتمل کپڑے تھے وہ نینا سارا دن پہن کر رکھتی تھی۔۔۔۔

ارمان خان بھی کچھ نہیں کہتا تھا کیونکہ گھر میں گل بانو کے علاوہ تو کوئی اور ہوتا نہیں تھا تو ارمان خان نے اس پر ناگواری کے باوجود کچھ نہیں کہا تھا، نینا اچھی طرح شاور لے کر آئی تو گل بانو سارا کمرا صاف کر چکی تھی، ساری جیولری اٹھا کر وہ دراز میں رکھ چکی تھی، نینا نے خاموشی سے بریک فاسٹ کیا، اس نے کل رات بھی کچھ نہیں کھایا تھا۔۔۔۔۔

" بی بی جی آپ کے لیے کوئی کپڑے استری کر دوں۔۔۔۔"

گل بانو نے نینا سے پوچھا۔۔۔۔۔

" نہیں اس کی ضرورت نہیں۔۔۔۔"

نینا نے ناشتہ کرتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

" سنو گل بانو۔۔۔۔۔"

وہ جو جانے لگی تھی نینا کی پکار پر مڑی نینا گل بانو کے پاس آکر کھڑی ہوئی اور گل بانو کو غور سے دیکھنے لگی گل بانو نے اپنا دوپٹہ سر پر اور اچھے سے جمایا تھا، نینا بہت غور سے گل بانو کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" میں نے رحیم خان، کیا کہا تھا مسٹر خان نے، ہاں رحیم کاکا، میں نے پرسوں اپنے گھر جاتے ہوئے دیکھا تھا اسے باہر کھڑا گاڑی واش کر رہا تھا، تم اس کی کون ہو ، بیٹی ہو اس کی، مسٹر خان نے تو کہا تھا کہ تم رحیم خان کی بیوی ہو لیکن تم بیوی کیسے ہو سکتی ہو، مجھے سننے میں شاید غلطی ہوئی ہے، تمہاری اور اس کی عمر میں بہت فرق ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے اچھنبے سے کہا۔۔۔۔

" بی بی جی یہ کیا کہہ رہی ہیں توبہ توبہ میں ان کے بیٹی نہیں ہوں، وہ میرے شوہر ہیں۔۔۔۔"

گل بانو کے بتانے پر نینا نے چیخ ماری تھی۔۔۔۔

" واٹ، یہ کیا کہہ رہی ہو وہ تمہارا شوہر ہے، وہ تو اچھی خاصی عمر کا ہے۔۔۔۔"

نینا بے یقینی سے بولی تھی۔۔۔۔

" بی بی جی وہ میرے شوہر ہی ہیں۔۔۔۔"

گل بانو نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔

" آئی کانٹ بلیو دس، یہ تو ظلم ہے، کیا عمر ہے تمہاری۔۔۔۔"

نینا نے سوال کیا۔۔۔۔

" بی بی جی چوبیس سال کی ہوں میں۔۔۔"

گل بانو نے آہستہ سے اپنی عمر بتائی۔۔۔۔

" کیا، اور وہ رحیم خان پچاس سال سے اوپر کا ہی ہو گا۔۔۔۔"

نینا صدمے کی کیفیت میں تھی۔۔۔۔

" تم نے یہ شادی کیوں کی تم اتنی پیاری ہو، کم عمر ہو اور کوئی نہ تھا کیا جو وہ بڑھا منحوس شکل والا ہی رہ گیا تھا تمہارے لیے۔۔۔۔"

نینا نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔۔

" بی بی جی مجھے نہیں پتا جب میری شادی ہوئی تھی تب میں سترہ سال کی تھی، میں ونی میں آئی تھی۔۔۔۔"

گل بانو آہستگی سے بتاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی

ارمان خان سارا دن کا تھکا ہارا ابھی آیا ہی تھا جب نینا دھاڑ سے اس کے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی ارمان خان نے اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر پھینکتے ہوئے حیرانگی سے نینا کو دیکھا جو کھلے بالوں کے ساتھ بلیک فل گاؤن نائٹی میں ملبوس تھی۔۔۔۔

اسے شرٹ لیس دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ سرخ پڑی تھی اور اپنا رخ پھیر کر کھڑی ہو گئی، ارمان خان اسے دیکھ کر بنا کچھ کہے واشروم میں چلا گیا تھا، نینا کافی دیر تک ارمان خان کا ویٹ کرتی رہی واشروم میں پانی گرنے کی آواز سے نینا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ شاور لے رہا ہے، نینا جھنجھلائی تھی۔۔۔

" دو منٹ رک نہیں سکتے تھے مجھے بات کرنی تھی اور بنا مجھ سے پوچھے کہ میں آدھی رات کو ان کے کمرے میں کیا کرنے آئی ہوں واشروم میں گھس گئے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے جھنجھلاتے ہوئے واشروم کے دروازے کو گھورا ارمان خان واشروم سے کمر پر ٹاول باندھ کر باہر نکلا ایک چھوٹا ٹاول اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا، نینا یہ دیکھ کر مزید سرخ پڑی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے آپ سے بات کرنی ہے اور آپ یوں ٹاول باندھ کر آ گئے ہیں۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے بولی۔۔۔

" تمہاری بات کا میرے ٹاول سے کیا تعلق۔۔۔۔"

ارمان خان ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بالوں کو ٹاول سے خشک کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان مجھے شرم آ رہی ہے۔۔۔۔"

نینا نے آنکھیں جھکائے آہستگی سے جواب دیا۔۔۔۔

" یہ بھی تمہارا مسئلہ ہے، شرم تمہیں آ رہی ہے مجھے نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے اپنے بال خشک کر کے اپنی گردن اور سینے کو اچھی طرح ٹاول سے خشک کر کے ٹاول بیڈ پر اچھالا تھا۔۔۔

" میں سارے دن کا بہت تھکا ہوا ہوں مجھے سونا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا جو نظریں جھکائے کھڑی تھی، نینا نے ایک نظر ارمان خان کو دیکھا جو ابھی تک ٹاول میں تھا چہرے پر بے انتہا سنجیدگی تھی۔۔۔

" مسٹر خان گل بانو آپ کی حویلی میں کام کرتی تھی، آپ نے بتایا کافی عرصے سے آپ کی حویلی میں کام کرتی آئی ہے، وہ رحیم خان اتنا ایجڈ شخص اس کا شوہر ہے، وہ سترہ سال کی تھی جب ونی میں اسے رحیم خان کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا تب آپ نے کچھ نہیں کیا اتنا بڑا ظلم آپ کے سامنے ہوا آپ نے کچھ نہیں کیا، کیوں۔۔۔۔۔"

نینا اپنا غصہ ضبط کرتی سرخ چہرے کے ساتھ ارمان خان کی طرف بنا دیکھے بولی تھی۔۔۔

" یہ گل بانو کے ماں باپ کا فیصلہ تھا وہ خون بہا میں آئی تھی اور خون بہا میں عمریں نہیں دیکھی جاتیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔۔

" اوہ، مسٹر خان آپ اتنے بڑے لکھے ہو کر ایسی باتیں کر رہے ہیں، خون بہا کیا ہے آپ کے نزدیک، یعنی کرے کوئی اور بھرے کوئی، کسی کا بھی خون کر لو پھر خود کو بچانے کیلئے اپنی بہن اور بیٹی کو پیش کر دو، سترہ سال کی ایک چھوٹی سی لڑکی کو اتنے بڑے آدمی کے ساتھ بیاہ دیا گیا اور یہاں پر بھی بس نہیں ہوا ہو گا یقیناً گل بانو سے اس کا حساب دن رات لیا گیا ہو گا، اتنا بڑا ظلم آپ لوگوں کے سامنے ہوا اور آپ لوگ چپ رہے۔۔۔۔"

نینا نے اب کی بار ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" نینا پلیز میرا دماغ مت خراب کرو، اس وقت جاؤ یہاں سے مجھے سونا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو کمرے سے جانے کو کہا۔۔۔۔

" جا رہی ہوں لیکن ایک بات بتا دوں آپ کو، میں گل بانو کو رحیم خان کے ساتھ نہیں رہنے دوں گی، میں اسے رحیم خان سے طلاق دلوا کر اس کی کسی اچھی جگہ شادی کرواؤں گی، کسی ایسے انسان کے ساتھ جو اس کے جوڑ کا ہو۔۔۔۔"

نینا نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تھا۔۔۔۔

"نینا تم ایسی کوئی بھی فضول بات گل بانو سے نہیں کرو گی اور نہ ہی رحیم خان کے ساتھ بلکہ تم رحیم خان کے سامنے بھی نہیں جاؤ گی، ہمارے ہاں کی عورتیں یوں ملازموں کے سامنے دندناتے ہوئے نہیں جاتیں نہ ہی ان سے کوئی فضول اور بے مقصد بات کرتی ہیں۔۔۔۔"

" ایک تو آپ کے ہاں کی عورتیں میوزیم میں رکھنے کے قابل ہیں کیونکہ مجھے لگتا ہے وہ عورتیں نہیں مجسمے ہیں شاید۔۔۔۔"

نینا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے منہ بنائے ہونٹ پھلائے طنزیہ لہجے میں کہا ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کو کلائی سے جکڑا تھا۔۔۔۔

" کتنی دفعہ کہا ہے میرے سامنے بکواس مت کیا کرو مگر تمہیں سمجھ نہیں آتا، لگتا ہے تمہیں بھی مجھے ایک مجسمے میں ڈھالنا پڑے گا، تبھی تمہاری چلتی زبان کو بریک لگے گی، دور رہو گل بانو کے معاملات سے، خبر دار یہ طلاق کا فضول لفظ بھی منہ سے نکالا تو، خان دادا کو یہ بات پتا چلی تو انہیں بہت غصہ آئے گا اور مجھے بھی مزید غصہ مت دلاؤ، جاؤ یہاں سے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی کلائی پر اپنی وحشی گرفت بڑھاتے ہوئے غرایا تھا، ارمان خان کی وحشی گرفت پر نینا نے آنکھوں میں آنسو لیے ارمان خان کو دیکھا، ارمان خان نے اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر نینا کی کلائی کو چھوڑا تو نینا نے درد سے سسکی لی تھی کیونکہ ارمان خان کی گرفت بہت زیادہ وحشی اور سخت تھی نینا آنکھوں میں آنسو لیے کمرے سے نکل گی، نینا کے جانے کے بعد ارمان خان نے غصے سے ڈریسنگ ٹیبل پر پڑا پرفیوم اٹھا کر زمین پر دے مارا تھا

آج دو ہفتے ہونے کو آئے تھے ارمان خان اور نینا کا آمنا سامنا کم ہی ہوا تھا اگر کبھی ارمان خان کی آتے جاتے اس پر نظر پڑ بھی جاتی تو ارمان خان اسے مکمل اگنور کر دیتا تھا جیسے نینا کا وجود

ہی نہ ہو، نینا بھی سکون میں تھی مگر وہ بے حد بوکھلا گئی تھی بلکہ بہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

پچھلے دو ہفتوں سے اس نے گھر سے باہر قدم نہیں رکھا تھا یونیورسٹی نہیں گئی تھی، وکیل بننا اس کا خواب تھا ارمان خان نے اس کے سارے خواب چھین لیے تھے اس کی فرینڈز اسے فون کر کے پوچھتی تھیں کہ وہ یونیورسٹی کیوں نہیں آ رہی، نینا نے اب ان کا فون ہی اٹینڈ کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔۔۔

وہ کیسے انہیں بتاتی کہ وہ نینا شاہ جسے اپنے آپ پر بہت زعم تھا بہت غرور تھا، آج اسے بھی ایک عام لڑکی کی طرح گھر سے نکلنے کے لئے اپنے شوہر کی اجازت کی ضرورت ہے اور نینا کی آنا نے یہ گوارا نہیں کیا تھا کہ وہ ارمان خان سے کسی بھی بات کی اجازت لے مگر اس سب میں نینا کو اپنا آپ بہت بے بس اور مجبور لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آتا تھا وہ کیا کرے، وہ اس گھر سے بھاگ بھی نہیں سکتی تھی، گیٹ پر ہر ٹائم چوکیدار موجود ہوتا تھا باہر گارڈز ڈیوٹی دیتے تھے اگر وہ کیسے بھی کر کے بھاگ جاتی تو ارمان

خانزادہ اسے منٹوں میں ڈھونڈ سکتا تھا اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک کرتا وہ یہ سوچ کر ہی نینا کے اوسان خطا ہو جاتے۔۔۔۔۔

وہ ان چند دنوں میں ارمان خان کے اثر ورسوخ سے واقف ہو گئی پتہ تو اسے اس دن ہی چل گیا تھا، جب اس نے فراز چوھدری اور اسکے دوستوں کو سزا دلوائی تھی، نینا گل بانو کے لیے بھی بہت دکھی ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔

گل بانو کی مدد کرنے کے لیے اسے انصاف دلانے کے لیے اس نے رائمہ عباسی کو کتنے ہی فون کر ڈالے تھے مگر رائمہ عباسی نے اس کی ایک کال بھی ریسیو نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کے کسی میسج کا جواب دیا تھا نہ ہی رائمہ عباسی کی این جی او سے جڑے کسی ورکر نے اس کی کال اٹینڈ کی تھی۔۔۔۔۔

نینا حیران ہو رہی تھی کہ ایسا بھی کیا ہو گیا کہ کوئی بھی اس کے میسج اور کالز کا جواب نہیں دے رہا تھا بلکہ رائمہ نے تو اسے بلاک تک کر دیا تھا، نینا خود کو بہت تنہا بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی، اس دن کے بعد فوزیہ بیگم نے بھی نینا کو کال نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کی کال اٹھائی تھی۔۔۔۔۔

نہ ہی روحان نے اس سے کوئی رابطہ کیا تھا وہ جانتی تھی رضوان صاحب اب اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے تھے، انہوں نے اس دن صاف الفاظ میں نینا سے ہر تعلق توڑ لیا تھا انہوں نے اس کا نکاح اور رخصتی بھی اپنی عزت بچانے کیلئے کی تھی، نینا بہت دکھی تھی۔۔۔۔۔

کوئی بھی اس کا اپنا نہیں تھا ارمان خان کیلئے اس کے دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا ہاں نفرت کا جذبہ پوری شان سے اس کے دل میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھا، ایسی زندگی گزارنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی یوں پابندیوں سے بھری زندگی، نینا کو ایسے لگتا تھا جیسے وہ سانس بھی ارمان خان کی اجازت سے لے رہی ہو، نینا لاؤنج میں بیٹھی گل بانو کو ہی دیکھ رہی تھی جو کہ ایل ای ڈی پر کوئی ڈرامہ بہت شوق سے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

" گل بانو۔۔۔۔۔"

نینا نے گل بانو کو پکارا تھا۔۔۔۔۔

" جی بی بی جی۔۔۔۔۔"

گل بانو زمین سے اٹھتی نینا کے پاس آکر ادب سے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔ گل بانو مجھے بی بی جی مت کہا کرو اب تمہاری اور میری عمر میں زیادہ فرق نہیں ہے بلکہ میں تم سے تین سال چھوٹی ہوں تو مجھے بی بی جی مت کہا کرو، مجھے نام سے پکارا کرو، مجھے بہت عجیب لگتا ہے جب تم مجھے بی بی جی کہتی ہو، ویسے بھی میں تمہیں اپنی دوست بنانا چاہتی ہوں، بنو گی میری دوست۔۔۔۔۔"

نینا نے آنکھیں پھلائے کہا تو گل بانو حیران ہوئی تھی۔۔۔۔

" نہیں بی بی جی کیسی باتیں کرتی ہیں، آپ خان دادا کی سب سے بڑی بہو ہیں، چھوٹے خان صاحب کی عورت ہیں، میں کیسے آپ کو آپ کے نام سے پکار سکتی ہوں۔۔۔۔۔"

گل بانو نے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔۔۔۔

" اچھا۔۔۔۔۔"

نینا مایوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہے نام سے مت پکارو دوستی تو کر سکتی ہو کہ اس پر بھی تمہارے چھوٹے خان کو اور خان دادا کو اعتراض ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان کا سوچ کر ہی نینا کا حلق کڑوا ہوا تھا۔۔۔۔۔

" بی بی جی ٹھیک ہے مگر آپ چھوٹے خان کو مت بتایئے گا ہم دونوں سہیلیاں ہیں، ان کے سامنے مجھ سے زیادہ بات مت کیجئے گا۔۔۔۔۔"

گل بانو ہچکچاتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔۔

" اچھا نہیں بتاؤں گی تم ادھر آ کے میرے پاس بیٹھو۔۔۔۔"

نینا نے اسے اپنے پاس صوفے پر بیٹھنے کو کہا گل بانو نینا کے پاس صوفے کے پاس زمین پر بیٹھی تھی، اس کے زمین پر بیٹھنے پر نینا نے گہرا سانس بھر کر اسے دیکھا۔۔۔۔

" اچھا یہ بتاؤ جب تم ونی میں آئی تھی تو رحیم خان نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا تھا، میں نے سنا ہے پڑھا ہے ونی میں آئی لڑکیوں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا ہے لیکن رحیم خان نے تمہارے ساتھ برا سلوک نہیں کیا ہو گا آخر اتنی کم عمر اور اتنی خوبصورت لڑکی جو اسے مل گئی تھی۔۔۔۔۔"

نینا کی بات پر گل بانو کے چہرے پر تاریک سائے لہرائے تھے آنکھوں میں آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی تھی گل بانو نے سختی سے اپنی آنکھیں مینچتے اپنے دوپٹے سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔۔

" کیا ہوا گل بانو۔۔۔۔"

نینا پریشان ہوئی۔۔۔۔

" بی بی جی میں اپنی شادی کی رات نہیں بھول سکتی، کبھی بھی نہیں بھول سکتی، میں دلہن بنی بیٹھی تھی جب میری ساس نے مجھے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے بہت مارا تھا۔۔۔"

" کیا کہہ رہی ہو گل بانو تمہیں تمہاری ساس نے مارا اور وہ رحیم خان اس نے کچھ بھی نہیں کہا۔۔۔۔"

نینا نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔

" انہوں نے کیا کہنا تھا بی جی میرے بابا نے ان کے بابا کو قتل کر دیا تھا، دونوں آپس میں دوست تھے، کسی بات پر جھگڑا ہوا سننے میں آیا کہ ان کے بابا نے میرے بابا کو گالی دی تھی تو میرے بابا نے اپنی بندوق سے ان کے بابا پر فائر کر دیا تھا، اس نے تو خود مجھے اس رات بہت اذیت دی تھی۔۔۔۔"

" وہ رات اور اس کے بعد آنے والی ہر رات میری اذیت میں اضافے کا ہی سبب بنی تھی، سارا دن گھر کے کام کے ساتھ اپنی ساس کے نشتر بھرے طعنے اور مار سہتی تھی اور رات کو رحیم خان بھی مجھے جسمانی اذیت دیتا تھا۔۔۔۔۔"

گل بانو اپنے آنسو صاف کرتی بولی۔۔۔۔

" گل بانو رحیم خان نے تمہارے ساتھ زبردستی کی تھی، تمہیں اذیت پہنچائی تھی۔۔۔۔۔"

نینا آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔۔۔۔

" زبردستی کسے کہتی ہیں آپ بی بی جی، رحیم خان نے تو اپنا حق لیا تھا یہ تو تمام مردوں کو پتا ہے کہ بیوی پر اس کے بدن پر ان کا حق ہے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں خدا نے حق لینے کے طریقے مقرر کر رکھے ہیں، بیوی کو خدا نے عورت ہی نہیں انسان بھی بنایا ہے۔۔۔۔۔"

گل بانو تلخی سے مسکرائی تھی۔۔۔۔۔

" گل بانو تمہارے ساتھ اتنا کچھ ہوا تم کیوں رہ رہی ہو اس کے ساتھ، دیکھو ابھی بھی وقت ہے تم ابھی بھی خوبصورت ہو جوان ہو، تمہیں بہت اچھا رشتہ مل سکتا ہے بلکہ یہاں پر ایسی

بہت سی این جی اوہیں جو بے سہارا اور مظلوم عورتوں کی مدد کرتی ہیں، تم رحیم خان سے طلاق لے لو۔۔۔۔۔"

نینا نے آنکھوں میں آنسو لیے گل بانو کو مشورہ دیا تھا۔۔۔

" کیسی باتیں کر رہی ہیں بی بی جی، طلاق توبہ توبہ، کیا کہہ رہی ہیں آپ، میں کیوں لوں گی طلاق اب تو وہ بہت اچھے ہو گئے ہیں، میری ساس کے انتقال کے بعد وہ مجھے کچھ نہیں کہتے، میرا خیال بھی رکھتے ہیں، بس کبھی کبھی غصہ آجائے تو ہاتھ اٹھا لیتے ہیں لیکن وہ پہلے سے بہت اچھے ہیں، اب وہ مجھے اپنے ساتھ شہر بھی لے کر آئے ہیں، وہ کہتے ہیں میرے بغیر وہ رہ نہیں سکتے۔۔۔۔۔"

گل بانو نظریں جھکائے شرماتے ہوئے بولی، نینا نے تاسف بھری نظروں سے گل بانو کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

" گل بانو تمہارے ساتھ اتنا سب کچھ پتا ہے کیوں ہوا کیونکہ تمہیں خود ہی احساس نہیں ہے تمہارے ساتھ ظلم ہوا ہے، تم جب تک خود اپنے لئے آواز نہیں اٹھاؤ گی اپنے حق کے لئے نہیں بولو گی تو کوئی تمہارے لئے کچھ بھی نہیں کرے گا۔۔۔۔۔"

" بی بی جی میں اپنے حق کے لئے بول کر کہاں جاؤں گی یا میرے جیسی ساری عورتیں اپنے حق کے لئے بول کر کہاں جائیں گے، اگر ہمارے پاس کوئی ٹھکانہ ہوتا ہمارے سر پر بھی کسی کا ہاتھ ہوتا تو کیا ہمارے ساتھ ایسا سلوک ہوتا۔۔۔۔۔"

" اپنے حق کے لئے بول کر بھی مار کھانی ہے تو خاموش رہ کر تھوڑی کم مار کھا لینے میں کیا حرج ہے، جیسا بھی ہے رحیم خان میرے سر کا سائیں ہے میری عزت کا محافظ ہے، اگر رحیم خان کی پناہ سے بھاگ کر کہیں بھی جاؤں گی تو جگہ جگہ گھات لگائے جانور بیٹھے ہوں گے، جو مجھے نوچنے کے لئے ہر دم تیار رہیں گے، بی بی جی میرے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔۔۔۔۔"

" ماں باپ جنہوں نے آج تک پلٹ کر میری خبر نہیں لی کیا وہ مجھے دوبارہ اپنے گھر جگہ دیں گے، یقیناً کبھی نہیں دیں گے اگر ترس کھا کر دے بھی دیں تو پھر رحیم خان جیسے ہی کسی

انسان کے سر باندھ دیں گے مجھے، تو مرد بدلنے سے اچھا ہے کہ ایک ہی مرد کے ساتھ گزارا کر لیں، کیا پتہ دوسرا مرد پہلے سے بھی بدتر نکل آئے۔۔۔۔۔"

نینا حیران و پریشان گل بانو کی باتیں سن رہی تھی گل بانو نے اتنی چھوٹی سی عمر میں کتنی صدیوں کا تجربہ پالیا تھا، چہرے پر معصومیت کے ساتھ بے پناہ کرب بھی تھا مگر پھر بھی آسودگی تھی۔۔۔۔۔

" شاید وہاں کے عورتیں اتنی صابر اور شکر گزار ہوتی ہیں۔۔۔۔"

نینا نے گل بانو کا معصوم چہرہ دیکھ کر سوچا۔۔۔۔

" بی بی جی میری چھوڑیں، چھوٹے خان صاحب آپ سے بہت پیار کرتے ہیں لیکن میں حیران ہوں آپ اور وہ الگ الگ کمروں میں کیوں رہتے ہیں، آپ اتنی خوبصورت ہیں وہ کیسے آپ کے بنا رہ لیتے ہیں۔۔۔۔۔"

گل بانو نے وہی سوال کیا جس نے اسے کافی دنوں سے بے چین کر رکھا تھا۔۔۔۔۔

" تمہیں کس نے کہا کہ مسٹر خان مجھ سے پیار کرتے ہیں، صرف انہیں میرا یہاں مقبرہ سجانا تھا، اس لیے وہ مجھے یہاں پر لائے ہیں جو کے عنقریب یہیں پر سج جائے گا۔۔۔۔"

نینا نے طنزیہ انداز میں تلخی سے کہا۔۔۔۔

" بی بی جی آپ پتہ نہیں کیا کہہ رہی ہیں، مگر حویلی میں سب یہی کہہ رہے ہیں چھوٹے خان آپ سے بہت پیار کرتے ہیں سب آپ کو بہت خوش قسمت کہتے ہیں، وہاں پر سب ہی کہہ رہے تھے کہ آپ بہت حسین ہیں، اس لیے چھوٹے خان نے اپنی حویلی کی عورت کو چھوڑ کر آپ سے پہلی شادی کی۔۔۔۔۔"

گل بانو نے بولتے ہوئے زبان دانتوں تلے دبائی تھی ارمان خان نے اسے سختی سے منع کر رکھا کہ اس کی حرا سے منگنی کا ذکر نینا کے سامنے نہ کیا جائے۔۔۔۔۔

" حویلی کی عورت کو چھوڑ کر کیا مطلب اس بات کا۔۔۔۔۔"

نینا صوفے پر سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔۔۔۔

" وہ میرا مطلب ہے بی بی جی کہ وہاں پر شادی اپنے خاندان کی عورت سے کرتے ہیں مگر انہوں نے آپ سے کی ہے، اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ وہ آپ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔۔۔۔۔"

گل بانو گڑبڑاتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" بی بی جی آپ سے ایک بات پوچھوں چھوٹے خان اپنی شادی کی رات بہت خوش تھے مجھ سے انہوں نے آپ کی پسند کے کھانے بھی بنوائے تھے کہ وہ رات کا کھانا آپ کے ساتھ ہی کھائیں گے، انہوں نے نیا فرنیچر ڈالا پورا کمرا سجایا تھا پھر آپ میں اور چھوٹے خان میں ایسا کیا ہوا، انہوں نے آپ کو مارا تھا کیا۔۔۔۔۔"

گل بانو نے پھر سے ڈرتے ڈرتے اپنا سوال دہرایا۔۔۔۔

" کیوں مجھے مسٹر خان کیوں ماریں گے، میں تمہاری طرح مظلوم نہیں ہوں اپنے حق کیلئے آواز اٹھانا جانتی ہوں۔۔۔۔۔"

نینا نے طنزیہ انداز میں منہ بنایا تھا۔۔۔۔

" بی بی جی آپ کی باتیں مجھے سمجھ نہیں آرہی ہیں میں اتنا جانتی ہوں کہ اگر چھوٹے خان نے آپ کو کچھ نہیں کہا تو اس کا یہی مطلب ہوا کہ وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں کیونکہ آپ جتنا بھی اپنے لئے آواز اٹھانا جانتی ہوں مگر حویلی کے مرد وہ آواز دبانا جانتے ہیں، دو منٹ میں عورت کو اسکی اوقات یاد دلا دیتے ہیں اگر انہوں نے آپ پر ہاتھ نہیں اٹھایا تو اس میں آپ کا کمال نہیں بلکہ ان کا کمال ہے، جنہوں نے آپ پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔۔۔۔۔"

گل بانو مسکراتی ہوئی وہاں سے چلی گئی نینا گل بانو کی باتوں پر سر جھٹکتی ایل ای ڈی پر چینلز سرچ کرنے لگی۔۔

آج سنڈے تھا ارمان خان کافی دیر سے اٹھا تھا، اٹھتے ساتھ ہی اس نے شاور لیا اور باہر لاؤنج میں چلا آیا تو نظر بے اختیار نینا کے کمرے کے جانب اٹھی تھی گل بانو کچن میں کھانا تیار کر

رہی تھی، ارمان خان کو دیکھتے ہوئے وہ اچھی طرح دوپٹہ سر پر اوڑھے ارمان خان سے ناشتے کا پوچھنے کے لئے آئی۔۔۔۔۔

" ڈائننگ روم میں لگا دو بلکہ یہیں پر لے آؤ۔۔۔ "

ارمان خان نے موبائل میں مصروف جواب دیا ارمان خان نینا سے بات کرنے اس کے روم میں گیا تھا، آج رمل آرہی تھی یونیورسٹی سے چھٹیاں تھیں تو ارمان خان اسے فی الحال سوات نہیں لے کر جا سکتا تھا کیونکہ نینا ادھر اکیلی ہوتی اور وہ نینا کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا اور نہ ہی ابھی نینا کو حویلی لے کر جا سکتا تھا۔۔۔۔۔

اس کے لیے پہلے وہ اچھی طرح نینا کا مزاج درست کرنا چاہتا تھا مگر چاہتے ہوئے بھی وہ اس پر سختی نہیں کر پا رہا تھا، ارمان خان نے نینا کے روم کا دروازہ کھولا مگر نینا اندر نہیں تھی نہ ہی واش روم میں تھی ارمان خان اسے تلاش کرتا ہوا باہر آیا مگر وہ کہیں نہ دکھی۔۔۔۔۔

لاؤنج میں لگے بڑے سے گلاس وال سے برستی ہوئی بارش کو دیکھ کر ارمان خان کو اندازہ ہوا کہ نینا کہاں ہو سکتی ارمان خان کے ماتھے پر بل پڑے تھے یقیناً وہ نائٹی پہنے ہوئے ہی باہر گئی ہو گی ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتا ہوا باہر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

نینا کو لان میں پڑی کین کی چیئر پر بیٹھے دیکھ کر ارمان خان کی آنکھوں کی سرخی میں اضافہ ہوا تھا، کھلے بالوں میں نینا وائٹ باریک نائٹی میں ملبوس پاؤں اوپر کو سمیٹے چیئر پر بیٹھی آسمان کو برستا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بے شک نینا نے فل گاؤن والی نائٹی پہن رکھی تھی مگر نائٹی باریک تھی جو کہ گیلی ہونے کی وجہ سے نینا کے سفید خوبصورت بدن کو عیاں کر رہی تھی اور نینا خود سے لاپرواہ آسمان کو دیکھ رہی تھی، ٹھنڈی ہوا اور ہلکی ہلکی بارش کی وجہ سے موسم کی خنکی میں اضافہ ہوا تھا مگر نینا ہر چیز سے لاپرواہ نا جانے آسمان میں کیا تلاش کر رہی تھی۔۔۔۔

ارمان خان لب بھینچے نینا کی طرف بڑھا نینا نے ارمان خان کو دیکھ کر مکمل طور پر اسے اگنور کیے اپنی توجہ لان میں لگے بڑے گھنے سایہ دار درختوں پر مرکوز کی، ارمان خان اشتعال میں اس کی طرف بڑھتا اسے کلائی سے دبوچ کر کرسی سے کھڑا کر گیا۔۔۔۔

" مسٹر خان کیا مسلہ ہے آپکے ساتھ، آپ سے میرا سکون برداشت کیوں نہیں ہوتا۔۔۔۔۔"

نینا نے کرسی سے اٹھتے ارمان خان سے اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑوائی تھی۔۔۔۔

" اگر تمہارا سکون برداشت نہ ہوتا تو تمہیں کتنی ہی دفعہ بے سکون کر چکا ہوتا، تمہارے سکون کے لئے خود کا سکون تباہ کیا ہوا ہے میں نے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی آنکھوں میں دیکھ کر غرایا تو نینا نے اپنی نگاہیں پھیری تھیں ارمان خان کی سرخ آنکھوں میں دیکھنا نینا کو بہت مشکل لگتا تھا، بلکہ خوف سا محسوس ہوتا تھا، اس نے کبھی بھی خود سے جڑے قریبی رشتوں کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔۔۔۔

رضوان صاحب نے نہ ہی اس پر اور نہ ہی فوزیہ بیگم پر کبھی غصہ کیا تھا، صرف ارمان خان ہی تھا جو پورے دھڑلے سے اس پر چلانا اور اس پر غصہ کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا، کیا ساری زندگی

وہ اس پر ایسے ہی چلاتا رہے گا نینا ارمان خان کو ایسے چلاتے دیکھ کر روہانسی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" مغالطے میں چلی گئی ہو کیا۔۔۔۔۔"

نینا کو یوں خود پر غور فکر کرتے دیکھ کر ارمان خان کو اور غصہ آیا تھا، یہ تو وہ جان چکا تھا یقیناً اسے دیکھ کر وہ اپنے برے نصیب کو کوس رہی ہو گی۔۔۔۔۔

" تمہاری الماری میں اتنے سارے ڈریس پڑے ہیں لیکن ہر وقت تم یہ فضول سی نائٹیز میں گھومتی رہتی ہو وہ کپڑے کیا آگ لگانے کے لئے ہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو اوپر سے نیچے تک گھورتے ہوئے کہا نینا کے بدن کے نشیب و فراز نائٹی سے جھلک رہے تھے جس کا شاید نینا کو بھی اندازہ نہیں تھا ورنہ وہ یوں کبھی اس کے سامنے اکڑ کر کھڑی نہ ہوتی، یہ دیکھ کر ارمان خان کے ماتھے کی وینز ابھر آئی تھیں ارمان خان غصے سے اسے کلائی سے دبوچے کھینچتے ہوئے اندر لایا اور کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ کیا بد تمیزی ہے۔۔۔۔۔"

نینا بیڈ سے کھڑی ہوتی ارمان خان کے مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔

" نینا تم گھر میں نائٹی پہن کر گھومتی ہو میں کچھ نہیں کہتا گھر میں صرف گل بانو ہوتی ہے تو کوئی بات نہیں مگر باہر اس حلیے میں اگر کسی کی تم پر نظر پڑ جاتی تو تمہیں اس بے ہودہ نائٹی سمیت آگ لگا دیتا میں۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان فکر نہ کریں، یہ گھر نہیں جیل خانہ ہے اور آپ اس جیل خانے کے داروغہ، آپ کی اجازت کے بغیر یہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تو آپ کی اجازت کے بغیر کوئی کیسے اندر آئے گا، میں جب تک زندہ ہوں جانتی ہوں مجھے آپ ہی کی یہ آدم خور والی شکل دیکھ کر گزارا کرنا پڑے گا۔۔۔۔"

نینا ہمیشہ کی طرح نان سٹاپ بولتے ہوئے ارمان خان کے غصے کو بھڑکا چکی تھی۔۔۔۔

" یہ آدم خور جب سچ میں اپنی حیوانیت پر اتر آیا نا تم کسی کا سامنا نہیں کر سکو گی کیونکہ اپنی حیوانیت سے ایسی چھاپ چھوڑوں گا تم پر کہ دنوں خود کو چھپاتی پھرو گی، الماری میں لٹکے ہوئے کپڑے بھی تمہارے لئے کم پڑ جائیں گے اس لئے میرے سامنے بولنے سے پہلے سو بار سوچا کرو ورنہ تمہاری اوقات منٹوں میں یاد کروانا مجھے تو بہت اچھا لگے گا مگر تمہاری نازک جان برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔۔۔"

ارمان خان اسے کلائی سے دبوچتے ہوئے اپنے بہت قریب کر گیا تھا۔۔۔۔

" اب میری بات غور سے سنو آج میری بہن آ رہی ہے اس کے سامنے یوں تماشا نہ کرنا اور نہ ہی ایسے حلیے میں آنا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے الماری سے ایک ڈریس نکال کر نینا پر پھینکا تھا۔۔۔۔

" یہ پہنو ابھی اور اسی وقت، میں اسے لینے جا رہا ہوں تم یہی ڈریس پہن کر اس کے سامنے آؤ گی اور اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو گی، ورنہ تمہارا منہ میں اپنے انداز میں بند کروں گا۔۔۔۔"

ارمان خان نے غراتے ہوئے دھمکی دی نینا نے غصے سے زمین پر پڑے ہوئے ڈریس پر اپنی نگاہ کی تھی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا ہے میری حلیے کو فل سلیوز میں پاؤں تک نائٹی پہن کر رکھی ہے اب اس میں کیا بے ہودگی ہے اور آپ کی بہن ایک عورت ہی ہے نامرد تو نہیں جس کے سامنے میں اس نائٹی میں نہیں جا سکتی۔۔۔۔۔"

ڈریس کو دیکھ کر تو نینا کو ہول ہی پڑ رہے تھے بات کرتے ہوئے نینا کی ڈریسنگ میرر میں خود پر نظر پڑی تو نینا شرم سے لال ٹماٹر ہوئی تھی، بارش میں بھیگنے کی وجہ سے نائٹی بدن کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اور بدن بہت خوبصورت نظارے پیش کر رہا تھا ارمان خان نے نینا کی نظروں کا مرکز آئینے میں محسوس کر لیا تھا اور اب اس کا شرم سے لال ٹماٹر چہرہ دیکھ کر ارمان نے طنزیہ نینا کو دیکھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ مجھے سیدھی طرح نہیں بتا سکتے تھے کہ میں۔۔۔۔۔"

نینا اتنا ہی بول کر شرمندگی کے مارے خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔

" اب بتا دیا ہے تو چینج کرو ابھی اور اسی وقت او کے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر قہر بھری نظر ڈالتا ہوا باہر چلا گیا تھا ارمان خان کے جانے کے بعد نینا نے جھنجھلاتے ہوئے کپڑے اٹھائے اور واشروم کا رخ کیا۔۔۔۔۔

رمل کو ہاسٹل سے پک کرنے سے پہلے ارمان خان نینا کے روم میں آیا تھا تاکہ اسے چیک کرے کہ اس نے ڈریس پہنا بھی ہے کہ نہیں ورنہ کیا پتہ وہ پھر سے اسی حلیے میں رمل کے سامنے نہ آجائے، ارمان خان روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو نینا واشروم سے گیلے بالوں میں نہائی ہوئی لائٹ گرین کلیوں والا فراک پہن کر نکلی تھی جس کی لینتھ پاؤں تک تھی۔۔۔۔۔

نینا کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا نینا نے روتے ہوئی گلابی چہرے کے ساتھ ہاتھ میں پکڑا چوڑی دار پاجامہ ارمان خان کے پاس پھینکا تھا نینا کی حرکت پر ارمان خان نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان آپ مجھے کیا گھور رہے ہیں یہ کیسی ٹائٹس ہے اسے پہننے کے چکر میں میں اتنی بری طرح گری ہوں واشروم میں مگر یہ نہیں پہنی گئی، یہ فراک دیکھیں۔۔۔۔"

نینا نے اپنا فراک کمر سے پکڑ کر ارمان خان کو دکھایا تھا۔۔۔

" یہ کتنا لوز ہے مجھ پر اور یہ ٹائٹس اتنی ہی تنگ ہے، پتہ نہیں کس طرح کے کپڑے آپ نے میرے لئے آرڈر کیے ہیں۔۔۔"

نینا روتے ہوئی بولی ارمان خان نے نینا کا تر و تازہ نکھرا مہکتا دلکش وجود نظر بھر کر دیکھا تھا اور پھر گہرا سانس بھر کر خود پر اور اپنی نظروں پر قابو پایا نینا لائٹ گرین فل لینتھ فراک میں گیلے بالوں میں نظر لگ جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی، ارمان خان کی دل کی دھڑکنوں

نے اودھم مچایا تھا وہ یوں روتے ہوئے اس سے شکوہ کرتے ہوئے ارمان خان کو پوری طرح بوکھلا چکی تھی۔۔۔۔۔

" کہاں چوٹ لگی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے چہرے سے نظریں ہٹاتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا۔۔۔۔۔

" گھٹنے پر۔۔۔۔"

نینا نے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔

" بہت درد ہو رہا ہے مجھے۔۔۔۔۔"

نینا بیڈ پر پاؤں لٹکائے بیٹھ کر پھر سے رونے لگی ارمان خان آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا نینا کے قریب آیا اور زمین پر پنجوں کے بل بیٹھ کر نینا کے گھٹنے پر نرمی سے ہاتھ رکھا، نینا نے سٹپٹاتے ہوئے ارمان خان کا ہاتھ پیچھے کیا تھا۔۔۔۔۔

" دکھاؤ کہاں چھوٹ لگی ہے، میں کوئی آئٹمینٹ لگا دیتا ہوں فرق پڑ جائے گا۔۔۔۔"

" مسٹر خان میں خود لگا لیتی ہوں آپ جائیں پلیز۔۔۔۔"

نینا سرخ چہرے کے ساتھ بولی۔۔۔

" درد ہو رہا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نرمی سے پوچھا۔۔۔۔

" بہت زیادہ درد ہو رہا ہے میں بہت زور سے گری تھی میری کمر اور گھٹنے پر بہت چوٹ آئی ہے۔۔۔"

نینا بتاتے ہوئے تکلیف سے پھر سے رو پڑی تھی ارمان خان نے نینا کا فراک اٹھا کر چوٹ دیکھنی چاہی نینا ارمان خان کا ہاتھ پیچھے کرتی بیڈ سے یکدم اٹھی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں خود لگالوں گی چوٹ پر کریم آپ جائیں یہاں سے پلیز۔۔۔۔۔"

نینا جھکی نظروں اور سرخ چہرے کے ساتھ بولی ارمان خان کی بوجھل اور خمار آلود آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔۔۔

" ٹھیک ہے تم کوئی اور ڈریس پہن لوں مگر رمل کے سامنے نائٹی میں مت آنا۔۔۔۔۔"

ارمان خان کہتے ہوئے تیزی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے رمل کو جب نینا کے متعلق بتایا تو وہ پہلے تو حیران رہ گئی تھی کہ ارمان خان کیسے حراسے پہلے کسی اور سے شادی کر سکتا ہے مگر رمل نینا سے ملنے کیلئے بہت بے چین تھی، ارمان خان نے رمل کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ نینا سے حراسے اس کی منگنی کا ذکر نہ کرے۔۔۔۔

رمل جب گھر میں داخل ہوئی تو نینا لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی نینا بلیک اور وائٹ کمبینیشن کے ڈریس میں ملبوس تھی نینا نے دوپٹہ ابھی بھی لینا گوارا نہیں کیا تھا رمل آگے بڑھ کے نینا سے ملی تو نینا بھی بہت خوشگواریت سے اس سے ملی تھی، رمل کو نینا بہت حسین اور اچھی لگی تھی۔۔۔۔

" نینا میری بات سنو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو پکارا تھا، نینا رمل سے ایکسکیوز کرتی بھنبھناتی ہوئی ارمان خان کے پیچھے اپنے بیڈ روم میں گئی تھی۔۔۔۔

" دوپٹہ کہاں ہے تمہارا۔۔۔۔؟؟؟

ارمان خان نے شعلہ بار نگاہوں سے گھورا۔۔۔۔

" مسٹر خان میں آپ کے کہنے پر یہ ڈریس پہن چکی ہوں اب اس میں کیا برائی ہے دوپٹہ لینا اب اتنا بھی ضروری نہیں۔۔۔۔"

نینا نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔

" نینا دیکھو رمل میری بہن ہے تمہارا اس کے ساتھ عزت کا رشتہ ہے بڑی بھابی ہو اس کی، سر پر نہیں ایٹ لیسٹ تم کاندھوں پر تو دوپٹہ لے ہی سکتی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے کہتے ہوئے دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کر نینا کے شانوں پر اچھی طرح پھیلایا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان دوپٹہ مجھ سے سنبھلتا نہیں ہے۔۔۔۔۔"

نینا جھنجھلائی تھی۔۔۔۔

" نینا جب تم اسے لو گی آہستہ آہستہ تمہیں عادت ہو جائے گی ویسے بھی تمہیں حویلی جا کر تو دوپٹہ اوڑھنا ہی ہے بلکہ اچھی طرح سر پر اوڑ کر رکھنا ہے، اس لئے ابھی سے اس کی عادت ڈالو اب میں تمہیں آئندہ نائٹی میں نہ دیکھوں، ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سختی سے نینا کو تنبیہ کی تھی۔۔۔۔۔

" ویٹ ویٹ مسٹر خان آپ مجھے حویلی کیوں لے کر جا رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا کو حویلی جانے والی بات ہضم نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" کیونکہ تم میری بیوی ہو، حویلی کی بڑی بہو ہو تو ظاہر ہے تم میرے ساتھ ہی حویلی جاؤ گی اور کچھ عرصے میں ادھر زرمینے کی رخصتی ہے اور وہاں تمہارا ہونا ضروری ہے اور ہاں رمل کو ہمارے بیچ کے تعلقات کے بارے میں کچھ نہیں پتہ، نہ ہی میں چاہتا ہوں اسے ذرا بھی خبر ہو تو بی کیئر فل۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی ٹھوڑی پکڑ کر اسے سرد آنکھوں سے دیکھتے ہوئے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

" اور اب باہر آؤ گل بانو کو بولو کہ کھانا لگائے ہم سب آج اکھٹے ڈائننگ روم میں کھانا کھائیں گے۔۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آنکھوں سے کہتے ہوئے کمرے سے چلا گیا نینا ارمان خان کے سرد انداز میں حکم دینے پر روہانسی ہوتی پیر پٹختے ہوئے باہر آئی۔۔۔۔۔

روحان نینا سے ملنے اس کے گھر آیا تھا وہ نینا سے ملنا چاہتا تھا دیکھنا چاہتا تھا وہ ٹھیک تو ہے، خوش ہے کیونکہ رخصتی کے وقت وہ بہت خاموش تھی، بہت اداس تھی، رضوان صاحب کے منع کرنے کے باوجود وہ نینا سے قطع تعلق نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔

چھوٹی بہن تھی وہ اس کی، جان سے زیادہ عزیز تھی اسے، اس لیے آج وہ اسپیشلی نینا سے ملنے آیا تھا ارمان خان تو تھوڑی دیر پہلے ہی کسی کام کے سلسلے میں باہر چلا گیا تھا، روحان ڈرائنگ

روم میں بیٹھا نینا کا انتظار کر رہا تھا مگر پچھلے آدھے گھنٹے سے روحان کو انتظار کروانے کے باوجود نینا نے ڈرائنگ روم میں تشریف آوری نہیں کی تھی۔۔۔۔

روحان جانتا تھا کہ نینا نہیں آئے گی وہ اس سے ناراض تھی روحان ڈرائنگ روم سے نکل کر اندر کی جانب بڑھا لاؤنج میں کوئی نہ دکھا تھا روحان نینا کو تلاشتا آگے بڑھا تو کچن نظر آیا کچن میں کسی کی موجودگی کا احساس ہونے پر وہ کچن میں چلا آیا تھا۔۔۔۔۔

کمرے میں جانا روحان کو اچھا نہیں لگا تھا، اس لئے وہ کچن میں چلا آیا تھا کہ اگر وہاں پر کوئی ہے تو وہ اسے نینا کو بلانے کا کہے، یہ تو روحان کو پکا یقین تھا نینا کچن میں نہیں پائی جا سکتی، کچن میں جانے سے ہی اس کی جان جاتی تھی، روحان کچن میں داخل ہوا تو روحان کے قدم وہیں جم گئے تھے۔۔۔۔

یقین نہیں آ رہا تھا سامنے اس کی دشمن جان کھڑی چائے بنا رہی تھی، روحان وہیں پر کھڑا اطمینان سے سینے پر ہاتھ باندھے اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا رمل کو اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو رمل نے رخ پلٹا۔۔۔۔

اپنے سامنے دروازے پر جمے کھڑے روحان کو دیکھ کر رمل پر جیسے کچن کی چھت گری تھی، چہرہ خطرناک حد تک سفید پڑا تھا رمل نے اپنی آنکھیں جھپکائی تھیں جیسے اس کا وہم ہو مگر آنکھیں بند کر کے کھولنے پر وہ ویسے ہی اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔

" رو۔۔۔روحان آپ، آپ یہاں پر۔۔۔۔"

رمل نے مشکل سے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔۔

" ہاں میں یہاں پر۔۔۔۔۔"

روحان نے رمل کی حالت پر بامشکل اپنی ہنسی دبائی تھی۔۔۔۔

" آپ، آپ یہاں پر کیا کرنے آئے ہیں، پلیز یہاں سے چلے جائیں اگر کسی نے دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی، اگر ارمان لالا کو پتہ چل گیا تو۔۔۔۔۔"

رمل اب باقاعدہ کانپنے لگی تھی، روحان آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا رمل کی طرف بڑھا تو رمل کی آنکھیں خوفناک حد تک کھل گئی تھیں وہ بے یقینی سے روحان کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی، رمل ڈر کے مارے پیچھے ہوتی شیلف کے ساتھ جا لگی۔۔۔۔

اب آنکھیں پھاڑے وہ روحان کو آہستگی سے قدم بڑھاتے ہوئے دیکھ رہی تھی جو اب بالکل اسکے قریب کھڑا تھا اور اپنی لو دیتی نظروں سے رمل کو پسینے میں بھگو چکا تھا، رمل کا دوپٹہ سر سے سرک کر کاندھوں پر آگیا تھا، روحان نے رمل کا دوپٹہ اسکے سر پر دیا تھا اور اسکے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا، رمل نے کانپتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھیں، رمل کی آنکھوں سے اب آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔۔۔

" پپ۔۔۔۔پلیز روحان۔۔۔۔"

رمل نے ملتجی انداز میں روحان کو پکارا تھا، روحان مسکراتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔۔

" روحان آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں، کیسے آئے آپ یہاں پر، کیوں آئے۔۔۔۔۔"

رمل نے ایک ہی سانس میں بولتے ہوئے کچن کے دروازے پر اپنی نگاہیں جمائی تھیں۔۔۔۔

" میں تمہارا پیچھا کرتا کرتا آیا ہوں، میں نے سوچا تمہارے لالہ سے تمہارا ہاتھ مانگ لوں۔۔۔۔۔"

روحان نے لب دانتوں تلے دبائے انتہائی سنجیدگی سے رمل کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

"کک۔۔۔۔کیا، آپ یہ کیا کہہ ہیں۔۔۔۔"

رمل مزید خوفزدہ ہوئی۔۔۔۔

" کیا مطلب تم اچھی طرح جانتی ہو میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں، کئی دفعہ اپنے پیار کا اظہار بھی کر چکا ہوں اب ایک شریف انسان کی طرح شرافت سے اپنی محبت کو پانے کے لیے اس کے بھائی کے گھر اسے مانگنے آیا ہوں، یہی طریقہ اپناتا ہے ایک شریف انسان۔۔۔۔۔"

روحان شرارتی ہوا تھا رمل کے ماتھے پر اب پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔

" پلیز روحان یہاں سے چلے جائیں اگر ارمان لالا سے آپ نے کچھ بھی کہا، اگر انہیں پتا چلا آپ یہاں پر آئے ہیں وہ آپ کو جان سے مار ڈالیں گے، پلیز آپ یہاں سے چلے جائیں۔۔۔۔"

رمل روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" ہاں تو تمہارا لالا مجھے مارے گا کوئی بات نہیں تمہارے بغیر تو ویسے ہی مر جاؤں گا، اب محبوبہ کے بھائی کے ہاتھوں موت آجائے اس سے زیادہ ایک عاشق کی خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے۔۔۔۔"

روحان نے شیلف سے چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگایا تھا۔۔۔۔

" پلیز روحان آپ یہاں سے چلے جائیں پلیز، ارمان لالا کو کچھ مت کہیے گا پلیز چلے جائیں۔۔۔۔۔"

رمل بلک بلک کر روتے ہوئے روحان کے سامنے ہاتھ جوڑ چکی تھی روحان نے رمل کے ہاتھوں کو پکڑا تھا۔۔۔۔

" رمل میری بات سنو، ایک بات اچھی طرح کان کھول کر سن لو آج نہیں تو کل میں تمہیں تمہارے لالا سے ضرور مانگوں گا اگر یہ سب کچھ ممکن نہ ہوا تو تمہارے ارمان لالا کیا مجھے ماریں گے میں خود تمہیں اور خود کو مار ڈالوں گا کیونکہ میں نہ تمہارے بغیر جی سکتا ہوں نہ تمہیں کسی اور کا ہوتے ہوئے دیکھ سکتا ہوں۔۔۔۔"

" ایک بات یاد رکھنا تمہیں ان رسم ورواج کو توڑ کر میرے پاس آنا پڑے گا اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں ہے، تم صرف میری ہو اور بہت جلد پوری طرح میری ہو جاؤ گی، تمہیں پانے کے لیے مجھے کچھ بھی کرنا پڑا میں وہ کروں گا اور تمہارے ارمان لالا کچھ بھی نہیں کر سکیں گے کیونکہ ان کے کچھ کرنے سے پہلے تم میری ہو چکی ہو گی، جسٹ ویٹ اینڈ واچ میری جان یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔۔۔"

روحان نے رمل کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنتے ہوئے اس کے گالوں پر اپنے لب رکھے تھے رمل سٹپٹائی تھی، روحان کی حرکت پر۔۔۔۔۔

" اب یہ رونا بند کرو آج میں اس مقصد کیلئے نہیں آیا، جب آؤں گا تب یہ آنسو بہالینا او کے میری جان۔۔۔۔"

روحان لب دانتوں میں دبائے شرارت سے گویا ہوا تھا رمل کو پیار بھری شرارتی نگاہوں سے دیکھتا وہ رخ پلٹ گیا تھا۔۔۔۔

" اور ہاں یہ جو تم بات بات پر نین بہانا اپنا فرض سمجھتی ہو جب پوری طرح میری ہو جاؤں گی تو میں بالکل اجازت نہیں دوں گا، ان آنکھوں پر ظلم مت کرنا اس کا حساب بہت بری طرح لوں گا کہ تم آنسو بہانے سے پہلے سو بار سوچو گی۔۔۔۔"

روحان نے دروازے پر کھڑے ہی ہانک لگاتے ہوئے آنکھ ماری تھی اور پھر مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا، روحان کے جانے کے بعد رمل نے اپنے بے تحاشا دھڑکتے دل اور کانپتے وجود کو بامشکل سہارا دیا تھا۔۔۔۔۔

رمل تھر تھر کانپ رہی تھی خود کو سنبھالتی وہ کچن سے باہر آئی تھی، رمل کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا روحان کیسے یہاں آسکتا ہے، ارمان خان کی اجازت کے بغیر چوکیدار نے اسے کیسے اندر آنے دیا، رمل یہ سوچتے ہوئے باہر نکلی تو نینا اور روحان کو لاؤنج میں باتیں کرتے دیکھا۔۔۔۔

روحان نینا کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیے کھڑا کچھ کہہ رہا تھا نینا روٹھی روٹھی اس کی بانہوں میں کھڑی تھی، روحان نے مسکراتے ہوئے اس کے بالوں میں کس کی تھی اور پھر اسے بانہوں کے حصار میں ہی لیے باہر کی جانب اپنے قدم بڑھائے، نینا روحان کو دروازے تک چھوڑ کر آئی تو رمل کو حیران و پریشان کھڑے پایا۔۔۔۔۔

" بھابی یہ آپ کے ساتھ کون تھے۔۔۔۔۔"

رمل نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

" یہ روحان ہے میرا بھائی۔۔۔۔"

نینا بتا کر اپنے روم میں چلی گئی تھی رمل نے اپنی سانسوں کی روانگی پر قابو پاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر سر ہاتھوں میں گرا لیا تھا، شکر ہے ارمان یا پھر کسی اور نے روحان کو کچن میں نہیں دیکھا تھا ورنہ پتہ نہیں یہ کیا ہو جاتا۔۔۔۔

رمل نے صوفے سے ٹیک لگا کر لمبی گہری سانس لی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نینا ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنی کمر پر ائیٹمنٹ لگانے کی کوشش کر رہی تھی مگر نینا کا ہاتھ وہاں نہیں پہنچ رہا تھا نینا نے جھنجھلاتے ہوئے ٹیوب اٹھا کر دروازے پر دے ماری، ارمان خان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو ٹیوب ارمان خان کے شولڈر پر لگی، ارمان خان وہ ٹیوب اٹھائے نینا کے قریب آیا جو سلیولیس شارٹ نائٹی پہنے کھڑی تھی۔۔۔۔

ارمان خان کو دیکھ کر نینا نے شرم سے لال پڑتے ہوئے جلدی سے اپنا گاؤن بیڈ سے اٹھائے پہننے لگی، ارمان خان نے وہ گاؤن نینا کے ہاتھ سے لے کر بیڈ پر رکھا اور لائٹ آف کیے نینا کو اپنی بانہوں کے حصار میں لیا۔۔۔۔۔

" یہ کیا کر رہے ہیں مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے ہڑبڑاتے ہوئے ارمان خان کو خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔۔

" کچھ نہیں کر رہا خاموش رہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو اپنے سینے کے ساتھ لگائے اس کے کاندھے سے نائٹی کا سٹریپ نیچے کھسکایا تھا، نینا کی جان ہوا ہوئی نینا نے ارمان خان کے حصار سے نکلنا چاہا مگر ارمان خان کا ایک ہاتھ مضبوطی سے اس کی کمر کو جکڑے ہوئے تھا، ارمان خان اپنا ایک ہاتھ نینا کی کمر پر پھیرنے لگا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا سرسراتی آواز میں بولی۔۔۔۔

" کہاں درد ہو رہا ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

" جہاں درد ہو مجھے بتانا۔۔۔۔"

نینا نے شرم کے مارے ارمان خان کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچا تھا اور اندھیرے میں اپنی آنکھیں زور سے مینچ لی تھیں ارمان خان نے نینا کی کمر کے مختلف حصوں پر اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا تو نینا کی درد سے سسکاری نکلی، ارمان خان نے وہ ٹیوب اس کی کمر کے درد والے حصے پر اچھی طرح لگا کر اس کی نائٹی کا سٹریپ اوپر کر دیا تھا اور کمرے کی لائٹ اون کر دی۔۔۔۔۔

لائٹ اون ہونے پر ہیزل گرین آنکھوں کا لائٹ براؤن آنکھوں سے تصادم ہوا، ہیزل گرین آنکھوں میں غصہ خفت اور شرم تھی، جبکہ لائٹ براؤن آنکھوں میں بے تحاشا سرخی تھی، ان آنکھوں میں لپکتے تقاضے اور جذبات سے نینا نے گھبراتے ہوئے نظریں چرائی تھیں۔۔۔۔۔

ارمان خان نے ابھی تک نینا کو کمر سے جکڑا ہوا تھا، ارمان خان کی نرم گرم بھاپ چھوڑتی سانسیں نینا کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں، نینا کا دل پہلو میں بے تحاشا دھڑکنے لگا تھا، ارمان خان کی آنکھوں میں ایک جنون تھا ایک پیاس تھی، نینا نے گھبراتے ہوئے خود کو ارمان خان کے حصار سے چھڑوایا۔۔۔۔

بیڈ سے اپنا گاؤن اٹھاتے ہوئے وہ خاموشی سے باتھروم میں چلی گئی نینا کے جانے کے بعد ارمان خان نے خود پر قابو پاتے ہوئے گہرا سانس لیا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔

نینا کافی دیر بعد واش روم سے باہر آئی تھی وہ ارمان خان کے سامنے نہیں آنا چاہتی تھی ارمان خان کو کمرے میں نہ پا کر نینا نے اطمینان کا سانس لیا تھا مگر اسی پل ارمان خان کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر نینا کا سارا اطمینان غارت ہوا تھا اسے بیڈ پر لیٹتے دیکھ کر تو نینا کے چودہ طبق بھی روشن ہو چکے تھے، نینا بیڈ کے پاس کھڑی آنکھیں پھاڑے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" آپ یہاں پر کیوں لیٹ رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے بنا پلکیں جھپکائے پوچھا، ارمان خان نے تکیے کے سہارے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے نینا کو گہری نظروں سے دیکھا جو لہو چھلکاتے چہرے کے ساتھ نروس سی کھڑی تھی وہ ابھی تک ارمان خان کی کچھ دیر پہلے والی حرکت پھول نہیں پا رہی تھی۔۔۔۔

" یہاں اس لیے لیٹ رہا ہوں کیونکہ میرے کمرے میں رمل ہے اور ویسے بھی میں اپنے اور تمہارے بیچ جو کچھ بھی ہے، غلطی سے بھی نہیں چاہتا رمل کو پتا چلے اس لیے جب تک رمل ہے یہاں ہمیں ایک ہی کمرے میں رہنا ہو گا۔۔۔۔"

ارمان خان اطمینان سے بولا تو نینا کے سر پر جیسے بم گرا تھا۔۔۔۔

" دیکھیں مسٹر خان آپ یہاں پر نہیں رہ سکتے، اگر آپ یہاں پر رہے تو میں یہاں سے چلی جاؤں گی۔۔۔۔"

نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ دھمکی دی مگر ارمان خان کو یوں ہی بیڈ پر پھیلے دیکھ کر نینا نے غصے سے اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھائے تھے، ارمان خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا نینا کو کلائی سے جکڑے دروازے کے ساتھ لگا چکا تھا۔۔۔۔

" تمہیں میری کہی ہوئی بات سمجھ نہیں آتی رمل کو ہمارے بیچ کا کچھ پتا نہیں چلنا چاہیے، مطلب کچھ بھی نہیں پتا چلنا چاہیے۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد انداز میں غرایا تھا نینا نے سراسیمگی سے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اپنی نظریں جھکالی تھیں۔۔۔۔

" مسٹر خان میں گیسٹ روم میں چلی جاتی ہوں میں رمل کے اٹھنے سے پہلے اس روم میں آ جاؤں گی واپس۔۔۔۔"

نینا نظریں جھکائے ہی بولی تھی۔۔۔۔

" اوا چھا رمل کی صبح فجر کی نماز کے بعد ہو جاتی ہے اور تمہاری صبح 11 بجے سے پہلے نہیں ہوتی، اس لیے چپ کر کے آرام سے بیڈ پر آؤ اور جہاں تک تمہیں لگ رہا ہے کہ میں تمہارے قریب آنے کے بہانے ڈھونڈ رہا ہوں تو تم ایک بات اپنے ذہن میں بیٹھا لو تمہارے قریب آنے کے لئے مجھے کسی بہانے کی ضرورت نہیں اگر مجھے اپنا حق تم سے وصول کرنا ہوا تو تمہاری اجازت یا رضامندی کی مجھے ضرورت نہیں اور نہ ہی مجھے فرق پڑتا ہے کہ تم کیا چاہتی ہو۔۔۔۔۔"

" جہاں تک بات ہے آج رات یا پھر آئندہ کبھی بھی تمہارے قریب آنے کی تو تم میرے دل سے اتر چکی ہو تمہارے وجود میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں رہی بلکہ میں حیران ہوتا ہوں مجھے کس چیز نے تمہاری طرف ٹریک کیا تھا ورنہ تم میں ایسی کوئی بات نہیں کہ تمہیں پسند کیا جائے یا پھر تمہاری چاہ کی جائے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے وجود پر نظر ڈالتے ہوئے استہزایہ لہجے میں کہا تو نینا کو آگ لگی تھی ارمان خان کے لب و لہجے نے شعلے سے بھڑکا دیے تھے۔۔۔۔

" اچھا ایسی بات ہے تو ابھی کریم لگانے کے بہانے میرے پاس کیوں آئے تھے آپ اور پھر مجھے اپنی بانہوں کے حصار میں کن نظروں سے دیکھ رہے تھے، بھول چکے ہیں یا پھر میں آپ کو یاد دلواوں۔۔۔۔۔"

نینا نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا نینا کی آواز کافی بلند تھی ارمان خان کے الفاظ اسے اندر تک آگ لگا چکے تھے نینا کو اپنی اہانت کا احساس شدت سے ہوا تھا، نینا کے اس طرح جھٹپٹانے اور غصہ کرنے پر ارمان خان کے لبوں پر استہزایہ مسکراہٹ دوڑی تھی۔۔۔۔۔

" کن نظروں سے دیکھ رہا تھا میں تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے اور قریب ہوتے ہوئے استہزایہ مسکراہٹ کے ساتھ آبرو اچکائے پوچھا۔۔۔۔۔

" آپ کو خود اچھے سے پتا ہے کہ آپ مجھے کن نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے طنزیہ بولی۔۔۔۔

" میں تو تمہیں عام نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے سب کو دیکھتا ہوں، ہاں اگر یہ بات تم کچھ دن پہلے مجھ سے کہتی تو میں تمہیں اچھے سے اپنے لمس سے روشناس کرواتے ہوئے احساس دلاتا کہ میں تمہیں کن نظروں سے دیکھتا ہوں، مگر اب تم میرے لئے بالکل بے ضرر ایک عام سی لڑکی ہو جس کے میرے پاس ہونے یا نہ ہونے سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔"

" ذرا سی بھی اٹریکشن فیل نہیں ہوتی، انفیکٹ وہ عورتیں اور ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے شوہر ایک منٹ نہیں رہ سکتے، اب دیکھو میں تمہارے کتنے قریب ہوں مگر تمہارے یہ لب مجھے بالکل اٹریکٹ نہیں کر رہے بلکہ تمہیں دیکھ کر ایک بے زاریت سی چھا رہی ہے میرے وجود میں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے ہونٹوں کو فوکس کرتے ہوئے کہا تو نینا ارمان کے حصار میں مچل اٹھی تھی۔۔۔۔

" اگر ایسی بات ہے تو پھر آپ نے مجھے یہاں پر کیوں رکھا ہوا ہے، چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کے سینے پر ہاتھ رکھے اسے دھکیلتے ہوئے چیخی تھی ارمان خان اس کے مچلنے پر مسکرایا تھا۔۔۔۔

" کیا ہے نا نینا ڈارلنگ تم میں دلچسپی ہو نہ ہو مگر تم میری عزت ہو مرتے دم تک میری عزت ہی رہو گی اس لئے تمہیں چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اب ڈرامہ بند کرو اور چپ کر کے بیڈ پر آؤ ورنہ میں اپنا حق تم سے اچھے سے وصولوں گا اور حق وصولنے کے لئے ضروری نہیں بیوی اٹریکٹ کرے۔۔۔۔۔"

ارمان خان طنزیہ مسکراتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھا نینا دروازے پر ہی کھڑی ارمان خان کی پشت کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

" دو منٹ میں نینا بیڈ پر آؤ آج اگر تم اس کمرے سے باہر نکلی تو ابھی جو دھمکی دی ہے اسے بلا تعامل پورا کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کروں گا اور یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے تمہاری چیخیں اس کمرے سے باہر نہیں جا سکیں گی، اس لیے باہر جانے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔۔"

ارمان خان لائٹ آف کرتا بیڈ پر کمبل اوڑھے لیٹ چکا تھا نینا کافی دیر تک دروازے کے ساتھ لگی کھڑی رہی دو تین مرتبہ اس نے ہینڈل کو پکڑا تھا مگر ارمان خان کی دھمکی یاد کر کے دروازہ کھولنے کی ہمت ہی نہ کر سکی، اس لیے خاموشی سے قدم بڑھاتے وہ بیڈ پر آئی اور ایک طرف بیڈ کے کارنر پر بنا کمبل لیے لیٹ گئی۔۔۔۔

ارمان خان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی، وہ اچھی طرح جانتا تھا نینا سے اپنی بات منوانا اور یہ بھی کی وہ جتنی بہادر بنتی ہے اتنی ہے نہیں لیکن یہ بھی صحیح تھا اسے پیار کی زبان نہیں دھمکی کی زبان زیادہ سمجھ آتی تھی۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں نینا تو سو چکی تھی مگر ارمان خان بے چینی سے کروٹیں بدل رہا تھا ارمان خان نے اٹھ کر سائیڈ لیمپ آن کیا تو وہ گلابی نائٹی میں بکھرے بالوں کے ساتھ بے پرواہ حلیے میں گہری نیند سو رہی تھی ارمان خان نے نینا کے وجود سے نظریں چراتے ہوئے کمبل اچھی طرح نینا پر اوڑھایا اور کمرے سے نکلتا باہر لاؤنج میں چلا آیا۔۔۔۔

یہ تو طے تھا کہ وہ نینا کے ساتھ ایک کمرے میں ایک بیڈ پر نہیں سو سکتا تھا یہ ناممکن سی بات تھی جو کسی بھی صورت میں ممکن نہیں ہو سکتی تھی ارمان خان اپنی کنپٹیاں سہلاتے ہوئے صوفے پر لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھے سونے کی کوشش کرنے لگا وہ جانتا تھا نیند اتنی جلدی اب اسے آنے والی نہیں تھی۔۔۔۔

رمل انتہائی گہری نیند سو رہی تھی جب اچانک سے وہی منظر اسے خواب کی صورت میں دیکھائی دینے لگا۔۔۔۔۔

" مجھے مت مانے بختاور لالا میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔"

" آج میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار کر حویلی کے صحن میں دفن کروں گا، تمہاری وجہ سے ہمارا عزت اچھلا ہے۔۔۔۔۔

بختاور نے اس پر اپنی بندوق تانی ہوئی تھی رمل تکیہ پر دائیں بائیں اپنا سر پٹخنے لگی تھی، فائر کی آواز رمل کو اپنے کانوں میں محسوس ہوئی رمل ہڑبڑاتے ہوئے اٹھی اور کانوں پر ہاتھ رکھا، وہ پسینے میں شرابور ہو رہی تھی، رمل نے جلدی سے سائیڈ ٹیبل پر پڑے پانی کے گلاس کو منہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

کانپتے ہاتھوں سے پورا گلاس وہ ایک ہی سانس میں خالی کر گئی تھی، اٹھ کر وہ کمرے کی کھڑکی میں جا کر کھڑی ہو گئی، گلاس ونڈو کھول کر ٹھنڈی ہوا اپنے اندر اتارنے لگی تاکہ اندر کی گھٹن کچھ کم ہو مگر وہ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔

صبح نینا کی آنکھ کھلی تو وہ ارمان خان کی سینے پر سر رکھے سو رہی تھی نینا بوکھلاتے ہوئے پیچھے ہوئی تھی مگر نینا کے بال ارمان خان کی شرٹ کے بٹن میں اٹک گئے تھے نینا سرخ پڑتی اپنے بال چھڑوانے لگی مگر بالوں کی کچھ لٹیں بری طرح اٹکی ہوئی تھیں۔۔۔۔

"مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے آہستگی سے ارمان خان کو پکارا مگر ارمان خان گہری نیند سو رہا تھا۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے اس بار تھوڑی اونچی آواز میں پکارا تھا ارمان خان نے اپنی آنکھیں کھولیں جو نیند پوری نہ ہونے کی وجہ سے بے تحاشا سرخ ہو رہی تھیں ارمان خان ساری رات سو نہیں پایا تھا رمل کے اٹھنے سے پہلے وہ کمرے میں آ گیا تھا مگر کمرے میں آنے کے بعد بھی کتنی ہی دیر نیند نہیں آئی تھی۔۔۔۔

ابھی تھوڑی ہی دیر پہلے وہ سویا تھا نینا کے پکارنے پر اپنی سرخ آنکھیں کھول کر اس نے نینا کو دیکھا جو اس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اس کے چہرے پر جھکی اس کے بہت نزدیک اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

" اب کیا مسئلہ ہے میرے اوپر جھکی کیا کر رہی ہو تم۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے خود سے دور دھکیلا تو نینا درد سے کراہ اٹھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میرے بال آپ کی شرٹ کے بٹن میں اٹکے ہوئے ہیں۔۔۔۔"

نینا شرمندگی سے نظریں جھکائے بولی ارمان خان نے بے دردی سے نینا کے بال اپنے بٹن سے چھڑوائے اور اسے خود سے دور دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا تھا، ارمان خان نے بڑی بے دردی سے نینا کے بال اپنے بٹن سے چھڑوائے تھے نینا کی آنکھوں سے تذلیل اور تکلیف کے مارے آنسو جاری ہو گئے تھے۔۔۔۔

نینا نے فریش ہو کر الماری سے ڈریس نکال کر زیب تن کیا اور دوپٹہ گلے میں ڈالے باہر آ گئی رمل لاؤنج میں صوفے پر اپنی بکس لیے بیٹھی تھی نینا رمل کے پاس آ کر اس کی بکس پکڑ کر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

" رمل تم کون سی یونیورسٹی میں پڑھتی ہو۔۔۔۔"

نینا رمل کی بکس پکڑے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی، رمل نے جب یونیورسٹی کا نام بتایا تو نینا کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔

" ارے رمل میں بھی اسی یونیورسٹی میں پڑھتی ہوں مگر حیرت ہے میں نے کبھی تمہیں دیکھا نہیں۔۔۔۔"

نینا خوشگواری سے بولی۔۔۔۔

" اچھا۔۔۔۔۔"

رمل کو بھی حیرت ہوئی تھی۔۔۔۔

" آپ کیا سبجیکٹ پڑھ رہی ہیں۔۔۔۔"

رمل کے پوچھنے پر نینا اداس ہوئی تھی۔۔۔۔

" میں ایل ایل بی کر رہی تھی، میرا خواب تھا میں ایل ایل بی کروں مگر اب یہ ناممکن ہے۔۔۔۔۔"

نینا کی آنکھیں پل میں آنسوؤں سے لبریز ہوئی تھیں ارمان خان نک سک تیار لاؤنج میں داخل ہوا، ارمان خان کو دیکھ کر نینا نے اپنے آنسو صاف کیے تھے، ارمان خان نے غور سے نینا پر نظر ڈالی جو اپنے آنسو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی، ارمان خان گہری نظر نینا پر ڈالتا رمل کو خدا حافظ کرتا آفس چلا گیا تھا، رمل نے آیت الکرسی پڑھ کر غائبانہ طور پر ارمان خان پر پھونک ماری تھی نینا نے دلچسپی سے رمل کو دیکھا۔۔۔۔۔" یہ کیا کیا تم نے، یہ تو میری ماما اکثر کرتی تھیں، میں ذرا سے تیار ہو جاتی تو ایسے ہی مجھ پر پڑھ پڑھ کر پھونکتی تھیں۔۔۔۔"

نینا فوزیہ بیگم کو یاد کر کے اداس ہوئی تھی۔۔۔۔

" میں نے بھی وہی کیا ہے، میرے لالہ کتنے اچھے دیکھتے ہیں نا کتنی اچھی پرسنالٹی ہیں ان کی، حویلی میں سب سے زیادہ اچھی پرسنالٹی صرف میرے لالہ کی ہے۔۔۔۔"

رمل ڈھیروں محبت لہجے میں سموئے بولی۔۔۔۔

" تم مسٹر خان سے بہت پیار کرتی ہو۔۔۔۔۔"

نینا حیران ہوئی تھی کہ بھلا ارمان خان جیسے انسان سے کوئی کیسے پیار کر سکتا ہے۔۔۔۔

" ہاں کیونکہ وہ پیار کرنے کے ہی قابل ہیں، سب سے اچھے جو ہیں میرے لالہ، ان جیسا کوئی نہیں۔۔۔۔"

رمل کے لہجے میں تفاخر تھا۔۔۔۔۔

مسٹر خان اور اچھے۔۔۔۔۔"

نینا طنزیہ مسکرائی تھی۔۔۔۔

" تمہیں شاید اس لئے اچھے لگتے ہیں کیونکہ تمہارے بھائی ہیں وہ ورنہ ان میں پسند کرنے کیلئے کچھ بھی نہیں، انہیں صرف اپنے سے منسلک رشتوں پر حق جتانا آتا ہے، ان پر زور زبردستی کر کے اپنی مرضی چلانی آتی ہے۔۔۔۔"

نینا کے انداز میں کافی بے زاریت اور نفرت تھی ارمان کے لئے، رمل حیران ہوئی تھی نینا کے لہجے میں ارمان خان کے لئے اتنی بدگمانی اور نفرت دیکھ کر، اس نے کل رات ارمان خان کو باہر لاؤنج میں لیٹا دیکھ لیا تھا اور یہ دیکھ کر رمل کو بہت تکلیف پہنچی تھی۔۔۔۔۔

ارمان خان کل رات اسے بہت بے چین اور اضطراب میں دکھائی دیا تھا، نینا کے لہجے میں ڈھیروں نفرت سے رمل کو بہت تکلیف پہنچی تھی، اسے نینا بہت اچھی لگی تھی، بہت اپنی سی اور ارمان خان کی آنکھوں میں بھی نینا کے لئے بہت محبت دیکھی تھی اس نے۔۔۔۔۔

" بھابی آپ بھائی کے بارے میں بہت غلط فہمی کی شکار ہیں، کافی بدگمان ہیں ان سے، ورنہ بھائی ایسے نہیں ہیں جیسا آپ سوچتی ہیں، وہ بہت اچھے ہیں ہاں غصے کے تیز ہیں مگر وہ بات

بات پر غصہ کرنے والے مردوں میں سے نہیں ہیں، وہ حویلی کے مردوں سے بہت مختلف ہیں۔۔۔۔۔"

" یہ بات میں جانتی تھی وہ میرے اور زرمینے کے لئے بہت اچھے ہیں مگر آپ کو دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ اپنے سے جڑے ہر رشتے کے ساتھ کافی سنسیر ہیں، پھر جا ہے وہ رشتہ مجھ سے چڑا ہو بختاور لالا سے مورے سے یا پھر خان دادا سے۔۔۔۔۔"

" وہ سب کو بہت چاہتے ہیں انفیکٹ پوری فیملی میں ان کی جان بستی ہے، وہ سب کو بہت اہمیت دیتے ہیں، اس لئے تو خان دادا سب سے زیادہ ارمان لالا سے پیار کرتے ہیں کیونکہ ارمان لالا واقع میں اس قابل ہیں کہ ان سے سب سے زیادہ پیار کیا جائے۔۔۔۔

رمل کی منہ سے ارمان خان کی تعریفیں نینا سے ہضم نہیں ہو رہی تھیں۔۔۔۔

" مجھے لگتا ہے ہمیں کوئی اور بات کرنی چاہیے۔۔۔۔"

نینا بے زار ہوئی تھی۔۔۔۔

" اچھا یہ بتاؤ تمہاری فیملی میں کون کون ہے، زرمینے کون ہے۔۔۔۔"

نینا نے اشتیاق سے پوچھا رمل نے نینا کو زرمینے اور باقی سب کے متعلق بتایا۔۔۔۔

" کیا مسٹر خان تمہارے سوتیلے بھائی ہیں۔۔۔۔"

نینا نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔

" نہیں آپ کو کس نے کہا کہ وہ سوتیلے ہیں۔۔۔۔"

رمل نے پوچھا۔۔۔۔۔

" ابھی تو تم کہہ رہی تھی تمہارے بابا نے دو شادیاں کی ہیں زرمینے اور مسٹر خان تمہارے بڑی امی سے ہیں۔۔۔۔"

نینا نے رمل کی بات دہرائی تھی۔۔۔۔

" تو اس سے کیا ہوتا ہے یہ تو اچھی بات ہے میری دو دو مائیں ہیں جہاں تک سگے سوتیلے کی بات ہے ارمان لالہ نے تو میرے لئے وہ کیا ہے جو بختاور لالہ نہ کر سکے۔۔۔۔"

بختاور کا سوچ کر رمل کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔۔۔

" وہ تو مجھ سے بہت نفرت کرتے ہیں میرا نام لینا اور سننا بھی پسند نہیں کرتے، وہ تو مجھے جان سے ہی مار ڈالتے اگر ارمان لالہ اس دن بیچ میں نہ آتے۔۔۔۔۔"
رمل بتاتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔۔۔۔

" رمل کیا ہوا تمہیں کیوں رو رہی ہو، کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ کہ تمہارا اپنا سگا بھائی تمہیں مارنے پر تلا ہوا تھا۔۔۔۔۔"

نینا ابھی تک سگے سوتیلے رشتوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔

" کیا بتاؤں بھابی یاد کرنے سے اتنی تکنیف ہوتی ہے بتانے سے تو زخموں سے خون رسنا شروع ہو جائے گا۔۔۔۔"

رمل کے چہرے پر بہت کرب تھا رمل کے ذہن کے پردوں پر ماضی کی یادوں کے دریچے کھلتے چلے گئے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرمینے تم ابھی تک تیار نہیں ہوئی جلدی سے تیار ہو جاؤ آج ہمارا کالج میں پہلا دن ہے، یہ نہ ہو ہم لیٹ ہو جائیں۔۔۔۔"

رمل زرمینے کے کمرے میں آکر چہکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" بس میں تیار ہوں۔۔۔۔۔"

زرمینے نے جلدی جلدی اپنے لمبے بالوں کی چٹیاں بنائی اور بڑا سا سفید دوبٹہ اچھی طرح سے سر پر اوڑھا اور اس پر بڑی سی سفید چادر اچھی طرح خود پر لپیٹی تھی۔۔۔۔

" میں تو بہت خوش ہوں زرمینے مجھے کتنا شوق تھا کالج میں پڑھنے کا، میں نے کہا تھا نا کہ ارمان لالہ ہماری بات ضرور مانیں گے، اگر وہ مان گئے تو خان دادا کو بھی ماننا پڑے گا ورنہ خان دادا اور بابا جان کہہ رہے تھے کہ میٹرک کیے گھر بیٹھ جاؤ۔۔۔۔"

رمل نے منہ بنایا تھا زرمینے رمل کے منہ بنانے پر ہنس پڑی تھی۔۔۔۔

" چلو اب تو تمہارے ارمان لالہ نے اجازت دلوا دی ہے، اب کیوں منہ پر بارہ بجے ہیں۔۔۔۔"

زرمینے نے رمل کو منہ بناتے دیکھ کر کہا۔۔۔۔

" اچھا وہ صرف میرے لالہ ہیں، اُس دن تو تم مجھ سے کہہ رہی تھی وہ صرف تمہارے لالہ ہیں۔۔۔۔"

رمل نے زرمینے کو اُس کی بات یاد دلائی تھی۔۔۔۔

" ہاں تو کہا تھا جب جب تم مجھ سے لڑو گی تب تب ارمان لالہ صرف میرے لالہ ہوں گے تمہارے لالہ بختاور لالہ ہوں گے۔۔۔۔"

زرمینے شرارتی ہوئی تھی۔۔۔۔

" اچھا ٹھیک ہے زرمینے ارمان لالہ بھی تمہارے اور بختاور لالہ بھی تمہارے اور باسط لالہ بھی تمہارے۔۔۔۔۔"

رمل نے زرمینے کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔

" اب چلیں باہر رحیم کاکا ہمارا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔"

دونوں ہنستی ہوئی باہر گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھیں، گاڑی سے اُترتے ہی رمل زرمینے کی بات پر کھکھلا کر ہنسی تو زرمینے نے گھور کر رمل کو دیکھا اور اُسے اشارے سے چہرہ ڈھانپنے کو کہا رمل نے جلدی سے اپنا چہرہ ڈھانپا تھا دوسرے گاؤں کے سردار رئیس خانزادہ کا چھوٹا بھائی ساحر خانزادہ اپنا دل اُس ہی پل رمل پر ہار چکا تھا۔۔۔۔۔

رمل کی ہنسی اور اُس کا شاداب کھلتا چہرہ اُس کا چین و سکون لوٹ چکا تھا ساحر خانزادہ نے ہر ممکن کوشش کی تھی رمل کو اپنے پیار کے جال میں پھنسانے کی مگر ہر کوشش بیکار تھی، ساحر خانزادہ نے کتی دفعہ کالج میں پڑھنے والی کسی لڑکی کے ذریعے رمل کو خط بھجوائے تھے۔۔۔۔

رمل نے وہ خط بغیر پڑھے ہی پھاڑ دیے تھے رمل کے پاس فون نہیں تھا اس لئے رمل سے رابطہ کرنا ناممکن تھا رمل کالج میں بھی رحیم خان یا پھر اگر ارمان خان حویلی آیا ہوتا تو اُس کے ساتھ آتی جاتی تھی، ایسے میں رمل سے ملنے کیلئے ساحر خان تڑپ رہا تھا۔۔۔۔۔

ساحر خان نے کالج کے گیٹ پر رمل کا ہاتھ پکڑ کر اُسے اپنے دل کی بات بتانے کی کوشش کی رمل نے ساحر خان کو کھینچ کر ایک تھپڑ دے مارا تھا، ساحر خان کے دوست جو گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے اور کالج کے گیٹ پر چند لڑکیاں اور گیٹ پر موجود چوکیدار نے بھی یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔۔

گیٹ پر موجود چوکیدار ساحر خان کی حرکت پر خاموش رہا اچھی طرح رئیس خانزادہ کی پاور سے واقع تھا وہ اور یہ بھی کہ رئیس خانزادہ کا چھوٹا بھائی عیاش طبیعت کا ہے، ساحر خان وہ تھپڑ

کھا کر خاموشی سے چلا گیا مگر وہ اپنی بے عزتی بھول نہیں پا رہا تھا، دوستوں کے اکسانے پر ساحر خان نے رمل کو کڈنیپ کر کے برباد کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔۔۔۔

کالج سے چھٹی ٹائم رمل اور زرمینے کافی دیر سے رحیم خان کا ویٹ کر رہی تھیں مگر کالج کے تھوڑے قریب رحیم خان کی گاڑی خراب ہو گئی تھی، رحیم خان نے ارمان خان کو فون کر کے گاڑی کے خراب ہونے کے متعلق بتایا ارمان خان ان دنوں حویلی آیا ہوا تھا ارمان خان اپنی گاڑی میں ان دونوں کو لینے کے لیے نکل پڑا تھا۔۔۔

" زرمینے میں باہر جا کر دیکھتی ہوں رحیم کاکا شاید آ گئے ہوں۔۔۔"

رمل یہ کہتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھی زرمینے اسے منع کرتے ہوئے اس کے پیچھے آئی تھی کالج گیٹ پر اس وقت کوئی موجود نہیں تھا، چوکیدار بھی اس وقت کالج کے اندر کسی کام سے گیا ہوا تھا ساحر خان جو کسی ایسے ہی موقع کی تلاش میں تھا۔۔۔

آج اسے وہ موقع مل چکا تھا، اسی چیز کا ساحر خان نے فائیدہ اٹھاتے ہوئے رمل کو بیہوش کر کے اسے اغواء کر لیا تھا، زرمینے نے یہ سب کچھ دیکھ لیا تھا ارمان خان جب کالج گیٹ پر پہنچا تو زرمینے کو سفید چہرے کے ساتھ کانپتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔

" کیا ہوا زرمینے اور تم گیٹ پر کیا کر رہی ہو منع کیا تھا کہ تم لوگ گیٹ پر تب تک نہیں آؤ گے جب تک میں یا رحیم کاکا تم لوگوں کو لینے نہ آجائیں۔۔۔۔"

ارمان خان زرمینے پر چلایا تھا۔۔۔۔

" وہ لالہ وہ رمل۔۔۔۔"

زرمینے سفید چہرے کے ساتھ تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔۔

" کیا ہوا رمل کو، کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔"

ارمان خان کو کسی انہونی کا احساس ہوا۔۔۔۔

" وہ رمل کو اس نے اغواء کر لیا۔۔۔۔"

زرمینے نے روتے ہوئے بتایا۔۔۔

" کیا کہہ رہی ہو زرمینے، کون، کس نے اغواء کیا رمل کو۔۔۔"

زرمینے نے روتے ہوئے ساحر خان کے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا کہ کیسے ساحر خان پچھلے کچھ دنوں سے رمل کے پیچھے پڑا ہوا تھا، ارمان خان غم و غصے سے پاگل ہو گیا تھا ارمان خان نے زرمینے کو کالج کے اندر رہنے کو کہا اور رحیم خان کو فون پر زرمینے کو جلد از جلد کالج سے پک کرنے کی ہدایت دی۔۔۔

ارمان خان اپنی گاڑی دوڑاتا ہوا ساحر خان کے پیچھے گیا تھا، ارمان خان انتہائی طیش کے علم میں اپنی گاڑی چلا رہا تھا، رئیس خانزادہ ارمان خان کا جگری یار تھا، ان دونوں کی آپس میں کافی گہری دوستی تھی، ارمان خان تیزی سے گاڑی چلاتا ہوا رئیس خان کے آبائی گھر جا رہا تھا جو کہ رئیس خانزادہ کی حویلی سے تھوڑا دور تھا۔۔۔

ارمان خان جانتا تھا ساحر خان رمل کو ادھر ہی لے کر گیا ہو گا اور ارمان خان کا اندازہ بالکل ٹھیک تھا رمل کو ساحر خان ادھر ہی لے کر گیا تھا، اس گھر میں کوئی نہیں تھا ساحر خان نے اپنے دوست باہر پہرہ داری کے لئے کھڑے کر رکھے تھے، ارمان خان نے کوئی بھی موقع دیے بغیر انکی ٹانگوں پر فائز کیے اور تیزی سے اندر داخل ہوا۔۔۔

جہاں رمل کی چیخوں پر ارمان خان پر لرزہ طاری ہوا تھا کمرے میں داخل ہونے پر اندر کا منظر دیکھ کر ارمان خان کی آنکھوں میں خون اترا تھا، ساحر خان رمل پر جھکا ہوا تھا رمل کی آستین اور کمر سے شرٹ پھٹی ہوئی تھی، ارمان خان نے اپنی بندوق کی ساری گولیاں ساحر خان کے سینے میں اتار دی تھیں اور رمل کی عزت بچا کر وہ اس پر اپنی چادر اچھی طرح اوڑھا کر اسے حویلی لے آیا۔۔۔۔

رئیس خانزادہ کو سب کچھ پتا چل گیا تھا کہ ساحر خان کو ارمان خان نے مار دیا ہے، رئیس خانزادہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا ساحر خان رئیس خانزادہ کا اکلوتا بھائی تھا، وہ اس سے بہت

محبت کرتا تھا، رئیس خانزادہ ارمان خان سے ہر حال میں بدلہ لینا چاہتا تھا اور اس کے لئے وہ رمل کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔۔

اس کی عزت کے ساتھ کھیل کر ارمان خان کو شکست دینا چاہتا تھا، پورے جرگے میں وہ ارمان خان کا سر جھکانا چاہتا تھا وہ ارمان خان کو اچھی طرح جانتا تھا، وہ جانتا تھا ارمان خان مر جائے گا مگر جرگے میں ساحر خان کی اصلیت نہیں بتائے گا کیونکہ وہ اپنے خاندان کی عورت کا نام کبھی بھی جرگے میں نہیں لائے گا۔۔۔۔

ارمان خان نے رمل کو حویلی لے کر آنے کے بعد اسے کسی کو کچھ بھی بتانے سے منع کر دیا تھا ، حویلی میں کسی کو اس بات کی خبر نہیں تھی، رئیس خانزادہ نے اپنے بھائی کے خون کے انصاف کے لئے جرگہ بیٹھایا تھا، ساحر خان کو ارمان نے مارا ہے تو اسے بدلے میں ارمان کے گھر کی عورت کی ونی چاہیے تھی۔۔۔

خان دادا اور تمام گھر والے پریشان ہو گئے تھے ارمان خان سے سب پوچھ پوچھ کر تھک گئے ساحر خان کو اس نے کیوں مارا مگر ارمان خان نے کچھ بھی بتانے سے انکار کر دیا تھا، ارمان

خان جرگے کے فیصلے کے مطابق خون کے بدلے خون دینے کو تیار تھا مگر اپنی بہن ونی میں دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔۔۔

جرگے کے فیصلے کے مطابق ارمان خان کو بھی جان سے مارنے کا حکم دے دیا گیا تھا رمل کو جب پتا چلا تو رمل پر سکتہ طاری ہو گیا وہ کبھی بھی اپنی وجہ سے ارمان خان کو مرنے نہیں دے سکتے تھی، وہ ارمان خان سے بہت محبت کرتی تھی اس لئے رمل نے ارمان خان کے منع کرنے کے باوجود جرگے میں پورے پردے کے ساتھ پہنچ کر ساحر خان کے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا۔۔۔

جرگے میں موجود ارمان خان اور اس کے گھر والے غم و غصے سے پاگل ہو گئے اور رئیس خانزادہ پر بندوقیں تان لی وہیں بختاور خان غصے سے رمل کو وہاں سے لیے حویلی آ گیا، بختاور نے حویلی آ کر رمل کو بہت مارا تھا اور رمل پر اپنی بندوق تان لی، اس سے پہلے وہ رمل پر فائر کرتا ارمان خان نے آگے آ کر رمل کی جان بچائی مگر گولی ارمان خان کے بازو پر لگ گئی تھی۔۔۔

پوری تحقیق کے بعد جرگے کے فیصلے کے مطابق ارمان خانزادہ کو چھوڑ دیا گیا تھا مگر رئیس خانزادہ اس دن کے بعد ارمان خان کا سب سے بڑا دشمن بن گیا تھا ان دونوں گاؤں میں دشمنی چل رہی تھی۔۔۔۔

رمل نے نینا کو ساری حقیقت بتائی، نینا صدمے کی کیفیت میں سب سن رہی تھی۔۔۔۔۔

" میرے بابا خان دادا بختاور لالہ کوئی مجھ سے بات نہیں کرتا کہ میری وجہ سے ان کی عزت پر حرف آیا ہے، اگر ارمان لالہ نہ ہوتے تو میں کب کی اپنی جان دے دیتی، میری وجہ سے زرمینے کی پڑھائی بھی چھوٹ گئی تھی، میں نے اور زرمینے نے پھر ارمان لالہ کے کہنے پر پرائیویٹ ایف اے کے پیپرز دیے تھے۔۔۔۔"

" زرمینے کا نکاح ہو گیا تھا باسط لالہ سے تو زرمینے کو آگے پڑھنے کی اجازت نہیں ملی مگر ارمان لالہ نے سب سے جھگڑ کر مجھے شہر کی یونیورسٹی میں داخلہ دلوایا، ان دو سالوں میں میری طبیعت بہت خراب رہی ہے، ارمان لالہ نے میری طبیعت کے پیش نظر مجھے آگے پڑھنے کو

کہا اور مجھے اپنے ساتھ شہر لائے، واقعی میں اگر میں ادھر حویلی میں رہتی تو گھٹ گھٹ کر مر جاتی۔۔۔۔"

رمل بتا کر پھر سے رو پڑی تھی۔۔۔۔

راحیلہ خانم آبگینہ خانم اور نمرہ بیگم تینوں حویلی کے لاؤنج میں بیٹھی ہوئی تھیں، آبگینہ خانم نے زرمینے کے لئے بہت خوبصورت زیور بنوائے تھے جو وہ سب کو دیکھا رہی تھیں راحیلہ خانم نے تمام زیور نخوت بھرے انداز میں دیکھے تھے۔۔۔۔

" میں نے بھی زرمینے کے لئے بہت سے زیور بنوائے ہیں مگر اس میں آدھے زیورات میں نے الگ کر لیے ہیں، باسط خان کی دوسری بیوی کے لئے۔۔۔۔۔"

راحیلہ خانم کی بات پر زرمینے کے ہاتھوں میں قہوے کی پیالیوں کی ٹرے لرزی تھی، زرمینے نے کانپتے ہاتھوں سے وہ ٹرے ٹیبل پر رکھ کر سب کو قہوے پیش کیے تھے، سب ہی راحیلہ خانم کی بات پر خاموش ہو گئے تھے۔۔۔۔

" راحیلہ خانم تمہیں نہیں لگتا کہ اب حویلی کے مردوں کا دو دو شادیوں کا رواج ختم ہو جانا چاہیے۔۔۔۔۔"

نمرہ بیگم زرمینے کے جانے کے بعد راحیلہ خانم سے بولیں۔۔۔۔

" راحیلہ خانم نمرہ بلکل ٹھیک کہہ رہا ہے جو تکلیف تم نے سہا ہے میں نے سہا ہے، وہ تکلیف زرمینے کو کیوں دیں، وہ تو تمہارے سامنے پلا ہے، کتنا صابر کتنا اچھا ہے، وہ بھی تو تمہارے لئے بلکل حرا جیسا ہے۔۔۔۔۔"

آبگینہ خانم نم آنکھوں سے بولی تھیں۔۔۔۔

" اچھا آپ کو یہ سب ارمان خان کی شادی کے بعد یاد آیا ہے، اگر زرمینے گھر کی بچی ہے حرا جیسی ہے تو میری حرا بھی آپ ہی کی بچی ہے بھابھی اس پر سوتن تو آ بھی چکا ہے، ارمان خان نے میری بچی کا حق اس شہر کی عورت کو دے دیا ہے، آپ کو ترس نہیں آیا حرا پر۔۔۔۔۔"

" اپنی بیٹی کیلئے آپ کو یاد آ گیا یہ رواج ختم ہونا جائے، جہاں تک بات ہے باسط خان کی میرے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے، حویلی کے مرد اپنی من کی کرتے ہیں، ہم عورتوں کی وہ کب سے سننے لگے، جیسے ارمان خانزادہ نے شہر میں شادی کرتے وقت آپ کو بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔۔۔"

راحیلہ خانم کڑوے انداز میں بولتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھیں آبگینہ خانم اور نمرہ بیگم ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئیں، راحیلہ خانم کی باتوں کے بعد زرمینے کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی، ساری رات باسط خان کی پناہوں میں رہنے کے بعد زرمینے کی طبیعت پہلے ہی اچھی نہیں تھی۔۔۔۔

صبح سے وہ آبگینہ خانم کی تیمار داری کر رہی تھی اب جا کر ان کی طبیعت سنبھلی تھی زرمینے کچن میں آ کر راحیلہ خانم کی باتیں سوچ کر دکھی ہو رہی تھی، باسط خان جیسا بھی تھا اس کا شوہر تھا، اسے کسی کے ساتھ شیئر کرنا زرمینے کیلئے سوہان روح تھا۔۔۔

زرمینے خود کو اذیت دینے کیلئے کافی دیر تک کچن میں بھوکی پیاسی خراب حالت میں کام کرتی رہی، اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایک مشین ہو، جس میں احساسات اور جذبات نام کچھ نہ ہو جو صرف ایک بٹن دبانے پر چل پڑے، بٹن دبانے کا اختیار بھی حویلی کے مردوں کے پاس تھا، زرمینے بے حس بنی کچن کا کام کر رہی تھی

صفدر ارمان خان کی کہنے پر حویلی آیا تھا آبگینہ خانم کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، ارمان خان حویلی ابھی جا نہیں سکتا تھا تو ارمان خان نے صفدر خان کو آبگینہ خانم سے ملنے کو کہا تھا، آبگینہ خانم صفدر خان سے بہت محبت کرتی تھیں، صفدر خان بھی بہت اٹیچ تھا ان سے۔۔۔

کافی عرصے پہلے وہ اپنی ماں کو کھو چکا تھا صفدر خان آبگینہ خانم کو ماں سے کم درجہ نہیں دیتا تھا، صفدر خان جب بھی حویلی آتا تو آبگینہ خانم سے ملاقات ضرور کرتا، باقی خواتین تو سامنے نہیں آتی تھیں ہاں کسی کی نظر پڑ جائے تو سلام دعا ہو جاتی تھی۔۔۔۔

ابھی بھی صفدر حویلی آیا تو مردان خانے میں کوئی بھی نہیں تھا وہ سب کسی جلسے میں گئے ہوئے تھے تو صفدر خان نے آبگینہ خانم کو ملازمہ کے ذریعے اطلاع بھجوائی تھی کہ وہ زنان خانے کے لاؤنج میں آجائیں، صفدر خان لاؤنج میں بیٹھا آبگینہ خانم کا انتظار کر رہا تھا جب زرمینے کیچن سے پر مشدہ حال میں باہر آئی تھی۔۔۔۔

چہرہ انتہائی زرد پڑ رہا تھا بدن کانپ رہا تھا، جیسے ابھی گر جائے گی زرمینے صفدر خان کو نظر انداز کرتی اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگی جب زرمینے کو زور دار چکر آیا تھا صفدر خان دفعتاً بے اختیاری میں اٹھتا زرمینے کی طرف بڑھا اور اسے گرنے سے بچایا، زرمینے صفدر خان کی بانہوں میں ہوش و خرد سے بیگانی ہوتی جھول گئی تھی۔۔۔۔

صفدر خان اسے تھامتا صوفے کی طرف لانے لگا جب باسط خان اندر داخل ہوا، زرمینے کو یوں صفدر خان کی بانہوں میں دیکھ کر باسط خان کا خون کھول اٹھا تھا، باسط خان طیش میں

صفدر خان کی طرف بڑھا اور زرمینے کو اس کی بانہوں سے لیا، باسط خان نے قہر بھری نظروں سے زرمینے کے بے حس و حرکت وجود کو دیکھا۔۔۔۔

باسط خان زرمینے کو صوفے پر لٹاتا اسے اپنی چادر سے پوری طرح کور کرتا صفدر خان کی طرف غیض و غضب کے عالم میں بڑھا، صفدر خان خود اس سچویشن میں بہت شرمندگی محسوس کر رہا تھا، زرمینے باسط خان کی منکوحہ تھی، باسط خان کا غصہ جائز تھا، باسط خان نے صفدر کو گریبان سے پکڑ لیا تھا اور صفدر خان کے منہ پر بہت بری طرح مکے مارے تھے۔۔۔۔

" باسط خان میری بات سنو، اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اگر میں نہ پکڑتا تو وہ بری طرح گر جاتی۔۔۔۔"

صفدر خان نے باسط خان سے خود کو چھڑواتے ہوئے شرمندگی سے وضاحت دی تھی۔۔۔۔

" گر جاتی یا مر جاتی تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری عورت کو چھونے کی۔۔۔۔"

باسط غم و غصہ سے پاگل ہو رہا تھا، زرمینے کھلے چہرے کے ساتھ صفدر خان کی بانہوں میں تھی اور اس بات نے باسط خان کو کافی مشتعل کر دیا تھا، باسط خان نے لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ صفدر کے گلے پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تھا، باسط خان کا بس نہیں چل رہا تھا صفدر خان کی جان لے لے۔۔۔۔

آبگینہ خانم اور راحیلہ خانم شور سن کر باہر آئی تھیں اور باسط خان کے ہاتھوں سے صفدر خان کو چھڑوانے کی کوشش کی مگر باسط خان اسے چھوڑنے کو تیار نہیں تھا، باسط خان نے ایک ہی جھٹکے میں صفدر خان کو چھوڑا۔۔۔

" آئیندہ تم مجھے یہاں نظر نہ آؤ ورنہ تمہارا حشر بگاڑ دوں گا میں۔۔۔"

باسط خان چلایا تھا۔۔۔

" دیکھو باسط خانزادہ تم نے مجھے اتنا کچھ کہا، مارا میں نے برداشت کیا صرف خالہ جان کی وجہ سے، مجھے لگا میری غلطی ہے لیکن تم انتہائی کم ظرف انسان ہو، میری عورت، میری عورت

کب سے چلا رہے ہو ایک دفعہ تم نے اپنی عورت کو نہیں دیکھا کہ وہ مر گئی ہے یا زندہ ہے،
بہت ہی سیلفش انسان ہو تم۔۔۔۔"

صفدر خان کہتے ہوئے غصے سے وہاں سے نکل گیا تھا آبگینہ خانم زرمینے کی طرف متوجہ ہوئی تھیں جو بے ہوش صوفے پر پڑی تھی، اس سے پہلے آبگینہ خانم زرمینے کی طرف بڑھتی باسط خان کی دھاڑ پر رکی تھیں۔۔۔۔

" کوئی زرمینے کی طرف نہیں بڑھے گا۔۔۔۔"

باسط خان سرخ آنکھوں اور تنے ہوئے چہرے کے ساتھ زرمینے کی طرف بڑھا تھا اور اسے اپنی بانہوں میں اٹھائے اپنے کمرے کی طرف لیے چل پڑا راحیلہ خانم اور آبگینہ خانم ایک دوسرے سے نظریں چُرا گئی تھیں۔۔۔۔

باسط خان کب سے کمرے میں ٹہل رہا تھا وقتاً فوقتاً وہ زرمینے پر اپنی قہر بھری نظر ڈالنا نہ بھولتا جو بیڈ پر بے حس و حرکت پڑی تھی، باسط خان نے آگے بڑھ کر پانی کا جگ زرمینے پر انڈیل دیا تھا، زرمینے کے بے ہوش وجود میں ہلچل ہوئی تھی، زرمینے نے نقاہت سے اپنی آنکھیں کھولیں اور اپنے چکراتے سر کو تھامتی وہ اٹھ کر بیٹھی۔۔۔۔

اس نے سامنے باسط خان کو خونخوار نظروں سے خود کو تکتے پایا تھا زرمینے خوف و دہشت کے عالم میں پیچھے کو کھسکتی بیڈ کے کراؤن کے ساتھ جا لگی تھی، اب پھٹی پھٹی آنکھوں سے وہ باسط خان کے حد سے زیادہ تپے ہوئے سرخ چہرے کو دیکھ رہی تھی، باسط خان نے آگے بڑھ کر زرمینے کے منہ کو اپنے کھردرے اور سخت ہاتھ میں دبوچا۔۔۔۔

" کیا بات ہے خانم ایسی کونسی بیماری ہے تمہیں، ایسا کونسا غم ہے تمہیں جو تم جگہ جگہ بے ہوش ہوئی پھرتی ہو، یا پھر صفدر خان کو دیکھ کر تم نے یہ ناٹک کیا ہے۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کا منہ دبوچ کے اپنے لفظوں کے زہر سے اس کے نڈھال وجود کو اور نڈھال کر رہا تھا، زرمینے کو کچھ بھی یاد نہیں تھا صرف اتنا کہ وہ کچن سے لاؤنج میں آئی تھی، اس نے صفدر خان کو وہاں دیکھا تھا، اس کے بعد اسے کچھ یاد نہیں تھا۔۔۔

" باسط سائیں آپ میری بوٹی بوٹی نوچ ڈالیں، میں اف نہیں کروں گی مگر آپ کے آگے ہاتھ چھوڑتی ہوں صفدر لالا کو مجھ سے منسوب نہ کیا کریں۔۔۔۔"

زرمینے نے بلکتے ہوئے اپنا منہ باسط خان کی پنجے سے چھڑوانا چاہا مگر باسط خان کی آہنی گرفت کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو ایک انچ بھی ہلا نا سکی نتیجتاً وہ بہت بری طرح ہلکان ہوئی تھی۔۔۔۔

" کیا کہا تھا خانم میرے سامنے اپنی زبان مت کھولا کرو، زہر لگتی ہیں مجھے وہ عورتیں جو شوہر کے آگے زبان چلاتی ہیں۔۔۔۔"

باسط خان زرمینے کا منہ جھٹکے سے چھوڑتے ہوئے خود کے اشتعال پر قابو پانے لگا، باسط خان کو وہ منظر یاد کر کے اپنا پورا وجود دہکتی ہوئی آگ میں جلتا محسوس ہو رہا تھا، باسط خان زرمینے کو کلائی سے پکڑ کر اسے واش روم میں لے گیا، شاور کھول کر زرمینے کو اس کے نیچے کھڑا کیا، پانی کافی ٹھنڈا تھا زرمینے کے پورے وجود میں کپکپاہٹ شروع ہو چکی تھی، زرمینے نے مچلتے ہوئے خود کو باسط خان کے حصار سے چھڑوانا چاہا، باسط خان نے زرمینے کا منہ دبوچا تھا۔۔۔۔

" زرمینے میں تم سے نفرت کرتا ہوں، بہت زیادہ نفرت کرتا ہوں مگر اس کے باوجود مجھے گوارا نہیں ہے کوئی تمہیں نظر بھر کر بھی دیکھے، تو کیسے تمہیں میرے علاوہ کوئی چھو سکتا ہے، تمہارے چہرے کو چھو سکتا ہے، تم میری عورت ہو، میری غیرت ہو آج تم گر کر مر جاتی مجھے تکلیف نہ ہوتی مگر تمہیں صفدر خان نے چھوا بھی کیسے بولو۔۔۔۔۔"

باسط خان ماتھے کی ابھری ہوئی رگوں کے ساتھ سرد آواز میں بولتا زرمینے کی جان لبوں پر لے آیا تھا۔۔۔۔۔

" باسط سائیں مجھے نہیں پتا، مت کریں میرے ساتھ ایسے۔۔۔۔"

زرمینے نے ٹھنڈ سے لرزتے ہوئے سسکی لی تھی، ٹھنڈا پانی ان دونوں کو بھگو رہا تھا مگر باسط خان کو اس کا احساس نہیں ہو رہا تھا باسط خان کے لہو میں تو جیسے گرم ابال اٹھ رہے تھے، پورا وجود شعلوں کی نظر تھا۔۔۔۔

وہ زرمینے کو اپنی نفرت اور بدلے کی آگ میں جلا کر بھسم کر دینا چاہتا تھا مگر زرمینے کو ساری عمر صرف اپنے نام کے ساتھ جوڑے رکھنا چاہتا تھا، وہ عنقریب زرمینے کو چھوڑ کر چلا جانا چاہتا تھا مگر زرمینے کے نام کے ساتھ صرف اپنا نام چاہتا تھا وہ، زرمینے کو ساری عمر صرف اپنا دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

باسط خان نے زرمینے کے کپکپاتے لبوں کو سختی سے اپنی سانسوں میں قید کرتے ہوئے اپنا سارا غصہ ساری جنونیت ہمیشہ کی طرح اس کے نازک لبوں پر اتارنی شروع کر دی، دونوں پوری طرح بھیگتے ہوئے ایک دوسرے کے بہت قریب کھڑے سانسوں کو سانسوں سے انہیل کر رہے تھے مگر باسط خان اس میں سانسیں انڈیل نہیں رہا تھا بلکہ اس کی سانسیں چرانا چاہتا تھا۔۔۔

اسے ایک ایک سانس کیلئے تڑپانا چاہتا تھا زرمینے کپکپاتے بدن کے ساتھ باسط خان کی شرٹ مٹھیوں میں دبوچے زخمی پرندے کی مانند تڑپ رہی تھی جب باسط خان نے پوری طرح زرمینے کی سانسیں چرا لیں تو باسط خان نے اسے چھوڑا، زرمینے پھر سے باسط خان کی بانہوں میں بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

باسط خان زرمینے کو بانہوں میں اٹھائے اندر لایا، زرمینے کا پورا وجود ٹھنڈ اپڑ رہا تھا باسط خان جانتا تھا زرمینے کو کیسے ہوش میں لانا ہے، بے ہوشی کی عالم میں بھی زرمینے کے لئے باسط خان کی قربت جان لیوا ثابت ہو رہی تھی کیونکہ باسط خان کا لمس باسط خان کی قربت آج ایک جنون کی کیفیت لیے ہوئی تھی جیسے وہ کسی کا لمس مٹا کر اپنے لمس کی گہری چھاپ چھوڑ کر زرمینے کو یہ باور کروا رہا ہو کہ وہ صرف اس کی ہے۔۔۔۔

زرمینے کی آنکھ کھلی تو خود کو باسط خان کے حصار میں پایا زرمینے نے نم آنکھوں سے اپنے پہلو میں سوئے باسط خان کو دیکھا جو اسے بانہوں کے گھیرے میں لیے بڑے سکون سے سو رہا تھا، زرمینے جلدی سے اٹھتی اپنے بکھرے اور نڈھال وجود کو سمیٹتے اچھی طرح خود کو کور کرتی باہر آئی تھی، جہاں آبگینہ خانم کو اپنا انتظار کرتے پایا تھا اس نے۔۔۔۔

اس وقت فجر کی اذانیں ہو رہی تھیں زرمینے بہتے آنسوؤں کے ساتھ آبگینہ خانم کو دیکھتی وہاں سے چل دی، آبگینہ خانم سرد آہ کھینچتی وضو کرنے چل دی تھیں۔۔۔۔

" باسط خان یہ کیا تماشا تم نے کل لگایا تھا۔۔۔۔"

سکندر خان باسط خان پر برہم ہو رہے تھے باسط خان اس وقت سکندر خان کے کمرے میں راحیلہ خانم اور سکندر خان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔۔

" کیا تماشا لگایا تھا بابا جان، آپ مجھے خود ہی بتا دیں۔۔۔۔"

باسط خان ماتھے پر بل ڈالے سکندر خان سے پوچھنے لگا۔۔۔۔

" زرمینے کو اپنے کمرے میں لے جانے کا کیا مقصد تھا، اگر لے ہی گئے ہو تو یہ رخصتی کا تماشا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔"

سکندر خان کا انداز کافی برہمی لے ہوئے تھا انہیں باسط خان کی کل کی حرکت کافی ناگوار گزری تھی۔۔۔۔

"بابا جان زرمینے میری بیوی ہے، وہ میرے کمرے میں کیوں تھی میں کیوں لے کر گیا اسے، کسی کو بھی اختیار نہیں مجھ سے یہ پوچھنے کا، نہ ہی میں جواب دہ ہوں جہاں تک بات ہے رخصتی کی وہ تو صرف میں ارمان خانزادہ کو بہلا رہا ہوں، زرمینے باقاعدہ طور پر تبھی رخصت ہو گی، جب ارمان خانزادہ نینا کو یہاں لائے گا۔۔۔۔"

باسط خان پراسرار سا مسکرایا تھا۔۔۔

"جو بھی ہو باسط خان بے شک زرمینے تمہاری بیوی ہے مگر اس خاندان کی بچی بھی ہے اگر تم اسے بیوی کا درجہ دے چکے ہو تو باقاعدہ رخصت کرواؤ اسے، ارمان خانزادہ کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

سکندر خان نے اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

"نہیں بابا جان کہا نا رخصتی تب ہی ہو گی جب ارمان خانزادہ اپنی بیوی کے ہمراہ یہاں آئے گا کیونکہ میں ارمان خانزادہ کے چہرے پر اپنی ہی کہی ہوئی بات کی شکست دیکھنا چاہتا ہوں، اس

کی زمین پر شرم سے گڑھی ہوئی نظریں دیکھنا چاہتا ہوں، تب ہی رخصتی ہو گی زرمینے کی بھی اور حرا کی بھی۔۔۔۔"

باسط خان کی باتیں سکندر خان اور راحیلہ کے سر پر سے گزر رہی تھیں مگر باسط خان جانتا تھا وہ کیا کرنے والا ہے وہ ارمان خانزادہ کی زندگی سے نینا کو ہمیشہ کے لئے نکال دینا چاہتا تھا کیونکہ اب وہ جو کرنے والا تھا ارمان خانزادہ اپنے ہاتھوں سے نینا کی جان لے لیتا، بقول اسکے اگر نینا باسط خان کی نہیں ہو سکی تو کبھی ارمان خانزادہ کی بھی نہیں ہو گی۔۔۔۔

ارمان خانزادہ سے اس کی ہر خوشی چھین کر وہ اسے بے بس مجبور دیکھنا چاہتا تھا اور ارمان خانزادہ کی سب سے بڑی خوشی نینا شاہ تھی، باسط خان اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا گہرا مسکرایا تھا

نینا کافی دیر سے آج رمل کے کمرے میں ہی تھی ارمان خان کے آفس سے آنے کے بعد تینوں نے اکٹھے ڈنر کیا تھا اس کے بعد ارمان خانزادہ کمرے میں چلا گیا تھا، نینا کمرے میں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔۔

ارمان خانزادہ کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی وہ جانتی تھی کہ ارمان خانزادہ بھی اسے اپنے سامنے نہیں دیکھنا چاہتا کیونکہ کل رات سے وہ اسے بارہا احساس دلا چکا تھا کہ اب اس کی زندگی میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے وہ ڈنر پر بھی اسے مکمل نظر انداز کیے ہوئے تھا۔۔۔

خیر نینا کو اس بات کی پرواہ بھی نہیں تھی اس کے لئے تو شاید اچھا ہی تھا مگر پھر بھی ارمان خانزادہ کے سامنے جانے سے ہی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی، وہ کیسے پوری رات اس کے ساتھ ایک کمرے میں گزار سکتی ہے، نینا رمل کے کمرے میں کافی وقت گزار کر آئی تھی کہ ارمان خانزادہ ابھی تک شاید سو چکا ہو گا مگر کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کی ساری خوش گمانیوں پر پانی پڑ گیا تھا۔۔۔۔

ارمان خانزادہ بیڈ کے ساتھ ٹیک لگائے ٹی وی دیکھ رہا تھا، نینا ارمان کو نظر انداز کرتی کبرڈ سے اپنی نائٹی نکالتی واش روم میں چلی گی، واش روم سے وہ سفید فل لانگ گاؤن نائٹی پہن کر باہر نکلی تھی، نینا بیڈ کی دوسری سائیڈ پر بیٹھ کر اپنا تکیہ سیدھا کر کے لیٹنے ہی لگی تھی جب ارمان خانزادہ کی طنزیہ آواز گونجی۔۔۔۔

" آج میری بہن سے میری برائیاں تو خوب کی ہوں گی۔۔۔"

" مسٹر خان میں عام عورتوں کی طرح نہیں ہوں جو شوہر کی برائیاں کرتی پھروں۔۔۔۔۔"

نینا نے ہونٹ پھلائے تڑخ کر جواب دیا۔۔۔۔۔

" ہاں مگر عام عورتوں کی طرح شوہر کو ہر بات کا جواب دینا فرض ہے تمہارا۔۔۔۔"

ارمان خان اس کی بات کے جواب میں طنزیہ بولا تھا۔۔۔۔

" اور آپ بھی عام روایتی مردوں کی طرح اپنی بیوی پر پابندیاں لگانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔۔"

نینا نے دوبدو جواب دیا تھا ارمان خان نے نینا کو کلائی سے کھینچ کر اپنے پہلو میں گرایا اور خود اس پر مکمل طور پر سایہ فگن ہوا نینا کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ کیا کر رہے ہیں ہٹیں مجھ پر سے۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلتے ہوئے نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔۔

" پہلے یہ بتاؤ کون سی پابندیاں لگائی ہیں میں نے تم پر۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے چہرے پر اپنی گرم سانسوں کی تپش چھوڑتا ہوا بولا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان پلیز ہٹیں مجھ پر سے۔۔۔۔۔"

نینا نے لرزتے لبوں سے کہا ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کی گردن میں منہ چھپایا تھا۔۔۔۔۔

" جب تک بتاؤ گی نہیں بلکہ گنواؤ گی نہیں، میں نہیں ہٹنے والا، آج ایسے ہی تمہارے سینے پر سر رکھ کر سونے والا ہوں میں۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی گردن میں اپنا منہ چھپایا، اپنا ایک ہاتھ نینا کی کمر کے گرد مضبوطی سے لپیٹتے اس نے نینا کی بیوٹی بون پر شدت سے اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے۔۔۔۔

" مسٹر خان پلیز۔۔۔۔"

نینا کے بدن میں ارمان کے دہکتے لبوں سے چنگاڑیاں سی اٹھی تھیں نینا کو ارمان کا پورا بدن آگ کی بھٹی کی مانند گرم لگا تھا جس سے اسے اپنا پورا وجود جھلستا ہوا محسوس ہوا۔۔۔۔

" بتاؤ کون سی پابندیاں لگائی ہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے ہنوز اسی پوزیشن میں بولتے ہوئے نینا کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائی تھیں۔۔۔۔

" آپ، آپ نے مجھ پر یونیورسٹی جانے پر پابندی لگائی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان کی جان لیوا قربت سے رہائی کے لیے جلدی سے اس نے پہلی پابندی یاد کروائی۔۔۔۔

" کیوں لگائی ہے وجہ تم جانتی ہو آگے بتاؤ۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی گردن میں منہ چھپائے ہی جواب دیا۔۔۔۔

" آپ کو میری ڈریسنگ پر اعتراض ہے، مجھے میری مرضی کی ڈریسنگ نہیں کرنے دیتے آپ۔۔۔۔۔"

نینا نے ایک دفعہ پھر سے ارمان خان کو خود سے دور دھکیلنے کی کوشش کی تھی، ارمان خان نے نینا کی کوششوں پر گہرا مسکراتے ہوئے نینا کی گردن پر شدت سے اپنے دانت گاڑھے تو نینا کی چیخ بلند ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" کیونکہ وہ ڈریسنگ انتہائی فضول تھی، اب تمیز والے حلیے میں کافی اچھی لگتی ہو تم ویسے بھی شادی کے بعد بہت سی لڑکیوں کو اپنی ڈریسنگ بدلنی پڑتی ہے یہ کوئی بڑی بات نہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو اور مضبوطی سے اپنے حصار میں جکڑا تھا۔۔۔

" میں عام لڑکی نہیں ہوں۔۔۔۔۔"

نینا نے سسکتے ہوئے آنسو بھری آنکھوں سے کہا۔۔۔۔

" جانتا ہوں تم عام ہو بھی نہیں سکتی ارمان خانزادہ کی بیوی عام ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی ہیزل گرین نم آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتا ہوا بولا۔۔۔۔

" اور کوئی پابندی بتاؤں جو لگائی ہو میں نے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے ہونٹوں پر اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔۔۔

" وہ وہ آپ نے۔۔۔۔۔"

نینا کا دل خوف سے دھڑکا تھا کہیں اب کی بار پھر سے اسے ارمان خانزادہ کا ظالمانہ لمس اپنے ہونٹوں پر برداشت نہ کرنا پڑ جائے۔۔۔۔۔

" کیا نینا کیا پابندی لگائی تم پر میں نے بولو، تمہارے سونے جاگنے پر پابندی لگائی ہے یا تمہیں کوئی کام کرنے کو کہا یا پھر تمہارے ساتھ زور زبردستی کی، اپنا حق جو کہ میرا شرعی جائز حق ہے جس پر تم غاضب بن کر بیٹھی ہو وہ تم سے وصولا کیا، تمہیں اس سب کے لئے مجبور کیا بولو جواب دو۔۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ کے پوچھنے پر نینا نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں پھیری تھیں ارمان خان نینا کو چھوڑتا ہوا اس کے اوپر سے ہٹا تھا نینا جلدی سے اٹھ کر خود کو سنبھالتی بیٹھتی تھی۔۔۔

" آپ کو رائمہ عباسی سے کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔"

نینا ہار ماننے کو تیار نہ تھی ارمان خانزادہ اس پر پابندیاں لگا کر معصوم نہیں بن سکتا تھا، نینا کے سوال پر ارمان خان جو کمبل لے کر لیٹنے لگا تھا اٹھ کر بیٹھا۔۔۔۔

" پتہ ہے نینا تمہاری سب سے بڑی خوبی کیا ہے، تم صرف اپنے دل سے سوچتی ہو ساری دنیا کو صرف دل سے دیکھتی ہو، تمہیں لگتا ہے ساری دنیا تمہارے جیسی ہے اور پتہ ہے تم میں سب سے بڑی خامی کیا ہے تم صرف دل سے ہی سوچتی ہو، اپنا دماغ استعمال نہیں کرتی۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ کے آخری جملے پر نینا نے غصے سے اپنے لب بھینچے تھے وہ ہمیشہ اسے ان ڈائریکٹلی بے وقوف کہتا رہتا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان رائمہ عباسی ویسی نہیں ہیں جیسا آپ سوچتے ہیں وہ بہت اچھی ہیں۔۔۔۔"

" جی ہاں وہ ایسی نہیں ہے جیسا تم سوچتی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی بات کاٹتا ہوا ابھڑ کا تھا۔۔۔

" آپ کو سب اپنے جیسے لگتے ہیں۔۔۔۔"

نینا بڑبڑائی تھی ارمان خانزادہ نے نینا کی بڑبڑاہٹ باخوبی سن لے تھی۔۔۔۔۔

" تمہیں ساری دنیا سچی اور صحیح لگتی ہے سوائے میرے۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ طنزیہ مسکرایا تھا۔۔۔۔۔

" اب ایسی بھی بات نہیں ہے، آپ مجھے اتنے بھی غلط نہیں لگتے جتنا آپ کو لگتا ہے کہ آپ مجھے لگتے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا صاف گوئی سے بولی نینا کی بات پر ارمان خان نے نینا کو کلائی سے جکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو نینا ارمان خان کے سینے سے آ ٹکرائی تھی۔۔۔۔۔

" تو پھر بتاؤ کتنا صحیح لگتا ہوں تمہیں۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے اور قریب کیا۔۔۔۔

" مسٹر خان چھوڑیں مجھے۔۔۔۔۔۔"

نینا سرخ پڑی تھی ارمان خان نے نینا کے بالوں میں ہاتھ ڈالے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیتے ہوئے اس کی سانسوں کو خود میں بری طرح قید کیا تھا، نینا تڑپ اٹھی تھی ارمان خان کے شدت بھرے لمس پر، ارمان خان نے کافی دیر بعد نینا کے ہونٹوں کو آزادی دی تو نینا نے سسکاری لیتے ہوئے سرخ اور لرزتے لبوں سے شکوہ کناں نظروں سے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" جب جب میں آپ کو صحیح سمجھتی ہوں آپ خود کو غلط ثابت کر دیتے ہیں، ایسی حرکتیں کر کے۔۔۔۔۔۔"

نینا کی آنکھوں سے آنسو نکل گالوں پر بہے، نینا کی بات پر ارمان خان نے قہقہ لگاتے ہوئے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چن لیے۔۔۔۔

" یعنی کہ اپنے آپ کو صحیح ثابت کرنے کے چکر میں میں تمہارے قریب نہ آیا کروں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالے خود کے اور قریب کرتے ہوئے شرارت بھری بے باک گستاخی کی، نینا نے شرم سے لال ہوتے ارمان کو دیکھا تو ارمان نے نینا کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑا تھا، ارمان کی اتنی نزدیکی پر اور بے باک بھری گستاخیوں پر نینا کی دل کی دھڑکنیں بے ساختہ شور مچاتے ہوئے ارمان خان کے کانوں کو بھی باخوبی سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔۔

ارمان خان نے نینا کی گردن میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے اور قریب کیا، اب وہ دونوں ایک دوسرے کو انتہائی قریب سے دیکھ رہی تھے، نینا نے نظریں جھکالی تھیں ہمیشہ کی طرح ارمان خانزادہ کی آنکھوں میں دیکھنا مشکل ترین امر لگا تھا نینا کو، ارمان خان نے نینا کی تھوڑی پکڑے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا اور اپنی جذبات سے بھری بوجھل لال انگارہ آنکھیں ہیزل گرین آنکھوں میں گاڑھیں۔۔۔۔۔

" جانتی ہو تمہاری اس دن کی ساری باتوں میں کیا بات سیدھی دل پر لگی تھی کہ میں تمہارا جسم تو پالوں گا مگر تمہارے دل پر میری حکمرانی کبھی نہیں ہو گی، ارمان خانزادہ کو اس دل پر ہی تو حکمرانی کرنی ہے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے دل کے مقام پر اپنی انگلی رکھی۔۔۔۔

" نینا سر سے لے کر پاؤں تک ارمان خانزادہ کی ہے یہ خوبصورت بدن تو صرف ارمان خانزادہ ہی کا ہے چاہے ارمان خانزادہ اسے ہاتھ لگائے یا نہ لگائے، مرتے دم تک اس پر اختیار صرف میرا ہی ہے مگر یہ جو دل ہے، نینا اس پر اختیار کسی کا نہیں چلتا چاہ کر بھی ارمان خانزادہ نینا کے دل کو زبردستی اپنا نہیں بنا سکتا اور ارمان خانزادہ کو نینا مکمل چاہیے، پوری طرح سر سے لے کر پاؤں تک بمع اس کے دل کے۔۔۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بھاری گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے نینا کے دل کی دھڑکنوں کو اور زیادہ بڑھا کر خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا، ارمان خان نینا کو چھوڑ تا بیڈ سے اٹھا اور خود پر قابو پاتے ہوئے باہر جانے لگا۔۔۔۔

" کہاں جا رہے ہیں مسٹر خان، آپ یہاں پر سو سکتے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا نظریں جھکائے گلابی چہرے کے ساتھ بولی۔۔۔۔۔

" سو جاؤ نینا پھر میں نے کچھ کر دیا تو تم مجھے پوری طرح غلط سمجھو گی اور مجھے حوس کا مارا انسان بولو گی۔۔۔۔۔۔"

ارمان خان تیزی سے اپنے جذباتوں پر بند باندھتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔۔

نینا صبح اپنے کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی اپنے بالوں میں برش کر رہی تھی جب ارمان خان کمرے میں داخل ہوا تھا، نینا نے ایک نظر ارمان خان کو دیکھا اور پھر اپنا دوپٹہ بیڈ سے اٹھا کر گلے میں ڈالا تھا۔۔۔۔۔

" مسٹر خان بس میں باہر آ ہی رہی تھی۔۔۔۔۔"

نینا اپنے بالوں میں کیچر لگاتے ہوئے بولی ارمان خان نینا کے قریب آیا اور اس کا دوپٹہ گلے سے نکال کر اچھی طرح اس کے شانوں پر پھیلایا تھا۔۔۔۔۔

" رمل آج جا رہی ہے تم بھی ریڈی ہو جاؤ میں تم دونوں کو یونیورسٹی چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان کی بات پر نینا نے بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔

" ایسے کیا دیکھ رہی ہو میں تمہیں یونیورسٹی جانے کی بس اجازت دے رہا ہوں ایک بات یاد رکھنا یونیورسٹی سے سیدھا گھر آؤ گی نہ کسی دوست کے گھر اور نہ ہی کسی سوشل سروس کے لئے کہیں جاؤ گی تم، اب تم نینا شاہ نہیں مسسز ارمان خانزادہ ہو بس اتنی سی بات یاد رکھنا۔۔۔۔۔"

ارمان خان سرد آواز میں کہتا کمرے سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔

" بار بار یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ میں مسسز خانزادہ ہوں اور یہ بات نرم لہجے میں بھی کی جا سکتی تھی مگر نہیں ہر بات پر رعب جھاڑنا ضروری ہوتا ہے، یونیورسٹی سے گھر گھر سے یونیورسٹی۔۔۔۔۔"

نینا نے غصے سے مرر میں دیکھتے ہوئے ارمان خانزادہ کی نقل اتاری تھی۔۔۔۔۔

صفدر خان کی بہن کا نکاح تھا، حویلی میں سے کوئی بھی نہیں آرہا تھا آبگینہ خانم باسط خان کی وجہ سے نہیں آسکی تھیں کہ کہیں اسے برا نا لگ جائے مگر انھوں نے ارمان خان کو سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ ضرور اس نکاح میں شرکت کرے، آبگینہ خانم اگر نا بھی کہتیں تو ارمان خان نے ضرور جانا تھا۔۔۔۔۔

صفدر خان بھائیوں سے بڑھ کر تھا ارمان خان کے لیے، اور صفدر کی چھوٹی بہن ثانیہ اس کی بہنوں جیسی تھی ارمان خان نے آفس سے واپسی پر نینا کو بھی کل کے فنکشن کیلئے تیار رہنے کو کہا تھا، نینا اپنے کمرے میں اپنے تمام ڈریس نکال کر بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔۔

" اس میں سے تو کوئی بھی ایسا ڈریس نہیں ہے جو کہ نکاح میں پہن کر جایا جا سکے، نہ ہی ایسٹرن اور نہ ہی ویسٹرن ڈریس۔۔۔۔۔"

نینا پریشان ہوئی۔۔۔۔۔

" خیر ویسٹرن ڈریس تو پہن بھی نہیں سکتی نینا شاہ، وہ آدم خور تمہارا سچ میں خون پی جائے گا۔۔۔۔۔"

نینا خود سے ہمکلام تھی۔۔۔۔۔۔

" کیا کروں فنکشن تو کل کا ہے کل یونیورسٹی سے بھی میں شاپنگ کے لیے نہیں جا سکتی، یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے یونیورسٹی۔۔۔۔۔"

نینا نے روہانسی ہوتے ہوئے پھر سے ارمان خانزادہ کی نقل اتارتے ہوئے اپنے ڈریسز اٹھا کر پھینکے تھے، نینا باہر لاؤنج میں آئی جہاں ارمان خان لیپ ٹاپ لیے کچھ کام کر رہا تھا، نینا کچھ پل ارمان خان کو کھڑی دیکھتی رہی، اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس سے کیسے کپڑوں کا کہے،

اسے شاپنگ پر جانا تھا اور اس بات کی اجازت لینا نینا کو بہت مشکل لگ رہا تھا، اس نے کب کسی بات کے لیے کسی سے اجازت لی تھی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا مسسز خانزادہ کچھ کہنا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان لپ ٹاپ پر جھکا بولا۔۔۔۔

" وہ مجھے، میرا مطلب ہے آپ نے کہا کہ کل مجھے بھی آپ کے ساتھ فنکشن پر جانا ہے تو میرے پاس کل کی تقریب کے مطابق کپڑے نہیں ہیں۔۔۔۔۔"

نینا اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی تھی ارمان خان نے لپ ٹاپ سائیڈ پر رکھ کر گہری نظروں سے اسے دیکھا جو لائٹ پنک کلر کے ڈریس میں بالوں کو جوڑے کی صورت میں باندھے دوپٹے کے بغیر بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

" تو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے مسکراہٹ دبائے آبرو اچکائے کہا۔۔۔۔

" تو وہ مجھے کچھ کپڑے لینے ہیں، میں کل یونیورسٹی سے واپسی پر رحیم خان کے ساتھ چلی جاؤں گی۔۔۔۔"

نینا نے مشکل سے ہی الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔۔۔

" یہ تم مجھ سے اجازت لے رہی ہو یا پھر مجھے بتا رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان لب دانتوں تلے دبائے نینا کی حالت دیکھ کر محظوظ ہوا تھا۔۔۔۔۔

" جو بھی آپ سمجھیں۔۔۔۔۔"

نینا نے ہونٹ پھلائے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" آہاں تو ایسی بات ہے، میری پیاری زوجہ وہ کیا ہے نا آپ اکیلی کہیں نہیں جا سکتیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان صوفے سے اٹھتا نینا کے قریب ہوا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان میں اکیلی نہیں جاؤں گی، رحیم خان کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔۔۔"

نینا نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" اچھا یعنی کہ رحیم خان تمہارے ساتھ پورا شاپنگ مال پھیرے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے چہرے پر آئی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بھرپور گہری نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان میں بہت جلدی شاپنگ کرتی ہوں میں باقی لڑکیوں کی طرح پورا مال نہیں پھیرتی۔۔۔۔۔"

نینا زچ ہوتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

" چلو وہ تو آج پتہ چل جائے گا۔۔۔۔۔"

ارمان خان مسکراہٹ دباتے بولا۔۔۔۔۔

" کیا مطلب۔۔۔۔۔"

نینا نے حیرانگی سے پوچھا۔۔۔۔۔

" مطلب یہ مسسز خانزادہ کہ آپ رحیم خان کے ساتھ کیوں جائیں گی جب آپ کا ڈرائیور پلس شوہر موجود ہے اور ویسے بھی اب تم مسسز ارمان خانزادہ ہو نینا شاہ نہیں جو کہیں بھی منہ اٹھا کر اکیلی چل پڑتی تھی۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے نینا کے تپے ہوئے چہرے کو دیکھا جو واقعی میں ارمان خان کی بات پر اور تپ گیا تھا۔۔۔

" جی ہاں میں جانتی ہوں، میں نینا شاہ نہیں مسسز ارمان خانزادہ ہوں اور مسٹر خانزادہ نینا شاہ کو اس کی بے وقوفیوں کے ثمر کے طور پر عطا کیے گئے ہیں، اس لئے آپ مجھے بار بار مت یاد دلایا کریں کہ آپ میرے شوہر ہیں کیونکہ میں اپنی بے وقوفی کا ماتم دن رات خود ہی کر رہتی ہوں۔۔۔۔۔"

نینا مسکراتے ہوئے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتی بولی تو ارمان خان کی مسکراہٹ سمٹ چکی تھی ارمان خان نے جھٹکے سے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خانزادہ نینا کی بے وقوفیوں کا ثمر ہو سکتا ہے مگر نینا ارمان خانزادہ کی دعاؤں کا ثمر ہے۔۔۔۔۔"

ارمان خان اسے خود سے بہت قریب کرتا اس کے چہرے پر اپنی سانسیں چھوڑتا آنچ دیتے لہجے میں بولتے ہوئے نینا کے دل کی دھڑکن کو بڑھا چکا تھا، نینا کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

" چھوڑیں مجھے مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا سرخ ہوتی نظریں جھکائے بولی۔۔۔۔۔

" اچھی طرح خود کو دوپٹے سے کور کر کے باہر آؤ، میں گاڑی میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان خود پر قابو پاتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان میں وہ۔۔۔۔۔"

" نو مور آرگیومنٹس نینا، دو منٹ مطلب دو منٹ میں باہر پہنچو۔۔۔۔۔"

ارمان گاڑی کے چابی اٹھائے باہر جاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نینا کو لیے ایک بہت بڑی بوتیک میں آیا تھا، نینا نے جاتے ساتھ ہی ایک وائٹ کمبینیشن میں ڈریس سیلیکٹ کیا جسے ارمان خان نے اس کے ہاتھ سے لے کر دوبارہ سے ہینگ کر دیا۔۔۔۔

" کیا ہوا مسٹر خان اتنا اچھا تو تھا۔۔۔۔"

نینا نے حیرانگی سے ارمان کو دیکھا۔۔۔۔

" جی بہت زیادہ ہی اچھا تھا اس لیے تم تھوڑا کم اچھا لے لو۔۔۔۔"

ارمان خان سنجیدگی سے کہتے ہوئے آگے بڑھا ارمان خان نے بوتیک کا سب سے مہنگا ڈریس نینا کے لیے پسند کیا جس کی قیمت لاکھوں میں تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان کیا ہو گیا ہے آپ کو نکاح میرا نہیں ہے جو اتنا ہیوی ڈریس لے رہے ہیں اور وہ بھی اتنا مہنگا، مسٹر خان مجھے یہ ڈریس نہیں چاہیے، مجھے عادت نہیں ہے اتنے ہیوی ڈریس پہننے کی۔۔۔۔۔"

نینا کو وہ ڈریس بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔۔

" نینا یہ ڈریس مجھے بہت پسند ہے اور جہاں تک قیمت کی بات ہے اس کے پیسے میں پے کر رہا ہوں تم نہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے کارڈ نکال کر پیمنٹ کی تھی، ارمان خان اور نینا جوتوں کی شاپ پر آئے، نینا نے ڈریس کے ساتھ کچھ سینڈلز لینے تھے، سیلز بوائے ڈفرنٹ سینڈلز نینا کو دکھانے لگا، نینا نے ایک ریڈ کلر کی نازک سینڈل پسند کی تھی، جو نینا نے اپنے پاؤں میں پہن کر دیکھی جو کہ اس کے نازک سفید پاؤں پر بہت جچ رہی تھی، نینا سے سینڈل کا سٹرپ باندھا نہیں جا رہا تھا، سیلز بوائے آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

" میم میں کر دیتا ہوں۔۔۔۔۔"

نینا نے پاؤں آگے بڑھایا ارمان خان جو کہ ایک امپورٹینٹ کال سننے ذرا سائیڈ پہ گیا تھا سیلز بوائے کی آفر سنتے ہی غصے سے تیزی سے قدم بڑھاتا سیلز بوائے کی طرف بڑھا اور سرخ آنکھوں سے گھور کر سیلز بوائے کو دیکھا جو ارمان خانزادہ کی نگاہوں کا مطلب سمجھتے ہوئے نہ صرف جھینپ گیا تھا بلکہ ارمان خانزادہ کی سرخ آنکھوں اور پاور فل پرسنیلٹی سے بھی خوفزدہ ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

اس لئے خاموشی سے وہ وہاں سے چلا گیا ارمان خانزادہ نے قہر بھری غصیلی نظر نینا پر ڈالی جس نے آرام سے اپنا پاؤں آگے بڑھایا تھا۔۔۔۔۔

" کیا ہوا مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا نے ارمان خان کی غصیلی نظریں دیکھ کر حیران ہوتے گلا تر کرتے ہوئے نہ سمجھی سے ارمان خان کو دیکھا ارمان خان نینا کے پاس پنجوں کے بل بیٹھتا اس کے پاؤں کا سٹریپ باندھنے لگا۔۔۔۔

" مسٹر خان رہنے دیں۔۔۔۔۔"

نینا کو عجیب لگا تھا یوں اس کے قدموں میں بیٹھ کر ارمان خان کا اس کے پاؤں کو ہاتھ لگانا۔۔۔۔۔

" کیوں اس سیلز بوائے کو بلوالوں وہ باندھ دے آکر۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے نینا کو گھورتے ہوئے طنز کیا۔۔۔۔

" مسسز خانزادہ ہو تم، بیوی ہو میری، عزت ہو میری کیسے کسی کو خود کو چھونے بھی دے سکتی ہو اگر وہ تمہارا پاؤں چھو لیتا تو قسم کھاتا ہوں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتا۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے غصے سے دوسرا سینڈل پکڑتے ہوئے نینا کے دوسرے پاؤں میں پہنایا تھا، حویلی سے کوئی بھی اگر ارمان خانزادہ کو یوں ایک عورت کے قدموں میں بیٹھا دیکھ لیتا اور وہ بھی عورت کون اپنی عورت یعنی اپنی بیوی تو یقیناً ارمان خانزادہ کی مردانگی پر کئی سوال اٹھتے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خان وائٹ شلوار قمیض زیب تن کیے ہوئے تھا اس پر بلیک مردانہ شال اوڑھ رکھی تھی ارمان خان کی بھاری بارعب پرسنیلٹی پر شلوار قمیض کافی چجتی تھی، اس وقت بھی ارمان خان بہت زیادہ وجیح اور پرکشش لگ رہا تھا، ارمان خان تیار ہو کر باہر لاؤنج میں نینا کا ویٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے اور بے زاری سے اپنی کلائی میں پہنی گھڑی پر نظر دوڑاتے ہوئے نینا کے روم کے بند دروازے کو دیکھا۔۔۔۔۔

" یہ کیا کر رہی ہے اندر ابھی تک آئی کیوں نہیں۔۔۔۔"

ارمان خان کو انتظار کرنا سب سے زیادہ ناپسند تھا ارمان خان غصے سے نینا کے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ نینا دروازہ کھول کر باہر آئی، ارمان خانزادہ کی سانسیں رکی تھیں جیسے، ڈیپ ریڈ کلر کی لانگ میکسی میں نینا کا نازک سراپا غضب ڈھا رہا تھا۔۔۔۔

کانوں میں انٹیکس کی جھمکے پہن رکھے تھے جس میں لٹکتا ریڈ پرل ہلتا ہوا ارمان خان کے دل کی دھڑکنوں کو بھی ہلا رہا تھا، بالوں کو درمیان سے مانگ نکال کر سائیڈ سے ٹوسٹ کر کے پیز لگا کر کھلا چھوڑا ہوا تھا، ہونٹوں پر ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

کاندھوں پر ایک طرف دوپٹہ ڈالا ہوا تھا جو نینا سے سنبھل نہیں رہا تھا، اس لئے جھنجھلاتے ہوئے وہ دوپٹے کو ٹھیک کرتی ارمان خانزادہ کی طرف بڑھ رہی تھی، نینا کا ہر قدم ارمان خانزادہ کو اپنے دل پر پڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا، ارمان خانزادہ کو لگا تھا جیسے اس کے دل کی دھڑکن رک گئی ہو، ارمان خانزادہ پاگل ہوا تھا، ارمان خانزادہ دیوانوں کی طرح نینا کو سانس روکے ایک مجسمے کی طرح دیکھ رہا تھا۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔"

نینا نے پاس آ کر ارمان خان کو پکارا جو اسے بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہا تھا نینا ارمان خان کے یوں دیکھنے پر سرخ پڑی تھی۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے اب کی بار مسکراتے ہوئے ارمان خان کو پکارا تھا نینا کو ارمان خان کی حالت پر ہنسی آئی تھی، جو بالکل ساکت سانس روکے دیوانوں کی طرح اسے دیکھے ہی جا رہا تھا، نینا کے دل نے بیٹ مس کی تھی ارمان خان کے یوں دیکھنے پر۔۔۔۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔۔"

نینا نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ دوبارہ سے ارمان خان کو پکارا۔۔۔۔۔

" ہاں کیا کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان کی نظر نینا کے سرخ لبوں پر تھی جسے نینا محسوس کرتی شرم سے لال ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان چلیں۔۔۔۔۔۔"

نینا نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔۔۔

" ہاں چلو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کا دوپٹہ اسکے شانوں پر اچھی طرح پھیلایا تھا۔۔۔۔۔

" اب چلو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نینا پر گہری نظر ڈالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔۔

" توبہ یہ مسٹر خان کیسے دیکھ رہے تھے مجھے، ایک تو یہ اتنا تیز ریڈ کلر میرے لیے پسند کیا اور اوپر سے اپنی بے باک نگاہوں سے مجھے مزید سرخ کرنے پر تلے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا نے اپنے گالوں کو دونوں ہتھیلیوں سے چھوا تھا جن میں سے اسے آگ نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی

اگلی کچھ دیر میں نینا اور ارمان خان صفدر خان کر گھر پہنچ گئے، گھر کافی بڑا اور خوبصورت تھا، مردوں کے لیے باہر وسیع و عریض لان میں خوبصورت سی مارکی لگا کر تقریب کا ارینج کیا گیا تھا اور عورتوں کے لیے گھر کے بڑے سے خوبصورت سٹائلش لاؤنج میں۔۔۔۔۔

نینا نے پہلی دفعہ ایسی تقریب میں شرکت کی تھی جہاں پردے کا اتنا انتظام تھا، عورتوں والی سائیڈ پر کوئی مرد نہیں تھا ارمان خان نینا کو اندر کی طرف لے گیا، ثانیہ کے سر پر پیار دیا تھا اور نینا کی ثانیہ سے ملاقات کروائی پھر اسے وہاں چھوڑ کر وہ باہر آ گیا۔۔۔۔

نینا کو ثانیہ بہت معصوم اور پیاری لگی تھی، وہ بھی نینا کو دیکھ کر بہت خوش تھی عورتوں والی سائیڈ پر بہت کم مہمان تھے ثانیہ کی چند سہیلیاں اور کچھ تھوڑی دور کی رشتے دار خواتین تھیں اور چند خواتین دولہے کی طرف سے تھیں۔۔۔۔

وہ تھوڑی ماڈرن تھیں مگر ثانیہ کی فیملی پردہ کرتی تھی حویلی سے کوئی نہیں آیا تھا صفدر خان کے والدین دونوں ہی حیات نہ تھے ثانیہ صفدر خان کی اکلوتی بہن تھی، مردوں والی سائیڈ پر کافی رونق تھی اور تعداد بھی کافی زیادہ تھی، ثانیہ اور نینا کی تھوڑی دیر میں کافی دوستی ہو گئی تھی۔۔۔۔

نکاح کے بعد ثانیہ اور نینا باتیں کر رہی تھیں جب ایشل ملک اندر داخل ہوئی، وہ بہت گرم جوشی سے ثانیہ سے ملی تھی سلیولیس بلیک لانگ میکسی پہنے وہ بہت سٹائلش لگ رہی تھی۔۔۔۔

" ہیلو نینا کیسی ہو تم۔۔۔۔۔"

ایشل ثانیہ سے ملنے کے بعد نینا سے ملی تھی۔۔۔۔

" میں ٹھیک ہوں ایشل تم کیسی ہو۔۔۔۔"

نینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔۔

" میں بلکل ٹھیک ٹھاک اور ہوٹ بھی۔۔۔۔۔"

ایشل نے بے باکی سے خود کے سراپے پر نظر ڈالتے فلک شگاف قہقہ لگایا تھا نینا نے بے زاری سے اسے گلا پھاڑ کر قہقہ لگاتے ہوئے دیکھا۔۔۔۔

" مجھے پتہ نہیں تھا کہ آپ لوگوں کے خاندان میں اتنا پردہ کیا جاتا ہے، مرد حضرات اتنے آزاد ہیں اور عورتیں بے چاریوں کو یوں سات پردوں میں چھپا کر رکھا جاتا ہے۔۔۔۔۔"

ایشل نے طنزیہ مسکراتے ہوئے ثانیہ سے کہا ثانیہ ایشل کی باتیں سن کر مسکراتے ہوئے خاموش ہو گئی، نینا نے بھی ایشل کی باتوں اور اس کے وجود کو مکمل طور پر اگنور کرتے ہوئے اپنی توجہ موبائل پر مرکوز کی۔۔۔۔۔

" ارمان خان کہاں ہے۔۔۔۔"

ایشل نے نینا سے پوچھا تو نینا کو اس کا ارمان کے متعلق پوچھنا بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔۔

" یہاں تمہیں نظر نہیں آرہا اس کا مطلب ہے وہ یہاں پر نہیں ہے۔۔۔۔۔"

نینا نے موبائل سے نظریں اٹھا کر منہ بناتے ہوئے طنزیہ مسکراتے ہوئے ایشل کو کہا۔۔۔۔

" ہاں یہ تو ہے وہ اگر یہاں ہوتا تو مجھے اتنی بوریت اور بے زاریت تو نہ ہوتی، جو تمہیں دیکھ کر مجھے ہو رہی ہے یقیناً وہ باہر مردوں والی سائیڈ پر ہی ہو گا اس سے وہیں جا کر مل لیتی ہوں۔۔۔۔"

ایشل ایک ادا سے بولتی ہوئی باہر چلی گئی، نینا نے اپنا غصہ ضبط کرتے موبائل سائیڈ صوفے پر پٹخا تھا۔۔۔۔۔

" یہ تمہیں کیسے جانتی ہے۔۔۔۔۔"

نینا خود پر ضبط کرتے ہوئے ثانیہ سے بولی۔۔۔۔

" ارمان لالہ ایک دفعہ ایشل کے ساتھ آئے تھے، باہر گاڑی میں ہی میں نے دیکھا تھا کوئی کام تھا اس دن ارمان لالہ کو صفدر لالہ سے تو ایشل گاڑی میں بیٹھی تھی، میں اس وقت کالج سے آئی تو میری سرسری سی ملاقات ایشل سے ہوئی تھی، صفدر لالہ نے بتایا تھا ایشل ارمان لالہ کی آفس کولیگ ہے۔۔۔۔۔"

ثانیہ نے معصومیت سے نینا کو بتایا نینا نے یہ سن کر اپنے ہونٹوں کو بے دردی سے کاٹا تھا یقیناً صفدر نے اپنی بہن سے چھپایا تھا کہ ایشل ارمان کی گرل فرنڈ ہے مگر نینا تو یہ بات جانتی تھی کہ ایشل ارمان کی گرل فرینڈ رہ چکی ہے، اب کیسے ایشل اس کے سامنے بڑے دھڑلے سے ارمان کا پوچھ کر اس سے ملنے گئی تھی یہی بات نینا کو بے چین کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔

ارمان اپنے دوستوں اور صفدر خان کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جب ایشل وہاں آتی دکھائی تھی ارمان نے صفدر کو گھور کر دیکھا تھا، صفدر نے کاندھے اچکاتے ہوئے اپنی نظریں پھیر لی تھیں، اس طرف تمام مرد ہی تھے وہ مردوں کے بیچ بڑے کانفیڈنس سے گزرتے ہوئے ارمان کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

ٹیبل پر بیٹھے تمام دوستوں کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی صفدر خان کے چہرے پر بھی دبی دبی سی مسکراہٹ تھی ارمان خان نے جھنجھلائے ہوئے اسکے چہرے کو دیکھا۔۔۔

" تم کیا کر رہی ہو یہاں۔۔۔۔"

ارمان اپنی چیئر سے اٹھتا ایشل کو ایک طرف لایا۔۔۔

" کیا مطلب کیا کر رہی ہوں صفدر نے انوائیٹ کیا ہے مجھے، تم تو مجھے ملتے ہی نہیں ہو، نہ ہی میرا فون اٹھاتے ہو، ایسی بھی کیا غلطی ہو گئی جو تم نے بلکل ہی مجھ سے ہر رابطہ ختم کر لیا۔۔۔"

ایشل نے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔۔۔۔

" ایشل دیکھو میں تمہیں پہلے بھی ہزار مرتبہ کہہ چکا ہوں میرے اور تمہارے بیچ جو کچھ تھا وہ ختم ہو چکا ہے، پلیز مجھ سے دور رہو۔۔۔۔"

ارمان خان نے بے زاریت بھرے لہجے میں کہا۔۔۔

" جانتی ہوں تمہاری بیوی بہت خوبصورت ہے میں بھی کچھ کم نہیں، دیکھو میری طرف میں تمہیں ابھی بھی خوش کر سکتی ہوں۔۔۔۔"

ایشل کی بات پر ارمان خان نے اسے دیکھا اور اس کی دماغی حالت پر افسوس کیا تھا۔۔۔

" ایشل تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے میں تمہیں بارہا کہہ چکا ہوں میں نینا سے بہت محبت کرتا ہوں، ہمارے بیچ جو کچھ بھی تھا وہ پہلے تھا اب میں ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتا تو پلیز میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے ایشل کی آگے غصے سے ہاتھ جوڑے تھے۔۔۔۔

" مسٹر ارمان خانزادہ اتنی بے زاریت کیوں دکھا رہے ہو، ایسے کیوں شو کر رہے ہو جیسے تمہیں میرے وجود میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، مرتے تھے تم مجھ پر کتنا اچھا وقت گزارا ہے تم نے میرے ساتھ، میرا فائدہ اٹھا کر تم نے مجھے چھوڑ دیا، تم میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔"

ایشل ارمان خان کا گریبان پکڑتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔۔

" فضول باتیں مت کرو ایشل اور یہ ڈرامے بازیاں بند کرو میں نے تم سے ریلیشن بنانے سے پہلے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ تم صرف میری گرل فرینڈ ہو گی میں کبھی تم سے شادی نہیں کروں گا، میں نے تم سے کبھی کوئی حقیقت نہیں چھپائی اور نہ ہی تمہیں اس سب کے لئے مجبور کیا تھا، تم نے تب کہا تھا میں جب چاہوں اپنے راستے الگ کر سکتا ہوں، تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا یاد ہے کہ میں تمہیں سب کچھ یاد دلاؤں۔۔۔۔۔"

ارمان خان اپنا کالر چھڑواتا ہوا بھڑکا تھا۔۔۔۔۔

" ہاں کہا تھا مسٹر خانزادہ مگر مجھے یہ نہیں پتا تھا کہ تم مجھے ایک مہینے میں ہی چھوڑ دو گے تم نے میری انسلٹ کی ہے، دیکھو میری طرف کیا کمی ہے مجھ میں، تمہارا مجھ سے ایک ماہ میں ہی دل بھر گیا کیا، نینا کو اس دن ہوٹل میں دیکھنے کے بعد تم نے پلٹ کر میری طرف نگاہ نہیں کی۔۔۔۔"

" یہی بات مجھے اندر ہی اندر مار رہی ہے کہ میں تمہاری گرل فرینڈ تھی اور تم مجھے اس رات یوں ادھورہ چھوڑ کر ہی چلے گئے کیونکہ میں نے تمہارے سامنے نینا کا ذکر کیا تھا، اس کا نام

سنتے ہی تمہاری مجھ میں دلچسپی ختم ہو گئی، تم نے اس رات میری انسلٹ کی تھی، جو میں کبھی نہیں بھول سکتی مسٹر خانزادہ کبھی نہیں بھول سکتی۔۔۔۔۔"

ایشل چلائی تھی، وہ دونوں اس وقت گھر کی ایک سائیڈ پر کھڑے تھے جہاں سے دونوں کی آوازیں باہر تقریب میں بیٹھے مہمانوں تک نہیں جا رہی تھیں، ہاں وہاں سے چند لوگ جس میں ارمان خان کے دوست شامل تھے ان کی ادھر ضرور نظر پڑ رہی تھی مگر تقریب میں میوزک بھی چل رہا تھا۔۔۔۔۔

جس کی وجہ سے ایشل اور ارمان کی آوازیں ان تک نہیں جا رہی تھیں، وہ سارے مکمل طور پر ادھر ہی متوجہ تھے ارمان خان اس سچویشن سے شرمندگی محسوس کر رہا تھا، وہ پہلے والا ارمان خان نہیں رہا تھا جسے اپنی گرل فرینڈز پر فخر ہوتا تھا اب وہ شادی شدہ تھا، سب سے بڑھ کر وہ نینا سے دل و جان سے محبت کرتا تھا اسے اب کسی بھی لڑکی پر نگاہ ڈالنا بھی پسند نہیں تھا۔۔۔۔۔

" ایشل تمہارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔۔۔۔"

ارمان یہ کہہ کر جانے لگا تو ایشل نے ارمان خان کا ہاتھ پکڑا تھا۔۔۔

" میر انینا کے بارے میں ایک اندازہ بلکل ٹھیک تھا وہ جتنی معصوم دیکھتی ہے اس سے کہیں زیادہ شاطر ہے ارمان خانزادہ کی زندگی میں کتنی لڑکی آئیں مگر نینا نے اپنی اداؤں کا جال اس طرح بچھایا کہ ارمان خانزادہ کو پوری طرح اپنا بنالیا کہ اب اسے کسی اور طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں، سمجھ نہیں آتا اس نے ایسا کیا کیا جو میں اور باقی نہ کر سکیں۔۔۔۔۔"

ایشل حسد زدہ لہجے میں بولی۔۔۔۔

" ایشل اپنی زبان سنبھال کر بات کرو وہ نینا شاہ نہیں ہے ارمان خانزادہ کی بیوی ہے، ارمان خانزادہ اس کیلئے دیوانہ ہے کیونکہ وہ تم سب جیسی نہیں ہے، خبردار تم نے اس کے متعلق ایک لفظ بھی کہا تو، میں اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں سنوں گا۔۔۔"

ارمان خان نے اپنا ہاتھ جھٹکے سے چھڑوایا اس سے پہلے وہ وہاں سے جاتا نینا ارمان خان کو اپنی طرف آتی دکھائی دی، ارمان خان نے شعلہ بار نگاہوں سے نینا کو گھورا۔۔۔۔

" تم یہاں پر کیا کر رہی ہو نینا۔۔۔۔۔"

ارمان خانزادہ نینا کے سامنے آیا تا کہ نینا اس کی چوڑے وجود کے آگے مکمل طور پر چھپ جائے، اس کے کسی بھی دوست کی غلطی سے بھی اس پر نظر نہ پڑے۔۔۔۔۔

" مسٹر خان وہ میں۔۔۔۔۔"

نینا کا سارا دھیان ایشل کی طرف تھا اور آنکھوں کے آگے وہ منظر گھوم رہا تھا جب ایشل نے ارمان خان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا نینا کو یہ دیکھ کر بہت جلن ہوئی تھی، آنکھوں کو یہ منظر بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔۔۔۔

" کچھ پوچھ رہا ہوں میں۔۔۔۔۔"

ارمان خان دھاڑا تو نینا ارمان خان کی دھاڑ پر لرزی تھی ارمان خان کے یوں ایشل کے سامنے اس پر چلانے پر نینا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے ارمان خان اس کے آنسوؤں کی پرواہ

کیے بغیر اس کے ہاتھ پر اپنی وحشی گرفت جماتا اسے لیے اندر عورتوں والے حصے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔

" کیا کرنے آئی تھی تم باہر ہاں، جب تمہیں اچھی طرح پتا ہے باہر مردوں کا فنکشن ہے کوئی عورت تمہیں وہاں پر نظر آئی جو تم یوں مردوں کے بیچ اتنی بنی سنوری آ گئی، تمہیں کوئی احساس ہے یا نہیں، یا ہمیشہ کی طرح اپنی عقل استعمال کرنا ضروری نہیں سمجھا اور تمہیں پتا ہی نہیں چلا کہ تم کیا کر رہی ہو۔۔۔۔"

ارمان خان غصے سے نینا پر چلایا تھا۔۔۔۔

" وہاں پر اتنے مردوں کے درمیان ایک اور عورت بھی تھی جس کے وہاں کھڑے ہونے پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے باتیں کی جا رہی تھیں اور میرے وہاں پر چند لمحے کھڑے ہونے پر آپ کی نام نہاد غیرت جاگ گئی۔۔۔۔"

نینا بھڑکتے ہوئے بولی۔۔۔۔

" اپنی زبان کو قابو میں رکھو نینا اور اندر جاؤ میں تم سے گھر جا کر بات کروں گا، اب تب تک تم باہر نہیں آؤ گی، جب تک میں تمہیں نہ بلاؤں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے خود پر ضبط کرتے ہوئے نینا کو حکم دیا، نینا ارمان خان کی بات سنی ان سنی کرتی وہیں پر ضدی انداز میں کھڑی رہی ارمان خان نے غصے سے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔۔۔۔

" کیا کہہ رہا ہوں میں نینا سنا نہیں تم نے۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے ضدی انداز میں کہا تو نینا اپنے آنسو پیتے ہوئے پیر پٹختی اندر چلی گئی۔۔۔۔

ارمان خان جھنجھلاتا ہوا اپنے غصے پر قابو پاتا باہر آیا ارمان نے اطمینان کا سانس لیا تھا کہ ایشل چلی گئی ارمان خان باہر اپنے دوستوں کی طرف بڑھا ارمان خان کے چہرے پر سرخی اور غصہ دیکھ کر صفدر ارمان خان کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔

" کیا ہوا تجھے۔۔۔۔۔"

صفدر نے ارمان خان کا اشتعال زدہ چہرہ دیکھ کر پوچھا۔۔۔

" کیا ہوا مجھے یہ تو مجھ سے پوچھ رہا ہے کیا ضرورت تھی ایشل کو بلانے کی، تو اچھی طرح جانتا ہے میں ہر تعلق توڑ چکا ہوں اس سے۔۔۔۔۔"

ارمان خان صفدر پر چلایا تھا۔۔۔۔

" جانتا ہوں تو قسم لے لے اگر میں نے اسے بلایا ہو، پتہ نہیں اسے کیسے پتہ چل گیا کہ آج ثانیہ کا نکاح ہے اور وہ بغیر انویٹیشن کے چلی آئی، میں خود حیران رہ گیا تھا اسے دیکھ کر، میرے اور تمہارے سارے دوستوں کو جانتی ہے وہ کسی سے پتہ چل گیا ہو گا اور اسے پتہ تھا کہ تو ضرور آئے گا اور وہ اسی لئے آج آئی تھی۔۔۔۔"

صفدر نے تفصیلاً وضاحت دی۔۔۔۔

" کیا ہوا، کچھ ہوا ہے کیا، بھابی نے کچھ کہا ہے۔۔۔۔"

صفدر نے نینا کو باہر آتے دیکھ لیا تھا نہ صرف صفدر نے بلکہ ارمان خان کے باقی دوستوں نے بھی دیکھ لیا تھا، اس سے پہلے ارمان کے کسی دوست نے نینا کو دیکھا نہیں تھا، نینا کو ایک دو دفعہ پارٹی میں باسط خان کے ہمراہ دیکھا تھا مگر انہیں پتہ نہیں تھا کہ نینا ارمان کی بیوی ہے۔۔۔۔۔

انہیں بھی آج پتہ چلا تھا کہ نینا شاہ ارمان کی بیوی ہے اور وہ آپس میں ارمان کا ریکارڈ لگا رہے تھے کہ بیوی اور گرل فرینڈ آمنے سامنے، ایک نے تو یہ تک کہہ دیا کہ کیا قسمت پائی ہے ارمان نے، تمام گرل فرینڈز تو ایک طرف بیوی تو تمام گرل فرینڈز پر بھاری ہے، اتنی حسین بیوی ملی ہے ارمان خان کو۔۔۔۔

یہ بات صفدر نے ارمان کو نہیں بتائی تھی وہ جانتا تھا ایسی بات پر ارمان خانزادہ نے کیا کرنا تھا، مرنے مارنے والی سچویشن ہو جانی تھی، صفدر نے باقی دوستوں کو سختی سے منع کیا تھا کہ وہ ایسی کوئی بات نہ کریں غلطی سے بھی، اگر یہ سب ارمان نے سن لیا تو بہت برا ہو گا۔۔۔۔۔

ارمان کے دوست خاموش ہو گئے تھے وہ جانتے تھے ارمان خان کو سب کو اپنی جان پیاری تھی مگر ارمان خان جھنجھلایا ہوا تھا، اسے بہت غصہ آ رہا تھا نینا پر اسکا یوں باہر آنا ارمان سے برداشت نہیں ہو رہا تھا آج تو وہ لگ بھی بہت حسین رہی تھی وہ اپنے دوستوں کے پاس بیٹھا بھی صرف اسے ہی سوچے جا رہا تھا۔۔۔

جب جب نینا کا سراپا اس کی نگاہوں کے سامنے آتا وہ پاگل ہونے لگتا، وہ بے چین ہونے لگتا اس کا دل کر رہا تھا وہ نینا کو اپنے سامنے بیٹھا کر جی بھر کر دیکھے اور اسے بانہوں میں لے کر جی بھر کر پیار کرے۔۔۔

اس کے ہونٹوں پر اپنے پیار کی مہر لگائے مگر وہ خود پر قابو پا رہا تھا گھر بھی اس لئے ابھی تک نہیں گیا تھا کہ کہیں وہ تنہائی میں جذبات میں آ کر بہک نہ جائے، اس کے حسن کے آگے مگر نینا کا یہاں باہر آنا اسے سخت ناپسند آیا تھا ارمان خان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔۔۔۔

نکاح سے واپسی پر گاڑی میں گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی ارمان خان لب بھینچے سنجیدہ چہرہ لیے خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا نینا سپاٹ چہرہ لیے روٹھی روٹھی سی بیٹھی تھی، آج پہلی دفعہ نینا کے انداز میں غصے سے زیادہ ارمان کے لیے ناراضگی تھی۔۔۔۔

نینا کو یوں ایشل کے سامنے ارمان کا چلانا بہت برا لگا تھا اسے کہیں زیادہ ارمان اور ایشل کا ہاتھوں میں ہاتھ ڈالنا برا لگا تھا، نینا کو سمجھ نہیں آ رہا تھا اسے کیوں اتنا برا لگ رہا ہے، اسے وہ منظر کیوں بھول نہیں پا رہا، نینا نے غصے سے اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا تھا جو اس سے سنبھل ہی نہیں پا رہا تھا، نینا نے وہ دوپٹہ شانوں سے اتار کر غصے سے جھنجھلاتے ہوئے اپنے پیروں میں پھینکا، جس پر ارمان خان نے غصے سے نینا کو گھورا تھا۔۔۔

" کیا مسٹر خان ایسے کیا گھور رہے ہیں، نہیں سنبھلتا مجھ سے یہ ٹینٹ۔۔۔۔۔"

نینا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" نینا تمیز سے دوپٹہ اٹھاؤ اور اچھی طرح خود پر اوڑھو ورنہ تمہیں سچ میں ٹینٹ اوڑھانا شروع کر دوں گا۔۔۔"

ارمان خان غصے سے اونچی آواز میں چلایا تو نینا نے منہ بناتے ہوئے دوپٹہ پاؤں سے اٹھا کر دوبارہ سے اوڑھا تھا۔۔۔

" تم دھمکی کے بغیر نہیں چل سکتی نینا۔۔۔۔"

ارمان نے تاسف بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا نینا کی دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے اچٹتی سی نظر ارمان پر پڑی تو نینا نے شوک کے عالم میں ارمان کو دیکھا تھا، ارمان کے کالر کی سائیڈ پر ریڈ لپسٹک کا مارک تھا، نینا آنکھوں میں آنسو لیے منہ کھولے ہوئے بے یقینی سے ارمان کے کالر کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

گاڑی گھر کے گیٹ کے اندر داخل ہوئی تو نینا نے غصے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر اترتے پوری قوت سے دروازہ بند کیا تھا کہ ارمان خان بھی ہڑبڑا اٹھا تھا، نینا تن فن کرتی اندر داخل ہوئی ارمان خان اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے نینا کے پیچھے گھر کے اندر داخل ہوا مگر اندر کا منظر ارمان خان کا خون کھولا کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔

نینا نے اندر داخل ہوتے ہوئے اپنا کلچر زور سے دیوار پر مارا تھا اور اپنا دوپٹہ گلے سے اتار کر زمین پر پھینکا، دھاڑ سے اپنے روم کا دروازہ بند کرتی ہوئی وہ اندر چلی گئی، ارمان خان نے خون

کے گھونٹ پیتے ہوئے گہرا سانس بھرتے نینا کا دوپٹہ اٹھا کر باہر صوفے پر رکھا تھا اور خاموشی سے اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

نینا کمرے میں آ کر بھی بے چینی سے ٹہلنے لگی نینا نے غصے سے اپنے ائیر نگز اتار کر ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکے تھے اور اپنے بالوں کو جوڑے کے صورت میں لپیٹا تھا، اپنے ہونٹوں پر لگی ریڈ لپسٹک نینا کو انتہائی بری لگی تھی، نینا نے غصے سے ٹشو اٹھا کر لپسٹک ریموو کی۔۔۔۔

" مسٹر خان کے کالر پر لپسٹک کا مارک تھا کیا۔۔۔۔"

نینا نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے سوچا۔۔۔۔

" ہاں وہ ریڈ کلر کا نشان تھا وہ لپسٹک کا ہی نشان ہو سکتا ہے اور ایشل نے بھی تو ریڈ لپسٹک لگائی ہوئی تھی، کیا مسٹر خان اور ایشل میں ابھی تک کچھ چل رہا ہے۔۔۔۔"

نینا روہانسی ہوئی۔۔۔۔

" اگر کچھ چل رہا ہے تو تجھے کیا نینا شاہ، جو مرضی کرے وہ دو نمبر سر پھرا خان، تجھے کیا نینا شاہ، تیرے لیے تو اچھا ہی ہے تیری جان چھوٹی رہے گی مسٹر خان سے۔۔۔۔۔"

نینا بے چینی سے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

" تو کیا ایشل اور مسٹر خان کے بہت گہرے تعلقات تھے۔۔۔۔۔"

نینا یہ سوچ کر پھر سے بے چین ہوتی صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

" مسٹر خان کون سے دودھ کے دھلے ہوئے ہیں مجھے وہ لفٹ میں کس کر سکتے ہیں تو ایشل جیسی بے باک لڑکی کے ساتھ تو یقیناً بہت گہرے تعلقات رہے ہوں گے۔۔۔۔۔"

نینا نے کمرے میں پڑا واز اٹھا کر زمین پر زور سے دے مارا تھا نینا نے غصے سے ارمان خان کے کمرے کا رخ کیا۔۔۔۔

نینا ارمان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی، ارمان واش روم میں شاور لے رہا تھا ارمان کی شرٹ بیڈ پر پڑی تھی، نینا نے وہ شرٹ اٹھا کر اس کا کالر دیکھا، وہ واقعی میں لپسٹک کا نشان تھا دل میں ایک موہوم سی امید تھی کہ شاید اس کی غلط فہمی ہو۔۔۔۔

وہ کسی اور چیز کا نشان ہو مگر وہ واقعی میں لپسٹک کا نشان تھا ارمان واش روم سے شاور لے کر باہر نکلا ارمان خان اس وقت وائٹ ہاف ٹی شرٹ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھا، بال ہلکے ہلکے گیلے ماتھے پر بکھرے تھے جنہیں وہ ٹاول سے خشک کر رہا تھا۔۔۔۔۔

ارمان ٹاول بیڈ پر اچھالتے ہوئے حیرانگی سے نینا کی طرف بڑھا جو شرٹ ہاتھ میں لیے بھیگی آنکھوں میں شرارے لیے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا نینا اور یہ شرٹ پکڑے کیا کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کے پاس آ کر اچنبھے سے پوچھا، نینا نے غصے سے وہ شرٹ ارمان کے منہ پر دے ماری تھی۔۔۔۔۔

" یہ کیا بیہودگی ہے نینا۔۔۔۔۔"

ارمان سرخ چہرے کے ساتھ چلایا۔۔۔

" میں تمہاری بدتمیزیاں کب سے دیکھ رہا ہوں اور برداشت بھی کر رہا ہوں مگر اپنی لمٹس مت کراس کرو۔۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کے چہرے پر گہری نظر ڈالتے سنجیدگی سے کہا مگر آواز کافی سرد تھی۔۔۔۔

" اوا چھا یہ بیہودگی ہے آپ کے نزدیک، میں نے آپ کی شرٹ پھینکی تو یہ بیہودگی ہو گئی اور جو آپ نے کیا اس کو کیا کہیں گے آپ۔۔۔۔۔"

نینا ارمان خان کے مزید قریب ہوتی اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چلائی۔۔۔۔

" نینا آواز نیچے، سمجھ آئی تمہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے ہوئے سرد آواز میں کہتے ہوئے اس کی کلائی پر اپنی گرف سخت کی، نینا نے جھٹکے سے بھیگی آنکھوں سمیت اپنی کلائی چھڑوائی تھی اور وہ شرٹ پکڑ کر وہ لپسٹک کا نشان ارمان خان کی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔۔۔

"کیا ہے یہ۔۔۔۔۔"

نینا نے بھیگی آنکھوں سے پوچھا اب کی بار اپنی آواز نیچی رکھی تھی مگر آنکھوں میں غصہ اور شکوہ ہنوز برقرار تھا۔۔۔

"کیا ہے، کیا مطلب، نینا یہ شرٹ ہے اور تم آدھی رات کو میرے کمرے میں آکر مجھ سے یہ پوچھ رہی ہو کہ یہ کیا ہے، لگتا ہے تمہارے دماغ کے علاوہ تمہاری آنکھوں نے بھی کام کرنا بند کر دیا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان نے طنزیہ انداز میں کہتے وہ شرٹ بیڈ پر اچھالی تھی۔۔۔

" اوہ اچھا میرا دماغ کام نہیں کرتا مگر آپ کے تو کیا ہی کہنے، آپ کا دماغ تو ہر جگہ چلتا ہے اور لڑکیوں کو دیکھ کر تو یہ سرپٹ دوڑنے لگ جاتا ہے، ہے نا۔۔۔۔۔"

نینا نے طنزیہ مسکراتے ہوئے ارمان کی آنکھوں میں دیکھا، اب وہ دونوں ایک دوسرے کو کاٹ کھانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔۔۔۔

" تم چاہتی کیا ہو نینا مجھ سے، کھل کر کہو پہیلیاں مت بجھواؤ میرا دماغ پہلے ہی بہت گرم ہے، اسے پلیز اور گرم نہ کرو، ورنہ میں اپنا غصہ اپنی ساری گرمی تم پر اتار دوں گا اور پھر تم سے کوئی بعید نہیں کہ تم اپنے شوہر کو ری۔۔۔پسٹ بھی کہہ دو کیونکہ ایک شوہر کی محبت کو اسکے جائز تقاضے کو تم بڑے دھڑلے سے حوس کہہ سکتی ہو تو اگر میں نے تم سے اپنا جائز حق لے لیا تو مجھے یقیناً ری۔۔۔۔پسٹ سے کم کا درجہ نہیں دو گی۔۔۔۔۔"

ارمان نے طنز کیا تو نینا بھڑک اٹھی تھی۔۔۔۔

" یہ حوس بس مجھے ہی دیکھ کر نہیں جاگتی آپکی، دوسری لڑکیوں کو دیکھ کر ہی صرف آپ کے اندر جاگتی ہے، تب ہی تو ایشل نے آپ کو کس کیا۔۔۔۔"

نینا آنکھوں میں آنسو لیے بولی تھی، ارمان کو غصے میں دیکھ کر اس کی دھمکی سن کر وہ خود پر قابو پاتے ہوئے آرام سے بولی تھی ورنہ نینا کا دل تو کر رہا تھا ارمان کی جان لے لے اس وقت ، ارمان خان نے نا سمجھی سے نینا کو دیکھا تھا، نینا نے بیڈ سے شرٹ اٹھا کر لپسٹک کا نشان دوبارہ سے ارمان کو دکھایا۔۔۔۔

ارمان نے شرٹ ہاتھ میں پکڑ کر اس نشان کو دیکھا تو ارمان کو یاد آیا کہ ایشل جب اس کے گلے لگی تھی تب ایشل نے یقیناً اس کے کالر پر کس کیا ہو گا، ارمان تب اتنے غصے میں تھا کہ وہاں اسے اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔

" مجھے نہیں پتا کہ یہ کہاں سے آیا اور اگر ایشل نے مجھے کس کیا یا پھر میں نے اسے کس کیا تو تمہیں کیا فرق پڑتا ہے، میں کچھ بھی کرتا پھروں، تم تو آدھی رات کو مجھ سے ایسے سوال کر رہی ہو جیسے تم ایک بہت محبت کرنے والی بیوی ہو، یہ مت بھولو کہ تم آج بھی خود کو نینا شاہ کہلوانا پسند کرتی ہو تمہیں تو اس سب سے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا میں خود کو ابھی بھی نینا شاہ کہلوانا ہی پسند کرتی ہوں، میری بلا سے آپ کچھ بھی کرتے پھریں، اس ایشل سے یا پھر کسی بھی لڑکی سے بھلے آپ شادی کر لیں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔۔"

نینا نے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" بلکل ایسے ہی کروں گا ان فیکٹ ایشل میری دوسری بیوی بننے کو تیار بھی ہے اب تم نے خود ہی مجھے اجازت دے دی ہے تو میں جلد ہی اسے اپنی بیوی بنالوں گا، چلو اچھا ہے تمہیں اعتراض نہیں ورنہ میں نے تو آج اسے منع کر دیا تھا کہ کہیں میری پہلی بیوی کو اعتراض نہ ہو۔۔۔۔۔"

ارمان اپنی مسکراہٹ چھپاتا ہوا نینا کے بے یقین چہرے کو دیکھ کر بولا تھا، ارمان کی بات سن کر نینا کے چہرے پر کئی رنگ آئے تھے ہیزل گرین آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھل گئی تھیں، آنکھوں میں آنسو چھلکنے کو بے تاب تھے۔۔۔۔۔

نینا کچھ پل بھیگی آنکھوں سے ارمان کو دیکھتی رہی اور پھر خاموشی سے دروازہ کھول کر باہر چلی گئی، نینا کے جانے کے بعد ارمان کھل کر ہنسا تھا وہ اپنی بیوی کے ایکسپریشن اور اس کی باز پرس سے سمجھ گیا تھا کہ اسے یہ نشان کچھ زیادہ پسند نہیں آیا اور اس کی بھیگی آنکھیں اور بے چین چہرہ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ وہ جل رہی ہے، ارمان نے مسکراتے ہوئے آئینے کے آگے اپنے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارا تھا، نینا کا جلن زدہ چہرہ ارمان کو ڈھیروں سکون دے گیا تھا۔۔۔۔۔

" یعنی کہ مسسز خانزادہ کے دل میں مسٹر خانزادہ کی محبت کا دیا جل اٹھا ہے۔۔۔۔۔"

ارمان طمانیت سے مسکراتا بیڈ کی طرف بڑھا ہی تھا جب نینا دھاڑ سے دروازہ کھول کر دوبارہ سے اندر داخل ہوئی، ارمان اپنی مسکراہٹ پر قابو پاتا نینا کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

" اب کیا ہوا۔۔۔۔"

ارمان خان نینا کے خوبصورت چہرے اور اس کی بھیگی پلکوں کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔۔۔۔

" آپ سچ میں اس سے شادی کرنے والے ہیں۔۔۔۔۔"

نینا نے لرزتے لبوں سے بامشکل سوال کیا۔۔۔۔

" نہیں میں نے ایسا کب کہا کہ میں شادی کرنے والا ہوں بلکہ میں نے تو منع کر دیا تھا تم نے خود ابھی ابھی مجھے اجازت دی ہے کہ میں دوسری شادی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔"

ارمان اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

" ٹھیک ہے آپ ایشل سے شادی کر سکتے ہیں لیکن اس کے لئے آپ کو مجھے طلاق دینی پڑے گے۔۔۔۔"

نینا کے طلاق کے مطالبے پر ارمان خان کی آنکھوں میں سرخی اتری تھی۔۔۔۔۔

" بکواس بند کرو نینا، میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ یہ فضول لفظ میرے سامنے مت بولنا، میں چاہے ایک شادی کروں یا پھر چار شادیاں، ایک بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بیٹھالو کہ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا، تمہیں مجھ سے کبھی رہائی نہیں مل سکتی، کبھی بھی نہیں۔۔۔۔"

ارمان نینا کی آنکھوں میں دیکھتا غرایا تھا۔۔۔۔

" یعنی کہ مجھے چھوڑیں گے بھی نہیں اور اپنی گرل فرینڈ سے تعلق بھی رکھیں گے، انہیں کس بھی کریں گے۔۔۔۔"

نینا کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی تھی، نینا کو واقعی میں ارمان کے کالر پر لپسٹک کے نشان نے بہت تکلیف پہنچائی تھی اور ارمان خان کے منہ سے شادی کا سن کر تو نینا کو اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی، ارمان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اسے خود کے قریب کیا تھا۔۔۔۔

" میں حوس کا مارا ہو سکتا ہوں مگر اتنا بھی نہیں کہ کسی بھی لڑکی کو دیکھ کر جگہ اور موقع کا خیال کیے بغیر اسے کس کر دوں، آج تک بے اختیاری میں جس لڑکی کے ہونٹوں کو کس کیا وہ صرف ایک ہی ہے اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں جسے دیکھ کر ارمان خانزادہ ساری دنیا کو بھول جائے اور خود پر کنٹرول نہ کر سکے۔۔۔۔۔۔"

" اگر وہ کوئی ہے تو وہ صرف ارمان کی نینا ہے، آج تک کسی لڑکی نے میرے دل کی دھڑکنیں نہیں بڑھائیں، اگر کسی نے بڑھائی ہیں تو وہ صرف تم ہو، مجھے پاگل کرنے والی صرف تم ہو جسے دیکھ کر میرا خود پر کنٹرول نہیں رہتا، وہ صرف تم ہو میں نے تمہیں لفٹ میں کس کیا تھا۔۔۔۔۔"

" تمہاری رضامندی کے بغیر کیونکہ تمہارے سرخ ہونٹوں نے اس دن میری جان نکال دی تھی، میں پاگل ہوا تھا جیسے آج ہو رہا ہوں، پاگل دیوانہ پیاسا ان ہونٹوں کے علاوہ کبھی کسی کے ہونٹوں نے مجھے اٹریکٹ نہیں کیا۔۔۔۔۔"

ارمان نینا کے چہرے پر اپنی گرم سانسوں کی بھاپ چھوڑتے ہوئے گھمبیر آواز میں بولتے ہوئے نینا کو لال کر چکا تھا، نینا اپنی لرزتی پلکیں جھکائے اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پانے کی

کوشش کرنے لگی تھی جو انتہائی تیزی سے دھڑکتے ہوئے اسے ہارٹ اٹیک سے ہی دوچار کرنے والی تھی۔۔۔۔

" وہ سب کے سامنے مجھ سے گلے ملی تھی، شاید اس دوران یہ لپسٹک کا نشان لگ گیا، مجھے نہیں پتا نینا لیکن ایک بات یاد رکھنا، چاہے کچھ بھی ہو جائے میں ان ہونٹوں کے علاوہ کبھی کسی کے ہونٹوں کو نہیں چھوؤں گا کیونکہ ارمان خانزادہ نینا کے ہونٹوں کا دیوانہ ہے، جس دن نینا نے خود کو ارمان خانزادہ کے سپرد کیا اس دن تمہیں میری شدتوں سے پتا چل جائے گا ارمان کتنا دیوانہ کتنا پاگل ہے ان ہونٹوں کے لئے۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی گھنی جھکی لرزتی پلکوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

" ایشل آپ سے شادی کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔"

نینا ابھی بھی بے چین تھی۔۔۔۔

" آج کے بعد میرا کوئی تعلق نہیں ایشل سے، وہ میں اسی دن ختم کر چکا تھا جب مجھے ادراک ہوا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں عشق کرتا ہوں۔۔۔۔"

ارمان نے کہتے ہوئے نینا کے ماتھے پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے۔۔۔۔

" اور کچھ, یا آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے یا پھر میری باقی گرل فرینڈز کا بھی حساب کتاب چاہیے۔۔۔۔۔"

ارمان نینا سے الگ ہوتا اس کی جھکی نظروں کو دیکھتے ہوئے شرارتی لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

" آپ کی ایشل کے علاوہ بھی گرل فرینڈز تھیں مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے آنکھیں پھیلا کر بے یقینی سے دیکھا تھا ارمان خان نے نینا کے انداز اور اس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔۔۔۔۔

" بیوی کو شوہر کے ایک افیر کا پتہ چل جائے تو بیوی ساری عمر شوہر کو کٹہرے میں کھڑا رکھتی ہے، مجھے لگتا ہے میرا حال بھی کچھ ایسا ہی ہونے والا ہے۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" نہیں تو میں بس ویسے ہی۔۔۔۔۔"

نینا جھینپتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔

" اب کیا ارادے ہیں مسسز خانزادہ کیوں میرے ضبط کو آزما رہی ہیں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالے پھر سے اسے خود کے قریب کیا تھا نینا نے نظریں اٹھا کر سوالیہ نظروں سے ارمان خان کو دیکھا۔۔۔۔

" رات ہے تنہائی ہے محبوب ہے تو ایک پاگل دیوانہ شوہر تو بہکے گا ہی، کیوں مجھے اپنے حسن اور اداؤں سے بہکا رہی ہو مسسز خانزادہ۔۔۔۔۔"

ارمان نے جھک کر نینا کے گال پر اپنے لب رکھے تھے۔۔۔۔

" یا پھر میرے ضبط کو دیکھنا چاہتی ہو، تو میں تمہیں بتاتا ہوں ارمان خانزادہ نینا کے معاملے میں بہت بے اختیار ہے، اس کیلئے دیوانہ ہے، اس کیلئے پاگل ہے بے قرار ہے، تمہارے بغیر میں ساری ساری رات تڑپتا ہوں، کیسے رہتا ہوں تمہارے بنا یہ میں ہی جانتا ہوں، اس لئے مجھے مجبور مت کرو کہ میں اپنی ساری تڑپ ساری جنونیت تم پر نچھاور کر دوں۔۔۔۔۔"

ارمان خان نے مخمور گھمبیر سرگوشی نما آواز میں بولتے ہوئے نینا کے کان کی لو کو چومتے ہوئے اسے خود میں بھینچا تھا اور اس کے کاندھے پر اپنے لب رکھے، ارمان خان نینا کو دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے بے اختیاری میں نینا کی گردن پر جھکتا دیوانوں کی طرح اپنے دہکتے ہوئے لمس کی جا بجا شدتیں نچھاور کرنے لگا۔۔۔۔

ارمان کافی جنونی انداز میں نینا پر اپنی شدتیں نچھاور کرتے ہوئے اس کی جان نکال رہا تھا، نینا کو ارمان کا لمس دہکتے ہوئے کوئلے سے بھی زیادہ دہکتا محسوس ہو رہا تھا، نینا کا پورا بدن کانپنے

لگا تھا نینا سے ارمان کی شدتیں برداشت نہیں ہو رہی تھیں، ارمان نینا کی گردن پر جھکے اس کی سانسوں کی روانگی کو بڑھاتے ہوئے اس میں ہلچل مچا چکا تھا۔۔۔۔

نینا ارمان خان کی شدتوں پر بے حال ہوتی کانپتی ہوئی ارمان خان کو دونوں ہاتھوں سے دھکیلتے ہوئے جلدی سے روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئی، ارمان خان سرخ آنکھوں سے خود پر قابو پاتا ہوا گہرے سانس بھرتا صوفے پر بیٹھ کر اپنی بے ترتیب سانسوں کو قابو کرتے ہوئے اپنی بے چینی اور تڑپ کو کم کرنے اور کنٹرول کرنے لگا مگر ارمان خان کا خود پر کنٹرول ختم ہو رہا تھا۔۔۔۔

آج وہ اتنی حسین لگ رہی تھی اور اس کے ذرا سا پاس آنے پر ارمان کی تڑپ آسمان تک جا پہنچی تھی، ارمان خان نے سائیڈ ٹیبل سے گاڑی کی چابی اٹھائے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے، وہ مزید نینا کے ساتھ ایک چھت کے نیچے ایک گھر میں رہتا تو یقیناً ارمان کی شدتوں سے نینا کو بہت تکلیف پہنچتی۔۔۔۔

اسکے جذبات عروج پر تھے، انداز جنون کی کیفیت لیے ہوئے تھا، ایسے میں نینا کی مزاحمت ارمان کو پاگل کر دیتی اور وہ نینا کو تکلیف نہیں دے سکتا تھا اس وقت اسکا نینا سے دور جانا ہی ٹھیک تھا

نینا کمرے میں آکر کافی دیر تک اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتی رہی تھی نینا نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنی ہتھیلیاں اپنے گالوں پر رکھی تھیں جو کہ سرخ اناری ہو رہے تھے نینا کی اپنی چمکتی ہوئی سفید گردن پر نظر پڑی جہاں ارمان کی شدتوں کی نشان واضح تھے۔۔۔۔

نینا نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ اپنی نظریں جھکالی تھیں ارمان کی باتیں یاد کر کے نینا کے چہرے پر پھیلا تبسم گہرا ہوتا جا رہا تھا نینا کا دل ایک نئے انداز میں دھڑک رہا تھا، نینا نے نظریں اٹھا کر آئینے میں دیکھا، وہ بے شک بہت خوبصورت تھی، اسے اس بات کا احساس بھی تھا، اس کی خوبصورتی کا اسے بہت سے لوگوں نے احساس کروایا تھا۔۔۔۔

اس کی فرینڈز اس کے کالج اور یونیورسٹی میں پڑھنے والے لڑکے جو ہمیشہ اس کی خوبصورتی سے متاثر ہو کے اس کی طرف بڑھتے مگر نینا کو آج لگ رہا تھا وہ واقعی بہت خوبصورت ہے، بہت زیادہ خوبصورت، ارمان کی باتیں اس کی محبت اس کا لمس اسے مغرور بنا رہا تھا۔۔۔۔

اسے ارمان کی محبت پر ناز ہو رہا تھا نینا کے چہرے پر ایک دفعہ پھر سے شرمیلی مسکراہٹ دوڑ گئی تھی، دل کی دھڑکنوں نے پھر سے اودھم مچایا تھا، نینا نے گہرا سانس لیتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا

نینا صبح یونیورسٹی جانے کے لیے تیار اپنے روم سے نکل کر ڈائنگ روم میں آئی تھی جہاں گل بانو ناشتہ ٹیبل پر لگا رہی تھی۔۔۔۔

" گل بانو مسٹر خان کہاں ہیں۔۔۔۔"

نینا نے سامنے کلاک پر نظر دوڑاتے ہوئے گل بانو سے پوچھا تھا۔۔۔

" پتہ نہیں بی بی جی وہ ابھی تک کمرے سے باہر نہیں آئے۔۔۔۔"

گل بانو نے ٹیبل سجاتے ہوئے جواب دیا۔۔۔۔

" آج میرا بہت اہم لیکچر ہے مسٹر خان ابھی تک کمرے میں کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔"

نینا گھڑی دیکھتی ہوئی جھنجھلائی تھی تھوڑی دیر انتظار کرنے کے بعد نینا نے ارمان کے کمرے کا رخ کیا تھا، نینا نے دروازہ نوک ہی کیا تھا کہ ارمان خانزادہ نے اسی پل دروازہ کھولا ارمان خان کو بلو جینز پر وائٹ بلو لائننگ شرٹ پہنے خوشبوؤں میں بسا نک سک سا تیار دیکھ نینا کا دل تیزی سے دھڑکا تھا، ارمان خان نے آبرو اچکائے سوالیہ نظروں سے نینا کو دیکھا جو کنفیوز سی گلابی چہرہ لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

" مسٹر خان وہ مم۔۔۔میں، میرا مطلب ہے کہ میرا اب۔۔۔بہت اہم لیکچر ہے آج۔۔۔۔"

نینا جھکی لرزتی پلکوں کے ساتھ بولی ارمان خان نے گہری نظر نینا پر ڈالی تھی جو بلو جینز پر سمپل فیروزی رنگ کی لانگ شرٹ پہنے ہوئے تھی، ساتھ ہی ہم رنگ دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا، آدھے بالوں کو کیچر میں مقید کر کے باقی بال کھلے چھوڑ رکھے تھے، ہونٹوں پر شائننگ لپ گلوز لگائے سیدھا وہ ارمان کے دل میں اتر رہی تھی چہرے پر شرم وحیا کے رنگ بکھرے ہوئے تھے ارمان جانتا تھا وہ رات کے متعلق یاد کر کے نروس ہو رہی ہے۔۔۔۔

" چلو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔۔"

ارمان نے اس کے دلکش مہکتے وجود سے نظریں چراتے ہوئے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھائے۔۔۔۔

" مسٹر خان ناشتہ تو کر لیں بالکل ریڈی ہے۔۔۔۔"

نینا ارمان کے ہم قدم ہوئی۔۔۔۔

" کوئی بات نہیں نینا میں ناشتہ آفس میں کر لوں گا تمہارا لیکچر مس نہ ہو جائے۔۔۔۔"

ارمان نرمی سے بولتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگا، دروازے پر رک کر اس نے گہری نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا اور اس کے گلے سے دوپٹہ اتار کر اس کی شانوں پر اچھی طرح پھیلایا۔۔۔۔

" اب چلو۔۔۔۔۔"

ارمان نے کہتے ہوئے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔۔

ارمان آنکھوں پر گلاسز لگائے سنجیدگی سے ڈرائیو کر رہا تھا گاڑی میں لائٹ سا میوزک چل رہا تھا۔۔۔۔

" مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا کے پکارنے پر وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔۔۔۔

" مجھے کچھ بکس لینی ہیں میں واپسی پر رحیم خان کے ساتھ جا کر لے لوں گی۔۔۔۔"

نینا نے ارمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

" لے لینا میں نے تمہارے اکاؤنٹ میں اماؤنٹ ٹرانسفر کروادی ہے اپنا کریڈٹ کارڈ یوز کر لینا اس کے علاوہ تم کسی کی مدد کرنا چاہتی ہو تو وہ بھی کر سکتی ہو، تمہارا کریڈٹ کارڈ اب کبھی بھی زیرو بیلنس نہیں ہو گا۔۔۔۔"

آخر میں ارمان کا لہجہ شرارتی ہوا تھا۔۔۔

" یعنی کے آپ مجھے سوشل سروس کرنے کا کہہ رہے ہیں، کیا فائیدہ آپ کا ہی حکم ہے، یونیورسٹی سے گھر اور گھر سے یونیورسٹی۔۔۔"

نینا نے منہ بگاڑتے ہوئے کہا۔۔۔

" مسسز خانزادہ آپ کو جو بھی سوشل ورک کرنا ہے مجھے بتائیں میرے ساتھ جائیں، آپ کو کون روک رہا ہے مجھے آپ کے اکیلے جانے پر اعتراض ہے، وہ بھی صرف اس لیے آپ کی سمجھ تھوڑی چھوٹی ہے، کیونکہ آپ کی عمر ابھی کافی کم ہے۔۔۔"

ارمان چہرے پر تبسم سجائے خوشگواری میں بولا تھا۔۔۔۔

" اور ویسے بھی اب تم مسسز خانزادہ۔۔۔۔"

" ویسے بھی اب تم مسسز خانزادہ ہو نینا شاہ نہیں جو کہیں بھی منہ اٹھا کر چل پڑتی تھی۔۔۔۔۔"

نینا نے ارمان کی بات کاٹ کر منہ بناتے ہوئے اسے خود ہی مکمل کیا تھا ارمان خان نے گھور کر نینا کو دیکھا تھا۔۔۔۔

" کیا مسٹر خان آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں، ہزار دفعہ کا جملہ ہے جو میں آپ کے منہ سے سن چکی ہوں۔۔۔۔"

نینا نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا ارمان خاموشی سے ڈرائیو کرنے لگا گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ پر رکی تو نینا اترنے لگی تب ارمان نے دروازہ لاک کیا، نینا نے سوالیہ نظروں سے ارمان

کی طرف دیکھا ارمان نے آگے ہو کر نینا کا دوپٹہ شانوں پر پھیلایا تھا جو کہ نینا کے ایک کاندھے پر جھول رہا تھا۔۔۔

" مسسز خانزادہ میں آپ کو بار بار اس لیے باور کرواتا ہوں کہ آپ مسسز خانزادہ ہیں، کیونکہ ہر دفعہ میرے کانوں کو یہ لفظ بہت بھلا لگتا ہے کہ نینا شاہ نینا شاہ نہیں صرف ارمان خان کی نینا ہے اس کے لئے تمہیں ساری عمر اپنے نام کا حوالہ دیتا رہوں گا، ساری عمر اپنے لمس اپنے لفظوں سے باور کرواؤں گا کہ تم صرف میری ہو، صرف میری، صرف ارمان کی نینا۔۔۔"

ارمان نے نینا پر جھکتے ہوئے سرگوشی نما آواز میں کہا تو نینا کے دل کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑتے ہوئے چہرے نے گلال چھوڑا تھا نینا نے نظریں اٹھا کر ارمان کو دیکھا جو بالکل اس پر جھکا گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

نہ جانے کیوں تو اب مجھے اچھا لگنے لگا ہے
روح اور دل سے مجھ کو تو سچا لگنے لگا ہے
میرا دل بے وجہ ہی دھڑکنے لگا ہے اب کیوں
میرا دل بے سبب ہی بہکنے لگا ہے کیوں

یہ میرا پاگل پن ہے یا میرا دیوانہ پن ہے

سمجھ پائی نہ میں تو

تھوڑا سا پیار ہوا ہے تھوڑا ہے باقی

" مسٹر خان۔۔۔۔"

نینا نے گہرا سانس لیتے ہوئے ارمان کو پکارا جو تقریباً اس پر جھکا اپنی گرم بھاپ جیسی دہکتی سانسیں اس کے چہرے پر چھوڑتے ہوئے اسے پورے کا پورا دہکا رہا تھا۔۔۔۔

" ممممم۔۔۔۔۔"

ارمان نے بھاری مخمور آواز میں سرگوشی کی۔۔۔۔

" مسٹر خان یہ یونیورسٹی ہے پلیز مجھے جانے دیں کوئی دیکھ لے گا۔۔۔۔۔"

نینا نے ذرا سی نظریں اٹھا کر لرزتے لبوں سے کہا۔۔۔۔

" کوئی بھی نہیں دیکھ رہا گاڑی کے مرر بلیک ہیں۔۔۔۔"

ارمان تھوڑا اور قریب ہوا۔۔۔۔

" مسٹر خان جانے دیں پلیز۔۔۔۔"

نینا نے بے چارگی سے کہا۔۔۔۔

" جانے دے دوں مگر تمہارے دہکتے ہوئے گلابی گال اور تمہاری بے ترتیب دھڑکنیں تو کچھ اور کہہ رہی ہیں۔۔۔۔"

ارمان نے نینا کے گال پر انگلیاں پھیری تھیں جو لال سرخ ہوتے آگ چھوڑ رہے تھے۔۔۔۔

مجھے اس دن کا انتظار جب آگ سے آگ ٹکرائے گی تو کیسی چنگاڑیاں اٹھیں گی، جو تمہیں اپنی لپیٹ میں لیتے ہوئے تمہیں میرا دیوانہ بنا دیں گی، میں اپنے جنونیت بھرے لمس سے تمہیں دہکتا ہوا شعلہ بنا دوں گا۔۔۔۔۔"

ارمان معنی خیزی سے بھاری گھمبیر آواز میں کہتے ہوئے نینا کے آگ نکلتے ہوئے گال پر اپنا لمس بکھیرتے ہوئے پیچھے ہٹا تھا اور دروازہ ان لاک کیا نینا جلدی سے کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولتے ہوئے باہر نکلتے ہوئے یونیورسٹی کا گیٹ عبور کر گئی تھی، اس کی چال میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی جسے ارمان محسوس کرتے ہوئے گہرا مسکرایا تھا۔۔۔۔

" اوففف ظالم حسینہ نہیں، ظالم بیوی۔۔۔۔۔"

ارمان نے زیرے لب بڑبڑاتے ہوئے نینا کا سراپا یاد کیا تھا اور پھر گہرا سانس بھرتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رمل تم کل آرہی ہو یونیورسٹی۔۔۔۔۔"

عائشہ نے کلاس سے نکلتے ہوئے رمل سے پوچھا تھا۔۔۔کیوں کل کیا ہے۔۔۔۔"

رمل کسی خیال سے چونکتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

کہاں ہوتی ہو تم رمل، یونیورسٹی میں کیا ہو رہا ہے تمہیں کچھ پتا ہی نہیں ہوتا۔۔۔۔"

عائشہ نے رمل کے گم صم اور چپ رہنے پر طنز کیا تھا۔۔۔۔

کل یونیورسٹی میں فلاور ایگزیبیشن ہے، تم آرہی ہو پھر۔۔۔۔"

عائشہ کے پوچھنے پر رمل نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔اوففففف یار کیا چیز ہو تم، نہ پارٹیز میں جاتی ہو نہ کسی فرینڈ کے گھر آتی جاتی ہو اور موبائل تم نے بیسویں صدی کا رکھا ہوا ہے جس سے صرف کال ہی ہو سکے، کیسے رہتی ہو تم۔۔۔۔۔"

سفینہ نے جھرجھری لی تھی رمل نے سامنے دیکھا جہاں سے روحان اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ آرہا تھا رمل کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

" یار میں تو کل نہیں آرہا ایک امپورٹینٹ کام ہے مجھے۔۔۔۔"

رمل کو روحان کی آواز سنائی دی جو اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنے دوست سے مخاطب تھا رمل نے مڑ کر روحان کو دیکھا تھا جو اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکا تھا، رمل کے دل کو کچھ ہوا تھا روحان اسے دیکھے بنا اس پر کوئی بھی نظر ڈالے بغیر گزر گیا تھا رمل کی آنکھوں میں آنسو جھلملائے تھے۔۔۔۔۔

رمل یونیورسٹی جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی رمل نے وائٹ سٹائلش عبایا پہنا تھا، جس کے بازو بہت خوبصورت اور سٹائلش تھے مگر عبایا لوز تھا لیکن رمل کے خوبصورت متناسب سراپے پر کافی جچ رہا تھا، رمل نے الماری سے پنک کلر کا حجاب نکالا تھا جو اسے روحان نے دیا تھا، رمل کافی دیر تک وہ حجاب لئے کھڑی رہی۔۔۔۔

" آج روحان نہیں آرہا تھا تو میں یہی لے لیتی ہوں۔۔۔۔"

رمل نے مسکراتے ہوئے وہ حجاب لیا تھا رمل جب یونیورسٹی پہنچی تو اس کی فرینڈز کافی تیار تھیں، موبائل پر اپنی سیلفیاں لے رہی تھیں رمل انہیں دیکھتے ہوئے ایک طرف کھڑی ہو گئی، رمل کا رنگ اچانک سے سرخ پڑا تھا دل کی دھڑکن انتہائی تیز ہوئی تھی۔۔۔۔۔

سامنے ہی روحان بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس نکھرا نکھرا سا آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا اس کی طرف آرہا تھا، ہونٹوں پر بڑی دلفریب مسکراہٹ سجائی ہوئی تھی، یقیننا اس نے حجاب پہچان لیا تھا، رمل جلدی سے رخ پلٹتے ہوئے مڑنے ہی لگی تھی کہ روحان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کا رخ اپنے سامنے کیا اور گہری مسکراتی نظروں سے رمل کو دیکھنے لگا۔۔۔۔۔

جو وائٹ عبایا اور پینک حجاب میں بلکل ڈول لگ رہی تھی اور اسے اپنے دیے ہوئے حجاب میں دیکھ کر روحان اندر تک سرشار ہوا تھا رمل نظریں جھکائے گلابی چہرہ لیے ہونٹ کاٹ رہی تھی۔۔۔۔۔

" کیا ہوا، اس طرح نظریں جھکائے سرخ ہوتی اپنے نازک لبوں پر کیوں ظلم کر رہی ہو۔۔۔۔۔"

روحان نے اپنی فنگر رمل کے نچلے لب پر رکھ کر اسے ہونٹ کاٹنے سے روکا اسکی فنگر بے اختیاری میں رمل کے نچلے لب کے نیچے موجود تل پر سرسرائی تھی، روحان نے گہرا سانس بھرتے خود پر کنٹرول کیا تھا۔۔۔

" کچھ نہیں وہ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ نے آج نہیں آنا۔۔۔"

رمل نے ابھی تک نظریں جھکائی ہوئی تھیں، روحان نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔۔۔

" وہ تو میں نے ویسے ہی کہا تھا تاکہ تم آجاؤ۔۔۔"

روحان شرارتی ہوا تھا رمل نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو روحان آنکھوں میں ڈھیروں جگنو کی مانند چمک لیے اسی کی طرف دیکھ رہا تھا، رمل نے جلدی سے گھبراتے ہوئے اپنی نظریں جھکا لی تھیں۔۔۔

" مس رمل خان آپ کو کیا لگتا ہے، کل میں آپ کو اگنور کر کے گزر گیا تھا، ایسا نہیں ہے جہاں میری رمل ہو وہاں میری نظریں میرے اختیار سے باہر ہوتی اسی طرف جا ٹکتی ہیں،

میں تو صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا تمہیں میرا اگنور کرنا کیسا لگتا ہے، اور تمہارا دیر تک مڑ کر مجھے دیکھنا مجھ پر یہ بات اچھی طرح باور کروا چکا ہے کہ تمہیں میرا اگنور کرنا پسند نہیں آیا۔۔۔۔"

" نہیں ایسی تو بات نہیں۔۔۔۔"

رمل روحان کی بات پر خود پر قابو پاتی بولی۔۔۔

" اچھا تو پھر کیسی بات ہے مجھے دیکھ کر تمہارا چہرہ لہو چھلکانے کیوں لگتا ہے۔۔۔"

روحان نے اس کے گال پر اپنی انگلی ٹریس کی تھی رمل روحان کی حرکت پر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔۔

" تھینکس۔۔۔"

روحان رمل کے حجاب پر گہری مسکراتی نظریں گاڑھتا ہوا بولا۔۔۔

" کس لیے۔۔۔۔"

رمل نے نہ سمجھی سے دیکھا۔۔۔

" میرا تحفہ قبول کرنے کیلئے۔۔۔۔"

روحان رمل کی طرف جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرتا بولا۔۔۔

" تحفہ کون سا تحفہ۔۔۔۔"

رمل صاف انجان بن گئی، روحان نے رمل کے ایکسپریشن دیکھ کر قہقہہ لگایا تھا، جو اس کی بات کو سمجھتی مکمل طور پر انجان بنی ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی، ایسے میں بہت کیوٹ لگ رہی تھی

وہ۔۔۔۔۔

رمل نے روحان کو قہقہہ لگاتے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چھپی شرارت دیکھ کر خفگی بھری نظروں سے روحان کو دیکھا تھا، روحان نے بہت مشکل سے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے اپنی ہنسی دبائی دی، رمل روحان کے ایکسپریشن دیکھ کر جھنجھلاتی ہوئی خفگی سے جانے لگی تو روحان اس کے سامنے آیا۔۔۔

" روحان میری فرینڈز ادھر ہی دیکھ رہی ہیں۔۔۔۔"

رمل نے بے چارگی سے روحان کو دیکھا جو اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا، روحان تو ویسے بھی یونیورسٹی میں اپنی چارمنگ پرسینلٹی اور سٹوڈنٹ یونین کے صدر ہونے کی وجہ سے کافی شہرت رکھتا تھا، عینی کے اس دن یونیورسٹی گراؤنڈ میں تماشا کرنے کی وجہ سے رمل بھی سب کی نظروں میں آگئی تھی، ایسے میں بہت سے لوگوں کی نظریں رمل اور روحان پر تھیں۔۔۔۔

" ٹھیک ہے ایسی بات ہے تو میرے ساتھ چلو۔۔۔۔"

روحان سنجیدگی سے کہتا ہوا آگے بڑھ گیا تھا رمل کچھ دیر انگلیاں چٹخاتی کھڑی رہی اور پھر گہری سانس بھرتی روحان کے پیچھے چل پڑی، وہ کسی بھی قیمت پر روحان کو ناراض نہیں کر سکتی تھی۔۔۔۔۔

روحان نے گاڑی ایک بہت بڑی بلڈنگ کے سامنے روکی تھی جہاں ڈفرنٹ اپارٹمنٹس بنے ہوئے تھے۔۔۔۔

" روحان یہ کیا۔۔۔۔"

رمل نے حیرانگی سے روحان کو دیکھا۔۔۔۔

" رمل میں تمہارے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا ہوں، تم سے کچھ ضروری بات کرنا چاہتا ہوں، اگر ہم کہیں بھی باہر جاتے کسی ریسٹورنٹ وغیرہ تو تمہیں ہر پل یہی ڈر لگا رہتا کہ کہیں تمہیں تمہارے ارمان لالہ نا دیکھ لیں، یہاں میرا فلیٹ ہے اس لئے تمہیں یہاں لایا ہوں تاکہ تم بنا کسی ڈر اور ہچکچاہٹ کے مجھ سے کچھ پل بات کر سکو، کچھ تم کہو کچھ میں کہوں، کچھ تم سنو کچھ میں سنوں، بس اتنی سی مجھ غریب کی معصوم سی خواہش ہے۔۔۔۔۔"

روحان نے رمل کے ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھامے تھے۔۔۔۔

" پر روحان۔۔۔۔"

رمل تذبذب کا شکار تھی۔۔۔۔

" رمل تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے کیا۔۔۔۔"

روحان کے ہاتھوں کی گرفت رمل کے ہاتھوں پر کمزور پڑی تھی جسے محسوس کرتے رمل نے فوراً سے نفی میں گردن ہلائی تھی۔۔۔۔

" تو پھر چلیں۔۔۔۔"

روحان نے مسکراتے ہوئے رمل کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ کا دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔

روحان رمل کو لیے فلیٹ میں داخل ہوا، فلیٹ دیکھ کر رمل اسے سراہے بنا نہ رہ سکی، فورتھ فلور پر دو کمروں کا فلی فرنشڈ اپارٹمنٹ تھا، لاؤنج، اوپن چھوٹا سا کچن بہت خوبصورت اور جدید سٹائلش کا اپارٹمنٹ تھا۔۔۔۔

" بہت خوبصورت ہے۔۔۔۔۔"

رمل نے پر ذوق نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔

" ہاں یہ تو ہے اسی فلور پر ساتھ ہی نینا کا اپارٹمنٹ بھی ہے، بابا نے میرے لئے اور نینا کے لئے سیم لیا تھا۔۔۔۔"

روحان کے چہرے پر یکدم اداسی نے گھیراؤ کیا تھا۔۔۔۔

" آپ بھابھی سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔۔۔"

رمل نے اس دن گھر میں بھی محسوس کر لیا تھا کہ وہ نینا سے کتنی محبت کرتا ہے اور آج نینا کے ذکر پر روحان کے چہرے پر یکدم اداسی چھائی تھی۔۔۔۔

" ہاں بہت پیار کرتا ہوں، جان ہے میری وہ۔۔۔۔"

روحان یکدم ہنسا تھا۔۔۔۔

" چھوٹی ہے مجھ سے، مگر بے انتہا رعب جماتی تھی اور جب میں ذرا کچھ کہہ دیتا تو فوراً مجھ سے چھوٹی بن جاتی تھی، فوراً سے آنکھوں میں آنسو لے آتی تھی، اگر نینا کی آنکھ میں ایک آنسو آ جائے تو بابا پورا گھر سر پر اٹھا لیتے تھے، مجال ہے نینا کو کوئی کچھ بھی کہے، مگر اب۔۔۔۔۔"

روحان بات کرتے کرتے رکا تھا۔۔۔۔

" چھوڑو اس بات کو ہم اپنی بات کرتے ہیں، بہت خوبصورت لگ رہی ہو تم۔۔۔۔"

روحان رمل کے قریب ہوا تھا، رمل گھبراتے ہوئے دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔۔

" روحان پلیز۔۔۔۔"

رمل نے گھبراتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھیں روحان نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے گرد دیوار پر محصور کیے تھے۔۔۔۔

" رمل تم بے شک لفظوں میں مجھ سے اظہار مت کرو مگر تمہاری آنکھیں مجھ سے کہتی ہیں کہ تم بھی مجھ سے بے حد محبت کرتی ہو اور آج یہ سٹالر لے کر تم نے اپنے عمل سے بھی ثابت کر دیا تم دل و جان سے میری ہو چکی ہو، رمل میں تمہیں مکمل طور پر اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔"

" شرعی طریقے سے پورے حق سے کیونکہ روحان شاہ اب رمل خان کے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتا، ساری ساری رات تمہارا یہ تل مجھے سونے نہیں دیتا، میں اپنے لب شدت سے تمہارے اس تل پر رکنا چاہتا ہوں۔۔۔۔"

روحان رمل کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا اپنے تمام جذبات اس پر نچھاور کر رہا تھا۔۔۔۔

" روحان یہ ممکن نہیں ہے پلیز پلٹ جاؤ، بھول جاؤ مجھے، یہ کبھی نہیں ہو سکتا، ہمارا ملن ناممکن ہے۔۔۔۔۔"

رمل کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر گالوں پر بہے تھے۔۔۔۔

" یعنی تم مجھے کہہ رہی ہو میں سانس لینا بھول جاؤں ہاں۔۔۔۔"

روحان نے اپنی انگلیوں کے پوروں سے رمل کے آنسو چنے تھے۔۔۔۔

" روحان آپ سمجھ نہیں رہے میں آپ کی کبھی نہیں ہو سکتی۔۔۔۔"

رمل دفعتاً چلائی تھی۔۔۔۔

" رمل تم میری ہو چکی ہو اگر تم میری نہ ہوتی کبھی تنہا میرے ساتھ اس فلیٹ پر نہ آتی، میں بہت جلد تمہارے بھائی سے تمہیں مانگ لوں گا۔۔۔۔"

روحان نے رمل کے گال کے ساتھ اپنے لب مس کیے تھے۔۔۔۔

" ارمان لالا کبھی نہیں مانیں گے، وہ مر جائیں گے یا پھر آپ کو مار دیں گے مگر وہ کبھی بھی ایسا نہیں ہونے دیں گے۔۔۔۔"

رمل نے روحان کو دونوں ہاتھوں سے پیچھے دھکیلا تھا وہ روحان کے سامنے بے بس ہو رہی تھی، وہ جانتی تھی روحان اور اس کے رشتے کا انجام موت کے سوا کچھ نہیں ہے اور وہ خود کی وجہ سے روحان کی جان داؤ پر نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔۔

" کیوں نہیں ایسا ہونے دے گا ارمان خان، وہ میری بہن سے نکاح کر سکتا ہے تو میں اس کی بہن سے نکاح کیوں نہیں کر سکتا، اسے ماننا پڑے گا ورنہ میں۔۔۔۔۔"

" ورنہ کیا کریں گے آپ، اپنی بہن کو بیوہ کر دیں گے۔۔۔۔"

رمل روحان کی بات کاٹتے بھڑکی تھی۔۔۔۔

" نہیں میں ایسا کچھ نہیں کروں گا میں اس کی مرضی کے بغیر تم سے نکاح کروں گا۔۔۔۔"

روحان نے اطمینان سے کہا۔۔۔۔

" اچھا تو آپ کو لگتا ہے میں ایسا کچھ کروں گی تو یہ آپ کی بھول ہے، میں اپنے لالہ کو کبھی دھوکہ نہیں دے سکتی، وہ ساری دنیا میں سب سے زیادہ عزیز ہیں مجھے۔۔۔۔"

رمل مضبوط لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔۔

" تو ٹھیک ہے پھر میری میت پر آنسو بہانے کے لئے تیار ہو جاؤ کیونکہ تمہارے بھائی سے میں تمہیں ضرور مانگوں گا، پھر چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے، تمہارے بھائی کی گولی اپنے سینے پر کھاؤں گا میں اور فکر نہ کرو تمہارے بھائی کو کچھ نہیں کہوں گا کیونکہ نینا کو میں اتنی سی تکلیف بھی نہیں پہنچا سکتا۔۔۔۔۔"

روحان رمل کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھتا ہوا سرد لہجے میں بولا۔۔۔۔

" آپ ارمان لالا سے کچھ نہیں کہیں گے روحان۔۔۔۔"

رمل کی آواز کپکپائی تھی۔۔۔۔

" تو ٹھیک ہے میں تمہارے گھر آ کر تمہاری فیملی سے تمہارا ہاتھ مانگ لیتا ہوں۔۔۔۔۔"

روحان نے تسلی سے کہا۔۔۔۔

" وہ آپ کی زبان سے میرا نام سن کر ہی آپ کو گولی مار دیں گے اور مجھ سے بھی آپ کے متعلق کوئی سوال نہیں کریں گے بلکہ اپنی بندوق کی گولیاں میرے سینے میں اتارنے سے پہلے سوچیں گے بھی نہیں۔۔۔۔۔"

رمل سفاک لہجے میں بولتے ہوئے روحان کو بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔۔۔۔۔

" مرنے سے ڈرتی ہو۔۔۔۔۔"

روحان نے سوال کیا۔۔۔۔

" نہیں رسوائی سے ڈرتی ہوں۔۔۔۔"

رمل کا جواب آیا۔۔۔

" اور تمہیں لگتا ہے میں تمہاری رسوائی کا سبب بنوں گا۔۔۔"

اس بار روحان کے سوال میں اذیت رقم تھی۔۔۔

" میرے گھر والوں کی مرضی کے بغیر مجھ سے نکاح کا مطلب کیا ہے میری رسوائیوں میں مزید اضافہ کرنا۔۔۔"

اسکا جواب روحان کی سوچ سے بھی زیادہ تلخ آیا تھا۔۔۔

" تمہاری رسوائی کا سبب کبھی بھی روحان شاہ نہیں بن سکتا، خود سے بھی زیادہ عزیز ہے تمہاری عزت مجھے۔۔۔"

روحان رمل کو کلائی سے پکڑ تا سرد آواز میں غرایا تھا۔۔۔

" تو مجھ سے دستبردار ہو جائیں۔۔۔۔"

رمل نے بہت مشکل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے، روحان اس کے کانپتے لبوں سے نکلے ہوئے الفاظ پر زخمی سا مسکرایا تھا۔۔۔۔

" ہو گیا دستبردار۔۔۔۔"

روحان نے رمل کی کلائی چھوڑی تھی، رمل نے نظریں اٹھا کر حیرانگی سے دیکھا بلکہ زخمی نظروں سے روحان کو دیکھا تھا، وہ کیسے اتنی آسانی سے اس سے دستبرداری پر مان سکتا تھا۔۔۔۔

" کیا ہوا تکلیف پہنچی میرے منہ سے یہ الفاظ سن کر۔۔۔۔"

روحان استہزایہ مسکرایا تھا وہ رمل کو کلائی سے پکڑے پھر سے خود کے قریب کر گیا۔۔۔۔

" اپنی زندگی میں، میں کبھی تم سے دستبردار نہیں ہو سکتا ہاں مرنے کر بہت آسانی سے تم سے دستبردار ہو جاؤں گا کیونکہ تمہارے بغیر تو مر ہی جانا ہے، دھڑکن بن دل میں رہتی ہو بھلا دھڑکن کے بغیر دل کا کیا کام اور دل کے بغیر جسم کا کیا کام۔۔۔۔"

" مجھے یقین نہیں آتا آپ اتنے بزدل نکلیں گے۔۔۔۔۔"

رمل روحان کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی تھی۔۔۔۔

" تمہاری کم ہمتی مجھے بزدل بنا رہی ہے۔۔۔۔"

روحان زخمی سا مسکرایا تھا رمل یکدم چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی، روحان تڑپ کر رمل کی طرف بڑھا۔۔۔۔

" رمل مت کرو ایسے کیوں آنسو بہا رہی ہو، میری موت پر اکٹھے ہی بہا لینا آنسو۔۔۔۔"

روحان کی بات پر رمل کے رونے میں اضافہ ہو چکا تھا، روحان کھڑا رمل کو روتے دیکھتا رہا پھر اس نے زور دار پنچ دیوار پر دے مارا تھا، رمل نے روحان کو غصے میں دیکھ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہچکیاں روکی تھیں، روحان نے آگے بڑھ کر نرمی سے رمل کا چہرہ ہاتھوں میں تھامتے ہوئے رمل کے آنسو صاف کیے۔۔۔۔

" رمل مجھ پر یقین کرتی ہو۔۔۔۔۔"

رمل نے روحان کے سوال پر روتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

" پھر سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو، میں بہت جلد تمہیں اپنا بنالوں گا، بہت جلد یقین کرو، تم پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا، بس تم یہ آنسو مت بہایا کرو، تمہارے آنسو میری کمزوری ہیں۔۔۔۔"

روحان رمل کے آنسو صاف کرتا بے بسی سے بولا تھا۔۔۔۔

" چلو تمہیں یونیورسٹی چھوڑ دیتا ہوں۔۔۔۔"

روحان یکدم پیچھے ہوا تھا پھر گہرا سانس پھرتے اپنے قدم دروازے کی جانب بڑھائے تھے

زرمینے ناشتے کے بعد کچن میں دوپہر کے کھانے کی تیاری کروا رہی تھی آج باسط خان نے شہر واپس جانا تھا راحیلہ خانم نے زرمینے کو اچھا سا لنچ تیار کروانے کا حکم دیا تھا، زرمینے دو دن اپنے کمرے میں ہی بند رہی تھی، اس کا باسط خان کا چہرہ بھی دیکھنے کو دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

باسط خان جو سلوک اس کے ساتھ کرتا تھا وہ تو زرمینے کو قبول تھا مگر اپنے کردار پر وہ ایک لفظ بھی باسط خان کا برداشت نہیں کر سکتی تھی صفدر خان کو اس نے ہمیشہ ارمان کی طرح ہی سمجھا تھا، باسط خان کی اتنی ستم ظریفی کے بعد بھی زرمینے کا نا صرف جسم بلکہ دل بھی اسی ستمگر کا تھا۔۔۔

زرمینے کچن میں کھڑی آٹا گوند رہی تھی جب باسط خان کی مخصوص خوشبو محسوس کرتی وہ لرز گئی اس وقت اس کا دوپٹہ اس کے سر سے اترتا اس کے کاندھوں پر آیا ہوا تھا اور ہاتھ آٹے میں تھے، زرمینے نے بدحواسی میں اپنا دوپٹہ جلدی سے سر پر اوڑھا تھا۔۔۔۔

ایسے کرنے سے آٹا زرمینے کے گالوں اور بالوں پر لگ چکا تھا، باسط خان نے گہری نظروں سے زرمینے کو دیکھا جو سفید کلر کے ڈریس میں ملبوس تھی، سفید ہی بڑا سا دوپٹہ اوڑھ کھا تھا، گالوں پر آٹا لگا ہوا تھا، ہاتھ بھی آٹے میں لتھڑے تھے اور بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔۔۔۔

باسط خان کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ گہری ہو چکی تھی، باسط خان نے پیچھے سے زرمینے کو اپنے حصار میں لیا تھا، اس کے پیٹ پر سختی سے اپنا ہاتھ جمائے وہ اس کی گردن پر شدت سے اپنے دانت گاڑھ گیا تھا، زرمینے سسک اٹھی تھی۔۔۔۔

" کیا بات ہے خانم کس بات کے نخرے دیکھا رہی ہو مجھے۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کا رخ اپنی طرف کیا تھا۔۔۔

" نہیں تو باسط سائیں۔۔۔"

زر مینے نظریں جھکائے لرزتے لبوں سے بولی بہت کم آواز تھی اسکی جو باسط خان تک بامشکل ہی پہنچ پائی تھی۔۔۔۔

" تو پھر دو دن کمرے میں بند رہ کر کس چیز کا سوگ منایا جا رہا تھا۔۔۔۔۔"

باسط خان زر مینے کے اور نزدیک ہوا تھا، زر مینے شیلف کے ساتھ جا لگی تھی۔۔۔۔

" وہ مم۔۔۔۔میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔۔"

زر مینے سانس روکے بولی تھی باسط خان نے زر مینے کے بالوں کو پیچھے سے اپنی مٹھی میں جکڑے پوری قوت سے کھینچا تو زر مینے سسک کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

" خانم ایک بات اچھی طرح اپنے ذہن میں بیٹھا لو میں تمہارا شوہر ہوں، عاشق نہیں جو تمہارے نخرے برداشت کرے اور نہ ہی تم پر مر مٹنے والا تمہاری چاہت میں پاگل شوہر ہوں، جو تمہاری طبیعت کی خرابی کا سن کر تمہارے آرام کا خیال کرے، مجھے تم ہر رات میرے پاس چاہیے۔۔۔۔۔"

" چاہے تمہاری طبیعت ٹھیک ہو یا نہ ہو، یا پھر تم مر بھی رہی ہو پھر بھی تم ہر رات میری ضرورت کا خیال رکھو گی اور جلدی کرو یہ سب کچھ میں کھانا اپنے کمرے میں کھاؤں گا آدھے گھنٹے بعد تم کھانے سمیت میرے کمرے میں پہنچ جانا۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے بالوں پر اپنی گرفت چھوڑی تھی۔۔۔۔

" سس۔۔۔۔سائیں سب کیا کہیں گے یہ دوپہر کا وقت ہے۔۔۔۔"

زرمینے سسکتے ہوئے بولی، زرمینے ہچکچائی تھی اس وقت باسط کے کمرے میں جانے سے۔۔۔۔

" خانم سب کو پتہ چل چکا ہے کہ تمہاری رخصتی ہو چکی ہے وہ تو تمہارا معصوم بھائی، آہاں بلکہ بے وقوف بھائی کو بہلایا ہے میں نے، اس لیے تماشا بند کرو اور میرے کمرے میں آؤ، رات کو میں شہر جا رہا ہوں تو جلدی میرے کمرے میں آؤ اور آ کر پیکنگ بھی کرو۔۔۔۔"

باسط خان حکم دیتا ہو اوہاں سے چلا گیا تھا زر مینے نے جلدی سے اپنے ہاتھ صاف کئے تھے اور غنچہ کو آواز دی تھی جو باسط خان کے آنے سے پہلے کچن میں ہی موجود کھانا بنا رہی تھی مگر باسط خان کی آمد پر اس کے اشارے پر وہ باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

زر مینے نے غنچہ کو جلدی جلدی ہاتھ چلانے کو کہا اور خود بھی پھرتی سے کام کرنے لگی، باسط نے زر مینے کو آدھے گھنٹے کا ٹائم دیا تھا اس لیے زر مینے جلدی جلدی کھانا بنا رہی تھی، اگر لیٹ ہو گئی تو باسط خان نا جانے اس کے ساتھ کیا سلوک کرے

زر مینے ٹرے میں کھانا رکھ کر باسط خان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی، باسط خان صوفے پر بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا زر مینے نے وہ ٹرے باسط خان کے سامنے پڑی ٹیبل پر رکھی اور پانی کا جگ سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر وہ بھی باسط خان کے سامنے رکھا اور خاموشی سے باسط کے سامنے انگلیاں چٹخاتی کھڑی ہو گئی، باسط خان نے اسے گہری نظروں سے دیکھا جو سر پر اچھی طرح دوپٹہ اوڑھے نظریں جھکائے اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔

" اب مجسمے کی طرح میرے سامنے کیا کھڑی ہو یہاں آؤ میرے پاس۔۔۔۔"

باسط خان نے گہرا کش لگاتے ہوئے زرمینے کو حکم دیا تھا زرمینے خاموشی سے چلتی ہوئی باسط خان کے پاس صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔۔

" یہاں نہیں یہاں بیٹھو۔۔۔۔۔"

باسط خان نے اپنی گود کی طرف اشارہ کیا تھا زرمینے سرخ پڑتی کانپتی ہوئی خاموشی سے باسط خان کی گود میں بیٹھ گئی تھی باسط خان نے زرمینے کا دوپٹہ اتار کر سائیڈ پر رکھا اور اس کی لمبی چٹیا کے بل کھولنے لگا، زرمینے کے بال کھل کر اس کے چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔۔۔۔

" خانم میں اچھی طرح جانتا ہوں تم دعائیں مانگ رہی ہو گی کہ کب میں شہر جاؤں اور تمہاری جان چھوٹے۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کی کمر پر اپنا حصار مضبوط کیا تھا۔۔۔۔

" نن۔۔۔۔ نہیں باسط سائیں ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔"

زرمینے باسط خان کی بے باک گستاخیوں پر سرخ ہوتی بولی۔۔۔۔

" اچھا ایسا نہیں ہے تو یہ سفید لباس کس خوشی میں پہن رکھا ہے، میں مر گیا ہوں کیا جو ماتم مانا رہی ہو۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے بالوں کو مٹھی میں لیا تھا۔۔۔۔

" وہ باسط سائیں وہ۔۔۔۔"

زرمینے سسکتے ہوئے بولی باسط خان اسے صوفے پر دھکا دے کر اس پر مکمل طور پر حاوی ہوا۔۔۔۔۔

" خانم آئیندہ تم مجھے سفید لباس میں نہ دکھو، جو میں نے تمہیں اتنے کپڑے خرید کر دیے ہیں وہ میرے سامنے پہن کر رکھا کرو اور ان ہونٹوں کو بھی سجا کر رکھا کرو۔۔۔۔"

باسط خان نے اپنا انگوٹھا زرمینے کے نچلے ہونٹ پر بری طرح رگڑا تھا جس سے وہ گلابی سے سرخ ہوا اور زرمینے کا چہرہ بھی باسط خان کی سانسوں کی تپش سے لہو چھلکانے لگا تھا۔۔۔

" خانم جب تمہارے پاس آتا ہوں تو میری شدتوں سے تمہارا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور میرے پاس آنے سے ہی تم لال پڑ جاتی ہو، چاہتی کیا ہو آخر۔۔۔"

باسط خان زرمینے کے سرخ گال دیکھ کر مدھوش ہوتا اس پر اپنی شدتیں بکھیرنے لگا باسط خان کی شدتیں زرمینے کی جان نکال رہی تھیں، دروازہ نوک ہونے پر باسط خان زرمینے سے الگ ہوا تھا زرمینے بھی اپنی پھولتی سانسوں پر قابو پاتے ہوئے صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

" خانم تیار ہو جاؤ آج ہم باہر جائیں گے، میں تمہارے ساتھ رات تک ایک ایک پل گزارنا چاہتا ہوں، میں نہیں چاہتا کوئی ہمیں ڈسٹرب کرے۔۔۔"

باسط خان گہری نظر زرمینے پر ڈالتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

زرمینے نے باسط کے حکم پر اچھا سا شوخ لباس پہنا تھا اور باسط خان کی فرمائش پر اپنے ہونٹوں پر لپسٹک بھی لگائی تھی، آنکھوں میں کاجل لگائے بالوں کو کیچر لگائے بڑی سی کالی چادر اوڑھ کر وہ باہر آئی تو راحیلہ خانم کو کھڑے پایا جو زہریلی نظروں سے زرمینے کو گھور رہی تھیں۔۔۔۔

" کہاں کی تیاری ہے زرمینے۔۔۔۔"

راحیلہ خانم نے زرمینے کو گھورتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔

" وہ میں وہ۔۔۔۔"

زرمینے نظریں جھکائے لڑکھڑاتے لہجے کے ساتھ اتنا ہی کہہ کر خاموش ہو گئی تھی، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیسے کہے کہ وہ باسط خان کے ساتھ باہر جارہی ہے۔۔۔۔۔

" مورے زرمینے میرے ساتھ باہر جارہی ہے۔۔۔۔۔"

باسط خان کی بارعب آواز گونجی تھی۔۔۔۔

" لیکن باسط۔۔۔۔۔"

راحیلہ خانم کی آواز بلند ہوئی۔۔۔۔

" لیکن ویکن جو بھی آپ کو کہنا ہے مورے میں جب واپس آؤں گا تب کہیے گا، ابھی مجھے جلدی ہے چلو خانم۔۔۔۔"

باسط خان بارعب آواز میں زرمینے سے کہتا باہر چلا گیا تھا، زرمینے خاموشی سے باسط خان کے پیچھے چل پڑی تھی راحیلہ خانم نے کاٹ دار نظروں سے زرمینے کی پشت کو گھورا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

باسط خان زرمینے کو لئے ایک بہت بڑے ہوٹل میں داخل ہوا تھا زرمینے باسط خان کے ہم قدم چل رہی تھی، جب سامنے سے ایک کپل آرہا تھا اس لڑکی نے چست جینز اور شارٹ

شرٹ پہن رکھی تھی زرمینے نے حیرانگی سے اس لڑکی کے لباس اور پاس کھڑے آدمی کو دیکھا۔۔۔۔

جسے اس کے لباس سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا وہ مسکراتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہا تھا، اسی اثناء میں زرمینے کا نقاب کھل گیا تھا، اس آدمی کی نظر زرمینے کے حسین چہرے پر پڑی تو وہ فریفتہ ہوتا زرمینے کی طرف بڑھا، جو بے دھیانی میں کھڑی اپنا نقاب ٹھیک کر رہی تھی۔۔۔۔

اس آدمی کے دھکے پر بہت بری طرح لڑکھڑائی تھی، اس سے پہلے زرمینے بری طرح زمین پر گرتی اور وہ آدمی سنبھالتا باسط خان نے اسے اپنی مضبوط بانہوں کے سہارے میں لیا تھا اور لال انگارہ قہر بھری نظر زرمینے کے کھلے چہرے پر ڈالی، باسط خان نے آگے بڑھ کر اس آدمی کو دھنک کر رکھ دیا تھا، باسط خان نے اس کی کلائی اس بری طرح مروڑی تھی کہ اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی وہ درد سے چلایا تھا۔۔۔

" تمہاری ہمت کیسے ہوئی اسے چھونے کی۔۔۔"

باسط خان اس کے گلے پر ہاتھ رکھتا غرایا تھا۔۔۔

" چھوڑو میں نے کچھ نہیں کیا بلکہ اس نے مجھے خود ہی اشارہ کیا تھا۔۔۔"

اس نے خود کو چھڑواتے ہوئے درد سے کراہتے جھوٹ بولا زرمینے تو ویسے ہی کھڑی کانپ رہی تھی یہ سن کر اور کانپنے لگی، ارد گرد لوگ جمع ہو گئے تھے مگر کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا ، عورت اور عزت کا معاملہ تھا اور باسط خان کے جلالی روپ سے سب خوفزدہ ہوتے آگے نہیں بڑھے تھے۔۔۔

باسط خان نے اس کی اس بات پر اپنی پسٹل نکال کر اس پر تانی تھی اس سے پہلے باسط خان فائر کرتا دفعتاً وہ لڑکی آگے بڑھتی باسط خان کے قدموں میں جا گری تھی اور اس سے اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک مانگنے لگی، باسط خان نے وہی پسٹل بری طرح اس آدمی کے چہرے پر دے ماری تھی اور زرمینے کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چل دیا۔۔۔۔

باسط خان سرخ چہرہ لیا غصے سے تیز ڈرائیونگ کر رہا تھا اور زرمینے پیچھے بیٹھی خوف سے لرزتی اپنی سسکیوں پر قابو پا رہی تھی، گاڑی حویلی آ کر رکی تو باسط خان گاڑی سے نکلتا زرمینے کو

کلائی سے پکڑ کر باہر نکالتا اسے کھینچتا ہوا اندر لایا اور زرمینے کے کمرے میں لا کر زرمینے کو بیڈ پر پٹخا۔۔۔۔۔

" اس لئے میں تم جیسی جاہل لڑکی سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا جسے چلنے کی بھی تمیز نہ ہو۔۔۔۔"

باسط خان سرخ آنکھوں کے ساتھ دھاڑا تھا، زرمینے لرزتے کانپتے وجود کے ساتھ سیدھی ہوئی تھی، زرمینے کی چادر سر سے اتر کر کاندھوں پر آگئی تھی، بالوں کی لیٹ چہرے پر بکھری تھیں وہ کاجل لگی ڈری سہمی گلابی آنکھیں جو کہ بہت خوبصورت لگ رہی تھیں ان سے ہرنی کی مانند سہم کر لرزتے وجود کے ساتھ ہچکیوں سمیت باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

" سس۔۔۔سائیں، مم۔۔۔۔میں نے اسے کوئی اشارہ نن۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔"

زرمینے نے ہچکیوں سے روتے ہوئے وضاحت دینے کی کوشش کی باسط خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اور زرمینے کا منہ دبوچا۔۔۔۔۔

" خانم ایک لفظ نہیں نکالنا ناہی مجھے صفائیاں دینا، اگر اس کی بات پر مجھے ذرا سا بھی یقین ہوتا تو اپنی پسٹل کی ساری گولیاں میں سیدھا تمہارے سینے میں اتار دیتا، جانتا ہوں میں چاہے تمہارے ساتھ کیسا بھی سلوک کروں تمہاری بوٹی بوٹی نوچ ڈالوں تم پھر بھی صرف میری رہو گی، صرف باسط خان کی، مرتے دم تک تم صرف میری رہو گی۔۔۔۔"

باسط خان اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے دھاڑا تو زرمینے نے خوف سے سسکی لی تھی، اس کے لرزتے کانپتے بدن اور کاجل لگی گلابی آنکھوں میں باسط خان کچھ پل کیلئے جیسے کھویا تھا، دل پہلو میں ڈوب کر ابھرا تھا، آنکھیں بری طرح اس کے سراپے میں اُلجھی تھیں۔۔۔۔

" تمہاری آنکھیں بہت شفاف ہیں خانم بلکل تمہاری طرح پاک۔۔۔۔"

باسط خان کی آواز بھاری ہوئی تھی مگر اسی پل زرمینے کی براؤن آنکھوں کی جگہ دو ہیزل گرین آنکھوں نے جگہ لے لی تھی، باسط خان اسی پل زرمینے کے ہونٹوں پر شدت سے جھکتا ان دو آنکھوں کا غم غلط کرنے لگا، پوری شدت پورا غصہ زرمینے کے نازک ہونٹوں پر اتارا تھا اس نے زرمینے تڑپ کر رہ گئی۔۔۔۔

مگر باسط خان کے خوف کی وجہ سے ہلکی سی بھی مزاحمت نہ کر سکی، خاموشی سے اپنے نازک لبوں پر باسط خان کا جنون برداشت کرتی رہی وہ، باسط خان اپنے منہ میں خون کا ذائقہ محسوس کرتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔۔۔۔

" میں جب تک شہر سے واپس نہیں آؤں گا یہ زخم تمہیں میری یاد دلاتا رہے گا اور یہ بھی کہ آئندہ تم آنکھیں اور دماغ حاضر رکھ کر چلو گی۔۔۔۔"

باسط خان نے زرمینے کے زخمی ہونٹ پر اپنا انگوٹھا پھیرا تھا زرمینے گہرے سانس لیتی خوف سے ابھی بھی باسط خان کو دیکھ رہی تھی باسط خان اس کے چہرے پر گہری نظر ڈالتا باہر چلا گیا تھا، زرمینے تکیہ پر اوندھے منہ گر کر سسکنے لگی تھی

نینا لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی جب نینا کو اپنے ارد گرد ایک خوشبو پھیلتی محسوس ہوئی مسٹر خان کے پرفیوم کی سمیل نینا آنکھیں بند کر کے اپنے اندر خوشبو اتارتے ہوئے مسکرائی تھی۔ نینا نے نظریں گھما کر ارمان خان کے کمرے کی طرف دیکھا جہاں سے ارمان خان نکلا تھا جس نے گرے جینز کی وایٹ پینٹ شرٹ اور اس پر گرے کلر کا کیجول کوٹ پہنا تھا۔ بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اپنی ساحرانہ شخصیت لیے وہ نینا کی ہی طرف بڑھ رہا تھا۔

نینا بے خودی کی کیفیت میں ارمان خان کو دیکھ رہی تھی اور پھر گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں پھیر کر اپنی پوری توجہ ٹی وی کی طرف مرکوز کی مگر دھیان سارا ارمان کی طرف تھا۔۔ ارمان مسکراتا ہوا نینا کو اگنور کرتا ٹی وی لاؤنج عبور کرتا باہر کی طرف بڑھنے لگا۔ نینا کی اواز پر رکا تھا۔ نینا صوفے سے اٹھتے ارمان کے مقابل جا کھڑی ہوئی۔ کہاں جا رہے ہیں آپ؟ وہ بھی اس وقت نینا نے وال کلاک پر نظریں گھماتے ارمان کو دیکھا تھا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا؟ ارمان نے نینا کو گہری نظروں سے دیکھا تھا جو سلکی براؤن کھلے بالوں میں بلو ویلوٹ کی گاؤن لانگ نائیٹی پہنے بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔ مسٹر خان مجھے لگتا ہے میں نے آپ سے بہت آسان لفظوں میں پوچھا ہے کہ آپ اس وقت کہاں جا رہے ہیں اور جو لینگویج میں بول رہی ہوں وہ اردو ہے ہماری قومی زبان جو آپ کو بہت اچھے سے سمجھ آتی ہے۔۔ نینا نے مسکراتے ہوئے طنز کیا تھا۔

اس سے ارمان کا اتنا تیار ہو کر باہر جانا برداشت نہیں ہوا تھا ارمان خانزادہ نے چہرا جھکا کر مسکراہٹ چھپائی تھی اور پھر نینا کو دیکھا جو تیکھی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ میں تمہاری بات پر حیران ہو رہا ہوں ابھی رات کے دس بج رہے ہیں اور تم مجھ سے پوچھ رہی ہو اس وقت۔۔۔ اور اس وقت باہر جانے میں کیا قباحت ہے ارمان نینا کے نزدیک ہوتا اسے گہری نظروں سے دیکھتے بولا تھا۔ اس وقت کوئی قباحت نہیں ہے میں تو بس اتنا ہی پوچھ رہی

ہوں آپ اتنا تیار ہو کر کہاں جا رہے ہیں؟ نینا نے خود کو پر سکون ظاہر کرتے ہوئے بظاہر عام لہجے میں کہا تھا۔

جنرل نالج کے لیے ہی پوچھ رہی ہوں نا میں اس وقت کہاں جا رہا ہوں؟ ورنا تمہیں کیا فرق پڑتا ہے میں اتنا تیار ہو کر کہیں بھی جاؤں ارمان خان نے نینا کے قریب ہو کر اس کے بالوں کی لٹ اپنی انگلی پر لپیٹی تھی

ہاں میں تو ویسے ہی پوچھ رہی تھی ورنہ مجھے کیا آپ کہیں بھی جائیں نینا نے اپنی لٹ ارمان کی انگلی سے چھڑائی تھی۔۔ہاں یہ تو ہے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر تمہیں پڑتا ہوتا تو تم اس وقت میرے کمرے میں میری بانہوں میں ہوتی۔ ارمان کی بات پر نینا کا رنگ سرخ پڑا تھا چلو میں تمہارے جنرل نالج میں اضافے کے لیے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔

آج سٹرے نائٹ ہے میرے کچھ دوستوں نے پارٹی رکھی ہے وہی پر جا رہا ہوں اور پارٹیز اتنے بجے ہی شروع ہوتی ہیں یہ تو تم اچھی طرح جانتی ہو گی ناں ارمان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے نینا کا سرخ چہرا دیکھ کر کہا

کون سے دوست؟ نینا نے جلدی سے سوال کیا تمہیں کیا کرنا ہے جان کر ویسے بھی تم میرے دوستوں کو کہاں جانتی ہو ارمان خان نے یہ کہتے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے

مسٹر خان میں بھی چلوں گی آپ کے ساتھ۔۔نینا ارمان خان کے سامنے آئی تھی

نینا میرے دوستوں کی پارٹی ہے اور تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں تمہیں کبھی بھی اپنے دوستوں کے درمیان لے کر نہیں جاؤں گا تو اس فضول بات کا مطلب۔۔۔ ارمان نے غصے سے نینا کو گھورا تھا۔۔ ٹھیک مت لے کر جائیں ہم دونوں بھی تو باہر جا سکتے ہیں ڈنر پر۔ نینا نے ایک اور حل پیش کیا تھا وہ بس ارمان کو روکنا چاہتی تھی ارمان کو اتنا تیار دیکھ کر اس کے دل میں وسوسے آئے تھے جو کل عیشل کو دیکھ کر بہت بڑھ گئے تھے

نینا ہم پھر کسی دن چلیں گے آج میری کمٹمنٹ ہے جسے میں توڑ نہیں سکتا ویسے بھی میرا باہر جانا میرے لیے نہیں تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ تم اس وقت جتنی خوبصورت لگ رہی ہو میری شدتیں برداشت نہیں کر سکو گی اور میں تمہاری مزاحمت۔۔۔ تو میری جان آپ ٹی وی دیکھیں اور انجوائے کریں آرمان خان نینا کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے آگے بڑھا

کب تک آئیں گے ؟ نینا کے سوال پر ارمان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی لیٹ ہو جاؤں گا اور اگر زیادہ لیٹ ہو گیا تو رات دوستوں میں رک جاؤں گا ویسے بھی میں گھر کیوں آؤں میرا گھر کون انتظار کر رہا ہے ارمان نے پلٹتے ہوئے نینا کو جواب دیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا تھا۔ نینا ارمان کے جانے کے بعد غصے سے لاؤنج میں آئی تھی اور غصے سے اپنے بالوں کو جوڑے کی صورت میں لپیٹا تھا۔ اگر زیادہ لیٹ ہو گیا تو رات دوستوں میں رک جاؤں گا نینا نے ایک ہاتھ کمر پر رکھ کر ایک ہاتھ کے اشارے سے ارمان کی نقل اتاری تھی اور ریموٹ سے ٹی وی بند کرتے ہوئے ریموٹ غصے سے زمین پر دے مارا تھا کیا مطلب رات گھر نہیں

آئیں گے دوستوں میں رہیں گے نینا غصے سے صوفے پر بیٹھی تھی اور پھر کچھ سوچتے ہوئے ایک نمبر ڈایل کیا۔۔۔

ارمان باہر آیا تو صفدر گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا یہ تم لوگوں کو کیا سوجھی جو آج ڈنر رکھ لیا ارمان گاڑی میں بیٹھتے ہوئے بولا تھا۔۔وہ اس لیے رکھا کیونکہ شادی سے پہلے تو کسی کو ملتا ہی نہیں تھا کافی مصروف رہتا تھا اور اب شادی کے بعد تو فری ہی پایا جاتا ہے تو سب دوستوں نے سوچا فائدہ اٹھایا جائے تیرے فری ہونے کا صفدر نے سیٹ بیلٹ لگاتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔۔

ویسے تیرے ساتھ الٹا ہے لوگ شادی کے بعد دوستوں کو ٹائم نہیں دیتے اور تو شادی کے بعد ہر جگہ دوستوں کے بلاوے پر پہنچ جاتا ہے خیر تو ہے؟ بھابی کے ساتھ تعلقات تو اچھے ہیں؟ صفدر نے ارمان کو دیکھتے کہا

گاڑی چلا۔۔جلے پر نمک نا چھڑک۔۔ارمان نے گہرا سانس بھرتے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔صفدر کا موبائل بجا تھا اس نے حیرانی سے نمبر دیکھا تیرا موبائل آف ہے کیا؟ صفدر نے ارمان سے پوچھا۔نہیں کیوں کیا ہوا؟ ارمان خان نے حیرانگی سے صفدر کو دیکھا تھا بھابھی کی کال آرہی ہے میرے نمبر پر صفدر نے سکرین پر نینا کا نمبر جگمگاتے دیکھ کر کہا اسپیکر آن کر۔۔ارمان نے صفدر کو سپیکر آن کرنے کا کہا

ہیلو۔۔۔نینا کی آواز سپیکر پر ابھری تھی

جی بھابھی؟ خیریت آپ نے کال کی

ہاں وہ میں نے پوچھنا تھا کہ ارمان آپ کے ساتھ ہیں۔ نینا کی بات پر ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی

صفدر نے اشارے سے پوچھا کہ کیا جواب دے

ارمان نے اسے اشارے سے خود کے بارے میں بتانے سے منع کیا تھا۔ نہیں تو بھابھی میرے ساتھ تو نہیں ہے صفدر نے جواب دیا۔ اچھا تو مسٹر خان کہہ رہے تھے ان کی کوئی پارٹی ہے ان کے فرینڈز کے ساتھ نینا کی بے چین آواز اسپیکر پر ابھری تھی۔ ارمان نے اسے اشارے سے کچھ بھی بتانے سے منع کیا تھا۔ نہیں بھابھی مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں پتہ صفدر کے بولنے ہر فون پر فورآ خاموشی چھا گئی تھی اور فون بند ہو گیا تھا۔ فون بند ہونے پر ارمان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔

کیا ہوا ہے؟ کیا چل رہا ہے؟ صفدر نے فون ڈیش بورڈ پر رکھتے پوچھا۔ کچھ نہیں چل رہا تو گاڑی پر دھیان دے ارمان خان نے کہتے ساتھ ہی آنکھیں بند کیے طمانیت سے مسکراتے ہوئے سیٹ سے ٹیک لگائی تھی

ارمان رات گئے واپس آیا تو نینا لاؤنج میں ہی صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے سو رہی تھی۔۔ ارمان نے جھک کر نینا کے بال اس کے چہرے سے ہٹائے تھے اور پھر اس کے گال پر

اپنا لمس چھوڑا اس کے ہونٹوں پر نظر آکر ٹھہر گئی تھی ارمان بے تابی سے اس کے ہونٹوں پر اپنے لب رکھنے ہی لگا تھا کہ نینا نے آنکھیں کھول کر ارمان کو دیکھا جو اس کے چہرے پر جھکا تھا۔

مسٹر خان آپ۔۔۔ نینا نے ارمان کو پیچھے کیا

ہاں میں۔۔۔ ارمان سرخ آنکھوں سے خود پر قابو پاتا ہوا پیچھے ہوا تھا

یہاں کیوں سو رہی ہو کمرے میں جا کر سو جاؤ ارمان یہ کہتا ہوا وہاں سے جانے لگا

مسٹر خان کہاں سے آرہے ہیں آپ؟ ارمان نے اس کے سوال پر رخ پلٹا تھا جو بے چین ہی اس کے سامنے کھڑی تھی

مسٹر خان سے زیادہ تو مسز زخانزادہ پوزیسیو ہے ارمان خان سوچ کر گہرا مسکرایا تھا

اس سوال کا مطلب۔۔۔۔

کیوں پوچھ رہی ہو مجھ میں کیوں گیا تھا؟ کہاں سے آیا ہوں؟ تمہیں کیا فرق پڑتا ہے اگر تمہیں فرق پڑتا تو میں جاتا ہی کیوں ارمان نینا کے قریب ہوا تھا۔۔

ہاں مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا مسٹر خان مگر آپ اچھی طرح جانتے ہیں ہم ایک رشتے میں بندھے ہیں اور یہ رشتہ ایک دوسرے کے ساتھ سنسیرٹی مانگتا ہے اور میں چاہتی ہوں اپ بھی میرے ساتھ اتنے ہی ایماندار رہیں جتنی میں ایماندار ہوں۔ نینا دو قدم پیچھے ہوئی تھی

ٹھیک کہا تم نے مگر اس رشتے کے اور بھی تقاضے ہیں یہ رشتہ کچھ اور بھی مانگتا ہے ارمان پھر سے نینا کے قریب ہوا تھا۔۔

آپ ہر ٹائم اسی کے بارے میں بات کیوں کرتے ہیں؟ نینا نے دو قدم پیچھے لیتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

کس چیز کے بارے میں بات کرتا ہوں؟ ارمان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر خود کے قریب کیا تھا

آپ جانتے ہیں اچھی طرح۔۔ نینا نے نظریں جھکائی تھیں۔ نہیں میں نہیں جانتا تم مجھے بتاؤ۔۔ ارمان نے نینا کے گال پر نرمی سے لب رکھے اور پھر نینا کے گال پر اپنے دانتوں سے شدت چھوڑی۔۔۔ نینا ارمان کے حصار میں مچلی تھی۔

آپ کو مجھ سے بس وہی چاہیے۔ نینا ارمان کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی

کیا چاہیے مجھ سے؟ ارمان نے سنجیدگی سے سوال کیا

آپ کو مجھ سے میرا جسم چاہیے نینا نے گلابی چہرے کے ساتھ ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا

تمہارا بدن کس کا ہے؟ ارمان کے سوال پر نینا سٹپٹائی تھی وہ اسے کیا پوچھنا چاہ رہا تھا وہ سمجھ گئی تھی

میرا ہے۔۔۔ نینا نے لب کاٹتے ہوئے کہا

تو تم نے میرے سوال کا جواب خود ہی دے دیا

جب تم میری ہو تو تمہارا جسم بھی میرا ہوا ناں۔۔ تو پھر مجھے تمہاری ہی چاہت ہوئی ناں۔۔

تو پھر تمہیں یہ کیوں لگتا ہے کہ مجھے صرف تم سے تمہارے جسم کی ہی خواہش ہے۔

اگر ایک مرد عورت کے ساتھ ایک چھت کے نیچے اس کے جسم کی خواہش کیے بنا ہی رہ سکے

تو تب بھی تم عورتوں کو ہی پرابلم ہو گی۔۔

مرد کی محبت کو شک کی نگاہوں سے دیکھو گی کہ وہ تمہارے پاس نہیں آیا تو کس کے پاس گیا

ہے اور مجھے تمہارے جسم کی اس لیے چاہ ہے کیونکہ میں تم پر حق رکھتا ہوں محبت کرتا ہوں

تم سے اور یہ محبت تب ہی مکمل ہو گی جب تم خود کو میرے سپرد کرو گی۔۔ ارمان کہتے ہوئے

اپنے کمرے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ نینا پھر سے اس کے سامنے آئی تھی۔

آپ کہاں تھے؟ آپ نے میرے سوال کا جواب ابھی تک نہیں دیا۔

پہلے تم بتاؤ تم اتنی بے چین کیوں ہو یہ جاننے کے لیے کہ میں کہاں تھا اور پوری رات میرا باہر

ویٹ کیوں کیا؟ اقرار کرو اپنی محبت کا اور خود کو میری سپردگی میں دو تو تمہیں تمہارے سوال

کا جواب بھی دے دوں گا۔۔۔

نینا نے ارمان کی بات ہر نظریں چرائیں تھیں ارمان کی شدتیں یاد کرتے اس کا دل لرزا تھا وہ

کیسے خود کو ارمان کے حوالے کر سکتی ہے

نینا نے اپنا لب کاٹتے ہوئے سوچا اسے ارمان کا شدت سے اس کے ہونٹوں پر تسلط جمانا یاد آیا تھا اس کی بے باک گستاخیاں یاد آئیں تھیں اس کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی

ارمان نینا کے قریب آیا نینا ایک بات یاد رکھنا میں کبھی بھی تمہاری امانت میں خیانت نہیں کروں گا۔۔۔

ہاں مگر کبھی ایسی نوبت آئی تو وہ میں اپنا حق استعمال کرتے ہوئے جائز اور شرعی طریقہ اپناؤں گا ارمان کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا

مسٹر خان کی بات کا مطلب کیا تھا۔۔ جائز شرعی طریقہ اپناؤں گا۔۔ نینا نے لب کاٹتے ہوئے سوچا تھا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں باسط خانزادہ؟

یہ کام میں نہیں کر سکتی۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ارمان خانزادہ کی پاور کو۔۔۔۔

نینا اب اس این جی او کی ورکر نہیں۔ ارمان خانزادہ کی بیوی ہیں۔ اور ارمان خانزادہ نے مجھے سیدھے اور آسان لفظوں میں بہت اچھی طرح سمجھایا ہے کہ میں اس کی بیوی سے دور رہوں۔ ورنہ اس کا انجام بہت برا ہو گا اور مجھے اپنی جان بہت پیاری ہے۔۔ کوئی اور خدمت میں آپ کی کر سکتی ہوں تو میں حاضر ہوں. مگر یہ کام مجھ سے نہیں ہو گا۔ رائمہ عباسی نے تفصیلاً وضاحت دیتے ہوئے باسط خان کا کام کرنے سے انکار کیا تھا۔

یہ لو چیک بک اس پر اپنی مرضی کی اماؤنٹ درج کرو۔ جتی تم چاہو بس میرا کام ہونا چاہیے۔

باسط خان نے اپنی چیک بُک رائمہ عباسی کے سامنے پھینکی تھی۔

باسط خانزادہ آپ ابھی تک بات نہیں سمجھ رہے ہیں میری۔ ارمان خانزادہ اس سب کے بعد مجھے اس قابل ہی نہیں چھوڑے گا کہ میں یہ پیسہ استعمال کر سکوں۔ رائمہ عباسی نے چیک بک کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی گارنٹی میں تمھیں دیتا ہوں کہ وہ تمھیں کچھ نہیں کہے گا۔ تم آج رات کی فلائٹ سے دبئ جاؤ گی۔ سارا بندوبست میں کر دوں گا۔ باسط خان نے رائمہ عباسی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

مسٹر باسط خان میرے لیے باہر جانا مشکل نہیں ہے آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں اس این جی او کے سلسلے آئے روز باہر آتی جاتی رہتی ہوں۔ آپ مجھے جتنی بھی رقم دے دیں ۔۔ آپ کی سوچ سے بھی زیادہ مجھے ڈونیشنز ملتی ہیں۔ پیسہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔۔ میرا مسئلہ ارمان خانزادہ ہیں۔۔ انھیں بھنک بھی لگ گئی کہ اس سب میں میرا ہاتھ ہے تو وہ مجھے برباد کر دے گا۔ وہ نینا کے لیے کافی ٹچی ہیں۔۔ میں نے ارمان خانزادہ کی آنکھوں میں اپنی بیوی کے لیے بے حد جنوں بے انتہا محبت دیکھی ہے۔ میں جانتی ہوں نینا جیسی خوبصورت کم عمر سب سے بڑھ کر اتنے پیور دل کی مالک لڑکی پہ تو کوئی بھی فلیٹ ہو سکتا ہے۔ شائد آپ بھی اپنا دل ہار چکے ہیں نینا پہ....

افسوس وہ خوبصورت کلی ارمان خانزادہ لے اڑا۔۔ نینا کی خوبصورتی نے اس این جی او کو بہت فائدہ دیا ہے۔ آپ جیسے اور بھی کئی عاشق ہیں جھنیں نینا چاہیے تھی۔۔ مجھے پتہ ہوتا نینا اتنی جلدی میرے ہاتھوں سے نکل جائے گی تو میں بھرپور فائدہ اٹھاتی اس کی خوبصورتی اور جوانی کا۔۔۔ مگر اب یہ پوسیبل نہیں ہے۔۔ وہ اس شہر کے بہت با آثر آدمی کی بیوی ہے۔۔ میں ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتی۔۔ اس لیے اب آپ ہی بتائیں میں آپ کی بات کیوں مانوں۔ ارمان خانزادہ جیسے با آثر آدمی کے مقابل کیوں آؤں۔ میں معزرت کرتی ہوں میں آپ کا کام نہیں کر سکتی۔ رائمہ عباسی نے کمینگی سے مسکراتے ہوے دوٹوک الفاظ میں باسط خان کو انکار کیا تھا۔۔۔

دیکھو رائمہ ،،، اگر تم ارمان خانزادہ کی پاور سے واقف ہو تو تم یہ بھی اچھی طرح جانتی ہو گی کہ میری پاور کیا ہے۔ میں بھی ارمان خانزادہ کے خاندان سے ہوں۔ اگر میں کسی کو برباد کرنے پر آؤں تو ایک منٹ نہ لگاؤں۔ تمھیں میری بات ماننی پڑے گی۔ ورنہ ارمان خانزادہ تمھیں کیا برباد کرے گا۔ میں تمھیں خود برباد کروں گا۔ باسط خان نے غراتے ہوئے دھمکی دی تھی۔

مسٹر باسط خانزادہ آپ مجھے دھمکی دے رہے ہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں مجھے میں۔۔۔۔۔

اچھی طرح جانتا ہوں تمھیں اور تمھارے ہر ناجائز کام کو کہ تم کیا کرتی پھرتی ہو۔ پوری ڈیٹیلز نکلوائی ہیں بمعہ ثبوتوں کے۔۔ اگر میری بات آرام سے مانو گی تو کڑوڑوں روپے کے ساتھ تمھاری مکمل سیفٹی کا بھی انتظام کروں گا اور جہاں تک اس این جی او کی بات ہے تو وہ میں جانتا ہوں تم کہیں بھی بیٹھ کر کہیں بھی رہ کر اس این جی او کو بہت آچھی طرح چلا سکتی ہو۔۔ بڑے کانٹیکٹس ہیں تمھارے۔۔ یہ این جی او تمھارا مسئلہ نہیں ہے اور جہاں تک ارمان خانزادہ کی بات ہے وہ تمھیں کچھ نہیں کہے گا کیونکہ اُس سے پہلے ہی وہ اپنا رشتہ نینا سے ختم کر دے گا۔ شاید وہ نینا کی جان ہی لے لے اور جب معاملہ ٹھنڈا ہو جائے تو تم پاکستان آجانا۔۔۔ باسط خان نے چیئر سے ٹیک لگائے اطمینان سے مگر سرد لہجے میں تفصیل سے اچھی طرح رائمہ عباسی کو سمجھایا تھا۔

رائمہ عباسی نے کچھ دیر چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے سوچا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے پن اٹھا کر چیک بک پر اماؤنٹ لکھی۔ باسط خانزادہ نے مسکراتے ہوئے تفاخر سے اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔

نینا جلدی جلدی یونیورسٹی جانے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ آج وہ لیٹ ہو چکی تھی۔ نینا نے وائٹ کیپری پر بلو کلر کا خوبصورت سا سٹائلش شارٹ کرتا پہن رکھا تھا اور اس پر بلو کلر کا دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا۔

بالوں میں کیچر لگا کر آدھے بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ پنک گلوز لگائے وہ غضب ڈھا رہی تھی۔

نینا جلدی سے اپنا بیگ پکڑتے اپنا موبائل اٹھائے باہر آئی ہی تھی کہ نینا کا فون بجا۔۔ فون پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ کر نینا حیران رہ گئی تھی۔

اس سے پہلے نینا کال اٹینڈ کرتی ارمان لاؤنج میں آیا تھا۔

نینا نے گھبراتے ہوئے جلدی سے کال کاٹی تھی۔ ارمان نے نینا کے پاس آکر گہری نظروں سے اُسے دیکھا جو بلو سوٹ میں نکھری نکھری غضب ڈھا رہی تھی۔ ڈارک بلو کلر اس کی گوری شفاف رنگت پہ بہت جچ رہا تھا۔۔ پنک گلوز ہونٹوں کی دلکشی مزید بڑھا رہا تھا۔۔ وہ اتنی خوبصورت تھی کہ ارمان خانزادو کا دل اُسے یونیورسٹی بھیجنے پہ آمادہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ اگر وہ اِس پر دل ہار سکتا تھا تو کوئی بھی اُسے دیکھ کر فلیٹ ہو سکتا تھا۔ ارمان خانزادہ جیسا پوزیسیو نیچر بندہ جس کی پوزیسیونیس اپنی بیوی کے لے حد سے زیادہ تھی۔۔ اس کے لیے بہت مشکل تھا کوئی نینا کو نظر بھر کر بھی دیکھے۔ مگر نینا کی خوشی کے لیے وہ یہ برداشت کرتا تھا۔۔ اس نے صرف نینا کی ڈریسنگ اور یونیورسٹی سے کہیں بھی آنے جانے پر پابندی لگائی تھی۔۔ اس کے علاوہ نینا کو کسی بات کے لیے منع نہیں کیا تھا۔ ورنہ اُن کے خاندان میں عورت کو فون تک رکھنے کی آجازت نہیں تھی۔۔ نینا کے لیے بھی سب کچھ صرف یہیں تک محدود تھا۔ ارمان خان جانتا تھا حویلی جا کر اسے بھی پابندیوں میں رہنا ہو گا۔۔ اور ارمان خانزادہ کے نزدیک

بھی نینا کو اس کے شدید محبت کے سوا کسی اور چیز کی چاہت بھی نہیں ہونی چاہیے۔۔اور وہ تو اپنی بیوی پر دل و جان سے مرتا تھا۔۔

کس کا فون ہے۔ارمان نے نینا کو اپنی نظروں کے حصار میں لیتے ہوئے پوچھا۔۔وہ مسٹر خان وہ روحان کا تھا۔۔نینا نے ارمان کی طرف دیکھ کر گڑبڑاتے ہوے جھوٹ بولا۔۔

تو اٹھایا کیوں نہیں اور تمھارے چہرے پر گھبراہٹ کیوں ہے؟کوئی مسئلہ ہے؟ارمان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوے اسے خود کے قریب کیا تھا۔

نہیں کوئی مسئلہ نہیں۔میرا ابھی اس سے بات کرنے کا کوئی موڈ نہیں۔نینا نے موبائل کی سکرین کو دیکھا جہاں رائمہ عباسی کے بہت سے میسجز آرہے تھے۔وہ ارمان خان کے سامنے رائمہ عباسی کی ناکال اٹینڈ کر سکتی تھی اور نہ ہی اس کے میسجز دیکھ سکتی تھی۔لیکن اس کا سارا دھیان رائمہ عباسی کی ہی طرف تھا۔رائمہ عباسی نے اُسے کال کی ہے تو یقیناً اسے کوئی ضروری کام ہو گا۔نینا نے لب کاٹتے ہوئے سوچا۔

ارمان نے غور سے نینا کو دیکھا جو لب کاٹتے ہوئے گہری سوچ میں گم اس کے حصار میں نظریں جھکائے کھڑی تھی تھی۔

کہاں گم ہو گئی ہو میری ظالم حسینہ پلس ظالم بیوی ارمان نے نینا کے خوبصورت چہرے پر نگاہ کرتے سرد آہ بھرتے ہوے چٹکی بجائی تھی۔۔۔ارمان کی بات پر نینا کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔

ارمان نے رک کر نینا کے دوپٹے کو شانوں پر اچھی طرح پھیلایا تھا اب چلو۔۔۔ ارمان کہتے ہوئے آگے بڑھا۔

نینا نے جھنجھلاتے ہوے اپنے بڑے سے دوپٹے کو دیکھا جو واقعی میں نینا سے سنبھالا نہیں جاتا تھا۔ یونیورسٹی میں بھی اُس کی جان کا عذاب بنا رہتا تھا۔ آج سے پہلے اس نے کبھی دوپٹہ لیا ہی نہیں تھا اور وہ بھی شانوں پر تو ایسے میں اسے بہت مشکل ہوتی تھی۔۔۔۔ نینا نے غصے سے ارمان کی پشت کو گھورتے ہوے اپنے دوپٹے کو سینے پر آچھی طرح پھیلایا جو پھر سے پھسلتا ہوا ایک کندھے پر آگیا تھا۔

نینا نے یونیورسٹی آکر سب سے پہلے رائمہ عباسی کو کال کی تھی۔

ہیلو چندہ کیسی ہو؟ رائمہ نے پہلی بیل پر کال رسیو کرتے ہوئے اپنے لہجے میں چاشنی بھری تھی۔ میں ٹھیک ہوں مِس رائمہ عباسی۔ آپ نے مجھے کیون فون کیا؟ نینا سنجیدگی سے بولی تھی۔ لگتا ہے نینا تم مجھ سے ناراض ہو اور ہونا بھی چاہیے۔ میں نے تم سے ہر کانٹیکٹ ختم کر لیا۔ تمھارا نمبر تک بلاک کر دیا تھا۔ یقین مانو یہ سب کچھ میں نے مجبوری میں کیا تھا۔ رائمہ عباسی نے انتہائی دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ کیا مطلب آپ کی بات کا؟ کیسی مجبوری؟ میں سمجھی نہیں۔ آپ کی بات۔۔۔

نینا کے لہجے میں حیرت در آئی تھی۔

مجھے ارمان خانزادہ نے منع کیا تھا۔ بلکہ مجھے دھمکی دی تھی کہ اگر میں تم سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھوں گی تم سے کانٹیکٹ کروں گی تو وہ مجھے برباد کر دے گا مجھے جان سے مار ڈالے گا۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ نینا رائمہ عباسی کی بات سن کر شاکڈ کے عالم میں بولی تھی۔

ہاں چندہ ارمان خانزادہ نے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا ہے یہ این جی او کو بند کرنے کے لیے۔ ہماری کتنی ہی ڈونیشن روک لی ہیں۔ نینا تم جانتی ہو ناں کتنے ہی گھر کتنے ہی ادارے کتنے ہی یتیم بچے اس این جی او سے چل رہے ہیں۔ مگر اب ارمان خانزادہ کی وجہ سے ہمارے چیکس رکے ہوئے ہیں۔ ارمان خانزادہ نے میرا اکاؤنٹ بھی فریز کروا دیا ہے۔ رائمہ عباسی نے اپنی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش کرتے ہوئے نینا کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

نینا بے یقینی سے فون کان کے ساتھ لگائے سن رہی تھی۔ ارمان خانزادہ ایسے کیسے کر سکتا ہے۔ نینا بالکل شاکڈ ہو چکی تھی۔ نینا رائمہ کی عباسی کے ہر جھوٹ پر یقین کر چکی تھی۔ نینا کی خوبصورت آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے تھے۔

نینا مجھے تمھاری ضرورت ہے۔ میں ایک اہم میٹنگ کے سلسلے میں باہر ہوں۔ مگر آج ایک اور فنج ادارے کے قیام کے سلسلے میں میری کسی کے ساتھ میٹنگ تھی. مگر میں یہ میٹنگ نہیں اٹینڈ کر سکتی۔۔ تم جانتی ہو چندہ یہ وہی پرجیکٹ ہے۔ جس کے لیے ہمیں لینڈ نہیں مل رہی تھی۔۔ مگر اب یہ ممکن ہے۔۔۔ جن کے ساتھ میٹنگ ہے وہ نہ صرف ہماری زمین حاصل کرنے میں ہماری مدد کریں گیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ہماری این جی او کو سپورٹ

کریں گے۔ اگر یہ میٹنگ کامیاب ہو جاتی ہے تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ۔۔کتنے ہی یتیم بچوں کی کفالت ہو جائے گی۔کتنے ہی بے آسرہ لوگوں کو چھت مل جائے گی۔۔ مگر میں کیا کروں ابھی میں اس میٹنگ میں شریک نہیں ہو سکتی۔ میں چاہتی ہوں آج کی اس میٹنگ میں تم شریک ہو اور مجھے پورا اعتماد ہے کہ تم ہی یہ کام کر سکتی ہو۔ رائمہ عباسی نے اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوے پوری طرح نینا کو شیشے میں اتارا تھا۔ وہ جانتی تھی نینا کا معصوم دل بنا سوچے سمجھے غریب بے آسرا بچوں کی مدد کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے گا۔۔۔

مِس رائمہ آپ فکر نہ کریں میں یہ میٹنگ ضرور اٹینڈ کروں گی۔ نینا نے حتمی لہجے میں کہتے ہوئے فون بند کر دیا تھا۔

ارمان خانزادہ ایسے کیسے کر سکتا ہے؟ یہ این جی او کتنے ہی غریب گھروں کو سپورٹ کر رہی تھی کتنے ہی اداروں کتنے ہی یتیم بچوں کو۔۔۔۔۔۔

مجھے سوشل ورک سے روکنے کے لیے مسٹر خان اتنے اوچھے ہتھکنڈے اپنائیں گے۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ مگر میں نینا شاہ ہوں غلط بات پر میں جھک نہیں سکتی چاہے اس کے لیے مسٹر خان میری جان ہی کیوں نہ لے لیں۔ میں یہ میٹنگ اٹینڈ کروں گی۔ نینا نے ارمان خان کو بنا بتائے یہ میٹنگ اٹینڈ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی اگر ارمان خانزادہ کو اس بارے میں ذرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو وہ کبھی اُسے یہ میٹنگ اٹینڈ نہیں کرنے دے گا۔ اور نہ

ہی نینا چاہتی تھی اسے علم ہو کیونکہ وہ اسے صاف لفظوں میں باور کروا چکا تھا کہ وہ رائمہ عباسی سے کسی بھی قسم کا کوئی کانٹیکٹ نہ رکھے۔ نینا نے میٹنگ کے متعلق کچھ اہم ڈسکشن کرنے کے لیے رائمہ عباسی کو دوبارہ کال کی تھی۔

ارمان خان آفس میں میٹنگ میں مصروف تھا جو کہ بہت اہم پراجیکٹ کے سلسلے میں تھی۔ ارمان کو اپنے موبائل پر انجان نمبر سے کچھ تصویریں موصول ہوئیں۔ جسے اوپن کرنے پر ارمان نے چیئر سے ٹیک ہٹائی تھی۔ ارمان نے سرخ چہرے کے ساتھ بے یقینی سے وہ تصویریں دیکھیں۔

ارمان نے ضبط کی انتہا پر جا کر اپنی مٹھی بھینچی تھی۔ آنکھیں لال انگارہ ہوئیں تھیں۔ ارمان خانزادہ غصے اور اشتعال سے پاگل ہوا تھا۔

بے تحاشا ضبط کے باوجود ارمان کی ماتھے اور گردن پر وینز صاف دکھائی دینے لگیں۔ ارمان خانزادہ نے اپنا موبائل ٹیبل پر پٹختے ہوے ایک زوردار مکہ ٹیبل پر مارا۔ میٹنگ میں موجود تمام افراد ہڑبڑاتے ہوئے ارمان کی طرف متوجہ ہوئے۔

میٹنگ اِز اور۔۔۔ ارمان نے دانتوں میں دانت جما کر سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا اور غصے سے موبائل اٹھائے تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ صفدر خان ارمان کی کنڈیشن دیکھ کر جو انتہائی غضبناکی کی کیفیت لیے ہوئے تھی تیزی سے ارمان خان کے پیچھے گیا تھا۔

ارمان کیا ہوا ہے؟ صفدر بہت تیزی سے قدم اٹھاتا ارمان خان تک پہنچا تھا جو آندھی طوفان بنا لمبے لمبے ڈھگ بھر رہا تھا۔

کچھ نہیں ہوا مجھے۔۔۔۔ ارمان خان صفدر پر چلایا تھا۔

اور غصے سے تیز تیز قدم اٹھاتا باہر کی جانب بڑھا۔

آفس کے بہت سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔ صفدر کا رنگ سرخ پڑا تھا ارمان کا یوں سب کے سامنے اس پر چلانے پر،،، مگر پریشانی بھی ہوئی تھی۔ ارمان خانزادہ جتنا مرضی غصے میں ہو وہ آپنا آپہ کبھی نہیں کھوتا تھا اور نہ ہی اس پر یوں کبھی چلا سکتا تھا۔۔ یقیناً بات بہت بڑی ہے۔۔ صفدر پریشانی کے عالم میں سوچ رہا تھا۔

ارمان خان غیض و غضب کی کیفیت میں ریش ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ جو تصویریں ارمان کو موصول ہوئیں تھیں۔ وہ ارمان خان کو جلا کر خاکستر کر چکیں تھیں۔ پورے بدن میں غم و غصے کے شعلے برپا ہوئے تھے۔ دماغ نے جیسے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ پورا دماغ تانبے کی مانند تپ رہا تھا۔ جس کی تپش پورے بدن سے ہوتے ہوئے پاؤں تک پہنچ رہی تھی۔

وہ تصویریں نینا کی تھیں جو ہوٹل میں کسی آدمی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

ارمان خانزادہ کے لیے یہی بات بہت تھی کہ اس کی بیوی اس کی عزت یوں کسی مرد کے سامنے بے پردہ بیٹھی ہوئی ہے۔ مگر وہ تصویریں ایسے اینگل سے لی ہوئیں تھیں جس میں نینا اُس آدمی کے بہت قریب بیٹھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اور وہ غلیظ نظروں سے نینا کو

دیکھ رہا تھا۔ کچھ تصویروں میں اس آدمی کا ہاتھ بھی نینا کے ہاتھ کو ٹچ ہو رہا تھا۔ ارمان خانزادہ غصے سے اس ہوٹل پہنچا جس کا ایڈریس اسے سینڈ کیا گیا تھا۔

ارمان خان جیسے ہی ہوٹل پہنچا۔ اندر کا منظر دیکھ کر ارمان خان کا دل کیا تھا وہ خود کو ہی شوٹ کر ڈالے۔ نینا گلے میں دوپٹہ ڈالے اس آدمی کے سامنے بہت اعتماد سے بیٹھی ہوئی تھی اور وہ بڑی بے باکی سے نینا کے چہرے اور بدن کا جائزہ لے رہا تھا۔ اپنی غلیظ نگاہیں وہ نینا کے حسین چہرے پے جمائے ہوئے تھا جو وقتاً فوقتاً اس کے چہرے سے ہوتی ہوئیں نینا کے بدن کے نشیب و فراز پر جا ٹکتیں۔۔

ارمان خان غصے سے غیض و غضب سے اشتعال ذدہ چہرے کے ساتھ اس کی طرف بڑھا۔ مسٹر خان آپ۔۔۔ نینا کا حلق خشک ہوا تھا ارمان خان کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ بدحواسی کے عالم میں چیئر سے اٹھی تھی۔

ارمان نے غضبناک نگاہون سے نینا کو دیکھا تو نینا سر تا پیر لرز کر رہ گئی تھی۔

ارمان خانزادہ نے اُس آدمی کو گریبان سے پکڑ کر ٹیبل پر لٹاتے ہوے بہت سارے مکے اس آدمی کی آنکھوں پر مارے تھے۔ جو اپنی غلیظ آنکھیں نینا پر گاڑھے ہوے تھا۔ ارمان کا بس نہیں چل رہا تھا اس کی انکھیں نکال ڈالے۔۔۔ تیری اتنی ہمت کہ تو اپنی غلیظ نگاہوں سے میری عزت کو دیکھے۔ ارمان نے غراتے ہوے اپنا سر اس آدمی کے سر سے زور سے ٹکرایا تھا۔۔

اس آدمی نے اپنا بچاؤ کرتے ہوے ٹیبل پر پڑا گلاس پوری قوت سے ارمان خانزادہ کو دے مارا جس کی ضرب ارمان کے کندھے پر لگی تھی۔

ہوٹل میں سب ادھر ہی متوجہ ہو چکے تھے۔

ارمان خانزادہ نے ٹیبل پر دوسرا گلاس اٹھا کر زور سے اس کے سر پر دے مارا۔۔

اس آدمی کے سر سے خون کا فوارہ چھوٹا تھا۔۔

نینا کی چیخ بلند ہوئی۔ مسٹر خان کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں اُسے۔ نینا نے آگے بڑھ کر ارمان کو روکا۔

بیچ میں مت آؤ ورنہ تمھاری جان لے لوں گا میں۔ دور کھڑی رہو۔۔۔ دور خاموش کھڑی رہو۔۔ ورنہ بہت بدتر حال کروں گا تمھارا۔۔۔ ارمان نے لال انگارہ غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے نینا کو انتہائی سرد مگر ہلکی آواز میں وارن کیا تھا۔

ارمان کا غصہ اور سرخ انگارہ آنکھوں نے نینا کو کانپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

نینا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ ارمان خانزادہ کو بہت بار غصے میں دیکھا تھا۔ مگر ایسی ہولناکی اور وحشت اِس سے پہلے اس کے چہرے پر نہیں دیکھی تھی۔

اس سے پہلے ارمان خانزادہ آگے بڑھ کر وہ شیشے کا ٹکڑا اس کے گلے پر رکھتا۔ ہوٹل کی سکیورٹی نے آکر ارمان خانزادہ کے ہاتھوں اُس آدمی کو چھڑوایا۔۔۔

مگر ارمان خانزادہ اُسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا جو اس کی بیوی کو سر عام اپنی غلیظ نگاہوں سے گھورتے ہوے اپنی آنکھوں کو تراوت بخش رہا تھا۔۔

ارمان خانزادہ نے شیشے کا ٹکڑا زور سے اس کے ہاتھ پر مارا وہ ٹکڑا پوری طرح اس کے ہاتھ کو زخمی کر چکا تھا۔۔ جس ہاتھ سے اس نے نینا کو چھوا تھا۔ نینا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ روکی تھی۔

ارمان خانزادہ نے گہرا سانس لے کر خود پر قابو پایا اور نینا کا ہاتھ سختی سے اپنے ہاتھ میں دبوچتا اسے ہوٹل سے لیے باہر آگیا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے میں صرف اس سے ایک اور فنج آدارے کے قیام کے لیے ملی تھی۔۔ آپ نہیں جانتے کتنے ہی بچوں کی زندگی جڑی ہے اس سے۔۔۔ نینا نے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوے ارمان کو بتانے کی کوشش کی۔ مگر ارمان خانزادہ سنی ان سنی کرتا اُسے گھسیٹتا ہوا باہر گاڑی تک لایا۔۔۔

ارمان نے نینا کو گاڑی میں بڑے بُرے طریقے سے دھکیلا دروازہ زور سے بند کرتے ہوے اخود فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور نینا کے بالوں کو اپنی مٹھی میں دبوچتے ہوئے اسے زور دار شدید قسم کا جھٹکا دیا تھا کہ نینا کی چیخ بلند ہوئی۔۔۔۔

مسٹر خان یہ کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں مجھے اندر اتنی سفاکی اور درندگی دکھا کر آپ کا جی نہیں بھرا جو مجھ پر اپنی درندگی دکھا رہے ہیں۔ نینا ایک ہاتھ سے خود کو چھڑواتی ہوئی چلائی تھی۔

درندگی سفاکی تو میں آج دکھاؤں گا۔ بتاؤں گا تمھیں اصل میں درندگی ہوتی کیا ہے۔ تمھیں بتاؤں گا شوہر کا رتبہ ہوتا کیا ہے؟ میری عزت کا تماشہ بنایا ہے تم نے آج۔۔۔ آدھا شہر جانتا ہے مجھے یہاں۔۔۔

اور تم سر عام اپنے جسم کی نمائش کرتے ہوئے غیر مرد کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اب میں ڈالوں گا تمھارے پاؤں میں بیڑیاں۔۔۔ تمھیں کروں گا قید۔۔۔ جس سلوک کے تم لائق ہو۔ وہی سلوک کروں گا تم سے۔ تم قابل ہی نہیں ہو تمھارے ساتھ نرمی برتی جائے۔

ارمان خانزادہ نینا کے بال دبوچے وحشت کے عالم میں نینا پر غرایا تھا۔ نینا خوف سے سمٹتی ہوئی سسک کر رہ گئی تھی۔

ارمان خانزادہ نے غصے سے گاڑی بیک کرتے ہوئے گاڑی کو موڑا تو زوردار جھٹکا گاڑی کو لگا تھا۔ نینا کا توازن بُری طرح بگڑا تھا۔۔ نینا سہم کر دروازے کے ساتھ جا لگی تھی اور بے آواز رونے لگی۔ اسے ارمان خان کے تیور دیکھ کر بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔ جس کے چہرے پر بے انتہا غیض و غضب کے ساتھ ہولناکی بھی چھائی ہوئی تھی۔۔ نینا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنناہٹ دوڑ گئی تھی۔ دل کانوں میں بج رہا تھا۔۔ ہتھیلیاں پسینے سے نم ہو چکی تھیں ارمان خانزادہ کی آنکھوں میں خون اترا دیکھ کر۔۔ کیسے ارمان نے اس آدمی کا حال برا کر دیا تھا۔۔ نینا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ارمان خانزادہ کا یہ روپ بھی ہو سکتا ہے۔۔ نینا ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

گاڑی گھر کے گیٹ پر رکی تو ارمان کے زور سے ہارن دینے پر چوکیدار نے جلدی سے گیٹ کھولا تو ارمان کی گاڑی کے ٹائر لمبی روش پر لگی سرخ ٹائلز آکر پر چڑ چڑائے تھے۔

ارمان نے گاڑی سے نکل کر نینا کو بازو سے دبوچ کر گاڑی سے نکالا تھا۔ اور تقریباً گھسیٹتے ہوئے نینا کو اندر لے گیا۔ کمرے میں لا کر نینا کو بیڈ پر پٹخا تو نینا اندھے منہ گرتے بلک بلک کر رو پڑی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارمان خانزادہ غصے سے نینا کی طرف بڑھا جو اوندھے منہ پڑی اونچی آواز میں رو رہی تھی۔

ارمان نے اسے بالوں سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا اور اس پر مکمل طور پر حاوی ہوا تھا۔

مسٹر خان پلیز۔۔۔ نینا نے لرزتے لبوں سے ارمان خان سے التجا کی تھی جو اس پر جھکا اپنی لال سرخ آنکھیں اس پر جمائے اُسے سرد نگاہوں سے گھور رہا تھا۔

نینا نے سہمتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

آج میں آچھی طرح تمھارے اندر سے دوسروں کی مدد کرنے کا بھوت نکالوں گا۔ اور ساتھ ہی تمھارے دماغ کا پاگل پن بھی۔۔

آج میں تمھیں بتاؤں گا بلکہ آچھے سے سمجھاؤں گا۔ میرا تمھارا رشتہ کیا ہے؟ آج میں تمھیں تمھارے سارے حقوق دوں گا تاکہ تمھیں اچھے سے سمجھ آئے شوہر ہوتا کیا ہے۔ اس کی بات کی اہمیت کیا ہوتی ہے۔ تاکہ تم آئندہ میری نافرمانی کرنے سے پہلے سو بار سوچو ۔۔ تمھاری ہمت کیسے ہوئی یہ سب کرنے کی ہاں۔۔ ارمان نینا کا منہ دبوچتے ہوے غرایا تھا۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے سنا آپ نے،،، مجھ پر آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی تو میں اس کے لیے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ نینا روتے ہوئے چلائی تھی۔

میں تم سے کبھی اس بات کے لیے معافی مانگوں گا بھی نہیں مائی ڈیئر وائف۔۔۔ ارمان خان نے سرد آواز میں کہتے ہوئے اپنی شرٹ اُتار کر نینا کے منہ پر ماری تھی۔ مسٹر خان آپ بہت پچھتائیں گے۔۔ نینا ارمان کے حصار میں مچلتے ہوئے بولی۔

میں پچھتانا چاہتا ہوں۔۔۔ ارمان یہ کہتے ہوئے نینا پر جھکتا اس کی سانسیں بند کر چکا تھا۔ نینا کے ہونٹوں پر بُری طرح اپنی شدت نچھاور کرتا وہ گردن پر آیا تو نینا نے سسکتے ہوئے بھر پور مزاحمت کی تھی۔

ارمان نینا کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ سے تکیے پر پن کرتے ہوے اس کی گرن پر اپنا دہکتا ہوا لمس پوری شدت سے بکھیرنے لگا۔۔ اور ایک ہاتھ نینا کے بدن کے ہر حصے کو آچھی طرح محسوس کر رہا تھا۔۔ ارمان کا جنون اور دیوانگی بھرا دہکتا لمس اپنی ہر حد پار کرتا ہر جگہ نینا کو محسوس کرتے ہوے گردن سے نیچے آیا تو نینا اپنی بے بسی پر بُری طرح رو دی تھی۔

جان تو تب نکلی جب ارمان کا ایک ہاتھ نینا کی قمیض کی زپ پر سرسرایا تھا۔۔

ارمان خانزادہ ہر طرح کے شرم وحیا کے پردے گراتا پوری طرح اس پر اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔ گزرتے وقت کے ساتھ ارمان خانزادہ کی شدتیں عروج پر تھیں بالکل اُس کے

جنون کی طرح اور نینا کی سسکیاں عروج پر تھیں جو گزرتے وقت کے ساتھ ارمان کی قربت میں بلند ہو رہی تھیں۔۔۔ ارمان خانزادہ پوری طرح نینا کے وجود میں گم ہوتا اپنا لمس ہر جگہ بکھیرتا نینا کو مکمل طور پر حاصل کر چکا تھا۔۔۔

نینا کی رات کے پتا نہیں کونسے پہر آنکھ کھلی ارمان خانزادہ پر سکون سا اسے بانہوں میں لیے سو رہا تھا نینا ارمان کے حصار سے نکلتے ہوئے اپنے بکھرے وجود کو سمیٹتے ہوئے اٹھی تھی قریب ہی ارمان کی شرٹ پڑی تھی جلدی سے اسے پہنتے پھر سے بری طرح رو دی تھی اسے ارمان کی قربت میں گزارا ایک ایک پل یاد آیا کل ہوٹل سے واپسی پر ارمان نے اسے پتا نہیں کتنے ہی گھنٹے آگ جیسی قربت میں رکھا تھا رات کے اندھیرے گہرے ہونے کے باجود ایک منٹ کے لئے اسے چھوڑا نہیں تھا رات کے کونسے پہر اس پر رحم کھاتے ہوئے اسے چھوڑا تو وہ اس کی شدتوں سے بے حال ہوتی پتا نہیں کب ارمان کی ہی پناہوں میں سو گئی تھی نینا آنسو بہاتے ہوئے ارمان کو دیکھ رہی تھی۔۔

کل میری قربت میں آنسو کم پڑ گئے تھے جو پھر سے بہانے بیٹھ گئی ہو ارمان نے اپنی سرخ آنکھیں کھول کر نینا کو دیکھا جو اس کے پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی آپ کی قربت میں گزارا ایک ایک پل صرف میرے لئے اذیت کا باعث تھا۔ اور میرے دل میں آپ کے لیے شدید نفرت سما چکی ہے۔ میں نفرت کرتی ہوں آپ سے مسٹر خان۔۔ شدید نفرت نینا غصے

سے کہتے ہوئے بیڈ سے اٹھنے لگی تو ارمان نے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچا تھا۔ وہ ارمان کے برہنہ کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔ جتنی مرضی نفرت کرو ڈارلنگ ءءء اب تمہیں ساری عمر ہر رات میری قربت برداشت کرنی پڑے گی۔ ساری عمر میری بانہوں میں گزارنا پڑے گی۔ تاعمر ارمان خانزادہ کی ہی رہو گی۔ میرے پاس رہو گی میری سانسوں سے بھی زیادہ نزدیک میری بیوی بن کر میری نینا بن کر صرف میری بن کر۔ مجھے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ارمان خان نینا کی کمر پر اپنا حصار مضبوط کرتا اپنے ایک ہاتھ کی مٹھی میں نینا کے بالوں کو دبوچتے ہوئے سرد آواز میں غرایا تھا اور نینا کو بانہوں میں ہی لیے رخ پلٹتے ہوئے نینا کے اوپر جھکا تو نینا خوف سے لرزی تھی۔ مسٹر خان پلیز کل آپ مجھے کتنے گھنٹے روند چکے ہیں نینا نے کانپتے لبوں سے بمشکل الفاظ ادا کیے۔۔۔

تمہارے دماغ کے اسکرو ابھی بھی ڈھیلے ہیں جو شوہر کی محبت کو اس کی قربت میں گزرے لمحوں کو تم روندنے سے تشابہ دے رہی ہو۔ تو سمجھو میری جان اچھی طرح سمجھو شوہر روندا نہیں کرتے سمیٹا کرتے ہیں۔ مکمل کرتے ہیں عورت کو ءعورت ہونے کا غرور عطا کرتے ہیں ۔ تمہیں کل روندا نہیں پیار کیا ہے اگر تمہیں روندا ہوتا نا مای ڈیر وائف ءابھی تم اٹھنے کے قابل نا ہوتی اور نہ ہی بولنے کے۔۔۔ ارمان خان نینا کے آنسو نرمی سے اپنے لبوں سے چنتا ہوا بولا۔

وہ پیار تھا مسٹر خان۔۔۔ نینا کی آنکھوں سے پھر سے آنسو جاری ہوئے تھے۔

جی پیار تھا جان من۔۔۔ اسے پی پیار کہتے ہیں۔ ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔ کل جتنا غصہ تھا مجھے تم پر دل کر رہا تھا۔ تمہاری اور اپنی جان لے لوں یقین مانو تمہاری قربت نے میرے غصے کو ٹھنڈا کیا ہے میرے اندر جلتی ہوئی آگ تمہاری قربت نے بجھائی ہے۔ ورنہ پتا نہیں میں کیا کرتا؟ ارمان خان مدہوش ہوتے نینا کی گردن پر جھکا تھا۔ نینا پوری قوت سے ارمان خان کو دھکا دیتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ میں کبھی نہیں بھولوں گی جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔ آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی نینا پھر سے بے تحاشا رو دی تھی بس کرو نینا۔۔ ختم کرو یہ ڈرامہ اوکے۔ بیوی ہو میری۔۔۔ حق ہے تم پر میرا۔ ارمان خان نینا کے رونے پر چڑتے ہوئے بولا جو مسلسل کل سے رو رہی تھی

میں نہیں مانتی کوئی بھی حق آپ کا خود پر اور یہ مت بھولیں آپ نے میرے ساتھ زبردستی کی ہے۔ اپنا حق زبردستی مجھ سے وصول کیا ہے۔ نینا غصے سے چیخی تھی۔ ارمان خانزادہ اس کے چیخنے پر غصے سے بیڈ سے اٹھا تھا اور اس پر قہر بھری نظر ڈالتا واشروم میں بند ہو چکا تھا۔

ارمان خان شاور لے کر نکلا تو نینا ابھی تک گھٹنوں میں منہ دیے سسک رہی تھی

افففف ارمان نے اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے ہوئے زاروقطار پنچ دیوار پر مارا تھا اور جھنجھلاتے ہوئے ڈریسنگ پر پڑا برش اٹھا کر شیشے پر دے مارا کہ شیشہ تڑخا تھا نینا کی ہچکیاں تھمی تھیں۔ نینا گھٹنوں سے منہ اٹھا کر آنسو صاف کرتی بیڈ سے اٹھی تھی اور واش روم کا رخ کرنے لگی جب ارمان نے اسے کلائی سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ لگایا۔۔

بس کرو ختم کرو۔۔۔یہ سب کچھ اپنی زندگی کو نارمل کرو مت ستاؤ مجھے۔۔ ہمم۔۔اب میں تمہارے بنا نہیں رہ سکتا۔اگر تمہیں لگتا ہے کہ تم یوں رو دھو کر مجھ سے اپنی جان چھڑوالو گی تو یہ تمہاری بھول ہے کیونکہ رات کے بعد میں تمہارا اور دیوانہ ہو چکا ہوں۔تمہاری قربت نے مجھے بہت راحت بہت خوشی دی ہے۔۔میرا انگ انگ مہک اٹھا ہے۔اب میں تمہارے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتا ارمان خان نینا کی گردن میں منہ چھپاتے ہوئے مخمور آواز میں ل ولتا اپنا جنونیت بھرا لمس بکھیرنے لگا

مسٹر خان میں کبھی نہیں بھولوں گی سمجھے آپ۔۔آپ نے میرا مان توڑا ہے مجھ سے زبردستی کی ہے آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ میرے نزدیک میری رضامندی سے آئیں گے۔ نینا ارمان کو خود سے دور کرتے چلائی تھی وہ نہیں بھول پا رہی تھی ارمان کا شدت بھرا لمس اس کا اس کی مرضی کے بغیر اس کے نزدیک آنا۔۔

ارمان خان کچھ پل نینا کو دیکھتا رہا جو دیوار کے ساتھ لگے آنکھوں میں غصہ اور ناراضگی لیے شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔ویسے میں کل تمہارے پاس تمہاری رضامندی سے آیا تھا ارمان خان اپنی انگلی نینا کی گردن پر پڑی اپنی شدتوں کے نشان پر پھیرتے ہوئے شرٹ کے اوپری بٹن میں پھنسائی تھی نینا نے ارمان کی انگلی غصے سے پیچھے کی تھی۔

میں نے کب آپ کو رضامندی دی کس اینگل سے لگا کل جو آپ نے میرے ساتھ درندوں جیسا سلوک کیا اس میں میری رضامندی تھی۔۔ نینا ارمان کے چہرے پر پھیلی گہری مسکراہٹ کو دیکھ کر زہر خند لہجے میں بولی تھی۔۔ رات تمہاری گردن میں اپنا دیا ہوا منہ دکھائی والا لاکٹ دیکھ لیا تھا۔ اس کی وجہ سے میں پر سکون تھا جان من۔۔۔

اس کا مطلب تو یہی ہوا نا کہ تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو تم ارمان خانزادہ کی قربت ارمان خانزادہ کا جنونیت بھرا لمس سہنے کے لیے تیار تھی۔۔ ارمان نینا کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا اسے بغور دیکھتے ہوئے بولا تھا۔

نہیں تو میرے گلے میں کب تھا۔۔ میرے گلے میں تو نہیں ہے نینا اپنے گلے کو ہاتھ لگاتے ہوئے گڑبڑائی تھی جہاں اب لاکٹ نہیں تھا نینا سرخ چہرے کے ساتھ بولتے سرعت سے نظریں چرا گئی۔

ارمان خان نے نینا کے ایکسپریشن پر قہقہہ لگایا تھا۔ رات جتنا پیار مجھے اس لاکٹ پر آیا تھا بعد میں وہی مجھے اپنا رقیب لگا تھا اس لیے وہ میں نے توڑ دیا تھا۔ ارمان خان نے مسکراتے چہرے کے ساتھ بیڈ پر پڑے تکیے کے نیچے سے لاکٹ نکال کر نینا کو تھمایا تھا۔۔ نینا نے لاکٹ کی چین صدمے سے دیکھی تھی۔

کوئی بات نہیں پھر سے فکس کروالینا۔۔۔ ڈارلنگ۔۔۔ ارمان آئینہ میں نینا کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے شرارت سے بولا تھا۔۔۔

کیا فائدہ آپ اسے پھر سے توڑ دیں گے نینا نے غصے سے وہ لاکٹ بیڈ پر پھینکا۔۔ ارمان نے نینا کی بات پر جاندار قہقہہ لگایا کافی سمجھدار ہو گئی ہو ایک ہی رات میں ارمان خان نے نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے آنکھ ونک کی۔۔

ارمان کی بے باک نظریں خود پر محسوس کرتے نینا شرم سے سرخ پڑی تھی نینا ارمان کی شرٹ میں ملبوس تھی جو گھٹنوں سے اوپر آ رہی تھی۔ نینا کو اپنی حالت کا اندازا ہوا تھا تو نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ واش روم کا رخ کرتے ہوئے دروازہ زور سے بند کیا تھا۔۔۔

ارمان خان آفس جانے کے لیے تیار ہو کر باہر لاؤنج میں آیا جہاں نینا شاور لیے ہوئے باتھ روب میں ملبوس غصے سے صوفے پر منہ پھلائے بیٹھی تھی۔ نینا کا سپاٹ چہرا دیکھ کر ارمان نے گہرا سانس بھرا تھا۔ نینا کی کل کی حرکت نے وقتی طور پر ارمان خانزادہ کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کر دیا تھا۔ وہ جتنا غصے میں تھا جتنی آگ اس کے اندر بھڑک رہی تھی۔

بھڑکتی بھی نا کیسے نینا اس کی بیوی اس کی محبت اس کی غیرت اس کی عزت اس کی زندگی یوں سرعام ایک غیر مرد کے سامنے بیٹھی تھی اور وہ مرد اسے جن نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ ارمان کو پاگل کرنے کے لیے کافی تھا۔۔

نینا کے تحاشا محبت کرنے کے باوجود اس کے لیے تڑپنے کے باوجود وہ نینا کو اس کی رضامندی سے حاصل کرنا چاہتا تھا۔

مگر کل وہ نینا کے قریب نا جاتا تو شاید وہ اپنی اور نینا کی جان لے لیتا۔۔۔ نینا کو شوٹ کر دیتا نینا کی قربت نے ہی اس کے اندر جلتے شعلوں پر پھوار ڈالی تھی۔ مگر وہ اس سب کے لئے رائمہ عباسی کو معاف کرنے کے لیے تیار نا تھا اس نے یہ سب کچھ کیوں کیا؟ کیا مقصد تھا اس کا؟ نینا کی تصویریں کس نے بھیجیں؟ ارمان خان نے رائمہ عباسی کو ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی وہ کل صبح ہی لندن چلی گئی تھیں۔ مگر ارمان اسے چھوڑنے اور بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا اور نہ ہی وہ نینا کو اس سب کے لیے معاف کا ارادہ رکھتا تھا۔

مگر پھر بھی وہ اپنی عادت کے برعکس اپنی فطرت کے برعکس اس نے نینا کی یہ غلطی معاف کی اگر نینا صرف اس کی بیوی ہوتی وہ دو سیکنڈ میں نینا کی جان لے لیتا۔ مگر نینا اس کی محبوب بیوی کے ساتھ ساتھ اس کی جان بھی تھی۔ اور وہ نینا کے معاملے میں بے بس تھا۔ نینا اس کی کمزوری تھی مگر نینا ابھی بھی اسے سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔ وہ نینا کے ساتھ پر سکون زندگی گزارنا چاہتا تھا۔ مگر نینا کو اسے زیادہ دوسروں کی فکر تھی دوسروں کے مسلے میں ٹانگ اڑانے کا شوق تھا۔ ارمان نے تصعف بھری نگاہوں سے اپنی بیوی کو دیکھا جس کے چہرے پر کسی قسم کی نرمی کا تاثر نہیں تھا۔

دروازہ ناک ہونے پر ارمان نے دروازہ کھولا جہاں ملازم کوئی پارسل لیے کھڑا تھا۔

شاید نینا نے کچھ آرڈر کیا تھا ارمان نے وہ پیکٹ اندر سے لا کر نینا کو تھمایا تو نینا نے غصے سے صوفے سے اٹھتے وہ پارسل اٹھا کر زمین پر پٹخا۔

نینا بی ہیو یور سیلف۔ ارمان غصے سے غرایا۔ میں نے یہ جس مقصد کے کیے آرڈر کیا تھا وہ آپ رات کو پورا کر چکے ہیں اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے نینا غصے سے پارسل کو گھورتی وہاں سے چلی گئی۔

ارمان نے نینا کی بات پر خیران ہوتے ہوئے وہ پارسل اٹھا کر کھولا تو ارمان خان پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا وہ سمپل سا نازک سا سٹائلش ریڈ کلر کا خوبصورت سا بر ائیڈل ڈریس تھا۔ یعنی کے نینا اپنے اور اس کے درمیان دوریاں ختم کرنا چاہتی تھی۔ ارمان خانزادہ نے غصے سے دیوار پر مکہ دے مارا تھا وہ بھی تو یہی چاہتا تھا نینا پوری رضامندی سے اسے خود کو سونپے۔ مگر کل سب کچھ اس کے بر عکس ہوا ارمان خانزادہ گہرا سانس بھرتا وہ ڈریس پکڑے اندر گیا جہاں نینا بیڈ پر بیٹھ کر پھر سے آنسو بہا رہی تھی۔ ارمان خان گہرا سانس بھرتا خود کو ملامت کرتا نینا کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر نرمی سے اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔۔۔ آئی ایم سوری جان۔۔۔ میں ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اگر میں کل تمہارے پاس نا آتا تو نا جانے کیا کرتا۔ پلیز مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ارمان خان نینا کا ہاتھ تھامے پیار سے بولا تھا۔

مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی اور نہ ہی مجھے آپ کی کسی بھی وضاحت کی ضرورت ہے اور نہ ہی میرے دل میں آپ کے لیے کوئی گنجائش کوئی جزبہ ہے۔ نینا اپنا چہرہ پھیرتے ہوئے غصے سے بولی۔

اب ایسے بھی مت بولو۔ میں جانتا ہوں تم بھی مجھ سے اتنا ہی پیار کرتی ہو جتنا میں کرتا ہوں۔ اگر ایسا نا ہوتا تو تم یہ برائیڈل ڈریس کیوں آرڈر کرتی۔ ارمان نے اس کے قریب ہوتے نرمی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اس کے کان کی لو کو چوما تھا۔

ہاں کیونکہ میں آپ کو آپ کا حق دینا چاہتی تھی مگر کل آپ یہ حق زور زبردستی سے لے چکے ہیں۔ نینا نے نفرت سے ارمان کو خود سے دور دھکیلا تھا۔

کل زبردستی اپنا حق وصول کیا تھا آج تمہاری مرضی سے اپنا حق لے لوں گا جان۔۔۔ بس اب یہ ناراضگی ختم کرو۔۔۔

ابھی تو میں آفس جا رہا ہوں ایک اہم میٹینگ ہے جسے ہر حال میں مجھے اٹینڈ کرنی ہے ورنہ کل رات کے بعد تو شاید ہی میرا ایک پل بھی میرا گزر سکے۔ رات کو جب آؤں گا تو تم یہ لباس پہنے مجھے ملناء بس اب ساری دوریاں ختم کر دو مجھے اپنی سانسوں سے بھی قریب رہنے کا موقع دو جان۔۔۔ بے حد محبت دوں گا پیار دوں گا ارمان خان نے پھر سے نینا کو کمر سے تھامتے خود کے قریب کیا تھا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا مدہوش ہوتا اس کے چہرے پر جھکنے لگا دروازہ ناک ہونے پر وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔

گل بانو ناشتے کی ٹرے لیے اندر داخل ہوئی تھی۔ ارمان نے کافی پر تکلف ناشتہ بنوایا تھا۔ نینا اور اس نے کل سے کچھ بھی نہیں کھایا تھا

گل بانو کے جانے کے بعد ارمان نے جوس کا گلاس اٹھا کر نینا کے لبوں سے لگایا نینا نے وہ گلاس ارمان کے ہاتھوں سے لیا اور مسکراتے ہوئے بیڈ سے اٹھی تھی

کیا چاہتے ہیں آپ مجھ سے ؟ آج یہ لباس پہن کر آپ کے لیے سج سنور کر تیار ہوں۔

نینا نے وہ برائیڈل ڈریس اٹھا کر زمین پر پھینکا تھا اور سارا جوس اس ڈریس پر پھینکا تھا

او۔۔۔ مسٹر خان۔۔۔۔ یہ ڈریس تو اس قابل نہیں رہا کہ میں اسے پہن کر آپ کے ارمانوں کی سیج سجاؤں۔ نینا ارمان کو دیکھ کر استھزایہ مسکرای تھی

ارمان نے لب بھینچ کر نینا کی حرکت دیکھی اور اپنے غصے پر کنٹرول کیا۔ کوئی بات نہیں یہ ڈریس تمہارے شایان شان نہیں تھا کہ تم اتنے خوبصورت بدن پر یہ زیب تن کر سکو۔ تمہارے لیے میں ڈریس بھیجوں گا جو تم آج پہن کر رات میرے آنے سے پہلے مجھے سجی سنوری میرا انتظار کرتے ملو گی۔۔۔ ہاں۔۔۔۔

ارمان خان نینا کی کمر سختی سے ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کرتے ہوئے سرد آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے غرایا تھا اور اگر ایسا نا ہوا تو تمہیں تمہارے حساب سے ملوں گا۔ ویسے ہی ٹریٹ کروں گا جس کی تم مستحق ہو وہی زبان بولوں گا جو تم سمجھتی ہو۔ اس لیے رات کو نو مور ڈرامہ۔۔۔ او کے جان۔۔۔۔ ارمان خان سپاٹ لہجے سے نینا کو سرد نگاہوں

سے دیکھتے ہوئے بولا تھا اور پھر اس کے ماتھے پر کس کر تا بنا ناشتہ کیے ہی آفس کے لیے نکل گیا تھا۔

ارمان خان نے آفس آکر بھی غصے میں کچھ نہیں کھایا تھا۔ نینا کی حرکتیں اسے زچ کر رہی تھیں۔ ابھی بھی وہ بات ختم کرنے کی بجائے بڑھا رہی تھی۔

ارمان ہحان نے جھنجھلاتے ہوئے اپنا کوٹ اتار کر چیئر پر ہینگ کیا تھا۔ ارمان نے اپنی سیکرٹری کو آفس میں بلا کر آج رات کے لیے کچھ انتظامات کرنے کو کہا۔

سیکٹری کے جانے کے بعد ارمان خانزادہ نے چیئر سے ٹیک لگائی۔ مسز خانزادہ آج رات تیار ہیں میری شدتیں پھر سے سہنے کیلیے۔ اب میں تم سے مزید دور نہیں رہ سکتا نینا۔

ارمان آنکھیں بند کیے نینا کا ہوش ربہ وجود بند آنکھوں کے پردے پر لاتا ہوا خود سے ہی مخاطب تھا۔

نینا نے حیرانگی سے اپنے سامنے کھڑی ہوئی لڑکیوں کو دیکھا جو ابھی ابھی گل بانو کے ہمراہ اندر آئیں تھیں۔

جن کے ہاتھ میں کچھ سامان تھا۔ ان میں سے ایک ارمان کی سیکٹری تھی جس کے ہاتھ میں ڈفرنٹ شاپنگ بیگز اور باکسز تھے۔

نینا نے حیرانگی سے ایک باکس کھولا جس میں ریڈ کلر کا انتہائی نفیس اور بے حد سٹائلش اور مہنگا برائیڈل ڈریس تھا۔

دوسرے باکس میں بہت ہیوی سونے کا گلوبند تھا۔ جس پر ریڈ پرل جگمگا رہے تھے اور ساتھ خوبصورت گولڈ کے بھاری جھمکے اور ماتھا پٹی تھی اور گولڈ کی جدید ڈیزائن کی چوڑیاں اور کنگھن تھے اور ساتھ نازک سی دو چار سینڈلز تھیں۔

سب کچھ بے حد خوبصورت اور بہت قیمتی تھا نینا کافی متاثر بھی ہوئی تھی۔

ارمان خان کی پسند کافی اچھی ہے۔ امپریسو۔۔۔ نینا نے ایک ایک کر کے تمام چیزیں دیکھتے ہوئے کہا۔

میم آپ یہ ڈریس پہن کر دیکھ لیں کچھ بھی آلٹریشن کرنا ہو تو میں کر دوں گی میں اپ کی سٹائلسٹ ہوں۔

مسٹر حمزہ نے مجھے اپ کے لیے ہائر کیا ہے وہ انتہائی ماڈرن لڑکی تھی جو نینا سے کافی شائستگی سے بولی تھی۔

نینا نی مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور اس کی بات پر تو نینا کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔

میم میں آپ کی میک اپ آرٹسٹ ہوں مجھے سر نے آپ کا میک اپ کرنے کے لیے ہائر کیا ہے۔

آپ کا آج بہت خاص دن ہے تو سر نے کہا ہے میں آپ کو ان کے لیے تیار کروں۔

ویسے مجھے زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ تو ویسے بھی بے حد خوبصورت ہیں ۔دوسری لڑکی جو کہ میک اپ آرٹسٹ تھی وہ نینا کی خوبصورتی سے کافی امپریس نظر آرہی تھی۔

کیا کہا مسٹر خان نے کہ آج کی رات ان کے لیے بہت سپیشل ہے اور میں ان کے لیے سجوں گی سنوروں گی۔

یہ کہاں ہے مسٹر خان نے؟ نینا نے مسکراتے ہوئے لب پھیلائے تھے۔

جی میں۔۔یہی کہا ہے۔؟ وہ لڑکی نا سمجھی سے نینا کہ ایکسپریشن اور اس کے الفاظ پر غور کر رہی تھی۔

ٹھیک ہے آپ لوگ اب جائیں۔ میں خود ہی مینج کرلوں گی۔ نینا نے مسکراتے ہوئے شائستگی سے انہیں جانے کو کہا تھا۔

لیکن میم سر نے کہا ہے کہ میں آپ کو ریڈی کروں وہ لڑکی ہچکچائی تھی۔ ویسے بھی اس نے اچھی خاصی پیمنٹ لی تھی ارمان خانزادہ سے ڈبل ٹرپل پیمنٹ لی تھی اس نے یہاں آنے کی۔

میں مسٹر خان سے خود ہی بات کرلوں گی۔ آپ لوگ جائیں۔ نینا حتمی لہجے میں کہتے ہوئے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

وہ سب حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھتی ہوئی وہاں سے چلی گئی تھیں۔

نینا کمرے میں آئی ہی تھی اس کی توقع کے عین مطابق ارمان خانزادہ کا نمبر اس کے موبائل پر جگمگا رہا تھا۔ نینا نے کال رسیو کی۔ نینا یہ کیا طریقہ ہے میں نے انہیں تمہارے لیے بھیجا تھا تم نے انہیں واپس کیوں بھیج دیا۔

جب میں نے تمہیں بولا ہے کہ آج رات مجھے کوئی تماشہ نہیں چاہیے تو مطلب نہیں چاہیے۔

ارمان خان پر دھاڑا تھا۔

نینا ارمان کے یوں چلانے پر کچھ پل کے لیے خاموش ہو گئی تھی۔ اپنا نچلا لب کاٹتے ہوئے خود کے غصے پر قابو پاتے ہوئے خود پر کنٹرول کیا تھا۔

اب جواب دو خاموش کیوں ہو تم۔ ارمان خان پھر فون پر چلایا۔

میں نے انہیں اس لیے بھیجا ہے کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ مجھے ان کی ضرورت ہے۔ آپ کو میں تیار ہو کر سجی سنوری چاہیے ہوں نا بالکل پہلی رات کی دلہن کی طرح۔ تو آپ فکر نہ کریں رات کو سب کچھ آپ کی مرضی کے مطابق ہو گا نینا ایک ایک لفظ چبا تے ہوئی بولی۔

ارمان نینا کی بات پر اور اس کے لب و لہجے پر غور کرتا کچھ پل کے لیے خاموش ہو گیا تھا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کے کانوں نے وہی سنا ہے جو نینا نے کہا ہے۔

مگر جو بھی تھا ارمان خان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ شاید نینا بھی اس کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتی ہے۔ ارمان گہرا مسکرایا تھا۔

نینا نے ارمان خان کی خاموشی محسوس کرتے غصے سے فون بند کر دیا تھا۔

ارمان خان نے لمبا گہرا سانس لیا تھا وہ ابھی بھی اس سے ناراض تھی۔ کوئی بات نہیں میں آج رات تمہیں ڈھیروں پیار دے کر منالوں گا۔

ارمان خان سوچتے ہوئے میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ارمان خان جلد از جلد اپنے آفس کا کام کمپلیٹ کر کے گھر آنا چاہتا تھا۔۔ وہ نینا کا دلہن بنا سجا سنورا روپ دیکھنے کے لیے بے قرار ہو رہا تھا۔

ارمان خان اپنا تمام کام ختم کر کے بے تابی سے گھر پہنچا۔ تیز تیز قدم اٹھاتا گھر کے اندر داخل ہوا اور دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں قدم رکھا۔ مگر نینا وہاں نہیں تھی۔ ارمان خان نینا کے کمرے میں گیا نینا وہاں بھی نہیں تھی۔ ارمان نے گہرا سانس بھرتے ہوے اسے پورے گھر میں تلاش کیا۔ مگر نینا نہیں تھی۔

نینا کہاں گئی؟ ارمان خانزادہ پریشانی کے عالم میں لب بھینچے سوچ رہا تھا۔ کچن میں سے کچھ جلنے کی بو محسوس کرتے ارمان تیزی سے کچن کی طرف بڑھا۔ مگر اندر کا منظر دیکھ کر ارمان خانزادہ کا رنگ غصے سے سرخ پڑا تھا۔ مٹھیاں ضبط سے خود بخود بھینچ گئی تھیں۔

دلہن کا وہ برینڈڈ بیش بہا قیمتی ڈریس زمین پر پڑا جل رہا تھا۔ نینا پاس کھڑی ہاتھ سینے پر باندھے اُسے دیکھ رہی تھی۔

ارمان تیزی سے نینا کی طرف بڑھا اور اس کی کلائی کو سختی سے دبوچا تھا۔

یہ کیا کیا ہے تم نے؟ یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے تم نے؟ ارمان غصے سے دھاڑا تھا۔

یہ کیا کیا ہے میں نے؟ میں نے آپ کے ارمانوں کا خون کیا ہے۔ بلکہ آپ کے تمام ارمان جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ نینا نے اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑوائی تھی۔

نینا کیا چاہتی ہو تم؟ مجھے سیدھی طرح بتاؤ۔۔ ارمان خان تحمل سے بولا تھا۔

کیا چاہتی ہوں میں مسٹر خان؟ یہ بات آپ نے مجھ سے کل رات کیوں نہیں پوچھی کہ میں کیا چاہتی ہوں۔ اُس ٹائم تو آپ وحشی بنے ہوئے تھے۔ مجھے نوچتے ہوئے آپ نے ایک دفعہ میری مرضی جاننے کی کوشش نہیں کی۔ مجھ سے میری رضامندی کا نہیں پوچھا۔ ساری رات میری سسکیاں اور آہیں بھی آپ کو روک نہ سکیں اور اب آپ چاہتے ہیں کہ میں سب کچھ بھول کر آپ کے لیے تیار ہو کر خود کو آپ کے لیے پیش کروں۔ آپ کو بنی سنوری ملوں۔ نینا آنکھوں میں آنسو لیے بولی تھی۔

نینا کل جو تم نے کیا تم ابھی بھی خود کو صحیح کہہ رہی ہو۔۔۔ کیا تمھیں حق پہنچتا تھا تم اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلو اور وہ بھی کسی مرد سے یوں ہوٹل میں سرعام ملاقات کرو۔

ارمان غصے سے چیخا۔

میں اس مرد سے اور فنج ادارے کے قیام کے سلسلے میں ملی تھی اور آپ نے میری ایک بھی نہیں سنی اور ہوٹل میں تماشہ کیا۔ نینا روتے ہوئے بولی۔

نینا کس اینگل سے لگ رہا تھا کہ وہ ایک سماجی ورکر تھا۔ وہ ایک تھرڈ کلاس کا عیاش قسم کا آدمی تھا۔ جو تمھیں غلیظ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ مگر افسوس تم ایک عورت ہو کر اس کی نظر نہ پہچان سکی۔ ارمان خان نے کل کا منظر یاد کرتے اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچی تھیں۔

آپ کو سب ہی ایک جیسے لگتے ہیں۔ رائمہ عباسی بھی آپ کی نظر میں ٹھیک نہیں ہے۔ اگر کوئی ٹھیک ہے تو وہ صرف اور صرف ارمان خانزادہ ہے ناں۔ نینا نے استھزائیہ کہا۔

جب تم سمجھنا ہی نہیں چاہتی ہو تو میں تمھیں کیا سمجھاؤں نینا۔۔۔ ارمان نے دکھ بھری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا۔

رائمہ عباسی سے آپ کو کیا مسئلہ ہے؟ آپ نے صرف مجھے سوشل ورک کرنے سے روکنے کے لیے اس این جی او کو بند کرنے کی کوشش کی۔۔۔ رائمہ کا اکاؤنٹ فریز کروا دیا۔ کتنے ہی لوگ کتنے ہی یتیم بچے اس این جی او سے جڑے ہیں۔۔ آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں سوچا۔۔ ان بے کس بے سہارا لوگوں کا کیا ہو گا۔۔ آپ اتنا گر سکتے ہیں میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ نینا نفرت سے پھنکاری تھی۔

تمھیں رائمہ نے جو کہا۔ تم نے اُس پر یقین کر لیا اس کے بعد کیا رہ جاتا ہے میں کچھ بھی کہوں تمھیں یقین تو آئے گا نہیں۔ ارمان خان نے ٹوٹے لہجے میں کہا۔

میں جاننا چاہتی ہوں آپ رائمہ جیسی عظیم عورت سے اتنا متنفر کیوں ہیں؟ بتائیں مجھے۔ مجھے بھی پتہ چلے آخر رائمہ عباسی نے ایسا کیا کیا ہے۔ جو آپ نے یہ سب کچھ کیا۔ نینا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی۔

سننا چاہتی ہو تو سنو! پروسٹیٹوٹ ہے رائمہ عباسی۔۔ اس این جی او کی آڑ میں دھندہ کرتی ہے۔ کتنے ہی معصوم لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکی ہے۔۔ اس کے پیچھے بہت بڑے بڑے لوگوں کا ہاتھ ہے۔ کوئی رائمہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ مگر جو اس نے اب کیا ہے۔ اس کو اس کے انجام تک تو میں پہنچاؤں گا۔ ارمان غرایا تھا۔

مسٹر خان آپ اتنا گر سکتے ہیں۔ ایک عورت پر کیسے اتنا بڑا الزام لگا سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ کو میرا باہر جانا پسند نہیں ہے۔ نہیں جاؤں گی۔ نہیں ملوں گی رائمہ سے۔۔ مگر یوں کسی کے کردار پر کیچڑ تو نہ اچھالیں۔۔

نینا کی بات پر ارمان خان نے اس کی عقل پر ماتم کیا تھا۔

ہاں ٹھیک کہا تم نے مسز خانزادہ،،۔ باہر تو تم اب قدم بھی نہیں نکال سکتی۔۔ اور رائمہ عباسی کا نام بھی میں آئندہ تمھارے منہ سے نہ سنوں۔۔۔ سمجھی تم۔ ارمان خان نے سرد انداز میں وارن کیا۔

ہاں نہیں نکلوں گی اس گھر سے۔ چاہ کر بھی اس زندگی سے نکل نہیں سکتی۔۔۔ قیدی ہوں ناں میں تو آپ کی۔ نکاح کا طوق جو آپ نے میرے گلے میں لٹکایا ہے۔ میرے پاس حق ہے

اگر میں آپ کے ساتھ نہ رہنا چاہوں تو اس رشتے کو ختم کر سکتی ہوں۔ لیکن آپ تو زمینی خدا بنے ہوے ہیں۔ پیسے کی طاقت جو ہے آپ کے پاس۔ خاندانی پاور سب کچھ ہے آپ کے پاس۔۔ اثر ورسوخ ہیں آپ کے۔ اسی لیے تو آپ نے مجھے یہاں قید کیا ہوا ہے۔

میں چاہ کر بھی اپنا حق استعمال نہیں کر سکتی۔ چاہ کر بھی آپ سے خلع نہیں لے سکتی۔ چاہ کر بھی اپنی مرضی کی زندگی اب نہیں گزار سکتی۔ نینا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔۔

بلکل صیح کہہ رہی ہو مجھ سے کبھی بھی اب چھٹکارا حاصل نہیں کر سکو گی۔ کبھی نہیں چھوڑوں گا تمھیں۔۔ یہ جو بکواس تم نے ابھی کی ہے۔ یہ جو طلاق کا لفظ تم بار بار اپنے منہ سے نکالتی ہو۔۔ بہت تکلیف پہنچاتا ہے مجھے۔ اور تم مجھے اذیت دینا چاہتی ہو۔۔ خوش ہو جاؤ۔ شائد کل رات میں نے تمھیں اتنی اذیت نہ دی ہو گی۔ جتنی تم نے مجھے ابھی ابھی اپنے الفاظ سے اذیت پہنچائی ہے۔۔ یقیں مانو درد کی انتہا پر خود کو محسوس کر رہا ہوں۔ میرے پیار کو میری محبت کو تمھارے لیے میری کنسرن کو تم قید کہہ رہی ہو۔ میرے پیار کو ہمارے رشتے کو ہر بار تم حوس کا نام دیتی رہی۔ میری محبت کو گالی دیتی رہی۔۔ میں نے تو کل رات صرف تم سے پیار کیا تھا۔۔ اور تم نے اسے میرا گناہ بنا دیا ہے۔ ارمان کے لہجے میں بے انتہا اذیت رقم تھی۔۔

آپ جو بھی کہیں آپ اپنی نام نہاد حوس کو محبت کا نام دے سکتے ہیں۔ زبردستی کے ریلیشن کو پیار کہہ سکتے ہیں۔ مگر مجھ سے یہ توقع مت رکھیے گا۔ میں اب کبھی آپ کی جھوٹی محبت کے فریب میں آؤں گی۔ یہ ایک بات یاد رکھیے گا کہ نینا شاہ کبھی بھی آپ کے لیے خود کو تیار نہیں کرے گی۔ خود کو سجائے گی نہیں۔۔ آپ کو میرے قریب آنے کے لیے ہر روز مجھے روندنا پڑے گا۔۔ ویسے ہی زبردستی کرنی پڑے گی ویسی ہی درندگی دکھانی پڑے گی۔ جو آپ نے کل رات دکھائی۔ مگر اس میں میری رضامندی اب کبھی شامل نہیں ہو گی سمجھے آپ۔

نینا ہزیانی چیخی تھی۔

کیا درندگی دکھائی ہے میں نے؟ دکھاؤ مجھے میری درندگی کے ثبوت۔۔۔ کیا انوکھا کیا ہے میں نے تمھارے ساتھ بتاؤ مجھے۔۔ تمھیں میں نے خود میں سمیٹا ہے۔ کل پوری رات تمھیں پیار کیا ہے اور تم میری محبت کو میرے پیار کو درندگی کہہ رہی ہو۔۔۔ ارمان سرخ چہرے کے ساتھ نینا کے قریب ہوتا غرایا تھا۔

کتنی بے حس ہو نینا؟ تمھیں میرے جذبات، احساسات کا کوئی خیال نہیں؟ میری آنکھوں میں اپنے لیے ڈھیر ساری محبت تمھیں دکھائی نہیں دیتی۔ مجھے تکلیف پہنچا کر تمھیں ملتا کیا ہے؟ ارمان خان دکھ سے مسکرایا تھا۔

جو آپ کو ملتا ہے مجھے تکلیف پہنچا کر آپ نے میرے احساسات، جذبات کا خیال کیا کبھی۔ کبھی سوچا میں کیا چاہتی ہوں۔ مجھ پر آج تک کسی نے اتنا غصہ نہیں کیا۔ مجھ پر کوئی اتنا نہیں

چلایا مگر آپ مجھ پر کس طرح غصہ کرتے ہیں۔ آپ کا پیار صرف چند لمحے کا ہوتا ہے۔ میری ذرا ذرا سی بات پر بھڑک جاتے ہیں آپ۔ مجھ پر پابندیاں لگاتے ہیں وہ بھی مجھے دھمکیاں دے کر۔۔ نینا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی تھی۔

دیکھو نینا میری جان مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں میں کبھی تم پر نہیں چلاؤں گا۔۔ میری جان میں تم پر بالکل بھی غصہ نہیں کروں گا۔ مگر تمھیں میری کچھ باتیں ماننی ہوں گی۔ تم آئندہ کسی بھی غیر مرد سے نہیں ملو گی۔ وہ کوئی بھی ہو۔۔ وجہ کوئی بھی ہو۔۔ کیونکہ تم صرف میری ہو۔ سب سے بڑھ کر اب میری عزت ہو۔۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں نہیں برداشت کر سکتا کوئی تمھیں دیکھے بھی۔۔ ارمان خان نے نینا کو پیار سے اپنے حصار میں لیتے ہوئے اپنے سینے سے لگایا تھا۔

مسٹر خان نفرت ہے مجھے آپ کے لمس سے جو آپ نے میرے ساتھ کل کیا میں کبھی بھی بھول نہیں سکتی۔ کبھی بھی نہیں۔ نینا ارمان خان کے حصار سے نکلتے اسے دور دھکیلتے ہوے حلق کے بل چیخی تھی۔

ارمان خانزادہ نے بے بسی سے اپنا ماتھا سہلایا تھا اور اپنی کنپٹیاں دبائی تھیں جو شدید درد سے پھٹی جا رہی تھیں۔

مت بھولو۔۔۔ ساری عمر یاد رکھنا۔۔ تم واقعی میں بہت بے حس ہو۔ تم کبھی میرے پیار اور میرے جذبات کو سمجھ نہیں سکتی۔ میں نے تم سے دھوکے سے نکاح کیا یا جو بھی کیا تھا. میں

نے تو اپنی محبت پانے کے لیے وہ سب کچھ کیا تھا۔ اب مجھے لگتا ہے میں نے غلط کیا۔ یہ اُسی کی سزا ہے کہ میں سکون کے لیے ترس گیا ہوں۔ مجھے لگا تھا کہ میں تمھیں اپنے پیار سے پا لوں گا۔۔ اپنا بنالوں گا۔ مجھے لگا تھا تم میرے سچے جذبوں کے آگے ہار جاؤ گی۔۔ میرے پیار کے آگے ہار جاؤ گی۔۔ مگر یہ میری بھول تھی۔ ارمان خان دکھ سے کہتے ہوئے وہاں سے چلا گیا اور نینا ارمان خان کے جانے کے بعد شدت سے رو دی تھی۔۔۔۔

نینا اور ارمان خان میں سرد جنگ چھڑ چکی تھی۔ کوئی بھی جھکنے کو تیار نا تھا۔ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خود کو ٹھیک سمجھ رہے تھے۔

ارمان نے اُسے یونیورسٹی جانے سے روکا نہیں تھا مگر بہت سرد انداز میں اُسے اچھی طرح سمجھایا ضرور تھا کہ وہ یونیورسٹی کے علاوہ کہیں نہیں جائے گی اور اس پر پوری طرح نظر رکھی ہوئی ہے۔

نینا کا کوئی ارادہ بھی نہیں تھا کہ وہ یونیورسٹی کے علاوہ کہیں اور جائے۔ اس دن ہوٹل میں ارمان نے جو تماشہ کیا تھا اور گھر آکر اس کے ساتھ جو سلوک کیا تھا اس کے بعد نینا کے دل میں ارمان خانزادہ کے لیے کافی ڈر پیدا ہو گیا تھا اور نہ ہی وہ روز روز ارمان خان کی حوس کی بھینٹ چڑھنا چاہتی تھی۔

اب وہ ارمان خانزادہ کے ساتھ یونیورسٹی نہیں جاتی تھی۔ وہ یونیورسٹی رحیم خان کے ساتھ آتی جاتی تھی۔

ارمان خانزادہ کب آتا ہے کب جاتا ہے نینا کو کچھ پتہ نہ تھا۔ نہ ہی وہ ارمان خان کے متعلق کچھ سوچنا چاہتی تھی۔ بے شک اس کے دل میں ارمان خان کے لیے جگہ بن رہی تھی مگر ارمان خانزادہ کو کوئی حق نہیں پہنچتا تھا اس کے ساتھ زبردستی کرتا۔

اسے اس رات کی اپنی بے بسی بھول نہیں پا رہی تھی۔ جب وہ ارمان کے حصار میں اس کے جنونی لمس میں اس کی آگ جیسی قربت میں جھلس رہی تھی۔ مچل رہی تھی، تڑپ رہی تھی۔ مگر ارمان خانزادہ اُسے چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔ وہ اُس سب کو محبت کا نام دے سکتا تھا۔ مگر اس کے لیے وہ محبت تب ہوتی جب اُس میں اس کی رضامندی شامل ہوتی۔۔ پھر وہ اس کی آگ جیسی قربت اس کا جنونی لمس برداشت کر لیتی۔۔ جب وہ خود پوری رضامندی سے اس کے قریب جاتی۔۔ مگر اب یہ ممکن نہ تھا اُس کے لیے کہ وہ ارمان کی محبت کو قبول کر پاتی جو اس کے نزدیک فریب حوس کے سوا کچھ نہ تھا۔۔

نینا ابھی ابھی یونیورسٹی سے آئی تھی آج اس کی بیسٹ فرینڈ کی برتھڈے پارٹی تھی۔ اس نے کبھی اس کی کوئی برتھڈے مِس نہیں کی تھی۔۔ اس کی بیسٹ فرینڈ ماہم نے اس سے پُر زور ریکوسٹ کی تھی کہ وہ ضرور آئے بلکہ س کی تمام فرینڈز نے اس سے بہت اصرار اور منت سماجت کی تھی کہ وہ ضرور آئے۔

مگر مسئلہ سارا ارمان خان سے اجازت لینے کا تھا اور نینا اُس کی شکل بھی دیکھنے کی دودار نہ تھی۔

پارٹی آج رات تھی اس کی فرینڈز کے اب میسجز اور کالز بھی آنا سٹارٹ ہو چکے تھے کہ وہ ضرور آئے کیونکہ نینا اب پہلے کی طرح ان لوگوں کے ساتھ پارٹیز اور ڈنرز پر نہیں جاتی تھی۔ وہ سب چاہتی تھیں آج کی پارٹی میں وہ ضرور آئے۔۔۔

نینا سمپل سا وائٹ کلر کا ڈریس پہن کر اپنے کمرے سے باہر آئی تھی۔

گل بانو مسٹر خان آگئے ہیں کیا؟ نینا نے اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹتے ہوئے پوچھا۔ نہیں بی بی جی ابھی تو نہیں آئے ہیں۔ گل بانو نے لاؤنج میں پڑے صوفوں کے کشن ٹھیک کرتے ہوئے جواب دیا۔

کہاں ہیں مسٹر خان؟ رات کے آٹھ بج رہے ہیں۔ نینا جھنجھلائی تھی۔ اس کی فرینڈز کے فون پہ فون آرہے تھے اور نینا نے ابھی تک ارمان خانزادہ سے آجازت بھی نہیں لی تھی۔

نینا کو پھر سے اپنی بے بسی پر رونا آیا تھا۔ اپنی فرینڈ کی برتھڈے پارٹی میں جانے کے لیے اُسے ارمان خانزادہ کی اجازت کی ضرورت تھی۔ وہ بھی ارمان خانزادہ پر ڈپینڈ کرتا تھا کہ وہ اُسے اجازت دیتا بھی ہے یا نہیں۔ نینا نے روہانسے ہوتے بچوں کی طرح نچلا ہونٹ باہر نکالا۔۔ اسے شادی سے پہلے والی زندگی یاد آئی تھی۔ اجازت لینا تو دور کی بات اُس نے کبھی بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا تھا اور اگر روحان غلطی سے بھی س کے کہیں آنے جانے پر

اعتراض کرے وہ پورا گھر سر پر اٹھا لیتی تھی۔ نینا کو روحان کی یاد آئی تھی آج کل اس کی یونیورسٹی میں بھی اس سے ملاقات نہیں ہو پا رہی تھی کیونکہ یونیورسٹی میں ایک ایونٹ آرگنائز ہو رہا تھا۔ جس کی تیاریوں میں روحان بُری طرح مصروف تھا۔ نینا گہرا سانس لیتی صوفے پر بیٹھی ارمان خانزادہ کا انتظار کرنے لگی۔

تھوڑی دیر میں ارمان خان کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تھا۔ نینا الرٹ ہو کر بیٹھی تھی۔ آج کافی دن ہو گئے تھے اس نے ارمان خان کو نہیں دیکھا تھا۔ نینا کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ ارمان خان لاؤنج میں داخل ہوا تو نینا کی نظر ارمان پر پڑی جو بلو کلر کے پینٹ کوٹ میں ملبوس بہت ڈیشنگ مگر کافی تھکا تھکا اور سنجیدہ لگ رہا تھا۔ ارمان خان خاموشی سے بنا نینا پر ایک نظر بھی ڈالے وہاں سے چلا گیا۔۔

نینا نے غصے سے صوفے پر پڑا کُشن اٹھا کر پھینکا تھا۔ وہ اس سے بات کرنے کے لیے اُس کا انتظار کر رہی تھی۔ اس نے اس سے پوچھنا تو دور کی بات اس کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

نینا کافی دیر تک صوفے پر بیٹھی اپنے ناخن چباتی رہی۔ اس کی اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی اور نہ ہی اس کی انا گوارا کر رہی تھی وہ ارمان خانزادہ سے کسی بھی بات کی اجازت لے۔ مگر آج اسے برتھڈے پارٹی پر جانا تھا۔ وہ ابھی ابھی اپنی دوست سے فون پر وعدہ کر

چکی تھی کہ وہ ضرور آئے گی۔ نینا گہرا سانس بھرتی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ارمان کے کمرے کی طرف بڑھی۔

ہلکا سا دروازہ ناک کر کے وہ اندر داخل ہوئی تھی۔ سامنے ہی ارمان خان صوفے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

چہرے سے کافی بے چین اور مضطرب دکھائی دے رہا تھا۔ نینا حیران ہوئی تھی ارمان خان کو ایسے دیکھ کر،،، اس کی عادت تھی وہ آفس سے آنے کے بعد ہمیشہ سب سے پہلے شاور لیتا تھا پھر کچھ اور کرتا تھا۔ مگر آج بنا اپنا لباس تبدیل کیے بنا شوز اتارے صوفے پر آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

نینا پاس کھڑی انگلیاں چٹخاتی اُسے دیکھ رہی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ بات کیسے کرے۔

نینا نے آخر کار ہمت کر کے ارمان کو پکارا تھا۔

مسٹر خان،،، نینا نے آہستگی سے پکارا تو ارمان اپنی آنکھیں کھول کر نینا کو دیکھتے ہوئے سیدھا ہوا تھا۔ نینا ارمان کی آنکھوں کی سرخی دیکھ پریشان ہوئی تھی۔ کیونکہ آنکھیں بہت سرخ ہو رہی تھیں۔۔ جیسے پتہ نہیں کتنے دنوں سے سویا نہ ہو۔۔

بولو کیا کہنے آئی ہو؟ ارمان خان نینا پر ایک نظر ڈالے سنجیدہ آواز میں بولتے ہوے صوفے سے ٹیک لگائے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔

وہ مسٹر خان،،، مجھے اپنی فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں جانا ہے۔ نینا انگلیاں چٹخاتے بولی تھی۔

چلی جاؤ۔۔۔ ارمان نے آنکھیں موندے جواب دیا تھا۔

نینا حیران ہوئی تھی۔ اس کے اتنی جلدی ماننے پر۔۔۔

وہ مجھے دیر بھی ہو سکتی ہے نینا نے ارمان خان کی طرف سے بنا کوئی رد عمل دینے پر حیران ہوتے بتایا۔ وہ جانتی تھی ابھی رات کے آٹھ بج رہے ہیں۔۔ جانے آنے میں رات کا 1 بج سکتا ہے اور اُسے یقیناً اب تو اعتراض ہو گا۔۔

کوئی بات نہیں تم جا سکتی ہو۔ ارمان خان نے انکھیں موندے ہی آہستگی سے بولتے ہوئے اپنے ایک ہاتھ سے اپنے سر کو دبایا تھا۔ نینا خاموشی سے جانے لگی تو ارمان کی پکار پر رکی تھی۔

ارمان صوفے سے اٹھتا نینا کے مقابل آیا تھا۔ میں تمھیں چھوڑ آتا ہوں۔ مگر لباس کا انتخاب کرتے ہوے خود کو نینا شاہ نہیں مسز ارمان خانزادہ سمجھنا۔۔۔ مجھے تمھارے کہیں جانے پر کوئی اعتراض نہیں مگر سچ بولنا مجھ سے جھوٹ مت بولنا اور نہ ہی مجھ سے کچھ چھپانا۔۔۔ اتنا تو کر سکتی ہو ناں۔ ارمان اپنی سرخ آنکھیں نینا پر گاڑھتا بے حد مدھم لہجے مگر بہت زیادہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ ارمان کو اتنا سنجیدہ اور سیریس دیکھ کر نینا کی ہمت نہیں ہوئی تھی کوئی بھی بحث کرنے کی۔۔۔ مگر اس کا اتنا خشک اور سنجیدہ رویہ آچھا بھی نہیں لگا۔۔ نینا خاموش سے سر اثبات میں ہلاتے ہوے چلی گئی۔۔

نینا کے کمرے سے جانے کے بعد ارمان خانزادہ باہر لاؤنج میں آکر صوفے پر بیٹھے نینا کا انتظار کرنے لگا۔

نینا تیار ہو کر آئی تو ارمان کی نینا پر نظر پڑی تو نظر نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا۔ ارمان خان کی نظر نینا پر ٹک گئی تھی جیسے۔ وہ ریڈ کلر کے لانگ سمپل کلیوں والے فراک میں ملبوس تھی۔

باریک سلیوز سے نینا کے دودھیا بازو چمک رہے تھے۔ نینا کا متناسب سراپہ فراک میں بہت جاذب نظر اور پر کشش لگ رہا تھا۔۔ خوبصورت بدن کے نشیب و فراز تنگ فراک میں اپنی طرف متوجہ کر رہے تھے۔ ریڈ لپ سٹک لگائے آنکھوں میں کاجل لگائے کھلے سلکی براؤن بالوں میں غضب ڈھا رہی تھی۔ اس پر غضب یہ تھا اسے خود ہی اپنے حسن کا احساس ہی نہیں تھا۔ مگر وہ ارمان کے جواں دل میں بہت سے احساسات اور جذبات جگا چکی تھی۔ اس کے دل کی دھڑکنیں بڑھا کر اس کے اندر جوانی کے کچھ جائز تقاضے جگا چکی تھی۔۔ اور اگر سامنے والے پہ مقابل پوری طرح حق رکھتا ہو ایسے میں انسان کی صرف جان نکلنا رہ جاتی ہے۔۔ اور ارمان خانزادہ کو یقین تھا کسی دن اُس کی بیوی اُس کی جان لے کر رہے گی۔

ارمان خان نے بہت مشکل سے اپنی نظروں کا زاویہ بدلہ تھا۔

پارٹی کہاں ہے اور کون کون اس میں شریک ہے؟ آئی مین گرینڈ پارٹی ہے کیا۔۔ ارمان نظریں چراتا اپنی پوزیسو نیچر کے ہاتھوں مجبور ہوتا سوال کر گیا تھا۔

دل نہیں مان رہا تھا اُسے برتھڈے پارٹی میں بھیجنے کا۔۔ بلکہ بغاوت پر اتر آیا تھا کہ وہ صرف اُس کے سامنے رہے اور کوئی بھی اُسے نظر بھر کر نہ دیکھے۔

صرف ہم فرینڈز ہیں۔ ریسٹورینٹ میں ڈنر ہے اور کیک بھی وہیں کٹ کریں گے۔ نینا نے اہستگی سے بتایا تھا۔

ٹھیک ہے کمرے میں آؤ۔۔ ارمان کہتے ہوئے نینا کے کمرے کی طرف بڑھا۔

نینا حیرانگی سے ارمان خان کے پیچھے گئی تھی۔

مسٹر خان کیا ہوا ہے؟ آپ نے مجھے کمرے میں کیوں بلایا ہے؟ نینا نے حیرت سے کمرے میں آکر سوال کیا۔

ارمان خان نینا کا ہاتھ پکڑ کر ڈریسنگ کے سامنے لایا اور دراز سے پنز نکال کر نینا کا دوپٹہ شانوں پر اچھی طرح پھیلا کر شولڈرز سے پن اپ کرنے لگا۔

ارمان نینا کے بے حد قریب کھڑا نینا کے شولڈر سے دوپٹہ اٹیچ کر رہا تھا۔ نینا دھڑکتے دل اور سرخ چہرے کے ساتھ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ نینا کا دل پسلیوں سے سر ٹکراتا کانوں میں بجنے لگا۔ وہ ارمان خان کے بہت قریب کھڑی تھی۔ ارمان کے گرم ہاتھ کی انگلیوں کا لمس اسکے کندھے پر تھا اور گرم سانسیں اس کے چہرے پر ٹکرا رہی تھیں۔ نینا کا رنگ سرخ

پڑا تھا۔ نینا نے نظریں اٹھا کر ارمان کو دیکھا وہ اُسے ہی پیاسی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ گرے اور براؤں آنکھوں کا تصادم ہوا تھا۔ دونوں کچھ پل ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔ ارمان خان کی نظر نینا کے سرخ ہونٹوں پر آکر ٹھہر گئی۔۔۔ ارمان کے دل میں دھڑکنوں نے شور مچایا تھا۔ ایک ہلچل سی مچی تھی دھڑکنوں میں۔۔۔

آئینہ جھوٹ بولے میں نہیں مانتا ہوں

سچ ہے وہی جو دکھتا ہے اتنا میں جانتا ہوں

ایک ہلچل سی جانے کیوں رہے میرے من میں

کچھ سمجھ میں نہ آئے کیا کروں ہوں الجھن میں

وہ تو بدلے ہر پل جیسے موسم چنچل

جو بھی ہے جیسی ہے پرائ

دل اُسے میں نے دیا تھا ملی مجھے رسوائ

تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں اب باقی

ارمان نے گہری سوچ میں گم نینا کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔۔

ارمان کی نظریں اپنے ہونٹوں پر محسوس کرتے نینا لال ہوئ تھی۔۔ دل کی دھڑکن بھی بہت تیز ہوئ تھی۔ وہ جانتی تھی۔ وہ کتنا دیوانا ہے اس کے ہونٹوں کا۔ اپنے لمس سے ہی نہیں اپنے الفاظ سے بھی اسے ہر بار باور کرواتا رہا ہے کہ یہ ہونٹ اس کی کمزوری ہیں۔۔ اور لال

رنگ سے سجے ہوں تو وہ پاگل ہو جاتا ہے بے قرار ہو جاتا ہے پھر اُسے کسے بات کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔۔ نینا کا دل لرزنے لگا تھا۔۔ ارمان کی جنونیت بھرے لمس کا سوچ کر۔۔ وہ جانتی تھی وہ کتنا بھی ناراض ہو اس کے اتنے قریب آکر اپنی پیاس نہ بجھائے یہ ناممکن تھا۔ مگر نینا نے سوچ لیا تھا وہ اسے اپنے قریب نہیں آنے دے گی۔ وہ ہر بار تھوڑی نہ اپنی من مانی کر سکتا ہے۔۔ ایسا تھوڑی نہ ہوتا ہے۔ اس کے ہونٹوں کو بھی وہ اس کی مرضی کے بغیر اب چھو نہیں سکتا۔۔ مگر ارمان کے اتنے سنجیدہ اور سپاٹ رویہ سے ڈر بھی لگ رہا تھا۔۔ کیونکہ ارمان ہی پہلا انسان تھا جس سے وہ ڈرتی تھی۔۔ وہ شو تو نہیں کرواتی تھی۔۔ مگر اس سے ڈرتی تھی۔۔

نینا کے ہونٹوں پر سارا دھیان ہونے کی وجہ سے ارمان کی انگلی پر پن بہت زور سے چبھی تھی۔ ارمان نے گڑبڑاتے ہوے اپنا دھیان نینا کے دوپٹے کی طرف کیا۔۔ ارمان نے فوراً سے نینا سے اپنی نظریں ہٹاتے ہوے اس کے دوپٹے پر مرکوز کی تھیں۔ نینا نے بھی اپنی نظریں جھکائی تھیں۔ مگر گھنی پلکیں اب لرزنے لگی تھیں۔۔

ارمان اپنے جذبات سے نظریں چراتا خود پر قابو پاتا نینا کے دوپٹے کو دوسرے شولڈر سے بھی اٹیچ کیا تھا اور جلدی سے اپنی حالت کے پیش نظر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

نینا حیران ہوئی تھی۔ ارمان نے تو اس کے ہونٹوں کو ٹچ تک نہیں کیا تھا۔ اور نہ ہی اپنا لمس کہیں اور بکھیرا تھا۔ وہ اس کے پاس ہو تو وہ اس کے گالوں پر اس کے پیشانی پر اس کی

آنکھوں پر اپنا لمس بکھیرتا رہتا تھا۔ مگر آج اسے اتنا تیار دیکھ کر اور اس کے اتنا قریب آکر وہ بنا کوئی پیار کیے کوئی گستاخی کیے بغیر کیسے جا سکتا ہے۔ نینا حیران ہوتی اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتی ارمان خان کے پیچھے گئی تھی۔

گاڑی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ارمان خان نے دوبارہ نینا پر نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ گاڑی ہوٹل کے آگے رکنے پر نینا خاموشی سے اترنے لگی تو ارمان خان نے مدھم آواز میں نینا کو پکارا تھا۔

نینا نے ارمان خان کو دیکھا جو ونڈ سکرین پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔

میں یہاں گاڑی میں ہی بیٹھا تمھارا انتظار کر رہا ہوں۔ جتنی بھی دیر ہو جائے کوئی بات نہیں میں یہیں پر ہوں۔ ارمان خان کے کہنے پر نینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور خاموشی سے گاڑی سے اترتی ریسٹورینٹ کے اندر داخل ہو گئی۔

زرمینے لاؤنج میں سب کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔

راحیلہ خانم، سعدیہ بیگم، حرا، آبگینہ خانم گھر کی تمام خواتین موجود تھیں۔

زرمینے بلیک کلر کے فراک میں ملبوس تھی۔ جس پر شیشوں کا کام ہوا تھا۔ اس پر بڑا سا دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا۔

زرمینے اور حرا آپس میں بات کر رہی تھیں۔ حرا کی کسی بات پر زرمینے کی خوبصورت ہنسی گونجی تھی۔

باسط خان کو لاؤنج میں دیکھ کر زرمینے کی ہنسی کو بریک لگی تھی بلکہ مسکراہٹ بھی سمٹ گئی تھی۔

رنگ لال ٹماٹر ہوا تھا اور دل خوف سے دھڑکنے لگا تھا۔

باسط خان کیمل کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ کیمل ہی کلر کی مردانہ شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔ ہمیشہ کی طرح بہت بارعب اور پرکشش لگ رہا تھا۔

راحیلہ خانم حیران ہوئے اپنی جگہ سے اٹھیں تھیں۔ باسط خان اس بار دو ہفتوں میں ہی واپس آگیا تھا۔ ورنہ وہ دو تین مہینوں بعد ہی چکر لگاتا تھا۔ یہ پہلی بار تھا کہ باسط خان اتنی جلدی حویلی آیا تھا۔۔

باسط خان نے راحیلہ خانم سے ملتے ہوئے گہری نظر زرمینے پر ڈالی تھی۔ جو نظریں جھکائے اپنے ہاتھوں کی لرزش پر قابو پا رہی تھی۔۔ اس کا بدن اور ہاتھ کانپ رہے تھے جو باسط خان کی زیرک نظروں سے چھپ نہیں سکے تھے۔ باسط خان کے مونچھوں تلے عنابی لب گہرے مسکرائے تھے۔

باسط خان راحیلہ خانم سے ملتا آبگینہ خانم کو اور سعدیہ بیگم کو سلام کیا تھا۔ اور زرمینے کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے پھر سے گہری نظر زرمینے پر ڈالی جو بلیک فراک میں بہت حسین لگ رہی تھی۔ اس کی سفید شفاف دودھیا رنگت میں ڈر اور شرم وحیا کی ملی جلی سرخی کی امیزش شامل تھی۔ راحیلہ خانم کی جہاندیدہ نظروں نے باسط خان کی بے قرار نظریں زرمینے کے وجود پر محسوس کر لیں تھیں۔

اُن کے لیے یہ بھی اچھنبے کی بات تھی۔ باسط خان یوں حویلی کے زنان خانہ کے لاؤنج میں سب کے بیچ بیٹھا تھا۔ ورنہ باسط خان حویلی آ بھی جائے تو اکثر ایک دو دن زنان خانہ کا چکر بھی نہیں لگاتا تھا اور نہ ہی راحیلہ خانم سے فوری طور پر آ کر ملتا تھا۔

راحیلہ خانم نے زہریلی نظروں سے زرمینے کو دیکھا تھا۔

باسط خان کا اتنی جلدی حویلی آنے کا مقصد راحیلہ خانم کو اچھی طرح پتہ چل چکا تھا۔

زرمینے باسط خان کی نظروں کا حصار خود پر محسوس کرتے ہوئے کانپتے بدن کے ساتھ وہاں سے اٹھی تھی۔

مگر باسط خان کی پکار پر اُسے رکنا پڑا۔

خانم کہاں جا رہی ہو؟ باسط خان نے سب کے درمیان اسے اپنی بھاری اور بارعب آواز میں پوچھا تھا۔

زرمینے نے گہرا سانس لیتے ہوئے رخ پلٹا تھا۔

وہ میں وہ۔۔۔زرمینے سرخ چہرے کے ساتھ وہیں کھڑی انگلیاں چٹخانے لگی۔

کچھ پوچھا ہے میں نے خانم؟ باسط خان کی بھاری بارعب سرد آواز گونجی تھی۔

زرمینے نے ذراسی نظر باسط خان پر ڈالی تھی۔زرمینے کو باسط خان کے لبوں پر مسکراہٹ نظر آئی تھی۔

زرمینے حیران ہوئی تھی۔زرمینے کو یہ اپنا وہم لگا تھا۔ورنہ یہ انسان مسکرا جائے ناممکن اور اُسے دیکھ کر تو یہ بلکل بھی ممکن نہیں تھا۔۔

کچھ پوچھ رہا ہوں؟ اس بار آواز اُونچی تھی۔زرمینے تو کانپنے لگی تھی۔

سب حیرانگی سے باسط خان کو دیکھ رہے تھے جس نے پہلی بار سب کے سامنے براہِ راست زرمینے کو پکارا تھا۔بلکہ باسط خان کے لہجے میں استحقاق کی بھرپور جھلک چھلک رہی تھی۔

وسس سائیں،،،وہ سائیں وہ مم میں وہ میں سب سب کے لیے قہوہ بنانے جارہی ہوں۔

زرمینے نے بمشکل الفاظ ادا کیے تھے۔زرمینے کے اس طرح بولنے پر باسط خان کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔پتہ نہیں کیوں باسط خان کو وہ ڈری سہمی بوکھلائی کافی اٹریکٹ کرتی تھی۔۔

ایک قہوہ کی پیالی میرے کمرے میں لے کر آؤ۔باسط خان یہ کہتے صوفے سے اٹھا تھا اور زرمینے کے قریب آیا۔جلدی میرے کمرے میں قہوہ لے کر آؤ۔باسط خان سب کے سامنے اُسے حکم دیتا وہاں سے چلا گیا۔

زرمینے کا سب کے سامنے رنگ شرم وحیا کی زیادتی سے سرخ پڑا تھا۔

حویلی کی تمام خواتین باسط خان کے یوں بے باکی سے اسے کمرے میں بلانے پر حیران تھیں۔ اس طرح باسط خان اپنی بیوی کو کمرے میں بلانے کا سب اچھی طرح مقصد سمجھ گئی تھیں۔ ورنہ قہوہ تو کوئی بھی ملازمہ پہنچا سکتی تھی۔

زرمینے خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔ مگر راحیلہ خانم پیچ و تاب کھا کر رہ گئیں تھیں۔ ان کا دل زرمینے کے لیے سخت اور زہریلا ہو چکا تھا۔ جب سے ارمان خان نے شہر میں شادی کی تھی۔ حراکا دن رات ارمان کے لیے تڑپنا اُن سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ شادی کے بعد ارمان نے حویلی کا ایک چکر بھی نہیں لگایا تھا اور باسط خان تھا جس کے آئے روز حویلی کے چکر ہی ختم نہیں ہو رہے تھے۔

زرمینے قہوہ کی پیالی پکڑے دھڑکتے دل کے ساتھ باسط خان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ باسط خان کمرے میں کہیں بھی نہیں تھا۔ زرمینے شکر ادا کرتی قہوہ ٹیبل پر رکھ کر کمرے سے جانے لگی۔

اس سے پہلے زرمینے کمرے سے باہر جاتی باسط خان نے جھٹکے سے اسے کلائی سے پکڑ کر دروازے کے ساتھ لگایا تھا۔

زرمینے کا سانس اٹکا تھا۔ زرمینے خوف سے بڑی بڑی آنکھیں کیے سانس روکے باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔ جو گہری نظروں سے اس کے بے انتہا قریب اُسے کھڑا دیکھ رہا تھا۔

زرمینے کا دوپٹہ سر سے اتر کر زمین پر گر چکا تھا۔ وہ دوپٹے سے بے نیاز اپنا دلکش وجود لیے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

سانس لو۔۔۔۔ باسط خان نے اس کی شہ رگ پر انگلی رکھ کر مسکراتے ہوے کہا۔ زرمینے نے واقعی میں اپنا سانس روک لیا تھا۔۔ سانس لو خانم۔۔۔ ورنہ میں تمھیں اپنے طریقے سے سانس دوں گا۔ باسط خان نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے زرمینے کے زخمی لب پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرا تھا۔

باسط خان تھوڑا سا زرمینے سے دور ہوا تھا۔ زرمینے نے لال سرخ ہوئے لمبے گہرے سانس لیے تھے۔۔ باسط خان کو اس کی حالت پر بہت ہنسی آرہی تھی۔۔

باسط خان نے مسکراتے ہوئے زرمینے کو گود میں اٹھایا اور اسے بیڈ پر لٹایا اور گھٹا بن کر زرمینے پر مکمل طور پر چھایا تھا۔

باسط خان بے قراری کے عالم میں زرمینے کے چہرے پر جھکتا اپنا شدت بھرا لمس بکھیرنے لگا اور یہ لمس اپنی حد تجاوز کرتا چہرے سے گردن اور اس سے نیچے کی طرف سفر کرنے لگا۔ مگر ہونٹوں پر وہ نرمی سے اپنا انگھوٹا پھیر رہا تھا۔ کیونکہ شہر جانے سے پہلے جو جنونیت اس نے اس کے ہونٹوں پر دکھائی تھی۔ اس کی شدت ابھی تک اس کے ہونٹوں پر موجود تھی۔۔

کچھ دیر بعد باسط خان نے اُسے اپنے لمس سے رہائی دیتے ہوئے رخ پلٹتے اسے اپنے سینے پر گرایا تھا اور اس کی چُٹیا کے بل کھولنے لگا۔

زرمینے کے کالے بال آبشار کی طرح اس کی کمر اور چہرے پر بکھرے تھے۔ باسط خان نے مدہوش ہوئے اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپایا تھا اور اس کی کمر پر اپنی گرفت مضبوط کی۔

خانم مجھے یاد کیا تھا کیا؟ باسط خان نے سرگوشی نما گھمبیر آواز میں زرمینے سے سوال کیا۔

جی جی سائیں۔ زرمینے ہکلاتی ہوئی بولی۔

باسط خان نے زرمینے کو دیکھا جو اس کے سینے پر سر رکھے ابھی بھی کانپ رہی تھی۔

اتنا ڈرتی کیوں ہو مجھ سے؟ باسط خان نے زرمینے کے بالوں کو مٹھی میں دبوچے اس کے چہرے کو اوپر کی طرف اٹھایا تھا۔ زرمینے درد سے کراہی تھی۔

نن نہیں مم میں تو میں تو نہیں ڈرتی۔ زرمینے کانپتے لبوں سے بولی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ باسط خان کے سوال پر کیا کہے۔

باسط خان نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔ اور اسے زور سے خود میں بھینچتے رخ پلٹے اس پر چھاتا اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔

نینا اپنی فرینڈز کے ساتھ کافی دیر تک بِزی رہی۔ کافی عرصے بعد وہ اس طرح اپنی فرینڈز کے ساتھ ڈنر پر آئی تھی۔ ٹائم کیسے گزرا اسے پتہ ہی نہ چلا۔ انہوں نے کافی انجوائے کیا تھا۔ بوفٹ ڈنر تھا۔ بوفٹ ٹائم ختم ہونے کے بعد بھی انہوں نے اپنی ٹیبل پر قبضہ جمار کھا تھا اور وہ سب اس بات کو لے کر بہت انجوائے کر رہیں تھیں۔ نینا بالکل ہی بھول چکی تھی کہ ارمان

خانزادہ اس کا باہر انتظار کر رہا ہے۔ اتنے ٹائم بعد تو وہ اپنی فرینڈز کے ساتھ باہر آئی تھی۔ وہ وقتی طور پر سب کچھ بھول چکی تھی کہ وہ اب نینا شاہ نہیں مسسز خانزادہ ہے۔۔

وہ اپنی فرئینڈز کو خدا حافظ کرتی ہوئی باہر اپنی گاڑی کی طرف آئی جہاں ارمان خانزادہ اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ نینا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر آ کر بیٹھی۔ ارمان خانزادہ سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے گہری نیند سو رہا تھا۔ نینا نے غور سے دیکھا ماتھے پر سیاہ بال بکھرے بے انتہا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ ارمان خانزادہ کے چہرے پر ہر وقت ہلکی سی بیئرڈ ہوتی تھی۔ جو اس کے چہرے پر کافی جچتی تھی۔ نینا نے محسوس کیا کہ بئیرڈ تھوڑی بڑھی ہوئی تھی۔ جو اس کے وجیح چہرے پر اور زیادہ جچ رہی تھی۔

وہ سوتے میں اسے کافی معصوم لگ رہا تھا۔ نینا نے اُسے اٹھایا نہیں تھا۔ پتہ نہیں کیوں اسے محسوس ہوا تھا ارمان خانزادہ کافی دنوں سے شاید صحیح طرح سو نہیں پایا۔ آج وہ بہت تھکا اور مضطرب دکھائی دے رہا تھا۔ اور آنکھوں کی سرخی بھی یہی کہانی سنا رہی تھی کہ اس کی نیند نہیں پوری ہو پا رہی۔ اس لیے نینا کا دل نہیں کیا تھا اُسے جگانے کو۔۔۔

"عجب الجھن میں ہے میرے تن من میں
جب بھی خود کو دیکھوں تو ہی دکھتا درپن میں
بڑی ہی کشمکش ہے جھوٹ ہے یا سچ ہے جاننا تو ہے باقی"

نینا ارمان خانزادہ کو دیکھ رہی تھی۔ ارمان خانزادہ نے آنکھیں کھول کر اُسے دیکھا۔ نینا نے گڑبڑاتے ہوئے نظریں پھیریں۔

وہ مجھے لگا آپ سو رہے ہیں۔ میں آپ کو جگانے ہی لگی تھی۔ نینا نے آہستگی سے وضاحت پیش کی۔

تمھیں مجھے جگانے کے لیے پکارنے کی ضرورت نہیں۔ تمھاری خوشبو مجھے اپنے گرد موجود ہونے کا احساس فورًا کروا دیتی ہے۔ اور تمھاری موجودگی میرے مردہ وجود میں بھی جان ڈال دے تو یہ نیند کیا چیز ہے۔۔

ارمان خان نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔۔

گھر میں داخل ہوتے ارمان خان بنا اس کی طرف دیکھے اپنے کمرے میں چلا گیا تھا نینا ارمان خان کا سنجیدہ رویہ محسوس کرتی کندھے اچکاتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

نینا صبح کافی دیر سے اٹھی تھی۔ کیونکہ آج اس کا ایک ہی پیریڈ تھا جو کہ لاسٹ تھا اس لیے اس نے دیر سے یونیورسٹی جانا تھا۔

نینا اچھی نیند لے کر ناشتہ کر کے تیار ہو کر باہر آئی جہاں رحیم خان گاڑی میں بیٹھا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔

کارپورٹیکو میں آکر اُس نے دیکھا ارمان خان کی گاڑی اُدھر ہی کھڑی تھی۔ نینا حیران ہوئی ارمان خانزادہ آج آفس نہیں گیا۔

نینا سر جھٹکتی گاڑی میں بیٹھتی یونیورسٹی کے لیے روانہ ہو گئی۔

یونیورسٹی سے واپسی پر بھی ارمان خان کی گاڑی گھر میں ہی موجود تھی۔ نینا بنا دھیان دیئے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

آج سٹرڈے تھا۔ نینا فریش ہو کر لاؤنج میں آئی تھی۔۔ کافی دیر تک لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھتی رہی تھی۔ یونیورسٹی کا۔ کام کرتی رہی۔ باہر بارش کافی تیز ہو رہی تھی۔ اور سردی میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ نینا کافی دیر سے سونے گئی تھی۔

صبح بھی بہت دیر سے اٹھی تھی۔ نائٹی پر شال لپیٹتی وہ باہر آئی۔۔۔ موسم کافی اچھا تھا۔ بارش کل رات سے وقفے وقفے سے جاری تھی۔ نینا کو سردی کا موسم کافی پسند تھا۔ اور بارش کی تو وہ دیوانی تھی۔ نینا نے باہر آکر سرد ٹھنڈی ہوا کو گہرا سانس لے کر اپنے اندر اتاری تھی۔ نینا کارپورٹیکو کی طرف آئی۔ ارمان خانزادہ کی گاڑی ابھی تک باہر ہی کھڑی تھی۔ نینا حیران ہوئی تھی یہ پہلی دفعہ تھا ارمان خانزادہ کی گاڑی گھر میں کل سے مسلسل موجود تھی۔

اگر مسٹر خان کی گاڑی پرسوں رات سے یہیں پر موجود ہے تو مسٹر خان کہاں ہیں؟ شاید کوئی اور گاڑی استعمال کر رہے ہیں۔ ویسے بھی تین چار گاڑیاں تو ہر وقت گھر میں موجود ہوتی ہیں۔ لیکن اس وقت چاروں گاڑیاں کار پورٹیکو میں موجود تھیں۔

نینا حیران تو ضرور ہوئی۔۔۔ مگر اس کے بارے میں مزید نہیں سوچا۔

نینا ناشتہ کر کے کافی دیر تک میوزک سنتی رہی اور کچھ اسائنمنٹ پر کام کرتی رہی۔ اس وقت رات کے نو بج رہے تھے۔ جب لینڈ لائن پر صفدر خان کی کال آئی تھی۔

نینا نے اٹینڈ کی تو صفدر کی پریشان آواز گونجی۔ بھابھی ارمان کہاں ہے؟ اس کا موبائل بھی دو دن سے آف ہے۔ کل آفس بھی نہیں آیا۔ آج بھی ہماری میٹنگ تھی مگر ارمان نہیں آیا۔

صفدر کافی پریشان تھا۔

وہ گھر پر نہیں ہیں۔ نینا آہستگی سے بولی مگر نینا کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ صفدر پتہ نہیں کیا کہہ رہا تھا۔ نینا نے فون کریڈل پر رکھا اور غصے سے گل بانو کو پکارا تھا۔

گل بانو بھاگتی ہوئی آئی تھی۔ جی بی بی جی۔

وہ گھبرائے انداز میں بولی تھی۔ اس سے پہلے نینا کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

مسٹر خان کہاں ہیں؟ نینا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

پتہ نہیں بی بی جی میں نے انھیں دو دن سے نہیں دیکھا۔ شاید وہ گھر نہیں ہیں۔ گل بانو نے جواب دیا۔

تم نے دو دن سے اُن کے کمرے کی صفائی نہیں کی۔ نینا چلائی تھی۔ پتہ نہیں نینا کا دل آچانک سے کیوں بہت تیز دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

نہیں بی بی جی۔ چھوٹے خان بہت کم اپنے کمرے کی صفائی کرواتے ہیں۔ ہفتے میں دو تین بار ہی صفائی کرتی ہوں اور پچھلے کچھ دنوں سے وہ بہت غصے میں تھے۔ انہوں نے سختی سے اپنے کمرے میں آنے سے منع کیا تھا۔ گل بانو نے ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتے ہوئے جواب دیا۔

نینا نے غصے سے ارمان خان کے کمرے کا رخ کیا تھا۔

نینا نے دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے کا دروازہ کھولا۔ کمرے میں نیم اندھیرا چھایا تھا۔

ارمان خانزادہ بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ نینا بے تابی سے آگے بڑھی۔ ارمان خان بخار میں پھنک رہا تھا۔ نینا نے ارمان کے ماتھے کو چھو کر دیکھا تو بہت تیز بخار تھا۔

کیا چیک کر رہی ہو؟ زندہ ہوں یا مر گیا ہوں۔ ارمان خان نے آنکھیں کھولے نقاہت زدہ عالم میں کہتے ہوئے نینا کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

مسٹر خان،،، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ نینا نے لرزتے لبوں سے کہا۔

بڑی جلدی خیال آگیا تمھیں۔ ارمان خان نے طنزیہ کہتے ہوئے آپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

مسٹر خان،،، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ آپ بتا نہیں سکتے تھے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ نینا نے لب بھینچتے ہوے کہا۔

میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔ نینا نے ارمان خان کو آنکھیں بند کیے خاموش دیکھ کر آہستگی سے کہا۔

مجھے ڈاکٹر کی نہیں۔ جس کی ضرورت ہے۔ وہ تم جانتی ہو۔ ارمان نے آنکھیں بند کیے ہی جواب دیا۔

نینا نے ارمان کی بات پر غصے سے ارمان کو دیکھا جسے بخار میں بھی چین نہیں تھا۔

فی الحال تو آپ کو ڈاکٹر کی ہی ضرورت ہے۔ آپ کو ڈاکٹر کو ہی دکھانا چاہیے۔۔۔ نینا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے کہا۔ اُسے ارمان خان پر شدید غصہ آرہا تھا۔ جو دو دن سے کمرے میں بند تھا اور بخار میں مبتلا تھا۔ مگر اسے بتانا ضروری نہیں سمجھا تھا۔ اور اسے اپنی غفلت پر بھی بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ جیسا بھی تھا اُس کا شوہر تھا۔ بیوی ہونے کے ناطے نہ سہی انسانیت کے ناطے ہی اُسے دھیان رکھنا چاہیے تھا۔۔

نینا کمرے سے باہر جانے کے لیے بیڈ سے اٹھی ہی تھی۔ جب ارمان خانزادہ نے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آ ٹکرائی تھی۔

کہاں جا رہی ہو مجھے چھوڑ کر؟ ارمان نے سرخ آنکھوں سے سنجیدگی سے سوال کیا۔

ارمان کا بدن تانبے کی مانند دہک رہا تھا۔ نینا کا پورا بدن جل اٹھا تھا۔۔۔

مسٹر خان مم میں وہ ڈاکٹر کو کال کرنے جا رہی تھی۔ نینا ارمان خان کی لو دیتی سرخ بوجھل آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے بولی۔

جانتی ہو ناں ارمان خانزادہ کو ڈاکٹر سے زیادہ اُس کی بیوی اُس کی نینا کی ضرورت ہے۔ میرے ہر درد کی دوا تم ہو۔ تم سے دوری میری جان پر بن آئی ہے۔ اس طرح دور رہو گی تو مر جاؤں گا۔

چلو ایک لحاظ سے تو اچھا ہی ہے۔ بیوہ ہو جاؤ گی پھر میری قید سے تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جاؤ گی۔

ارمان خان نینا کو اپنے مضبوط حصار میں لیے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے تلخی سے مسکرایا تھا۔

نینا کا دل کانپا تھا ارمان خان کی بات پر۔ نینا نے ارمان کی بات پر اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔

ارمان نے اس کا ہاتھ اپنے لبوں سے ہٹایا۔۔ کیوں کیا ہوا؟ پسند نہیں آئی میری بات۔۔ یہی ایک طریقہ ہے مجھ سے جان چھڑوانے کا۔ میرے گھر سے رہائی حاصل کرنے کا۔ میری حوس جیسی محبت، میری درندگی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھٹکارا حاصل کرنے کا۔۔ کیونکہ اپنی زندگی میں تو میں تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ اس لیے ڈارلنگ جاؤ یہاں سے۔۔

دروازہ بند کر دو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ ارمان نے نینا کو اپنے حصار سے آزاد کرتے ہوئے اپنا رخ پلٹا تھا۔

نینا کچھ پل ارمان کو دیکھتی رہی اور پھر غصے سے اٹھ کر جانے ہی لگی تھی کہ ارمان خان نے اُسے دوبارہ سے کلائی سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا تھا۔

بہت بے حس ہو، بہت ظالم ہو نینا۔۔۔ میں نے کہا اور تم جانے لگی تھی۔ ارمان خان نے زخمی نظروں کے ساتھ شکوہ کیا۔ تو کیا کروں آپ کے پاس بیٹھ کر؟ آپ کے طنز سنوں۔

نینا ارمان کے حصار سے خود کو چھڑواتے ہوئے بولی۔ پیار بھی تو کر سکتی ہو۔ اپنا لمس میری پیشانی پر بکھیر دیتی۔ یقین مانو نینا تمھارے لمس سے ہی میں ٹھیک ہو جاتا۔ مسکرا کر دیکھ لیتی ایک نظر میرے بے چین دل کو سکون آ جاتا۔ مگر تمھیں تو بس مجھ سے دور جانے کے بہانے چاہیے۔ ہماری پہلی ملاقات میں میری جھوٹی کہانی پر یقین کرتے ہوئے تمھاری آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ تمھارا دل ہر کسی کے لیے وسیع ہے سوائے میرے۔۔۔ ہر کسی کی تکلیف پر تڑپ اٹھتی ہو۔ تمھیں میری تڑپ دکھائی نہیں دیتی۔۔ تمھیں میری پیاس، میری محبت، میری دیوانگی نظر نہیں آتی۔ تمھیں مجھ پر ترس نہیں آتا نینا۔۔ ارمان نے ایک اور شکوہ کیا تھا۔

نینا نے ارمان کے شکوے پر اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

میں ڈاکٹر کو کال کرتی ہوں۔ نینا نے ارمان خان کی باتیں نظر انداز کرتے ہوئے ارمان کے حصار سے نکلنے کی کوشش کی۔

مت جاؤ مجھے چھوڑ کر۔۔ ایک پل کے لیے بھی مجھے مت جاؤ چھوڑ کر۔۔۔ ورنہ مر جاؤں گا میں۔۔ کیوں نہیں سمجھتی۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔ تمھارے معاملے میں میرا دل میرے اختیار سے باہر ہے۔ تم سے نہیں دور رہا جاتا۔۔ تم میرے لیے بہت خاص ہو۔۔ مت دو سزا مجھے۔ نہیں دور رہ سکتا تم سے۔۔ ارمان نے نینا کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتے ہوئے اس کی کان کی لو کو چوما تھا۔

اور رخ پلٹتے ہوئے اس پر جھکا اپنی محبت کی برسات کرنے لگا۔

نینا نے لرزتے ہوئے ارمان کی شرٹ کو کندھوں سے دبوچا تھا۔

ارمان بے تابی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا اپنی شدت نچھاور کرنے لگا۔ ارمان کا لمس اس دن سے بھی زیادہ دہک رہا تھا۔ نینا آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے س کا جنون اپنے ہونٹوں پر برداشت کر رہی تھی بنا کوئی مزاحمت کیے۔ کافی دیر تک ارمان اپنی ہونٹوں کی پیاس بجھاتا رہا اور پھر دیوانوں کی طرح نینا کے چہرے کے ایک ایک نقش پر اپنی محبت کے جادوئی لمس بکھیرنے لگا۔

ارمان خان نے نینا کو دیکھا جو آنکھیں بند کیے بنا کوئی مزاحمت کے اس کا لمس برداشت کر رہی تھی۔

ارمان خان کے دل میں ڈھیروں سکون اترا تھا۔

میرے ہونٹوں پر ہر دم تیرے نغمے سجتے ہیں۔
آج جانا کہ سپنے کس طرح سچ ہوتے ہیں
تجھ میں ایسی کشش ہے جو مجھے کھینچ لائی
بن کے قسمت میری تُو میری زندگی میں آئی

ارمان خان دیوانوں کی طرح اس کے چہرے اور اس کی گردن پر اپنی محبت کی شدتیں بکھرنے لگا۔ نینا کی گردن پر اپنا دہکتا ہوا لمس بکھیرتے ہوئے نینا کی نائٹی کی ڈوری کھینچی تو نینا نے تڑپتے ہوئے ارمان خان کے ہاتھوں کو ایسا کرنے سے روکا۔ ارمان خان نے نینا کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھ میں لیتے ہوئے نینا کی کمزور سی مزاحمت کو روکا تھا۔

ارمان اپنی شرت اُتار تا نینا اور اپنے درمیان تمام پردے گرا چکا تھا۔ اور نینا پر اپنی جنون خیزیاں بکھیرنے لگا۔ آج پھر کمرے میں نینا کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ نینا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ کیونکہ ارمان کی شدتیں برداشت کرنا نینا کے بس کی بات نہ تھی۔ مگر نینا نے خود کو پوری رضامندی سے ارمان خان کی شدتوں کے حوالے کیا تھا۔ اور اسے اب یہ شدتیں برداشت کرنی تھیں۔

باہر بارش کل کی طرح شدید ہو چکی تھی۔ مگر آج دو دل ایک ہو چکے تھے۔ تنہائیاں دور ہو چکی تھیں۔ دونوں ایک دوسرے میں گم ساری دنیا بھلا کر عشق کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھ چکے تھے۔۔۔

باسط خان زنان خانہ کے لاؤنج میں داخل ہوا تو راحیلہ خانم کو زرمینے پر برستے ہوئے دیکھا۔

زرمینے خاموشی سے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔

کیا ہوا مورے؟ خیر تو ہے ناں؟ باسط خان نے بارعب آواز میں پوچھا تھا۔

زرمینے باسط کو دیکھ کر لرزنے لگی تھی۔

باسط خان نے زرمینے پر نظر ڈالی جس کے رخسار پر آنسو بہہ رہے تھے۔ تمھاری بیوی کو سمجھا رہی ہوں کہ اس کے کچھ فرائض ہیں جو ہر بہو کو نبھانے پڑتے ہیں۔ جب تم اسے بیوی کا درجہ دے چکے ہو۔ یہ بیوی کے سارے فرائض نبھا رہی ہے تو بہو کے بھی فرائض اب نبھائے۔ لیکن اسے تو اپنی ماں کے علاوہ کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا۔ اسے پتہ ہی نہیں کہ اس کی ساس بھی ہے جسے کسی کام کے لیے پوچھ لے۔ راحیلہ خانم زہر خند لہجے میں بولیں تھیں۔

مورے کیا کہہ رہی ہیں؟ باسط خان کی آواز میں سرد پن اور دھاڑ نمایاں تھی۔

زرمینے کا رنگ سفید پڑا تھا۔

وہ سائیں وہ۔۔زرمینے فق چہرے کے ساتھ ہکلا کر رہ گئی۔

خانم،،،مورے جو کہہ رہی ہیں اس پر غور کرو۔ آئندہ مجھے کوئی شکایت نہیں ملنی چاہیے۔ اگر تم نے آئندہ مورے سے کوئی بھی غفلت برتی تو تم کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں رہو گی۔ باسط خان نے غراتے ہوئے دھمکی دی تھی۔

زرمینے اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔

راحیلہ خانم نے غصے سے باسط خان کو دیکھا تھا۔ صرف دھمکی سے کام نہیں چلتا اپنی عورت کو سیدھا رکھنے کے لیے سے اپنے قابو میں رکھنے کے لیے کبھی کبھی ہاتھوں سے بھی کام چلانا پڑتا ہے۔ زرمینے خانم نے غصے سے بولتے ہوئے باسط خان کو سمجھانے کی کوشش کی۔

مورے مجھ سے زیادہ آپ زرمینے کو جانتی ہیں۔ میں نے نکاح کے بعد اُسے جانا ہے۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں زرمینے کو آئندہ کچھ بھی سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ وہ بہت سعادت مند ہے۔ میرا اتنا ہی کہنا کافی ہے اس کے لیے۔۔وہ سانس لینا تو بھول سکتی ہے آج کے بعد وہ آپ کے کسی کام سے کوتاہی نہیں کرے گی۔ باسط خان سنجیدگی سے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

راحیلہ خانم تلملا کر رہ گئی تھیں۔ انھیں پورا یقین تھا باسط خان ان کی شکایت پر دو چار ہاتھ تو ضرور جڑ دے گا۔ آخر یہ حویلی کی روایت ہے۔ انھیں ایسی کئی شکایات پر کافی دفعہ ایسی

سیچویشن سے گزرنا پڑا تھا۔ کتنے ہی تھپڑ بنا کسی قصور کے انھیں جڑ دیے جاتے تھے۔ راحیلہ خانم غصے سے اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں۔

زرمینے نے راحیلہ خانم کے سارے کام اپنے ذمے لے لیے تھے۔ حویلی میں کافی ملازمائیں تھیں۔ مگر زرمینے پھر بھی کچن کے کافی کام کرتی تھی۔

مگر آج سے پہلے زرمینے نے راحیلہ خانم کے ذاتی کام نہیں کیے تھے۔ حرا تھی۔ حویلی کی کئی ملازمائیں تھیں۔ اس نے اس طرف دھیان ہی نہیں دیا تھا۔ اور نہ ہی اس کی باقاعدہ رخصتی ہوئی تھی تو زرمینے کو نہیں پتہ تھا راحیلہ خانم کو اس بات پر اعتراض ہو گا۔

مگر جو بھی تھا وہ آبگینہ خانم کے کام کرنا نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ وہ مورے تھیں اس کی بیمار رہتی تھیں۔ انھیں اُس کی ضرورت تھی۔ اُن کا تھا کون اس کے علاوہ۔۔۔ ارتضیٰ خان کو ان کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ارمان خان مہینوں بعد حویلی کا چکر لگاتا تھا۔۔ بختاور تو اپنی سگی ماں کو نہیں پوچھتا تھا۔ وہ انھیں کیا پوچھتا۔۔

زرمینے کے کاموں میں اضافہ ہو چکا تھا ساتھ ہی زرمینے کی تھکن میں بھی۔۔

راحیلہ خانم نے ہر چھوٹا موٹا کام اس کے ذمے ڈال دیا تھا۔ وہ اپنا کوئی بھی کام اب ملازمہ سے نہیں کرواتی تھیں۔

آج تو زرمینے معمول سے بھی زیادہ تھک چکی تھی۔ باسط خان آیا ہوا تھا۔ باسط خان کو اس کے ہاتھ کا کھانا بہت پسند تھا تو کچن میں بھی اس کا ہونا ضروری تھا۔ باسط خان کھانے میں کافی چوزی تھا۔۔ وہ کھانے میں ذرا بھی اوپر نیچے ٹیسٹ برداشت نہیں کرتا تھا۔۔ اس لیے وہ ملازماؤں پر نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ ورنہ باسط خان کے عتاب کا نشانہ اُسے ہی بننا پڑتا۔

باسط خان دن کو بھی اسے بہانے سے کمرے میں ایک دو بار بلوا لیتا تھا اور رات گہری ہونے پر بھی اسے باسط خان کے بلاوے پر اس کے کمرے میں جانا پڑتا تھا۔ ایسے میں زرمینے کافی تھکن محسوس کر رہی تھی مگر راحیلہ خانم اُسے بیٹھنے تو کیا سانس لینے کا بھی موقع نہیں دے رہی تھیں۔

زرمینے راحیلہ خانم کے کمرے میں دودھ کا گلاس دینے آئی تھی۔ وہ دودھ کا گلاس دے کر پلٹنے لگی تھی جب راحیلہ خانم نے اسے اپنے پاؤں دبانے کو کہا۔

زرمینے نے گہرا سانس لیا تھا۔ باسط خان نے اسے کمرے میں بلوایا تھا۔ ابھی اُسے شاور لے کر کپڑے بھی چینج کرنے تھے۔ کیونکہ صبح سے وہ گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ ایسے حلیے میں جاتی تو باسط خان کا غصہ اسے اپنی نازک جان پر سہنا پڑتا۔۔۔

زرمینے گہرا سانس بھرتی تھکے تھکے قدموں سے بیڈ کی طرف بڑھی اور راحیلہ خانم کے پاؤں دبانے لگی۔

آدھے گھنٹے سے وہ پاؤں دبا رہی تھی۔ راحیلہ خانم سو چکی تھیں۔ زرمینے کا تھکن سے بُرا حال تھا۔ وہ بھی راحیلہ خانم کے پاس بیڈ پر کب سوئی اسے پتہ نہ چلا۔

باسط خان راحیلہ خانم کے کمرے میں کسی کام سے آیا تھا۔ انہوں نے صبح سے بلاوا بھیجا تھا کہ انھیں کوئی ضروری بات کرنی ہے حرا اور ارمان کے متعلق۔۔۔۔ باسط خان کو ابھی ٹائم ملا تو باسط خان راحیلہ خانم کے کمرے میں آیا تھا۔ مگر اندر کا منظر دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔

زرمینے راحیلہ خانم کے پاس ہی بیڈ پر کروٹ لیے کمر کے بل سو رہی تھی۔ لمبی چٹیا بل دار کمر پر پڑی تھی۔ دوپٹہ گلے میں تھا۔ کمبل کے بغیر کافی گہری نیند سو رہی تھی۔

باسط خان نے س کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے سیدھا کیا تو وہ اب اس کا ہوش ربہ سنہری نازک سا سراپہ اس کے سامنے تھا۔۔

باسط خان کچھ پل کے لیے اس کے نازک سراپے میں کھو سا گیا اور اس کے چہرے کی معصومیت نے باسط خان کو کچھ پل کے لیے سکت کر دیا تھا۔

وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ بہت معصوم بھی تھی۔ بہت ڈرپوک، بہت نازک، بہت حساس تھی۔ باسط خان جتنا اس کے ساتھ رہا تھا وہ اس کے بارے میں جان چکا تھا۔

اس کی سانسوں کی زیر و بم اس کے خوبصورت بدن میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ اس کے بدن نشیب و فراض عجب قیامت سا منظر پیش کرتے ہوے باسط خان کو مبہوت کر گی ئے

تھے۔ باسط خان کی نظر اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی اس کی خوبصورت شفاف گردن پر آ کر ٹھہر گئی۔ جس پر باسط خان کی شدتوں کے گہرے نشان تھے۔

ایک پل کے لیے باسط خان کے دل کو کچھ ہوا تھا کیسے اس کا نازک بدن اس کی نازک جان اس کی شدتوں کو سہتا ہو گا۔۔

مگر دوسرے ہی پل چہرے پر وہی بے حسی وہی مغرور رانہ پن، وہی سفاقیت لَوٹ آئی تھی۔ زرمینے اس کے لیے صرف اس کی عورت، اس کی ملکیت، اس کی بیوی تھی۔ جس پر وہ حق رکھتا تھا۔ اور باسط خان حویلی کے تمام مردوں کی طرح اپنا حق اچھے سے لینا اور وصول کرنا جانتا تھا۔ اس میں کسی بھی قسم کی کوتاہی وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اور سب سے بڑھ کر وہ تو صرف اس کے لیے ایک مہرہ تھی۔۔۔ اس کا بدلہ تھی۔۔ زرمینے جتنی مرضی خوبصورت ہو پر وہ نینا کبھی نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

باسط خان نے زرمینے کو کندھے سے ہلایا تو زرمینے نے اپنی آنکھیں کھولیں تو سامنے باسط خان کو اپنے سامنے کھڑے پایا۔ زرمینے ہڑبڑاتے ہوئے بوکھلائے ہوئے جلدی سے اٹھی تھی۔ گہری نیند کی وجہ سے آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں۔ جلدی جلدی اپنا دوپٹہ لیٹی بیڈ سے اٹھی مگر ابھی تک نیند کے اثر میں تھی اور نہ ہی کچھ زرمینے کو سمجھ آ رہا تھا۔ بس باسط خان کو دیکھ کر ہمیشہ کی طرح بوکھلا گئی تھی۔

بیڈ سے اٹھتے ساتھ ہی وہ بُری طرح چکرائی تھی۔ باسط خان بروقت نہ سنبھالتا تو یقیناً وہ زمین بوس ہوتی اور سائیڈ ٹیبل کے ساتھ جا ٹکراتی۔

کیا ہوا خانم لگتا ہے پھر پاگل پن کا دورہ پڑ گیا ہے۔ باسط خان نے اُسے اپنے مضبوط حصار میں تھامتے ہوئے کہا۔

وہ سائیں وہ۔۔۔۔ زرمینے نے ہمیشہ کی طرح وہی الفاظ بولے جو باسط خان کو دیکھ کر اس کے منہ سے نکلتے تھے۔

باسط خان نے گھور کر زرمینے کو دیکھا تھا۔

یہاں کیا کر رہی ہو؟ باسط خان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

وہ سائیں وہ مم میں وہ۔۔۔۔

اس کے علاوہ بھی کچھ بولو خانم یا پھر تمھاری زبان ہی کاٹ دوں۔ ویسے بھی یہ دو الفاظ کے علاوہ کچھ بولتی تو ہو نہیں تو اشاروں میں بات کرنا تمھیں زیادہ سوٹ کرے گا۔

باسط خان نے زِچ ہوتے اس کی کلائی پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔

مم میں وہ میں چچی جان کے پاؤں دبا رہی تھی۔ پتہ نہیں مم مم میں کک کیسے سو گئی۔ زرمینے نظریں جھکائے بولی۔

ٹھیک ہے میرے کمرے میں آؤ۔ باسط خان اس پر گہری نظر ڈالتا حکم دیتا وہاں سے چلا گیا۔

زرمینے تھکے تھکے قدموں کے ساتھ باسط خان کے پیچھے چل پڑی تھی۔

نینا کی صبح آنکھ کھلی وہ ارمان کی بانہوں میں سو رہی تھی۔ اس کی مضبوط پناہوں کے حصار میں۔۔۔۔ نینا ارمان کا بازو اپنی کمر سے ہٹاتے اٹھ کر بیٹھی۔ وہ اس وقت سلیولیس نائٹی میں ملبوس تھی۔ اپنے بالوں کو جوڑے کی صورت میں لپیٹتے ہوے اس نے ارمان کی طرف نگاہ کی۔ جو پر سکون چہرے کے ساتھ دنیا جہاں سے بے خبر سو رہا تھا۔ نینا نے ارمان کے ماتھے کو نرمی سے چھو کر دیکھا۔ جہاں بخار کا نام و نشان نہیں تھا۔ اس کا اتنا تیز بخار واقعی میں اُس کی قربت نے ختم کر دیا تھا۔۔ نینا کے چہرے پر شرمیلی مسکان آن ٹھہری تھی۔ ارمان کا رات کا پیار اور جنونیت یاد کر کے نینا کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔ وہ رات بھر اپنی شدتیں نچھاور کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کے کان میں پیار بھری میٹھی سرگوشیاں بھی کرتا رہا تھا کہ وہ اس سے کتنا پیار کرتا ہے۔ نینا نے پیار سے ارمان کو دیکھتے ہوے ماتھے پر بکھرے بال سنوارے تھے اور بیڈ سے اٹھنے لگی جب ارمان خانزادہ نے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ نینا ارمان کے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔ نینا نے جلدی سے شرم کے مارے آپنی آنکھیں میچی تھیں۔

وہ اِس کے اٹھنے سے پہلے یہاں سے جانا چاہتی تھی۔ ایک گزری رات یاد کر کے نینا شرم سے لال ہو رہی تھی۔ دوسرا ارمان سے کچھ بعید نہ تھا وہ اسے دوبارہ سے اپنے پیار کی شدت میں

بھگونے لگتا۔۔۔ نینا کی نازک جان میں اتن ہمت نہیں تھی کہ وہ پھر سے ارمان خانزادہ کی جنون بھری شدتیں سہے۔۔۔

آنکھیں کیوں بند کر لیں۔۔ ارمان نے مسکراتے ہوے اس کے آنکھیں سختی سے میچنے پر سوال کیا۔۔

نہیں تو میں نے تو نہیں کیں۔۔ نینا نے جلدی سے آپنی ہیزل گرے آنکھیں کھولی تھیں۔۔ ارمان مسکرایا تھا۔۔

مسٹر خان جانے دیں پلیز۔ نینا نے نظریں جھکائے ارمان کے حصار سے نکلتے ہوئے کہا۔۔۔ اس سے ارمان کی طرف دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔۔ ارمان اس کا شرمایا لجھایا روپ دیکھ کر دیوانہ ہو رہا تھا۔۔

پتہ ہے اس لمحے کا، اس صبح کا مجھے کتنا انتظار تھا۔ ایسے کیسے جانے دوں میری جان۔۔۔۔

ارمان نے نینا کے بالوں میں اپنا ہاتھ ڈالے اس کے چہرے کو خود کے قریب کیا۔

مسٹر خان آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں گل بانو سے کہہ کر آپ کے لیے اچھا سا ناشتہ بنواتی ہوں۔ آپ نے پرسوں رات سے کچھ نہیں کھایا۔ نینا نے ارمان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید آگے بڑھنے سے روکا تھا۔

ڈارلنگ جب تم ساتھ ہو تو مجھے بھوک پیاس کسی چیز کا احساس نہیں رہتا۔ میری بھوک پیاس سب کچھ تم ہو۔

اور ابھی مجھے صرف تمھارے ان خوبصورت ہونٹوں کا رس پینا ہے۔۔۔

اور اس سے بھی پہلے مجھے تمھارے ساتھ شاور لینا ہے۔ ارمان نے اپنا حصار اور مضبوط کرتے ہوئے نینا کے گال کو چوما تھا۔

ارمان کی بات پر نینا کا رنگ شرم سے لال پڑا تھا۔

مسٹر خان میں کیوں لوں گی شاور آپ کے ساتھ۔ مجھے نہیں لینا سمجھے آپ۔ نینا سرخ چہرے کے ستھ نظریں جھکا گئی تھی۔

جانِ من آپ رات کو خود کو میرے حوالے کر چکی ہیں پوری رضامندی سے۔۔۔ اس لیے آج کے بعد بلکہ ابھی سے تمھاری کوئی بھی بات میں نہیں ماننے والا۔ میرا جب تمھارے ساتھ رومانس کا من ہو گا میں کروں گا۔ کیونکہ اتنا تو مجھے پتہ چل گیا ہے میری بیوی کو رومانس میں ذرا برابر دلچسپی نہیں ہے۔ اسے صرف خوبصورت پر فسوں لمحات میں اپنے شوہر کی قربت میں ڈھیر سارا رونا آتا ہے۔ ارمان خان نے نینا کے رات اس کی قربت میں آنسو بہانے پر ٹونٹ کیا تھا۔ ارمان خانزادہ کی بڑھتی شدتوں کے ساتھ نینا کے انسوؤں اور سسکیوں میں بھی روانی آتی رہی تھی۔۔۔ مگر رات ارمان خانزادہ کے جنون میں کمی نہیں آئی تھی۔۔ نینا کے بارہا منت سماجت کے کے باوجود وہ اسے چھوڑ نہیں رہا تھا۔۔

تو آپ نے کونسا مجھ پر رحم کھایا تھا۔۔ نینا نے نظریں جھکائے معصومیت بھرا شکوہ کیا۔۔ ارمان خانزادہ نے نینا کی بات پر قہقہ لگایا تھا۔۔

بس اسی بات پر تم پر رحم نہیں کھا سکتا جان من۔۔ ویسے بھی تم سے اتنے دنوں کی اپنی تڑپ کا بدلہ بھی تو لینا تھا۔۔

ارمان خان نے کہتے ہوے نینا کو اپنے حصار سے آزاد کیا تو نینا نے شکر ادا کرتے ہوے جلدی سے بیڈ سے اٹھتے کمرے سے باہر کا رخ کرنے لگی۔۔ ارمان بیڈ سے اٹھتے بنا نینا کو کوئی موقع دیے اسے اپنی گود میں اٹھائے واش روم میں داخل ہو چکا تھا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ نینا نے شرم سے لال ہوتے بمشکل ہی کہا تھا۔۔۔

ارمان خان نے واش روم میں آتے ہی روف شاور آن کیا تھا۔

نینا ارمان سے ہاتھ چھڑواتے ہوئے جلدی سے باہر جانے لگی تھی جب ارمان خانزادہ نے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو وہ ارمان کے سینے سے آ لگی تھی۔ ارمان اسے اپنے حصار میں لیتا ہوا شاور کے نیچے آیا۔ نینا کا تو شرم سے بُرا حال تھا۔ نیا مکمل طور پر بھیگ چکی تھی۔۔ وہ اس وقت سلیو لیس شارٹ وائٹ نائٹی میں ملبوس تھی۔ اب بھیگنے کی وجہ سے اس کے بدن کے ساتھ چپک گئی تھی۔۔ ارمان خانزادہ بے باکی سے اس کے سراپے پر نظریں گاڑھے ہوئے تھا۔ نینا ارمان کی بے باک نظروں پر سرخ پڑی تھی اور جھنجھلاتے ہوے وہاں سے سے جانے لگی مگر ارمان خانزادہ نے پھر سے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو وہ اس کے سینے میں آ سمائی تھی۔۔۔ نینا اپنی مزاحمت ترک کرتی ارمان کے سینے کے ساتھ

لگی بھیگ رہی تھی۔ نیم گرم پانی روف شاور سے ان پر بارش کی طرح برس رہا تھا۔ اور وہ دونوں شاور کے نیچے کھڑے بھیگ رہے تھے اور گہرے سانس لیتے ہوے ایک دوسرے کی دھڑکنیں سن رہے تھے۔ جو عام دنوں کی نسبت بہت تیزی سے چل رہی تھیں۔۔ ارمان خانزادہ اسے سینے سے لگائے اس کی کمر اپنا ہاتھ پھیر تا مدہوش ہو رہا تھا۔ نینا ارمان کے حصار میں مضبوطی سے قدم جمائے کھڑی تھی۔۔ ورنہ اسے پورا یقین تھا وہ ارمان کے سہارے کے بغیر اپنے قدموں پہ کھڑی نہ رہ پاتی۔۔ رات سے اس کے سامنے ارمان کے نت نئے روپ سامنے آرہے تھے۔ وہ جانتی تھی ارمان خانزادہ بہت بے باک ہے۔ مگر وہ اس کی سوچ سے بھی زیادہ بے باک اور بے شرم تھا۔ اور اس سے کہیں زیادہ رومانٹک تھا۔۔ وہ اتنی کانفیڈنٹ تھی مگر ارمان خانزادہ کے سامنے اس سے نظریں نہیں اٹھائی جا رہی تھیں۔۔ گال ہر ٹائم آگ پر ساتے تھے۔۔ چہرہ لہو چھلکانے لگتا تھا۔۔ اور ہونٹوں پر تو وہ پورا وقت اپنا جنون دکھاتے ہوے اسے سرخ کیے رکھتا تھا۔۔۔۔۔ ارمان نے اسے خود سے الگ کرتے ہوے بہت بے باکی سے اس پر اوپر سے نیچے گہری نظر ڈالی تھی۔ نینا ارمان کی نظریں خود کے سراپے پر محسوس کرتی شرم سے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔۔ ارمان نے مسکراتے ہوے نینا کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے تھے۔ اور بے تابی سے نینا کا چہرہ تھامے اس کے ہونٹوں پر جھکتے اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے اس کی گردن سے نیچے تک آتا اپنی من مانیاں کرنے لگا۔

نینا نے ارمان کی خواہش کے مطابق اس دن اپنی فرینڈ کی برتھڈے پارٹی والا ریڈ فراک پہنا تھا اور اس کے کہنے پر ریڈ لپ سٹک لگائی تھی۔

نینا تیار ہو کر ڈائننگ روم میں آئی تھی۔ ارمان خانزادہ اس کا ناشتے پر انتظار کر رہا تھا۔

ارمان اس وقت بلیک ٹراوزر اور وائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

نینا ارمان کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھنے لگی جب ارمان نے اسے کلائی سے تھام کر اپنی گود میں بیٹھایا تھا۔

مسٹر خان یہ کیا کر رہے ہیں؟ نینا ارمان خان کی حرکتوں پر زِچ ہوئی تھی۔ ارمان کی بے باک شرارتیں اب یہاں پر بھی شروع ہو چکی تھیں۔

مجھے ناشتے سے پہلے اپنی خوبصورت سی بیوی کی کِس چاہیے۔

ارمان خان نینا کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوے مدہوشی کے عالم میں بولا۔

مسٹر خان آپ رات سے یہی کچھ کر رہے ہیں۔ پلیز یہاں تو مت کریں۔ گل بانو نے دیکھ لیا تو کیا کہے گی۔ نینا نظریں جھکائے شرمیلی مسکان کے ساتھ بولی تھی۔

ارمان نینا کی بات کو نظر انداز کرتا اس کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر اس کا چہرہ خود کہ قریب کرتا اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیے اپنی پیاس مٹانے لگا۔

گل بانو ڈائننگ روم میں جوس لے کر داخل ہوئی تھی اور یہ سب دیکھ کر شرم سے لال پڑتی الٹے پاؤں ہی چلی گئی۔

کافی دیر بعد ارمان نے نینا کو خود سے الگ کیا تو نینا غصے سے ارمان کو گھور کر رہ گئی۔

مسٹر خان یہ کیا طریقہ ہے آپ جانتے ہیں۔ گل بانو نے دیکھ لیا ہے۔

تمھیں بتایا تھا نہ کہ تمھارے سرخ ہونٹ میری کمزوری ہیں۔ تم نے سوچ کیسے لیا تم انھیں سرخ رنگ سے سجاؤ گی اور میں انھیں چھوؤں گا نہیں۔ ارمان پھر مدہوش ہوتا نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتا نینا کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے۔ نینا نے ارمان کو پیچھے کیا تو اور اور ارمان کی گود سے اٹھنے لگی۔ ارمان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر دوبارہ سے اُسے اپنی گود میں بیٹھایا تو نینا روہانسی ہوئی تھی۔

نینا کی بھیگی آنکھیں دیکھ کر ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔ ابھی سے پریشان ہو گئی ہو میری جان۔۔۔ ابھی تو شروعات ہے۔۔۔ اب عادت ڈال لو میری شدتیں ہر گھڑی برداشت کرنے کی۔۔ ارمان نے نینا کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرتے ہوے شرارت سے اسے دیکھا۔

مسٹر خان گل بانو پتہ نہیں کیا سوچ رہی ہو گی۔۔ پتہ ہے وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔ نینا ارمان کی گود میں نظریں جھکائے شرمیلی مسکان لیے اس کی شرٹ پر اپنی انگلی پھیرتے ہوے نازو انداز میں بول رہی تھی۔

کیا کہہ رہی تھی۔ارمان اس کی ادا پر نثار ہوا تھا۔۔

وہ کہہ رہی تھی کہ حویلی میں سب کہہ رہے تھے آپ مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں۔۔نینا نے ابھی بھی نظریں جھکائی ہوئیں تھی۔مگر نینا کے چہرے پر شرمیلی میٹھی مسکان کے ساتھ ارمان کی محبت کا تفاخر غرور تھا۔۔

کوئی شک ہے۔۔۔نہیں کرتا کیا۔۔ارمان نے اس کی گردن پر اپنے لب رکھتے ہوے لمبا سانس لے کر نینا کی خوشبو کو اپنے اندر اتارا تھا۔۔

اس نے مجھے بتایا تھا کہ آپ لوگوں کے ہاں پہلی شادی اپنی خاندان کی عورت سے کی جاتی ہے۔۔

نینا کی بات پر ارمان خانزادہ نے گڑبڑاتے ہوے نینا کو دیکھا تھا۔۔

کیا کہا ہے تم سے گل بانو نے ارمان سنجیدہ ہوا تھا۔بلکہ پریشان بھی ہوا تھا۔۔

یہی کہ حویلی کی روایت ہے کہ پہلی شادی اپنی ہی خاندان کی عورت سے کی جاتی ہے۔لیکن مجھے سمجھ نہیں آئی پہلی سے کیا مراد ایسے جیسے حویلی کے مردوں پر دو تین شادیاں کرنا فرض ہو۔۔اور آپ کے بابا نے بھی دو شادیاں کی ہیں۔۔اور آپ کے خان دادا نے بھی ایک سے زائد شادیاں کی ہیں۔۔واقعی میں ایسا ہے۔۔نینا ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے بولی۔۔

نینا ہم اپنی بات کریں۔۔۔یہ ناشتے کے ٹائم تم کیا باتیں لے کر بیٹھ گئی ہو۔۔ارمان نے بات بدلنی چاہی تھی۔۔۔

مسٹر خان ایک بات یاد رکھیے گا۔ حویلی کے مرد ایک چھوڑ کر دس شادیاں کریں ائی ڈونٹ کیئر۔۔۔ اگر آپ نے کبھی بھی دوسری شادی کے بارے میں سوچا بھی میں آپ کی جان اپنے ہاتھوں سے لوں گی۔۔۔ نینا نے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوے اسے دھمکی دی تھی۔۔ ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی تھی اس کے انداز پر۔۔

اوریئلی۔۔۔۔ کیسے جان لو گی۔۔۔ یہ بھی بتادو میں تو تمھاری مسکراہٹ پر ہی اپنی جان وار دوں۔۔ ارمان پھر سے مدہوشی کے عالم میں نینا کا چہرہ تھامے اپنے لب نینا کے لبوں پر رکھنے لگا تھا۔ نینا نے ارمان کے ہوٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔۔

مسٹر خان پلیز۔۔۔ چھوڑیں مجھے۔۔ آپ کو تو بھوک نہیں لگی مگر مجھے بہت شدید بھوک لگی ہے۔ نینا روٹھی روٹھی نظریں جھکائے بولی تھی۔

ارمان نے گہرا سانس بھر کر نینا کو آزادی دی تو نینا شکر ادا کرتی ارمان کے سامنے والی چیئر پر بیٹھی تھی۔

تاکہ ارمان کی بے باک شرارتوں سے بچ سکے۔ ارمان نے مسکراتے ہوئے نینا کو دیکھا اور ناشتہ شروع کیا۔

ارمان خانزادہ ایک ہفتے سے آفس نہیں گیا تھا اور نہ ہی نینا کو یونیورسٹی جانے دیا تھا۔ آج ارمان خانزادہ کی آفس کی میٹنگ تھی جس میں ارمان کا شریک ہونا ضروری تھا۔ نینا بھی آج ہی یونیورسٹی آئی تھی۔ ابھی وہ یونیورسٹی آئی ہی تھی جب سامنے سے روحان آتا دکھائی دیا۔

نینا روحان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی تھی آج کتنے دنوں بعد روحان سے ملاقات ہو رہی تھی۔

کیسے ہو روحان؟ نینا خوشگواری سے روحان کے گلے لگی تھی۔ میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو اور اتنے دنوں سے یونیورسٹی کیوں نہیں آ رہی تھی۔ تمھارا فون بھی پچھلے ایک ہفتے سے بند تھا۔

روحان نے اس کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

وہ اب روحان کو کیا بتاتی اس کے پوزیسو شوہر کو بالکل پسند نہیں کہ وہ اس کی موجودگی میں ایک پل کے لیے بھی کہیں اور متوجہ ہو۔ اسی لیے اس کا فون پچھلے ایک ہفتے سے ارمان خانزادہ کے پاس تھا۔

جسے اُس نے آف کر دیا تھا اور پچھلے ایک ہفتے سے وہ دن رات ارمان کی پناہوں میں رہی تھی۔

آج خود آفس گیا تو اسے بھی یونیورسٹی آنے دیا۔

ارمان خانزادہ کے متعلق اور اس کی شدتوں کے بارے میں سوچ کر نینا کا رنگ سرخ پڑا تھا۔

کہاں کھو گئی جیمز باند؟ روحان نے نینا کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی تھی۔

کہیں نہیں تم بتاؤ ماما، پاپا کیسے ہیں؟ نینا کے چہرے پر اداسی سی چھائی تھی۔ اس نے رخصتی کے بعد ایک دفعہ بھی رضوان صاحب اور فوزیہ بیگم کو نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی ان سے بات کی تھی۔

ٹھیک ہیں۔ روحان نے نینا کے چہرے پر پھیلی اداسی محسوس کر لی تھی۔

نینا یونیورسٹی میں یوتھ فیسٹیول ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں میرے ساتھ کمپئرنگ اور باقی کے پروگرام میں بھی تم شرکت کرو۔

میں کیسے روحان؟ میں کیسے کر سکتی ہوں؟ نینا روحان کی بات پر ہچکچائی تھی۔

تم کیسے کر سکتی ہو؟ تم ہی تو کر سکتی ہو۔ نینا یاد نہیں پچھلے سال میں نے اور تم نے کیسے ہر پروگرام میں پارٹیسپیٹ کیا تھا۔ روحان نے نینا کو یاد دلایا۔

میں چاہتا ہوں اس سال بھی تم میرے ساتھ ہو اور مجھے تمھارے ساتھ ہی کمپئرنگ کرنی ہے۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے تمھیں یہ کرنا ہے۔

لیکن روحان میری بات تو سنو۔

نینا کوئی بات نہیں سنوں گا۔ شادی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم ہر چیز سے گالا تعلقی اختیار کر لو۔ تمھیں کتنا شوق ہوتا تھا ہمیشہ سکولز، کالجز ہر جگہ تم ہر چیز میں پارٹیسپیٹ کرتی تھی۔ ہر جگہ تم سب سے آگے ہوتی تھی۔ اور اس بار پچھلی بار سے بھی بہت بڑے لیول پر یہ فیسٹیول ارگنائز ہو رہا ہے۔۔ بہت بڑی ہستیاں گیسٹ آف ارنرز ہیں۔۔ ملک کا نامور

سیاست دان دلاور خان چیف گیسٹ کے طور پر شرکت کر رہا ہے۔۔ ہماری یونیورسٹی کو ہر ماہ کو ڈونیشن کی صورت میں ایک بہت بڑی اماؤنٹ دیتا ہے۔۔۔۔ وہ ایک بہت ایماندار سیاست دان کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑا سماجی ورکر ہے۔۔۔۔ بہت نائس انسان ہے۔ میں نے بہت آرٹیکل پڑھے ہیں اس کے بارے میں۔۔۔ وہ نہ صرف سیاسی اور سماجی ورکر ہے بلکہ بہت بڑا بزنس مین بھی ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ آچھا انسان۔۔

تمھیں ضرور میرے ساتھ پارٹیسپیٹ کرنا ہے۔۔ پورے ایونٹ کی ذمینداری مجھ پر ہے۔ ڈفرنٹ اوڈیشن لیے ہیں میں نے کوئی بھی تمھارے جیسا نہیں ہے۔۔

مجھے لگا تھا تم یہ کرنا چاہو گی اور تم انکار کر رہی ہو۔۔ کوئی مسئلہ ہے۔ کیا بات ہے نینا؟ ارمان خانزادہ تمھیں کچھ کہتا ہے، پابندیاں لگاتا ہے تم پر؟ روحان نے نینا سے سوالوں کی بوچھاڑ کی۔۔۔

روحان کے خیالات ارمان خانزادہ کو لے کر بالکل بھی اچھے نہیں تھے۔ اس کی وجہ سے تو ہی رضوان صاحب اور نینا میں دوریاں تھیں۔ اگر وہ اس دن رضوان صاحب سے وہ سب کچھ نہ کہتا تو شاید نینا اور رضوان صاحب کے بیچ سب کچھ ٹھیک ہوتا۔ اور ان کا گھر مکمل ہوتا۔ ان کی فیملی کمپلیٹ ہوتی۔۔ نینا کے بغیر وہ گھر نہیں تھا۔ خاموش قبرستان تھا جیسے۔۔۔ رضوان صاحب کتنے خاموش اور اداس رہنے لگے تھے۔۔ نینا میں ان کی جان بستی تھی۔۔ اور اب وہ نینا کا نام بھی نہیں سننا چاہتے تھے۔ روحان نے ایک دو دفعہ نینا کے متعلق بات کرنے کی

کوشش کی تھی۔۔ مگر رضوان صاحب کا بی پی شوٹ کر جاتا تھا۔۔ ایسے میں روحان کا غصہ ارمان خانزادہ کے لیے اور بڑھ جاتا تھا۔۔

وہ نینا کو لے کر ابھی تک مطمئین نہیں ہو پا رہا تھا۔ اور اسے نینا کبھی اتنا خوش بھی نہیں لگی تھی۔

وہ جانتا تھا نینا یونیورسٹی کے علاوہ کہیں آتی جاتی نہیں تھی اور یہ بھی این جی او سے بھی ہر قسم کا تعلق توڑ چکی ہے۔۔ اور سوشل ورک میں تو اس کی جان بستی تھی۔۔ اس کے نزدیک نینا کا یہ چینج ایک حد تک ٹھیک تھا۔۔ نینا کو ارمان کی باتیں ماننی چاہیے۔ وہ خود ایک مرد ہونے کے ناطے اپنی بیوی سے یہ ایکسپیکٹ ضروع کرتا وہ اس کی ساری جائز باتیں مانیں۔۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں وہ اسے وہ بننے کہ کہے جو وہ ہے نہیں۔۔ اور ایسے میں اس کا دل اپنی بہن کے لیے تڑپتا رہتا تھا۔۔۔

میں کچھ نہیں جانتا تم میرے ساتھ کمپرئنگ کر رہی ہو تو کر رہی ہو میں کچھ نہیں جانتا۔۔ سمجھی تم۔۔۔ نینا کو خاموش دیکھ کر روحان حتمی لہجے میں کہتے ہوئے چلا گیا۔ نینا لب بھینچ کر رہ گئی تھی۔ نینا کو تو کوئی اعتراض نہیں تھا۔ مگر وہ جانتی تھی ارمان خانزادہ اسے کبھی بھی اس فیسٹیول میں پارٹ نہیں لینے دے گا۔

مسٹر خان۔۔۔ نینا نے ارمان کو پکارا تھا جو اسے سینے سے لگائے انکھیں موندے ہوئے تھا۔

ہوں.... ارمان خان مدھم آواز میں بولا۔

سو گئے ہیں کیا؟ نینا نے ارمان خان کے سینے پر سر رکھے پوچھا تھا۔

ارمان نینا کی بات پر گہرا مسکرایا تھا۔ تم پاس ہو تو کیسے سو سکتا ہوں ڈارلنگ..۔

ارمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

نینا ارمان کی بات سن کر اٹھ کر بیٹھی تھی۔

کیا ہوا؟ ارمان نے اسے اٹھتے دیکھ کر پوچھا اور پھر اسے کلائی سے کھینچتے ہوئے اپنے سینے پر گرایا تھا۔

کہاں جا رہی ہو؟ ارمان نے نینا کے چہرے پر نظریں جمائے پوچھا تھا۔

کہیں نہیں جا رہی تھی. مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔ نینا نے ارمان خان کے حصار سے نکلنا چاہا۔

ہاں تو کرو بات اس کے لیے مجھ سے دور جانا ضروری ہے کیا؟

ارمان نے نینا کی کمر پر حصار مضبوط کرتے ہوئے اس کے چہرے کو خود کے قریب کرتے اس کے گال پر اپنے لب رکھے اور پھر مدہوش ہوتے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں

تھامتے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا اور شدت سے نینا کی سانسیں انہیل کرنے لگا۔

نینا نے غصے سے ارمان خانزادہ کے گلے پر اپنا نیل مارا تھا۔ کیونکہ وہ جانتی تھی ایسے تو اُسے نہیں چھوڑے گا وہ۔۔۔ مگر یہ اس کی بھول تھی اس نے اسے اِس طرح بھی نہیں چھوڑا تھا بلکہ اپنا بدلہ لیتے ہوئے زیادہ شدت دکھانے لگا تھا ہونٹوں پر۔۔۔۔

نینا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تو ارمان نے اسے چھوڑا۔

نینا نے روتے ہوئے غصے سے ارمان خان کے سینے پر زور سے مکا مارا تھا۔

کیا کر رہی ہو نینا؟ دل ہے یہاں پر۔۔۔ ارمان نے شرارت سے نینا کو دیکھا جو لال سرخ ہوئی تھی۔ اس کی شدت سے۔ گال پر تو سرخی چھائی تھی ہونٹ بھی لہو چھلکا رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ گہرے گہرے سانس لیتے نینا نے ارمان خان کو غصے سے گھورا اور روٹھی روٹھی اس کی بانہوں کے حصار سے نکلنے لگی تو ارمان خانزادہ نے رُخ پلٹتے ہوئے اس کے اوپر آیا تھا۔ تمھیں کیا لگتا ہے اتنے میں تمھاری جان چھوٹ جائے گی۔ تم یوں رو کر دکھاؤ گی تو میں تمھیں چھوڑ دوں گا جانِ من،،، تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے ابھی تو جو تم نے میری گردن پر نیل مارا ہے اس کا حساب باقی ہے۔ ارمان نے نینا کی گردن پر جھکتے شدت سے اپنے دانت گاڑھے تھے کہ نینا سسک کر رہ گئی تھی۔ ارمان خانزادہ نے لب دانتوں میں دبائے شرارت سے نینا کو دیکھا جو غصے سے رُخ پلٹ گئی تھی۔

ارمان خانزادہ نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا اور اس کے پیٹ پر ہاتھ جمائے اپنے بے حد قریب کرتے ہوے اس کے بال اسکی کمر سے ہٹاتے ہوے اس کی گردن کے پیچھلے حصے پر جابجا اپنا لمس چھوڑنے لگا۔۔

اب بولو کیا کہنا ہے؟ ارمان نے نینا کے پیٹ پر سختی سے ہاتھ جمائے مخمور آواز اس کے کان کی لو کو دانتوں میں لے کر پوچھا تھا۔۔

مجھے کچھ بھی نہیں کہنا ہے۔

نینا نے روٹھے روٹھے لہجے میں ارمان کی کان کی لو پر شدت دکھانے پر سسکی لیتے ہوے جواب دیا۔

ارمان خان نے نینا کو کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔

اچھا کچھ نہیں کہوں گا۔ آج رات بلکل تنگ نہیں کروں گا۔۔ آج رات چھٹی تمھاری۔۔۔

ارمان خان نے نینا کے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ جہاں ارمان خان کی بات پر یکدم چمک آئی تھی۔

سچ میں۔۔ نینا نے بے ساختہ کہا تو ارمان نے قہقہہ لگایا تھا۔

ہاں بلکل سچ۔۔۔ ارمان نے لب دانتوں میں دبائے شرارتی انداز میں کہا۔

مکریں گے تو نہیں۔۔۔ نینا بے یقین ہوئی تھی۔ ارمان خانزادہ اس کی جان کی خلاصی کر دے یہ ناممکن تھا۔

وہ تو ہر ٹائم اس پر دیوانوں کی طرح اپنی شدتیں نچھاور کرتا رہتا تھا۔۔

کیا کہنا تھا تمھیں۔پہلے بتاؤ مجھے۔

ارمان خان نے نینا کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے اس کا سر اپنے سینے پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ مسٹر خان ہماری یونیورسٹی میں یوتھ فیسٹیول ہے تو۔۔۔۔نینا بات کرتے کرتے رکی تھی۔

تو؟ ارمان خان نے نینا کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پوچھا۔

وہ میں نے آپ سے اجازت لینی تھی کہ میں چلی جاؤں فیسٹیول میں۔میری ساری فرینڈز آ رہی ہیں۔نینا ارمان سے فیسٹیول میں حصہ لینے کی بات چھپا گئی تھی۔

کیا کرو گی یار جا کر؟ اس دن چھٹی کرو، میرے ساتھ ٹائم سپینڈ کرو، ایک کام کرتا ہوں اس دن ہم دونوں کہیں باہر چلتے ہیں۔

ارمان خان کی پوزیسیو نیچر نینا کو یوتھ فیسٹیول میں نہیں جانے دینا چاہتی تھی۔وہ تیار ہو کر اتنے لوگوں کے بیچ جائے گی اور وہ جانتا تھا آج کل یوتھ فیسٹیول کتنے ایڈوانس لیول پر ارگنائز ہوتے ہیں۔

مسٹر خان مجھے جانا ہے تو مطلب جانا ہے۔نینا ضدی انداز میں بولی تو ارمان نے گہرا سانس لیا تھا۔

اوکے چلی جاؤ۔۔۔ مگر ڈریسنگ کا خیال رکھنا۔۔ زیادہ تیار ہو کر مت جانا اور جلدی آ جانا۔ بلکہ میں خود تمھارے کپڑے سلیکٹ کروں گا۔۔۔ اور تم وہی پہن کر جاؤ گی۔۔ ارمان خان نے ہار مانتے ہوے اپنی کنڈیشن بھی رکھی تھی۔۔

نینا ارمان خان کی بات پر خاموش ہو گئی تھی۔

اب کیا ہوا خاموش کیوں ہو گئی؟ ارمان خان نینا کی خاموشی محسوس کرتا ہوا بولا۔

کچھ نہیں مجھے نیند آ رہی ہے۔ نینا ارمان خان کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موندتے ہوئے بولی تھی۔ نیند آ رہی ہے تمھیں؟ ارمان کا لہجہ شرارتی ہوا تھا۔

ہاں۔۔۔ نینا نے آہستگی سے جواب دیا۔

ارمان خان نے نینا کے گرد اپنا حصار مضبوط کرتے ہوئے رخ پلٹا تھا اور نینا پر مکمل طور پر چھایا۔

مسٹر خان کیا کر رہے ہیں؟ آپ نے ابھی مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آج رات آپ۔۔۔۔۔۔

نینا نے ارمان خان کو اس کی بات یاد دلائی۔

ارے وہ تو میرا سیاسی وعدہ تھا۔۔ تمھیں منانے کے لیے۔ ارمان گہرا مسکرایا تھا اور سائیڈ لیمپ آف کرتے ہوے نینا کے ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانس بند کر چکا تھا۔۔۔

آج یونیورسٹی میں یوتھ فیسٹیول تھا۔ وہ ارمان خانزادہ کے منتخب کردہ لباس میں تھی۔ وائٹ ٹراوزر پر پنک کلر کی پاؤں تک لانگ شرٹ تھی۔ جس پر بڑا سا دوپٹہ تھا۔ وہ بالکل سمپل سی تیار ہوئی تھی اور ارمان خانزادہ اس پر واری صدقے جا رہا تھا. کیونکہ وہ سادگی میں بھی ہمشہ کی طرح غضب ڈھا رہی تھی۔ اور ارمان خانزادہ تو تھا ہی اس کا دیوانہ۔۔۔ ارمان خانزادہ کتنی دفعہ اس سے اصرار کر چکا تھا کہ وہ آج نہ جائے مگر نینا اس کی بات پر ہر بار مسکرا کر خاموش ہو جاتی۔

نینا نے یونیورسٹی آ کر سب سے پہلے اپنا لباس چینج کیا جو بلیک سمپل سا فٹنگ میں سٹائلش سا سلیولیس تنگ گھیرے والا لانگ فراک تھا۔ جس پر فل سلیوز میں سٹائلش جیکٹ تھی۔ جس پر نہایت ہی خوبصورت سلور کام ہوا تھا۔ بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیا تھا۔ سوفٹ سے میک اَپ میں نینا غضب ڈھا رہی تھی۔ وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ اس پر نظر نہیں ٹھہر رہی تھی۔

اس نے پچھلی بار فیسٹیول پر بہت ماڈ اور سٹائلش ڈریس زیب تن کیا تھا۔ مگر اس بار اس نے ڈریس سلیکٹ کرتے ہوئے ارمان خانزادہ کو مد نظر رکھا تھا۔ لیکن وہ جانتی تھی ارمان خانزادہ اسے اس لباس میں بھی دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گا۔ اور یوں سینکڑوں لوگوں کے سامنے پرفارم کرنے پر تو وہ اس کی جان ہی لے لے شاید۔ اس لیے اس نے ارمان سے یہ سب چھپایا تھا مگر آج بہت عرصے بعد اس کا دل بہت خوش تھا۔۔ اپنی من مانی اپنی مرضی

کرنے پر وہ اندر سے خوشی محسوس کر رہی تھی۔۔وہ ارمان خانزادہ سے بہت محبت کرنے لگی تھی۔۔ مگر وہ یہ زندگی قبول نہیں کر پا رہی تھی۔ یہ ممکن بھی کیسے تھا کسی کے لیے آپ اپنی پہچان اپنا آپ ہی بھول جاؤ۔۔اسے سمجھ نہیں آتی تھی اگر ارمان اس سے اتنی محبت کرتا ہے وہ اس کی خاطر خود کو کیوں نہیں بدلتا۔۔وہ اس کی خوشی میں کیوں نہیں خوش ہو پاتا۔وہ اتنی بیک ورڈ سوچ کیسے رکھ سکتا ہے۔اس کے نزدیک ارمان خانزادہ ایک ٹیپیکل سوچ والا روایتی مرد تھا۔جو عورت کو صرف اپنی جاگیر اپنی ملکیت سمجھتا ہے۔ایسے میں نینا کا ارمان سے بھی کبھی کبھی دل بیزار ہو جاتا۔۔ اپنی زندگی سے دل اچاٹ ہونے لگتا تھا۔ آج اتنا خوش ہونے کے باوجود اس کا دل ارمان خانزادہ کے خوف سے دھڑک بھی رہا تھا۔

وہ تیار ہو کر بیک سٹیج آئی تو اس کی فرینڈز اور وہاں کھڑے سب لوگوں کی نظروں میں اس کے لیے بھرپور ستائش تھی۔

رمل کو پتہ چلا کہ روحان اس فیسٹیول میں پارٹ لے رہا ہے تو اس نے بھی اس فیسٹیول میں شرکت کرنے کا سوچا تھا۔

وہ لائٹ پنک کلر کے سمپل سے ڈریس میں ملبوس تھی۔ جس پر بڑا سا دوپٹہ کندھوں پر لیا ہوا تھا اور ساتھ ہی پنک کلر کا حجاب اوڑھ رکھا تھا۔

وہ اپنی فرینڈز کے ساتھ ہی آگے والی رَو میں موجود تھی۔ اس فیسٹیول میں بہت بڑی تعداد میں سٹوڈنٹ نے شرکت کی تھی۔۔

رمل بے چینی سے روحان کا انتظار کر رہی تھی۔ روحان سے پہلے ایک اور سٹوڈنٹ ایک ماڈ سی لڑکی کے ساتھ کمپیرنگ کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد روحان کی اینٹری تھی۔

روحان کے سٹیج پر آنے سے بے تحاشا شور مچا تھا۔ لڑکیاں پاگل ہو رہی تھیں۔ روحان اس وقت وائٹ جینز پر وائٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا جس کے بازو اس نے کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھے۔ روحان بہت چارمنگ بہت زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔ اس کی پرسنیلٹی بلکل ایک چکلیٹی ہیرو جیسی تھی۔۔ رمل کا دل بے ساختہ دھڑکا تھا۔ رمل کو بالکل نہیں پتہ تھا کہ روحان پر لڑکیاں اس طرح مرتی ہیں۔ روحان کے آنے کے بعد لڑکیوں کی ایکسائٹمنٹ عروج پر تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد نینا نے اینٹری لی تھی۔ رمل نینا کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ نینا کو یوں اِس لباس میں دیکھ کر بے حد پریشان بھی ہوئی تھی۔ رمل کو پورا یقین تھا ارمان خانزادہ کو اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہو گا۔ ورنہ وہ مر جاتا نینا کو کبھی اس فیسٹیول میں حصہ نہ لینے دیتا۔ رمل کو بھی نینا کا یوں سب کے سامنے بے پردہ حلیے میں آنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ کتنے مرد تھے، کیمرا مین تھے، موبائل پر ویڈیوز بن رہی تھیں۔ رمل کا دل کچھ انہونی سے دھڑکنے لگا تھا۔ نینا نے آج جو کیا تھا وہ بالکل ٹھیک نہیں تھا۔ نینا بہت کانفیڈنس سے روحان کے ساتھ

کمپئرنگ کر رہی تھی کمپئرنگ میں تھوڑا سا فن بھی تھا۔ روحان اور نینا کی کمپئرنگ کو سب سٹوڈنٹس بہت انجوائے کر رہے تھے۔ باقی پروگامز سے زیادہ نینا اور روحان کی کمپئرنگ کو لوگ زیادہ انجوائے کر رہے تھے۔ رمل کا دل اس سب سے اچاٹ ہو چکا تھا جو بھی تھا نینا ان کے گھر کی عزت تھی۔ اسے نینا سے اس سب کی امید نہیں تھی۔ وہ کیسے اپنے شوہر کی رضامندی اس کی آجازت کے بغیر یہ سب کچھ کر سکتی ہے۔۔ کیا بھابھی کے نزدیک ارمان لالا کی کوئی اہمیت نہیں۔۔ رمل نے ہونٹ کاٹتے ہوے نینا پر نگاہ کی جس نے روحان کی کسی بات کے جواب میں اس پر ٹونٹ کیا تو پوری محفل زعفران بن گی تھی۔۔۔ قہقہوں کی برسات ہوئی تھی۔۔۔ نینا کی بھی مائک پر ہنسی گونجی تھی۔۔ اسے نینا بہت خوش لگی تھی۔ ۔جو اسے ارمان خانزادہ کی سنگت میں نہیں لگی تھی۔ رمل دھڑکتے دل کے ساتھ ایک ہی دعا کر رہی تھی کہ ارمان خانزادہ کو اس کی بھنک بھی نہ پڑے اور نہ ہی وہ نینا کو اس حلیے میں دیکھے۔

نینا فیسٹیول کے اختتام پر باہر آئی تھی اب اس کا ڈریس چینج کر کے گھر جانے کا ارادہ تھا۔ وہ اپنی کچھ فرینڈز کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔ جب دلاور خان جو آج کے شو کا گیسٹ آف آنر تھا اسے اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔

بلیک پینٹ کوٹ میں دراز قد سرخ و سفید رنگت اس پر گھنی مونچھیں، بے شک دلاور خان ایک پر کشش مرد تھا۔ جو مقابل کو اپنا اسیر بنانے کی مکمل قابلیت رکھتا تھا۔ نینا کی فرینڈز بھی اُس کی شخصیت سے کافی متاثر نظر آرہیں تھیں۔ نینا نے اس فیسٹیول کے ارگنائزرز اور اپنے پروفیسرز کی ریکوسٹ پر دلاور خان کا پرزور استقبال کیا تھا۔ تب سٹیج پر ہی سرسری سی ملاقات ہوئی تھی۔ مگر نینا اسے یہاں پر دیکھ کر حیران تھی۔ وہ گارڈز کے حصار میں اس کی طرف آرہا تھا۔۔۔ نینا اس وقت اپنی فرینڈز کے ساتھ یونیورسٹی گراؤنڈ میں ایک طرف موجود تھی۔

ہیلو مِس نینا کیسی ہیں آپ؟ آج آپ سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔۔ دلاور خان نے مصافحے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔ وہ نینا سے کافی ایمپریس نظر آرہا تھا۔ نینا جتنی خوبصورت لگ رہی تھی اور جتنے پر اعتماد طریقے سے آج اس نے شو کو چلایا تھا وہ کسی کو بھی متاثر کرنے کے لیے کافی تھا۔ پوری یونیورسٹی اس وقت نینا کے گن گا رہی تھی۔

مجھے بھی آپ سے مل کر بہت اچھا لگا۔۔ انفیکٹ آپ جیسے سیاست دانوں کی ہمارے ملک کو اشد ضرورت ہے بہت کچھ سنا ہے میں نے آپ کے بارے میں۔

نینا نے اپنے ازلی اعتماد سے کہتے ہوئے دلاور خان کے بڑے ہوئے ہاتھ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔

ارمان خانزادہ کب سے نیو نیورسٹی گیٹ پر کھڑا نینا کو فون کر رہا تھا۔۔وہ اپنے آفس کی تمام میٹنگ چھوڑ کر نینا کو خود لینے آیا تھا۔۔نینا اس کا منتخب کردہ ڈریس بنا کوئی بحث کیے کوئی احتجاج کیے پہن کر یونیورسٹی آئی تھی۔۔ارمان خانزادہ کو اس پر ڈھیروں پیار آرہا تھا۔۔وہ اسے اچھا سا ڈنر اور شاپنگ کروانے کا ارادہ رکھتا تھا۔وہ کب سے فون کر رہا تھا۔مگر نینا اٹھا نہیں رہی تھی۔ ارمان خانزادہ نینا کو تلاش کرتا اندر آیا تھا۔۔اندر کا منظر ارمان خانزادہ کو جھلس کر راکھ کر گیا تھا جیسے۔۔سامنے ہی نینا نہایت ہی سٹائلش سے ڈریس میں ملبوس بغیر کسی دوپٹے کے ایک غیر مرد سے ہاتھ ملا رہی تھی۔۔اور وہ مرد انکھوں میں ستائش لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

ارمان خان کی آنکھون کا رنگ پل میں لہو رنگ ہوا تھا وہ اس کے سامنے دوپٹے سے بے نیاز اپنی بے پناہ خوبصورتی کے ساتھ غیر مرد کا ہاتھ تھامے ہوئے تھی۔۔

خانزادہ خون میں فشار بلند ہوا تھا۔ماتھے کی، گردن کی، یہاں تک کہ ہاتھوں کی وینز تک اُجاگر ہوئیں تھیں۔سینے میں بھانبڑ جل اٹھے تھے۔۔ارمان خانزادہ نے ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔۔یہ منظر دیکھ کر آج اس کا دل کیا تھا کہ وہ اپنی پسٹل کی تمام گولیاں نینا کے سینے کے آر پار کر دے۔

ارمان خانزادہ غصے اور اشتعال سے آگے بڑھا اور دلاور خان کی کلائی پر اپنا مضبوط سخت ہاتھ رکھ کر بھسم کردہ نگاہوں سے دلاور خان کو دیکھتے ہوے اپنے دوسرے ہاتھ سے نینا کا ہاتھ اس کے پنجے سے چھڑوایا تھا۔۔اور قہر بھری سرد نگاہ نینا پر ڈالی۔ جس کے ارمان خانزادہ کو اپنے سامنے دیکھ کر ہی حواس سلب ہو گئے تھے۔

رنگ خوف سے سفید پڑا تھا۔ پورے بدن کا خون کسی نے نچوڑ لیا ہو جیسے۔۔

ارمان خان کے تنے ہوئے نقوش اور لہو رنگ آنکھیں دیکھ کر نینا کے دل کی دھڑکن بے ترتیب ہوئی تھی۔ نینا نے گڑبڑاتے ہوئے اپنی نظریں پھیریں تھیں۔

ارمان خانزادہ نے نینا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ سختی سے جماتے ہوئے ایک بار پھر سے دلاور خان کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورا تھا جو آنکھوں میں حیرانگی لیے اپنے سامنے کھڑے انسان کو دیکھ رہا تھا۔

ارمان خانزادہ نینا کا ہاتھ تھامے آگے بڑھا تو دلاور خان کی نظروں نے دور تک ان دونوں کا پیچھا کیا تھا۔

نینا خاموشی سے نظریں جھکائے ارمان خانزادہ کے ساتھ چل رہی تھی۔

مسٹر خان۔۔۔میری بات سنیں۔ میں آپ کو ایکسپلین کرتی ہوں۔ نینا نے ڈرتے ہوے ارمان کو وضاحت دینے کی کوشش کی تھی۔ نینا کی بات پر ارمان خانزادہ نے رک کر نینا کو

دیکھا۔ ارمان خان کی سرد اور سرخ آنکھوں میں نینا زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکی تھی۔ فوراً اسے نظریں جھکا گئی۔

تم سے اب جو بھی بات کروں گا۔ میں گھر جا کر کروں گا سمجھی تم۔ ارمان سرد آواز میں غرایا۔

مسٹر خان۔۔۔ آپ نے جو بھی بات کرنی ہے یہاں پر کریں۔ آپ بہت غصے میں ہیں۔ میں آپ کے ساتھ گھر نہیں جاؤں گی۔ نینا ارمان کے تیور دیکھ کر گھبرائی تھی۔

بکواس بند کرو،،۔ اپنی ورنہ میرا ہاتھ اُٹھ جائے گا تم پر۔ تمھارا وہ حال کروں گا کہ تم خود کی پہچان بھول جاؤ گی۔ ارمان نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے نینا کو دبی آواز میں غراتے ہوے دھمکی دی۔۔

مسٹر خان۔۔ میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی۔ نینا نے ارمان کو غصے میں دیکھ کر اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش کی۔

ارمان خان نینا کے قریب ہوا تھا۔ نینا تم میرا ضبط بہت بار آزما چکی ہو۔۔ اب اور نہیں۔ اس سے پہلے میں آدھی دنیا کے سامنے تمھارا اور اپنا تماشہ بناؤں اور تمھیں یہاں سب کے سامنے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے کر جاؤں۔ اس لیے خاموشی سے میرے ساتھ چلو۔۔ مزید میرا دماغ مت خراب کرو سمجھی تم۔ ارمان خان نینا کا ہاتھ پکڑ کر تقریباً کھینچتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھا۔

روحان کب سے بے مقصد گاڑی سڑکوں پر دوڑا رہا تھا۔

روحان لب بھینچے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔

غصے اور ضبط کی زیادتی سے دماغ کی شریانیں پھٹنے کے قریب تھیں۔ عجیب بے بسی کا احساس اس کے اندر سما رہا تھا۔

آج اس نے یونیورسٹی میں ارمان خانزادہ کو نینا پر چلاتے دیکھ لیا تھا۔ وہ کس طرح نینا پر چلا سکتا تھا۔ اور اتنی ہارش ورڈنگ کیسے استعمال کر سکتا تھا۔۔ ایسے کوئی کیسے اپنی بیوی پر چلا سکتا ہے۔ نینا جس کے ساتھ کبھی کسی نے اُونچی آواز میں بات نہ کی تھی اور وہ اسے مارنے کی دھمکی دے رہا تھا کیا ارمان خانزادہ اس کی بہن پر ہاتھ بھی اٹھاتا ہے۔ یہ خیال آتے ہی روحان نے سختی سے سٹیرنگ پر اپنے ہاتھ جمائے تھے۔

روحان کا دل تو اس ٹائم کیا تھا وہ ارمان خانزادہ کا منہ توڑ ڈالے۔۔ مگر نینا کا احساس کر کے وہ خاموش ہو گیا تھا۔ وہ یونیورسٹی میں کچھ بھی کرتا تو نینا کا تماشہ بن جاتا۔

اس فیسٹیول میں نینا کو پارٹیسپیٹ کروانے کا مقصد صرف صرف نینا کی خوشی تھا۔ اس نے شادی کے بعد بہت کم نینا کو مسکراتے دیکھا تھا۔ وہ یونیورسٹی آتی بھی تو بہت خاموش ہوتی۔ ایک اداسی سی اس نے نینا کے چہرے پر دیکھی تھی۔ اس کا مقصد صرف نینا کو خوش دیکھنے کا تھا۔ پچھلے سال نینا نے اس سے لڑ جھگڑ کر اس فیسٹیول میں حصہ لیا تھا۔ اس بار بھی اس کا دل

نہیں مان رہا تھا نینا حصہ لے۔۔ مگر اسے لگا شاید کچھ پل کے لیے ہی صیح نینا خوش ہو جائے گی۔ نینا کو اپنے ہونے کا احساس ہو جائے گا۔۔ وہ صرف اسے خوش دیکھنا چاہتا تھا۔ اور وہ بہت خوش تھی آج۔۔

روحان کو کہیں نہ کہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا۔ اسے نینا کو انسسٹ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اسے سوچنا چاہیے تھا کہ نینا اب اس کی بہن ہی نہیں کسی کی بیوی بھی ہے۔ مگر اس سب کا مقصد صرف اور صرف نینا کی خوشی تھا۔ اور نینا کو خوش دیکھنے کے لیے روحان اپنی جان کی بازی بھی لگا سکتا تھا۔ وہ بے حد محبت کرتا تھا نینا سے۔۔ مگر آج جو کچھ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔۔ جو بھی ہو ارمان خانزادہ کو اس طرح نینا سے بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔

روحان نے غصے سے سٹیرنگ پر زوردار مکا مارا تھا۔

ارمان خان غصے سے گاڑی سے اترتا زور سے گاڑی کا دروازہ مارا تھا۔ نینا لرز کر رہ گئی تھی۔

ارمان خان غصے سے اندر بڑھ گیا۔

نینا نے گہرا سانس لیتی خاموشی سے آہستگی سے اندر داخل ہوئی تھی۔

ارمان خان نے لاونج میں آتے ہی اپنا کوٹ اٹھا کر حصے سے زمین پر پھینکا تھا اور ٹیبل پر پڑا قیمتی واز اُٹھا کر زمین پر پھینک دیا۔

نینا جو اندر داخل ہوئی تھی ارمان کے واز پھینکنے پر اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔

ارمان خانزادہ غصے سے نینا کی طرف بڑھا اس کی کلائی کو سختی سے دبوچا کیوں کیا ایسا تم نے ہاں؟ کیوں کیا تم نے؟ کیسے کر سکتی ہو تم؟ ارمان خان حلق کے بل چلایا تھا۔

مسٹر خان پہلے آپ ریلیکس ہوں پلیز مجھ پر یوں مت چلائیں نینا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔

رونا مت۔ نینا رونا مت۔ آج تم مجھے زہر لگ رہی ہو۔ جی در رہا ہے تمھارا خوبصورت چہرہ بگاڑ دوں تمھیں جان سے مار ڈالوں۔ ارمان خان نے نینا کا منہ دبوچا تھا۔

مار ڈالیں مجھے آپ ایک بار ہی بار مار ڈالیں مجھے۔

نینا ارمان خان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے چلائی تھی۔

کیا کیا ہے ایسا میں نے کیا میں اپنی مرضی کا لباس نہیں پہن سکتی؟ ایسا کیا گناہ کر ڈالا میں نے؟

نینا چلاتے ہوئے بولی۔

کیا کیا ہے تم نے نینا؟ یہ تم مجھ سے پوچھ رہی ہو۔ اس حلیے میں دیکھو اپنی طرف تم اس حلیے میں تم یونیورسٹی میں کھڑی تم ایک مرد سے ہاتھ ملا رہی تھی۔

سوچو کیا گزری ہو گی مجھ پر اور کیا گزر رہی ہے مجھے پر۔ ارمان اپنے بال دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچے چلایا تھا۔

مسٹر خان سمجھنے کی کوشش کریں۔ میں وہ نہیں ہوں جو آپ مجھے بنانا چاہتے ہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے تھے میں آپ کے خاندان کی عورتوں کی طرح نہیں ہوں تو کیوں کی مجھ سے شادی۔ نینا نے روتے ہوئے کہا۔

کتنا بدلہ ہے مین نے آپ کی خاطر خود کو۔ کبھی آپ کی محبت میں کبھی آپ کے ڈر سے کبھی یہ سوچ کر خود کو تسلی دے کر آپ میرے شوہر ہیں۔۔ مگر ہر بار مجھ سے ایسا کچھ ہو جاتا ہے میں آپ کے اشتعال کا باعث بنتی ہوں۔۔ اور آپ اپنا آپ کھوتے ہوئے مجھ پر چلاتے ہیں۔ چیختے ہیں۔۔ نینا نے روتے ہوے منہ دکھائی کالا کٹ گلے سے کھینچ کر اتارتے ہوے زمین پر پھینکا تھا۔ جو ارمان خانزادہ کے قدموں میں آ گرا۔۔

ارمان خان لاکٹ کو دیکھتے ہوے طنزیہ مسکرایا تھا۔۔

نہیں نینا۔۔۔ تم نے میری خاطر خود کو نہیں بدلہ میری محبت میں تو بالکل بھی نہیں۔۔ اگر تم خود کو بدلتی تو آج کبھی بھی یہ سب نہ کرتی۔ تمھیں میری پرواہ ہوتی، میری فیلنگز کی پرواہ ہوتی۔۔ میری عزت کی پرواہ ہوتی. بیوی ہو میری۔۔ غیرت ہو میری۔ کیسے کوئی تمھیں چھو سکتا ہے۔ میرے علاوہ کیسے تم کسی اور کا ہاتھ چھو سکتی ہو۔۔ ہاں۔۔ کیسے اپنی نمائش کر سکتی ہو۔ ارمان خانزادہ نے آگے بڑھ کر اس کا نرم ونازک ہاتھ اپنی وحشی گرفت میں لیتے ہوے اس پر اپنی گرفت سخت کی تھی۔۔

مسٹر خان درد ہو رہا ہے چھوڑیں مجھے۔ نینا سسکی۔۔

درد ہو رہا ہے تمھیں۔۔ اس درد کا کیا۔۔ اس تکلیف کا کیا نینا جو میں محسوس کر رہا ہوں۔۔۔ ارمان نے زخمی نظروں سے نینا کو دیکھتے ہوے اپنی گرفت اور سخت کی تھی۔۔ اس کا دل کر رہا تھا نینا کا ہاتھ ہی کاٹ کر پھینک دے جسے کسی اور نے چھوا تھا۔۔

۔۔ نینا سسکیاں لیتی ہوئی درد سے بلک بلک کر رو دی۔۔

اس کے آنسو دیکھ کر ارمان کی اس کے ہاتھ پر گرفت نرم پڑی تھی۔ ارمان نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ کو چھوڑا تھا اور رخ پلٹ کر اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوے اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔۔

نینا اپنا ہاتھ پکڑ کر بری طرح رو دی تھی۔۔

ٹھیک کہتے ہیں آپ۔۔۔ آپ کا مسئلہ یہ ہے کہ ناں۔۔ میں آپ کی غیرت ہوں۔۔ میری وجہ سے آپ کی نام نہاد غیرت پر ضرب آتی ہے۔ تو چھوڑ دیں مجھے۔ ہر تعلق ختم کر لیں مجھ سے, اپنا نام ختم کر دیں میرے نام کے ساتھ۔ طلاق دے دیں مجھیں۔۔۔ نینا ارمان کے سامنے آتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے اس کی شرٹ مٹھیوں میں بے دبوچے بے تحاشا روتے ہوے چلائی۔۔۔

نینا۔۔۔ ارمان کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا تھا۔ نینا ارمان خان کا ہاتھ ہوا میں معلق دیکھ کر بے یقینی سے پھٹی پھٹی آنکھوں سے ارمان کو دیکھ رہی تھی۔

ارمان خان اپنا ہاتھ پہلو میں گراتے ہوئے نینا کو غضب ناک نگاہوں سے دیکھتے ہوے گھر سے نکل گیا۔۔۔

ارمان غصے سے گھر سے نکلتے اپنے آفس آ گیا تھا۔ ارمان کی کنپٹیاں درد سے پھٹی جا رہی تھیں۔ اگر وہ گھر سے نہ آتا تو یقیناً نینا پر اس کا ہاتھ اُٹھ جاتا اور وہ ایسا نہیں چاہتا تھا۔ کیسے وہ اتنی آسانی سے ہر بار اس سے تعلق ختم کرنے کی بات کر لیتی ہے۔ اس کے لیے یہ سب آسان تھا۔۔ وہ اسے اتنی اسانی سے چھوڑ سکتی تھی۔۔ اس کا تو دل کانپ جاتا تھا ایسی بات سوچ کر بھی۔ اور وہ دھڑلے سے اس سے الگ ہونے کی بات اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہتی تھی۔

ارمان خانزادہ کے غصے کا گراف بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ شریانوں میں خون اُبل رہا تھا۔ وہ اس پر کسی کی نظر بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اسے لے کر بہت پوزیسیو تھا وہ چاہتا تھا نینا اس کی گھر کی عورتوں کی طرح اچھی طرح حجاب لے۔ مگر اس نے اسے اس سب کے لیے مجبور نہیں کیا تھا۔ وہ آج اس حلیے میں پوری اب و تاب سے اپنے جلوے بکھیرتے ہوے یونیورسٹی کے بیچ و بیچ کھڑی ایک غیر مرد سے ہاتھ ملا رہی تھی۔

ارمان خانزادہ نے غصے سے اپنا ہاتھ پوری قوت سے چیئر پر مارا تھا اور پھر زرد دار مکا شیشے کی ٹیبل پر مارا۔۔۔ اور چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے اپنے اشتعال اور غصے پر قابو پانے لگا جو کم ہونے کی بجائے بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

ارمان خانزادہ نے پوری رات آنکھوں میں کاٹی تھی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر آنکھ لگی تھی جب صفدر خان آفس کا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا تھا۔

ارمان خان کو آفس چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے سوتے دیکھ کر صفدر حیران ہوا تھا۔

بے ترتیب کل والے لباس میں کرسی پر سو رہا تھا۔

صفدر خان کے لیے یہ حیران کن بات تھی ارمان خانزادہ اپنے لباس کا ہمیشہ خیال رکھتا تھا۔ وہ کبھی بھی آفس ایسے حلیے میں نہیں آسکتا تھا اور کل کا پہنا ہوا لباس تو یہ ناممکن والی بات تھی۔

ارمان۔۔۔ صفدر نے ارمان خان کا کندھا ہلایا تو ارمان نے آنکھیں کھول کر سرخ آنکھوں سے صفدر کو دیکھا اور پھر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

خیریت تو ہے۔ تو ٹھیک تو ہے؟ ایسے یہاں سو رہا ہے۔ آج اتنی جلدی آگیا۔ آج کل تو تیرا آفس کا ٹائم دو تین بجے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ صفدر ہلکے پھلکے انداز میں بات شروع کرتے ہوئے ارمان کے سامنے والی چیر پر بیٹھا تھا۔

ہاں وہ بس رات پتہ نہیں کب آنکھ لگی مجھے پتہ ہی نہیں چلا۔ ارمان خان نے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوے اپنی سرخ نیند سے بوجھل آنکھیں بمشکل کھلی تھیں۔۔

کیا مطلب ہے؟ رات کو تُو آفس میں تھا۔ کیا ہوا؟ خیریت ہے؟ صفدر پریشان ہوا تھا۔

کچھ نہیں بس وہ نینا سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ ارمان کے بتانے پر صفدر نے قہقہہ لگایا تھا۔

یعنی کہ بھابھی نے گھر سے نکال دیا تھا۔ صفدر کے مذاق پر ارمان خان نے گھور کر دیکھا۔۔

ارے میں تو مذاق کر رہا تھا۔ تو کیوں سیریس ہو گیا ہے۔

مذاق کو چھوڑو۔ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ ارمان خان نے سنجیدگی سے کہا۔

بولو کیا کہنا ہے صفدر اپنی چیئر پر سیدھا ہوا۔ میں اور نینا حویلی جا رہے ہیں آج رات یا پھر کل صبح۔۔ مجھے اس بار کافی ٹائم لگ جائے گا حویلی میں۔۔ زرمینے کی رخصتی بھی ہے تو باسط خان بھی یہاں نہیں ہو گا۔ آفس کو دیکھ لینا۔۔۔ ارمان خان سنجیدگی سے بولا تھا۔

ارمان ایک بات پوچھوں۔ صفدر نے ارمان کے چہرے پر بے انتہا سنجیدگی دیکھ کر کہا۔

ہاں پوچھ۔۔۔ ارمان نے کچھ فائلز کھول کر دیکھتے ہوے ایک سنجیدہ نگاہ صفدر پر ڈالی۔۔

بھابھی تیرے ساتھ واپس آئے گی ناں۔ صفدر نے ارمان کے تیور دیکھ کر اپنے دل کی بات پوچھی۔

ارمان خان صفدر کی بات پر کچھ دیر خاموش ہو گیا تھا۔

نہیں نینا ہمیشہ کے لیے حویلی جا رہی ہے کبھی نہ واپس آنے کے لیے۔۔۔ارمان خان کی سرد اور اٹل آواز گونجی تھی۔

کیا کہہ رہے ہو؟ ارمان خانزادہ یہ مت کرو۔ ارتضی کا کا والا قدم مت اٹھاؤ۔ صفدر نے ارمان کو سمجھانے کی کوشش کی۔

مجھے بھی کبھی کبھی لگتا تھا بابا جان نے شائد غلط کیا ہے۔۔ مگر آج مجھے لگتا ہے انہوں نے بالکل ٹھیک کیا تھا چھوٹی امی کے ساتھ۔۔۔ان کا فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔ ارمان خان تلخی سے بولا تھا۔

ارمان خان تو یہ کیسے کہہ سکتا ہے؟ وہ صیح تھا۔ تُو غلط اقدام کو صحیح کیسے کہہ سکتا ہے۔ بالکل صحیح اقدام تھا بابا جان کا۔ عورت گھر کی چار دیواری میں ہی اچھی لگتی ہے۔ عورت کو آزادی نہیں دینی چاہیے۔

کیا غلط کیا وہ چاہتے تھے چھوٹی امی جاب نہ کریں۔ اینکر کی جاب تھی ان کی اور وہ اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھیں تو بابا نے صحیح کیا۔ اور تم نے دیکھا ہے بابا کی سختی کرنے پر انہوں نے اپنے آپ کو ویسا ہی بنا لیا جیسا وہ چاہتے تھے۔ ارمان نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔

لیکن ارمان آنٹی اور بھابھی میں بہت فرق ہے۔ یہ بات تو بھی جانتا ہے وہ انٹی تھیں جنھوں نے سب برداشت کر لیا اور یہ ارمان خانزادہ کی بیوی ہے مسز خانزادہ۔ نہ ارمان خانزادہ

ارتضی خان جیسا ہے۔ اور نہ نینا بھابھی آنٹی جیسی ہیں۔۔ مجھ سے بہتر تو جانتا ہے بھابھی کو بیوی ہیں وہ تیری۔۔

تو بھابھی کو قید کر کے رکھ لے گا مگر صرف جسم کی حد تک، روح اور دل سے بھی وہ کبھی تیری نہیں ہو پائیں گی۔ کبھی حویلی کی روایات کو نہیں اپنائیں گیں۔ کبھی حویلی کے لوگوں کو وہاں رہنے والے مکینوں کو اپنا نہیں مانیں گیں۔ یہاں تک کے وہ تجھ سے بھی بدگمان ہو جائیں گیں۔۔

صفدر نے ارمان خانزادہ کو سمجھانے کی کوشش کی۔

کوئی بات نہیں۔۔۔ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں مگر کسی بھی حال میں نینا سے دستبرداری حاصل نہیں کر سکتا۔ نینا صرف میری ہے صرف میری۔۔۔ وہ سر سے پاؤں تک صرف ارمان خانزادہ کی ہے۔ ارمان خانزادہ غصے سے کہتے ہوئے آفس سے باہر نکل گیا تھا۔

ارمان خانزادہ کل رات سے گھر واپس نہیں آیا تھا اس وقت رات کے بارہ بج رہے تھے اور ابھی تک ارمان کانزادہ کا کچھ پتہ نہ تھا۔

نینا کا صبر کا پیمانہ لبریز ہوا۔ نینا نے غصے سے ارمان کا نمبر ڈائل کیا جو کہ اَن ریچیبل جا رہا تھا۔۔ نینا لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ کر کافی دیر تک روتی رہی تھی۔ کچھ دنوں سے کتنا پیار کر رہا

تھا ارمان خان اور اب کیسے اس پر چلا رہا تھا اور اسے تھپڑ مارنے کے لیے اس نے ہاتھ بھی اٹھایا تھا۔ اگر وہ مارنے کے لیے ہاتھ اُٹھا سکتا ہے تو یقیناً اسے مار بھی سکتا تھا۔ نینا جیسے جیسے سوچ رہی تھی اُس کے آنسوؤں میں روانی آ رہی تھی۔ وہ روتے روتے کب باہر لاؤنج میں صوفے پر ہی سو گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔

صبح نو بجے کے قریب آنکھ کھلی تو نینا کا یونیورسٹی جانے کا من ہی نہیں ہوا تھا۔

وہ شاور لے کر سمپل سا شارٹ شرٹ اور ٹراوزر پہن کر باہر آئی تھی۔

بی بی جی ناشتہ بنا دوں آپ کا؟ گل بانو نینا کو دیکھتے اس کے پاس آئی تھی۔

مسٹر خان آ گئے ہیں کیا؟ نینا ارمان خان کے کمرے کی طرف نگاہ کرتی ہوئی بولی۔

نہیں وہ تو نہیں آئے ابھی میں نے ان کے کمرے کی صفائی کی ہے۔

رہنے دو ناشتہ بس ایک کپ بلیک کافی لے آؤ میرے لیے۔ نینا بے دلی سے بولی تھی۔

نینا باہر لان میں اداس سی شال اوڑھے کین کی چیئر پر بیٹھی تھی۔ جب روحان اندر داخل ہوا تھا۔

نینا روحان کو دیکھ کر بے تحاشا خوش ہوئی تھی۔ وہ جلدی سے اُٹھ کر روحان کے گلے لگی تھی اور پھر اس کے سینے سے لپٹے رونے لگی۔

نینا کیا ہوا ہے تم رو کیوں رہی ہو؟ ارمان خانزادہ نے تمھیں کچھ کہا ہے؟ اس نے ہاتھ اُٹھایا ہے تم پر؟ روحان نے ماتھے پر گہرے بل ڈال کر پوچھا تھا۔

نینا بنا کوئی جواب دیے اس کے سینے کے ساتھ لگی آنسو بہاتی رہی۔

کیا ہوا ہے بتاؤ مجھے تمھیں ارمان خانزادہ نے کچھ کہا ہے نینا؟ روحان نے نینا کو خود سے الگ کرتے ہوئے سرد آواز میں پوچھا تھا۔

نہیں مجھے مسٹر خان نے کچھ نہیں کہا۔ میرا دل بہت اُداس ہو رہا تھا روحان۔۔۔ مجھے ماما پاپا تم سب بہت یاد آتے ہو۔ نینا اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے دکھ سے مسکرائی تھی۔

تم سچ بول رہی ہو نینا؟ ارمان خانزادہ نے واقعی میں تمھیں کچھ نہیں کہا ناں؟ تم مجھ سے کچھ چھپا تو نہیں رہی۔ ارمان نینا کو یوں روتے دیکھ کر مطمئین نہیں ہو پا رہا تھا۔

کچھ نہیں کہا مسٹر خان نے۔ تم فضول میں ایک ہی بات پوچھے جا رہے ہو۔ اندر چلو گے یا پھر یہیں سے باہر جاؤ گے۔ نینا اپنی عادت کے مطابق چڑتے ہوئے بولی تھی۔

اندر بھی چلوں گا اور چائے بھی پیوں گا۔ روحان مسکراتے ہوئے بولا۔

چلو پھر۔۔۔ نینا مسکرائی تھی۔

روحان چائے کا کپ ہاتھ میں لے کر کب سے اس پر نظریں جمائے اس کے کناروں پر انگلیاں پھیر رہا تھا۔

وہ دونوں اس وقت ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے جو کہ بہت کشادہ، پر تعش اور بہت خوبصورت تھا۔ جدید مہنگے خوبصورت گولڈن کلر کے بڑی بڑی کھڑکیوں پر مہنگے پردے لگے ہوئے تھے۔ نرم و گداز صوفے جو بہت جدید اور سٹائلش تھے ڈرائینگ روم کی خوبصورتی میں

آضافہ کر رہے تھے۔ سینٹر میں بہت بڑی ٹیبل رکھی تھی جس پر خوبصورت قیمتی واز اور مجسمے رکھے گئے تھے۔۔۔ڈرایینگ روم کا ڈو بہت بڑا تھا جو کہ چار حصوں پر مشتمل فل گلاس میں تھا جس پر خوبصورت کٹ ورک کا کام تھا۔

روحان یہ چائے پینے کے لیے ہے۔ نینا نے روحان کی توجہ چائے کی طرف کروائی جو کب سے اُسے ہاتھ میں لیے گھورے جا رہا تھا۔

نینا مجھے تم سے ایک بات پوچھنی ہے اور آج تم مجھے سچ بتاؤ گی کچھ بھی مجھ سے نہیں چھپاؤ گی۔ روحان نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

پوچھو کیا بات ہے۔ نینا پوری طرح روحان کی طرف متوجہ ہوئی۔

تم نے ارمان خانزادہ سے نکاح کیوں کیا تھا؟ ایسی کیا بات ہوئی تھی جو تمھیں ہم سب سے چھپ کر نکاح کرنا پڑا؟

روحان کی بات پر نینا نے اپنے لب بھینچے تھے۔

یہ بات تم نے مجھ سے اُس دن کیوں نہیں پوچھی۔ جس دن مسٹر خان نے گھر آ کر بتایا تھا کہ ہم دونوں نے نکاح کیا ہے۔ اس دن پوچھتے تو تمھاری بات مجھے سمجھ بھی آتی۔ اب کیا تم ہر دوسرے دن یہ بات مجھ سے پوچھنے بیٹھ جاتے ہو۔۔ نینا کو بے اختیار روحان پر غصہ آیا تھا۔ جو ہر دوسرے دن ایک ہی بات اس سے پوچھنے لگ جاتا تھا۔۔

مجھے جاننا ہے نینا آج تم جتنا مرضی چلاؤ غصہ کرو میں تم سے آج اس بات کا جواب لیے بغیر نہیں جاؤں گا۔ روحان نے اطمینان سے صوفے پر ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی۔۔

روحان مجھے تم پہلے ایک بات کا جواب دو۔۔ تم نے اس دن اپنا کنسرن میرے لیے کیوں نہیں دکھایا جو آج دکھا رہے ہو۔ اس دن تم نے میرے آنسوؤں کی وجہ کیوں نہیں پوچھی؟ کیوں نہیں پوچھا تم نے کہ نینا اگر یہ نکاح تم نے اپنی مرضی سے کیا ہے تو تم اس طرح رو کیوں رہی ہو۔

نینا تم یہ رخصتی کیوں نہیں چاہتی ہو؟ نینا تم چلا کیوں رہی ہو؟ نینا تمھارے چہرے پر خوشی کیوں نظر نہیں آ رہی؟ کیوں نہیں پوچھا تم نے روحان؟ تم نے اور پاپا نے تو اس دن مجھے سزا سنائی تھی۔ اب کیوں پوچھ رہے ہو جب اس سب کا فائدہ ہی نہیں؟ اُس دن تم لوگوں نے مجھے ارمان خانزادہ کے ساتھ راتوں رات رخصت کر دیا بنا کوئی چھان بین کیے۔ بنا سوچے سمجھے مجھے رخصت کر دیا۔ ایک دفعہ بھی نہیں سوچا یہ انسان کوئی فراڈ ہوا تو۔۔ مجھے کہیں اور لے کر چلا گیا تو۔۔۔ نینا سپاٹ چہرے کے ساتھ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

نینا تم صرف ہمیں بلیم نہیں کر سکتی۔۔ تم نے سوچا پاپا پر کیا گزری ہو گی؟ مجھ پر کیا گزری ہو گی؟ ہمارے لیے بھی یہ فیصلہ کرنا کوئی آسان نہیں تھا۔ ہر اس باپ کے لیے یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں ہوتا جس کی بیٹی اپنے باپ کی رضامندی کے بغیر نکاح کر کے گھر آ جائے۔ کیسا محسوس ہوتا ہو گا اباپ کو جو بیٹی پر اعتبار کر کے اسے گھر سے باہر بھیجتا ہے اور بیٹی اپنے باپ

سے وہ حق چھین لے جسے وہ حق اس کے رب نے دیا ہے اس کی بیٹی کے ولی کے طور پر۔ صرف ایک انسان کی محبت کی وجہ سے وہ اپنے باپ کی عزت کو روند ڈالتی ہے۔ جسے اس کی زندگی میں آئے ہوے چار دن نہیں ہوے ہوتے۔۔۔ روحان نے نینا کو تلخی سے آئینہ دکھایا تھا۔

میں مانتی ہوں روحان مجھ سے غلطی ہوئی۔ مگر ماں باپ بھائی کا کام ہے اس غلطی کو سدھارنا۔ نا کہ اپنی بہن بیٹی کو اس ظالم دنیا کے حوالے کر دینا۔ ہمیشہ تم نے مجھ سے یہی کہا کہ تم چھوٹی ہو، نینا تمھیں کسی بات کی سمجھ نہیں، تو تب کیوں نہیں سوچا کہ یہ وہی نینا ہے جسے کسی بات کی سمجھ نہیں ہے تو اگر یہ چھوٹی ہے تو ہم تو سمجھدار ہیں ناں۔ لیکن نہیں تم نے اور پاپا نے مجھے مسٹر خان کے حوالے رات کے اندھیرے میں کر دیا اور تم نے پھر ایک ہفتہ پتہ بھی نہیں کیا کہ میں زندہ بھی ہوں یا مر گئی۔

نینا انتہائی کرب سے آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔

نینا تم جتنی بھی ناسمجھ ہو تم نکاح جیسا فیصلہ کیسے کر سکتی ہو۔ اور حیرت ہے تم جیسی کانفیڈنٹ لڑکی جو کچھ بننا چاہتی تھی جو ہر کلاس میں ٹاپر رہی ہے۔ جس کا خواب بیریسٹر بننا تھا۔ وہ چھپ چھپا کر نکاح کر کے آگئی۔ پھر بھی اگر تمھیں ارمان خانزادہ سے محبت ہو گئی تھی تو مجھے بتاتی میں خود تمھارا نکاح کرتا۔ روحان نینا کی باتوں پر غصے میں آتا ہوا چلایا تھا۔

نہیں ہوئی تھی مجھے کوئی بھی محبت، دھوکے سے نکاح کیا تھا اُس نے۔ نینا چلاتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔ کیا؟ روحان شاکڈ ہوا تھا یہ سُن کر۔

نینا نے روحان کو فراز چوہدری کے بارے میں سب کچھ بتایا تھا۔ کس طرح ارمان خانزادہ نے اسے اس نام پر ٹریپ کر کے اس سے ایگریمنٹ کے طور پر نکاح کیا اور پھر اس پر اپنا حق جتایا سب کچھ بتایا۔

روحان بے یقینی سے سب سن رہا تھا اور روحان کے دل میں غم و غصے کے اشتعال اٹھ رہے تھے۔ روحان نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

ارمان خانزادہ کل رات سے گھر نہیں آیا تھا اور اس وقت بھی رات کے بارہ بج رہے تھے اور ابھی تک ارمان خانزادہ کا کچھ اتہ پتہ نہیں تھا۔ نینا کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ آج سارا دن نینا نے جھنجھلاتے ہوے گزارا تھا۔۔ اسے بلکل آچھا نہیں لگا تھا ارمان کا رات باہر رہنا۔۔ نینا نے غصے سے ارمان کا نمبر ڈائل کیا جو کہ اَن ریچیبل جا رہا تھا۔ نینا غصے سے موبائل ہاتھ میں پکڑے چکر لگانے لگی۔ مجھ پر صرف اس لیے اتنا غصہ کیا کہ میں نے دوپٹے کے بغیر ڈریس کیوں پہنا تھا اور کسی غیر مرد سے ہاتھ کیوں ملایا اور خود کل رات سے باہر ہیں۔ اس

طرح میں انھیں بغیر بتائے گھر سے باہر رہوں تو یقیناً مجھے شوٹ کر دیں۔ نینا غصے سے چکر لگاتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

وہ تو شکر ہے مسٹر خانزادہ کو میرے فیسٹیول میں پرفارم کرنے کے بارے میں نہیں پتہ چلا۔ ورنہ پتہ نہیں پھر کیا کرتے مجھے تو وہ آگ ہی لگا دیتے۔ نینا روہانسی ہوئی تھی۔ اور پھر سے غصے سے ارمان خان کا نمبر ملایا تھا جو کہ آف تھا۔ نینا سچ میں پریشان ہوئی تھی کہ وہ کہاں ہے۔ کہیں اس عیشل کے ساتھ تو نہیں۔ یہ سوچ آتے ہی نینا کا دل ڈوب کر ابھرا تھا۔

نینا صوفے پر بیٹھی بے چینی سے اپنی ایک ٹانگ ہلاتے ہوئے ارمان حان کا انتظار کر رہی تھی۔۔ کبھی موبائل سے ارمان خان کا نمبر ڈائل کرتی کبھی اپنے ناخن چبانے لگتی۔

ارمان خانزادہ کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا تو نینا الرٹ ہو کر بیٹھی تھی۔ جلدی سے ریموٹ اٹھا کر ٹی وی آن کیا تھا۔ مقصد ارمان خانزادہ کو جتانا تھا کہ وہ اس کا انتظار نہیں کر رہی اور نہ ہی اُسے اس کی پرواہ ہے۔

ارمان خانزادہ جب اندر داخل ہوا تو نینا لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ ارمان خانزادہ بنا نینا پر ایک بھی نظر ڈالے اندر چلا گیا تھا۔

نینا نے ارمان خانزادہ کی پشت کو گھورا تھا اور پھر جھنجھلاتے ہوئے ریموٹ صوفے پر پھینکا تھا۔ اور غصے سے ارمان کے پیچھے کمرے میں گئی تھی۔

ارمان خانزادہ کمرے میں داخل ہی ہوا تھا کہ نینا دھاڑ کر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔ نینا اس وقت بلو سلک کی لانگ گاؤن نائٹی ملبوس تھی بالوں کا رف سا جوڑا بنا رکھا تھا اور چہرے پر بے انتہا غصہ آنکھوں میں شرارے لیے اس کے سامنے تھی۔۔

ارمان خانزادہ نے ایک نظر نینا پر ڈالتے ہوے سپاٹ انداز میں اپنا کوٹ اتار کر صوفے پر پھینکا۔۔

کہاں تھے آپ کل رات سے ؟ نینا نے ارمان کو دیکھتے ہوئے اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے بظاہر اطمینان سے پوچھا تھا ورنہ دل تو کر رہا تھا ارمان کا سنجیدہ سپاٹ چہرہ اپنے نیلز سے نوچ لے۔ جو فضول میں ہی اُسے ایٹیٹیوڈ دکھا رہا تھا۔ کل ساری رات باہر تھا اور آج بھی اتنی لیٹ آیا ہے۔۔ اور ایٹیٹیوڈ اسے دکھا رہا ہے۔

کیوں تم نے کیا کرنا ہے جان کر؟ تمھیں میری کیا پرواہ؟

ارمان خان طنزیہ کہتے ہوئے صوفے پر بیٹھ کر اپنے شوز اتارنے لگا۔

ٹھیک ہے بالکل ایسی ہی بات ہے۔ مجھے آپ کی کوئی پرواہ نہیں۔ مجھے تو بس یہ جاننا ہے مسٹر خانزادہ کل رات کہاں تھے ؟ جو میرے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتے۔ پچھلے چند دنوں سے مجھے دن رات احساس دلایا ہے کہ وہ میرے بغیر ایک پل نہیں رہ سکتے۔۔۔ میرے بغیر ان کی صبح ان کی رات نہیں ہوتی۔۔ مجھ سے ایک پل بھی دور رہنا پڑے تو ان کی سانسیں رکنے لگتی

ہیں۔۔جو مجھے ساری رات جب تک جگا نہ لے ان کا دن نہیں چڑھتا۔ایسے میں وہ انسان کل رات اور آج کا سارا دن کہاں تھا۔۔نینا ایک ایک لفظ چبا کر منہ بنا کر بولی تھی۔

ارمان کے لبوں پر اس کے ایکسپریشن دیکھ کر مسکراہٹ دوڑی تھی جسے وہ چھپا گیا تھا۔وہ اتنی کیوٹ لگ رہی تھی ایسے بولتے ہوے اسے خود ہی اندازہ نہیں تھا۔ارمان چہرے پر مسکراہٹ آنے کی ایک وجہ اس کی محبت بھی تھی۔یعنی کہ اتنا ناراض ہونے کے باوجود وہ اس کا انتظار کرتی رہی ہے۔اور اس کے لیے بے چین رہی ہے۔یعنی اس کی بیوی اس سے محبت کرتی ہے۔جو اسے کل کے بعد لگ رہا تھا وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔اس کی پرواہ نہیں کرتی۔

ارمان صوفے سے اٹھتا نینا کے مقابل آیا تھا۔

شک کر رہی ہو مجھ پر؟ارمان نینا کے حسین سراپے پر گہری نظریں جمائے بولا۔

کیوں یہ صرف آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے؟نینا طنزیہ بولی تھی۔

بکواس مت کرو نینا۔۔۔میں نے کبھی تم پر شک نہیں کیا۔۔ارمان کو نینا کی بات آچھی نہیں لگی تھی۔وہ خود سے بھی زیادہ نینا پر اعتبار کرتا تھا۔چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ جانتا تھا۔۔نینا کا کردار بہت صاف ہے بلکل اس کے شفاف دل کی طرح۔۔

مگر اعتبار بھی کبھی نہیں کیا۔نینا روہانسی ہوئی تھی۔

اگر میں تم پر اعتبار نہ کرتا یا پھر ذرا سا بھی مجھے تم پر شک ہوتا۔ تو تم زندہ نہ ہوتی۔ میرے نزدیک دغا کرنے کی یہی سزا ہے۔

عشق کرتا ہوں۔ محبت کرتا ہوں تم سے۔۔ اور وہ محبت ہی کیا۔ جس میں اعتبار نہ ہو۔ ارمان خانزادہ نینا کو کمر سے تھامے خود کے بے حد قریب کرتا اس کے چہرے پر گرم سانسیں چھوڑ تا ہوا بولا۔

تو پھر کل مجھ پر اتنا غصہ کیوں کیا؟ کیوں مجھ پر اتنا چِلائے؟ نینا نے آنکھوں میں آنسوں بھر کر شکوہ کیا تھا۔

کل کے بارے میں بات نہ ہی کرو تو بہتر ہو گا۔

ارمان کے چہرے پر یکدم غصے کی سرخی چھائی تھی اور نینا کو اپنے حصار سے آزاد کیا۔۔۔۔

پیکنگ کر لو اپنی ہم کل صبح حویلی جا رہے ہیں۔ ارمان نے اپنے شرٹ کے بٹن کھولتے ہوے نینا سے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

مجھے نہیں جانا کہیں بھی۔۔ اور آپ کے ساتھ تو بلکل بھی نہیں۔ نینا ارمان کا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر غصے سے بولی تھی۔ اسے ارمان کا سخت لہجہ اور ذرا سی بھی خود سے لاپرواہی اب برداشت نہیں ہوتی تھی۔۔ جب سے وہ اس کی زندگی میں آیا تھا۔ وہ اسے ہر پل اپنی شدید محبت کے بارے میں اگاہ کرتا رہا تھا۔ اسے بتاتا رہا تھا وہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کی قربت اس

کے لیے سب کچھ ہے۔ وہ اس کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے۔ اور ان چند دنوں میں تو اس نے پاگلوں کی طرح اس سے محبت کی تھی۔ ہر پل اسے اپنے قریب رکھتا تھا۔ اپنی شدتیں اپنی بے پناہ محبت اس پر نچھاور کی تھی۔۔ نینا کے نزدیک ارمان کی محبت پر اس پر صرف اس کا حق تھا۔ وہ صرف اس کا تھا۔ اس سے واقعی میں ارمان کی ذراسی بے اعتنائی برداشت نہیں ہوتی تھی۔

میں نے پوچھا نہیں ہے۔ تمھیں بتایا ہے۔ ارمان کا لہجہ سخت ہوا تھا۔

میں نے بھی بتایا نہیں ہے۔ اپنا فیصلہ سنایا ہے۔ نینا نے بھی غصے سے جواب دیا۔

نینا ہر بات میں بحث کرنا ضروری ہوتا ہے۔ ارمان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

کہاں تھے آپ پہلے مجھے کل رات کا حساب دیں۔ نینا کا دماغ ابھی تک ادھر ہی الجھا ہوا تھا کہ ارمان خانزادہ کل رات کہاں تھا۔ ارمان جو شاور لینے واش روم جا رہا تھا نینا کی بات پر مسکراتے ہوے اس کی طرف بڑھا اور گود میں اٹھائے واش روم میں داخل ہو چکا تھا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے۔۔ یہ کیا کر رہے ہیں۔ نینا ارمان کی بانہوں میں ایک دم بوکھلائی تھی۔ ارمان کے ارادے اسے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔

ارمان نے شاور آن کر کے نینا کو اس کے نیچے کھڑا کیا تھا۔

مسٹر خان یہ کیا بدتمیزی ہے۔ نینا نے جھٹپٹاتے ہوئے شاور کے نیچے سے دور ہونا چاہا۔ ارمان خان نے کلائی سے پکڑ کر پھر سے اسے شاور کے نیچے کھڑا کیا تھا۔

تمھیں تو ہی جاننا ہے۔ میں کل رات کہاں تھا کس کے ساتھ تھا۔ ارمان نے مسکراتے ہوئے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے خود کے قریب کرتے ہوئے خود بھی شاور کے نیچے آیا تھا۔

اس سے میرے جاننے کا کیا تعلق؟ نینا بھیگتے ہوئے بمشکل بولی تھی۔

ارمان نے مسکراتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے تھے اور پوری شدت نینا کے ہونٹوں پر دکھائی۔

نینا کی سانسیں جب پوری طرح مدھم پڑیں تو ارمان نے نینا کے ہونٹوں کو آزادی دی تھی۔

نینا بھیگتی ہوئی بمشکل سانس لیتی ہوئی ارمان کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔

ارمان نے مسکراتے ہوئے نینا کو آنکھ وِنک کی۔

پہلی بات تو یہ کِس میں نے تمھیں اس لیے کی ہے کہ مجھے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنا تھا اور تم اچھی طرح جانتی ہو تمھاری قربت تمھارا لمس میرے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

دوسرا آج رات تمھیں بتاؤں گا کہ کل رات میں نے تمھارے بغیر کیسے گزاری۔

ڈارلنگ آج کی رات میری شدتوں سے تم پناہ مانگو گی۔ پھر تمھیں اندازہ ہو گا تمھارا دیوانہ تمھارا عاشق تمھارا پاگل شوہر کل رات تمھارے لیے کتنا تڑپا ہے۔ تمھیں جاننا ہے میں کل رات کہاں تھا اور تمھارے بغیر کیسے رہا تو سنو میری جان۔۔ کل رات پل پل تمھارے لیے تڑپا ہوں۔

ارمان خانزادہ پل پل تڑپا ہے تمھاری قربت کے لیے۔۔ تمھاری خوبصورت مسکان کے لیے۔ تمھارے اس ڈمپل کے لیے جو میرا سکون ہے۔ ارمان نے نرمی سے اپنی انگلی نینا کے گال پر ڈمپل والی جگہ رکھی تھی۔ نینا کے چہرے پر ارمان کی حرکت پر ہلکی سی شرمیلی مسکان آئی تو وہ ڈمپل بھی دکھا تھا۔

ارمان بے تابی سے اس کے ڈمپل پر جھکتے ہوے اپنے دہکتے لب اس پر رکھے تو نینا دھڑکتے دل کے ساتھ گھبراتے ہوے جلدی سے وہاں سے جانے لگی تو ارمان نے اسے کمر سے تھام کر اپنی بانہوں کے حصار میں لیا تھا۔ ساری رات بے سکون رہا ہوں جان۔ اور اب آچھی بیویوں کی طرح اپنے شوہر کو پر سکون کرو۔ اُسے خوش کرو۔ ارمان نے نینا کو خود میں بھینچتے ہوے بھاری گھمبیر مخمور آواز میں کہا۔ اُسے خود سے الگ کرتے ہوے اس کے شرمائے گھبرائے چہرے پر گہری نظر ڈالی تھی۔۔ سمجھ آئی کیا کہہ رہا ہوں۔۔ ارمان نے نینا کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑے اوپر اٹھایا تھا۔

نینا ارمان کی باتوں پر سرخ ہوتے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔ ارمان نے مسکراتے ہوے اسے خود میں بھینچتے ہوے گہرا سکون کا سانس لیا۔ نینا واقعی میں اس کا سکون تھی۔ وہ جتنے بھی غصے میں ہوتا نینا کی قربت نینا کی مسکراہٹ اسے پل میں ٹھنڈا کر دیتی تھی۔۔ نینا کو خود سے الگ کرتے ہوے گہری نظر نینا کے سراپے پہ ڈالتے ہوے اس کے

ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے اور پھر اسے دیوار سے لگائے پورے شدت سے اس کی گردن پر جھکا اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔

نینا واش روم سے وائٹ کلر میں باتھ روب گاؤن پہن کر نکلی تھی۔۔اور ڈریسنگ کے آگے کھڑی ہو کر ڈرائیر سے اپنے بال خشک کر رہی تھی۔جب ارمان خانزادہ واش روم سے بلیک ٹراوزر پہنے بغیر شرٹ کے باہر آیا تھا۔۔اور مسکراتے ہوے نینا کو پیچھے سے اپنے حصار میں لیتے ہوے اس کے بال سائیڈ پر کرتے ہوے گردن پر اپنے لب رکھے تھے۔

مسٹر خان یہ کیا کر رہے ہیں۔آپ کا جی نہیں بھرا کیا۔نینا نے جھنجھلاتے ہوے ارمان کے بازو اپنے پیٹ سے ہٹانے چاہے تھے۔ارمان نے اپنا حصار اور مظبوط کرتے ہوے نینا کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوے اس کے خوبصورت چہرے کو ائینے میں دیکھا تھا۔

تمھیں ہی تو جاننا تھا کہ میری کل رات تمھارے بغیر کیسی گزری ارمان مدہوش ہوتے اس کا رخ پلٹے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔جب نینا نے اس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔۔

نو نو مسٹر خان۔۔آپ اندر مجھے آچھی طرح بتا چکے ہیں کہ آپ نے کل رات مجھے کتنا یاد کیا۔اب مجھے اور نہیں جاننا۔نینا گھبراتے ہوے وہاں سے جانے لگی تھی۔۔جب ارمان نے اسے کلائی سے پکڑ کر بیڈ پر دھکا دیا تھا۔اور خود بھی اس پر مکمل طور پر چھاتے ہوے اپنی

شدتیں بکھیرنے لگا۔۔ نینا نے روہانسے ہوتے ارمان خان سے دور ہونا چاہا تھا۔ مگر ارمان نے اسے ایسا نہ کرنے دیا۔

تمھیں تو ہی جاننا تھا میں کل رات کہاں تھا۔ میری رات تمھارے بغیر کیسے گزری؟ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کے اوپر جھکے نینا کے گال پر اپنے لب رکھتے ہوے شراتی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

مسٹر خان وعدہ کریں مجھ سے آپ کبھی بھی مجھ پر غصہ نہیں کریں گے، مجھ پر چلائیں گے نہیں۔ نینا نے ارمان کی شدتوں آگے ہار مانتے ہوے ارمان خان کے حصار میں پھر سے خود کو سونپتے ہوے نروٹھے لہجے میں کہا۔۔۔ اور جو تم چیختی ہو اس کا کیا؟ ارمان نے نینا کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

کچھ بھی ہو آپ مجھ پر آئندہ سے غصہ نہیں کریں گے۔ نینا نے بات ختم کی۔۔۔

اوکے میری جان اور کوئی حکم؟ ارمان نینا کے گال چومتے ہوئے بولا اور پھر مدہوش ہوتا نینا میں مکمل طور پر گم ہو چکا تھا۔

نینا نے وائٹ کیپری پر پرپل کلر کی لانگ شرٹ پہن رکھی تھی اور اس پر بڑا سا دوپٹہ اوڑھے وہ بالکل تیار تھی۔

ارمان خانزادہ نے گہری نظر نینا پر ڈالی تھی اور پھر آگے بڑھ کر اس کا دوپٹہ سر پر اوڑھایا تھا اور اپنی ڈارک براؤن مردانہ شال جو اس نے کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔ وہ نینا کو اچھی طرح اوڑھائی ارمان خانزادہ اس وقت بلیک کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس یمیشہ کی طرح شاوار قمیض میں بہت بارعب اور وجیح لگ رہا تھا۔

مسٹر خان یہ کیا؟ نینا نے حیرانگی سے ارمان کو دیکھا۔

نینا ہم حویلی جا رہے ہیں۔ وہاں دوپٹہ تمھیں سر پر رکھنا ہو گا جان۔۔ اور یہ شال تو میں نے تمھیں اس لیے اوڑھائی ہے تاکہ میری مہک ہر وقت تمھارے ساتھ رہے۔ ارمان نے پیار بھری گہری نظر نینا پر ڈالی تھی۔

لیکن مجھے تو اس میں سے کوئی مہک نہیں آ رہی۔ نینا نے مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

چلو پھر اندر بیڈ روم میں چلو تمھیں اپنی مہک سے آچھی طرح مہکاؤں۔ ارمان خانزادہ نے نینا کے گرد سے اپنی شال اتاری تو نینا ارمان کے ارادے جان کر جلدی سے مضبوطی سے ارمان کی شال اچھی طرح اپنے گرد لپیٹتے ہوے گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ ارمان خانزادہ مسکراتے ہوئے سن گلاسز لگائے نینا کے پیچھے گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔۔

ارمان خانزادہ گارڈز کی گاڑیوں کے ہمراہ حویلی روانہ ہوا تھا۔ وہ نینا کے معاملے میں کسی بھی قسم کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ اگر رئیس خانزادہ کو ذرا بھی بھنک پڑی کہ وہ حویلی آ رہا ہے تو

وہ ضرور راستے میں اس پر حملہ کروائے گا اور اسے اس بات کی ذرا سی بھی خبر ہوئی کہ ارمان خان کے ہمراہ اس کی بیوی بھی ہے تو یقیناً وہ ارمان کو پسپا کرنے کے لیے اپنے اوچھے ہتھکنڈوں کو ضرور اپنائے گا۔

اس لیے ارمان کی گاڑی کے ساتھ آگے دو گاڑیاں گارڈز کی تھیں اور پیچھے بھی دو گاڑیاں گارڈز کی تھیں۔۔

ارمان خانزادہ ڈرائیو خود کر رہا تھا۔ وہ پہلی بار نینا کے ساتھ حویلی جا رہا تھا۔ اس لیے وہ تمام راستے اپنی خوبصورت بیوی کو اپنی نگاہوں میں بسائے اُس سے پیار بھری باتیں کرتے ہوئے اپنا سفر خوشگوار بنانا چاہتا تھا۔

پورے راستے ارمان خانزادہ کی نظریں نینا پر تھیں وہ ڈرائیو کرتے ہوئے گاہے بگاہے نظر نینا پر ڈالتا تو نینا مسکرا کر رہ جاتی۔ ارمان خانزادہ بھی اس کی مسکراہٹ پر نثار ہوتا مسکرا اٹھتا تھا۔ کتنی بار راستے میں گاڑی روک کر ارمان خانزادہ نینا کے سر پر دوپٹہ اوڑھا چکا تھا۔ ارمان کی گاڑی رکتی تو گارڈز کی بھی گاڑیاں رکتیں۔ نینا ہر بار جھنجھلا جاتی۔ مسٹر خان آپ بار بار گاڑی روکتے ہیں آپ کے گارڈز کیا سوچ رہے ہوں گے ؟ نینا ارمان کے گاڑی روکنے پر جھنجھلائی تھی۔ جس نے گاڑی روک کر اس کا دوپٹہ پھر سے سر پر اوڑھایا اور اس کے ماتھے پر پیار بھرا اپنا لمس بکھیرا تھا۔

ڈارلنگ۔۔۔ارمان خانزادہ کی جان۔۔یہ تو بہانہ ہے گاڑی روکنے کا تا کہ تمھارے خوبصورت چہرے پر وقتاً فوقتاً اپنی محبت کی مہر ثبت کروں۔جانتی ہو ناں نہیں رہ سکتا تمھارے بغیر۔۔ویسے بھی ہم حویلی جارہے ہیں۔اور تمھاری پریکٹس کروارہا ہوں۔اور تم وہاں کبھی بھی بغیر دوپٹے کے نہیں رہو گی۔خان دادا کے سامنے بھی تمھیں اچھی طرح دوپٹہ لینا ہے اور اس میں میں ذرا سی بھی کوتاہی برداشت نہیں کروں گا۔ارمان کا لہجہ آخر میں سخت ہوا تھا۔

نینا نے ارمان کے سخت لہجے پر منہ بنایا تھا۔ہم واپس کب آئیں گے۔۔ نینا نے گھبراتے ہوے پوچھا تھا۔یہ سوچ کر ہی اسے گھبراہٹ ہو رہی تھی وہ کیسے ہر وقت سر پر دوپٹہ لے گی۔اس سے تو ابھی تک کندھوں پر دوپٹہ نہیں سنبھلتا تھا۔۔

ارمان نینا کی بات پر خاموش ہو گیا تھا۔

مسٹر خان میں نے کچھ پوچھا ہے؟نینا نے ارمان کو خاموش اور سپاٹ دیکھ کر پوچھا۔

تھوڑے عرصے بعد ارمان نے ڈرائیو کرتے ہوئے آہستگی سے جواب دیا۔

مسٹر خان کتنا عرصہ؟میرے فائنل ٹرمز ہیں کچھ مہینوں بعد۔نینا نے ارمان کو دیکھا جو یکدم سنجیدہ ہوا تھا۔

نینا ایک دو ماہ لگ جائیں گے۔ارمان خان نے جھنجھلاتے ہوئے جواب دیا۔

کیا ہوا؟آپ کو غصہ کیوں آیا ہے؟میں نے ایسا تو کچھ نہیں کہا۔

نینا نے ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ ارمان خانزادہ کی گاڑی کے اطراف میں شدید قسم کی فائرنگ ہونا شروع ہو چکی تھی۔ نینا نے بدحواسی کے عالم میں ارمان خان کو دیکھا۔

جس نے فوراً سے اپنی سیٹ کے نیچے سے اپنا پسٹل نکالتے ہوئے نینا کو جھکنے کو کہا۔

زرمینے سرخ دلہن کا لباس پہنے آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔

راحیلہ خانم نے یہ سوٹ آج ہی زرمینے کو دیا تھا۔ جو راحیلہ خانم۔ نے زرمینے کی رخصتی کے لیے تیار کروایا تھا۔ جو کہ ریڈ کلر کا خوبصورت سا ہیوی کام والا انگرکھا تھا۔

اس پر ہیوی کام دار دوپٹہ تھا۔

زرمینے کو یہ ڈریس بہت پسند آیا تھا۔

زرمینے کو کام والے شوخ رنگوں کے ڈریس بہت پسند تھے مگر اس کے پاس زیادہ ہیوی ڈریس نہیں تھے۔ کیونکہ شادی سے پہلے حویلی میں لڑکیوں کو زیادہ ہیوی اور شوخ لباس پہننے کی اجازت نہیں تھی۔

زرمینے کو اپنا رخصتی کا جوڑا بہت پسند آیا تھا۔ زرمینے نے کمرے میں آکر فوراً سے وہ جوڑا پہنا تھا۔ آئینے میں خوبصورت فٹنگ میں گھیر دار انگرکھا فراک زرمینے کے متناسب اور نازک سراپے پر خوب جچ رہا تھا۔

سنہری کندن جیسے بدن پر ریڈ فراک جس پر گولڈن دبکے کا کام تھا۔ زرمینے پر بہت اٹھ رہا تھا۔ اور اس کی سنہری رنگت اور دھمک رہی تھی۔

زرمینے نے دوپٹہ اٹھا کر سر پر اوڑھا تو اس کے چہرے پر خوبصورت قوسِ قزاع کے رنگ پھیلے تھے جسے شرم وحیا کی مسکان نے اور خوبصورت بنا دیا تھا۔ زرمینے نے دوپٹہ سر پر اوڑھ کر سارا پیچھے کی طرف کیا تھا۔ اور اپنا فراک ذرا سا دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر کھل کھلاتے ہوئے آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے گھومی تھی۔

باسط خان اسی وقت کمرے میں داخل ہوا تھا۔ زرمینے کو ریڈ فراک میں دوپٹہ سر پر اوڑھے یوں کھل کھلاتے ہوئے گھومتا دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا تھا۔

ریڈ فراک اس کی خوبصورتی میں بے پناہ اضافہ کیے ہوئے تھا۔ وہ خوبصورت کم سن دوشیزہ لگ رہی تھی جیسے کسی پرستان کی ملکہ ہو۔

باسط خان رک کر ہونٹوں پر اپنے ایک ہاتھ کی دو انگلیاں جمائے گہری نظروں سے زرمینے کو دیکھ رہا تھا۔

جو آئینے میں خود کو دیکھتے ہوئے گول گول گھوم رہی تھی۔ کبھی رک کر خود کو دیکھتی کبھی اپنا دوپٹہ جو سر پر جما کر پورا پیچھے کی طرف کیا ہوا تھا اسے ٹھیک کر کے خود کو دیکھتی اور مسکراتی۔ کبھی کمر سے فراک کو پکڑ کر اس کی فٹنگ کو دیکھتی اور پھر شرما کر مسکرا جاتی۔

باسط خان کے لیے زرمینے کا یہ روپ نیا تھا۔

زرمینے تو کافی شوخ اور چنچل تھی۔ ہنستے مسکرانے والی مگر حویلی کے ماحول کی وجہ سے اس نے خود پر سنجیدگی کا لبادہ اوڑھ رکھا تھا۔ کچھ باسط خان کے رویے نے اس کے چہرے سے مسکراہٹ چھین لی تھی۔

زرمینے نے ایک بار پھر سے اپنے فراک کو اوپر اٹھا کر گول گھومتے ہوے چکر لگایا اور مڑنے پر اپنے سامنے باسط کو دیکھ کر زرمینے کا رنگ شرم اور خفت سے سرخ پڑا تھا۔ زرمینے کا دوپٹہ سر سے نیچے گر چکا تھا۔

زرمینے اپنی آنکھیں بڑی کیے خوف سے باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔

زرمینے کا سانس اٹکا تھا باسط خان کو اپنے سامنے دیکھ کر۔۔ یقیناً باسط خان اُسے اس بات پر بہت بُری سزا دے گا کہ وہ اس طرح گھومتی ہوئی ڈانس کر رہی تھی۔ اور اتنا ہیوی ڈریس جو کہ خاص رخصتی والے دن کا تھا وہ کیسے زیب تن کر لیا تھا۔

باسط خان زرمینے کی حالت دیکھ کر اپنی مسکراہٹ چھپاتا زرمینے کی طرف بڑھا۔

زرمینے باسط خان کو خود کی طرف بڑھتا دیکھ کر اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگی۔

باسط خان اہستگی سے اپنے قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھ رہا تھا اور زرمینے کانپتے، لرزتے بدن کے ساتھ اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھا رہی تھی۔

باسط خان کی مسکراہٹ گہری ہوتی جا رہی تھی۔ زرمینے پیچھے کو ہوتی دیوار کے ساتھ جا لگی تو باسط خان اس کے اطراف اپنے ہاتھ جماتا اس پر جھکا تھا۔

یہ کیا خانم؟ یہ کیا کر رہی تھی تم؟ باسط خان سرد بارعب آواز میں بولا تو زرمینے کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔

بب بب باسط سائیں مم میں کچھ بھی نہیں کر رہی تھی۔ میں نہیں گھوم رہی تھی۔ آپ آپ مم میرا یقین کریں۔ مم میں نہیں تھی۔ زرمینے نے باسط خان کے خوف سے لرزتے لبوں سے معصومیت سے کہا تو باسط خان کا اس کی بات پر قہقہہ لگانے کو دل چاہا تھا جسے اس نے بڑی مشکل سے روکا تھا۔

کیا مطلب خانم۔۔۔ اگر تم نہیں کر رہی تھی تو تمھارا بھوت تھا کیا؟ باسط خان نے لب دانتوں میں دبائے شراتی لہجے میں کہا۔ زرمینے نے جلدی سے اثبات میں گردن ہلائی تھی۔

ہاں ہاں مم میرا بھوت تھا۔ میں نے یہ نہیں کیا۔ زرمینے ہکلاتے ہوئے بولی تو باسط خان کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔

مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ تمھارا بھوت بھی تمھاری طرح ہی بہت خوبصورت ہے۔ باسط خان نے نرمی سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے آنسو چنے۔

زرمینے ابھی بھی خوف سے باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔ حویلی کا ماحول بہت سخت تھا۔ انھیں اپنی سہلیوں کی شادی پر لڑکیوں کے درمیان بھی ڈانس کرنے کی آجازت نہیں تھی۔ پہلے تو کہیں جانے ہی نہیں دیا جاتا تھا۔ زرمینے نے کچھ سال پہلے اپنی سہیلی کی شادی پر ایسے ہی تھوڑا سا گھومتے ہوے ڈانس کیا تھا۔ تو ارتضی خان کو پتہ چلنے پر انہوں نے زرمینے کو زوردار تھپڑ مارا تھا اور سزا کے طور پر آئندہ سے اس کا کسی بھی سہیلی کی شادی میں شرکت کرنے سے منع کر دیا تھا۔ یقیناً باسط خان بھی آج اُسے بہت بری سزا دے گا۔

خانم یہ بھی تم ہو یا تمھارا بھوت ہے۔ باسط خان نے زرمینے کے ہونٹوں پر انگوٹھا پھیرا تھا۔

زرمینے نے سرخ ہوتے نظریں جھکائی تھیں۔

باسط خان مدہوش ہوتا زرمینے کے ہونٹوں پر جھکا اس کی جان نکال چکا تھا۔

باسط خان نے اپنی شدت اس کے ہونٹوں پر دکھاتے ہوئے اسے چھوڑا اور پھر اسے اپنی گود میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا اور اسے پیار سے بیڈ پر لٹاتے ہوے اس پر گہری گھٹا بن کر چھایا۔

خانم یہ ڈریس مورے نے دیا ہے تمھیں؟ باسط خان نے مدہوش ہوئے زرمینے کی کمر پر ہاتھ پھرتے ہوئے اس کی فراک کی ڈوری کھینچی تھی۔

ہاں زرمینے نے آنکھیں بند کیے جواب دیا۔ خانم بہت خوبصورت لگ رہی ہو اس ڈریس میں۔ لیکن اب تم رخصتی والے دن یہ نہیں پہنو گی۔ کیونکہ اس ڈریس میں تو آج رات ہی میں تمھارے ساتھ اپنی ویڈنگ نائٹ منانے ولا ہوں۔

رخصتی کا لباس میں تمھارے لیے لاؤں گا۔ جو تمھارے قابل ہو اتنا ہی خوبصورت ہو۔ جتنی تم خوبصورت ہو مگر مجھے یقین ہے تمھاری خوبصورتی کے شایانِ شان کوئی ڈریس بنا ہی نہیں۔

باسط خان مدہوش ہوتا زرمینے پر جھکا اپنی من مانیاں کرتے ہوئے اپنی شدتیں دکھانے لگا۔

اس وقت ان کی گاڑی اونچے سرسبز پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی سڑکوں پر رواں تھی۔ آس پاس گھنے درخت، سڑک کے ایک طرف پہاڑ اور دوسری طرف گہری کھائیاں تھیں۔

ارمان خان کا چہرہ غصے کی زیادتی کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ رئیس خانزادہ نے بہت دفعہ اس پر حملہ کروایا تھا۔ مگر آج اسے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا۔ یقیناً رئیس خانزادہ جانتا ہے کہ نینا اس کے ساتھ ہے۔ ارمان خانزادہ نے گاڑی کی سپیڈ بڑھائی تھی۔ ارمان کی گارڈز کی گاڑیاں فائرنگ کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھیں۔

رئیس خانزادہ کے آدمی بھی گاڑیوں پر اُن کا پیچھا کرتے ہوے فائرنگ کر رہے تھے۔

نینا حواس باختہ ہو کر ارمان کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے چہرے پر بے حد خوف چھا رہا تھا۔

دونوں طرف سے شدید فائرنگ ہو رہی تھی۔

ارمان خان نے گاڑی کی سپیڈ اور تیز کرتے ہوئے ایک نظر نینا کو دیکھا جس کا رنگ خوف سے لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا۔

ارمان خان کے غیض و غضب میں اور اضافہ ہو چکا تھا۔

رئیس خانزادہ میں تمھیں چھوڑوں گا نہیں۔

تم نے آج اچھا نہیں کیا۔۔ ارمان خان نے غصے سے سوچتے ہوئے اپنی گاڑی کی سپیڈ اور بڑھائی تھی اور ساتھ ہی نینا کا ہاتھ تھاما تھا۔

جان۔۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں میں ہوں ناں ساتھ تمھارے۔ ارمان خان نے نینا کا ہاتھ نرمی سے دبایا تھا۔

مسٹر خان یہ کون لوگ ہیں؟ نینا نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔

گارڈز کی بھرپور جوابی فائرنگ کے نتیجے میں ان کی طرف سے فائرنگ میں اب کمی آ چکی تھی۔

وہ لوگ ہر تھوڑی دیر بعد ایک دو گولیاں اب ہوا میں چلا رہے تھے۔

ابھی وہ لوگ حویلی سے کافی دور تھے۔ ارمان خان ابھی بھی بہت پریشان تھا۔ نینا اس کے ساتھ تھی اور اسے صرف اور صرف نینا کی حفاظت کی فکر ہو رہی تھی۔

ارمان خان نینا کی بات کا جواب دیئے بغیر گارڈز کو فون پر چند ضروری ہدایات دینے لگا۔

ارمان خان نے تھوڑا آگے جا کر اپنا روٹ چینج کیا تھا۔ اور گارڈز کو بھی روٹ چینج کرنے کو کہا۔

ارمان خان نے ایک سیف جگہ پر گاڑی روکی اور نینا کو باہر نکلنے کو کہا۔

مسٹر خان کیا ہوا؟ نینا گھبراتے ہوئے باہر نکلی۔

کچھ نہیں جان۔۔۔ ارمان خان نے نینا کو اپنے بازو کے حلقے میں لیے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور اسے لے کر ایک طرف گھنے درختوں اور جھاڑیوں کے بیچ آیا۔

نینا۔۔ تم تھوڑی دیر یہاں رکو میں آتا ہوں۔ ارمان خان کے کہنے پر نینا نے پھٹی پھٹی خوفزدہ نگاہوں سے ارمان کو دیکھا تھا۔

لیکن مسٹر خان۔۔ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مم میں یہاں نہیں رکوں گی۔ کتنا اندھیرا ہے یہاں۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی۔ مجھے نہیں یہاں رکنا۔ نینا ارمان خان کے سینے کے ساتھ لگی نم آنکھوں سے بولی۔

نینا کچھ نہیں ہوتا تمھیں یہاں پر۔۔۔ بس یہاں سے باہر مت آنا۔ جب تک میں نہ کہوں۔ سمجھی تم۔۔۔ اگر تم یہاں سے نکلی تو بہت بُرا پیش آؤں گا۔۔۔ نینا بہت زیادہ بُرا۔ پھر تمھیں میرے غضب سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اس لیے باہر مت آنا جب تک میں نہ کہوں۔ ارمان خان ماتھے پر بل ڈالے بہت سرد انداز میں نینا کو وارن کرتے ہوئے اپنی پسٹل ہاتھ میں مضبوطی سے تھامتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

ارمان خان کی گاڑی کا پیچھے کرتے ہوے رئیس خانزادہ کی آدمیوں کی گاڑیاں بھی ارمان کی گاڑی کے پاس آکر رکی تھیں اور ارمان خانزادہ کی گاڑی پر شدید فائرنگ شروع کر دی۔

ارمان خانزادہ اور اس کے گارڈز جو عقب میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ باہر نکل کر ان کی گاڑیوں پر جوابی فائرنگ کی تو انہوں نے اپنی گاڑیاں پیچھے کی طرف لی تھیں۔

ارمان خانزادہ کا موبائل شدید فائرنگ کے شور میں وائبریٹ ہوا تھا۔

ارمان خان نے موبائل نکال کر دیکھا تو وہاں رئیس خانزادہ کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ ارمان خانزادہ نے اپنی مٹھی بھینچتے لہو ٹپکاتی آنکھوں سے کال اٹینڈ کی۔

کہاں چھپ کے بیٹھا ہوا ہے بزدل کی اولاد؟ سامنے آ۔۔۔ کیا نامردوں کی طرح ڈر رہا ہے۔

ارمان خان فون پر دھاڑا تھا۔

سپیکر پر رئیس خانزادہ کی زہریلی ہنسی گونجی تھی۔ ارمان خانزادہ آؤں گا تمھارے سامنے بہت جلد آؤں گا۔۔ تمھاری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر تمھارا مقابلہ کروں گا۔ تمھیں شکست دوں گا اور تب تم میری طرف نظر اٹھا کر بات بھی نہیں کر سکو گے۔

بکواس بند کر اپنی رئیس خانزادہ.. یہ وقت آنے سے پہلے ہی میں تجھے موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ ارمان خان فون پر حلق کے بل چیخا تھا۔

ارمان خانزادہ تو بولنے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔

تو دیکھتا جا بس۔۔۔ رئیس خانزادہ تیرے ساتھ کرتا کیا ہے۔ تو نے میرے بھائی کو مارا تھا۔ میری عزت جرگے میں اچھالی تھی۔۔ میں تجھے تیری عزت کے ہاتھوں برباد کروں گا۔ رئیس۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ارمان خان اتنے زور سے چلایا تھا کہ رات کے اندھیرے اور سناٹے میں ارمان کی آواز دور تک گونجی تھی۔

فون پر رئیس خانزادہ کی ارمان خان کے چلانے پر مکروہ ہنسی گونجی تھی۔

ارمان خانزادہ نے فون بند ہونے پر لمبے گہرے سانس لیتے ہوے خود پر قابو پایا تھا۔

فائرنگ اب رُک چکی تھی. وہ لوگ جا چکے تھے۔ ارمان خانزادہ آج رئیس خانزادہ کو چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا. اگر آج نینا ساتھ نہ ہوتی تو وہ رئیس خانزادہ کے چیتھڑے اڑا دیتا۔۔۔ مگر ابھی اسے صرف اور صرف نینا کی سیفٹی چاہیے تھی۔

ارمان خان اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے نینا کی طرف بڑھا تھا. مگر اس سے بھی پہلے ارمان نے گاڑی کا دروازہ کھول کر نینا کا موبئل نکال کر اُسے آف کرتے ہوئے گاڑی کی سیٹ کے نیچے چھپایا تھا۔

ارمان نینا کے پاس آیا جو آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے کھڑی تھی۔

ارمان خان کے غصے اور اشتعال میں ایک دفعہ پھر سے اضافہ ہوا تھا۔ رئیس خانزادہ کو وہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

نینا۔۔۔۔۔ارمان خان نے پیار سے نینا کو پکارا تو وہ ارمان خانزادہ کو سامنے دیکھ کر اس کے سینے سے آلگی تھی۔

مسٹر خان آپ ٹھیک ہیں ناں۔ نینا ارمان خان کے سینے سے لپٹتے ہوئے کپکپاتے لبوں سے بولی۔ ٹھیک ہوں جان۔۔۔ جب تک تم میرے ساتھ ہو مجھے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تم ساتھ ہو تو مجھے کوئی نہیں ہرا سکتا۔ بس تم کبھی مجھ سے دور مت جانا۔ ورنہ کوئی کیا مجھے ہرائے گا میں خود ہی ہار جاؤں گا۔۔۔ ارمان نے نینا کو سینے کے ساتھ لگائے جذب کے عالم میں کہا۔

مسٹر خان۔۔۔ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ مجھ پر غصہ نہیں کریں گے۔ لیکن ابھی آپ مجھ پر کیسے چلا کر گئے، مجھے دھمکی بھی دے کر گئے، جانتے تھے کہ میں کتنا ڈری ہوئی تھی پھر بھی آپ نے مجھ پر غصہ کیا۔ نینا نے ارمان خان کے حصار سے نکلتے ہوئے ارمان کو اپنی خوبصورت ہیزل گرے شکوہ بھری نم آنکھوں سے دیکھا تھا۔ اس کے شکوہ بھرے انداز پر ارمان کے چہرے پر تبسم بکھرا تھا۔

کیونکہ مجھے پتا تھا بنا دھمکی دیئے تم پر کسی بات کا اثر تو ہونا نہیں۔ ارمان خان نے نینا کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے لب دانتوں تلے دبائے شرارتی انداز میں کہا۔

اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔۔۔ نینا ارمان خان کی بات پر جھینپتے ہوے مسکرائی تھی۔

ارمان خان نے بے اختیاری میں نینا کے قریب ہوتے نینا کے ڈمپل پر جھکتے ہوے اپنے دانت گاڑھ دیئے۔

نینا نے گال پر ہاتھ رکھے روہانسے ہوتے ارمان خان کو دیکھا۔

یہ ڈمپل کا میں کتنا دیوانہ ہوں۔۔ پھر کیوں مسکرائی جب جانتی ہو میں اسے چھوے بغیر نہیں رہ سکتا۔۔ ابھی بھی یہ ڈمپل میری دھڑکنوں میں اشتعار پیدا کر کے میرے دل میں ہلچل مچا چکا ہے۔ تمھارے دیوانے شوہر کے جذبات میں آگ بڑھکا چکا ہے۔ ارمان نے نینا کو کمر سے تھام کر خود کے بے حد قریب کیا تھا۔۔ نینا ارمان کی جذبے لٹاتی نگاہوں اور اس کے شدت بھرے انداز پر اپنی نگاہیں جھکا گئی تھی۔ نینا کی دل کی دھڑکنوں نے سپیڈ پکڑی تھی۔ رنگ سرخ پڑا تھا اس کی کی قربت میں گزرے لمحات یاد کر کے۔۔ وہ بہت شدت پسند تھا اس کے معاملے میں یہ بات وہ آچھی طرح جانتی تھی اور وہ دن رات اپنے عمل سے اسے باور کرواتا رہتا تھا۔ نینا نے نظریں جھکائے اپنا نچلا لب دانتوں میں دبائے اس کی جنون خیزیاں یاد کر کے اپنی دھڑکنوں پر قابو پانے کی نکام سعی کی جو کہ ارمان خانزادہ کے ہوتے ہوے ناممکن بات تھی۔ وہ ہر ٹائم اپنی بے باک حرکتوں اور اپنے جنون بھرے لمس معنی خیز اور پیار بھرے جملوں سے اس کی دھڑکنں کو بڑھائے رکھتا تھا۔ ارمان نے اس کے نظریں جھکائے شرمیلے روپ کو دل میں اتارتے ہوے اس کے نچلے لب کو اپنی انگلی سے اس کے دانتوں سے آزاد کروایا تھا۔ ڈارلنگ۔۔۔ اس کی سزا آپ کو رات میری بانہوں میں ملے گی۔۔ تم اپنے لبوں کو ایسے چھو نہیں سکتی۔۔ یاد ہے نہ کیا وعدہ لیا تھا میں نے۔۔ یا پھر جان بوجھ کر ایسی حرکتیں کرتی ہو۔۔ تمھیں بھی میری سزائیں آچھی لگتی ہیں۔ ارمان اس کے

چہرے پر نظریں جمائے معنی خیزی سے بولتے نینا کو سر تا پیر لال کر گیا۔ نینا اپنی شرم اور اس کی شدتوں کا سوچ کر اپنے بدن کی کپکپاہٹ کو چھپاتے ہوے اس کے کشادہ مظبوط سینے میں اپنے نازک وجود کو چھپا گئی تھی۔ ارمان نے مسکراتے ہوے اپنا حصار مظبوط کیا تھا۔ اور اسے اپنے بازوں کے حلقے میں لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔ جہاں ارمان کے گارڈز ارمان خان کا انتظار کر رہے تھے۔

ارمان اور نینا کے گاڑی میں بیٹھتے ہی گارڈز بھی اپنی گاڑیوں میں بیٹھتے ہوئے ارمان خانزادہ کی گاڑی کو پروٹیکٹ کرتے ہوئے حویلی کی طرف روانہ ہوئے۔

روحان رمل کو یونیورسٹی کے آف ہونے کے بعد باہر لایا تھا۔

روحان نے مسکراتے ہوئے رمل کو دیکھا جو اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر خاموشی سے بیٹھی تھی۔

کیا بات ہے آج تم بنا ڈرے، بنا گھبرائے میرے ایک بار کہنے پر میرے ساتھ آ گئی۔ روحان نے ایک بار پھر سے گہری نظر رمل پر ڈالی تھی جو بلیک ڈریس پہنے ہوئے بلیک حجاب کے ساتھ بڑا سا دوپٹہ لیے ہوئے تھی۔

ہاں وہ ارمان لالا ادھر نہیں ہیں۔ وہ حویلی گئے ہیں۔ رمل نظریں جھکائے بولی تھی۔

ارمان خان کے نام پر روحان کے چہرے پر تناؤ کی کیفیت آئی تھی۔

اچھا خیریت! وہ کیوں گیا ہے؟ روحان کے لہجے میں ارمان خان کے لیے طنز اور حقارت تھی جسے رمل محسوس نہ کر سکی۔ وہ زرمینے کی رخصتی ہے بھابھی بھی گئی ہیں ان کے ساتھ۔۔۔۔ آپ کو تو شاید پتہ ہو گا۔ رمل نے سادگی سے بتایا۔۔

روحان نینا کے حویلی جانے پر پریشان ہوا تھا۔ اُسے اب نینا کے معاملے میں ارمان پر اعتبار نہ رہا تھا۔

تم نہیں گئی اگر حویلی میں شادی ہے تو؟ روحان نے لب بھینچے رمل سے سوال کیا۔

میرے سمیسٹر چل رہے ہیں۔ کل لاسٹ پیپر ہے اس لیے میں رحیم کاکا اور گل بانو کے ساتھ پرسوں جاؤں گی۔ ویسے بھی زرمینے کی رخصتی میں ابھی ٹائم ہے۔ رمل کی بات پر روحان نے رمل کو ایک نظر دیکھا اور پھر اپنے موبائل سے کسی کو ٹیکسٹ کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روحان رمل کو لے کر اپنے فلیٹ پر آیا۔ رمل روحان کو ایک نظر دیکھتے ہوئے خاموشی سے اس کے ساتھ فلیٹ کے اندر داخل ہوئی۔۔۔

روحان رمل کو لے کر بیڈ روم میں آیا تھا۔ روحان یہاں پر کیوں آئے ہیں۔ باہر ٹھیک تھا۔ رمل نے روحان کا بے حد سنجیدہ چہرہ دیکھ کر کہا جس پر عجیب سے پتھریلے تاثرات تھے۔

رمل میرے دوست نکاح خواں کو لے کر کچھ ہی دیر میں یہاں آرہے ہیں۔ آج میرا اور تمھارا نکاح ہے۔ روحان اپنی پینٹ کے پاکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کمرے کی گلاس ونڈو سے باہر کی طرف نظریں جمائے انتہائی سنجیدگی سے بولا۔ رمل روحان کی بات پر شاکڈ کی کیفیت میں روحان کو دیکھ رہی تھی۔

کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ ہمارا نکاح؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ رمل شاکڈ کی کیفیت میں بولی۔

ہمارا نکاح ممکن ہے رمل۔ تم نے ٹھیک کہا تھا کہ ارمان خانزادہ نہیں مانے گا۔ تمھارے گھر والے نہیں مانیں گے تو اب ہمارے پاس کوئی آپشن نہیں ہے سوائے اس کہ ہم دونوں اپنی رضامندی سے نکاح کرلیں۔۔ روحان نے پتھریلے تاثرات چہرے پر سجائے رمل کی طرف اپنی نگاہ کی تھی۔

روحان آپ نے سوچ بھی کیسے لیا کہ میں آپ کے ساتھ ایسے نکاح کروں گی۔ کبھی نہیں کروں گی۔ میں مر تو سکتی ہوں۔ اپنے لالا کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ رمل دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

لالا کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ مگر مجھے کھو سکتی ہو۔ میرے بغیر اپنی زندگی گزار سکتی ہو تم۔

روحان نے رمل کی طرف بڑھتے ہوئے اس کے بازو کو اپنے آہنی پنجے میں لیا تھا۔

ہاں کھو سکتی ہوں۔ آپ کے بغیر رہ سکتی ہوں۔ مگر اپنے لالا کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔ رمل نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے روحان سے اپنا بازو چھڑواتے ہوے اپنے قدم باہر کی جانب

بڑھائے۔۔اس سے پہلے رمل دروازہ کھولتی روحان نے ایک ہی جست میں آگے بڑھ کر اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔رمل کٹی ہوئی ڈال کی طرح روحان کے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔تم میرے بغیر رہ سکتی ہو گی مِس رمل خان۔۔۔مگر میں تمھارے بغیر نہیں رہ سکتا۔اسی لیے تمھاری بہتری اسی میں ہے کہ چپ چاپ اس نکاح کے لیے ہامی بھر لو۔ورنہ روحان شاہ مجبور ہو جائے گا تمھارے ساتھ وہ کرنے کے لیے جو نکاح کے بعد تمھاری رضامندی سے کرنا چاہتا ہے۔۔روحان رمل کی آنکھون میں دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔

رمل آنکھوں میں آنسو لیے روحان کو بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

روحان کی سیاہ آنکھیں جس میں رمل کے لیے ایک محبت کا جہاں آباد ہوتا تھا۔آج وہاں سب کچھ تھا سوائے محبت کے۔۔۔۔

آپ میرے روحان نہیں ہیں۔۔نہیں ہیں میرے روحان تو کیوں کروں میں آپ کے ساتھ نکاح۔رمل چیخی تھی۔

رمل کے چیخنے پر روحان نے اُسے کلائی سے پکڑ کر خود کے اور قریب کیا تھا۔رمل اب روحان کے بے حد قریب تھی اتنی قریب کہ روحان کی تپش زدہ سانسیں رمل کے چہرے کو آنچ دیتی ہوئیں جھلسا رہی تھیں۔روحان نے اسے اپنے سینے میں مضبوطی سے بھینچتے ہوے اس کی کمر پر اپنے بازوؤں کا حصار بہت سخت کیا تھا۔رمل روحان کے شکنجے میں بُری طرح پھڑ پھڑائی تھی۔

رمل نے روحان سے دور ہونا چاہا مگر روحان کی گرفت بے حد مضبوط اور سخت تھی۔ رمل اس کے مضبوط حصار میں ماہی بے آب کی طرح تڑپ کر رہ گئی تھی۔۔

رمل کا سانس رکنے لگا تھا مگر روحان کا حصار اور مضبوط ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے اتنی سختی سے رمل کو اپنے سینے میں بھینچا کہ رمل کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

روحان چھوڑیں مجھے سانس نہیں آ رہا۔ رمل کی بات پر روحان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

روحان نے رمل کو چھوڑا تو رمل سرخ چہرے کے ساتھ بھیگی آنکھوں سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔

مِس رمل خان۔۔ اس نکاح کے لیے ہامی بھر لو ورنہ تمھاری سانسیں اب اس طرح نہیں روکوں گا۔

اس طرح روکوں گا کہ تم پھڑ پھڑا کر رہ جاؤ گی۔ تمھاری سانسیں اس طرح چراؤں گا کہ تمھارے بدن کا سارا خون تمھارے اس حسین چہرے پر سمٹ آئے گا۔

اس لیے میری جان چپ کر کے یہ نکاح کرو۔

روحان نے سپاٹ انداز میں کہتے ہوئے رمل کے گال کو تھپتھپایا تھا۔

رمل نے روحان کا ہاتھ نفرت سے جھٹکا تھا۔ نہیں کروں گی نکاح جو کرنا ہے کرلو۔ رمل نفرت سے کہتے ہوئے کمرے سے باہر جانے لگی۔۔ جب روحان نے اسے کلائی سے پکڑ کر کھینچتے ہوے بیڈ کی طرف لایا اور بیڈ پر دھکا دیا تھا۔

رمل اوندھے منہ گری تھی۔ رمل سیدھی ہوتی بے یقینی سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔ رمل کا حجاب کھل چکا تھا۔ رمل کے کیچر لگے بال کھل کر بکھر چکے تھے۔

رمل روحان کے سرد سپاٹ چہرے کو دیکھتی ہوئی خوفزدہ ہوتے بیڈ کے کراؤن کی طرف پیچھے کو کھسکی تھی۔

روحان نے رمل کے قریب آتے ہوئے اسے کلائی سے کھینچتے ہوئے نیچے کو سرکاتے بیڈ پر پٹخا تھا اور پھر اس پر حاوی ہوتا اس کے چہرے پر جھکا۔۔

آج میرا اور تمھارا نکاح ہو گا یا پھر تمھیں میری شدتیں نکاح سے پہلے ہی سہنی ہوں گی۔

روحان آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ میرے اعتبار کو یوں نہیں روند سکتے۔۔۔۔ رمل چلائی تھی۔

نکاح کرلو تمھارے اعتبار کو بالکل نہیں روندوں گا۔ تمھیں کچھ بھی نہیں کہوں گا۔ بس مجھ سے نکاح کرلو۔

روحان رمل کے ہونٹ کے نیچے تل پر اپنے لب رکھتے ہوئے بولا۔

رمل بری طرح جھٹپٹائی تھی۔۔۔ رمل کو روحان کے لمس سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی۔

روحان ہمارا نکاح نہیں ہو سکتا۔ کیسے میں اپنے سرپرست کے بغیر نکاح کر سکتی ہوں۔ یہ نکاح ممکن نہیں ہے۔ رمل روحان کو پیچھے دھکیلتے ہوئے چلائی تھی۔

سب کچھ ممکن ہے ڈیئر اس دنیا میں۔۔ سب کچھ ممکن ہے۔۔۔ تمھارا سرپرست کون ہے تمھارا لالا۔۔ وہ ایسے ہوئے نکاح کو مانتا بھی ہے اور اپنا حق جتانا بھی ضروری سمجھتا ہے۔۔ اس لیے وہ تمھارے اور میرے نکاح کو بھی مانے گا اور تمھیں میرے ساتھ رخصت بھی کرے گا۔ روحان رمل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔ رمل ناسمجھی سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔ جس کی باتیں اور انداز اسے آج سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

روحان میں یہ نکاح نہیں کروں گی۔ رمل اٹل لہجے میں کہتے ہوئے پھنکاری تھی۔

ٹھیک ہے پھر تیار ہو جاؤ۔ میری شدتیں میری قربت سہنے کے لیے۔ روحان رمل کی گردن پر جھکا تھا۔

رمل بے بسی کے احساس سے سسک کر رہ گئی تھی۔ روحان آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا کیا تو میں اپنی جان دے دوں گی۔

روحان ایک ہی جست میں رمل کے اوپر سے اٹھتے ہوئے اس سے دور ہوا۔

رمل یہ نکاح کرنا ہو گا تمھیں۔ تم چاہے جان دو یا پھر چیخو چلاؤ۔ نکاح کرنا ہی ہو گا۔ ابھی کچھ دیر میں نکاح خواں آتا ہی ہو گا۔ اس کے سامنے کوئی ڈرامہ نہیں کرو گی۔ چپ کر کے نکاح کے لیے ہاں کرو گی۔

ورنہ تمھارے ساتھ زبردستی کرنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ روحان رمل کی سسکیاں سنتے ہوئے خود پر قابو پاتے اس کی طرف پُشت کیے سرد انداز میں بولا تھا۔

روحان میں جانتی ہوں۔ آپ مر تو سکتے ہیں۔ مگر میرے ساتھ یہ سب کچھ نہیں کر سکتے۔ میں جانتی ہوں آپ کبھی میری عزت کے ساتھ نہیں کھیل سکتے۔

میری آنکھیں آپ کو پہچاننے میں دھوکہ نہیں کھا سکتیں۔ میرا دل آپ کے معاملے میں دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ آپ میرے روحان ہیں جسے خود سے بڑھ کر رمل کی عزت عزیز ہے۔ رمل سسکتے ہوئے بولی تھی۔

روحان رمل کی طرف مڑا تھا۔

ٹھیک کہہ رہی ہو رمل۔ میں واقعی میں تمھارے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا۔ کبھی بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن تم نے ابھی کہا میں مر سکتا ہوں۔ بالکل ٹھیک کہا۔ روحان کمرے میں بنی الماری کی طرف بڑھا تھا۔

روحان نے الماری کے دراز سے پسٹل نکال کر اپنی کنپٹی پر رکھا۔

روحان یہ کیا کر رہے ہیں؟

رمل اس نکاح کے لیے ہاں کرو یا پھر میری لاش کے اوپر سے گزر کر اس فلیٹ سے نکل جاؤ۔

روحن نے ٹریگر پر انگلی رکھی تھی۔

نہیں روحان آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ رمل بیڈ سے اُٹھ کر روحان کے قریب آئی تھی۔

پاس مت آنا رمل۔۔۔مجھے صرف تمھارے منہ سے ہاں سننا ہے۔

جواب دو میری بات کا۔یہ نکاح کرو گی تم؟روحان چیخا تھا۔

میں یہ نکاح نہیں کروں گی۔رمل نے ڈرتے ہوئے کہا۔روحان نے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ بڑھایا۔رمل کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔روحان پلیز آپ کو ہماری محبت کا واسطہ یہ مت کریں۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی۔رمل نے روحان کے آگے ہاتھ جوڑے۔

میں بھی مر جاؤں گا رمل خان تمھارے بغیر۔۔۔پل پل گھٹ گھٹ کر مرنے سے اچھا ہے۔ایک ہی پل میں جان دے دوں۔روحان چلاتے ہوئے بولا۔

بولو۔۔رمل نکاح کرو گی مجھ سے؟روحان نے پسٹل کی ٹریگر پر اپنی انگلی جمائی تھی۔

رمل تمھارے پاس صرف دو منٹ ہیں سوچنے کے لیے۔اس کے بعد میرا جسم میری روح سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد ہو جائے گا۔اور تم اس فلیٹ سے اور میری محبت سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد۔۔۔۔مگر میں قسم کھاتا ہوں تمھاری۔تم نے انکار کیا تو میں اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔روحان نے حتمی لہجے میں کہتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

رمل نے ایک نظر روحان کو دیکھا اور پھر بے بسی کے احساس سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

ٹھیک ہے روحان میں یہ نکاح کروں گی۔ رمل کے الفاظ روحان کے دل پر پھوار کی طرح پڑے تھے۔۔ روحان کے چہرے پر آسودگی کے ساتھ ایک تفاخر بھی تھا۔ ارمان خانزادہ سے جیتنے کا اسے ہرانے کا اُسے پسپا کرنے کا۔

روحان پسٹل الماری میں رکھ کر اسے لاک کرتے رمل کے پاس آیا تھا. جو زمین پر بیٹھی گھٹنوں میں منہ چھپائے سسک رہی تھی۔

روحان رمل کے پاس زمین پر پنجوں کے بل بیٹھا تھا۔

رمل... روحان نے پیار سے رمل کو پکارا۔ رمل نے گھٹنوں سے سر اٹھا کر بہتے آنسوؤں کے ساتھ روحان کو دیکھا تھا۔

نکاح خواں پانچ منٹ تک آرہا ہے تیار رہو۔ کچھ ہی دیر میں تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روحان شاہ کی ہو جاؤ گی۔

روحان نے رمل کے آنسو اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے۔

رمل نے اپنے چہرے کا رخ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ روحان گہری سانس لیتا وہاں سے اٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد روحان اور رمل کا نکاح ہو گیا تھا۔

روحان شاہ باہر اپنے دوستوں میں سنجیدہ چہرہ لیے بیٹھا تھا۔ چہرے پر بے انتہا سنجیدگی کے ساتھ سرخی بھی چھائی ہوئی تھی۔

روحان کے دوست روحان کو اتنا سنجیدہ دیکھ کر حیران تھے۔ انھیں روحان کے چہرے پر پھیلی سنجیدگی اور کرختگی سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔

وہ دوستوں کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہا تھا۔ روحان نے پاکٹ سے سگریٹ نکال کر صوفے کے ساتھ ٹیک لگا کر لمبا کش لیا اور دوستوں کو اسے اکیلا چھوڑنے کو کہا۔

دوست حیران ہوتے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔ روحان کافی دیر تک باہر بیٹھا سگریٹ کے لمبے لمبے کش لیتا رہا اور اپنی دُکھتی کنپٹیوں کو دباتا رہا۔ وہ جانتا تھا اندر رمل نے رو رو کر اپنی بُری حالت کر لی ہو گی۔۔۔ جس کی آنکھ میں وہ ایک آنسو دیکھ کر تڑپ اُٹھتا تھا۔

آج اس کے بے تحاشا آنسوؤں کا سبب تھا۔

وہ کیسے بے یقینی سے اُسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے اس کے اعتبار کو روندا تھا۔

میرے پاس کوئی آپشن بھی تو نہیں تھا۔ روحان نے صوفے سے ٹیک ہٹاتے ہوئے اظطرابی کیفیت میں سوچتے ہوے خود کو تسلی دی تھی۔۔

روحان شاہ۔۔ کیوں خود کو جھوٹی تسلیاں دے رہے ہو۔ اپنی محبت کے اعتبار کا خون کیا ہے تم نے۔ اسے ڈرایا دھمکایا اس سے زبردستی کرنے کی دھمکی دی۔۔ اب تم معصوم نہیں بن

سکتے۔ محبت حاصل کرنے کے اور بھی طریقے تھے۔ کوئی اس کے اندر اس کی سوچ پر ہنسا تھا۔۔۔

اس نے خود ہی بولا تھا کوئی اس رشتے کو نہیں مانے گا. وہ ہمیں مار دیتے مگر اسے میرا نہ ہونے دیتے۔۔

پھر کیا کرتا میں۔۔ روحان چیخا تھا۔ جیسے اپنے ضمیر کی آواز اپنی چیخ میں دبانا چاہ رہا ہو۔۔

تو مر جاتے مگر اپنی محبت کی نظروں میں تو نہ مرتے۔

محبت کی نظروں میں مرنے سے زیادہ آسان محبت کے لیے مرنا ہے۔۔

آج تم نے اُسے پانے کے لیے یہ سب کچھ نہیں کیا۔ اپنا بدلہ لیا ہے۔۔ افسوس روحان شاہ۔۔۔ تم بھی ای کم ظرف مرد نکلے جس نے ایک مرد کو پسپا کرنے کے لیے اُس سے بدلہ لینے کے لیے ایک کمزور عورت کا ستعمال کیا۔

روحان کا ضمیر اسے کچوکے لگائے جا رہا تھا۔

روحان اُٹھ کر پاگلوں کی طرح لاؤنج کی ایک ایک چیز اٹھا کر پٹخنے لگا۔

اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے چلایا۔

کیا کرتا پھر میں۔۔۔ میری بہن کے ساتھ ارمان خانزادہ نے تو بھی یہی سب کچھ کیا تھا۔ تو مجھے بھی اس کی بہن کے ساتھ یہ سب کرنا تھا۔

نینا بہن ہے میری، زندگی ہے میری، اُسے یہ سب کچھ میری بہن کے ساتھ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

ارمان خانزادہ کی کمزوری اب میرے پاس بھی ہے۔۔ اسے اس بات کا احساس دلانا ہے۔ کیا گزری ہو گی میرے باپ پر مجھ پر۔۔ میری بہن کی بے بسی اُس کے آنسوؤں کا حساب دینا ہو گا ارمان خانزادہ کو۔۔۔

میرے باپ کی تربیت پر سوال اٹھایا تھا ارمان خانزادہ نے۔۔۔ اب میں اُسے بتاؤں گا تربیت اور مجبوری میں کیا فرق ہوتا ہے۔ روحان اپنے ضمیر کی آوازوں کو دباتا ہوا خود پر بے حسی کا لبادہ اوڑھ چکا تھا۔

روحان کمرے میں داخل ہوا تو رمل کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

روحان گہری سانس لیتا دروازہ بند کرتا اندر داخل ہوا تو رمل نے اپنی سسکیاں روک کر خوف سے روحان کو دیکھا۔

رمل کی آنکھوں میں خوف اور بے اعتباری دیکھ کر روحان کا دل کیا تھا اپنی پسٹل کی تمام گولیاں ابھی کے ابھی اپنے سینے میں اتار دے۔

روحان رمل کی طرف بڑھا تو رمل بیڈ سے کھسکتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچی تھی۔

روحان نے رمل کو کلائی سے پکڑ کر خود کے قریب کیا تھا اور بے اختیاری میں رمل کے چہرے پر جھکتا اس کے آنسوں اپنے لبوں سے چننے لگا۔

رمل کے آنسوؤں میں اور روانی آگئی تھی۔

بس کر دو جان اب رونا۔۔ کیوں تڑپا رہی ہو؟ تمھارے آنسو میرے دل پر گر رہے ہیں۔

روحان رمل کو مزید اپنے قریب کرتے ہوئے بے بسی کے احساس سے بولا۔

روحان پاس مت آؤ میرے۔ رمل نے روحان سے دور ہونا چاہا۔

فکر مت کرو رمل چاہے کچھ بھی ہو جائے میں تمھارے قریب کبھی نہیں آؤں گا۔ جب تک تمھارے گھر والے مجھے تمھیں خود نہیں سونپیں گے۔ روحان رمل سے دور ہوتا ہوا بولا۔

ایسا کبھی نہیں ہو گا روحان۔ یہ آپ کی بھول ہے۔ آپ کو وہ رمل کے جنازے میں بھی شرکت نہیں کرنے دیں گے۔ رمل کا مردہ چہرہ بھی دیکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔ مجھے آپ زندہ کبھی پا سکیں گے۔۔ یہ خواب دیکھنا بند کر دیں۔

رمل سپاٹ لہجے میں بولتے ہوے اُسے تلخ حقیقت سے دوچار کر گئی۔۔

روحان رمل کی بات پر تڑپتے ہوئے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے اس کے نچلے لب کو اپنی سانسوں کی دسترس میں لیتے ہوئے اپنی شدت دکھانے لگا۔

رمل روحان کے حصار میں مچل اُٹھی تھی۔ رمل نے اپنے دونوں ہاتھوں سے روحان کو دور کرنا چاہا مگر نہ کر سکی۔ روحان رمل کے نچلے لب کے تل پر اپنے ہونٹ رکھتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔۔

آئندہ مرنے کی بات مت کرنا میرے سامنے۔ تمھیں میں ایک دن پا کر رہوں گا۔ تمھارے گھر والے مجھے تمھیں خود سونپیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو روحان شاہ اپنی زندگی سے جائے گا۔۔۔ وعدہ کرتا ہوں تمھیں کچھ بھی نہیں ہو گا۔ روحان بیڈ سے اٹھ کر رمل سے دور ہوا تھا۔ کیونکہ رمل حجاب کے بغیر بکھرے بالوں میں گلابی چہرے کے ساتھ اس کے جذبات میں آگ لگا چکی تھی۔

اور ملکیت کا احساس بھی یکدم روحان کے دل میں پوری طرح جاگزیں ہوا تھا۔

پھر تیار رہیں۔ ارمان لالا کی گولی کھانے کے لیے۔ رمل نے غصے سے اپنے بھیگے ہونٹ رگڑ رہے تھے جیسے روحان کا لمس مٹانا چاہا ہو۔

سالے صاحب سے ملنے کا انتظار تو مجھے بھی بہت ہے۔۔ روحان زیر لب بڑبڑاتے گہرا مسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

ارمان خان کی گاڑی حویلی کے بڑے سے گیٹ کے اندر داخل ہوتی طویل ترین سرخ ٹائلوں سے مزین ڈرائیوے پر آکر رکی تھی۔۔

ارمان اور نینا حویلی پہنچے تو رات کے اندھیرے گہرے ہو رہے تھے۔ نینا نے اپنے گرد ارمان کی شال اچھی طرح لپیٹی تھی. یہاں سردی شہر سے کہیں زیادہ تھی۔

اور گاڑی سے باہر آتے ہی اُسے سردی کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ نینا نے ارمان خان کو دیکھا جو کسی بھی گرم کپڑے کے بغیر تھا۔ اپنی شال تو اس نے شہر میں ہی نینا کو اوڑھا دی تھی۔

نینا ارمان خان کے چہرے کو دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔ جواب سپاٹ اور کافی حد تک سنجیدہ ہو چکا تھا۔ اور وہ اس سے کافی فاصلے پر بھی چل رہا تھا۔۔

ارمان اور نینا جب گیٹ کے اندر داخل ہوئے تو ارد گرد ڈھیروں ملازم تھے۔ مگر کوئی بھی ان کے پاس نہیں آیا تھا۔ وہ نینا کو ارمان خان کے ساتھ دیکھ کر ان کے قریب نہیں آئے تھے۔ بلکہ احتراماً اپنی نظریں جھکا گئے تھے۔۔

حویلی کے میں اندر داخل ہوتے ہی ارمان کے چہرے کے تاثرات اور بھی زیادہ پتھریلے اور سرد ہو چکے تھے۔

نینا حویلی کو پزیرائی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اتنی بڑی حویلی۔۔ نینا کو نہیں پتہ تھا کہ ارمان خانزادہ کی حویلی اتنی خوبصورت اور بڑی ہو گی۔۔ نینا حویلی کے اطراف میں کئی ایکڑ پر پھیلا سرسبز لان دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ گھنے درختوں سے بھرا یہ لان بہت خوبصورت اور کچھ کچھ رات کے اندھیرے میں دہشت ناک اور پر اسرار بھی لگ رہا تھا۔ جھینگروں کی آواز اسے اور پر سرار خوفناک بنا رہی تھی۔ حویلی کے پاس ہی بہت بڑا دریا تھا۔ بہتے ہوئے دریا کا شور پوری حویلی میں گونج رہا تھا۔ حویلی سرسبز پہاڑوں کے اطراف میں بہت خوبصورت اور شاندار لگ رہی تھی۔۔

ارمان نینا کو لیے حویلی کے بڑے سارے لکڑی کے بھاری دروازے کو کھولتا اندر داخل ہوا اور ایک بہت بڑی طویل راہداری سے گزرتے ہوئے بہت بڑے شاندار خوبصورت لاؤنج میں داخل ہوا تھا۔ حویلی کا یہ حصہ بہت خوبصورت اور بڑا تھا۔

ارمان کو دیکھتے ہی زرمینے خوشی سے ارمان کی طرف بڑھتے اُس کے گلے لگی۔

کیسی ہے میری گل؟ ارمان خان زرمینے کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولا۔

میں ٹھیک ہوں لالا۔ آپ کیسے ہیں؟ زرمینے خوشی سے چہکی تھی۔۔

میں ٹھیک ہوں میری گل۔ ارمان نے زرمینے کے سر پر بوسہ دیا تھا۔۔

زرمینے کی توجہ نینا کی طرف ہوئی۔

زر مینے ایک پل کے لیے نینا کی بے تحاشا خوبصورتی دیکھ کر ٹھٹک گئی تھی۔۔

نینا نے بھی مسکراتے ہوئے زر مینے کو دیکھا۔ نینا کو زر مینے بے انتہا معصوم اور خوبصورت لگی تھی۔۔

گل یہ تمھاری بھابھی ہیں۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے زر مینے سے نینا کا تعارف کروایا۔

زر مینے خوش ہوتی نینا کے گلے لگی تھی۔

اسی اثناء میں حرا اور راحیلہ خانم لاؤنج میں آئیں۔ حرا تو لاؤنج کے بیچوں بیچ ہی نینا کو دیکھ کر رک گئی تھی۔

ارمان نے ایک نظر حرا کو دیکھا اور پھر اپنی نظریں پھیر لیں تھیں۔

حرا بہتے آنسوؤں کے ساتھ نینا کو دیکھ رہی تھی اور پھر دل کے درد کو دبائے اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے ہوئے لاؤنج سے بھاگتی ہوئی اندر چلی گئی۔

نینا نے حیرانگی سے حرا کو روتے ہوے دیکھا تھا۔۔ راحیلہ خانم زہریلی نظروں سے نینا کو دیکھتے وہاں سے چلی گئیں تھیَ۔

نینا نے حرا کے رونے پر حیرانگی سے اور سوالیہ نظروں سے ارمان خان کو دیکھا۔۔ جو نینا کی سوالیہ نگاہوں کو اگنور کرتا زر مینے سے مخاطب ہوا تھا۔

مورے کہاں ہیں؟

وہ لالا۔۔ مورے آرام کر رہی ہیں۔ زرمینے نے آہستگی سے بتایا تھا۔۔ آبگینہ خانم جان بوجھ کر باہر نہیں آئی تھیں۔ انھیں پتہ چل گیا تھا کہ ارمان آرہا ہے۔ وہ نینا سے ملنا نہیں چاہتی تھیں۔

وہ نہیں چاہتی تھیں کہ ان کے کسی بھی اقدام کی وجہ سے راحیلہ خانم کا موڈ خراب ہو۔ ان کا رویہ آگے ہی زرمینے کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔ انہوں نے زرمینے کو بھی نینا سے دور رہنے کو کہا تھا۔ مگر زرمینے اپنی فطرت سے مجبور نینا کو اگنور نہ کر سکی. وہ ارمان سے بہت محبت کرتی تھی اس لیے وہ ارمان کی خاطر نینا سے کیسے لاتعلقی اختیار کر لیتی. وہ جانتی تھی یہ سب کچھ دیکھ کر راحیلہ خانم کا عتاب اس پر ضرور نازل ہو گا۔

زرمینے تم نینا کو اس کا کمرہ دکھاؤ.. میں خان دادا سے مل لوں۔ ارمان سنجیدہ لہجے میں کہتے ہوئے مردان خانے کی طرف چل پڑا۔

زرمینے نینا کو لے کر اس کے کمرے میں داخل ہوئی۔ نینا نے ستائشی نظروں سے کمرے کو دیکھا جو کہ بہت بڑا تھا۔ کمرے میں جہازی سائز چنیوٹی بیڈ پڑا تھا۔ جس کے ساتھ خوبصورت سائیڈ ٹیبلز تھیں۔

خوبصورت سا دیوان ایک طرف رکھا ہوا تھا۔۔ ایک طرف کمرے میں بالکونی کا بھاری لکڑی کا خوبصورت دروازہ تھا۔۔ اور کمرے میں موجود بڑی سی کھڑکی پر میرون کلر کے بھاری پردے تھے۔ اور کھڑکی کے پار سرسبز پہاڑ نظر آرہے تھے۔

نینا نے ستائشی نظروں سے کمرے کو دیکھا اور پھر ایکسائٹمنٹ سے بالکونی کا دروازہ کھول کر باہر آئی جہاں نیچے کی طرف دریا بہہ رہا تھا۔

نینا بالکونی سے واپس آئی تو زرمینے وہیں کھڑی نینا کو خوش ہوتے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

بھابھی آپ کو کچھ بھی چاہیے ہو۔ مجھے بتا دیجیے گا۔ آپ کھانا کھائیں گی۔ یا چائے پیئں گی۔ میں بجھواؤں۔ زرمینے خوش اخلاقی سے بولی۔

نہیں مجھے ابھی بھوک نہیں۔ نینا نے اپنا ہینڈ بیگ کھول کر اپنا موبائل تلاشتے ہوے جواب دیا۔۔

میرا موبائل مسٹر خان کے پاس ہے شائد۔۔۔ یا پھر گاڑی میں رہ گیا ہے۔ نینا زیر لب بڑبڑائی تھی۔

نینا ارمان کی شال سے خود کو آزاد کرتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی۔۔

کہاں جا رہی ہیں بھابھی۔ زرمینے نے حیرانگی سے نینا کو دیکھا جو دوپٹہ کندھوں پر ڈالے کمرے سے باہر جا رہی تھی۔

وہ میں مسٹر خان سے اپنا موبائل لینے جا رہی ہوں۔ ان کے پاس ہو گا یا پھر گاڑی میں ہو گا۔۔ مجھے روحان کو کال کرنی تھی۔۔

نینا نے کہتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

زر مینے جلدی سے نینا کے پیچھے گئی تھی۔۔ بھابھی آپ مردان خانے میں جائیں گی؟ زر مینے حیران ہوئی۔

مردان خانہ؟ وہ کون سی جگہ ہے؟ نینا حیران ہوئی۔

بھابھی جہاں لالا ابھی گئے ہیں۔ اسے مردان خانہ کہتے ہیں۔ زر مینے نے بتایا۔

ہاں وہیں جا رہی ہوں۔ نینا کہتے ہوئے آگے بڑھی تو زر مینے نے اسے روکا۔

بھابھی آپ مردان خانہ نہیں جا سکتی ہیں۔ اور وہ بھی اس حلیے میں۔ زر مینے نے فق رنگت کے ساتھ نینا کو روکا تھا۔۔

کیوں نہیں جا سکتی؟ وہاں سب اعتکاف میں بیٹھے ہیں جو میں نہیں جا سکتی۔ ویسے بھی میں آپ کے خان دادا سے بھی وہیں مل لوں گی۔ نینا نے کہتے ہوئے اپنے حلیے کو دیکھا تھا۔

اور پھر ارمان خان کی بات یاد کرتے ہوئے جھنجھلاتے ہوئے دوپٹہ سر پر اوڑھتے مردان خانہ کی طرف بڑھ گئی۔

مردان خانہ زنان خانہ والے حصے سے بھی بڑا تھا۔

جہاں بڑے بڑے سٹنگ ایریا بنے ہوئے تھے۔۔ بے انتہا قیمتی اور جدید فرنیچر ہر سیٹنگ ایریا میں رکھا گیا تھا۔۔ بڑے بڑے گلاس ڈور لگے ہوے تھے اور بڑی بڑی کھڑکیاں بھی تھیں۔

جہاں سے حویلی کا سرسبز لان دکھائی دے رہا تھا۔ اور ان کے اطراف میں بڑے بڑے کمرے تھے۔ ادھر ڈھیروں ملازم تھے جو نینا کو دیکھتے ہی اپنی نظریں جھکا گئے تھے۔

نینا نے ان میں سے ایک سے ارمان خان کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے نظریں جھکائے ہی مردان خانہ کی بڑی سی بیٹھک کی طرف اشارہ کیا۔

نینا اس کے بتائے ہوئے راستے کی تقلید کرتے ہوئے بیٹھک کی طرف بڑھی۔ اندر سے آتی آوازوں سے نینا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ارمان خان اندر ہے۔

نینا بڑا سا بھاری دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ نینا کا دوپٹہ سر سے پھسلتے ہوئے اس کے کندھوں پر آ گیا تھا۔

نینا جب اندر داخل ہوئی تو مردان خانہ میں گھر کے سب مرد اُدھر ہی موجود تھے۔ باسط خان بھی ادھر ہی موجود تھا۔ سب حیرانگی اور آنکھوں میں غصہ لیے خشمگیں نگاہوں سے نینا کو دیکھ رہے تھے جو بنا سر پر دوپٹہ لیے کھلے منہ کے ساتھ ادھر سب کے سامنے کھڑی تھی۔۔

خان دادا کی شعلہ بار اور خشمگیں نگاہوں کا مرکز اب ارمان خانزادہ تھا۔

ارمان خان نے جبڑے بھینچتے ہوے نینا کو دیکھا۔ ضبط کے مارے چہرہ شدید قسم کی سرخی چھلکانے لگا تھا۔ وہ اپنا غصہ ضبط کرتے ہوئے نینا کی طرف بڑھا۔

جو مردان خانہ میں سب کے سامنے سر پر دوپٹے کے بغیر کھڑی تھی۔۔۔

باسط خان نے بڑی مشکلوں سے نینا کے خوبصورت چہرے سے اپنی نظریں ہٹائی تھی۔ دل میں کچھ کھونے کا احساس بھی شدت سے جاگا تھا۔۔ ساتھ ہی باسط خان کے چہرے پر طنزیہ

مسکراہٹ دوڑی تھی اور ارمان خانزادہ کو دل ہی دل میں بے غیرت کا خطاب بھی دیا تھا جو اپنی بیوی کو قابو نہیں کر سکتا تھا۔۔

بختاور خان نے گہری نظروں سے نینا کو دیکھا تھا۔

واہ کیا بات ہے ارمان لالا کی۔۔ کیا قسمت پائی ہے۔

بھابھی تو حسن کی دولت سے مالا مال ہیں۔ بختاور خان اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا سوچ رہا تھا۔

ارمان نینا کو کلائی سے دبوچے اسے وہاں سے کھینچتا ہوا لے گیا۔

زنان خانہ میں لا کر ارمان نے نینا کی کلائی کو آزاد کرتے ہوے غضبناک نگاہوں سے اسے گھور کر دیکھا تھا۔۔ ارمان کو شدید غصے میں دیکھ کر نینا نے گھبراتے ہوے نا سمجھی سے ارمان کے چہرے کو دیکھا جہاں شدید قسم کی سرد مہری اور سختی چھائی ہوئی تھی۔۔ ارمان کو شدید غصے میں دیکھ کر نینا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی محسوس ہوئی تھی۔ ۔

کیا کرنے آئی تھی تم وہاں؟ ارمان سرد آواز میں دھاڑا تو

نینا ایک پل کے لیے لرز کر رہ گئی تھی۔ اور بے یقینی سے اپنی ہیزل گرے آنکھوں کو بڑا کرتے ہوے ارمان کو دیکھنے لگی۔ جو بنا کسی بات کے اُس پر چلا رہا تھا وہ بھی زرمینے کے سامنے۔۔۔

وہ میں مسٹر خان میں اپنا موبائل۔۔۔۔ نینا ارمان خان کو آنکھوں میں آنسو لیے دیکھ رہی تھی۔ اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ ارمان کا چہرہ اتنا کیوں سرخ ہو رہا ہے۔ آنکھیں بھی سرخ ہو رہی تھیں۔

زرمینے نینا کو کمرے میں لے کر چلو۔۔ اب یہ مردان خانہ کی طرف نہ آئے ورنہ تمھاری خیر نہیں۔ ارمان زرمینے کو سرد لہجے میں وارن کرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

نینا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے بھیگی آنکھوں کے ساتھ ارمان کا لہجہ برداشت کرتے ہوئے خود پر قابو پایا تھا اور پھر غصے سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ارمان رات گئے اپنے کمرے کی طرف آیا۔ کمرے میں داخل ہوتے دروازہ لاک کرتے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ فریش ہو کر آچھی طرح شاور لیا۔ اور واش روم میں ہی بنی ہوئی الماری سے بلیک ٹراوزر اور بلیک ہی ہاف سلیوز ٹی شرٹ پہن کر باہر آیا تھا۔۔

ارمان خان کا غصہ نینا پر ابھی بھی ٹھنڈا نہیں ہوا تھا۔ خان دادا اور تمام گھر والوں کی نظروں نے اسے آج بہت شرمندگی سے دوچار کیا تھا۔

خان دادا نے باتوں باتوں میں ارمان کو بہت کچھ جتا دیا تھا۔ اسے مرد بننے کو کہا تھا۔

ارمان خان کو ذاتی طور پر بھی نینا پر بے حد غصہ تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بختاور خان اور باسط خان کے سامنے وہ جائے اور وہ بغیر سر پر دوپٹے کے اور کھلے منہ کے ساتھ اُدھر آپہنچی تھی۔

ارمان خانزادہ نے بیڈ کی طرف نگاہ کی جہاں نینا بھاری کمبل خود پر لپیٹے سو رہی تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا اس نے کھانا بھی کھایا ہے کہ نہیں۔ وہ تو ادھر مردان خانہ میں ہی سب کے ساتھ کھا چکا تھا۔

ارمان کو پورا یقین تھا نینا نے اس کے غصہ کرنے پر احتجاجی طور پر کھانا نہیں کھایا ہو گا۔

ارمان کا اُسے منانے کا ارادہ بھی نہیں تھا۔ حویلی آ کر اس کے اندر حویلی کے مردوں والی مردانگی کافی حد تک جاگ گئی تھی۔

ارمان اپنے بال ٹاول سے آچھی طرح خشک کرتے بیڈ کی طرف بڑھا۔ بیڈ پر لیٹ کر کمبل خود پر لپیٹتے نظر بھٹکتی ہوئی اپنی خوبصورت بیوی پر جا ٹھہری تھی۔

بہت کوششوں کے باوجود بھی دل اور نظریں ارمان خان کے اختیار سے باہر ہوتی جا رہیں تھیں۔۔

سائیڈ لیمپ کی روشنی میں وہ کمبل سینے تک لیئے تکیے پر اپنے سلکی خوبصورت بال بکھرائے گہری نیند سو رہی تھی۔

ارمان خان بے اختیاری سے نینا پر جھک کر اُسے غور سے دیکھنے لگا۔ سارا غصہ، ساری ناراضگی جھاگ کی مانند بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ارمان خان نرمی سے اپنی انگلیاں اس کے گالوں پر پھیرنے لگا۔ وہ اُس کی آنکھوں پر اس کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا۔ اور بے قراری سے اپنے سلگتے پیاسے لبوں کا لمس نینا کے چہرے پر ہر جگہ بکھیرنے لگا۔

اس پر سے نرمی سے کمبل ہٹاتے ہوئے اس کے سراپے پر اپنی گہری اور بے باک نظر ڈالی جو ڈارک بلو سلک کی بٹنوں والی شارٹ شرٹ اور ٹراوزر میں ملبوس تھی۔ نینا کے خوبصورت دلنشین نازک سراپے پر نظر پڑتے ہی ارمان کی آنکھیں خمار آلود ہوئیں تھیں۔۔ ارمان خان کے پورے بدن میں نینا کی طلب شدت سے جاگی تھی۔ ارمان مدہوشی کے عالم میں نینا کی گردن پر جھک کر اپنے سلگتے لب کی حدت سے نینا کی گردن کو جھلسانے لگا۔۔ نینا کی آنکھ ارمان کے جنونیت بھرے آگ جیسے لمس کو محسوس کرتے ہوے کھلی تھی۔ ارمان خان کو خود پر جھکا دیکھ کر دونوں ہاتھوں سے پوری قوت سے غصے سے دور دھکیلا تھا۔

ارمان جو مکمل طور پر مدہوش ہوا تھا۔ نینا کے دور دھکیلنے پر اپنی خمار آلود سرخ آنکھوں سے نینا پر غصیلی نظر ڈالی تھی۔

نینا ارمان خان کی طرف سے غصے سے رخ پلٹ گئی تھی۔ ارمان خان نے نینا کو کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا اور اس پر مکمل طور پر حاوی ہوتے اس کی ٹانگوں کو بھی لاک کیا تھا تاکہ وہ مزاحمت نہ کر سکے۔ کیا ہوا ہے؟ رُخ کیوں پھیر لیا؟ ارمان خان نینا کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بولا۔

کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔مجھے بہت نیند آرہی ہے۔میرا اس سب کا موڈ نہیں ہے۔نینا غصے سے ارمان خان کو دیکھتی ہوئی بولی۔

تمھارا موڈ کبھی ہوا بھی ہے۔ارمان خان نے نینا کی کلائیوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے تکیے پر پن کرتے ہوئے گہری نظر نینا کے خوبصورت چہرے پر ڈالی تھی۔جہاں شدید ناراضگی چھائی ہوئی تھی۔ارمان خان نے نینا کے چہرے پر جھکتے ہوے ڈمپل والی جگہ پر شدت سے اپنے دانت گاڑھے تو نینا نے سسکاری بھری تھی۔۔

چھوڑیں مجھے مسٹر خان۔۔۔مجھے نیند آرہی ہے آپ کو سمجھ نہیں آرہا۔نینا ارمان خان کے حصار میں مچلتے ہوئے ارمان کی شدت پر آنکھوں میں آنسو لیے بولی۔۔

میری جان۔۔۔ہمیشہ تمھیں میرے پاس آکر نیند آجاتی ہے اور میری نیند تم ہمیشہ اپنی بے پناہ خوبصورتی، اپنے جلوؤں سے، اپنی اداؤں سے اُڑا دیتی ہو۔اور تمھارے بدن کی مہک تو ساری رات میرے حواسوں پر چھاتے ہوے مجھے پاگل کر کے رکھتی ہے۔

اسی لیے تمھیں میں آج کی رات یا پھر میری سنگت میں آئندہ آنے والی راتوں میں،، میں کبھی سونے دوں گا تو یہ تمھاری بھول ہے۔ارمان خان نے کہتے ہوئے نینا کی گردن پر جھکتے اپنے سلگتے دہکتے لب رکھے تھے۔۔مگر نینا کی کلائیاں اپنے ہاتھوں سے آزاد نہیں کی تھیں۔

جانتی ہو پچھلی بار اپنے اس کمرے میں پل پل تمھیں یاد کیا تھا۔ تمھیں محسوس کیا تھا۔ تب میرے نکاح میں بھی نہیں تھی۔ آج تو پورا پورا حق رکھتا ہوں تم پر۔ میری ملکیت ہو، میری نینا ہو تو کیسے آج رات تمھیں سونے دے سکتا ہوں۔

آج رات تو تمھیں میری بھرپور شدتیں سہنا ہوں گی اور صبح تک تمھیں معافی نہیں۔

ارمان خان مدہوش ہوتا بھاری گھمبیر تا آواز میں بولتے ہوئے نینا کے لبوں پر اپنے لبوں سے قفل ڈالا تھا۔ نینا ارمان کے آگ برساتے لمس پر تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

ارمان خان کے ہاتھوں سے کلائیاں آزاد ہونے پر نینا ارمان کو خود سے دور کرتی گہرے سانس لیتی اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اس کا ارمان کو بالکل معاف کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ وہ کیسے اس پر چلا سکتا تھا۔ وہ بھی زرمینے کے سامنے اور ابھی بھی اس سے معافی مانگے بغیر اس پر اپنا حق جتا رہا تھا۔ ارمان خان نے غصے سے لیٹے لیٹے نینا کو گھور کر دیکھا جو بیڈ پر بیٹھ کر اپنے بال غصے سے جوڑے کی صورت میں لپیٹ چکی تھی۔

کیا مسئلہ ہے؟ اچھی طرح جانتی ہو تمھیں میری قربت سے رہائی نہیں ملے گی تو پھر اپنا موڈ اور مزاج درست کیوں نہیں کر رہی۔۔۔

ارمان خان نے سرد آواز میں کہتے ہوئے نینا کو کلائی سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو وہ ارمان خان کے چوڑے کسرتی کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔

آپ کو ابھی بھی نہیں پتہ میرا موڈ کیوں خراب ہے؟ آپ مجھ پر زرمینے کے سامنے چلائے ہیں۔ سب کے سامنے مجھے کلائی سے پکڑ کر باہر لائے ہیں۔ نینا نے غصے سے بولتے ہوے ارمان خان سے شکوہ کیا۔

نینا میں اس کے متعلق تم سے صبح بات کروں گا۔ ابھی صرف مجھے تم سے پیار کرنا ہے اور تم اچھی طرح جانتی ہو اس ٹائم مجھے بات کرنا بالکل بھی پسند نہیں ہے۔ ارمان خان نے نینا کی کمر پر اپنی بانہوں کا گھیرہ مظبوط کرتے ہوے اسے خود میں شدت سے بھینچا تھا۔

اور مجھے یہ سب کچھ پسند نہیں ہے۔ نینا نروٹھے لہجے میں منہ بناتے ہوے خود کو ارمان کی بانہوں کے حصار سے چھڑواتے ہوے غصے سے بولی۔

مگر مجھے تو بہت پسند ہے۔۔۔ ارمان نے رخ پلٹتے ہوے نینا کو بیڈ پر لٹا کر اس پر گھٹا بن کر چھایا۔۔ نینا نے غصے سے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیرا تھا۔

یہ ناراضگی صبح تک کے لیے اٹھا رکھو۔ صبح بات کروں گا تم سے اس ٹاپک پر۔۔۔ ابھی تم یہ سب کچھ کر کے میرے غصے کو اور میرے جنون کو ہوا دے رہی ہو۔ جانتی ہو ناں۔۔ کتنا شدت پسند ہوں تمھارے معاملے میں۔۔۔ جتنا خود سے مجھے دور کرو گی۔۔ میرے کام میں رکاوٹ بنو گی۔ میرا تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ تمھیں ہی ساری رات میری شدتیں سہنی ہوں گی۔ میری جنون خیزیوں کو برداشت کرنا ہو گا۔ اس لیے جان موڈ ٹھیک کرو۔۔ ورنہ میرا موڈ بگڑ جائے گا۔ ارمان نے لب دانتوں میں دبائے معنی خیزی سے بولتے ہوے نینا کے منہ کو

ہاتھ میں دبوچے اس کا رخ اپنی طرف کرتے ہوے سیدھا کیا تھا۔ ارمان کی دھمکی پر نینا کی آنکھوں میں خوف نے ہلکورے لیا تھا۔ دل کی دھڑکن بہت بڑھ گئی تھی۔ وہ ارمان کی شدتوں اور جنون سے آچھی طرح واقف تھی۔۔ وہ پیار میں بڑا بے رحم تھا اور غصے میں تو اس سے بھی کہیں زیادہ۔۔۔۔

ارمان نینا کی آچانک تیز ہوئی دھڑکنوں کو سنتا مسکرا اٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر یکدم چھائی سرخی اور اس کی ہیزل گرے انکھوں میں خوف دیکھ کر لب دانتوں تلے دبائے محفوظ ہوتے مسکرایا تھا۔۔ ارمان بے قراری کے عالم میں نینا پر جھکتے اس کی سانسوں پر بری طرح قابض ہوا۔۔۔

نینا نے ارمان کی دھمکی کو سوچتے ہوے ہر طرح کی مزاحمت ترک کرتے ہوئے دھڑکتے دل کے ساتھ خود کو ارمان کی شدتوں کے حوالے کیا تھا۔۔۔

نینا کی صبح آنکھ کھلی تو ارمان اس کے پاس نہیں تھا۔ اور اس وقت صبح کے آٹھ بج رہے تھے نینا حیران بھی ہوئی ساری رات جاگ کر وہ اتنی صبح کہاں گیا ہے۔ وہاں شہر میں تو اس کا دن ایک بجے سے پہلے نہیں چڑھتا تھا۔ کمرے میں پھیلی ارمان خان کے سینٹ کی مہک بتا رہی

تھی کہ وہ ابھی ابھی باہر گیا ہے۔۔ نینا کی آنکھ بھی بھوک کے احساس سے کھلی تھی۔ رات کچھ کھایا نہیں تھا اب اسے ویکنیس سی فیل ہو رہی تھی۔ نینا نے اپنا بکھرا وجود سمیٹتے ہوئے واش روم کا رخ کیا تھا۔ اچھے سے فریش ہو کر آئی۔ لائٹ گرین کلر کا سوٹ پہنا اور کمرے میں پڑی ارمان خان کی وائٹ مردانہ شال کو خود پر اچھی طرح لپیٹتے ہوے سر پر دوپٹہ اوڑھے باہر آئی تھی۔

ملازمہ سے پوچھنے پر پتہ چلا سب ڈائینگ روم میں ناشتہ کر رہے ہیں۔ نینا لاؤنج سے گزرتی ہوئی ایک راہداری سے گزرتے ہوئے آگے بڑھی تھی جہاں بڑا سا ڈائینگ ہال تھا ایک طرف بڑی سی ڈائینگ ٹیبل رکھی تھی اور دوسری طرف زمین پر قالین بچھا کر گاؤ تکیے لگا رکھے تھے۔

نینا ڈائینگ روم میں داخل ہوئی تو حویلی کی تمام خواتین ڈائینگ چیئر پر بیٹھیں ناشتہ کر رہی تھیں۔

نینا نے آگے بڑھ کر سب کو سلام کیا۔ کسی نے بھی اس کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔ آبگینہ خانم نے ایک نظر نینا کو دیکھ کر سر سے ہلکی سی جنبش دی تھی۔ سامنے ہی راحیلہ خانم بیٹھی نینا کو خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ زرمینے کی بھی ہمت نہیں ہوئی تھی اٹھ کر نینا سے ملتی۔ زرمینے نے محض مسکرانے پہ اکتفا کیا تھا۔

نینا سب کے رویے دیکھ کر حیرت کے ساتھ الجھن کا بھی شکار ہو رہی تھی۔

سعدیہ بیگم چیئر سے اٹھ کر جلدی سے نینا سے گلے ملی تھی۔۔۔۔

مجھے پتہ تھا ارمان کی پسند معمولی نہیں ہو سکتی۔ تمھیں دیکھ کر یقین ہو گیا۔ ارمان خان نے کیوں تم سے شادی کی۔۔ جتنا سوچا تھا تمھارے بارے میں تم اس سے کہیں زیادہ خوبصورت نکلی۔۔۔ سعدیہ بیگم نینا کی بے تحاشا خوبصورتی سے بہت متاثر ہوئی تھیں۔

نینا سعدیہ بیگم کی تعریف پر چھنپتے ہوئے مسکرا اٹھی تھی۔

سعدیہ بیگم نے نینا سے سب کا تعارف کروایا تھا۔

نینا نے سب کو مسکرا کر دیکھا باقی سب کے رویے تو ایک طرف نینا آبگینہ خانم کا رویہ دیکھ کر بھی حیران ہوئی تھی۔

وہ ارمان خانزادہ کی مورے تھیں اس کی ساس مگر انہوں نے اس سے ملنا تو دور کی بات اس کے سلام کا جواب بھی دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

نینا نے چیئر پر بیٹھے ہوئے اپنے سامنے بیٹھی راحیلہ خانم اور حرا کو دیکھا جو ابھی بھی کٹیلی اور کھا جانے والی نظروں سے اسے گھور رہی تھیں۔

نینا کندھے اچکاتی ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

اسی اثناء میں ارمان خانزادہ ڈائینگ روم میں داخل ہوا تھا۔ ڈارک بلیو کلر میں شلوار قمیض پہنے ہوے کندھوں پر آف وائٹ کلر میں گرم مردانہ شال ڈالے ہلکی ہلکی بئیرڈ میں خوشبوؤں

میں مہکا نکھرا بہت شاندار اور بارعب لگ رہا تھا کہ ایک پل کے لیے حرا اور نینا کا دل دھڑکا تھا۔

آبگینہ خانم ارمان خان کو دیکھتے ہوئے بہت خوشی سے اس سے گلے ملی تھی۔ ارمان خان سعدیہ بیگم کا پیار لیتا ہوا راحیلہ خانم سے سلام کیا تھا۔

ارمان خان کی نظریں اپنی بیوی پر جا ٹھہری تھیں۔ جو سر پر دوپٹہ اوڑھے اس کی شال اپنے گرد اچھی طرح لپیٹے ناشتہ کر رہی تھی۔

ارمان خان جس کا آبگینہ خانم سے مل کر وہاں سے جانے کا ارادہ تھا۔ مگر اب اس کے قدم وہیں پر جم گئے تھے۔ وہ دوپٹہ سر پر اوڑھے اپنے گرد اس کی شال لپیٹے سیدھا اس کے دل میں اتر رہی تھی۔

ارمان خان بے اختیاری میں بنا کسی کی پرواہ کیے نینا کی طرف بڑھا تھا اور نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوے نینا کا جوس کا گلاس اٹھا کر اپنے لبوں سے لگایا۔ حویلی کی تمام خواتین اچھنبے سے ارمان کو دیکھ رہی تھیں۔ جو نینا کا جوٹھا گلاس لبوں سے لگائے ہوئے تھا۔

ارمان خانزادہ تو کسی کا جھوٹا کھانا پسند نہیں کرتا تھا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے جھوٹا نہیں کھاتا تھا۔۔

اور اب سب کے سامنے نینا کا جوٹھا گلاس لبوں سے لگائے ہوئے تھا۔۔ سب کو ارمان خانزادہ کی زندگی میں نینا کی اہمیت کا اندازہ آچھے سے ہو گیا تھا۔۔ حویلی کے مرد اپنی عورت

کے ساتھ سب کے سامنے آچھا سلوک کر لیں یا پھر ان سے بات کر لیں یہ نا ممکن تھا۔۔ اور وہ نہ صرف بس کے قریب کھڑا تھا بلکہ جوس پیتے ہوے اسے اپنی میٹھی نظروں کے حصار میں بھی لیے ہوے تھا۔۔

حرا یہ سب دیکھ کر اپنے زخمی دل کو سنبھالتے ہوے چیئر چھوڑ کر اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھی اور راحیلہ خانم بھی غصے سے وہاں سے چلی گئی۔ آبگینہ خانم کو بھی ارمان کی یہ حرکت پسند نہیں آئی تھی۔

نینا نے اس دوران نظر اٹھا کر بھی ارمان کو دیکھا نہیں تھا۔

وہ ارمان خان سے ابھی بھی ناراض تھی۔ پوری رات جو اسے اپنی شدتوں میں بگوئے رکھا تھا۔ اسے ایک پل سانس لینے کا موقع نہیں دیا تھا۔ اتنی ستم ظریفی کے بعد صبح اس کے اٹھنے سے پہلے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔ اس لیے وہ ارمان خانزادہ سے روٹھی روٹھی بیٹھی تھی۔

نینا ارمان کی نظریں خود پر مسلسل محسوس کرتے ہوے اب پزل ہونا شروع ہو گئی تھی۔

دوپٹہ سر سے پھسل کر اس کے کندھوں پر آ گیا تھا۔ ارمان خان نینا کی چیر کے پیچھے سے ایک طرف اپنا ہاتھ جماتے ہوے تھوڑا سا جھک کر دوسرے ہاتھ سے نینا کے سامنے پڑی فروٹ باسکٹ میں پڑے سیب کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔۔ اب ارمان کی سانسیں نینا کے ایک کندھے پر سے ہوتی اس کی کان کی لو پر ٹکرا رہی تھیں۔۔ ارمان کی کلون کی مہک نینا کو اپنے حواسوں پر طاری ہوتی محسوس ہوئی۔

ارمان خان کی جان رات کو آپ کی ساری ناراضگی دور کر دوں گا۔ مگر میری پناہوں سے میری قربت سے آپ کو رہائی مل جائے یہ ناممکن بات ہے۔ اسی لیے اپنا موڈ ٹھیک کرو اور دوپٹہ سر پر لو۔ ارمان حان نے نینا کی طرف جھک کر اس کے آگے سے سیب اٹھاتے ہوے اس کے کان میں مدھم سی سرگوشی کی تھی۔ نینا کا رنگ سرخ پڑا تھا۔ دل کی دھڑکنوں نے شور پکڑا تھا۔۔

نینا نے سٹپٹاتے ہوئے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوے ارمان کو دیکھا تو ارمان خانزادہ مسکراتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔

نینا کے چہرے پر چھائی سرخی دیکھ کر سعدیہ بیگم اور زرمینے کے چہرے پر بھی تبسم بکھرا تھا۔۔۔

ارمان کی آنکھوں میں نینا کے لیے پیار اور اس کے انداز میں بے اختیاری دیکھ کر سعدیہ بیگم کے دل میں اطمینان ہوا تھا کہ شائد نینا ان کی طرح دوسری سعدیہ نہیں بنے گی۔۔

نینا ناشتہ کرنے کے بعد اپنے کمرے میں آگئی تھی۔ کافی دیر تک بالکونی میں بیٹھ کر سرسبز پہاڑوں کو دیکھتی رہی ساتھ بہتے دریا کا شور سنتی رہی۔

کافی دیر بعد کمرے میں آئی۔ نینا نے گھڑی کی طرف نگاہ کی جہاں ابھی بھی صبح کے دس بجے تھے۔ نینا حیران ہوئی یہاں ٹائم کتنی آہستگی سے گزر رہا۔ تھا۔

ارمان خان ابھی بھی کمرے میں نہیں آیا تھا۔ نینا کافی بوریت فیل کر رہی تھی۔ اس کے پاس اس کا موبائل بھی نہیں تھا۔ ارمان خانزادہ نے رات اُسے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا اور اب بھی اس کا کچھ پتہ نہیں تھا۔

نینا گہری سانس لیتی ہوئی کمرے سے باہر آئی۔ حویلی کے زنان خانے والا حصہ دیکھنے لگی۔ نینا نے گھوم پھر کر زنان خانے والا سارا حصہ دیکھ لیا تھا اور اب کچن میں آئی تھی۔ جہاں زرمینے غنچہ کے ساتھ دوپہر کے کھانے کا انتظام کر رہی تھی۔ زرمینے وہاں کا علاقائی ڈریس جو کہ گلابی کلر کا گرم فراک تھا پہنے ہوئے تھی جس پر گلاب کی دھاگے سے پتیاں کڑھی ہوئی تھیں۔ سر پر گلابی کلر کا بڑا سا دوپٹہ آچھی طرح جمائے ہوئے تھی۔

خاموشی سے نظریں جھکائے سِل بٹے پر مصالحہ پیس رہی تھی۔

وہ نینا کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے پھر سے اپنے کام میں مصروف ہو گئی۔

زرمینے راحیلہ آنٹی تمھاری ساس ہیں اور وہ حرا تمھاری نند ہے۔ نینا کے پوچھنے پر زرمینے نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

وہ مجھ سے اتنی اُکھڑی اُکھڑی کیوں ہیں؟ آئی مین حرا مجھے دیکھ کر آنسو کیوں بہانے لگتی ہے؟ نینا ابھی تک حرا کے عجیب و غریب رویے کو سوچتے ہوئے بات کر رہی تھی۔

نہیں بھابھی آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ایسی بات تو نہیں۔ زرمینے نے ایک نظر نینا کو دیکھتے ہوے آہستگی سے کہا اور سل بٹے پر مصالحہ پیسنے لگی۔۔

راحیلہ خانم کے پکارنے پر زرمینے کچن سے چلی گئی تھی۔

غنچہ مسکراتے ہوئے نینا کے پاس آئی تھی۔

ارے بھابھی آپ تو بہت خوبصورت ہے۔ تبھی ارمان لالا نے آپ سے شادی کی۔۔۔۔ غنچہ نینا کو اوپر سے نیچے دیکھتے ہوئے بولی۔

آپ پوچھ رہی تھیں ناں راحیلہ بی بی، حرا بی بی آپ سے خفا خفا کیوں ہیں ارے تو وہ تو آپ سے خفا ہوں گی۔ بات ہی خفا ہونے کی ہے۔۔ حرا ارمان لال کی بچپن کی منگیتر ہے۔ اور ارمان لالا نے حرا کو چھوڑ کر پہلے آپ سے شادی کر لی۔ اس بات پر حرا بی بی دن رات روتا ہے۔۔

غنچہ مسکراتے ہوئے نینا کے قریب ہوتے اسے بتا رہی تھی۔ نینا ارمان خان کی منگنی کا سن کر شاکڈ ہوئی تھی۔

پہلے مجھ سے کر لی؟ مطلب کیا ہے اس بات کا؟ نینا فق رنگت کے ساتھ سوال کر گئی۔

ارے بھابھی مطلب یہاں حویلی کے سارے مرد پہلی شادی اپنے خاندان کی عورت سے کرتے ہیں۔ خان بابا نے بھی پہلی شادی اپنی خاندانی عورت سے کی تھی۔ بعد میں انہوں نے تین شادیاں کی تھیں۔۔

اب تو ساری بیچاریاں اللہ کو پیاری ہو گئیں ہیں۔

باقی حویلی کے مردوں نے بھی دو دو شادیاں کی ہیں۔۔زرمینے کی رخصتی کے بعد ارمان لالا کی شادی حرا بی بی سے ہونی ہے۔

غنچہ جیسے جیسے بتا رہی تھی۔۔نینا کی رنگت سفید پڑتی جا رہی تھی۔نینا نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر دیوار کا سہارا لیا تھا۔

غنچہ پتہ نہیں اور کیا کہہ رہی تھی۔نینا کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا تھا۔اس سے پہلے وہ گرتی ارمان خان کی مضبوط بانہوں نے اُسے تھاما تھا۔

ارمان خان نے سرخ آنکھوں اور ماتھے کی اُبھری ہوئی وینز سے غنچہ کو گھور کر دیکھا۔وہ حلق تر کرتے خوفزدہ ہوتے جلدی سے وہاں سے چلی گئی۔

نینا نے اپنے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے انکھیں کھول کر ارمان خان پر نگاہ ڈالی تھی جو اسے اپنی بانہوں میں سنبھالتے ہوئے فکر اور پریشانی سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہو نینا۔۔۔ارمان نے فکر مندی سے پوچھا۔نینا نے جھٹکے سے خود کو ارمان خان کی بانہوں سے آزاد کروایا تھا اور پھر بھیگی گلابی آنکھوں سے ارمان کو ایک نظر دیکھا اور دوسرے ہی پل ارمان خان کی شال خود سے اتارتی ہوئی زمین پر پھینکی اور کچن سے تیزی سے نکلتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔

ارمان خان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنی شال زمین سے اٹھائی تھی اور نینا کے پیچھے کمرے میں آیا تھا۔

نینا ارمان کو دیکھتے ہوئے اس کے قریب آئی تھی۔ اور ارمان کے گریبان کو دونوں ہاتھوں سے دبوچا تھا۔

مسٹر خانزادہ کیا سمجھتے ہیں مجھے آپ؟ ایک کمزور بے بس عورت جو یہاں حویلی میں بیٹھ کر آپ کی دوسری شادی کا ماتم منائے گی اور آنسو بہاتے ہوئے خاموش ہو جائے گی۔ اگر آپ ایسا سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی بھول ہے۔

اگر آپ نے دوسری شادی کی، مجھ سے بے وفائی کی تو میں آپ کی جان لے لوں گی۔ نینا ارمان خان کا گریبان مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے بہتے آنسوؤں کے ساتھ سسکتے ہوے غرائی تھی۔۔۔۔

نینا ایسا کچھ نہیں ہے اگر مجھے حرا سے شادی کرنی ہوتی تو میں اس سے ابھی تک کر چکا ہوتا تم فضول میں ہی غنچہ کی باتوں میں کو دل پر لے رہی ہو۔ حویلی کی ملازمہ ہے وہ اور تم ایک ملازمہ کی باتوں پر یقین کرتے ہوئے مجھ سے سوال جواب کر رہی ہو۔ ارمان خان نے نینا کے ہاتھوں سے اپنا گریبان چھڑواتے ہوئے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اپنے قریب کرتے ہوئے نرمی سے اس کے گال پر بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنا تھا۔

حرا آپ کی منگیتر ہے۔ آپ نے یہ بات مجھ سے کیوں چھپائی؟ نینا نے ارمان کو خود سے دونوں ہاتھوں سے دور کرتے ہوے ارمان کا گریبان پھر سے اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر ارمان خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر سوال کیا۔ نینا کی آنکھوں سے چنگاریاں سی

نکل رہی تھیں۔ پورا وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔ وہ ارمان کو کسی کے ساتھ شئیر کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

ارمان خان نے گہرا سانس لے کر نینا کے ہاتھوں سے اپنا گریبان چھڑوایا اور اسے پیار سے اپنی بانہوں میں بھرتے ہوے اپنے سینے میں بھینچا۔۔۔

نینا حرامیری منگیتر تھی۔ مگر میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔ تم فضول میں غنچہ کی باتوں کو دل پر لے رہی ہو۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ ارمان نے نینا کو اپنی مضبوط بانہوں کے گھیرے میں لیے ہوئے اس کے کان کی لو کو اپنے لبوں سے کاٹتے ہوے بھاری آواز میں کہا۔۔

اگر آپ نے ایسا سوچا بھی تو مسٹر خان میں آپ کو نہیں چھوڑوں گی۔ یہ بات یاد رکھیے گا۔۔۔

نینا ارمان خان کے سینے سے الگ ہوتے ہوے اس کی آنکھوں میں دیکھتے دھمکی دینے والے انداز میں تقریباً چلاتے ہوے بولی۔۔

ارمان حان نینا کے انداز پر گہرا مسکرایا تھا۔۔۔ نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر جھٹکے سے اسے اپنے قریب کیا تھا۔ میں خود چاہتا ہوں تم مجھے مت چھوڑو۔ ہمیشہ مجھے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب رکھو۔ ارمان مدہوش ہوتے نینا کے چہرے کو ہاتھوں میں بھرتے ہوے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔ مگر نینا نے غصے سے پور قوت سے ارمان کو دھکا دیا تھا۔۔ پاس مت آئیں میرے۔۔ یہاں آکر بلکل بدل چکے ہیں۔ ساری رات آپ نے اپنی منمانیاں کی ہیں۔۔ اور صبح میرے اٹھنے سے پہلے روم سے چلے گیئے۔۔ رات آپ مجھ پر زرمینے کے

سامنے چلائے تھے۔۔میں نے رات کھانا بھی نہیں کھایا تھا مگر آپ نے ایک دفعہ بھی نہیں پوچھا۔۔پوری رات ستم گر اور بے حس بنے رہے۔۔سب کچھ برداشت کرلوں گی۔ مگر آپ نے دوسری شادی کرنے کا سوچا بھی تو نینا آپ کی زندگی میں نہیں رہے گی یہ بات یاد رکھیے گا۔

نینا نے طویل ترین شکائتوں کی فہرست پیش کرتے ہوے انگشت بنداں انگلی اٹھاتے ہوے ارمان کو شعلے لپکتی آنکھوں سے وارن بھی کیا تھا۔نینا کی دور جانے والی بات پر ارمان نے جبڑے بھینچے تھے۔

تو تم بھی ایک بات یاد رکھنا نینا کو ارمان خانزادہ کبھی خود سے دور نہیں جانے گا۔اگر نینا ایسا سوچتی ہے یہ نینا کی بھول ہے۔ارمان نے نینا کو خود کے قریب کرتے ہوے اس کے بالوں کو مٹھی میں دبوچتے ہوے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے اپنی آنچ دیتی سانسوں کی تپش نینا کے چہرے پر چھوڑی تھی۔۔

تمھیں جو بھی شکائتیں ہیں وہ ساری دور کروں گا۔۔لیکن میری قربت اور میری شدتوں سے تم رو دھو کر جان نہیں چھڑوا سکتی۔۔۔تمھیں ہر حال میں سہنی ہیں۔۔ارمان نے سرد انداز میں کہتے ہوے ہونٹوں پر جھکتے ہوے اس کی سانسوں پر قابض ہوا تھا۔

نینا نے غصے سے مزاحمت کی مگر ارمان پیچھے نہ ہوا۔نینا مدھم ہوتی سانسوں کے ساتھ کانپتے وجود کے ساتھ ارمان خان کی بانہوں میں ہتھیار ڈال چکی تھی۔ارمان نینا کو گود میں اٹھائے

بیڈ پر لایا اور مکمل طور پر نینا پر حاوی ہوا تھا۔۔اس کے ہونٹوں پر پھر سے جھک کر اس کی سانسوں پر بری طرح قابض ہوا۔ تھوڑی دیر بعد نینا کو رہائی دی تو نینا نے ارمان کے ارادے جانتے ہوئے اسے خود سے دور کرتے ہوے جلدی سے بیڈ سے اترنے لگی تھی مگر ارمان نے اس کے ارادے ناکام بناتے ہوے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو نینا ارمان کے سینے سے آ ٹکرائی تھی۔ کہاں جا رہی ہو؟ میرے جذبات میں آگ لگا کر۔۔۔اس طرح بپھری شیرنی بنی مجھ سے سوال وجواب کرتے ہوے میرے سوئے جذبات کو جگا چکی ہو۔۔اب میری شیرنی کو اپنے ستم گر کی ستم ظریفیاں تو برداشت کرنی ہوں گی۔ ارمان اسے اپنے سینے کے ساتھ لگائے مدہوش ہوا تھا۔ نینا نے دھڑکتے دل کے ساتھ گھبراتے ہوے خود کو ارمان کی بانہوں کے حصار سے چھڑوانا چاہا تھا۔ فضول میں کوشیں کرتی ہو آچھی طرح جانتی ہو کتنی پیاس ہے میرے انگ انگ میں تمھارے لیے ارمان نے نینا کی کمر پر اپنا حصار اور مضبوط کرتے ہوے خمار آلود نگاہوں سے نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں دیکھا۔۔اور رخ پلٹتے ہوے نینا کو بیڈ پر لٹا کر اسکی گردن پر جھکے اس کی سانسوں میں تال میل چھیڑتے ہوے کمرے میں خوبصورت سانسوں کا ساز چھیڑ چکا تھا۔ ارمان نے مسکراتے ہوے نینا کے خوبصورت سرخ پر نگاہ کی جس کی اس کی شدتوں پر حالت غیر ہو رہی تھی۔

آپ دوسری شادی کا سوچیں گے بھی جان لے لوں گی آپ کی۔ نینا نے ارمان کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوے پھولتی سانسوں کے درمیان بھیگی آنکھوں کے ساتھ روہانسے ہوتے ہوے کہا۔۔

وہ ارمان کی محبت پر کسی دوسرے کا حق برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ نینا ابھی بھی بہت بے چین تھی۔۔

ارمان کی جان ارمان صرف نینا کا ہے۔ تاعمر صرف نینا کا رہے گا۔۔۔ ارمان بھاری خمار آلود آواز میں کہتے ہوے مدہوشی کے عالم یں نینا کے لبوں کو قفل لگا چکا تھا۔۔

خوبصورت پر فسوں لمحات نینا کے ساتھ گزارنے کے بعد، نینا کے بکھرے سسکتے ہوئے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹے اس کی کمر پر نرمی سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے اپنے سینے کے ساتھ لپٹایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نینا بری طرح ہلکان بکھرے وجود کے ساتھ تھوڑی بکھری تھوڑی نکھری اس کی بانہوں میں اس کے سینے پر سر رکھے گہری اطمینان کی نیند سو چکی تھی۔ ارمان خانزادہ نینا کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے چت لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔ چہرے پر تناؤ کی کیفیت کے ساتھ پریشانی بھی تھی۔ اس نے وقتی طور پر نینا سے جھوٹ بولا تھا۔ اسے بہلایا تھا۔ کیونکہ نینا کی ناراضگی وہ اس کی دوری وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ رخصتی کے بعد نینا سے دور رہنا ارمان خان کے لیے عذاب سے کم نہ تھا۔ وہ اس کے لیے ساری ساری رات ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تھا۔ اور وہ اسے دکھی بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا

تھا زرمینے کی شادی بھی اچھی طرح ہو جائے۔ وہ شادی میں اپنے لیے بے سکونی نہیں چاہتا تھا۔

مگر حرا سے اس نے شادی کرنی تھی ہر حال میں کرنی تھی۔ وہ حویلی کی روایات کے آگے مجبور تھا۔

بچپن میں ہی ان دونوں کی منگنیاں کر دی گئیں تھیں۔ با قاعدہ منگی زرمینے کے نکاح کے بعد ہوئی تھی۔

پورے خاندان کے سامنے حرا کو اُس کے نام کی انگوٹھی پہنائی گئی تھی۔ وہ خان دادا کے اصولوں کے خلاف نہیں جا سکتا تھا۔ وہ خان دادا اپنے علاقے کی رسم رواج کے خلاف کیسے جا سکتا تھا۔۔ حرا اس کی منگ تھی اگر وہ اسے چھوڑ دیتا تو خاندانی روایات کے مطابق اس کی شادی کہیں بھی باہر نہ ہوتی۔ حرا اس کی منگ ہی نہیں غیرت کے زمرے میں بھی آتی تھی۔۔۔

نینا کاری ایکشن دیکھ کر ارمان خانزادہ پریشان ہو گیا تھا۔ وہ جانتا تھا نینا وقتی طور پر ہرٹ ہو گی اس سے ناراض بھی ہو گی۔ مگر اسے یہ سب قبول کرنا ہو گا۔ ہر حال میں قبول کرنا ہو گا کیونکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی آپشن نہیں تھا۔ ارمان خان نے نینا کے بالوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے خود کو پر سکون کرتے ہوئے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔ لیکن وو نہیں جانتا تھا

آگے آنے والے حالات ان دونوں پر کیا ستم ظریفی ڈھانے والے ہیں۔ دونوں پورے پورے وجود کے ساتھ زخم سمیٹتے تھک جائیں گے۔ مگر وہ اپنے زخموں پر مرہم نہ رکھ سکے گیں۔

ارمان دوپہر تک نینا کے ساتھ کمرے میں ہی رہا تھا۔

خان دادا نے اُسے فون پر مردان خانے میں آنے کا حکم دیا تھا۔ حرا کی رخصتی اور باقی فنکشن کے انتظامات کے متعلق کچھ ڈسکشن کرنی تھی۔ ارمان نے نینا کو نرمی سے خود سے الگ کیا جو ابھی تک اس کی بانہوں میں گہری نیند سو رہی تھی۔ ارمان خان نینا کے ماتھے پر لب رکھتا ہوا اس سے الگ ہوا اور واش روم کا رخ کیا

ارمان فریش ہو کر اچھی طرح شاور لے کر باہر آیا۔ ارمان نے نینا کی طرف نگاہ کی جو اس کی طرف پشت کیے سو رہی تھی۔

نینا کی آنکھ کھلی تو ارمان خانزادہ بلیک شلوار میں ملبوس خوشبوؤں میں بسا آئینے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا۔

نینا نے اپنے حلیے پر نگاہ ڈالی تو شرم سے سرخ پڑی تھی۔ اپنا حلیہ درست کرتے ہوے ارمان کو کن اکھیوں سے دیکھا جو مسکراتے ہوئے آئینے میں اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نینا شرم سے لال پڑی تھی۔

ارمان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا نینا کے پاس آیا۔ نینا نے نظریں جھکا لیں تھیں۔

ارمان کی جان اب اٹھو اچھا سا تیار ہو کر باہر آؤ کھانا لگنے والا ہو گا۔ اور میں چاہتا ہوں تم مورے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھو ان سے باتیں کرو۔ ارمان نے نینا کے گال پر کِس کی تھی۔

مسٹر خان مجھے راحیلہ آنٹی اور حرا کا خود سے رویہ سمجھ آتا ہے مگر آپ کی مورے کا رویہ بھی مجھ سے کافی سرد ہے۔ نینا نے ارمان کو آبگینہ خانم کے رویے سے آگاہ کیا۔

نینا تمھیں ایسے ہی فیل ہوا ہو گا ورنہ مورے ایسی نہیں ہیں۔ وہ بہت اچھی ہیں ان کے ساتھ بیٹھو گی ان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرو گی تو وہ ٹھیک ہو جائیں گی۔

ارمان خان نے نینا کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے اس کے ہاتھ پیار سے تھامے تھے۔

ٹھیک ہے آپ کہاں جا رہے ہیں؟ نینا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

مجھے خان دادا نے بلوایا ہے۔ مردان خانے کی طرف جا رہا ہوں۔ ارمان بتاتے ہوئے بیڈ سے اٹھا اور اپنی بلیک مردانہ شال کندھوں پر ڈالی۔

مسٹر خان نینا بیڈ سے اٹھتی ارمان خان کے پاس آئی تھی۔ مجھے میرا سیل فون چاہیے تھا۔ وہ گاڑی میں ہی رہ گیا تھا۔ نینا کی بات پر ارمان خان نے اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

نینا تمھارا سیل فون میں نے گاڑی میں چیک کیا تھا۔ وہاں نہیں تھا۔ وہ شاید راستے میں ہی کہیں گر گیا ہو گا۔ ارمان نظریں چراتا ہوا بولا۔

مسٹر خان یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ گاڑی میں ہی تھا۔ نینا پریشان ہوئی تھی۔ اس کے سیل فون میں کافی کانٹیکٹ تھے۔ یونیورسٹی سے ریلیٹڈ امپورٹینٹ فائلز تھیں۔

نینا جب میں تمھیں کہہ رہا ہوں گاڑی میں تمھارا فون نہیں ہے تو مطلب نہیں ہے۔ کیوں بحث کر رہی ہو؟ ارمان خان جھنجھلایا تھا۔

میں کب بحث کر رہی ہون میں نے تو ایک سمپل سا کوسچن کیا ہے۔ نینا ارمان کے جھنجھلانے پر حیرت زدہ تھی۔ اچھا ٹھیک ہے تمھارے سوال جواب ختم ہو گئے ہوں تو میں جاؤں۔

نینا نے ارمان خان کے رویے پر لب بھینچ کر اسے دیکھا تھا۔

ارمان اپنا موبائل ڈریسنگ پر سے اٹھائے وہاں سے چلا گیا۔

نینا ارمان کے پل میں تولہ پل میں ماشہ رویے پر حیران ہو رہی تھی جسے بنا بات کے ہی حویلی آ کر غصہ آ رہا تھا۔

ارمان خان جھنجھلایا ہوا کمرے سے نکلا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ کب تک نینا سے جھوٹ بولتا رہے گا اور جب نینا کے سامنے حقیقت آئے گی تو ان کا رشتہ کس نہج پر ہو گا۔ ارمان خان غصے سے مردان خانے کی طرف جا رہا تھا جب باسط خان سے ٹکراؤ ہوا۔

دونوں ایک دوسرے کو غضبناک نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ دونوں کی آنکھوں میں شعلے سے لپک رہے تھے جسے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو بھسم کر دیں گے۔

کہاں جارہے ہو باسط خانزادہ؟ ارمان خان باسط خان کو کھمگیں نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

حویلی میں کچن کی طرف جانے کے دو الگ الگ راستے تھے۔ کچن لاؤنج سے کافی فاصلے پر تھا۔ اور حویلی کے مردوں کے کمرے اس طرح بنے تھے کہ ذنان خانے سے انھیں الگ راستہ لگتا تھا اور مردان خانے سے الگ راستہ لگتا تھا۔ یعنی زنان خانے میں موجود خواتین زنان خانے والی سائیڈ سے اپنے شوہر کے کمرے میں جاسکتی تھیں اور مرد مردان خانے والی سائیڈ سے اپنے کمرے میں۔۔۔

کہیں بھی جاؤں تم سے مطلب؟ تم اپنے کام سے کام رکھو۔۔ ارمان خانزادہ۔ باسط خان نے ارمان خان کے ہی انداز میں اُسے جواب دیا۔

تمھارے قدم اشارہ کررہے ہیں کہ تم زنان خانے کی طرف جارہے ہو۔ اپنے قدم واپس موڑلو۔ وہاں پر تمھاری بیوی کے علاوہ اب ارمان خانزادہ کی بیوی بھی ہے ارمان خان سرد انداز میں باسط خان پر غرایا تھا۔

پھر تو تمھیں بھی اپنے قدم زنان خانے کی طرف جانے کے لیے ہمیشہ ہمیشہ روک لینے چاہیں۔ وہاں میری بہن بھی ہے۔ باسط خان ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے برفیلے لہجے میں بولا۔

میں جیسا بھی ہوں باسط خان ایک بات کان کھول کر سن لو اچھی طرح۔۔۔۔میں نے کبھی اپنے گھر کی عورت کی طرف نگاہ نہیں ڈالی۔ میں دوسروں کی طرح بے غیرت نہیں ہوں۔۔

ارمان خان باسط کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتے ہوے کافی کچھ جتا چکا تھا۔

تم کتنے غیرت مند ہو یہ تو کل رات حویلی کے مردمردان خانے میں دیکھ چکے ہیں۔

اپنی عورت کو سنبھال تو سکتے نہیں مجھے بے غیرتی کا طعنہ دے رہے ہو۔ اصل میں سب سے بڑے بے غیرت تم ہو۔ باسط خان ارمان خان کی آنکھون میں دیکھتے ہوئے پھنکارہ۔

بکواس بند کر اپنی۔۔۔میری عورت کے متعلق آئندہ بات مت کرنا ورنہ تمھاری زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔ ارمان خان نے سرخ آنکھوں سے باسط خان کا گریبان دبوچا تھا۔

باسط خان نے بھی جواباً ارمان خان کا گریبان پکڑا تھا۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں؟ خان دادا کی بھاری بارعب آواز گونجی تھی۔

ارمان خان نے خان دادا کو دیکھتے ہوئے باسط خان کا گریبان چھوڑا تھا۔

باسط خان نے بھی جھٹکے سے ارمان خان کا گریبان چھوڑا اور غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

خان دادا نے ارمان خان کو سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے اسے بیٹھک میں آنے کا حکم دیا۔

راحیلہ خانم صبح سے تلملا رہی تھیں۔ انھیں زرمینے کا نینا سے میل جول بالکل پسند نہیں آیا تھا۔ زرمینے ابھی ابھی نینا کے کمرے میں قہوہ دے کر آئی تو راحیلہ خانم کا غصہ ساتویں آسمان پر جا پہنچا تھا۔

وہ غصے سے اپنے کمرے سے نکلتے ہوئے لاؤنج میں آئی تھیں۔ اور ملازمہ سے زرمینے کو بلانے کا کہا۔

جی چچی جان۔ آپ نے مجھے بلوایا۔ زرمینے راحیلہ خانم کے سامنے آکر ادب سے بولی تھی۔

زرمینے شادی کے بعد وہی لڑکی اپنا گھر بسا پاتی ہے تو جو میکے سے ہر تعلق توڑ کر سسرال کو اپنا بناتی ہے یہ بات تو تم اچھی طرح جانتی ہو۔

حویلی کی کیا روایات ہیں۔ مگر تمھیں دیکھ کر لگتا ہے تمھیں سب کی فکر ہے سوائے اپنے شوہر اور اس کے سگے رشتوں کے۔۔۔ راحیلہ خانم زرمینے کو دیکھتے ہوئے پھنکاری تھی۔ زرمینے نے ناسمجھی سے راحیلہ خانم کو دیکھا تھا اسے راحیلہ خانم کی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔

اس نے تو باسط خان کے سمجھانے پر راحیلہ خانم کے کسی کام سے کوتاہی نہیں کی تھی بلکہ وہ تو حرا کے بھی سارے کام کرنے لگی تھی۔ آبگینہ خانم کے پاس بھی وہ پہلے کی طرح نہیں بیٹھتی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ تمھیں حرا کی کوئی پرواہ ہے بھی یا نہیں۔ اس کا دکھ تمھیں نظر آرہا ہے کہ نہیں۔۔ کل سے اس کی طبعیت کتنی خراب ہے تم نے ایک بار بھی پوچھا اس سے۔ لیکن

نہیں تمھیں کوئی پرواہ نہیں۔ تم تو اپنی بھابھی کی مہمان نوازیاں کرنے میں لگی ہو اس کے کمرے کے چکر ہی تمھارے ختم نہیں ہو رہے۔ راحیلہ خانم۔ کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ ان سے نینا کا وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اگر ارمان نینا سے شادی نہ کرتا تو آج حرا کی بھی زرمینے کے ساتھ شادی ہوتی۔۔

لیکن چچی جان میں نے تو صرف قہوہ ان کے کمرے میں پہنچایا تھا۔ زرمینے منمنائی تھی۔۔

آئندہ تم نینا سے بات نہیں کرو گی۔۔ اس سے کوئی تعلق نہیں رکھو گی۔۔ راحیلہ خانم نے سرد انداز میں اپنا حکم سنایا۔

لیکن چچی وہ ارمان لالا کی بیوی ہیں میں تو صرف ارمان لالا کی وجہ سے انھیں پوچھ رہی ہوں۔ میں کیسے ان سے لاتعلق ہو جاؤں۔ ارمان لالا کو پتہ چلے گا تو انھیں بُرا لگے گا۔ زرمینے نے ڈرتے ہوئے وضاحت پیش کی تھی۔۔۔

نینا جو ابھی ابھی کمرے سے نکل کر باہر لاؤنج میں آئی تھی تو لاؤنج کا منظر دیکھ کر رک گئی تھی۔

نینا نے لب بھینچتے ہوئے راحیلہ خانم کو زرمینے پر بلاوجہ چلاتے دیکھا تھا۔

زرمینے کے ساتھ ان کا انداز کافی ہتک آمیز تھا۔ اسے زرمینے پر حیرت ہوئی تھی جو خاموشی سے چُپ چاپ نظریں جھکائے ان کی فضول باتیں سُن رہی تھی۔

زرمینے کے جواب پر راحیلہ خانم کو آگ لگ گئی تھی۔ ان سے زرمینے کا جواب دینا برداشت نہیں ہوا تھا۔ راحیلہ خانم نے زرمینے کو تھپڑ مارنے کے لیے اپنا ہاتھ اٹھایا ہی تھا جسے نینا نے بیچ میں ہی روک لیا۔

اس وقت حویلی میں کافی ملازمائیں بھی لاؤنج میں موجود تھیں۔ سعدیہ بیگم بھی شور سن کر اپنے کمرے سے باہر آگئی تھیں۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے کی؟ رحیلہ خانم کا چہرہ غصے اور اہانت سے سرخ پڑا تھا۔

آپ کو مسئلہ کس سے ہے مسٹر خان سے ناں تو آپ زرمینے پر کیوں چلا رہی ہیں؟ مسٹر خان کا غصہ ایک بے قصور انسان پر کیوں اتار رہی ہیں۔ آپ کی بیٹی سے شادی نہ کرنے کا فیصلہ مسٹر خان کا تھا۔ جو بھی کہنا ہے اُن سے کہیں۔ فضول میں ہی کسی کا غصہ کسی اور پر اتار کر اپنی انرجی ویسٹ کر رہی ہیں۔ نینا راحیلہ خانم کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے طنزیہ بولی تھی۔

راحیلہ خانم نے شعلہ بار نگاہوں سے نینا کو دیکھا جو گلابی کلر کے ڈریس میں بھیگی زلفوں کے ساتھ کندھوں پر دوپٹہ ڈالے مہکی کھڑی تھی۔ ارمان خانزادہ کی شدتوں کے گہرے نشان اس کی گردن پر واضح طور پر نظر آرہے تھے۔ چہرے پر ارمان کی محبت اس کے لمس کا غرور چھایا ہوا تھا۔ راحیلہ خانم نینا کو دیکھ کر طنزیہ مسکرائی تھی۔

یہ جس کی محبت کے غرور میں تم اتنا بول رہی ہو۔ وہی تمھیں منہ کے بل گرائے گا۔ ارمان خانزادہ ہی تمھیں تمھاری اوقات یاد دلائے گا۔ تمھارا غرور پل میں ملیامیٹ ہو گا۔ جب وہ تمھارے سامنے حرا سے دوسری شادی کرے گا۔ یہ جو تمھاری آواز بلند ہو رہی ہے اسے بھی جلدی ہی کاٹ ڈالے گا۔ راحیلہ خانم تلملاتے ہوے سرخ چہرے کے ساتھ بولیں۔۔

۔پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نینا شاہ ہوں۔ مجھے کوئی نہیں جھکا سکتا میں تب ہی جھکتی ہوں جب میں خود جھکنا چاہوں۔۔ ہاں ہے مسٹر خان کی محبت کا غرور مجھے۔۔ کیونکہ ارمان خانزادہ دن رات مجھے اپنی محبت کا یقین دلاتا ہے۔ اپنے لمس اپنی قربت سے اپنی باتوں سے آچھی طرح بتاتا ہے میں اس کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہوں۔۔ اور وہ صرف اور صرف میرا ہے۔۔ نینا ارمان خان کی دوسری شادی کا سن کر آگ بگولہ ہو چکی تھی۔ اس لیے جو منہ میں آیا بول گئی۔

ملازمائیں دانتوں تلے انگلیاں دبائے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوے نینا کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھیں۔ جو بے تحاشا خوبصورت ہونے کے ساتھ بہت نڈر بھی لگ رہی تھی۔۔ ورنہ حویلی کی عورتوں کی آواز نہیں نکلتی تھی۔ اور نئی نویلی دلہن کی نہ صرف آواز اونچی تھی بلکہ انداز بھی کافی جارحانہ تھا۔۔

سعدیہ بیگم پریشان ہوئی تھی کہ اگر مردان خانہ تک آواز پہنچ گئی تو کیا ہو گا۔

زرمینے بھی کانپتی کھڑی تھی۔ حویلی میں آج تک اس نے یہ سب نہیں دیکھا تھا۔

وہ ارتضی خان کا بیٹا ہے۔ اس طرح کے کئی وعدے اس نے بھی سعدیہ سے کیے تھے۔ لیکن دنوں میں اس کی اوقات یاد دلادی تھی۔ حویلی کے مردوں کے وعدے صرف بستر تک ہی محدود ہوتے ہیں۔ راحیلہ خانم کا بس نہیں چل رہا تھا کہ نینا کو اس کی اوقات یاد دلا دیں۔۔۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ارتضی خان نے کیا کیا، سکندر خان نے کتنی شادیاں کیں اور وہ کیا نام ہے ہ آپ کے خان دادا کا ہاں عطا اللہ خان ایک چھوڑ چار شادیاں کی تھیں۔

مگر ارمان خانزادہ دوسری شادی نہیں کرے گا۔ آپ کی بیٹی کے لیے مجھے افسوس ہے۔ مگر اپنے شوہر کو اس کے حوالے نہیں کر سکتی نہ کبھی کروں گی۔ یہ خواب دیکھنا اب آپ بھی چھوڑ دیں۔ مسٹر خان صرف میرے ہیں۔ میرے ہوتے ہوے وہ ایسا کرنے کا تو دور کی بات سوچ بھی نہیں سکتے۔۔ اور جہاں تک بات ہے مسٹر خان کے وعدوں کی۔۔ اگر انہوں نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ توڑا تو میں سوتن قبول کرنے سے زیادہ اچھا بیوگی کی چادر اوڑھنا پسند کروں گی۔ نینا ایک ایک لفظ چبا کر بولی تو سب نینا کی بات پر منہ کھولے اُسے دیکھ رہے تھے۔ جو اپنے شوہر کے متعلق اتنی بڑی بات اتنی اسانی سے کہہ گئی تھی۔ اور اس کا نام بھی پکارے جا رہی تھی۔۔

اتنا ہی بولو لڑکی جتنا ہضم کر سکو۔ تم دیکھنا کچھ ہی دنوں میں،، تم میرے سامنے کیا کسی کے سامنے بولنے کے قابل نہیں رہو گی اور وہ وقت جلد آئے گا بہت جلد۔ راحیلہ خانم پھنکارتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

ملازماؤں پر سکتہ طاری تھا۔ نینا کو دیکھ کر حویلی کی عورت ایسی بھی ہو سکتی ہے انھیں یقین نہیں آرہا تھا۔۔۔

تم کیوں آنسو بہا رہی ہو زرمینے؟ حیرت ہے وہ تم پر کیسے ہاتھ اٹھا سکتی ہے۔ جب کہ تم اپنے گھر میں موجود ہو۔ نینا زرمینے کا ڈرا ہوا چہرہ دیکھ کر بولی تھی۔

بھابھی یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ بب بب باسط سائیں کی مورے ہیں۔ میری ساس ہیں انھیں پتہ چلے گا تو وہ پتہ نہیں کیا کریں گے۔ زرمینے کے منہ سے ڈر کے مارے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

ساس ہیں ماں نہیں ہیں اور وہ باسط خان تمھیں کیا کہے گا جب کہ اس کی ماں غلط ہے اسے تو اپنی ماں کو سمجھانا چاہیے جس نے تم پر ہاتھ اُٹھایا۔

نینا کی باتوں پر سعدیہ بیگم اس کی معصومیت پر مسکرا کر رہ گئیں اور زرمینے کو تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ نینا کیا کہہ رہی ہے۔

زرمینے پر باسط خان کا خوف طاری تھا۔ ملازمہ نے آکر زرمینے کو باسط خان کا پیغام دیا کہ وہ اسے اپنے کمرے میں بلا رہا ہے۔ زرمینے کا رنگ مزید سرخ ہوا تھا اور قدموں نے چلنے سے انکار کر دیا تھا۔

زرمینے کانپتے بدن کے ساتھ باسط خان کے کمرے میں گئی تھی۔ اسے ڈر لگ رہا تھا کہ لاؤنج میں جو کچھ ہوا ہے شاید باسط خان تک اس کی خبر پہنچ گئی ہے۔

زرمینے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ کمرے میں نیم اندھیرہ پھیلا ہوا تھا اور سگریٹ کی مخصوص مہک کے ساتھ باسط خان کے کلون کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔

باسط خان صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سرخ آنکھوں کے ساتھ سگریٹ کے لمبے لمبے کش لے رہا تھا۔

زرمینے کچھ دیر دروازے کے پاس ہی کھڑی باسط خان کے حکم کا انتظار کرتی رہی۔ مگر کمرے میں پھیلی خاموشی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ زرمینے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی باسط خان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ جب باسط خان کی آواز پر ڈر کر اپنی جگہ سے اچھلی تھی۔

خانم دروازہ لاک کر دو۔ زرمینے دل پر ہاتھ رکھے دروازے کی طرف پلٹی تھی۔ دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے دروازے کو لاک کیا تھا

زرمینے نے کمرے کی لائٹ آن کرنا چاہی مگر باسط خان نے اسے روکا تھا۔

لائٹ مت آن کرنا خانم۔ میں نہیں چاہتا میرے آنکھوں میں میرے چہرے پر پھیلا درد کوئی دیکھے اور میرے چہرے پر چھائی شکستگی کسی کو نظر آئے۔

باسط خان کی سرد اور برفیلی آواز گونجی تو زرمینے کو اپنا خون بھی رگوں میں منجمند ہوتا محسوس ہوا تھا۔ زرمینے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی باسط خان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ وہ

اچھی طرح جانتی تھی باسط خان نے اسے اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے بلایا ہے۔ وہ بارہا اپنے لفظوں سے اسے احساس دلا چکا تھا کہ وہ صرف اس کی ضرورت ہے۔

جانتی ہو خانم،،، تمھارے بھائی نے ہمیشہ مجھ سے ہر چیز چھینی ہے۔ بچپن سے لے کر خان دادا ارمان خان کو مجھ پر ہر چیز پر فوقیت دیتے آئے ہیں۔ اسے اس علاقے کا سردار بنا دیا۔ اسے بزنس کا ہیڈ بنا دیا۔

ارمان خانزادہ کی ہر بات مانی جاتی ہے۔ یہاں تک میں نے کہا میں تمھاری رخصتی چاہتا ہوں۔ وہاں بھی خان دادا نے اس کی بات کو اہمیت دی۔ اور ارمان نے مجھ سے میری محبت بھی چھین لی۔ زرمینے جو باسط خان کی باتیں اس کے قریب نظریں جھکائے سن رہی تھی۔ باسط خان کے آخری جملے پر چونکتے ہوئے باسط خان کو دیکھا۔ اور آج میری محبت اس کی بیوی بن کر میرے ہی گھر میں موجود ہے۔ باسط خان کے الفاظ تھے کہ زہریلے تیر جو زرمینے کو اپنے دل کے آر پار ہوتے محسوس ہوئے تھے۔

وہ وہاں بھی مجھ سے بازی لے گیا۔

میں نے پسند کیا تھا اُسے۔ اور ارمان نے اسے اپنی ملکیت بنا لیا۔ مجھے پورا یقین ہے اس نے یہ جان بوجھ کر کیا تھا کیونکہ اسے پتہ چل گیا تھا کہ نینا میری پسند، میری محبت ہے۔ اسی لیے اس نے اس سے نکاح کر لیا اور میں پھر سے اُس سے ہار گیا۔

اسے مجھ سے میری من پسند عورت نہیں چھیننی چاہیے تھی۔ یہاں اس نے غلط کیا۔۔ بہت غلط کیا۔ زرمینے باسط خان کی باتوں پر ایک ہی بات سوچے جا رہی تھی۔ من پسند عورت تو پھر وہ کون ہے باسط خان کی۔۔۔ اس کی محبت اس کی پسند اس کی من پسند عورت اگر نینا ہے تو وہ کون ہے۔ زرمینے کے دل کا درد بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ شائد باسط خان کا صرف کھلونا ہے۔۔ جسے جب اس نے اپنا دل بہلانا ہوتا ہے جی بھر کر کھیلتا ہے۔ زرمینے خود پر استھزائیہ مسکرائی تھی۔۔

زرمینے کا جی کیا تھا کہ وہ اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لے مگر اسے سننا تھا یہاں کھڑے ہو کر اپنی محبت کے منہ سے یہ اذیت بھرے الفاظ سننے تھے۔

وہ کیا کرتی بچپن سے وہ باسط خان کا نام خود کہ نام کے ساتھ سنتی آئی تھی۔ ناچاہتے ہوئے بھی وہ باسط خان سے محبت کر بیٹھی۔ کاش اسے پتہ ہوتا محبت کرنا اتنا بڑا اجرم ہوتا ہے تو وہ کبھی اس ستم گر کے متعلق نہ سوچتی۔ وہ دن رات اس کے ستم سہتی تھی اپنے بدن پر اپنے دل پر مگر یہ والا زخم باسط خان نے کے دیئے ہوئے سب زخموں سے گہرا تھا۔

اس کے بھائی کی بیوی باسط خان کی محبت ہے یہ کتنا اذیت ناک انکشاف تھا۔

زرمینے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔ باسط خان نے زرمینے کے چہرے پر نگاہ کی جہاں آنسوؤں کی برسات جاری تھی۔

باسط خان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ آئی تھی۔زرمینے کو تکلیف پہنچا کر اسے محسوس ہوتا تھا کہ وہ ارمان خانزادہ کو شکست دے رہا ہے۔

وہ اس جھوٹی انا اور شکستگی کے احساس میں اسے سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ ایک نازک اور معصوم دل کو روند رہا ہے۔ایک وقت آئے گا اسے ان الفاظ کا کئی گنا ہرجانہ ادا کرنا پڑے گا۔

خانم آج مجھے تمھاری زیادہ ضرورت ہے۔ آج تمھارے خان کو تمھاری ضرورت ہے۔باسط خان نے زرمینے کو دیکھتے ہوئے سگریٹ کا لمبا کش لیا تھا۔

میرے خان۔۔زرمینے نے استھزائیہ مسکراتے ہوے یہ لفظ ادا کیے۔۔

ابھی آپ نے میرے سامنے اپنی محبت کا اعتراف کیا ہے جو آپ کو مجھ سے نہیں کسی اور سے ہے تو پھر میرے خان کیسے ہوئے آپ؟زرمینے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے پہلی دفعہ بنا ڈرے اور بولی تھی۔

تکلیف کی انتہا پر زرمینے کو اپنا آپ یکدم بہت مضبوط لگا تھا۔

باسط خان نے چونکتے ہوئے زرمینے کو دیکھا تھا۔باسط خان کو حیرانگی ہوئی تھی کہ زرمینے کے منہ میں بھی زبان ہے۔

باسط خان اٹھتا کمرے کی لائٹ آن کرتا زرمینے کے مقابل آن کھڑا ہوا۔

ہاں یہ تو ہے میں تمھارا نہیں ہوں۔ کبھی بھی نہیں ہو سکتا تم صرف میرا دل بہلانے کا ذریعہ ہو۔ باسط خان نے سگریٹ کا گہرا کش لے کر دھواں اپنے اندر جمع کیا تھا اور پھر تمام دھواں زرمینے کے چہرے پر چھوڑ دیا۔

سگریٹ کا دھواں زرمینے سے ویسے بھی برداشت نہیں ہوتا تھا۔ اس کا سانس رکنے لگتا تھا۔ یکدم زرمینے کو کھانسی کا دورہ پڑا۔

باسط خان کے چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیلی تھی۔

خانم اتنا ہی بولا کرو جتنا تم برداشت کر سکو۔ تمھیں صرف میری بات کے جواب میں جی کہنا چاہیے تھا۔ اس کے آگے تمھیں بولنے کی اجازت نہیں۔ باسط خان نے کہتے ہوئے زرمینے کی چادر کھینچ کر اتارتے ہوئے بیڈ پر اچھالی تھی۔۔

نہیں سائیں آج نہیں جب بلائیں گے چلی آؤں گی جو کہیں گے وہ کروں گی مگر آپ کی محبت کے ماتم میں میں آپ کا ساتھ نہیں دے سکتی۔۔ اتنا حوصلہ نہیں ہے مجھ میں۔ زرمینے سپاٹ لہجے میں کہتی ہوئی اپنی چادر اٹھانے کے لیے بیڈ کی طرف بڑھی تھی۔

جب باسط خان کے ہاتھ میں زرمینے کی لمبی گھنی چٹیا آئی تھی۔

باسط خان نے اسے ہاتھ میں لپیٹتے ہوئے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا تو زرمینے درد سے کراہ اُٹھی تھی زرمینے کی پشت باسط خان کے چوڑے کشادہ سینے کے ساتھ لگی۔

کہا تھا خانم میرے سامنے جی کے علاوہ کبھی کچھ اور مت بولنا۔ کیونکہ تم خاموش مجھے منحوس لگتی ہو زہر لگتی ہو۔۔ تو سوچو جب بولتی ہو گی تو میری تمھارے لیے ناپسندیدگی میں کتنا آضافہ ہوتا ہو گا۔ وہ پھر سے اس کے دل پر اپنے لفظوں سے کاری وار کر رہا تھا۔۔۔

تمھیں تمھارے بھائی کے کیے ہوے کا ہرجانہ تو بھرنا پڑے گا۔ وہ بھی سود سمیت۔

باسط خان نے زرمینے کے کان میں زہریلے انداز میں بولتے ہوئے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا اور اس پر مکمل طور پر حاوی ہوا۔

نہیں سائیں آج مت کریں یہ سب۔ آج جانے دیں۔ آج مجھ پر رحم کریں مجھ میں سکت نہیں اپنے زخمی دل کے ساتھ آپ کی حیوانیت برداشت کروں۔

زرمینے پہلی دفعہ باسط خان کے حصار میں چلائی تھی۔

باسط خان کو تو زرمینے کے لب و لہجے نے آگ لگا دی تھی۔ اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

زرمینے اس کے سامنے بھی بول سکتی ہے۔ اسے اس کا حق لینے سے روک سکتی ہے۔

خانم آج میں تمھارا وہ حال کروں گا کہ تم یاد کرو گی۔

آج میں تم پر اپنی حیوانیت کی چھاپ اس طرح چھوڑوں گا کہ تم آئندہ میرے سامنے بولنے کے قابل نہیں رہو گی۔

اور میں چاہتا ہوں تم میری حیوانیت کے قصے اپنے بھائی کو بتاؤ۔

نہیں بتاؤ نہیں بلکہ دکھاؤ۔۔ میری حیوانیت کے نشان۔ جب تم اس کمرے سے نکلو گی تمھارے بھائی کے چہرے پر پھیلا کرب اور بے بسی دیکھوں گا جو میں نینا کو اس کے ساتھ دیکھ کر محسوس کرتا ہوں۔ باسط خان نے کہتے ہوئے اپنے دانت پوری قوت سے زرمینے کی شہ رگ پر گاڑھے کہ زرمینے اس کے حصار میں مچل اٹھی تھی۔ زرمینے کی چیخ باسط خان نے اپنا مضبوط ہاتھ اس کے منہ پر جما کر روکی تھی۔ باسط خان نے اس کی شفاف گردن پر ہر جگہ شدت س اپنے دانت گاڑھے اور پھر اس کے منہ پر جھکتا اس کی سانسیں بند کر کے اس کی سانسوں کے ساتھ کافی دیر تک کھیلتا رہا۔ زرمینے کے ہونٹوں کا رنگ گہرا سرخ کرتا وہ پیچھے ہوا تھا اور اسے سانس لینے کا موقع دیا۔

زرمینے نے لمبے گہرے سانس لیتے ہوئے بہتے آنسوؤں کے ساتھ زخمی نظروں سے باسط خان کو دیکھا تو باسط خان نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھ کے گوشوں سے نمی اپنی انگلیوں کے پوروں سے صاف کی تھیں۔۔ اور پھر جھک کر نرمی سے اس کے چہرے پر اپنا لمس بکھیرتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔ خانم آئندہ مجھ سے زبان چلاتے ہوئے سو بار سوچنا۔۔ آج تو مجھے تمھارا یہ معصوم چہرہ دیکھ کر تم پر ترس آگیا۔ مگر وعدہ کرتا ہوں آئندہ تم نے میرے آگے منہ کھولا تو لائٹ آف کر کے تمھارے پاس آؤں گا تاکہ تمھارے معصوم چہرے پر میری نظر نہ پڑے اور پھر میری حیوانیت کی کوئی حد نہیں ہو گی۔ باسط خان زرمینے پر طنزیہ مسکراہٹ اچھالتے ہوئے اس کے اوپر سے ہٹا تھا۔

جاؤ یہاں سے میں تمھیں اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ تم میرے درد کی دوا بنو۔
تم صرف باسط خان کی ضرورت ہو اور آج باسط خان کو مرہم کی ضرورت ہے وہ تم کبھی نہیں ہو سکتی۔

باسط خان زرمینے پر نفرت بھری نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا۔
زرمینے کے دل میں باسط خان کے لیے ایک ایسی گانٹھ پڑ گئی تھی۔ جو اب شاید باسط خان کے کھولنے پر بھی نہیں کھلنی تھی۔

ارمان تمھیں کوئی اعتراض تو نہیں جو فیصلہ میں نے لیا ہے؟ خان دادا نے سنجیدگی بھرے لہجے میں بارعب انداز میں ارمان خان سے پوچھا تھا۔
نہیں خان دادا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں خود بھی یہی چاہتا تھا۔ ارمان نے مؤدب لہجے میں خان دادا کی بات سے اتفاق کیا تھا۔
ٹھیک ہے پھر زرمینے کی رخصتی کے اگلے دن تمھارا اور باسط خان کا ولیمہ ہو گا۔ خان دادا نے اپنی بات مکمل کی تو مردان خانے میں بیٹھے تمام مرد حضرات نے خان دادا کے فیصلے کی تائید کی تھی۔
ارمان خانزادہ مجھے ولیمے کی تقریب میں کوئی کمی نہیں چاہیے۔ بہت بڑی تقریب ہونی چاہیے ۔ آخر میرے پوتوں کا ولیمہ ہے۔ خان دادا تفاخر سے ارمان خانزادہ کو دیکھتے ہوئے بولے۔

وہ کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں چاہتے تھے۔ بہت شاندار بہت اعلیٰ قسم کی تقریب چاہتے تھے کہ لوگ برسوں یاد رکھیں۔ آخر ولیمہ ان کے پوتوں کا تھا۔ اور ارمان خانزادہ میں تو ان کی جان تھی۔

نینا اپنے کمرے میں اپنی الماری سیٹ کر رہی تھی جب پری وش نے دروازہ ناک کیا تھا۔ اور نینا کی اجازت ملنے پر اندر آئی تھی۔

نینا پری وش کو دیکھتے مسکرائی تھی اور اسے دروازے پہ ہی جمے دیکھ کے اسے اندر آنے کو کہا ۔وہ جھجھکتی ہوئی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اندر آئی تھی۔

بھابھی میں پری وش۔ مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا۔ وہ سب باہر کہہ رہے تھے آپ بہت خوبصورت ہیں اور۔۔۔۔۔۔۔ پری وش اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی تھی۔

اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا؟ نینا نے اسے بات ادھوری چھوڑنے پہ سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

اور یہی کہ آپ بہت۔۔۔۔۔۔۔۔ پری وش اتنا کہہ کر پرسے خاموش ہو گئی۔

کیا کہہ رہے تھے میرے بارے میں؟ نینا نے مسکراتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔ تاکہ اس کی جھجھک دور ہو سکے۔

وہ سب کہہ رہے تھے وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہچکچاہٹ کا شکار تھی۔

نینا نے غور سے پری وش کو دیکھا تھا جو سرخ و سفید رنگت کی مالک تھی اور کافی معصوم بھی تھی۔

بتاؤ ناں کیا کہہ رہے تھے؟ نینا نے مسکراتے ہوئے پھر سے نرمی سے پوچھا۔

یہی کہ آپ بہت مغرور اور زبان دراز ہیں۔

پری وش آہستگی سے بولی تو نینا کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اتنی سی بات کہتے ہوئے تم اتنا ہچکچا کیوں رہی تھی۔

انھیں میرے بارے میں جو لگا وہ انہوں نے کہہ دیا۔ اب ہم کسی کی زبان تو نہیں پکڑ سکتے ناں۔ ویسے بھی ہر انسان اپنی عقل کے مطابق بات کرتا ہے۔ اور سوچتا ہے۔ نینا نے مسکرا کر کہا تو پری وش آنکھیں جھپکتے نینا کے ڈمپل کو دیکھ رہی تھی۔ جو اسے بہت اچھا لگا تھا۔

آپ بہت خوبصورت ہیں اور اچھی بھی ہیں۔ بالکل ارمان لالا کی طرح۔ پری وش کو نینا بہت پسند آئی تھی۔

اچھا تمھارے لالا اچھے بھی ہیں؟ یہ بات مجھے آج پتہ چلی ہے۔ نینا لب دانتوں تلے دبائے شراراتی انداز میں کہتے ہوئے ہنس پڑی تھی۔

اچھے ہیں تو آپ نے ان سے شادی کی ہے۔ پری وش معصومیت سے بولی

میں نے ان سے شادی نہیں کی انہوں نے مجھ سے کی ہے۔ نینا کی بات پہ پری وش نے حیرانگی سے نینا کو دیکھا تھا۔ اس بات کا کیا مطلب ہوا۔۔۔۔

اچھا مجھے یہ بتاؤ تم مسٹر خان کی کون ہو۔ انہوں نے تو مجھے بتایا تھا کہ ان کہ دو بہنیں ہیں رمل اور زرمینے۔ تم حرا کی بہن ہو؟ نینا نے اپنے کپڑے الماری میں رکھتے ہوئے پری وش کو ایک نظر دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ نینا کو پری وش سے باتیں کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

مسٹر خان کون ہیں۔۔ پری وش نے پوچھا۔۔

تمہارے ارمان لالا۔۔ نینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

نہیں میں تو ان کے گھر کی ملازمہ کی بیٹی ہوں۔

مورے آج سے سات سال پہلے اللہ کے پاس چلی گئیں۔ تو تب سے میں ادھر ہی رہ رہی ہوں۔

مگر ارمان لالا مجھے زرمینے اور رمل باجی کی طرح پیار کرتے ہیں۔ وہ مجھے اپنی بہن مانتے ہیں۔ جو وہ زرمینے اور رمل باجی کے لیے لاتے ہیں وہیں میرے لیے لاتے ہیں یہ دیکھیں یہ سوٹ بھی وہ شہر سے میرے لیے لائے ہیں۔ پری وش نے اپنے ڈریس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

نینا نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا جو ڈریس پہن کر بچوں کی طرح خوش نظر آرہی تھی۔

اچھا ادھر آؤ میرے پاس یہاں میرے پاس آکر بیٹھو۔ نینا کا معصوم دل ایک دم پری وش کے لیے پریشان ہوا تھا۔ جس کا کوئی بھی نہیں تھا۔

یہ بتاؤ تم پڑھتی ہو؟ نینا نے اسے اپنے پاس بیڈ پر بٹھاتے ہوئے سوال کیا۔

ہاں میں میٹرک کر رہی ہوں۔۔۔وہ بھی سائنس میں۔۔

پری وش نے خوشی سے چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ بتایا۔

جب میری مورے زندہ تھیں۔۔تب ہی انہوں نے مجھے سکول داخل کروایا تھا۔۔مورے بالکل خوش نہیں تھیں میرے سکول جانے پر۔۔پر ارمان لالا نے انہیں سمجھایا کہ میرا سکول جانا بہت ضروری ہے۔اب لالا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میٹرک میں اچھے نمبر آئے وہ تو مجھے کالج میں بھی داخل کروائیں گے۔مجھے ڈاکٹر بنائیں گے۔پری وش معصومیت سے آنکھوں میں ڈھیروں خواب لیے بتا رہی تھی۔

بھابھی آپ تو شہر سے آئی ہیں۔مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ بہت پڑھی لکھی ہیں۔۔مجھے میتھ میں مسئلہ ہے۔

سکول میں استانی جو پڑھاتی ہیں۔۔وہ مجھے سمجھ نہیں آتا کیا اپ مجھے سمجھا دیں گی۔۔پری وش نے ہچکچاتے ہوئے نینا سے پوچھا۔۔

ہاں میں سمجھا دوں گی تم تمہیں۔کوئی اور سبجیکٹ میں پرابلم ہو تو وہ بھی مجھے بتانا۔لیکن اگر تمہیں ڈاکٹر بننا ہے تو تمہیں اچھی سی اکیڈمی بھی جوائن کرنی چاہیے۔نینا نے پری وش کو مشورہ دیا۔۔

بھابھی ارمان لالا نے مجھے بہت مشکل سے سکول داخل کروایا ہے۔ گھر میں سب خفا تھے کہ میں ملازمہ کی بیٹی ہوں۔ مجھے سکول داخل کروانے کی ضرورت نہیں۔۔ پری وش کی انکھوں میں انسوائے تھے۔۔

ٹھیک ہے جب تک میں یہاں ہوں تم مجھ سے سمجھ لینا۔ پھر میں مسٹر خان سے کہہ کر تمہارے لیے ایک سیل فون آرڈر کروادوں گی۔ تم نیٹ سے بھی دیکھ کر سب کچھ سمجھ سکتی ہو۔ تمہارے پاس فون تو ہو گا ناں۔ نینا نے اسے بتاتے ہوئے اچانک سے پوچھا تھا۔

بھابھی یہاں حویلی میں کسی عورت کے پاس فون نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اجازت ہے۔ پری وش کے بتانے پر نینا کچھ پل کے لیے حیرت زدہ ہو گئی تھی۔

نینا نے جھرجھری لی تھی کہ یہاں عورتیں کیسے وقت گزارتی ہیں۔ وہ تو ایک ہی دن میں بیزار ہو گئی تھی نہ اس کے پاس فون تھا اور نہ ہی وہ جلدی میں اپنی کتابیں لائی تھی۔

نینا کو اب افسوس ہوا تھا کہ وہ اپنی کتابیں تو لے آتی۔ فون کا یاد کر کے وہ مزید افسردہ ہوئی تھی۔ اگر اس کے پاس فون ہوتا تو وہ اپنی کتابیں آن لائن آرڈر کر لیتی اور ساتھ پری وش کو ایک عدد فون آرڈر کر دیتی۔

نینا نے پری وش کو دیکھا جو بمشکل سترہ سال کی ہو گی۔ بہت خوبصورت اور معصوم تھی۔ بلکہ حویلی کی تمام عورتیں کافی خوبصورت تھیں۔

پری وش اب نینا کے ساتھ اس کے کپڑے سیٹ کروانے لگی تھی۔ نینا نے مسکراتے ہوئے ایک دفعہ پھر سے پریوش کو دیکھا۔

نینا کو پری وش بہت اپنی سی لگی تھی۔ بلکہ بہت زیادہ اپنی لگی تھی۔

نینا نے سوچ لیا تھا کہ وہ پری وش کو اپنے ساتھ شہر لے جائے گی اور اس کا وہیں کسی اچھے کالج میں ایڈمیشن کروائے گی۔

تاکہ پری وش کا ڈاکٹر بننے کا خواب پورا ہو سکے۔

ارمان خانزادہ کو حویلی میں ہونے والی نینا اور راحیلہ خانم کی جھڑپ کے بارے میں سب پتہ چل گیا تھا۔

ارمان نے غنچہ سے اس بارے میں پوچھا تو غنچہ نے ارمان خان کو ایک ایک بات بتائی تھی۔

نینا نے جو کچھ کہا وہ سب کچھ بتایا بلکہ مصالحہ لگا کر بتایا تھا۔

ارمان خان نے لب بھینچتے ہوئے یہ سب سنا تھا اور غنچہ کو سختی سے یہ بات مردان خانے کے کسی بھی مرد کو بتانے سے منع کیا تھا۔

ارمان کمرے میں ایا تو نینا کمبل لیے کروٹ کے بال لیٹی ہوئی تھی۔ ارمان خان نے کمرے میں آکر سب سے پہلے اپنی عادت کے مطابق شاور لیا تھا اور آرام دہ لباس پہن کر بیڈ پر آیا اور نینا کو کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔

اور اس پر جھکتے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیتے ہوئے نینا کے لبوں کا جام پینے لگا اور پھر اس سے الگ ہوئے اسے اپنی بانہوں میں لیے اس کا سر اپنے سینے پر رکھا تھا۔

کیا ہوا اداس کیوں لگ رہی ہو؟ کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟ ارمان خان نے نینا کے بالوں کو چومتے ہوئے کہا۔

مسٹر خان،،، میں تو یہاں پر بور ہو چکی ہوں۔ آج پہلا دن تھا اور وہ اتنا لمبا تھا کہ گزر ہی نہیں رہا تھا۔ شہر میں تو دن کب گزرتا تھا پتہ ہی نہیں چلتا تھا اور میرے پاس میرا موبائل بھی نہیں ہے۔

ایک کام کریں آپ میرا نیا سیل فون آرڈر کر دیں اور ایک پری وش کے لیے بھی آرڈر کر دیں۔ اس سے اپنے کچھ سبجیکٹس میں پرابلم ہے تو وہ نیٹ سے سمجھ لے گی۔

نینا نے ارمان کے سینے پر سر رکھے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر نینا کی بات پر تناؤ کی کیفیت آئی تھی۔ پری وش موبائل نہیں رکھ سکتی تھی۔

خان دادا کو پسند نہیں ہے کہ حویلی کی عورتیں موبائل رکھیں اور دیکھا جائے تو میں بھی اسی حق میں ہوں۔ یہ موبائل فون فضول ہے اس کی کوئی خاص ضرورت بھی نہیں حویلی کی عورتوں کو۔ ارمان خان نے لب بھینچتے ہوئے کہا

ویٹ ویٹ مسٹر خان۔۔۔۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ کس طرح کی سوچ ہے؟ اگر حویلی کے مرد موبائل رکھ سکتے ہیں تو عورتیں کیوں نہیں۔۔

عورتوں کو آپ الگ کیٹیگری میں کیوں رکھتے ہیں۔ ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں جیسے وہ کوئی اور ہی مخلوق ہیں۔ جس کی اپنی کوئی خواہشات ءء ضروریات ہی نہیں ہیں۔ نینا ارمان کی بات پہ بھڑکتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

کیا مطلب ہے اس بات کا کہ کیا سلوک کرتے ہیں؟ جہاں تک خواہشات ضروریات کی بات ہے پوری ہو تو رہی ہیں۔

یہ موبائل فون کہاں سے ضرورت میں آ گیا۔ جو جیسا چل رہا ہے اسے ویسا ہی چلنے دو۔ پری وش موبائل کے بغیر بھی بہت اچھے نمبر لیتی آئی ہے۔ آگے بھی لے لے گی تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔ ارمان خان بھی نینا کی بات پہ تقریباً بھڑک اٹھا تھا۔

مجھے کوئی ضرورت ہے بھی نہیں کہ آپ کے گھر والوں کے معاملات میں بولوں۔ اور انہیں کوئی مشورہ دوں۔ آپ کی حویلی کی عورتیں رہتی ہوں گی موبائل کے بغیر مگر میں نہیں رہ سکتی۔ مجھے میرا فون آرڈر کر دیں۔ نینا غصے سے بولتے ہوئے اپنے بال جوڑے کی صورت میں لپیٹنے لگی۔

تمھیں کیسے آرڈر کر دوں تم حویلی کی عورتوں میں نہیں آتی کیا؟؟ ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑتے خود کی طرف کھینچا تھا۔

کیا مطلب ہے آپ کی بات کا؟ کہیں آپ نے میرا فون جان بوجھ کر تو نہیں غائب کیا۔ نینا سکتے کے عالم میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے بولی تھی۔

ایسا کچھ نہیں ہے میں آرڈر کر دوں گا۔ لیکن کچھ دن لگیں گے ابھی تم ابھی تم گھر میں شادی کے فنکشن انجوائے کرو اور اپنے ولیمے کو بھی۔

ارمان خان نے نینا کی کمر پر حصار مضبوط کرتے ہوئے رخ پلٹا تھا۔ نینا کو پیار سے بیڈ پر لٹاتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر نرمی سے اپنا انگوٹھا پھیرنے لگا۔ ہمارا ولیمہ ؟ نینا نے کہتے ہوئے ارمان کے ہاتھ ناراضگی سے اپنے چہرے سے جھٹکے تھے۔ اس کے ہاتھ جھٹکنے پر ارمان گہرا مسکرایا تھا۔ وہ اسے ناراضگی میں زیادہ اٹریکٹ کرتی تھی۔

ویسے ارمان کی جان اس ٹائم آپ ناراض نہ ہو یہ ہو سکتا ہے بھلا۔ جانتی ہو تمھاری قربت کمزوری ہے میری۔ تمھارے بغیر میں نہیں رہ سکتا۔ اس لیئے نخرے دکھاتی ہو۔ ارمان خمار آلود لہجے میں کہتے ہوئے نینا کے گال کو چومنے لگا۔

اور آپ میری ناراضگی کی پرواہ کرتے ہوئے میری جان بخشی کر دیں یہ ہو سکتا ہے بھلا۔ نخرے دکھانے کا بھی کیا فائدہ۔

آپ کون سا اٹھاتے ہیں۔ نینا نے ناراضگی بھرے انداز میں شکوہ کیا تھا۔

ویسے ادھر آ کے زیادہ شکایتیں نہیں ہو گئیں تمھیں مجھ سے۔ ارمان نینا کے ناراضگی بھرے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پہ جھکا ہی تھا کہ نینا نے غصے سے اپنا منہ پھیر لیا۔

ارمان نے گہرا سانس لیتے ہوئے نینا کو دیکھا جو اس سے شدید ناراض ہوتے ہوئے اس کی طرف سے رخ موڑ چکی تھی۔

کیسے دور ہو گی یہ ناراضگی اب۔۔ارمان نے نینا کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔

آپ یہاں آکر بدل چکے ہیں۔ آپ کا پیار کم ہو گیا ہے مجھ سے۔ نینا نے یونہی رخ پلٹے ہی ایک اور شکوہ کیا تھا۔

وہ کیسے ذرا ایکسپلین کرو۔ سارا سارا دن تمھارا چہرہ میری نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ اور جہاں تک پیار کی بات ہے تم خود ہی رونے لگ جاتی ہو ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے شرارتی انداز میں کہتے ہوئے نینا کا رخ اپنی طرف پلٹا تھا۔

ارمان کی بات پر نینا کو مزید غصہ آیا تھا۔ نینا نے ارمان سے دور ہونا چاہا مگر ارمان نینا کے اور قریب ہوا تھا۔

اچھا جان ناراضگی دور کرو۔ سارا دن میں ان لمحوں کا انتظار کرتا ہوں۔ اور تمھیں اس ٹائم ناراض ہونا ہوتا ہے مجھ سے۔ ارمان نے نینا کی گردن میں منہ چھپایا تھا۔

مائے ڈارلنگ ءءمائے سویٹ ہارٹ ءءءارمان کی جان ءءءپرسوں ہمارا ولیمہ بھی ہے اور مجھے شدت سے انتظار ہے جب تم دلہن بنو گی میرے لئے سجو گی۔

میں چاہتا ہوں اس دن تم مجھ سے بالکل نہ لڑو۔۔۔بلکہ شرماتے ہوئے بنی سنوری میرا انتظار کرو۔

اور میں تمھیں پور پور اپنی چاہت کی بارش میں بھگوؤں اپنی محبت کی خوشبو میں تمھارے پورے وجود کو مہکاتے ہوئے تمھیں صندل کر دوں۔ تم پور پور مہک اٹھو۔ ارمان خان نے پیار سے نینا کے چہرے کو دیکھتے ہوئے اس کے ڈمپل والی جگہ پر اپنے لب رکھے۔

ارمان کی باتوں پہ ہمیشہ کی طرح نینا کا دل دھڑکا تھا۔ چہرے پر شرم ہو حیا کی سرخی چھائی تھی۔

جسے وہ غصے اور ناراضگی میں چھپا چکی تھی۔

ارمان اس کے چہرے پر خوبصورت رنگ بکھرنے پر محفوظ ہوتے ہیں مسکرا اٹھا تھا۔ نینا ولیمے کا سن کر اداس بھی ہوئی تھی۔ اس کا ولیمہ اور اس کے ماں باپ اور بھائی ہی نہیں ہوں گے۔ نینا کی انکھیں نم ہوئیں تھیں۔

کیا ہوا ہے۔۔۔ تمھیں خوشی نہیں ہوئی۔ ارمان نے پیار سے نینا کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے اور اسے نرمی سے اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے اپنے سینے کے ساتھ لپٹایا تھا۔

ارمان خان کافی دیر تک نینا کو اپنے سینے میں بھینچے اس سے بہت میٹھی اور پیار بھری باتیں کرتا رہا تھا۔ نینا ہوں ہاں میں جواب دیتے ہوئے اس کے سینے کے ساتھ لپٹے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔

کچھ دیر بعد وہ اس کی بانہوں میں گہری نیند سو چکی تھی۔

ارمان نے نرمی سے اسے بیڈ پر لٹایا اور نرمی سے اس کے چہرے پر اپنا لمس بکھیرنے لگا کافر دیر تک اس کے ایک ایک نقش کو اپنے لبوں سے چھو کر محسوس کرنے لگا۔

اور پھر اس کے پیٹ پر ہاتھ رکھے اس کے بے حد قریب ہوتا سکون سے انکھیں موند گیا تھا ۔ تھوڑی ہی دیر میں ارمان اسے بانہوں میں لیے گہری نیند سو چکا تھا۔ وہ دونوں ہی ایک دوسرے کی بانہوں میں گہری اور پر سکون نیند سو رہے تھے۔۔۔۔۔۔

حویلی میں زور و شور سے شادی کی تیاریاں جاری تھیں۔ پچھلے دو دن سے ارمان خان زیادہ تر وقت مردان خانے میں گزارتا۔

رات گئے کمرے میں آتا اور صبح سویرے پھر چلا جاتا۔ نینا تو بہت بور ہو رہی تھی۔ وہ تو شکر ہے رمل شہر سے آچکی تھی اس لیے نینا زیادہ تر وقت رمل کے کمرے میں اس کے ساتھ گزارتی۔

نینا نے محسوس کیا تھا زرمینے کافی خاموش سی تھی اس کے چہرے پر کسی قسم کی خوشی کے رمک نہ تھی۔ نہ ہی وہ شادی کی کسی تیاری میں کوئی حصہ لے رہی تھی۔ زیادہ وقت کچن میں ہی گزارتی اور کمرے میں آتی بھی تو خاموشی ہی ہوتی۔

نینارات کے کھانے کے بعد کمرے کی بالکونی میں کھڑی بہتے دریا کا شور سن رہی تھی دریا پر چاندنی سی بکھری عجیب پر فسوں منظر پیش کر رہی تھی۔ نینا گرم شال سے خود کو اچھی طرح کور کیے سردی انجوائے کرتے ہوئے بہتے دریا کا شور سن رہی تھی۔

جب ارمان خانزادہ اس کے پیچھے آکر کھڑا ہوا تھا۔ نینا نے ارمان کے اینٹلی ہلکی ہلکی اور اس کے قدموں کی آہٹ محسوس کر لی تھی۔

مگر پیچھے مڑ کر نہ دیکھا تھا وہ ارمان خانزادہ سے ناراض تھی۔ پچھلے دو دن سے مردان خانے میں سارا وقت گزار دیتا اور رات گئے آتا تو اس کی نیند کی پرواہ کیے بغیر اسے جگا دیتا اور پھر صبح اس کے اٹھنے سے پہلے کمرے سے چلا جاتا۔

نینا نے ارمان سے اسے شاپنگ پر بھی لے جانے کو کہا۔ اس نے وہ بھی منع کر دیا تھا کہ اس کے پاس ٹائم نہیں ہے۔ اور اس نے شادی میں پہننے کے لیے اس کے لیے اور باقی سب گھر والوں کے لیے ڈریسز آرڈر کر دیے ہیں، مہندی سے ایک دن پہلے آجائیں گے۔

ارمان نے نینا کو پیچھے سے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے اس کی سائیڈ گردن پر شدت سے کس کی تھی۔

مگر نینا نے کوئی رسپانس نہیں دیا تھا۔ ارمان گہرا مسکرایا تھا اس کی ناراضگی پر۔ وہ یہاں آکر بات بات پر اس سے روٹھنے لگی تھی۔ ارمان نے اپنا حصار اور مضبوط کرتے ہوئے شوخ سی بے باک شرارت کی تھی۔

نینا کا رنگ سرخ پڑا تھا اس کی بے باکی پر اور غصہ بھی بہت آیا تھا ارمان خانزادہ پر۔
اس کی بے باک شوخ شرارتیں جب بھڑنے لگی تو نینا نے غصے سے خود کو چھڑوانا چاہا تو ارمان نے اپنے ہاتھ اور زیادہ سختی سے نینا کے پیٹ پر جماتے ہوئے اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔
نینا نے جھنجھلاتے ہوئے اپنے مزاحمت ترک کر دی تھی۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے نینا کی سائیڈ گردن پر شدت سے اپنے دانت گاڑھے کہ نینا مچل اٹھی تھی۔ ارمان کی شدت پر انکھوں میں آنسو ائے تھے۔
ارمان نے نینا کے گرد اپنا حصار ہٹاتے ہوئے نینا کا رخ اپنی طرف کیا تو نینا نے آنکھوں میں آنسو بھر کر شکوہ کناہ نگاہوں سے ارمان کو دیکھا اور پھر غصے سے کمرے میں چلی آئی تھی اور دروازے کی جانب اپنے قدم بڑھائے تھے۔
ارمان نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے نینا کو کلائی سے پکڑ کر اپنے سینے کے ساتھ لگایا اور روم کا دروازہ لاک کر دیا۔ کیا مسئلہ ہے کس لیے ناراض ہو۔ اتنا غصہ کیوں آرہا ہے؟
ارمان خان نے نینا کو خود میں زور سے بھینچتے ہوئے الگ کیا اور نینا کے خوبصورت چہرے کو گیری نظروں سے دیکھتے ہوئے پیار سے اس کے چہرے کو ٹھوڑی سی پکڑ کر اوپر اٹھایا۔
آپ یہاں پر کیا کر رہے ہیں؟ لگتا ہے غلطی سے یہاں پر آگئے ہیں یا پھر آپ کو یاد آگیا ہے کہ آپ کی ایک عدد بیوی بھی ہے۔ نینا ارمان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے منہ بناتے ہوئے بولی تھی۔

اور پھر ایک پل کے لیا خاموش ہوتے ہوئے ارمان خانزادہ کو دیکھا تھا جو اسے گہری نظروں سے خاموشی سے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا نینا کا مزید پارہ ہائی ہوا تھا اسے مسکراتا اور خاموش دیکھ کر۔

اوہ۔ میں بھی کیسا سوال کر رہی ہوں آپ سے؟ بیوی تو آپ کو بھولتی ہی کب ہے؟ وہ تو رات کو ہی یاد آتی ہے۔ نینا نے غصے سے منہ بناتے ہوئے ارمان خنزادہ پر طنز کیا تھا تو ارمان خان نے یوں ہی مسکراتے ہوئے اسے خود کے قریب کیا تھا۔

اور نینا کی گردن پر پھر سے اپنی گہری شدت چھوڑی تو نینا نے مچلتے ہوئے اسے دونوں ہاتھوں سے دور دھکیلا تھا۔

یہ کیا ہے مسٹر خان؟ کل گھر میں شادی ہے کتنی ہی مہمان خواتین ہوں گی۔ کیا سوچیں گی میرے بارے میں۔ نینا نے روہانسے ہوتے آئینے میں اپنی گردن پر پڑے ارمان کی شدتوں کے نشان دیکھے تھے۔

اچھا تو پھر چلو۔۔ میری جان بیڈ پر چلتے ہیں۔ ایسی جگہ شدتیں چھوڑوں گا جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے شرارتی انداز میں کہتے ہوئے نینا کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر اس کی بے باکی سے بھرے جملے پر شدید قسم کی سرخی چھائی تھی۔ دوسرے ہی پل آنکھوں میں آنسو پانی کی صورت میں جمع ہوئے۔

اسی لیے کمرے میں آئے ہیں نہ آپ؟ نینا نے دکھ سے بھیگی پلکوں سے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

نینا کی بات پر ارمان کے چہرے پر یکدم سنجیدگی چھائی تھی۔ کس لیے آیا ہوں میں۔ ارمان خان نے ابرو اچکائے سنجیدگی بھرے لہجے میں سوال کیا۔

آپ اچھی طرح جانتے ہیں میں کیا کہہ رہی ہوں؟

اور یہ بھی کہ آپ کس لیے آئے ہیں روم میں۔

نینا نے غصے سے کہتے ہوئے اپنی نگاہیں پھیریں تھی۔

میں تمھارے منہ سے سننا چاہتا ہوں کہ میں تمھارے پاس کیوں آتا ہوں؟ کیا چیز کھینچ کر لاتی ہے تمھارے پاس ء تمھاری طلب، تمھاری خواہش کہ تمھاری حوس۔

ارمان نے لب بھینچتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ نینا نے کوئی جواب نہیں دیا تھا بلکہ منہ پھلائے نظریں پھیرے کھڑی رہی تھی۔

سمجھ نہیں آتا تم عورتوں کا مسئلہ کیا ہے پاس آؤ تو مسئلہ نہ آؤ تو مسئلہ۔ اگر تمہارے پاس دو دن نہ آؤں تو تم نے ہی شکوہ کرنا ہے کہ میری محبت میں کمی آگئی ہے میرا دل بھر گیا ہے تم سے۔

اور اگر میں تمھاری قربت کی خواہش لے کر کمرے میں آتا ہوں۔ تو کون ہو تم میری۔ بیوی ہو میری۔ سکون ہو میرا۔ میرے ہی سکون کے لیئے اللہ نے تمھیں میرے لیئے تخلیق کیا ہے۔

اگر ایسی کوئی چیز دل میں جاگتی بھی ہے۔ ایسا کوئی تقاضا پریشان کرتا بھی ہے تو صرف تمھارا چہرہ ہی میری نظروں کے سامنے آتا ہے۔ کہیں بھی ہوں۔

دس لوگوں کے درمیان بیٹھا ہوں تمہارا حسین چہرہ چھم سے میری نظروں کے سامنے آجاتا ہے تمہاری شدید طلب میرے انگ انگ میں جاگ کر تمہارے لیے پیاس کا روپ اختیار کر لیتی ہیں۔

اور تمہارے پاس دوڑا چلا آتا ہوں۔ آئندہ اس کمرے میں آؤں گا بھی تو ایسی کوئی خواہش لے کر نہیں آؤں گا۔ اور ابھی بھی غلطی میری ہی ہے جو یہاں پر چلا یا۔ سو کام تھے مجھے۔ میرے دوست ڈیرے پر میرا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے میرے لیے دعوت کا انتظام کر رکھا تھا مگر میں انہیں منع کر آیا تھا۔ کیونکہ مجھے اپنی بیوی یاد آرہی تھی۔

ارمان خان نے غصے سے بولتے ہوئے دروازے کی طرف رخ کیا تھا۔

کہاں جارہے ہیں اب آپ نینا ارمان کے کمرے سے جانے پر پریشان ہوئی تھی اور مزید غصہ آیا تھا۔

اس لیے جھنجھلاتے ہوئے ارمان کے سامنے آئی تھی دعوت سے تو منع کر آیا ہوں اب خان دادا کے پاس چلا جاتا ہوں اور کہاں جا سکتا ہوں میں۔ ارمان خان نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔ اس بات کا آپ کو کتنا افسوس ہوتا ہو گا ناں کہ آپ کی بھی حویلی کے مردوں کی طرح دو شادیاں ہوئی ہوتیں تو آپ بھی اپنی دوسری بیوی کے پاس جا رہے ہوتے۔

نینا نے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے لب پھیلائے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

یہ تو ممکن نہیں ہے کیونکہ میری بیوی سوتن قبول کرنے سے اچھا بیوہ ہونا زیادہ پسند کرے گی۔ ارمان خان نے لب بھینچتے ہوئے نینا پر گہرا طنز کیا تھا۔۔

ہاں تو ایسا ہی ہے۔

آپ نے ایسا سوچا بھی تو ایسا ہی کروں گی۔ آپ کی جان لے لوں گی۔ نینا نے بنا شرمندہ ہوئے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھائے اسے وارن کیا تھا۔

ارمان نینا کے انداز پر سر جھٹکتا مسکرا دیا تھا اور اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے قریب کیا۔

کس طریقے سے جان لو گی؟ یہ بھی بتا دو۔۔ ارمان خان نے نینا کے گلابی لبوں پر اپنی نظریں جمائے پوچھا۔

میں میں وہ۔۔۔ہاں وہ میں آپ آپ کے کھانے میں زہر ملادوں گی۔نینا نے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اسے اپنے ارادے سے اگاہ کیا۔۔

پھر تو ہوشیار رہنا پڑے گا۔ارمان خان نے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوے شرارتی لہجے میں کہا۔۔

مسٹر خان دوسری شادی کا سوچیئے گا بھی مت ورنہ سچ میں ایسا ہی کر گزروں گی۔میری جگہ آپ نے کسی اور کو دی تو جان سے مار ڈالوں گی آپ کو۔۔۔۔۔نینا نے ارمان خان کے گریبان کو اپنے دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر غصے سے کہا۔نینا غصے سے پاگل ہوئی تھی ارمان کی بات پر انکھوں سے شرارے سے لپکے تھے۔۔دل میں چنگاریاں سی پھوٹی تھی۔۔وہ ارمان خانزادہ کو کسی بھی حال میں شئیر نہیں کر سکتی تھی۔۔وہ اس کا نظر بھر کر دیکھنا بھی کسی اور کی طرف برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔

میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے نینا۔۔کیونکہ اتنی خوبصورت بیوی کو میں بیوگی کی چادر اوڑھانا پسند نہیں کروں گا۔

ارمان خان نے پھر سے طنز کیا تھا۔

بار بار یہ بات جتانے کا مقصد اب کی بار نینا جھنجھلائی تھی۔کل کیا تماشہ لگایا تھا تم نے؟ارمان خان نے گھورتے ہوئے پوچھا۔

میں نے کوئی تماشہ نہیں لگایا۔ جس نے آپ تک یہ خبر پہنچائی ہے تو یقیناً اس نے آپ کو ساری بات بھی بتائی ہو گی۔ کہ کیا ہوا تھا۔ نینا نے اطمینان سے کہا۔

دیکھو نینا وہ بڑی ہیں اور ویسے بھی حویلی میں ایسا آج تک نہیں ہوا۔۔ اور یوں ملازموں کے سامنے تو بلکل بھی نہیں۔۔ آئندہ تم ایسا کچھ نہیں کرو گی۔ تمھاری آواز کبھی بھی مردان خانے تک نہیں آنی چاہیے۔۔ اور نہ ہی کبھی تم اُدھر کا رخ کرو گی۔ جتنی بھی ضروری بات ہو. جتنا بھی بڑا مسئلہ ہو.. میرے کمرے میں آنے کا انتظار کرو گی۔۔ اور نہ ہی کبھی آئندہ کسی کے معاملے میں تم بولو گی۔ اب کی بار تو معاف کر رہا ہوں۔ مگر آئندہ نہیں۔ بہت سختی سے پیش آؤں گا۔۔ ارمان خان نے سخت لہجے میں تنبیہہ کی۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کا کہ آپ مجھے معاف کر رہے ہیں۔ اور آپ مجھ سے سختی سے پیش آئیں گے۔۔ کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔ کلیر لی سمجھائے گیں آپ مجھے۔۔

اور کیا کہا آپ نے وہ بڑی ہیں تو کیا کچھ بھی کہیں گی، کچھ بھی کریں گی، کسی پر بھی ہاتھ اُٹھائیں گی۔۔ بڑے ہونے کا مطلب آپ کے پاس کچھ بھی کرنے کا پرمٹ ہوتا ہے۔۔ آپ کو انھیں سمجھانا چاہیے جنھوں نے آپ کی بہن پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی اور آپ یہاں مجھے باتیں سنا رہے ہیں۔ نینا ارمان کی باتوں پر آچھی خاصی تپ اٹھی تھی۔۔

نینا،،،زرمینے میری بہن ہے۔میں اچھی طرح راحیلہ خانم کو سمجھا چکا ہوں۔میرا ایک دفعہ ہی کہنا ان کے لیے بہت ہے۔آئندہ وہ کبھی زرمینے پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گی۔مگر تم آئندہ کسی کے معاملے میں نہیں بولو گی۔

سمجھی تم۔۔۔ارمان خان نے سخت لہجے مُیں نینا کو سمجھایا تھا۔

ٹھیک ہے جیسے آپ کہیں مسٹر خان۔۔اور یہ بھی بتادیں ابھی کے لیے میرے لیے کیا حکم ہے۔۔اگر آپ کی اجازت ہو تو میں سونے جاسکتی ہوں یا رات بھر یہاں کھڑے ہو کر آپ کے لیکچر سنوں۔آپ کی دھمکیاں سننی ہوں گی مجھے۔۔نینا ارمان خان کی باتوں پر نروٹھے انداز میں ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

ارمان نے بھرپور گہری استحقاق بھری نظر نینا پر ڈالی تھی جو آف وائٹ کلر کی سلکی لانگ گاؤن نائٹی پہنے ہوے تھی۔اور اس پر گرم میرون شال لپیٹی ہوئی تھی۔سلکی بال کھلے تھے۔۔جنھیں وہ غصے سے بار بار کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔۔ہیزل گرے آنکھوں میں ڈھیر ساری ناراضگی اور شکوے تھے۔۔جو بھی تھا نینا اس وقت بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔اور ہمیشہ کی طرح ارمان کے جزبات بھڑکاتے ہوے اس میں آگ لگا چکی تھی۔۔ارمان کے انگ انگ میں مدہوشی چھائی تھی۔۔آنکھیں سرخ اور خمار آلود ہوئیں۔۔آپ کو کچھ بھی نہیں کرنا بس پوری رات خود کو میرے حوالے کرنا ہے جو کروں گا وہ میں ہی کروں گا۔

ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے نینا کو اوپر سے نیچے بے بے باکی سے گھورتے ہوے خمار آلود لہجے میں کہا تو نینا نے نظر اٹھا کر ارمان کو دیکھا جہاں ارمان کی آنکھوں میں سرخی اور خمار چھایا تھا وہ اسے بہت گہری اور بے باک نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ نینا کے اوسان خطا ہوے تھے۔۔۔ ارمان کی شدتیں اور جنون یاد کر کے نینا کا دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔

مسٹر خان،،، آپ تو خان دادا کی طرف جا رہے تھے ناں۔ نینا نے ارمان کے ارادے جانتے ہوئے سرخ چہرے کے ساتھ اپنے خشک لبوں پر زبان پھیرتے ہوے اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔ تم نے خود ہی روک لیا تب جانے دے دیتی تو تمھاری جان چھوٹ جاتی۔ ارمان مسکراتے ہوے نینا کو اپنی گہری نظروں کے حصار میں لیتے ہوے اپنے قدم اس کی طرف بڑھانے لگا۔۔

اب چلیں جائیں۔۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔۔ کل مہندی ہے پلیز۔۔۔۔ نینا التجائیہ ہوئی۔

ارمان خان مسکراتے ہوئے نینا کی طرف بڑھا اور اس کی شال جھٹکے سے کھینچ کر اتارتے ہوے اس کے گاؤن کی ڈوری بھی کھینچ ڈالی تھی۔ اور اسے بیڈ پر دھکا دیتے ہوے اس پر مکمل طور پر حاوی ہوتے اپنی جنون خیزیاں نچھاور کرنے لگا۔۔

سب لاؤنج میں بیٹھے کپڑے دیکھ رہے تھے۔جو ابھی ابھی مردان خانے سے بجھوائے گئے تھے۔

زرمینے کی مہندی کا جوڑا تو پہلے ہی راحیلہ خانم لے آئیں تھیں۔اور حرا کی شاپنگ بھی انہوں نے کرلی تھی۔

مگر پھر بھی ارمان خانزادہ نے بہت سارے ڈریسز آرڈر پر سب کے لیے بنوائے تھے۔اندر ڈریسز پہنچاتے ہوئے ارمان خانزادہ نے غنچہ کو نینا کے لیے ایک شاپنگ بیگ الگ سے پکڑایا تھا۔اور اسے خاص طور پر نینا کو الگ سے دینے کو کہا تھا۔۔۔اور یہ بھی کہ نینا کو خاص طور پر علیحدگی میں مطلع کرے کہ یہ ڈریس بارات کے فنکشن میں پہننا ہے۔۔

مگر غنچہ ارمان کی ساری ہدایات یکسر نظر انداز کرتی اپنی عادت کے مطابق سب کے درمیان بلند آواز میں آکر بتایا کہ ارمان لالا نے نینا بھابھی کے لیے الگ ایک ڈریس بھیجا ہے۔اور یہ بھی کہ وہ چاہتے ہیں یہ ڈریس خاص طور پر بارات والے دن وہ پہنیں۔

اس وقت سب ہی لاؤنج میں بیٹھے تھے۔۔نینا کے چہرے پر غنچہ کی بات پر خوبصورت شرمیلی مسکان پھیلی تھی۔اور اس بات پر حرا کے چہرے پر سایہ سا لہرایا تھا۔۔حرا جو ایک ڈریس ہاتھ میں پکڑ کر دیکھ رہی تھی یکدم اس کا ہاتھ کپکپایا تھا۔

ابگینہ خانم نے گھور کر غنچہ کو دیکھا۔۔ مگر وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹائے ایسے دیکھنے لگی جیسے اسے کچھ پتہ ہی نہیں۔۔ راحیلہ خانم تو تن فن کرتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔ مگر حرا خاموشی سے وہاں بیٹھی رہی۔۔

سب ہی ڈریس بہت خوبصورت اور جدید تھے۔

رمل نے مہندی کے لیے ڈارک گرین کلر کا ڈریس منتخب کیا تھا۔ نینا نے ییلو کلر کا ڈریس پسند کیا تھا۔ مگر بارات کے لیے ارمان خان نے نینا کے لیے سپیشل ڈریس بنوایا تھا۔۔ وہ سب ڈریسز سے زیادہ خوبصورت اور جدید اور قیمتی تھا۔ وہ پیروں تک چھوتی ڈیپ ریڈ کلر کی میکسی تھی۔ جو کہ اچھی خاصی ہیوی تھی۔ وہ برائیڈل میکسی تھی۔۔۔ اس کے کام کی چمک ہی الگ تھی۔۔۔ سب اس میکسی کو دیکھ کر حیران رہ گیے تھے۔۔

نینا آچھی طرح سمجھ آیا تمھیں کہ ارمان خانزادہ کیا چاہتا ہے تم سے۔۔ سعدیہ بیگم نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوے نینا کو چھیڑا تھا۔ نینا کا تو وہ میکسی دیکھ کر ہی دل دھڑک اٹھا تھا۔ اور اب سعدیہ بیگم کی بات پر تو رنگ سرخ قندھاری ہوا تھا۔۔ اس سے زیادہ بہتر کون سمجھ سکتا تھا کہ ارمان خانزادہ کیا چاہتا ہے۔ نینا کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ چھائی تھی۔۔

حرا بہت غور سے نینا کے چہرے پر بکھرے رنگ دیکھ رہی تھی۔۔

سعدیہ تم کو اتنا تو خیال رکھنا چاہیے کہ ادھر کنواری بچیاں بھی ہیں۔۔ کیا بات کہاں کرنی ہے اتنا تو سوچ لیا کرو۔۔ ارمان خانزادہ کو اس کا خیال نہیں تم تو کر لو۔۔۔ آبگینہ خانم سعدیہ بیگم

کو ٹوکتے ہوے وہاں سے چلی گی۔ تھوڑی دیر کے لیے سب سنجیدہ ہو گی ئے تھے۔۔ نینا کو بھی اگینہ خانم کا انداز پسند نہیں آیا تھا۔۔

نینا نے ایک نظر میکسی کو دیکھا تھا اور پھر مسکراتے ہوے اپنے لیے ڈارک میرون کلر کی میکسی پسند کی تھی جو کہ بہت نازک سی تھی اور اس پر بڑا خوبصورت دوپٹہ تھا۔ جس کے بارڈر پر کام ہوا تھا۔

سب حیرانگی سے نینا کو دیکھ رہے تھے۔۔ جس نے ارمان کی بھیجی ہوئ میکسی کے بدلے اپنے لیے کوئ اور ڈریس پسند کیا تھا۔۔

مجھے اتنی ہیوی ڈریسیز پہننے کی عادت نہیں ہے۔۔ نینا نے مسکراتے ہوے وضاحت دی تھی۔۔ مگر حرا کے چہرے پر اس بات سے یکدم خوشی چھائ تھی۔۔۔

۔۔۔

نینا کا یہ سن کر غصے سے پارہ ہائی ہوا تھا۔ یعنی کہ ارمان اس لیے گھر نہیں آ رہا تھا اور نہ ہی کمرے میں کیونکہ اُسے عورتوں کا ناچ گانا دیکھنا ہے۔ نینا کا جلن کے مارے برا حال تھا۔۔ اسے بلکل پسند نہیں آیا تھا کہ وہ رات باہر رکے۔۔ وہ ارمان کو روک لیتی مگر وہ صبح سے زنان خانے کی طرف نہیں آیا تھا۔۔ اور نہ رات کو آنا تھا۔ اور نہ ہی نینا کے پاس موبائل تھا۔۔ مگر نینا کا غصہ اور بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔۔

اسی لیے اس نے جان بوجھ کر ارمان خان کی پسند کا ڈریس منتخب نہیں کیا تھا۔

نینا سب سمجھ گئی تھی۔ ارمان نے اس کے لیے اتنی ہیوی برائیڈل میکسی کیوں بنوائی ہے۔ کیونکہ وہ اسے دلہن کے روپ میں بنا سنورہ دیکھنا چاہتا تھا۔ تاکہ ولیمہ سے ایک دن پہلے وہ اپنی ویڈنگ نائٹ منا سکے۔ اور نینا کا مکمل ارادہ تھا اس کی تمام حسرتیں ناکام بنانے کا۔

اس نے طے کر لیا تھا کہ وہ تیار ہو کر ارمان خان کے سامنے بالکل نہیں جائے گی اور اس کے کمرے میں آنے سے پہلے ہی اپنا سولہ سنگار ختم کر دے گی اور اسے اپنے قریب تو بالکل بھی نہیں آنے دے گی۔۔ وہ اس کی ویڈنگ نائٹ اور ولیمے کی نائٹ بھی پوری طرح سپوئل کرنے کا آرادہ رکھتی تھی۔۔۔

زرمینے بیلو کلر کے فراک میں ملبوس تھی جس پر شیشوں کا کام ہوا تھا۔ سر پر ماتھا پٹی لگائے دوپٹہ اوڑھے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

مہندی کی رسم گھر کے زنان خانہ کے بڑے سے لاؤنج میں منعقد کی گئی تھی۔

زرمینے کے چہرے پر بے حد اداسی چھائی ہوئی تھی۔ چہرے پر خوشی کی کوئی رمک دکھائی نہیں دے رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو بھی جیسے خشک ہو چکے تھے۔ وہ تو بس یہی ایک بات سوچے جا رہی تھی کہ وہ اب دن رات باسط خان کے ساتھ اس کے کمرے میں اس کے پہلو میں کیسے گزارے گی۔ وہ اپنی باتوں کے نشتر سے اس کی روح تک چھلنی کر دیتا تھا اس کی نسوانیت اس کا پندار اس کی آنا اس نے کرچی کرچی کر کہ رکھ دی تھی۔ وہ خود کو ایک بے جان گڑیا کی طرح سمجھ رہی تھی۔ جس میں احساس و جذبات نام کے بھی نہ ہوں۔۔

اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ وہ اپنے ساتھ ہوئے ظلم کی داستان کس کو سناتی۔۔ اسے موت تو مل سکتی تھی مگر اس رشتے سے رہائی نہیں۔ اور اس کا بھائی تو خود باسط خان کی بہن کا مجرم تھا۔ ایک مجرم اس کے حق کے لیے کیا لڑے گا۔ اس نے باسط خان کی بہن کے ارمانوں کا اس کے نازک دل کا خون کیا تھا۔۔ اور وہ اس دل کا کیا کرتی جو اتنا سب کچھ سہنے کے بعد بھی اس رشتے سے رہائی نہیں چاہتا تھا۔ وہ کیسے ارمان خان اور باسط خان کو ایک دوسرے کے مقابل لا سکتی تھی۔ ایک اس کا بھائی اور دوسرا اس کا شوہر تھا۔۔

زرمینے نے نظر اٹھا کر سامنے دیکھا۔ نینا اسی کی طرف اپنے قدم بڑھاتے ہوے آ رہی تھی۔ یلو کلر کا شرارہ جس پر لانگ شرٹ پہنے ہوئے تھی بالوں کی سائیڈ چٹیا بنائی ہوئی

تھی۔ دوپٹہ کندھوں پر ڈالا ہوا تھا جو ہیوی ہونے کی وجہ سے اس سے سنبھل نہیں رہا تھا۔
کانوں میں جھمکے پہنے وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔
نینا کو سر پر دوپٹہ کے بغیر دیکھ کر بہت سی خواتین باتیں بنا رہی تھی۔ حویلی والوں کی بہو اور دوپٹے کے بغیر یہ تمام رشتے دار خواتین کے لیے اچنبھے کی بات تھی۔
زرمینے بہت غور سے نینا کو دیکھ رہی تھی۔ جس کے چہرے پر ارمان خانزادہ کی محبت کے رنگ بکھرے تھے۔ آسودگی تھی۔ طمانیت تھی جو اسے اور زیادہ خوبصورت بنا رہی تھی۔
زرمینے کے دل میں جلن اور رشک کا جزبہ بیک وقت نینا کے لیے بیدار ہوا تھا۔
زرمینے نے گہرا سانس لیتے ہوے اپنی نظریں جھکائی۔ آبگینہ خانم نینا کو دیکھتے ہوے غصے سے نینا کی طرف بڑھیں اور اسے دوپٹہ سر پر نہ رکھنے کی وجہ بے نقط سناڈالی تھیں۔
نینا نے یہ سوچ کر ہی دوپٹہ نہیں لیا تھا کہ شادی والا گھر ہے شادی پر دوپٹہ کون لیتا ہے۔ مگر باہر آنے پر اس نے دیکھا کہ یہاں ہر خاتون نے اچھی طرح دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔
نینا نے آبگینہ خانم کے بڑے ہونے اور ارمان خان کی مورے ہونے کا لحاظ کرتے ہوئے خاموشی سے دوپٹہ سر پر لیا تھا۔ ورنہ آبگینہ خانم کا یوں اسے سنانا بہت بُرا لگا تھا۔ مگر نینا اپنی عادت ک برعکس صرف ارمان خانزادہ کی وجہ سے خاموش ہو گئی تھی۔

مہندی کی رسم ختم ہونے کے بعد نینا اپنے کمرے میں آئی تو آئینے میں اپنا دو آتشہ حسن دیکھ کر ایک پل کے لیے دھنگ رہ گئی تھی۔

اگر ارمان خانزادہ اُسے ایسے تیار دیکھ لیتا تو یقیناً آج جان سے جاتا۔ ارمان خان کی بے تابیاں، بے قراریاں یاد کر کے نینا کے خوبصورت چہرے پر سرخی کے ساتھ شرمیلی مسکان بھی چھائی تھی۔

مسٹر خانزادہ۔۔ آج کی رات کا آپ کو حساب دینا پڑے گا۔ آپ کو کیا لگتا ہے کہ کل رات میں دلہن بن کر آپ کی پسند کا جوڑا پہن کر آپ کو تیار ملوں گی۔ اگر آپ ایسا سوچتے ہیں تو یہ آپ کی بھول ہے۔ آپ کل بھی میرے سجے سنورے روپ سے محروم رہ جائیں گے جیسے آج رہ گئے ہیں۔

نینا نے اپنا جھمکہ اتار کر ڈریسنگ پر پھینکا تھا اور غصے سے کبرڈ کی طرف بڑھی تاکہ آرام دہ لباس پہنا جا سکے۔

آج زرمینے کی رخصتی تھی۔ کھانے کا وقت دوپہر کا تھا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد زرمینے کو اس کے کمرے میں پہنچانا تھا۔ نینا کو تو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ یہ کس قسم کی شادی ہے۔ اسے تو حویلی کی رسم و رواج سمجھ ہی نہیں آ رہے تھے۔ ورنہ اس نے تو اس علاقے کے رسم و رواج کے بارے میں کافی سن رکھا تھا۔ یہاں کی شادی اتنی بھی روکھی سوکھی نہیں ہوتی۔ عورتیں

ہی آپس میں ڈھولک وغیرہ بجالیتی ہیں گانے، ڈانس سب کچھ ہوتا ہے۔ بات پردے کی بھی نہیں تھی۔ پردہ تو یہاں کی تمام عورتوں نے کر رکھا تھا۔ اور کوئی بھی مرد زنان خانے کی طرف پھٹکا بھی نہیں تھا۔

مردوں والی سائیڈ پر ناچ گانا سب کچھ تھا۔ مگر عورتوں کو اس سب سے دور رکھا ہوا تھا۔ نینا کا تو اس ماحول میں اب دم گھٹنے لگا تھا۔ وہ زرمینے کی شادی کے بعد جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتی تھی۔

نینا نے خوبصورت میرون کلر کی لانگ میکسی زیب تن کی جو اس کے خوبصورت نازک سراپے پر کافی جچ رہی تھی۔

نینا نے ایک نظر دوپٹے کو دیکھا اور پھر اپنی جیولری میں سے ہیئر پنز تلاش کرنے لگی۔ آج اس کا سر پر اور شانوں پر آچھی طرح دوپٹہ پن اپ کرنے کا آرادہ تھا۔ کیونکہ کل اس سے دوپٹہ سنبھل نہیں رہا تھا۔ اور سب اسے اُلیسے گھور رہے تھے جیسے اس نے کوئی گناہ عظیم کر لیا ہو۔۔

نینا نے ایک نظر آئینے میں خود کو دیکھا ابھی صرف اس نے میکسی پہنی تھی۔ بال ڈرائیر سے خشک کیے مگر ابھی بھی پوری طرح خشک نہیں ہوے تھے۔ ڈارک میرون کلر اس کی گلابی رنگت پر کافی جچ رہا تھا۔ بلکہ اس کا خوبصورت دودھیا بدن اور زیادہ دمکنے لگا تھا۔۔

نینا اپنی جیولری سلیکٹ کر رہی تھی۔ جب غنچہ دروازہ ناک کر کے اندر آئی تھی۔
اس کے ہاتھ میں کچھ جیولری باکس تھے۔

بھابھی یہ خانم بی نے آپ کے لیے بھیجے ہیں۔ انہوں نے بولا ہے آج کے دن آپ کو یہی زیور پہننا ہے۔ ان کو آپ کے کل کے زیورات بالکل پسند نہیں آئے تھے۔ وہ کہہ رہی تھیں اب آپ حویلی کی بہو ہیں تو آپ کے شہر والے طور طریقے اور پہناوے یہاں پر نہیں چلیں گے۔ اس لیے آج جب آپ تیار ہوں تو ارمان خانزادہ کی بیوی اور اس حویلی کی بڑی بہو کی بھرپور جھلک آپ میں نظر آئے۔۔

غنچہ نے آبگینہ خانم کا ایک ایک لفظ نینا تک پہنچایا تھا۔

نینا نے لب بھینچ کر غنچہ سے وہ جیولری باکسز لیے۔ جس میں بہت ہیوی اور چوڑا سونے کا چوکر تھا۔ جس میں میرون اور گرین سٹون لگے تھے۔ اور اس پر بہت ہیوی اور بڑے بڑے جھمکے تھے اور ساتھ ہی اچھی خاصی ہیوی ماتھا پٹی تھی۔ وہ نہ صرف دیکھنے میں بلکہ وزن میں بھی اچھی خاصی جیولری تھی۔ ساتھ ہی گولڈ کی مالا تھی جو ناف تک آتی تھی۔ دو قیمتی بھاری کنگھن اور چھ سونے کی چوڑیاں تھیں۔۔ اور کچھ انگوٹھیاں تھیں جو بلاشبہ بہت خوبصورت تھیں۔ آج کل تو شاید ایسی جیولری ملتی بھی نہیں ہو گی۔ نینا تو اتنی ہیوی جیولری کو دیکھ کر گھبرا اٹھی تھی۔ اسے تو پتہ بھی نہیں تھا کہ ماتھا پٹی کیسے اٹیچ کرتے ہیں اور گھبرانے کی وجہ اتنی ہیوی جیولری کو کیری بھی کرنا تھا۔ وہ تو شادی سے پہلے کانوں میں کچھ بھی نہیں پہنتی

تھی۔۔اگر پہننا پڑ بھی جائے تو نازک سے ٹاپس پہن لیتی تھی یا پھر ایک ہی کان میں جدید اور سٹائلش اور کلاسی ایرنگ پہنتی تھی وہ بھی لباس کی مناسبت سے۔۔اس نے تو کبھی مشرقی لباس بھی نہیں پہنا تھا اور اب اسے یہ سب کچھ پہننا پڑ رہا تھا۔۔نینا روہانسی ہوئی تھی۔۔

غنچہ وہیں پر کھڑی نینا کو سوچ وبچار کرتا دیکھ رہی تھی۔کیا ہوا بھابھی؟ پسند نہیں آیا کیا؟

یہ سب کچھ تو انہوں نے ارمان لالا کی دلہن حرا بی بی کے لیے رکھا ہوا تھا۔

ارمان لالا کی شادی آپ سے پہلے ہو گئی۔اسی لیے خانم بی نے آپ کو یہ زیور دے دیا ورنہ یہ سب کچھ تو حرا بی بی کو ملنا تھا۔اور بھی ڈھیروں زیورات ہیں جو خانم بی کے پاس ہیں۔وہ زرمینے باجی کی رخصتی کے بعد آپ میں اور حرا باجی میں سارے بانٹ دیں گی۔۔۔

غنچہ کی جلتی ہوئی زبان کو نینا کی گھوری نے روکا تھا۔

میں تھوڑی نہ یہ کہہ رہی ہوں یہ تو خانم بی نے مجھے خود بتایا ہے۔غنچہ نے نینا کو گھورتے دیکھ کر اپنی صفائی پیش کی۔۔۔

وہ یہ جیولری اور باقی ساری جیولری حرا کو ہی دے دیں۔مجھے کچھ بھی نہیں چاہیے۔مگر وہ ارمان خانزادہ حرا کو نہیں دیں سکیں گی اور آئندہ تم بھی اس طرح کی بکواس میرے سامنے مت کرنا۔نینا غصے سے جیولری باکسز بیڈ پر پٹختے ہوئے بولی تھی۔

غنچہ نینا کی بات ہنس پڑی تھی۔جیسے نینا کی معصومیت پر ہنسی ہو۔۔

نینا کے چہرے پر یکلخت غصے کی سرخی چھائی دیکھ کر دیکھ کر غنچہ منمنائی تھی۔

وہ چھوٹی بی بی مجھے کوئی بات یاد آگئی تھی۔

غنچہ نے جلدی سے وضاحت پیش کی تھی۔ اسے نینا کا اس دن والا جلالی روپ یاد آیا تھا۔۔ جس نے راحیلہ خانم کو اس کی اوقات دو منٹ میں یاد دلادی تھی۔ وہ تو ویسے بھی حویلی کی اک ادنی سی ملازمہ تھی۔

بھابھی آپ نے تو ابھی میک اپ بھی نہیں کیا۔۔ آپ تو ابھی سے اتنی حسین لگ رہی ہیں۔۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو تیار کر دوں۔ مجھے بہت اچھا تیار کرنا آتا ہے۔ غنچہ کی بات پر نینا نے غنچہ کو ایک نظر دیکھا جو بے انتہا چمکتے ہوئے لباس میں ملبوس تھی۔ جس میں کئی کلرز تھے اور اسی کی مناسبت سے اس نے اپنی آنکھوں پر ڈھیروں شیڈز لگا رکھے تھے اور تیز کلر کی لپ سٹک ہونٹوں پر سجا رکھی تھی۔ وہ کافی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔ حالانکہ وہ سمپل اچھی خاصی شکل وصورت کی مالک تھی۔

وہ تو تمھیں دیکھ کر لگ رہا ہے کہ تمھیں بہت اچھا تیار ہونا آتا ہے۔۔ مگر میں خود تیار ہو جاؤں گی۔ تم اب جاؤ۔ بس رمل کو میرے کمرے میں بھیج دو۔

نینا اپنی بات ختم کرتے ہوئے جیولری کو ایک بار پھر سے دیکھنے لگی۔

غنچہ کو یونہی وہیں پر جما دیکھ کر نینا نے غصے سے اسے گھورا تو وہ گڑبڑاتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

رمل نے اچھی طرح نینا کا دوپٹہ سیٹ کر کے اسے ماتھا پٹی پہنائی تھی۔

فل ہیوی جیولری پہنے بغیر میک اَپ کے ہی نینا پر نظر ٹھہرانا مشکل ہو رہا تھا۔ ڈارک میرون کلر میں اس کی گوری رنگت لشکارے مار رہی تھی۔۔۔

بھابھی آپ تو بہت خوبصورت لگ رہی ہیں آپ پر یہ ڈریس اور جیولری بہت اچھی لگ رہی ہے۔ اگر آپ بھائی کی پسند کا جوڑا پہن لیتی تو بالکل دلہن لگتیں۔ بھابی آپ کو وہ ڈریس پہننا چاہیے تھا۔ وہ ڈریس سب سے زیادہ خوبصورت تھا۔ اور بھائی کی پسند کا بھی تھا۔۔ رمل کو نینا کی یہ بات بلکل آچھی نہیں لگی تھی اس نے ارمان خانزادہ کی خواہش اس کی پسند پر اپنی پسند اور سہولت کو ترجیح دی تھی۔ اور اسے یہ بھی پتہ تھا یقیناً ارمان لالا اس بات پر بھابھی سے خفا بھی ہوں گے۔۔

کیوں یہ بھی تو آچھا ہے۔ نینا نے آئینے میں خود کے دو آتشہ روپ کو نظر بھر کر دیکھتے ہوے کہا۔۔

بھابھی آپ تو کچھ بھی پہن لیں وہ آپ پر کھل اٹھتا ہے۔۔

آپ اس ڈریس میں بھی دلہن سے کم نہیں لگ رہی ہیں۔۔ رمل نے سچے دل سے نینا کی تعریف کی تو نینا اس کی تعریفوں پر کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔۔ تم بھی بہت پیاری لگ رہی ہو۔ رمل پتہ ہے تم میں اور زرمینے میں سب سے پیاری کیا بات ہے۔ تم دونوں کے دل بہت

پیارے ہیں۔۔ میری کوئی بہن نہیں ہے۔ مجھے بڑی خواہش تھی کہ میری بھی کوئی بہن ہوتی۔۔ روحان بچپن میں میری بہن بن کر مجھ سے اکثر کھیلتا تھا۔ میرے چہرے پر اداسی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔ روحان کے ذکر پر نینا کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے اور رمل کے چہرے پر بھی کئی رنگ آئے تھے۔ جس میں بے اعتباری کے رنگ سب سے واضح تھے۔

لیکن اب مجھے لگتا ہے۔ میری تین تین بہنیں ہیں۔

تم زرمینے اور پری وش۔۔ نینا نے ہمیشہ کی طرح صاف گوئی سے اپنے دل کی بات کہی تھی۔۔

بھابھی آپ بھی مجھے زرمینے سے کم عزیز نہیں ہیں۔۔ رمل نے مسکراتے ہوے کہا اسے واقعی میں نینا بہت عزیز تھی۔۔ اس کے جان سے پیارے لالا کی جان تھی نینا میں تو اُسے کیسے پیاری نہ ہوتی۔۔

نینا نے رمل کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے آئینے میں دیکھا۔۔ ماتھا پٹی اس کی دلکشی میں بھی کئی گنا آضافہ کر رہی تھی۔

نینا نے لائٹ سی بیس بنائی تھی اور ہونٹوں کو میرون کلر کی لپسٹک سے سجایا تھا۔۔ گھنی پلکوں پر مسکارے کا کوٹ کیا۔۔ چیکس پر ہائی لائٹر اور بلش لگایا۔۔۔ آج اُسے کسی کے ہوش اڑانے کا آرادہ تھا۔ اس کا حسن پورے جوبن پر تھا جو آج کسی کے دل پر بجلی بن کر گرنے والا تھا۔

نینا دعا کر رہی تھی کہ ارمان خانزادہ بس آج ایک دفعہ زنان خانے والے حصے کی طرف آجائے۔ اُسے بس ایک نظر دیکھ لے۔ وہ جانتی تھی۔ اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد ارمان خانزادہ کی حالت بُری ہو جانی ہے اور وہ وقت سے پہلے ہی کمرے میں آجائے گا۔ مگر نینا کا آج کمرے میں جانے کا ارادہ نہیں تھا اور اس روپ میں تو بالکل بھی نہیں۔

نینا نے مسکراتے ہوئے اپنی لپ سٹک کو فائنل ٹچ دیا تھا۔

نینا جیسے ہی تیار ہو کر اپنے کمرے سے باہر نکلی ہی تھی کہ ارمان خانزادہ آف وائٹ کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس براؤن مردانہ شال کندھوں پر ڈالے بے انتہا بارعب پرسنیلٹی کے ساتھ اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اپنے کمرے کی جانب آرہا تھا۔ کل سے نینا کو نہیں دیکھا تھا ساری رات بے قرار رہا تھا۔ وہ واپس آنا چاہتا تھا مگر اُس کے دوستوں نے اُسے آنے نہیں دیا تھا۔۔ ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں نینا سے ہی ملنے آرہا تھا وہ رات تک کا انتظار نہیں کر سکتا تھا وہ چاہتا تھا نینا کو اپنی پسند کے جوڑے میں سب سے پہلے وہ دیکھے۔۔

غنچہ سے پوچھنے پر اسے پتہ چلا کہ نینا ابھی تک کمرے میں ہی ہے۔۔ اسی لیے بے تابی اور عجلت بھرے انداز میں اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ نینا بُری طرح ارمان سے آ ٹکرائی تھی۔

ارمان خان نے جلدی سے نینا کو اپنی بانہوں میں بھرا۔ ہیزل گرے آنکھوں میں کاجل لگا دیکھ کر ارمان بے خود ہوا تھا۔

نینا کو یوں سجا سنورہ دیکھ کر ارمان کی دل کی دھڑکنوں میں شور مچا تھا۔۔ نینا کے ہونٹوں پر گہرے رنگ کی لپ سٹک دیکھ کر ارمان خان کو اپنے حلق میں کانٹے سے چبھتے ہوئے محسوس ہوئے۔ نینا غصے سے آنکھوں میں شرارے لیے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔ نینا نے پوری قوت سے دونوں ہاتھوں سے ارمان کو خود سے دور دھکیلا تھا۔ ارمان خان جو بالکل ہی ہوش و خرد سے بیگانہ دیوانوں کی طرح ایک ٹرانس کی کیفیت میں نینا کے خوبصورت چہرے پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔ بُری طرح لڑکھڑایا تھا۔ اور گھور کر نینا کو اس کی بدتمیزی پر دیکھا۔ نینا اس کی گھوریوں کی پرواہ کیے بغیر غصے سے وہاں سے جانے لگی تو ارمان خانزادہ اسے کلائی سے دبوچے کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

چھوڑیں مجھے مسٹر خان۔۔۔ نینا کمرے میں آکر بری طرح بپھرتے ہوے چلائی۔۔۔

نینا آہستہ بولو چلا کیوں رہی ہو؟ ارمان خانزادہ نینا کے اس طرح چلانے پر مشتعل ہوا تھا۔

چھوڑیں مجھے۔ نینا ارمان خان کے غصے سے بولنے اور ماتھے پر تیوریوں کا جال دیکھ کر خود پر قابو پاتے ہوے اب کی بار آہستہ آواز میں بولی تھی۔

ارمان خان اس ٹائم نینا کو دروازے سے لگائے اس کے اطراف میں اپنے بازو پن کیے ہوئے گہری نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا۔

کیا ہوا ہے؟ اب ناراض کیوں ہو؟ اب کیا کر دیا میں نے؟ ارمان خان نے نینا کی ماتھا پٹی کو چھوتے ہوئے پوچھا۔ جو اسے بہت آچھی لگی تھی۔۔

کچھ بھی نہیں ہوا مجھے۔۔ باہر جانے دیں مجھے۔ آپ کی مورے کا حکم تھا کہ میں جلد تیار ہو کر باہر آؤں۔ کیونکہ بہت سی مہمان خواتین مجھ سے ملنا چاہتی ہیں۔ نینا نظریں جھکائے بولی تھی۔ ارمان خان کی آنکھوں میں نینا سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ بہت ہی والحانہ اور گہری نظروں سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو بغور دیکھ رہا تھا۔

ٹھیک ہے چلی جانا۔۔ پہلے اپنا یہ روپ آچھی طرح اپنے شوہر نامدار کو تو دیکھنے دو۔۔ آخر آج کا یہ بناؤ سنگھار میرے لیے ہی تو کیا ہے۔ ارمان نے مدہوش ہوتے نینا کی ماتھا پٹی پر اپنے لب رکھے تھے۔۔ اور پھر جھک کر اس کے کان کے جھمکوں کو اپنے لبوں سے چھوا۔۔ جی نہیں میں آپ کے لیے نہیں خود کے لیے تیار ہوئی ہوں۔۔ نینا نے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے غصے سے نروٹھے انداز میں کہا۔۔ ساتھ ہی ارمان کو خود سے دور دھکیلنے کی بھی اپنی سی کوشش کی تھی جو بلکل ہی اس پر جھکے اپنی گرم اور پر حدت سانسوں سے اس کے چہرے اور گردن کو جھلسا رہا تھا۔۔

اب کیا ہوا ہے؟ کیا گناہ مجھ سے سرزد ہو گیا؟ جو مجھ سے یوں اکھڑی اکھڑی ہو۔ ارمان خان نے مدہوشی کے عالم میں نینا کے گلے میں پہنے ہوئے چوکر پر اپنے لب رکھے تھے۔ اس کی آنکھوں کا رنگ نینا کی قربت نینا کے بدن کی خوشبو سے سرخ اور خمار آلود ہو رہا تھا۔۔ خماری

تو اس کے انگ انگ میں چھا رہی تھی۔۔ دیوانا وار اس کی گردن پر جھکے اس کے چوکر پر اپنے لب رکھتے اب اپنے بوسوں کی بوچھاڑ کا رخ نیچے کی طرف کیا۔۔

اسے احساس ہوا تھا کہ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی ہے ابھی اُسے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا کیونکہ کچھ بھی ہو جائے اب وہ نینا کو بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔ اس کا سجا سنورہ روپ وہ پوری طرح تہس نہس کر کے اس کے بکھرے سسکتے وجود کو اپنی بانہوں میں سمیٹنا چاہتا تھا۔۔ ارمان مدہوش ہوتے نینا کے لبوں پر جھکنے لگا جب نینا نے غصے سے ارمان خان کو خود سے دور دھکیلا۔

میرے پاس مت آیئے گا اور آج تو بالکل بھی نہیں۔

کیا سمجھتے تھے آپ۔۔۔ میرے لیے برائیڈل ڈریس بھیجیں گے اور میں آپ کو تیار آپ کے لیے بنی سنوری ملوں گی۔ اگر ایسا سوچتے ہیں تو یہ آپ کی بھول ہے۔ آج میں کمرے میں نہیں آؤں گی۔ چاہے کچھ بھی کر لیں۔ آج میں کمرے میں نہیں آؤں گی۔ نینا غصے سے مگر دبے دبے لہجے میں چلائی۔۔

ارمان خان نے اپنی خمار الود اور الجھن بھری نگاہوں سے نینا کو دیکھا تھا۔ ارمان کی نظر اس کے چہرے سے ہوتی ہوئی اس کے سراپے پر پڑی تھی۔

ارمان خان کا رنگ متغیر ہوا تھا۔ یہ وہ ڈریس نہیں تھا جو ارمان نے نینا کے لیے بھیجا تھا۔

ارمان نے جبڑے بھینچتے ہوئے خود پر قابو پاتے ہوئے ایک بار پھر سے نینا کو دیکھا جو کسی اور ڈریس میں ملبوس تھی۔ بلاشبہ وہ اس ڈریس میں بھی خوبصورت لگ رہی تھی بلکہ قیامت ڈھا رہی تھی۔ مگر یہ وہ ڈریس نہیں تھا جو ارمان خانزادہ نے بہت بڑے ڈیزائینر سے سپیشل اس کے لیے لاکھوں کا بنوایا تھا۔

سب سے بڑھ کر ارمان خانزادہ کے بہت سے جذبات احساسات اس ڈریس کے ساتھ جڑے تھے۔

یہ تیسری دفعہ تھا جب نینا اس کے احساسات، اس کی خواہشات کا بُری طرح قتل کر چکی تھی۔

اپنی شادی کی پہلی رات بھی وہ نینا کو سرخ ڈریس میں دیکھ کر پاگل ہوا تھا اور نینا اس سے لڑ کر اسے حوس کا مارا کہہ کر اس کی ارمانوں کا خون کر کے اسے خود سے دور کر چکی تھی۔ پھر ریڈ ڈریس میں صفدر کی بہن کے نکاح سے واپسی پر نینا پھر سے اسے خود سے دور کر کے اسے اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔ اور شہر میں جب اس نے نینا کے لیے بہت مہنگا اور جدید ڈریس آرڈر کروایا تو نینا اُسے جلا چکی تھی۔ اور اب جب سب کچھ ان میں ٹھیک تھا۔ اس نے کل پھر اس کے لیے ریڈ برائیڈل ڈریس آرڈر کیا تھا۔ اور آج پھر سے اس نے وہ نہیں پہنا تھا۔ بات صرف ایک ڈریس کی نہیں اس کی پسند اور خواہش کی بھی تھی جسے اس نے بڑی آسانی پس پشت ڈال دیا تھا۔۔

کل رات کتنی ہی دفعہ اس کی آنکھوں کے پردوں پر اس کا اس ڈریس میں سجا سنورہ سراپہ لہرایا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے اس کی شبیہ آئی تھی۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ ہوتے ہوے بھی وہ ان کے ساتھ نہیں تھا۔۔نینا پوری طرح اس کی حواسوں پر چھائی ہوئی تھی۔۔مگر آج پھر اس نے بنا کسی وجہ کے اس کی خواہش کو رد کرتے ہوے بڑی بے دردی سے اس کے احساسات کو کچلا تھا۔بے شک وہ نینا کے پاس بہت دفعہ آچکا تھا۔مگر آج پتہ نہیں کیوں اُسے ایسا لگ رہا تھا۔۔جیسے اس کی اور نینا کی فرسٹ نائٹ ہو۔۔وہ بہت بے قرار تھا نینا کے لیے۔۔

مگر آج پھر اس نے بلاوجہ اس کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔

ارمان خان غصے سے اس پر نگاہ ڈالتا اُسے دروازے سے پرے دھکیلتا دروازہ کھول کر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

نینا ارمان خان کے یوں جانے پر کچھ پل حیرت زدہ گنگ سی کھڑی رہی۔۔وہ اسے اپنی قربت میں اتنا پیار دیتا تھا۔سب سے بڑھ کر وہ قربت کے لمحات میں ہزاروں دفعہ اسے بتاتا تھا کہ وہ اس کا نشہ ہے۔۔وہ اس کے بدن کی خوشبو سے پاگل ہونے لگتا ہے۔۔اسی لیے اس کے پاس آکر وہ تڑپ کر مر تو سکتا ہے مگر اس سے دور نہیں ہو سکتا۔تو آج اس کے اتنے قریب آکر وہ کیسے اس سے دور چلا گیا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا ارمان خان اسے بنا منائے، بنا چھوئے اسے پیار کیے بغیر چلا گیا ہے۔

نینا نے آئینے کے سامنے جا کر ایک دفعہ پھر سے خود کو دیکھا وہ تو بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔ وہ پورے کیل کانٹوں مکمل ہتھیاروں سے لیس تھی تو پھر ارمان خانزادہ کیسے اسے یوں چھوڑ کر وہ بھی غصے سے اسے خود سے دور دھکیل کر چلا گیا۔ نینا روہانسی ہوئی تھی۔

کیا مسٹر خان کا واقعی میں مجھ سے دل بھر چکا ہے؟ کیا وہ حرا سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔۔ نینا نے ہمیشہ کی طرح اپنی عقل کو استعمال کیا تھا۔ جو ایسے موقعوں پر تو وہ کچھ زیادہ ہی استعمال کرتی تھی۔ اور اس نے خود کیا کیا تھا۔ اُسے ہمیشہ کی طرح یاد نہیں تھا۔

زرمینے نے ریڈ کلر کا خوبصورت لہنگا پہن رکھا تھا۔ جس پر کمر تک کام والا بلاوز تھا اور ریڈ دوپٹے کے ہالے میں زرمینے کا چہرہ کندن کی طرح دمک رہا تھا۔

ماتھے پر بندیا اور سائیڈ پر جھومر سجائے گلے میں ریڈ سٹون سے بھرا نیکلس پہن رکھا تھا جو اس کی نازک گردن پر بہت جچ رہا تھا۔ ناک میں بڑی سی نتھ پہن رکھی تھی۔ جس میں ریڈ کلر کے چھوٹے چھوٹے موتی تھے زرمینے بے حد خوبصورت لگ رہی تھی۔ ٹوٹ کر روپ آیا تھا جو دیکھتا تھا اس کے معصوم حسن کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔۔ زرمینے نے اس سے پہلے کبھی میک اَپ اور اتنا ہار سنگھار نہیں کیا تھا اور آج جب کیا تو اس کا حسن اچھے اچھوں کو مات دے رہا تھا۔ نینا نے محسوس کیا تھا جیسے جیسے رخصتی کا وقت قریب آ رہا تھا زرمینے کی

بدن کی کپکپاہٹ میں اضافہ ہو رہا تھا۔ نینا نے زرمینے کے ہاتھوں کو دیکھا جو مسلسل گود میں دھرے کانپ رہے تھے۔ جس کی کپکپاہٹ زرمینے بمشکل چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

تمام رسمیں ختم ہو گئیں۔ کھانا کھا کر بہت سی خواتین اور مردان خانے میں موجود مرد حضرات اپنے گھروں کو چلے گئے تھے۔

بس اب زرمینے کو اس کے کمرے میں پہنچانا تھا۔ اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ زرمینے دن سے ہی اتنا ہیوی ڈریس پہن کر پوری طرح تیار اپنے کمرے میں بیٹھی کافی تھک چکی تھی۔۔ وہ جانتی تھی ابھی اس ستم گر نے بھی اپنا حق پوری رات اس سے آچھی طرح وصول کرنا ہے۔۔ یہ خیال آتے ہی زرمینے کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکی تھیں۔۔ حرا اور راحیلہ خانم ابھی تک اسے اس کے کمرے میں نہیں لے کر گئی تھیں۔ اور نہ ہی راحیلہ خانم نے ایسا کچھ کہا تھا۔ وہ تو پوری طرح لاتعلق ہو کر بیٹھیں تھیں۔۔ وہ نینا کو جب جب دیکھتی ان کے اشتعال میں آضافہ ہی ہوتا۔۔

نینا کی کمرے میں موجودگی کی بنا پر راحیلہ خانم اور حرا نے زرمینے کے کمرے میں جھانک کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ نینا صبح سے ہی زرمینے کے ساتھ تھی۔

ارمان خان پر غصے کی وجہ سے وہ زرمینے کے ساتھ ہی رہی تھی اور اب اس کا زرمینے کے کمرے میں ہی سونے کا ارادہ تھا۔

آبگینہ خانم کے کہنے پر غنچہ اور گل بانو زرمینے کو اس کے کمرے میں پہنچانے جا رہی تھیں۔

زر مینے کا نپتے بدن کے ساتھ اُٹھی تھی۔ نینا اس کی بدن کی کپکپاہٹ اور خوف محسوس کرتے اس کے ہاتھ کو تھاما تھا۔

کیا ہوا زر مینے؟ تم ٹھیک تو ہو؟ زر مینے کی آنکھ میں آنسو دیکھ کر نینا نے پوچھا۔

کچھ نہیں بھابھی،،۔ وہ بس ایسے ہی،،، زر مینے نے کہتے ساتھ ہی دیوار کا سہارا لیا تھا۔ اُسے زور دار چکر آیا تھا۔ نینا نے جلدی سے زر مینے کو بازو سے پکڑا تھا ورنہ وہ بری طرح زمین بوس ہوتی۔۔ نینا اس کا بھاری لہنگا اٹھانے میں اس کی مدد کرتے ہوئے اسے خود باسط خان کے کمرے میں لے جانے لگی۔ غنچہ اور گل بانو زر مینے کو اس کے روم میں بیٹھا کر چلی گئیں۔ نینا زر مینے کی طبیعت کا احساس کرتی اسے سائیڈ ٹیبل پر پڑے جگ سے گلاس میں پانی اُنڈیل کر دیا اور اسے ریلیکس ہونے کو کہا تھا۔

نینا زر مینے کے روم کا دروازہ بند کرتی باہر آئی ہی تھی کہ باسط خان اور وہ آپس میں ٹکراتے ٹکراتے بچے۔ نینا نے بروقت خود کو سنبھالا تھا ورنہ وہ باسط خان کے سینے سے ٹکراتی۔۔ نینا نے پورے اعتماد سے باسط خان کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔

کیسے ہیں مسٹر باسط خان؟ نینا نے خوشگواری سے باسط خان سے پوچھا۔ باسط خان تو ٹرانس کی کیفیت میں نینا کو دیکھ رہا تھا جو اتنی بنی سنوری اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کا حسن باسط خان پر بجلی بن کر گرا تھا۔

میرون کام دار دوپٹے کے ہالے میں ماتھا پٹی لگائے اس کا چہرہ جگمگا رہا تھا۔ باسط خان نے آج سے پہلے اسے اتنا تیار نہیں دیکھا تھا۔ باسط خان چاہتے ہوئے بھی اس سے نظریں ہٹا نہیں پا رہا تھا۔۔ وہ جانتا تھا نینا اب ارمان کی بیوی ہے۔۔۔ مگر وہ اس دل کا کیا کرتا جو اسے بھول نہیں پا رہا تھا۔۔ بلاشبہ نینا واقعی میں آج بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں مِس نینا شاہ؟

باسط خان کو اسے ارمان خانزادہ کے نام سے پکارنا پسند نہیں تھا۔

اسی اثناء میں ارمان خانزادہ اپنے کمرے میں جانے کے لیے اس طرف آیا تھا۔

باسط خان کے کمرے کے باہر نینا اور باسط خان کو کھڑا دیکھ لیا تھا۔

نینا یوں بنی سنوری کھلے منہ کے ساتھ اپنی پوری رعنائیاں لیے باسط خان کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی اور باسط خان بھی مسکراتے ہوئے اُسے کچھ کہہ رہا تھا۔

ارمان خانزادہ کے پورے بدن میں غم و غصے کا طوفان برپا ہوا تھا۔ دل میں بھانبھڑ جلے تھے۔ پورے بدن کا خون ارمان خانزادہ کی آنکھوں میں سرخی بن کر اترا تھا۔ دماغ کی نسیں پھٹنے کے قریب تھیں۔

اس کی بیوی آج پھر اس کی کسی بھی بات کو خاطر میں لائے بغیر اسی ہی کے کزن کے سامنے کھڑی اپنے حسن کی نمائش کرتے ہوئے اسے طیش و عالم میں مبتلا کر چکی تھی۔ آج وہ کتنی

حسین لگ رہی تھی۔۔وہ نہیں چاہتا تھا آج اس کے چہرے پر کسی بھی غیر مرد کی نظر پڑے۔۔وہ بلکل سمپل بھی ہو تو وہ برداست نہیں کر سکتا تھا کہ کوئ بھی اُسے دیکھے۔۔آج تو اس کا حسن عابد وزاہد کو ڈگمگا سکتا تھا اور سامنے والا تو باسط خان تھا جو اس کی بیوی سے شادی کرنے کا خواہش مند تھا۔خانزادہ خون میں فشار بلند ہوا تھا۔

ارمان خانزادہ گلے اور ماتھے کی پھولی ہوئی رگوں کے ساتھ نینا کی طرف بڑھا اور باسط خان کو سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے نینا کے ہاتھ کو اپنی وحشی گرفت میں لیا تھا۔ارمان خان کی حالت دیکھ کر باسط خان کے چہرے پر استھزائیہ دل جلانے والی مسکراہٹ دوڑ گئ تھی۔وہ آچھی طرح جانتا تھا ارمان خانزادہ کیا محسوس کر رہا ہو گا۔۔اس کی جگہ پہ اگر وہ ہوتا تو وہ اپنی عورت کو زندہ ہی زمین میں گاڑھ دیتا۔۔

ارمان خانزادہ جبڑے بھینچ کر خود پر قابو پاتے ہوئے نینا کا ہاتھ دبوچے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔مگر باسط خان ابھی بھی اسی لمحے اسی پل میں خود کو جکڑا محسوس کر رہا تھا۔نینا کے حسن اور نینا کی کاجل سے سجی ہیزل گرے آنکھیں باسط خان کے دل کی دنیا میں تہہ وبالا مچا چکی تھیں۔باسط خان باہر کھڑا بھول ہی چکا تھا کہ اندر ایک معصوم دل اور خوبصورت وجود اپنے انگ انگ کو سجائے اُس کا انتظار کر رہا ہے۔

چھوڑیں میرا ہاتھ مسٹر خان مجھے آپ کے ساتھ کمرے میں نہیں آنا۔ کمرے میں آتے ہی نینا نے اپنا ہاتھ چھڑوانا چاہا تھا۔ ارمان خانزادہ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔ نینا کو اب درد محسوس ہو رہا تھا۔

مسٹر خان،،، میں آج کی رات آپ کو اپنے قریب نہیں آنے دوں۔۔۔

ارمان خانزادہ کی لال انگارہ آنکھیں دیکھ کر نینا کی بات اس کے لبوں پر ہی دم توڑ گئی۔

نیناڈر کے مارے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔ ارمان خانزادہ کی لہو رنگی آنکھوں نے نینا کو کپکپانے پر مجبور کر دیا۔

ارمان خانزادہ نے اپنے بال دونوں ہاتھوں کی مٹھیوں میں دبوچے تھے۔

اگلے ہی لمحے ڈریسنگ پر پڑے تمام پرفیوم، باڈی سپرے زمین بوس ہوئے تھے۔

نینا کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ ارمان خانزادہ ایک ہی جست میں نینا تک پہنچا تھا اور اس کا منہ اپنی سخت کھردری انگلیوں میں دبوچا۔

کیا ملتا ہے تمھیں،،، میری بات کے مخالف جا کر، میری بات ردِ کر کے؟ ارمان دھاڑا تھا۔

کک کک کیا کیا ہے میں نے اب۔۔ نینا خود کو چھڑواتے ہوئے گھٹی گھٹی آواز میں بولی۔

کیا کیا ہے تم نے؟ کیا کر رہی تھی تم باسط خان کے ساتھ کھڑی ہاں؟ ہمت بھی کیسے ہوئی تمھاری اس سے بات کرنے کی؟ ارمان خانزادہ وحشت کے عالم میں چلایا تھا۔

نینا کی آنکھوں سے ارمان خان کی سخت گرفت پر آنسو جاری ہو چکے تھے۔

ارمان خان نے نینا کے آنسو دیکھ کر لب بھینچتے ہوے جھٹکے سے نینا کو چھوڑا تھا۔

ارمان نے رخ پلٹتے ہوئے آنکھیں سختی سے میچتے دانتوں میں دانت جمائے غصے پر قابو پانے کی کوشش کی۔

نینا سسکی لیتی ہوئی ارمان خان کے سامنے آئی تھی۔

بس اتنی سی بات پر آپ نے میرے ساتھ یہ وحشیوں والا سلوک کیا۔

آئی کانٹ بلیو دِس! مسٹر خان،،، آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟ نینا آنکھوں میں آنسو لیے بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔

یہ اتنی سی بات ہے نینا۔۔ تم اتنی سجی سنوری اس سے کھڑی باتیں کر رہی تھی۔ تمھارے لیے یہ اتنی سی بات ہے۔۔ مگر میرا دل کر رہا ہے کہ میں تمھاری جان لے لون۔ کیا کرنے گئی تھی تم باسط خان کے کمرے کی طرف؟ کیا کام تھا تمھارا ادھر؟ ارمان نے نینا کی کلائی دبوچتے نینا کی ہیزل گرے انکھوں میں اپنی لال انگارہ انکھیں گاڑھتے ہوے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا تھا۔۔

میں توزرمینے کو چھوڑنے گئی تھی اس کے کمرے میں۔ نینا نے سسکتے ہوئے جواب دیا۔ ارمان نے اس کی کلائی کو کافی سختی سے دبوچ رکھا تھا۔۔

مگر مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں آپ کے لیے اتنی بے اعتبار ہوں۔ نینا نے روتے ہوے اپنی کلائی کو دیکھا تھا جہاں ارمان کی انگلیوں کے نشان تھے۔ نینا ارمان خان کے رویے سے دلبرداشتہ ہوئی تھی۔

بات بے اعتباری کی نہیں ہے نینا۔۔ بات ایک شوہر کی بات رد کرنے کی ہے۔ جب میں تمھیں کلیر الفاظ میں سمجھا چکا ہوں کہ مجھے تمھارا باسط خان کے ساتھ بات کرنا پسند نہیں ہے تو مطلب مجھے پسند نہیں ہے۔ مجھے بالکل بھی پسند نہیں ہے کہ تم اُس کے سامنے بھی جاؤ تو کیوں گئی تم اس کے کمرے میں؟ زرمینے کو حویلی کی ملازمائیں، رمل کوئی بھی چھوڑنے جا سکتا تھا تم کیوں گئی؟ اس سے بات کیوں کی؟ بولو جواب دو مجھے۔۔۔ ارمان خان نے پھر سے نینا کی کلائی کو دبوچتے ہوئے پوچھا۔

وہ زرمینے کا شوہر ہے۔ آپ کا کزن ہے میں نے تو اسی لیے اس سے بات کی۔ مجھے سمجھ نہیں آتا آپ کو دنیا کے ہر مرد سے ہی پرابلم کیوں ہے۔ میں کیوں نہیں کسی سے بات کر سکتی؟ نینا اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے چلائی تھی۔

باسط میرا کزن ہے۔ زرمینے کا شوہر ہے اس کا جو بھی رشتہ ہے میرے ساتھ ہے۔ تمھارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پتہ ہے کیوں پرابلم ہے ہر مرد سے،، کیونکہ میری بیوی ناقص عقل ہے۔ جسے خود پر پڑنے والی نظر کا مطلب ہی سمجھ نہیں آتا۔ مگر مجھے آتا ہے۔ اور میں برداشت نہیں کر سکتا کوئی

بھی تمھیں غلط نظر سے دیکھے۔ کیونکہ تم صرف میری ہو۔ سر سے لے کر پاؤں تک صرف میری ہو۔۔۔ تمھیں دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔ ارمان خان کی آنکھوں میں وحشت سی ناچی تھی۔

آئندہ تم باسط خان کے سامنے نہیں جاؤ گی وہ تمھارے سامنے آ بھی جائے،، تم اس سے نہ کوئی بات کرو گی اور نہ ہی اس کے سامنے ٹھہرو گی۔

اِذ اِٹ کلیر۔۔۔ ارمان خان سرد آواز میں دھاڑا تو نینا ایک لمحے کو اس کی دھاڑ پر کانپ کر رہ گئی اور نہ چاہتے ہوئے بھی نینا نے روتے ہوے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اب چینج کرو اور سو جاؤ۔۔۔ تمھیں آج رات کمرے میں نہیں آنا تھا۔۔ مگر آج رات تم مجھے اتنا اچھا سرپرائز دے چکی ہو کہ میں اس کمرے میں نہیں رکنا چاہتا۔ ارمان ایک غلط نگاہ اس پر ڈالتا غصے سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

نینا ارمان خان کے جانے کے بعد بیڈ پر بیٹھ کر رونے لگی تھی۔ مجھے بھی اس منحوس کمرے میں نہیں رکنا نہ آج اور نہ کل اور نہ آئندہ آنے والی راتوں میں۔

اب میں کبھی بھی آپ سے بات نہیں کروں گی مسٹر خان۔۔۔ بلکہ مجھے آپ کے ساتھ رہنا ہی نہیں ہے نینا نے خود سے بولتے ہوئے اپنے آنسو بے دردی سے صاف کیے تھے۔

ارمان خان غصے سے مردان خانے کی طرف جا رہا تھا جب حرا اُس کے سامنے آئی تھی۔

حرا کتنی دفعہ تم سے کہا ہے میرے سامنے مت آیا کرو۔ تمھیں اپنے خاندان کی روایات و اقدار کا کوئی خیال نہیں ہے۔

ارمان خان جبڑے بھینچتے ہوئے بولا۔

ارمان خانزادہ حویلی کی روایات اور اقدار کا پاس تو تم نے بھی نہیں رکھا۔

اگر رکھتے تو آج تمھاری بیوی میں ہوتی وہ نینا نہیں۔ حرا اپنے دشمن جاں کو دیکھتے ہوے نم آنکھوں سے بولی۔۔

ارمان خان غصے سے اس کی بات نظر انداز کرتا آگے بڑھا تھا۔

جب حرا اس کے سامنے آئی تھی۔ تم نے مجھے ایک نظر بھی نہیں دیکھا یہ ساری تیاری میں نے خاص طور پر تمھارے لیے کی ہے۔ سب نے مجھے اس لباس میں دیکھ کر میرا کتنا مذاق اڑایا ہے میری سہیلیوں نے سب نے مورے کو بھی باتیں سننی پڑیں کہ زرمینے کے ساتھ آج کیا میری بھی رخصتی ہے۔۔ مورے نے مجھے ڈانٹا کہ یہ لباس بدل لوں مگر میں نے نہیں بدلا کیونکہ یہ تمھاری پسند ہے۔۔۔ حرا کی بات پر ارمان خانزادہ نے اس پر ایک نظر ڈالی تھی۔

جو میکسی اس نے نینا کے لیے بھیجی تھی وہ حرا نے زیب تن کر رکھی تھی۔

تمھیں یہ لباس نہیں پہننا چاہیے تھا حرا۔ یہ تمھارے لیے نہیں تھا۔ ارمان یکدم اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلتا ہوا بولا۔ اسے بالکل اچھا نہیں لگا تھا حرا کو اس لباس میں دیکھ کر یہ تو صرف نینا کے لیے تھا۔

کیوں نہیں پہننا چاہیے تھا تمھاری پسند کا، تمھاری بیوی کو کوئی خیال ہی نہیں ہے۔ مگر مجھے ہے کیونکہ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں۔ حرا کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔ آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔

اپنی لمٹس مت کراس کرو،،، تم منگیتر ہو میری۔۔بیوی نہیں جو اپنی محبت کا اظہار یوں برملا کر رہی ہو۔ ارمان خان حرا کے اظہارِ محبت پر تپ اُٹھا تھا۔

منگیتر وہ منگیتر جس نے ہوش سنھالتے ہی اپنے نام کے ساتھ تمھارا نام سنا ہے۔ میری ساری سہیلیاں تمھیں میرا شوہر کہتی ہیں اور میں تو کب سے تمھیں اپنا شوہر مان چکی ہوں۔۔ اپنا سب کچھ مان چکی ہوں۔ تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔ کر لیتے شادی شہر میں،،، مگر میرا حق پہلے کیوں کسی اور کو دیا؟ حرا وحشت کے عالم میں دبی دبی اواز میں چلائی تھی۔۔

ارمان خان نے اس کے چلانے پر اپنے لب بھینچے تھے۔ اور وہاں سے جانے لگا۔ حرا نے اس کی کلائی پکڑی تھی۔

کیسی لگ رہی ہوں۔۔بس اتنا ہی بتادو۔میرے جلے دل کو تمھارے لفظوں سے ہی ٹھنڈک مل جائے گی۔

ارمان خان نے ایک نظر حرا کو دیکھا تھا اور اپنی کلائی جھٹکے سے چھڑواتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

نینا جو غصے سے اپنے کمرے سے نکلتی زرمینے کے کمرے میں جا رہی تھی۔

زنان خانے کے لاؤنج میں حرا اور ارمان کو کھڑے باتیں کرتے دیکھ لیا تھا۔

وہ حرا کو ارمان خان کے بھیجے ہوئے لباس میں دیکھ کر شاکڈ رہ گئی تھی۔بلکہ نینا کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔سب سے بڑھ کر وہ ارمان خان سے اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی۔

اسے اپنی تعریف کرنے کا کہہ رہی تھی۔

حرا نے بھی نینا کو دیکھ لیا تھا۔۔وہ نینا کو دیکھ کر اسے نظر انداز کرتے ہوئے وہاں سے جانے لگی۔جب نینا کے پکارنے پر رکی تھی۔

یہ لباس پہن کر کیا سمجھتی ہو تم میرے شوہر کو پالو گی۔یا یوں اپنی محبت کا اظہار کر کے اس کے دل میں اپنی جگہ بنالو گی تو یہ تمھاری بھول ہے۔مسٹر خان صرف میرے ہیں اور وہ مجھ سے وعدہ کر چکے ہیں کہ وہ تم سے شادی نہیں کریں گے اور تمھیں تمھارا جواب بھی مل گیا ہو گا۔

انہوں نے تمھیں ایک نظر نہیں دیکھا۔جانتی ہو اگر یہ لباس میں پہن لیتی تو مجھے دیکھ کر پاگل ہو جاتے۔کتنی تعریفیں کرتے میری، کتنا پیار کرتے مجھے۔۔۔کیونکہ وہ یہ ڈریس مجھے

پہنا ہوا دیکھنا چاہتے تھے۔ نینا نے حرا کو اوپر سے نیچے تک گھورتے ہوئے کہا۔۔ اسے ارمان خانزادہ سے محبت کا اظہار کرتا دیکھ کر نینا کے تن بدن میں بھانبھڑ جل اٹھے تھے۔۔

تم یہ ڈریس تو پہن چکی ہو مگر میرے شوہر کو کبھی حاصل نہیں کر سکو گی۔ کبھی بھی نہیں کر سکو گی اور نہ میں ایسا کبھی ہونے دوں گی۔ مجھے تمھارے احساسات کا خیال ہے مجھے دکھ بھی ہے۔ میں تمھارا درد بھی سمجھ سکتی ہوں۔ مگر اپنے شوہر کو تمھیں دے کر تمھارا درد نہیں بانٹ سکتی کیونکہ میں اپنے شوہر کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی۔ نینا غصے سے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے بولی تھی۔

نینا کا حسد اور جلن سے برا حال ہو رہا تھا۔ حرا کو ارمان خان کے بھیجے ہوئے لباس میں دیکھ کر نینا سے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اسے شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا کہ یہ لباس اسے آج پہننا چاہیے تھا۔

میں نے صرف وہ لباس پہنا ہے جو تمھارا تھا۔ تو تمھارا بُرا حال ہو رہا ہے تمھاری آنکھوں میں حسد ور قابت کے شعلے لپک رہے ہیں۔ سوچو میرا کیا حال ہو رہا ہے تمھیں اپنی جگہ دیکھ کر۔۔ سوچو کیسا محسوس ہوا ہو گا جب مجھے پتہ چلا کہ تم نے میری جگہ لے لی۔۔ تم میرا درد کبھی نہیں سمجھ سکتی کبھی نہیں کیونکہ میرے درد کی وجہ صرف تم ہو۔ حرا نے تلخی سے کہا۔۔

تمھاری جگہ نہیں لی میں نے اپنی جگہ لی ہے۔ کیونکہ اگر تمھاری جگہ مسٹر خان کے دل میں ذرا برابر بھی ہوتی تو وہ مجھ سے کبھی شادی نہ کرتے۔ اور نہ آئندہ کریں گے۔ اگر انہوں نے

ایسا سوچا بھی تو میں انھیں چھوڑ دوں گی اور وہ میرے بنا اب سانس بھی نہیں لے سکتے۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں بہت زیادہ اس بات کا احساس وہ مجھے کئی بار کروا چکے ہیں۔

اسی لیے دور رہو میرے شوہر سے۔۔۔ پھنکارتے ہوئے بولی۔

حرا نینا کی باتوں پر کھل کھلا کر ہنسی تھی۔

تم بہت معصوم ہو نینا بہت زیادہ معصوم ہو۔ خانزادہ کی بیوی ہو اس حویلی کی بہو ہو تمھیں اتنا بھی نہیں پتہ کہ تم کبھی بھی اس رشتے سے اب چھٹکارا نہیں پا سکتی۔

یہاں کے مرد عورت کو زندہ گاڑھ دیتے ہیں مگر چھوڑ کر اسے جانے نہیں دیتے اور نہ ہی چھوڑتے ہیں۔

تم ارمان خان کو دن رات جتنی مرضی دھمکیاں دے لو وہ دل ہی دل میں تم پر ہنستا ہو گا۔ وہ صرف تمھیں بہلا رہا ہے کیونکہ وہ اپنا حسین وقت برباد نہیں کرنا چاہتا۔ تم اس کی اب مرتے دم تک بیوی رہو گی۔ اور جہاں تک مجھ سے شادی کرنے کی بات ہے وہ بھی تمھاری آنکھوں کے سامنے ہو گی افسوس تم سوائے آنسو بہانے کے کچھ بھی نہیں کر سکو گی۔

حرا نے مسکراتے ہوئے نینا کی کلائی کو پکڑا تھا۔

یہ دیکھو حرا نے اپنی کلائی بھی آگے کی تھی۔

یہ ارمان خان کے مورے کے کنگھن ہیں دو تمھارے پاس اور دو میرے پاس۔۔۔

یہ دیکھو۔۔۔ حرا نے اب اپنا ہاتھ آگے کیا تھا۔

یہ ارمان خانزادہ کے نام کی انگوٹھی جو مجھے پہنائی گئی تھی۔

حویلی کے مرد ایک سے زیادہ شادیاں کر چکے ہیں تو ارمان خانزادہ کیوں نہیں کرے گا وہ اپنے بچپن کی منگیتر سے کیسے منہ پھیر سکتا ہے۔

ارمان خانزادہ اپنی جان تو دے سکتا ہے اپنے وعدے سے اپنی روایات سے نہیں پھر سکتا۔

میں تمھاری طرح بے وقوف نہیں ہوں میں جانتی ہوں میں تمھاری جگہ نہیں لے سکتی۔۔ مگر میری جگہ تم۔ بھی نہیں لے سکتی۔۔

حرانیناپر تنفر بھری نگاہ ڈالتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی۔

باسط خان اپنے کمرے میں داخل ہوتے سامنے بیڈ پر نگاہ کی جہاں زرمینے نظریں جھکائے دلہن کے لباس میں سجی سنوری بیٹھی تھی۔ باسط خان زرمینے کو ایک نظر دیکھتا ہوا صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔ اپنی مردانہ شال کندھوں سے اتارتے ہوئے بیڈ پر اچھالی تھی۔ زرمینے جو پہلے ہی کانپ رہی تھی باسط خان کی چادر اس کے چہرے پر آ کر لگی تھی۔ زرمینے کی کپکپاہٹ میں اور اضافہ ہو چکا تھا۔

باسط خان نے سگریٹ جلا کر لبوں سے لگایا اور گہرا کش لے کر سگریٹ کا دھواں اپنے اندر اُتارا تھا۔

صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند کر خود کو پر سکون کرنے لگا۔

نینا کا خوبصورت سراپا پھر سے باسط خان کی آنکھوں کے پردے پر لہرایا تھا۔

کتنی پر اعتماد، کتنی خوبصورت ہے نینا۔۔ باسط نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ایک بار پھر سے نینا کو سوچا تھا۔

باسط خان کا شادی شہر کی کسی خوبصورت اور پُر اعتماد لڑکی سے کرنے کا ارادہ تھا۔ بالکل ایسی ہی لڑکی سے جیسی نینا ہے۔۔۔ بے خوف، پر اعتماد اور اتنی ہی معصوم۔

مگر آج وہ کسی اور کی ملکیت تھی۔ وہ بھی اس کی ملکیت جس سے وہ سب سے زیادہ نفرت کرتا تھا۔

کیسے وہ آج اس کے سامنے اس کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا تھا کیسے نہ لے کر جاتا آخر اس پر پورا پورا حق جو رکھتا ہے۔ باسط خان یکدم اپنا سینہ مسلتا ہوا اٹھا تھا۔ ایک درد سا اسے اپنے دل میں محسوس ہوا۔ ارمان خانزادہ نے اس سے اس کی محبت چھین لی اس کی پسندیدہ عورت چھین لی۔ یہ کام تو اسے کرنا تھا ارمان خانزادہ سے اس کی محبت اس کی پسندیدہ عورت چھین کر پل پل اسے تڑپانا تھا۔

مگر آج تڑپ تو وہ خود رہا تھا۔ باسط خان نے جلتے سگریٹ کو اپنی انگلیوں کے پوروں سے بجایا تھا۔

زر مینے لرزتے بدن کے ساتھ بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ باسط خان اس کے پاس کیوں نہیں آیا۔ زر مینے کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظریں اٹھا کر ایک نظر باسط خان کو دیکھ بھی لیتی مگر اس کا دل باسط خان کی دہشت کے خوف سے لرز رہا تھا۔

باسط خان کافی دیر صوفے پر بیٹھا اپنا غم غلط کرتا رہا تھا۔

خانم۔۔۔ باسط خان نے سرد آواز میں زر مینے کو پکارا تھا۔

جج جی۔ زر مینے نے کانپتے ہوئے کہا۔

یہ کیا تماشہ لگا رکھا ہے تم یوں دلہن بن کر بیٹھی ہو جیسے آج ہماری پہلی رات ہو۔ کتنی دفعہ تمھارے قریب آچکا ہوں۔ اُٹھو یہاں سے مجھے میرا بیڈ خالی چاہیے۔ یہاں تمھارا وجود مجھے گوارا نہیں۔

باسط خان کی بات پر زر مینے نے نظریں گھما کر نا سمجھی سے باسط خان کی طرف دیکھا تھا۔

باسط خان ایک دفعہ اپنی نفرت کا لبادہ اتار کر اپنی دل کی آنکھوں سے ایک نظر زر مینے کو دیکھ لیتا تو آج اس کے معصوم حسن سے ضرور گھائل ہو جاتا۔

سنا نہیں اٹھو یہاں سے باسط خان غرایا تو زر مینے جلدی سے اپنا بھاری لہنگا سنبھالتی ہوئی بیڈ سے اٹھی تھی۔

بستر صاف کرو میرا۔۔۔ اگلا حکم جاری ہوا۔

بیڈ پر پھولوں کی پتیوں کا ہارٹ شیپ بنایا ہوا تھا۔ پورے بیڈ پر پھول تھے۔ پورے کمرے میں پھلوں کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔۔

زرمینے نے بمشکل خود کو سنبھالتے ہوئے پورے بیڈ سے پتیاں جھاڑی تھیں۔ اس کا لباس بہت زیادہ ہیوی تھا اور جیولری اس سے بھی زیادہ ہیوی تھی اور بھاری دوپٹہ سر پر جمائے اسے بہت مشکل ہو رہی تھی۔

جسے باسط خان محسوس کرتا اس پر استھزائیہ مسکرا رہا تھا۔

بیڈ شیٹ بھی چینج کرو۔۔۔۔ یہ تیز رنگ میری آنکھوں میں چبھ رہا ہے۔

باسط خان نے سرد آواز میں ایک اور حکم دیا تھا۔

سارے بیڈ کورز، سائیڈ ٹیبل کے دراز میں تھے زرمینے سے جھکنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔

زرمینے نے جھکتے ہوئے بیڈ شیٹس نکالی تھی۔

اور لرزتے بدن کے ساتھ بمشکل بیڈ شیٹ بدلنے لگی۔۔۔ کمرے میں چوڑیوں کی کھنکار گونج رہی تھی۔ زرمینے ریڈ لباس میں نازک بدن کے ساتھ بمشکل بیڈ شیٹ بچھا رہی تھی۔ بار بار اپنے ماتھے کی بندیا اور جھومر سیدھا کرتی۔ کبھی اپنے بھاری دوپٹے کو سنبھالتی، کبھی اپنے گھیر دار لہنگے کو سنبھالنے کی کوشش کرتی اسی چکر میں بُری طرح لڑکھڑائی تھی۔ لہنگا پاؤں میں آنے کی وجہ سے بُری طرح زمین پر گھٹنوں کے بل گری۔

کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر بُری طرح کلائیوں میں لگیں۔ زرمینے درد سے کراہ اُٹھی تھی۔۔۔

باسط خان چلتا ہوا زرمینے کے مقابل آیا تھا اور پنجوں کے بل بیٹھ کر زرمینے کی ٹھوڑی کو اوپر کیا تھا۔

ایک پل کے لیے زرمینے کا حسن دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔

نفاست سے کیا ہوا میک اَپ، اس کے حسن کو چار چاند لگا گیا تھا۔ ماتھے پر بندیا جھول رہی تھی۔ سائیڈ پر جھومر، ناک میں آج نوزپِن کی جگہ بڑی سی نتھلی تھی جو اس کے سرخ لبوں تک آ رہی تھی۔ بڑے بڑے جھمکے وہ تو آج آسمان سے اتری ہوئی اپسرا لگ رہی تھی، نازک سراپہ لرز رہا تھا۔ براؤن آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ ان آنکھوں کا رنگ شدت ضبط سے گلابی ہو رہا تھا۔ اور ان آنکھوں میں ڈھیروں شکوے بھی تھے۔ باسط خان اسی پل نظریں چرا گیا تھا۔

یہ ڈرامے بند کرو خانم،،، ابھی تمھیں میری سنگت میں بہت کچھ سہنا ہے۔

تمھارے آنسوؤں کا مجھ پر کوئی اثر نہیں ہونے والا اور یہ جو تم آج میرے لیے تیار ہوئی ہو کوئی فائدہ نہیں ہے اس کا۔۔۔ کیونکہ میں آج تمھارے قریب نہیں آنے والا۔

اس دن تم نے مجھے میرا حق لینے سے منع کیا تھا اب جب جب تم میرے لیے سجو گی سنورو گی میں تمھارے قریب نہ آ کر تمھارے منہ پر تمانچہ ماروں گا۔ تمھیں تمھاری اوقات بتاؤں گا۔ باسط خان نے زرمینے کا منہ دبوچا تھا۔ اور سے کلائی سے پکڑ کر جھٹکے سے اٹھایا۔ زرمینے سسکتے ہوئے اٹھ بمشکل اٹھی تھی۔۔

آج رات تم اس کمرے میں نہیں رہو گی۔ نکلو اس کمرے سے باسط خان دھاڑتے ہوئے بولا۔

کک کہاں جاؤں گی؟ سب کک کیا کیا کہیں گے؟ زرمینے لڑکھڑاتے ہوئے بولی۔ ایسا کرو ابھی اور اسی وقت اپنے بھائی کے کمرے میں جاؤ اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر بتاؤ میں نے تمھیں اس کمرے سے نکال دیا ہے۔ اگر تم یہ کرو گی تو ہو سکتا ہے میں تمھیں اپنے کمرے میں واپس بلا لوں اور تمھارے حسن کو پوری طرح خراج تحسین بھی پیش کروں۔ باسط خان نے سائیڈ ٹیبل سے لائٹر اٹھا کر سگریٹ جلایا تھا اور گہرا کش لیا۔۔

مم مم میں ایسا نہیں کروں گی۔ بب بب باسط سائین مجھ پر رحم کریں۔ زرمینے ڈبڈبائی آنکھوں سے بولی تو باسط خان کا پارا مزید ہائی ہوا باسط خان اسے کلائی سے پکڑ کر کمرے کے دروازے سے باہر لایا۔۔۔ تو ٹھیک ہے جہاں مرضی جاؤ۔۔ مگر آج رات تم اس کمرے میں نہیں آؤ گی۔ باسط خان غصے سے کہتا ہوا دروازہ زور سے زرمینے کے منہ پر بند کرتا کمرے میں داخل ہو چکا تھا۔

ارمان خان رات گئے کمرے میں آیا تو نینا کے وجود کو یکسر نظر انداز کرتے ہوے واش روم کا رخ کیا تھا۔۔

فریش ہو کر آرام دہ کپڑے پہن کر باہر آیا تو ایک نظر بیڈ پر ڈالی جہاں نینا اسی لباس میں موجود بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی تھی۔ اس کا بدن ہلکا ہلکا لرز رہا تھا۔ وہ یقیناً رو رہی تھی۔

ارمان خان لب بھینچے کمرے میں موجود دیوان کی طرف بڑھا۔۔ دیوان پر نینا کا دوپٹہ اور جیولری پڑی تھی جسے ارمان خانزادہ نے غصے سے زمین پر پھینکی تھی۔۔ بھاری نیکلس کمرے کے ماربل پر پھینکنے سے زور دار آواز آئی تھی۔ نینا جو بیڈ پر اوندے منہ لیٹی رو رہی تھی۔۔ اس کی سسکیوں میں اور اضافہ ہوا تھا۔

ارمان خان دیوان پر لیٹ کر آنکھوں پر بازو رکھے سونے کی کوشش کرنے لگا۔۔

نینا کی پر سوز سسکیاں ارمان خان کی بے چینی اور اشتعال میں اضافہ کر رہی تھیں۔

کافی دیر تک ارمان خانزادہ یونہی لیٹا نینا کی سسکیاں بے چینی سے سنتا رہا۔

جب نینا کی سسکیوں میں کمی نہ آئی تو غصے سے بیڈ کی طرف بڑھا اور نینا کو کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا تھا۔۔

آنکھیں بے تحاشا رونے کی وجہ سے گلابی ہو چکی تھیں۔ ناک بھی سرخ ہو رہا تھا۔ سارا کاجل بہہ چکا تھا۔ بال جو جوڑے کی صورت میں لپیٹے ہوئے تھے جوڑا کافی حد تک کھل کر شولڈر تک آ رہا تھا۔۔ جوڑے سے نکلی لٹیں چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔

ارمان خانزادہ کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ پتہ نہیں وہ کب سے رو رہی تھی۔ ارمان کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا تھا۔۔ اس کے نازک سراپے اور اس کے نشیب و فراز میں نگاہیں الجھ

کر رہ گئیں۔۔ اس کے سرخ کپکپاتے لب دیکھ کر وہ بے قراری سے ان پر جھکا تھا کہ نینا ارمان خان کو پیچھے کرتی ایک ہی جست سے بیڈ کے دوسرے کنارے سے اتر کر کھڑی ہو چکی تھی۔

ارمان خان نے لمبا گہرا سانس لے کر نینا کو دیکھا جو بیڈ کے دوسرے کنارے کھڑی ابھی بھی رو رہی تھی۔

ارمان گہرا سانس بھرتا نینا کے پاس گیا تھا۔

کیوں رو رہی ہو۔۔۔ غلطی بھی خود کرتی ہو اور پھر یوں رو کر مجھے پریشان بھی کرتی ہو۔ ارمان خان نرمی سے بولا تھا وہ واقعی میں اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

میں نے غلطی کی ہے اور وہ حرا جو آپ کا بھیجا ہوا ڈریس آپ کے لیے پہن کر آپ سے برملہ محبت کا اظہار کر رہی تھی اس کے بارے میں کیا کہیں گے آپ۔ نینا غصے سے چیخی تھی۔

نینا وہ ڈریس میں نے تمھارے لیے بھیجا تھا تم نے خود ہی نہیں پہنا اب اس نے پہن لیا تو اب اتنا تڑپ کیوں رہی ہو۔۔۔ جہاں تک اظہار کی بات ہے وہ اس کی طرف سے ہوا تھا میں نے کیا کہا وہ بھی سنا ہو گا تم نے۔ ارمان خان نینا کے چیخنے پر لب بھینچے تحمل سے بولا تھا۔

بات صرف ایک ڈریس کی نہیں ہے مسٹر خان۔۔۔ آپ کی مدر نے وہی کنگھن اسے دیے ہیں۔ جو مجھے دیئے تھے اس بات کا مطلب کیا ہوا؟ جب آپ اس سے منگنی توڑ چکے ہیں تو پھر اس نے آپ کی نام کی انگوٹھی کیوں پہن رکھی ہے۔ پورا گھر بار اس کی اور آپ کی شادی کا

ذکر کیوں کر رہا ہے۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو مجھے سیدھی طرح بتا دیں۔۔۔ اگر آپ کا ارادہ ہے اس سے شادی کا تو آپ کریں اس سے شادی میں آپ کو نہیں روکوں گی۔۔ مگر آپ کی دوسری بیوی بن کر بھی نہیں رہوں گی۔ آپ کو مجھے چھوڑنا ہو گا مجھے طلاق دینی ہو گی۔ نینا اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بولی تھی۔ ارمان خان کی آنکھیں پل میں لال انگارہ ہوئی تھیں۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ کتنی دفعہ سمجھا چکا ہوں یہ لفظ منہ سے مت نکالا کرو۔۔ تمھیں مجھ سے طلاق نہیں ملے گی ہاں موت ضرور ملے گی۔ ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کے بال اپنی وحشی گرفت میں دبوچے تھے کہ نینا سسک کر رہ گئی۔

ارمان خان نے نینا کے بالوں پر یکدم اپنی گرفت ڈھیلی کی تھی اور پھر اس کے بالوں کو چھوڑ کر اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے بے قراری سے اس کے گالوں پر بہتے آنسوؤں پر اپنے لب رکھے تھے۔

نینا نے غصے سے ارمان کو دونوں ہاتھوں سے دور دھکیلا تھا۔ یہ آپ کی بھول ہے مسٹر خان کہ آپ دوسری شادی بھی کریں گے اور میرے قریب بھی آئیں گے۔۔۔ ایک بات یاد رکھیے گا آپ مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ تو مت چھوڑیں مگر میں اپنے پاس بھی آپ کو نہیں آنے دوں گی۔ نینا انگشت شہادت کی انگلی اٹھاتے ہوے ارمان کو دھمکی دی تھی۔ ارمان خان کے چہرے پر اس کی دھمکی پر تبسم بکھرا تھا۔ آج اس نے اسے مارنے کی دھمکی نہیں دی

تھی۔اور یہ دھمکی دینے کا مطلب بھی وہ آچھی طرح سمجھتا تھا۔۔وہ آچھی طرح جانتی تھی کہ اس کی قربت ارمان کی کمزوری ہے۔۔

اچھا کیسے روکو گی مجھے میرا حق لینے سے ؟ذرا بتانا مجھے۔۔۔ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کیا اور اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتا ہوا اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔نینا نے بُری طرح جھٹپٹاتے ہوئے ارمان کو دونوں ہاتھوں سے دور دھکیلنے کی کوشش کی۔مگر وہ ایسا کرنے میں ناکام رہی۔

ارمان اپنی مرضی سے پیچھے ہوا تھا۔اور اپنا تنفس درست کرتے ہوے اپنے لبوں پر زبان پھیرتے ہوے نینا کو آنکھ ماری تھی۔نینا کی سرخ لپسٹک اس کے لبوں پر اب موجود نہیں تھی۔مگر ہونٹ پہلے سے کہیں زیادہ سرخ ہو رہے تھے۔۔بلکہ ارمان کی شدت پر لہو چھلکا رہے تھے۔۔

نینا نے گہرے سانس لیتے ہوئے زخمی نظروں سے ارمان کو دیکھا تھا۔

ارمان خان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر پھر سے نینا کو اپنے قریب کیا۔تم پر میرا حق ہے اور مرتے دم تک رہے گا۔۔۔نہ تمھیں مجھ سے کبھی رہائی ملے گی اور نہ ہی میری قربت سے کبھی رہائی ملے گی۔۔اور تم مجھے کبھی بھی میرا حق لینے سے روک نہیں سکتی کیونکہ تمھیں پا کر تمھارا اور دیوانہ ہو چکا ہوں۔اب تم سے دور رہنا ناممکن ہے میری جان۔اسی لیے یہ فضول

دھمکیاں مجھے نہ دیا کرو۔ ارمان خان نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر دوسرے ہاتھ سے اس کے آنسو صاف کیے تھے۔

جہاں تک بات ہے حرا کے ڈریس پہننے کی تو میری جان میں نے نظر بھر کر بھی اس کی طرف نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ ڈریس صرف میری جان کے لیے تھا اب مجھے اس ڈریس سے زیادہ یہ ڈریس پیارا لگ رہا ہے جو تم نے زیب تن کیا ہوا ہے۔ کیونکہ یہ تم نے پہنا ہوا ہے۔۔ میرے لیے ڈریس نہیں تم اہمیت رکھتی ہو۔۔

ارمان خان نے پیار سے نینا کا جوڑا کھولا تو نینا کے سلکی بال اس کی کمر اور چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔

آج میں آپ کی یہ چیپ باتوں میں نہیں آؤں گی۔۔ مجھے یہ جاننا ہے حرا سے آپ کی شادی میں کس حد تک سچائی ہے۔ نینا نے ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ارمان نے نینا کی بات پر گہرا سانس لیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کہے۔ حرا اور اس کی شادی ایک حقیقت تھی جو جلد یا بدیر نینا پر کھلنی تھی۔ مگر وہ اپنے اور نینا کے درمیان کوئی ناچاقی، کوئی بدسکونی نہیں چاہتا تھا وہ ذرا سا ناراض ہوئی تھی تو وہ بے سکونی کے انگ انگ میں پھیل کر پورے وجود میں سرائیت کر جاتی تھی۔ ابھی بھی وہ اس سے ناراض اپنے ڈیرے پر چلا گیا تھا۔ مگر سکون کسی پل نہ آیا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ یہاں چلا آیا۔

اسے اس وقت صرف سکون چاہیے تھا جو نینا کا وجود ہی اُسے دے سکتا تھا۔ ارمان خان نے نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرا۔

میں صرف تمھارا ہوں میرے دل میں جو تمھارا مقام ہے وہ کبھی کسی کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میں تمھاری جگہ کسی کو دے سکتا ہوں میری جان۔۔۔

ارمان خان نے نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے ایک جذب کے عالم میں کہا۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں آپ صرف میرے ہیں ناں۔۔ نینا نے ڈبڈبائی آنکھوں کے ساتھ پوچھا تھا

بلکل سچ جان میں صرف تمھارا ہوں صرف تمھارا۔۔ ارمان نے پیار سے نینا کے ماتھے پر اپنے لب رکھے تھے۔

مجھے بالکل بھی اچھا نہیں لگا حرا نے وہ ڈریس پہنا ہے۔ نینا ارمان خان کی باتوں پر یقین کرتے ہوے اس کے سینے کے ساتھ لگی تھی۔۔

تم اس ڈریس میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ ویسے اس ڈریس میں بھی ویڈنگ نائٹ منائی جا سکتی ہے۔ ارمان نے نینا کی کمر پر اپنا حصار مضبوط کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہا۔

نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ

ارمان کو دیکھا تھا اور دھڑکتے دل کے ساتھ ارمان سے دور ہونا چاہا تھا۔ ارمان نے نینا کی کمر پر اپنا حصار مظبوط کرتے ہوے اسے سختی سے خود میں بھینچتے ہوے نینا کی میکسی کی زپ جھٹکے سے کھول دی۔ نینا جو ارمان کے حصار سے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی خفت زدہ چہرے کے ساتھ ارمان کے سینے میں ہی منہ چھپا گئی۔ نینا کو سینے سے لگائے آئینے کی طرف رخ کرتے ہوے نینا کی دودھیا کمر کو دیکھتے ہوے ارمان خان مدہوش ہوا تھا اور اسے گود میں اٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا تھا۔ نینا کو بیڈ پر لٹائے اس کا رخ پلٹتے ہوے نینا کی دودھیا کمر پر اپنا شدت بھرا لمس بکھیرتے ہوے سارے پردے گراتے ہوئے اس پر مکمل حاوی ہوا تھا۔

باسط خان کی صبح آنکھ کھلی تو اس وقت صبح کے چھے بج رہے تھے۔ باسط خان کی عادت تھی وہ صبح سویرے لمبی واک پر جاتا تھا۔ شہر میں بھی اس کی یہی روٹین ہوتی اور یہاں آکر بھی اس کی روٹین نہ بدلتی۔ رات وہ کمرے میں جلدی آگیا تھا زرمینے کو کمرے سے نکالنے کے بعد کافی دیر تک نیند نہیں آئی تھی۔

باسط خان کو یکدم زرمینے کا خیال آیا تھا۔

باسط خان ایک ہی جست میں بیڈ سے اٹھا تھا اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر رات کے متعلق سوچنے لگا۔

کمرے میں بکھری گلاب کی پتیاں دیکھ کر اسے کسی کا معصوم چہرہ یاد آیا تھا۔ کیسی بے یقینی تھی اس کے چہرے پر جب اس نے اسے کمرے سے نکالا تھا۔

باسط خان اپنے تمام خیالات جھٹکتا واش روم چلا گیا۔

فریش ہونے کے بعد اپنی لیدر کی گرم جیکٹ الماری سے نکال کر پہنی۔ صبح صبح سردی کی شدت بہت زیادہ ہوتی تھی۔

باسط خان اپنے کمرے سے باہر نکلاتے آگے بڑھنے لگا تو قدم وہیں پر رک گئے تھے۔

کمرے کے سامنے بنے ہوئے پِلر کے ساتھ ٹیک لگائے ٹھنڈے فرش پر بھاری جوڑے میں ملبوس سکڑی سمٹی سی سو رہی تھی۔

باسط خان بے اختیاری میں س کی طرف بڑھا تھا باہر اچھی خاصی سردی تھی اور وہ بنا کسی گرم کپڑے کے ٹھنڈے فرش پر بیٹھی سو رہی تھی۔

باسط خان پنجوں کے بل بیٹھتا اس کے نزدیک ہو کر غور سے اسے دیکھنے لگا۔

آنسوں کی لکیریں اس کے گالوں پر واضح تھیں۔ وہ نیند میں ہلکی ہلکی ہچکیاں لے رہی تھی۔ سرخ لپ سٹک ابھی تک ہونٹوں پر موجود تھی۔ سرخ ہونٹوں کو بڑی سی نتھ چھو رہی تھی۔ جھومر ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا۔ باسط خان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

باسط خان نے نرمی سے اسے اپنی گود میں اٹھائے اپنے کمرے میں داخل ہوا۔ پیار سے اسے بیڈ پر لٹایا۔ اس کا جھومر اتارا اور اس کی بندیا اتاری۔ اس کی نتھ اتار کر سائیڈ پر رکھی تھی۔

باسط خان یہ کام بہت احتیاط سے کر رہا تھا کہ کہیں اس کی آنکھ نہ کھل جائے۔ باسط خان جب اس کا دوپٹہ اتارنے لگا تو زرمینے ہلکا سا کسمسائی تھی اپنی نیند سے بوجھل آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنے پاس باسط خان کو اپنے پہلو میں دیکھ کر ہڑبڑاتے ہوئے بیڈ سے اٹھنے لگی تھی۔

کیا ہو گیا ہے خانم؟ لیٹی رہو۔ باسط خان سرد آواز میں بولا تو زرمینے خاموشی سے وہیں پر لیٹ گئی۔

باسط خان نے اُٹھ کر الماری سے زرمینے کا آرام دہ لباس نکالا تھا اور پھر زرمینے کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر نرمی سے اس کا بھاری لباس تبدیل کیا تھا۔ سے آرام دہ لباس پہنایا۔۔ زرمینے نے اس دوران اپنی آنکھیں بند کی ہوئیں تھیں۔ اور اس کا بدن لرز رہا تھا۔ باسط خان گہرا مسکرایا تھا۔

سو جاؤ خانم۔۔۔

اپنی نیند پوری کرو۔ باسط خان نے نرمی سے زرمینے پر کمبل دیا اور کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

زرمینے اچھی طرح خود پر کمبل لپیٹے کڑوٹ لیئے پھر سے سسک اُٹھی تھی۔

ولیمہ کی تقریب بھی بخیر و عافیت اپنے انجام کو پہنچی تھی۔ دونوں دلہنوں کو ان کے کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔ زرمینے کو کمرے میں بھاری ڈریس اور بھاری جیولری کے ساتھ تیار لا کر اس کے کمرے میں بیٹھایا گیا۔

زرمینے بیڈ سے اتر کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر خود کو دیکھنے لگی۔

گولڈن کلر کے لباس میں اس کا رنگ وروپ بھی سنہری سا لگ رہا تھا۔ نازک گولڈن میکسی اس کے نازک دلکش بدن پر کندن کی دمک رہی تھی۔ زرمینے تلخی سے مسکراتے ہوئے اپنا دوپٹا اتارنے لگی تھی کل باسط خان نے اس کی اتنی تذلیل کی تھی آج اس کا یوں تیار اس کا انتظار کرنا مناسب نہ تھا۔

زرمینے نے ابھی اپنا دوپٹا اتار کر سائیڈ پر رکھا ہی تھا کہ باسط خان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔ زرمینے کے دل کی دھڑکن ایک پل کے لیے معدوم ہوئی تھی۔ ہاتھوں میں لرزاہٹ طاری ہوئی تھی۔ جسے چھپانے میں ناکام سی کوشش کرتے ہوئے زرمینے نے اپنا کام جاری رکھا تھا زرمینے اپنی ماتھا پٹی اتارنے لگی ہی تھی کہ باسط خان اس کی پشت پر آکر کھڑا ہو گیا۔ زرمینے کا ہاتھ وہیں پر رک گیا تھا۔ وہ بلیک کلر کی شلوار قمیض میں ملبوس اپنی بے پناہ وجاہت لیے اس کی پشت پر کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔

اس کی نظریں بے باکی سے اس کے سراپے کے آر پار ہو رہی تھیں۔ اس کی گرم سانسیں اس کی گردن کے پچھلے حصے پر اُسے محسوس ہو رہی تھیں۔

کیا ہوا خانم؟ رک کیوں گئیں؟ اتار کیوں نہیں رہی؟

باسط خان نے زرمینے کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔

کس نے حق دیا تمھیں،،،ہمت بھی کیسے ہوئی تمھاری کہ تم میری اجازت کے بغیر یہ سب اتارو۔

باسط خان نے اس کے کان کی لو کو اپنے دانتوں میں رکھ کر اتنی زور سے کاٹا تھا کہ زرمینے کی تکلیف کی شدت سے آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔خانم آنکھ سے آنسو مت بہیں تمھارے۔۔۔زہر لگتے ہیں تمھارے آنسو۔باسط خان کی سرد آواز پر زرمینے کی آنکھ میں آنسو بھی ٹھہر گئے تھے جیسے۔باسط خان نے ایک ہی جھٹکے میں اس کا رُخ پلٹ کر اپنے سامنے کیا تھا۔

خانم یہ میرا حق ہے تم سجو گی، سنورو گی مگر یہ میری مرضی ہو گی کہ میں تمھارے حسن کو خراج تحسین کس انداز میں پیش کرتا ہوں۔جب میرا دل کرے گا تم سے اپنا حق وصول کروں گا جب میرا دل نہیں کرے گا تمھیں دھتکاروں گا جو بھی کروں گا صرف میں کروں گا تمھیں اس کی اجازت نہیں تم کچھ بھی سوچو یا کچھ بھی کرو۔

اس لیے آئندہ یہ فضول سا ایٹیٹیوڈ مجھے مت دکھانا۔باسط خان نے اس کا چہرہ دبوچ کر اوپر کو اٹھایا تھا۔اور پھر اس کا زیور اتار کر تقریباً نوچ کر اتارتے ہوے اسے بیڈ پر دھکا دیا تھا۔اور اپنی شال اتارتا اپنے قمیض کے بٹن کھولتا زرمینے پر مکمل طور پر حاوی ہوا تھا۔

نینا کا تو سارا دن اتنا بھاری لباس پہن کر اور بھاری جیولری کیری کر کے کمر تختہ مشق بن گئی تھی۔

ابھی کمرے میں آئی تو نینا نے سکھ کا سانس لیتے ہوئے خود کو ریلیکس کرنے کی غرض سے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر اپنا زیور اتارنا چاہا

ابھی نینا نے بھاری جھمکوں کے بوجھ سے اپنے کانوں کو آزاد کرنا چاہا ہی تھا کہ ارمان خان کمرے میں داخل ہوا تھا اور مسکراتے ہوئے نینا کے پاس آیا جو آئینے کے آگے کھڑی ہو کر اپنا زیور اتار رہی تھی۔

ارمان خان نے آگے بڑھ کر نینا کو جھمکے اتارنے سے روکا تھا اور نینا کا رُخ پلٹ کر اسے اپنے سامنے کیا۔

جو انگوری کلر کی میکسی میں ملبوس نفاست سے کیے گئے میک اَپ اور جدید بھاری جیولری میں قیامت ڈھا رہی تھی۔

کیا کر رہی تھی؟ نینا منع کیا تھا نہ کہ میرے کمرے میں آنے سے پہلے یہ سب نہیں اتارو گی تو پھر کیوں اتار رہی تھی؟

ارمان خان نے پیار سے نینا کے چہرے کو ٹھوڑی سے پکڑ کر نرم لہجے میں کہا۔

مسٹر خان یہ سب کچھ بہت بھاری ہے اور میں دو پہر سے یہ پہن کر بیٹھی ہوں۔ نیند اور تھکن سے میرا بُرا حال ہے۔

نیند آرہی ہے تمھیں؟ ارمان نے بے حد پیار سے پوچھا تو نینا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔
اچھی طرح سلاتا ہوں تمھیں میں۔ ارمان خان نے نینا کے سراپے کو اوپر سے نیچے گھورتے ہوئے شرارتی لہجے میں کہا۔
ارمان خان کی بے باک نگاہوں سے نینا سرخ پڑی تھی اور شرماتے ہوئے ارمان کے سینے سے لگی تھی۔
ارمان نے نرمی سے اسے خود سے الگ کیا اور اسے گود میں اُٹھائے بیڈ کی طرف بڑھا تھا اور اسے بیڈ پر لٹا کر نرمی سے اس کا دوپٹہ الگ کیا تھا اور اس کی جیولری اتارنے لگا اس کے ہونٹوں پر جھک کر اپنی محبت کی شدت بھری گہری چھاپ چھوڑی تھی۔
نینا نے لمبے گہرے سانس لیتے ارمان کو خود سے دور کرنا چاہا تھا۔ ارمان خان نے نینا کے دونوں ہاتھ اپنے ایک مضبوط ہاتھ سے تکیے پر پن کیے گئی۔ میری جان میری سری شدتیں ساری دیوانگی تمھارے لیے ہے۔ جسے تمھیں ہی سہنا ہے اور آج کی رات تو یہ شدتیں عروج پر ہوں گی کیونکہ آج تم نے میرے لیے خود کو سجایا ہے۔
تمھارے حسن کو خراج تحسین آج کی رات اس طرح پیش کروں گا کہ تمھیں کئی دنوں تک اپنی سانسوں سے اپنے بدن کے ہر حصے سے صرف میری مہک آئے گی۔ ارمان خان نے ایک بار پھر سے نینا کے ہونٹوں پر تسلط جمایا تھا۔

پوری شدت سے نینا کے وجود کے ہر حصے پر اپنی گہری چھاپ چھوڑتا اسے سسکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

ارمان مدہوشی کے عالم میں نینا پر اپنے پیار کی شدتیں نچھاور کر رہا تھا۔ ارمان خانزادہ پوری طرح نینا کے وجود میں مکمل طور پر گم تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کل کی صبح ان کی زندگی میں کیا ہنگامہ بھرپا کرنے والی ہے کہ وہ نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں خود کے لیے پیار دیکھنے کو ترس جائے گا۔

نینا کی آنکھ صبح کافی دیر سے کھلی تھی۔ ارمان خان اس کے پہلو میں موجود نہیں تھا۔ وہ تیار ہو کر باہر آئی تو لاؤنج میں اس ٹائم کوئی نہیں تھا۔

نینا نے بلیک کلر کا ٹراوزر شرٹ پہنی ہوئی تھی اس پر بلیک دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا۔ گرم شال سے خود کو اچھی طرح لپیٹا ہوا تھا۔ زنان خانے میں کسی کو موجود نہ پا کر نینا نے کچن کا رُخ کیا۔۔

کچن سے آتی آوازوں نے نینا کو ٹھٹھک کر رکنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

غنچہ مجھے تو خود اس بچی پر بہت ترس آرہا ہے۔ کتنی خوبصورت ہے وہ اور وہ شاہد خان اتنا ہی بد صورت اور بڈھا اور پورا بد معاش ہے وہ اس کا بہت بُرا حال کرے گا۔ ونی میں آئی لڑکی کا کیا حال ہوتا ہے اس کا درد مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔

وہ تو رحیم خان اچھا انسان تھا پھر بھی س نے مجھ سے پورا پورا اپنے بات کی موت کا بدلہ لیا تھا۔ اور یہ شاہد خان تو زرلشتہ کو نہیں چھوڑے گا۔ اس نے اپنی پہلی بیوی پر بھی بہت ظلم کیا تھا وہ بیچاری اللہ کو پیاری ہو گئی۔ مجھے تو زرلشتہ بہت ترس آرہا ہے۔ گل بانو غنچہ سے بڑے دکھ اور کرب سے کہہ رہی تھی۔

نینا کے کچن میں آنے پر دونوں خاموش ہو گئی تھیں۔

کس کی بات کر رہے ہو تم لوگ؟ کون زرلشتہ؟ کیا ہوا اس کے ساتھ؟ نینا نے گل بانو کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

بھابھی وہ زرلشتہ وہ ونی میں شاہد خان کی دلہن بن کر آرہی ہے۔

خان دادا کے فیصلے کے مطابق آج زرلشتہ کا نکاح ہے شاہد خان کے ساتھ۔ زرلشتہ کے بھائی نے شاہد خان کے بیٹے کو مارا ہے۔ زرلشتہ بیچاری بہت معصوم ہے آج صبح سے ہی بڑا رو رہا تھا۔۔ غنچہ نے نینا کو تمام تفصیل سے آگاہ کیا۔

کہاں ہو رہا ہے یہ نکاح؟ نینا نے لب بھینچتے ہوئے پوچھا۔

بھابھی مردان خانے میں سب ادھر ہی موجود ہیں۔ بیچاری صرف پندرہ سال کا ہے اور شاہد خان پچاس سال کا۔ غنچہ ایک دفعہ پھر سے زرلشتہ پر افسوس کر رہی تھی۔

نینا کچھ پل ادھر کھڑی کچھ سوچتی رہی اور پھر جھٹکے سے کچن سے نکلی تھی۔

گل بانو کو کچھ انہونی کا احساس ہوا تھا۔ وہ نینا کو جانتی تھی کہ وہ کیسی ہے۔ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ گل بانو کو بہت کچھ سمجھا چکے تھے۔

گل بانو حواس باختہ نینا کے پیچھے گئی تھی۔

جو مردان خانے کی طرف جا رہی تھی۔ بھابھی آپ کہاں جا رہی ہیں؟ گل بانو نے سراسیمگی سے پوچھا۔

میں یہ ظلم نہیں ہونے دوں گی۔ میں یہ نکاح نہیں ہونے دوں گی۔ خان دادا کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑے گا۔ نینا نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اپنے قدم مردان خانے کی طرف بڑھائے تھے۔

بھابھی خدا کا واسطہ ہے۔ مردان خانے میں مت جائیں ادھر بہت سے مرد ہیں اور آپ ایسے گئی تو بہت بُرا ہو جائے گا۔ چھوٹے خان بہت غصہ کریں گے۔ بلکہ بہت بُری سزا ملے گی آپ کو۔ یہ ادھر کی روایات ہیں۔ زرلشتہ ونی میں آ رہی ہے اس کے ماں باپ راضی ہیں آپ یہ سب کچھ روک نہیں سکتیں۔ گل بانو نینا کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

گل بانو کچھ بھی ہو جائے میں اپنے سامنے ظلم ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے میں یہ نکاح روکوں گی۔ خان دادا کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑے گا۔ نینا نے اٹل لہجے میں کہتے ہوئے اپنے قدم مردان خانے کی طرف بڑھائے۔ گل بانو جلدی سے آبگینہ خانم کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

نینا نے مردان خانے میں قدم رکھا تو سامنے ہی ایک لڑکی بڑی سی چادر میں چھپائے کانپتے وجود کے ساتھ سٹنگ ایریا میں بیٹھی تھی۔ ڈر، خوف اور بے بسی اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی۔ وہاں اس لڑکی کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ باقی سب مردان خانے کی بڑی سی بیٹھک میں موجود تھے۔ نینا اس لڑکی کی طرف بڑی۔ وہ نینا کو دیکھتے ہوئے اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔ تمھارا نام زرلشتہ ہے۔ نینا نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے پوچھا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

تم ڈر کیوں رہی ہو؟ نینا نے اس کے بدن کی کپکپاہٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مم مجھے اُس سے بہت ڈر لگتا ہے۔ وہ کانپتے لہجے میں بولی کس سے ڈر لگتا ہے؟ نینا نے اس بار بھی نرمی سے پوچھا تھا۔ نینا کو اس لڑکی پر بہت ترس آیا تھا وہ واقعی میں بہت معصوم اور حسین تھی۔ وہ شاہد خان سے۔۔۔ وہ اپنی پہلی بیوی کو بھی بہت مارتا تھا۔ وہ مجھے بھی مار دے گا۔ زرلشتہ ڈرتے ہوئے بولی۔ وہ تمھیں نہیں مارے گا کیونکہ میں یہ نکاح نہیں ہونے دوں

گی۔۔ تم ڈرو مت۔۔۔ نینا نے کہتے ہوئے اپنے قدم مردان خانے کی بیٹھک کی طرف بڑھائے تھے۔

نینا نے بیٹھک کا بھاری دروازہ دھکیلتے ہوئے اپنے قدم اندر رکھے۔ تو سب بے یقینی سے نینا کو دیکھ رہے تھے۔

خان دادا کا رنگ غصے سے سرخ پڑا تھا۔ یہی حال سکندر خان اور ارتضیٰ خان کا تھا۔ اور جو باقی مرد تھے وہ حیرت سے آج پہلی دفعہ مردان خانے میں کسی عورت کو دیکھ رہے تھے۔

انھیں پتہ نہیں تھا یہ کون ہے؟ مگر خان دادا اور سب کے چہرے پر پھیلی سرخی اور غضب دیکھ کر اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ اس کا تعلق حویلی سے ہی ہے۔ وہاں کھڑے ملازموں اور باقی مرد حضرات نے احتراماً نظریں جھکا لیں تھیں۔

آپ لوگ یہاں سب نکاح کرنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ مگر یہ نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ قانونی لحاظ سے زرلشتہ ابھی بالغ نہیں ہے۔ اس کا نکاح کرنا قانونی طور پر جرم ہے اور میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ نینا کی مضبوط آواز حویلی کے مردان خانے میں گونجی تو سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

خان دادا نے اپنے ملازم کو اشارہ کیا تو اس نے سب کو جانے کا حکم دیا۔

زرلشتہ کو آپ لوگ یہاں سے نہیں لے کر جاسکتے۔ وہ اس وقت حویلی کے زنان خانے میں موجود ہے۔ نہ وہ آپ لوگوں کے ساتھ جائے گی اور نہ میں اسے جانے دوں گی۔ نینا نے سب کو اٹھتے دیکھ کر سپاٹ انداز میں زرلشتہ کے بارے میں آگاہ کیا تھا۔

زرلشتہ کے باپ نے ایک نظر خان دادا کو دیکھا تھا۔ خان دادا کے اشارے پر وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔

سب کے جانے کے بعد خان دادا اپنے صوفے سے اٹھ کر کھڑے ہوئے تھے۔

تمھاری ہمت کیسے ہوئی۔۔ یہاں حویلی کے مردان خانے میں آنے کی اور ہمارے فیصلے کے آگے بولنے کی۔۔۔ خان دادا غیض و غضب کی کیفیت میں حلق کے بل چلاتے ہوئے بولے تھے کہ حویلی کے مردان خانے کے در و دیوار تک لرز اٹھے تھے۔ حویلی میں موجود تمام خواتین بھی خان دادا کے خوف سے لرز اُٹھیں تھیں۔

خان دادا کو آج سے پہلے کسی نے اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔

سکندر خان اور ارتضیٰ خان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ نینا کو جان سے مار ڈالیں۔

یہاں مردان خانے میں اس لیے آئی ہوں۔ تاکہ آپ کو ایک غلط فیصلہ کرنے سے روکوں۔ کسی بے گناہ کی زندگی برباد کرنے سے روکوں۔

آپ نے دیکھا ہے زرلشتہ کو وہ کتنی معصوم ہے اور کم عمر ہے اور وہ شاہد خان اس کے لائق نہیں ہے۔ آپ نے زرلشتہ کو بنا کسی جرم کے موت سے بھی بدتر سزا سنائی ہے۔ اور آپ کے

پاس کوئی حق نہیں ہے کہ آپ ایک بے گناہ کو سزا دیں۔ نینا بے خوف لہجے میں بولی تو ارتضیٰ خان طیش کے عالم میں نینا کی طرف بڑھا تھا۔

خان دادا نے ہاتھ کے اشارے سے ارتضیٰ خان کو روکا تھا۔

ورنہ ان کا خود کا دل کیا تھا اپنی بندوق کی تمام گولیاں نینا کے وجود کے آر پار کر دیں۔ مگر وہ ارمان خان کی وجہ سے خاموش ہو گئے تھے کیونکہ وہ اتنا تو جان چکے تھے۔ نینا کی دیدہ دلیری اور بے خوف لہجے کے پیچھے ارمان خان کا ہاتھ تھا۔ اگر ارمان نے نینا کو اچھی طرح سمجھایا ہوتا تو آج نینا کی ہمت نہ ہوتی یوں بے پردگی میں مردان خانے میں آنے کی اور اُن کے فیصلے کے آگے سر اٹھانے کی۔۔۔ یقیناً اس لڑکی میں ان کے پوتے کی جان تھی۔ اور ان کے پوتے میں ان کی جان تھی۔

ارمان خان زمینوں کے سلسلے میں صبح سے ہی حویلی میں موجود نہیں تھا۔ ابھی بھی حویلی میں داخل ہوا تو مردان خانے میں نینا کی گونجتی آواز پر اس کے قدموں کو جیسے زمین نے جکڑ ہی لیا تھا۔ ارمان خان بے یقین ہوا تھا اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ باہر جو ملازم نظریں جھکائے مؤدب انداز میں کھڑے تھے۔ ارمان خان کو اپنا سر ان لوگوں کے آگے شرم سے جھکتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ نینا کی دبنگ اور اونچی آواز پوری حویلی میں گونج رہی تھی اور ارمان

خان سرخ چہرے کے ساتھ غیض و غضب کے ساتھ بیٹھک کا دروازہ کھولتے اندر داخل ہوا۔ جہاں نینا بے خوف و خطر خان دادا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی۔

ارتضیٰ خان اور سکندر خان کی غصیلی نگاہ سے ارمان خان نے اپنی نظریں چرائیں تھیں۔

ارمان کو دیکھ کر نینا کے چہرے پر ایک پل کے لیے خوف لہرایا تھا مگر دوسرے ہی پل خود پر قابو پایا تھا۔

چلو یہاں سے۔۔ ارمان خان نے سرخ چہرے کے ساتھ ضبط کی انتہا پر پھولتی رگوں کے ساتھ نینا سے کہا۔ میں یہاں سے نہیں جاؤں گی مسٹر خان،،، پہلے خان دادا کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑے گا میں کسی بھی حال میں خان دادا کے غلط فیصلوں پر زرلشتہ کی زندگی برباد نہیں ہونے دوں گی۔ نینا ارمان خان کی لال انگارہ آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے بے خوف لہجے میں بولی۔

بس بہت ہو گیا۔۔۔ بہت سن لی تمھاری بکواس، تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی خان دادا کے فیصلوں کو غلط کہنے کی۔۔۔ ارتضیٰ خان اشتعال کی کیفیت میں نینا کی طرف بڑھے تھے کہ ارمان نینا کے آگے آیا تھا۔

خان دادا اور سکندر خان نے ارمان کے یوں آگے آنے پر اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔ ارتضیٰ خان کا رنگ بھی تانبے کی مانند سرخ ہوا تھا۔

ارمان خانزادہ یہ تمھاری ڈھیل کا نتیجہ ہے۔ یہ لڑکی نے آج بھرے جرگے میں ہمیں بے عزت کر دیا۔ جو لوگ ہمارے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔۔ خان دادا کے کسی فیصلے کے آگے انحراف نہیں کر سکتے تھے۔۔ تمھاری بیوی نے سب کے سامنے خان دادا کے فیصلے پر سوال اٹھایا ہے۔ اور یوں بے پردہ سب کے سامنے آئی ہے۔۔۔ انہوں نے آج تک ہماری گھر کی عورتوں کو نہیں دیکھا۔۔۔ مگر تمھاری بیوی کو یہاں موجود ملازموں سے لے کر جرگے میں مجود ہر مرد دیکھ چکا ہے۔

ارتضیٰ خان دھاڑے تو ارمان خان نے نینا پر سرخ انگارہ آنکھیں گاڑھتے ہوئے اپنی مٹھی بھینچی تھی۔

خان دادا خاموشی سے ارمان خان کو دیکھ رہے تھے جو ابھی بھی سب کچھ خاموش کھڑا سن رہا تھا۔ ورنہ انھیں تو لگا تھا کہ ارمان آج نینا کے یہ سب کرنے پر اُسے سب کے سامنے اچھی خاصی سزا دے گا۔۔ تاکہ وہ ایسا آئندہ وہ ایسا کچھ کرنے کا سوچ بھی نہ سکے۔۔ مگر وہ تو نینا کے آگے سیسہ بلائی دیوار بن کر کھڑا تھا۔

میں اسے سمجھا دوں گا۔ آئیندہ یہ ایسا نہیں کرے گی۔۔۔ ارمان خان نے نینا کا ہاتھ اپنی اپنی گرفت میں لیا تو نینا نے ایک جھٹکے سے چھڑایا تھا۔

مسٹر خان آپ مجھے کیا سمجھائیں گے۔۔۔ اگر ہمت ہے تو عطا اللہ خان کے فیصلوں کے آگے کھڑے ہو کر انھیں روکیں تب مانوں گی آپ ایک خانزادہ فیملی سے ہیں۔ نینا طیش میں چلائی تھی۔

نینا۔۔۔۔ ارمان نے اپنا ہاتھ نینا کو مارنے کے لیے اٹھایا تھا اور پھر ضبط سے آنکھیں میچتے ہوئے اس کی مٹھی بنا کر اپنے پہلو میں گرایا تھا اور نینا کو کلائی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے وہاں سے لے گیا

ارمان خان نینا کو گھسیٹتے ہوئے کمرے میں لا کر بیڈ پر اتنی زور سے پٹخا کہ نینا کی کمر زور سے سائیڈ ٹیبل کے کونے سے لگی تھی درد کی شدید لہر نینا کو اپنے پورے وجود میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ نینا ابھی سنبھلی بھی نہیں تھی کہ ارمان خانزادہ نے اس کے بالوں پر اپنی وحشی گرفت جمائی تھی۔

منع کیا تھا تمھیں میں نے،،، کہ تم مردان خانے نہیں جاؤ گی۔ ایسی کیا افتاد آپڑی تھی کہ تمھیں مردان خانے میں آنا پڑا۔ بولو جواب دو۔۔۔ ارمان دھاڑا تھا۔۔ چھوڑیں مجھے مسٹر خان نینا درد سے چلائی تھی۔

نینا میں شرم سے زمین میں گڑھا جا رہا ہوں آج تک حویلی کی کسی عورت کو کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ ان کی آواز سنی ہے۔ اور تم یوں کھلے منہ کے ساتھ ان لوگوں کے سامنے تھی۔۔

جو خان دادا کے سامنے سر نہیں اٹھا سکتے ان کی بات کے خلاف نہیں جا سکتے تم نے صرف میری بے عزتی ہی نہیں کی ہے خان دادا کی بھی بے عزتی بھی کی ہے۔ میں دنیا میں سب سے زیادہ پیار خان دادا سے کرتا ہوں۔۔ آج تم نے جو کیا اچھا نہیں کیا ہے۔ تم نے یہ سب کر کے میری مردانگی پر سوال اٹھائے ہیں۔۔ کیا سوچ رہے ہوں گے میرے بارے میں کہ میری بیوی،، میری عزت،، کو میرا ذرا لحاظ نہیں میرا ذرا ڈر نہیں ہے۔۔

ارمان خان کی انکھیں ضبط سے سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کیا کر ڈالے۔۔

مردانگی پہ حرف ایا ہے آپ کے۔۔ یعنی کہ غلط کو غلط کہنے سے حویلی کے مردوں کی مردانگی پر سوال اُٹھتا ہے۔۔ ایک چھوٹی سی پندرہ سال کی بچی کو پچاس سال کے آدمی کے ساتھ بیاہنے سے آپ لوگوں کی مردانگی پر سوال نہیں اٹھتا۔۔ آپ لوگوں کے غیر منصفانہ فیصلوں پر سوال نہیں اٹھتا۔ آپ کے خانزادہ خون پر سوال نہیں اُٹھتا۔ نینا بیڈ سے ٹھ کر ارمان کے مقابل آئی تھی۔

یہ فیصلہ خان دادا کا نہیں ذرلشتہ کے ماں باپ کا تھا۔۔ جب اس کے ماں باپ کو کوئی اعتراض نہیں تو تم کون ہوتی ہو اعتراض کرنے والی۔۔۔ ارمان نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔

مسٹر خان آپ اس گاؤں کے سردار ہیں۔۔ پوری آن بان شان کے ساتھ دستار آپ کے سر پر رکھی گئی تھی اس لیے نہیں کہ آپ ظالمانہ فیصلوں پر خاموش ہو جائیں اگر یہاں ونی کا

قانون ہے تو آپ اسے ختم کریں۔ خون بہا میں عورتیں ہی کیوں جائیں۔۔ خون کے بدلے خون ہونا چاہیے یا پھر قانونی کاروائی۔۔۔ آپ نے بھی رمل کو ونی میں نہیں جانے دیا تھا تو زر لشتہ کے لیے بھی آپ ہی کو فیصلہ کرنا پڑے گا۔ نینا آنکھوں میں آنسو لیے بولی تھی وہ کسی بھی صورت میں زر لشتہ کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

رمل کے فیصلے میں،،، میں نے خود کو پیش کیا تھا مگر زر لشتہ کے ماں باپ اپنے بیٹے کی قربانی نہیں دینا چاہتے۔ نینا دور رہو س معاملے سے،،، یہ یہاں کی روایات ہیں۔ جسے تم نہیں بدل سکتی یہ میری لاسٹ وارننگ ہے۔ آج میر اتم پر ہاتھ اٹھتا اٹھتا رہ گیا ہے۔۔ اگر آئندہ ایسا ہوا تو یہ ہاتھ رکے گا نہیں۔ سمجھی تم۔۔ ارمان نے سرد آواز میں نینا کو دھمکی دی تھی۔ تو اٹھا لیتے ہاتھ جو مرد اپنی مردانگی دکھانے کے لیے اپنے باپ، چچا اور دادا کے سامنے اپنی عزت پر ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔۔ وہ مار بھی سکتا ہے۔ آپ نے جو اندر کیاناں میں کبھی نہیں بھولوں گی۔ آپ نے سب کے سامنے مجھے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔۔ ہاتھ اٹھانا بھی ایک قسم کا مارنا ہوتا ہے۔۔ نینا ارمان خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بھیگی آنکھوں سے زخمی سا مسکرائی تھی۔ جو تم نے کیا ہے اس کا احساس ہے تمھیں۔۔ تم نے جو کیا ہے ناں آج اس کی سزا صرف ایک تھپڑ نہیں بہت سفاکی پر مبنی تھی۔۔ شکر کرو خان دادا نے تمھیں وہ سزا نہیں سنائی وہ میری وجہ سے خاموش ہو گئے ورنہ تمھاری نازک مزاجی برداشت نہ کر سکتی۔ ایک

ہی دن میں تمھارا مزاج اچھی طرح درست ہو جاتا۔ زرلشتہ کی شادی وہیں ہو گی جہاں اس کے ماں باپ چاہتے ہیں اور وہی ہو گا جو خان دادا چاہتے ہیں۔

اور یہ نکاح حویلی میں ہی ہو گا مگر تم دوبارہ مردان خانے کی طرف آئی یا پھر خان دادا کے کسی بھی فیصلے سے خلاف کیا یہں تک کہ تمھاری آواز بھی مردان خانے میں سنائی دی تو تمھاری زبان میں خود حلق سے کھینچوں گا۔ ارمان خان نے نینا کے قریب آکر اس کا منہ دبوچتے ہوئے سرد لال انگارہ آنکھیں نینا پر گاڑھتے ہوئے اسے دھمکی دی تھی۔

آپ ایسا نہیں کریں گے مسٹر خان۔۔۔ زرلشتہ کے ساتھ اتنی بڑی ناانصافی نہیں کریں گے۔ پلیز کچھ کریں۔۔۔ میں زرلشتہ سے وعدہ کر چکی ہوں میں اس کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دوں گی۔۔ پلیز کچھ کریں۔۔ خان دادا اپ کی بات مانیں گے۔ جب وہ رمل کے معاملے میں آپ کی مان سکتے ہیں۔ رمل کو شہر پڑھنے کی آجازت دے سکتے ہیں۔۔ آپ حرا سے شادی نہیں کر رہے یہ بات بھی تو ادھر کی روایات میں سے ہے۔ آپ اپنی بچپن کی منگنی نہیں توڑ سکتے یہاں بھی تو خان دادا نے آپ کے فیصلے کو ترجیح دی تو زرلشتہ کا فیصلہ بھی بدلا جا سکتا۔۔۔ نہیں توڑی میں نے منگنی۔۔ نہیں ہٹ رہا میں اپنے رسموں رواج اپنی روایات سے۔۔۔۔ میں حرا سے شادی کر رہا ہوں۔ میں اور وہ بھی تمھاری نظروں کے سامنے ہو گی۔

ارمان خان نینا کی بات کاٹتا ہوا چلایا تھا۔

نینا ارمان کی بات پر پھٹی پھٹی آنکھوں سے شاکڈ عالم میں دیکھ رہی تھی۔

وہ کتنے ہی پل کچھ بول بھی نہ سکی تھی۔

آپ آپ مم مجھ سے اتنے دنوں سے جھوٹ بول رہے تھے۔ آپ یہ شادی کریں گے۔ نینا نے سرسراتے الفاظ میں بے یقینی سے کہا۔۔

ہاں جھوٹ بول رہا تھا۔۔ اس بات کو جتنی مرضی قبول کر لو تمھارے لیے بہتر ہو گا۔۔ ارمان خان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ نینا نے ارمان کا گریبان پکڑا تھا۔

اگر آپ یہ شادی کریں گے تو میں آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔ میں ابھی اور اسی وقت اس حویلی سے جا رہی ہوں۔ نینا ارمان خان کا گریبان کھینچتے ہوئے چیخی تھی۔

تمھاری خام خیالی ہے کہ تم اب یہاں سے کہیں جا سکو گی۔۔ میں تمھیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے یہاں لایا ہوں کبھی نہ واپس جانے کے لیے۔ اب تم ہمیشہ ہمیشہ یہاں رہو گی۔ ارمان نے ایک ہی جھٹکے میں اپنا گریبان چھڑوایا تھا۔

آپ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتے میں یہاں پر نہیں رہوں گی۔ دیکھتی ہوں آپ مجھے کیسے روکتے ہیں۔ نینا غصے سے بولتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

جب ارمان نے اسے ایک ہی جھٹکے سے کلائی سے پکڑ کر بیڈ پر پٹخا تھا۔

یہ ارمان خانزادہ کی حویلی ہے۔۔ اس حویلی کی دیواریں بہت اونچی ہیں۔۔ جنھیں تم اب چاہ کر بھی پھلانگ نہیں سکتی۔ اگر کبھی ایسی کوشش بھی کی تو تمھارے سینے کے آر پار گولیاں اتار دی جائیں گی۔ ارمان سفاکی سے بولتے ہوئے دھاڑا تھا اور غصے سے کمرے سے جانے

لگا۔۔ نینا تیزی سے اٹھ کر ارمان خان کے راستے میں آئی تھی۔۔ کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔ مجھ سے محبت کے دعویدار تھے ناں،،، مجھ سے عشق کا دعویٰ کیا تھا۔ وہ سب جھوٹ تھا۔۔ نینا نے کرب سے بہتے آنسوؤں کے ساتھ سوال کیا۔

تم نے مجھے مجبور کیا کہ میں تمھیں یہاں لاؤں۔ تمھارے اسی پاگل پن نے مجھے مجبور کیا کہ میں تم سے جھوٹ بولوں میرے پاس کوئی راستہ نہیں تھا۔

تمھین مجھ سے زیادہ دوسروں پر یقین ہے۔ تمھارے نزدیک ہر انسان اچھا ہے۔ فرشتہ ہے وہ،، پھر وہ چاہے رائمہ عباسی ہو یا پھر باسط خان،، یہاں تک کہ اس این جی او سے ریلیٹڈ ہر وہ انسان جس سے تم بڑے دھڑلے سے ملاقاتیں کرتی رہی ہو وہ تمھیں کسی بھی نظروں سے دیکھے تمھیں کبھی محسوس ہی نہیں ہوا۔ مگر میں جانتا ہوں مجھے اپنی عزت کیسے بچانی ہے۔ تمھاری حفاظت کیسے کرنی ہے اب تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی سمجھی تم۔۔۔ اب تم یہیں رہو گی۔

ارمان خان نے غصے سے کہتے ہوئے نینا کو دھکہ دیا تو وہ دیوان پر جا گری تھی ارمان دھاڑ سے دروازہ کھولتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تھا۔

نینا بے بسی کے احساس سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا ارمان اور نینا میں بالکل بات چیت بند تھی۔ نینا اس دن کے بعد کمرے سے باہر نہیں نکلی تھی۔۔ ارمان کی ہدایت پر کھانا نینا کے کمرے میں پہنچایا جا رہا تھا۔ ارمان اس دن کے بعد کمرے میں نہیں آیا تھا۔ وہ زیادہ وقت مردان خانے میں یا ڈیرے پر گزار رہا تھا۔۔ نینا اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی پر رو رہی تھی۔ باہر بارش جل تھل برس رہی تھی اور اندر نینا کی آنکھوں سے آنسو بھی اتنی ہی روانگی سے جاری تھے۔

زخم اتنے ملے ہیں ہم گنے بھی تو کیسے
دل کے ٹکڑے ہوئے ہیں ہم چُنے بھی کیسے
دل نے تو کچھ چاہا تھا اور کچھ ہو گیا ہے
میری پلکوں کا سپنا اب کہیں کھو گیا ہے
بجھ گئے سارے دیے،،، اپنی پلکوں کے تلے
ساری امیدیں ہیں پیاسی
جس سے اقرار ہوا تھا جھوٹا وہ ساتھی
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں باقی
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں باقی

نینا کی جتنی ظاہری حالت اجڑی ہوئی تھی اس سے کہیں زیادہ دل کی دنیا کی حالت دگرگوں تھی۔ اس کے دل میں اب ارمان کے لیے کچھ نہ رہا تھا۔

ارمان خان پورے ایک ہفتے بعد کمرے میں آیا تھا۔ دھڑکتے دل کے ساتھ اور گہرا سانس بھرتے ہوے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔ کمرے میں نیم اندھیرہ چھایا ہوا تھا۔ سائیڈ ٹیبلز کی لیمپ کی مدھم سی روشنی کمرے میں آن تھی۔۔ اور بیڈ کے بیچوں بیچ وہ وجود اوندھے لیٹا آنسو بہا رہا تھا۔ جس میں اس کی جان بستی تھی۔

یہ ایک ہفتہ ارمان نے کیسے گزارا تھا یہ وہی جانتا تھا وہ اس کے وجود سے غافل نہیں رہا تھا۔ دن رات بس اس نے نینا کو سوچتے ہوئے گزارا تھا۔

-

وہ جانتا تھا۔ نینا اسے بہت غلط سمجھ رہی ہو گی اور اس پر اعتبار کرنا اس کے لیے اب بہت مشکل ہو گا۔ لیکن وہ نینا کو تمام حقیقت سے چاہ کر بھی آگاہ نہیں کر سکتا تھا۔ اب تو بالکل بھی نہیں وہ اس کی کسی بات کا یقین نہیں کرے گی۔ وہ نہیں بتا سکتا تھا کہ ایسی کیا مجبوری ہے وہ یہ سب کرنے پر مجبور ہوا۔۔

جہاں تک حرا کی بات ہے وہ خان دادا کے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ اپنی روایات سے منہ نہیں موڑ سکتا تھا۔

ارمان گہرا سانس بھرتا اہستگی سے قدم بڑھاتے ہوے بیڈ کی جانب بڑھا تھا۔ ارمان نے اس کے پاس بیٹھ کر پیار سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلائی تو نینا ایک دم بدک کر پیچھے ہوئی تھی اور اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اب وہ نفرت امیز نگاہوں سے ارمان کو دیکھ رہی تھی۔۔

وہ پچھلے ایک ہفتے سے اُسی بلیک ڈریس میں ملبوس تھی بکھرے بال آنکھیں متورم اور بے تحاشا سرخ تھیں۔ رونے کی وجہ سے چہرہ گلابی ہو رہا تھا اور چہرے میں زردیاں بھی کہیں کہیں گھلی ہوئی تھیں۔ سوگواریت نے نینا کے حسین چہرے کو اور حسین بنا دیا تھا۔

ارمان خان کی آنکھوں کو اتنے دن نینا کا چہرہ دیکھ کر ٹھنڈک سی ملی تھی۔ اس کی حالت دیکھ کر دل کو بھی جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔

نینا تم چاہتی تھی ناں کہ زرلشتہ کی شادی وہاں پر نہ ہو۔ نہیں ہو رہی میں نے سب کچھ ٹھیک کر دیا ہے۔

دیکھو میں تمھیں یہی سمجھانا چاہتا ہوں۔ ہر چیز کہنے اور کرنے کا ایک وقت اور طریقہ ہوتا ہے۔ اس دن تمھارا یوں مردان خانے میں جا کر خان دادا کے فیصلے کے خلاف آواز اُٹھانا بالکل ٹھیک نہیں تھا۔

اسی لیے مجھے تم پر غصہ آگیا تھا۔۔ اور میں تم پر نہ چاہتے ہوئے بھی غصہ کر بیٹھا۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ لیکن جان آئندہ پلیز مردان خانے میں مت آنا۔۔۔ تمھیں جو بھی کہنا

تھا مجھ سے کہتی میں اپنے حساب سے سچویشن کو دیکھ لیتا۔ ارمان خان نے نینا کا ہاتھ پیار سے تھامتے ہوئے بہت نرمی سے اس کے چہرے پر آئے بالوں کو سنوارا تھا۔

ارمان خان کی باتوں پر نینا کے چہرے پر استھزائیہ مسکراہٹ دوڑی تھی۔

مجھے آپ کی کسی بات کا یقین نہیں ہے۔ آپ سر سے لے کر پاؤں تک جھوٹ ہیں۔۔ میں جانتی ہوں آپ اس وقت یہ سب بتا کر پھر سے اپنی جھوٹی محبت کے فریب اور باتوں کے دام میں مجھے پھنسانا چاہتے ہیں۔

آپ کام کی بات کریں۔ اصل مطلب کی طرف آئیں۔ آپ یہاں پر کیوں آئے ہیں؟ کیا چاہیے آپ کو مجھ سے،،، اگر آپ کو یہ لگتا ہے کہ نینا آپ پر بھروسہ کرے گی۔ آپ کی جھوٹی باتوں کو سچ مان کر آپ کی آج کی رات کو حسین بنائے گی، آپ کا بستر گرم کرے گی تو یہ آپ کی بھول ہے۔ آپ جا سکتے ہیں یہاں سے۔۔۔ نینا نفرت سے پھنکارتے ہوے بیڈ سے اتر کر دیوار کے ساتھ کھڑی ہو گئی تھی۔۔

ارمان خان نینا کی باتوں اور انداز پر بُری طرح جبڑے بھینچ کر رہ گیا تھا۔

کیا چاہتی ہو تم؟ یہ سب کچھ کر کے کیا دکھانا چاہتی ہو۔ تم دنیا کی پہلی عورت ہو جس کا شوہر دوسری شادی کر رہا ہے۔ یا تم پہلی عورت ہو جسے اپنے شوہر کی مرضی کے مطابق رہنا پڑ رہا ہے۔

میں تم دونوں کے حقوق برابری کی سطح پر ادا کر سکتا ہوں تو پھر یہ تماشہ کرنے کا مقصد۔

ارمان خان نینا کی باتوں اور انداز پر جھنجھلا اٹھا تھا۔ اسی لیے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنا لہجہ سخت کر بیٹھا۔۔

مجھے اب آپ سے کوئی حقوق نہیں چاہیے۔ مجھے آپ کے لمس آپ کی باتوں سے نفرت ہے۔ آپ کے وجود سے گھن آتی ہے۔ مجھے اپنے آپ سے گھن آتی ہے کہ میں نے آپ پر اعتبار کیوں کیا۔۔ آپ نے کبھی مجھ سے پیار کیا ہی نہیں۔

مجھے حاصل کر کے آپ نے اپنی سو کالڈ انا اور مردانیت کو تسکین دی ہے۔۔ میں نے شادی سے پہلے آپ کو خود کہ قریب نہیں آنے دیا۔ اسی کا بدلہ لیا ناں مجھ سے۔ میری حیثیت آپ کی زندگی میں ایک رکھیل سے کم نہیں ہے۔ بس آپ نے مجھے اپنی رکھیل بنانے کے لیے نکاح جیسے پاک رشتے کو استعمال کیا۔۔ لیکن اب میں آپ کو خود کہ وجود کے ساتھ اور کھیلنے نہیں دوں گی۔۔ اس بستر کی سلوٹیں اور بڑھانے نہیں دوں گی۔ نینا دیوار کے ساتھ لگی غراتے ہوئے بولی تھی۔

ارمان خان کا دماغ نینا کی باتوں پر لمحوں میں گرم ہوا تھا۔ ارمان خان بجلی کی تیزی سے نینا کی طرف لپکا اور اس کی گردن کو اپنے ہاتھ سے دبوچا۔

کیا بکواس کی ہے تم نے؟ ہر بار تم اس پاک رشتے کو گالی کیسے دے سکتی ہو۔۔ بیوی ہو میری عزت ہو میری خود کے لیے اتنا گھٹیا لفظ استعمال کیسے کر سکتی ہو؟ ارمان خان کی آنکھوں میں سرخی لہو بن کر اتری تھی۔

ارمان خان نے نینا کی گردن پر اپنے ہاتھ کا دباؤ اس شدت سے بڑھایا تھا کہ نینا کا رنگ خطر ناک حد تک سرخ پڑا تھا۔ آنکھیں پھٹنے کے قریب تھیں۔

ارمان خان نے اُضسے چھوڑا تو نینا گلے پر ہاتھ رکھ کر بُری طرح کھانسنے لگی تھی۔

ارمان خان اپنے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہوا خود کے غصے پر قابو پانے لگا۔

تم اس لائق ہی نہیں ہو تم سے کوئی بات کی جائے۔۔ ارمان زہر خندہ لفظ میں کہتا ایک زہریلی اور قہر بھری نظر نینا پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

زرمینے باسط خان کی کبرڈ صاف کر رہی تھی اسے ہر چیز پرفیکٹ چاہیے ہوتی تھی۔۔ بستر پر ایک شکن تک برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ یہاں تک کہ باسط خان کی الماری میں بھی زرمینے کے کسی بھی سامان کے لیے جگہ نہ تھی۔ بالکل اس کے دل کی طرح جہاں زرمینے کے لیے بالکل جگہ نہ تھی۔

زرمینے نے اپنے کپڑے اپنے کمرے کی الماری میں رکھے ہوئے تھے۔

حویلی کا ہر کمرہ بہت بڑا اور عالی شان تھا اور حویلی کے مردوں کا کمرہ تو نہایت ہی پُر آسائش تھا۔ نہ صرف کمرے میں بلکہ واش روم میں بھی بہت بڑی الماری تھی مگر باسط خان نے اسے ایک چیز بھی رکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ باسط خان صبح سے اپنے دوستوں کے ساتھ شکار پر گیا ہوا تھا۔ اس نے کچھ ہی دنوں میں شہر جانا تھا۔ اسی لیے زیادہ تر وقت باہر دوستوں میں گزارتا۔ جب جب ارمان حویلی میں موجود ہوتا تو باسط خان زیادہ تر وقت اپنے دوستوں کے ساتھ گزارتا بہت کم مردان خانے میں جاتا تھا۔

باہر بارش وقفے وقفے سے جاری تھی۔ بارش کے ساتھ کبھی کبھی اولے بھی پڑتے۔ کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر اولے گرنے کی آواز عجیب سا شور پیدا کرتی۔

بہتے دریا کا شور اور بارش اور بجلی کڑکنے کا شور عجیب سا ہیبت ناک منظر پیش کر رہی تھی۔ زرمینے کو بجلی کڑکنے اور بارش سے ہمیشہ ہی خوف آتا تھا۔ وہ تو شکر ہے زنان خانے میں اس کے کمرے کے پاس ہی رمل کا کمرہ تھا اگر کبھی بارش ہوتی تو وہ رمل کے پاس ہی سوتی تھی۔

اور باسط خان کا کمرہ یہاں پر سب سے الگ تھلگ تھا۔ بلکہ مردان خانے میں موجود ہر کسی کا کمرہ ایک دوسرے سے کافی دور تھا۔

زرمینے نے خوفزدہ ہوتے ٹیرس کے دروازے کو دیکھا تو اور کمرے میں موجود بڑی سی کھڑکی کی طرف جہاں سے برستی بارش صاف دیکھائی دے رہی تھی۔

زرمینے نے جلدی سے اٹھ کر کھڑکی پر پردے برابر کیے تھے اور ٹیرس کا دروازے اندر سے لاک کیا۔

اس کا دل کیا تھا کہ وہ اپنے آبگینہ خانم کے کمرے میں چلی جائے۔۔رمل تو کب سے شہر واپس چلی گئی تھی۔۔اس نے کافی دفعہ آبگینہ خانم کے روم میں جانے کا سوچا۔مگر باسط خان کے خوف کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکی۔اسے کب کس بات کا غصہ آجائے اسے پتہ نہیں چلتا تھا۔

کبھی تو وہ اسے کمرے سے نکال دیتا اور کبھی تو رات رات بھر اسے اپنی قربت سے رہائی نہ دیتا عجیب شدت بھرا اس کا لمس ہوتا اس کے پورے بدن پر اس کے بربریت کے نشان ہوتے جسے وہ خود سے اور تمام گھر والوں سے چھپائے پھرتی۔

وہ باسط خان کے کپڑے الماری میں رکھ کر پلٹی ہی تھی کہ لائٹ چلی گئی۔۔یکدم بجلی زور سے کڑکی تو زرمینے نے زوردار چیخ ماری اور جلدی سے کمرے سے نکل کر زنان خانے کی طرف بھاگنے لگی۔وہ زنان خانے کی طرف تیز تیز قدموں سے بڑھ رہی تھی کہ کسی کے فولادی سینے سے بہت بری طرح ٹکرائی۔زرمینے جو پہلے ہی ڈری ہوئی تھی۔اس نے زوردار چیخ ماری تھی۔اس سے پہلے وہ مزید چلاتی باسط خان نے اس کی کمر میں سختی سے ہاتھ ڈالا تھا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر جمایا تھا۔

باسط خان نے اتنی سختی سے زرمینے کے منہ پر ہاتھ جمایا تھا کہ زرمینے کا سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔

خانم یہ بچوں جیسی حرکتیں کرنا کب چھوڑو گی۔ بارش ہی ہے موت کا فرشتہ تو نہیں جو تمھیں اپنے ساتھ لے جائے گا۔ باسط خان سرد آواز میں غرایا تو زرمینے کو حیرت ہوئی کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ وہ بارش سے ڈرتی ہے۔

باسط خان نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ ہٹایا تھا اور دوسرے ہاتھ سے لائٹر نکال کر جلایا۔ زرمینے اس وقت گلابی شارٹ فراک اور کھلے ٹراوزر میں ملبوس تھی۔ لمبے بالوں کی چٹیا جو کہ ڈھیلی ہو چکی تھی۔ کافی لٹیں اس چٹیا سے نکل کر اس کے چہرے کے اطراف میں بکھری ہوئی تھیں۔

ناک میں چھوٹی سی نوز پن، لائٹر کی روشنی میں جگ مگ کر رہی تھی اور براؤن غلافی آنکھیں جو کہ ڈر اور خوف سے کافی حد تک پھیلی ہوئی تھیں مزید خوبصورت لگ رہی تھیں۔ باسط خان اس کے حسن سے مدہوش سا ہوا تھا۔ مگر اگلے ہی پل چہرے پر سختی اور غصے کی سرخی چھائی تھی۔ وہ دوپٹے کے بغیر تھی باسط خان نے اسے کبھی بھی کمرے سے باہر دوپٹے کے بغیر نہیں دیکھا تھا۔ وہ ہر وقت خود کو بڑے سے دوپٹے میں اچھی طرح کور کر کے رکھتی تھی یہاں تک کہ اس کا ایک بال بھی نظر نہیں آتا تھا۔

اور آج اسے کمرے کے باہر دوپٹے کے بغیر دیکھ کر باسط خان کی رگیں غصے سے مزید نیلی ہوئی تھیں۔ باسط خان کو بالکل پسند نہیں آیا تھا اس کا یوں خود سے لاپرواہی برتنا۔ چاہے وہ کتنی ہی خوفزدہ کیوں نہ ہوتی وہ کیسے بنا دوپٹے کے باہر آسکتی تھی۔ بارش کی وجہ سے پوری حویلی کی لائٹ بند تھی۔ جنریٹر ابھی تک آن نہیں ہوا تھا۔ اسی لیے اس سائیڈ پر اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اور زرمینے اندھیرے میں مردان خانے کی طرف جا رہی تھی۔ اگر باسط بروقت نہ آتا تو وہ اندھیرے میں یقیناً مردان خانے کی طرف نکل جاتی۔ کتنے ہی ملازم تھے وہاں اور زرمینے اس حلیے میں اگر کوئی اسے ایسے دیکھ لیتا تو۔۔ باسط خان کے خون میں ابال اٹھے تھے۔

باسط خان زرمینے کو کلائی سے پکڑ کر کمرے میں لے گیا۔

کمرے میں زمین پر بچھی کارپٹ زور سے پٹخا تو زرمینے نے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ کر خود کو اوندھے منہ گرنے سے بچایا تھا۔ زرمینے کو شدید درد سا اپنے پہلو میں محسوس ہوا۔ جسے زرمینے کے دانت پر دانت جما کر برداشت کرنے کی کوشش کی۔

تمھیں زرا بھی احساس ہے کہ تم اس حلیے میں مردان خانے کی طرف جا رہی تھی۔ باسط خان نے زرمینے کو کلائی سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا تھا۔

زرمینے کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے تھے۔

رونا مت خانم۔۔ یہ آنسو مت بہانا اگر مجھے کسی چیز سے نفرت ہے تو یہ تمھارے آنسو ہیں اور مجھے تمھارے ان آنسوؤں سے رتی برابر فرق نہیں پڑتا بلکہ مجھے تمھارے پورے وجود سے نفرت ہے۔ میری زندگی کا وہ انتہائی منحوس پل تھا جب تمھیں میں نے اپنی عزت بنایا۔ مجھے یہ بالکل برداشت نہیں کہ میری عزت پر کسی غیر مرد کی نظر بھی پڑے اور تم یوں اس حلیے میں باہر جا رہی تھی۔ اگر غلطی سے بھی کسی کی نظر تم پر پڑ جاتی میں تمھیں زندہ زمین میں گاڑھ دیتا۔ میں تمھارے بھائی کی طرح بے غیرت نہیں ہوں جو اپنی عورت کو نہ سنبھال سکے۔۔ تمھارا دماغ بھی خراب نینا کر رہی ہے ناں۔ ورنہ تم مر جاتی اس حلیے میں باہر نہ جاتی۔۔ باسط خان نے زرمینے کے منہ کو اپنے سخت اور کھردرے ہاتھ سے اتنے زور سے دبوچا تھا کہ زرمینے کو اپنا جبڑا ٹوٹتا ہوا محسوس ہوا۔ کراہ کی صورت میں اس کے منہ سے گھٹی ہوئی سسکاری نکلی تھی اور آنکھوں سے گرم سیال رواں جاری ہوا تھا۔

نن نن نہیں مم مجھے بب بب بھابھی نے کک کچھ نہیں کہا۔ میں تو بس بجلی کے کڑکنے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔ مم مجھے معاف کر دیں۔ زرمینے بمشکل لڑکھڑاتے لفظوں سے گھٹی ہوئی آواز میں بولی تھی۔

باسط خان نے ایک ہی جھٹکے میں اسے چھوڑا تو زرمینے نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے پیٹ پر رکھے تھے۔ اسے باسط خان سے بہت خوف محسوس ہو رہا تھا۔

باسط خان کی لال انگارہ آنکھوں سے ڈر لگ رہا تھا۔

اسے باسط خان کی سزاؤں سے اب ڈر لگنے لگا تھا۔ باسط خان کی قربت میں اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ کیونکہ وہ باسط خان کی نفرت اب اور نہیں سہہ سکتی تھی۔ اور آج تو ڈر کی وجہ اس کے پیٹ میں پنپتی ایک نئی زندگی کی رمک تھی۔

وہ اس نفرت کی آگ میں کہیں اپنے بچے کو ہی نہ مار دے۔۔۔ زرمینے جو آج اس کے بچے کے بارے میں اسے بتانا چاہتی تھی۔ باسط خان کی چہرے پر چھائی سفاکیت اور سرد مہری نے اسے روک دیا تھا۔ اگر وہ اس سے نفرت کر سکتا ہے تو یہ بچہ بھی س کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں ہو گا۔ پتہ نہیں کیوں وہ اتنی حساس ہو رہی تھی۔ جب سے اس نے اپنے وجود میں ایک نئی زندگی کی حرارت محسوس کی تھی۔ وہ پہلے سے زیادہ حساس ہو گئی تھی۔ باسط خان کی نفرت،،، اس کے اذیت بھرے لفظوں کے نشتر اسے دن رات بہت تکلیف سے دوچار کرتے تھے۔

بارش سے،، تمھیں بجلی کے کڑکنے سے ڈر لگتا ہے خانم،،، آج میں تمھارا ڈر اچھی طرح ختم کر دوں گا کہ تمھیں کبھی بارش سے آئندہ ڈر نہیں لگے گا۔۔ آج میں تمھارا خوف ختم کر دوں گا۔

باسط خان کے چہرے پر عجیب سی سفاکیت بھری چمک ابھری تھی۔

باسط خان نے زرمینے کو کلائی سے پکڑ کر ٹیرس کا دروازہ کھول کر ٹیرس میں دھکا دیا تھا اور ٹیرس کا دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔

زر مینے نے کانپتے ہوئے برستی ہوئی بارش کو دیکھا آسمان پر چمکتی ہوئی بجلی کو دیکھا اور خوف سے آنکھیں بند کی اور اپنے بچے کا خیال کرتے ہوئے دروازہ زور سے کھٹکھٹانے لگی۔ کھولیں باسط سائیں،،، آپ کو خدا کا واسطہ ہے۔ مجھ پر ظلم مت کریں۔ میرے ساتھ یہ مت کریں۔۔۔ میں اکیلی نہیں ہوں۔۔ آپ کا بچہ بھی میرے ساتھ ہے۔۔ صرف مجھے ڈر نہیں لگ رہا بلکہ آپ کا بچہ بھی میرے ساتھ ڈر رہا ہے۔

مجھے اس جرم کی سزا مت سنائیں،، جو میں نے نہیں کیا مجھ سے نفرت کریں،، جتنی کرنی ہے مگر اپنے بچے سے تو نہ کریں۔ زر مینے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے بلک بلک کر رو پڑی تھی۔

باسط خان زر مینے کی آہ و پکار کیا سنتا وہ تو اپنی جھوٹی انا اور اپنی نفرت کے پندار کو بلند رکھتے ہوئے کب سے واش روم چلا گیا تھا۔ جہاں زر مینے کی آواز اس تک نہ پہنچ رہی تھی۔ بارش اور بجلی کی کڑک اور دریا کا شور بھی زر مینے کی آہ و پکار باسط خان تک نہیں پہنچا رہی تھی۔

اسے صرف وقفے وقفے سے زر مینے کا دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آتی جسے وہ نظر انداز کرتا سونے کے لیے لیٹ چکا تھا مگر زر مینے کے ساتھ آسمان بھی بُری طرح رو رہا تھا۔

باسط خان نہیں جانتا تھا کہ ایسی کئی بارش کی راتوں میں وہ آج کے بعد سکون اور چین کی نیند سو نہیں سکے گا۔

باسط خان کی آنکھ کب لگی اسے پتہ ہی نہ چلا۔ وہ اپنی جھوٹی اَنا اور جھوٹی نفرت کے احساس میں اس قدر گھر چکا تھا کہ اس کے اندر کی انسانیت کہیں کھو ہی چکی تھی۔ وہ یہ بھی بھول چکا تھا کہ کوئی معصوم اور بے قصور وجود جسے وہ بنا قصور ہی سزا سنا تا رہا ہے وہ باہر بلک رہا ہے۔

آدھی رات کو باسط خان کی آنکھ بجلی کے زوردار کڑکنے سے کھلی تھی آواز اتنی شدید تھی کہ باسط خان گہری نیند سے اُٹھ بیٹھا تھا۔

باسط خان کا دھیان فوراً سے زرمینے پر گیا تھا۔ باسط خان ایک ہی جست میں بیٹ سے چھلانگ لگائے اترا تھا اور جلدی سے ٹیرس کے دروازے کی طرف بڑھا اسے کھولتے ہی باسط خان کے ہوش اُڑ گئے تھے۔ باسط خان بے قراری سے آگے بڑھا وہ ٹیرس کے ٹھنڈے گیلے فرش پر ہوش و خرد سے بیگانہ پڑی ہوئی تھی۔

باسط خان جلدی سے زرمینے کے نازک وجود کو بانہوں میں بھرتے ہوئے اسے اندر لایا۔ اس کا وجود بالکل سرد پڑ رہا تھا۔ ہونٹ نیلے پڑ رہے تھے۔ زرمینے کی حالت دیکھ کر پہلی بار باسط خان کو خود پر شدید غصے کے ساتھ خود سے نفرت بھی محسوس ہوئی تھی۔

باسط خان نے اس کے ہاتھوں کو رب کرنا شروع کیا مگر زرمینے کے نازک وجود میں کوئی حرارت نہیں محسوس ہوئی تھی۔ وہ اس کے پاؤں کی طرف آیا اور اس کے پاؤں رب کرنا شروع کیے۔ کافی دیر تک رب کرتا رہا مگر زرمینے پر کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

باسط خان اتنا پریشان ہو گیا تھا کہ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔ باسط خان کا دھیان اس کے گیلے کپڑوں پر گیا تھا باسط خان نے جلدی سے زرمینے کے کپڑے چینج کیے اور اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر پھر سے اس کے ہاتھ رب کرنا شروع کیے۔

کم آن خانم۔۔۔۔ ہوش میں آؤ۔۔۔۔ کم آن۔۔۔۔۔ باسط خان زرمینے کے گال کو تھپتھپاتے ہوئے اسے پکارنے لگا۔

باسط خان نے اٹھ کر کمرے میں لگے الیکٹرک ہیٹر آن کیا تھا۔ اور بھاری کمبل اچھی طرح زرمینے کے وجود پر اوڑھایا۔

باسط خان لب بھینچے زرمینے کے معصوم چہرے کو کافی دیر تک دیکھتا رہا۔

باسط خان نے اپنے بال اپنی مٹھی میں جکڑے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کب سے اتنا ظالم ہو گیا۔ وہ تو ایسا نہیں تھا۔ نہ ہی وہ کبھی حویلی کے مردوں کی طرح ظالم تھا۔۔۔ نہ ہی وہ کبھی ایسا بننا چاہتا تھا وہ کب تک اپنی نام نہاد نفرت کی آڑ میں ایک معصوم وجود پر ظلم کرتا رہے گا۔ اسے اب یہ ختم کرنا تھا۔

اور یہ تب ہی ممکن تھا جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا۔ یہ فیصلہ تو وہ بہت پہلے لے چکا تھا بس اب اس پر عمل درآمد کرنا تھا۔۔۔۔

ارمان خان کو بزنس میٹنگ کے سلسلے میں شہر آنا پڑا تھا۔ وہ نینا کو بنا بتائے ہی آ گیا تھا۔ بلکہ اُسے بنا ملے ہی آ گیا تھا۔ اس دن نینا کی باتوں پر ارمان خان کا غصہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ جتنی مرضی اُسے باتیں سنا لیتی جو کچھ بھی کہہ لیتی۔ مگر وہ ہر بار کی طرح اس نے اپنے اور اس کے رشتے کو گالی دی تھی۔ خود کہ لیے جو گھٹیا لفظ استعمال کیا تھا وہ یاد کر کے ارمان خان کے طیش و اشتعال میں اضافہ ہی ہوتا تھا۔

آج پانچ دن ہوئے تھے اسے یہاں آئے ہوے۔۔ مگر اس کی نینا سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ہوتی بھی کیسے نینا کے پاس کوئی فون نہیں تھا اور نہ ہی لینڈ لائن زنان خانے میں موجود تھا۔

ارمان خان اس ٹائم بھی آفس کی چیئر کے ساتھ ٹیک لگائے دکھتی کنپٹیوں کے ساتھ مسلسل نینا کے ہی متعلق سوچے جا رہا تھا کہ پتہ نہیں کیسی ہو گی وہ۔ اس کی طبیعت تو ٹھیک ہو گی۔ اسے جب پتہ چلا ہو گا کہ وہ یہاں آیا ہے تو اُسے کیسا محسوس ہوا ہو گا۔ کیسے ری ایکٹ کیا ہو گا۔

پلیز نینا،،، مجھے سمجھنے کی کوشش کرو،،، میں مجبور ہوں۔ میں چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ میرے لیے مشکلات اور مت بڑھاؤ۔

ارمان خان اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کے ساتھ اپنا ماتھا مسلتے ہوئے مسلسل نینا کو ہی سوچے جا رہا تھا۔

رمل کو دو ہفتوں سے اوپر ہو گی ئے تھے واپس آئے ہوئے مگر وہ یونیورسٹی نہیں گئی تھی۔ نہ ہی اس کی ہمت پڑ رہی تھی اور نہ ہی وہ چاہتی تھی کہ روحان اور اس کا آمنا سامنا ہو۔ روحان کا نمبر بھی اس نے بلاک کر دیا تھا۔ آج ہی وہ یونیورسٹی آئی تھی اور تیزی سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ جلد از جلد اپنی کلاس کی طرف جانا چاہتی تھی۔ وہ اپنی کلاس کی طرف تیزی سے بڑھ رہی تھی جب اسے روحان اپنی طرف آتا دکھائی دیا تھا۔ رمل اُسے نظر انداز کرتی جلدی سے اپنی کلاس میں چلی گئی۔۔

روحان رمل کی اس حرکت پر لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔ وہ پچھلے کئی ہفتوں سے اسے دیکھنے کو اس سے ملنے کو تڑپ رہا تھا، بے چین تھا۔ نکاح کے بعد روحان کا رمل سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔ وہ اسے دن میں اور رات میں ہزاروں دفعہ فون کرتا یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ اسے بلاک کر چکی ہے۔ پھر بھی وہ اسے فون کرتا رہتا۔ کتنے ہی ڈفرنٹ نمبرز سے اس نے اسے فون کیے میسجز کیے مگر رمل کا نمبر آف تھا۔ وہ جب تک حویلی تھی رمل کا نمبر آف تھا۔ یہاں آ کر اس کا نمبر تو آن تھا۔ مگر اس نے اس کا کسی بھی نمبر سے فون نہیں اٹھایا تھا۔ وہ یونیورسٹی میں بھی بے قراری سے پاگلوں کی طرح اس کا انتظار کرتا رہتا۔ مگر وہ پچھلے دو ہفتوں سے یونیورسٹی ہی نہیں آئی تھی۔

روحان نے جبڑے بھینچتے ہوئے اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

مِس رمل،،، آج تم کچھ بھی کر لو میں تم سے بات کیے بغیر تم سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا۔

روحان نے لب بھینچتے ہوئے سوچا تھا۔

رمل اپنی کلاس اٹینڈ کرنے کے بعد باہر آئی تو اس کا موڈ اچھا خاصہ خراب تھا اس کی یونیورسٹی سے کافی چھٹیاں ہو گئی تھیں۔ کافی امپورٹینٹ لیکچرز مِس ہو گئے تھے۔ اور اس کے پاس نوٹس بھی نہیں تھے۔ اسے رہ رہ کر روحان پر غصہ آ رہا تھا جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی نہیں آ رہی تھی اور آج بھی اُسے چھپنا پڑ رہا ہے۔ رمل کلاس سے نکلتی بے دھیانی سے اپنے خیالوں میں گم باہر آ رہی تھی کہ اس کا اپنے کلاس میٹ فرحان سے زور دار تصادم ہوا تھا جس کے نتیجے میں اس کے تمام نوٹس اور فائلز گر چکے تھے۔ آئی ایم سوری مِس رمل،،، مجھے پتہ نہیں چلا۔ فرحان نے شائستگی سے معذرت کی تھی۔

اِٹس اوکے،،، رمل سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے نیچے بیٹھتے ہوے اپنی فائلز اور نوٹس اکٹھے کرنے لگی۔

کیا بات ہے مِس رمل آپ کچھ پریشان ہیں۔ میں نے کلاس میں بھی یہ بات نوٹ کی تھی۔۔ فرحان اس کے پاس نیچے پنجوں کے بل بیٹھ کر اس کے نوٹس اکٹھے کرنے میں مدد کرنے لگا۔

مجھے جو بھی مسئلہ ہو آپ سے مطلب،،۔ رمل نے اس بار بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

آئی ایم سوری مِس رمل،،، اگر آپ کو میری کوئی بات بُری لگی۔ ایکچوئلی آپ مجھے پریشان لگی تو میں نے پوچھ لیا۔ اگر آپ کو میری بات بُری لگی ہو تو میں معذرت کرتا ہوں۔

فرحان نے س کے نوٹس اکٹھے کر کے اسے پکڑاتے ہوئے ایک دفعہ پھر سے معذرت کی تو اس بار رمل کو پشیمانی نے آگھیرا تھا۔۔ بے دھیانی میں وہ خود چل رہی تھی ساری غلطی اس کی تھی۔ وہ اس سے کتنی شائستگی سے بات کر رہا تھا۔ معذرت کر رہا تھا اور وہ انتہائی رُوڈ انداز میں اس سے بات کر رہی تھی۔ بلکہ اسے سنا بھی ڈالی تھیں۔

آئی ایم سوری۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔

رمل اپنی فائز اور نوٹس سمیٹ کر اٹھتے ہوئے بولی تھی۔

وہ کھڑا ہو کر پینٹ کی پاکٹوں میں ہاتھ ڈالے رمل کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

کوئی بات نہیں مِس رمل،،، مجھے آپ کی کوئی بات بُری نہیں لگی۔ وہ مسکرایا تھا۔۔۔ روحان جو اپنی کلاس کے بعد ادھر ہی آ رہا تھا۔ رمل کو اس کے کلاس کے لڑکے سے باتیں کرتا دیکھ کر بُری طرح تلملا کر رہ گیا تھا۔

بجلی کی تیزی سے وہ ان دونوں کی طرف بڑھا۔

فرحان اپنی فائلز سے کچھ نوٹس نکال کر رمل کو دے رہا تھا۔ اس سے پہلے رمل وہ پکڑتی وہ روحان تھام چکا تھا۔ دوسرے ہی پل وہ نوٹس دو حصوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔

رمل روحان کی حرکت پر شاکڈ کی کیفیت میں روحان کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے؟ فرحان غرایا۔

یہ بہت پرانا طریقہ ہے اپنے نوٹس لڑکی کو دے کر اسے امپریس کرنا۔۔ روحان کے چہرے پر استہزائیہ مسکراہٹ آئی تھی۔

کیا کہنا چاہتے ہو تم؟ فرحان نے رمل کو ایک نظر دیکھتے ہوئے روحان سے پوچھا۔

پہلے تو مجھ سے بات کر رہا ہے تو میری طرف دیکھ۔ ورنہ تیری نظروں کو قابو کرنا مجھے اچھی طرح آتا ہے۔ روحان غصے سے پاگل ہوا تھا۔ فرحان کا رمل کو دیکھنا روحان کو اشتعال میں مبتلا کر چکا تھا۔ اس سے پہلے بات زیادہ بڑھتی اور یونیورسٹی میں تماشہ لگتا۔ رمل نے وہاں سے جانا مناسب سمجھا تھا۔ میری بات سن میں اچھی طرح جانتا ہوں تمھیں اور تمھارے سارے کرتوتوں کو۔۔۔ وہ ایسی لڑکی نہیں ہے جیسی تمھارے آگے پیچھے پھرتی ہیں۔۔ اس لیے آئندہ تم نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی دیکھا تو تیری آنکھیں نکال کر چیل کووں کو کھلا دوں گا۔ روحان نے زمین سے گرا ہوا پن اُٹھایا تھا اور اسے فرحان کی شرت کی پاکٹ پر لگایا۔ اس کے گال تھپتھپاتے ہوئے اسے وارن کیا تھا۔

روحان تیزی سے رمل کے پیچھے لپکا جو شاید واپس ہاسٹل جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔

وہ ابھی یونیورستی کے گیٹ پر ہی پہنچی ہی تھی کہ روحان نے اسے کلائی سے پکڑ کر روکا تھا۔

چھوڑیں مجھے روحان،،، کیا کر رہے ہیں؟ اندر تماشا کر کے آپ کو سکون نہیں ملا جو یہاں بھی کر رہے ہیں۔ رمل نے جھٹکے سے اپنی کلائی چھڑوائی تھی۔

رمل دور رہو اس فرحان سے،،،وہ اچھا لڑکا نہیں ہے۔میں تمھیں پہلے بھی سمجھا چکا ہوں۔۔روحان نے رمل کو دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا روحان،،،ہر مرد کو دوسرا مرد ٹھیک کیوں نہیں لگتا۔اتنی جلدی وہ دوسرے مرد سے انسکیور کیوں ہو جاتا ہے۔وہ ٹھیک نہیں ہے پھر تو آپ بھی ٹھیک نہیں ہیں۔۔اپنے آپ سے بھی مجھے دور رہنے کا کہیں۔کیونکہ میرے حق میں تو آپ بھی اچھے ثابت نہیں ہوئے۔۔۔رمل تلخی سے بولی تھی۔روحان رمل کو یوں پر اعتماد طریقے سے بغیر اٹکتے ہوئے بولتے دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔

بات اِن سیکیورٹی کی نہیں ہے رمل۔۔۔انسکیورٹی وہاں ہوتی ہے جہاں بھروسہ نہیں ہوتا۔جہاں بے اعتباری ہوتی ہے۔۔۔مجھے تم پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے۔۔۔بات پہچان کی ہے۔۔مرد کی فطرت کو ایک مرد ہی سمجھ سکتا ہے۔

اس کی نظروں میں تمھارے لیے جو تھا۔وہ شاید تم اپنی سادگی اور معصومیت میں نہیں دیکھ سکی۔۔مگر میں دیکھ چکا تھا۔

ویسے بھی وہ ایک امیر باپ کا بگڑا ہوا بیٹا ہے۔

بہت عیاش قسم کا لڑکا ہے۔اس لیے آئندہ تم مجھے اس سے بات کرتی نظر نہ آؤ۔روحان نے رمل کو تنبیہہ کی تھی۔

رمل روحان کی بات نظر انداز کرتی آگے بڑھی ہی تھی کہ روحان نے رمل کی کلائی کو پھر سے پکڑا تھا۔

مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ میرے ساتھ چلو۔۔۔

روحان نے کہا۔

روحان مجھے آپ ہر اعتبار نہیں ہے۔ آپ ایک دفعہ پہلے بھی مجھے ضروری بات کا کہہ کر لے گئے تھے۔ مجھے اموشنلی بلیک میل کر کے مجھ سے نکاح کیا۔ آج کیا چاہیے آپ کو مجھ سے۔ کہیں اس نکاح کو آڑ بنا کر مجھ پر اپنا حق تو نہیں جتانا چاہتے۔ رمل ڈبڈباتی آنکھوں سے بولی تو روحان رمل کی بات پر لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔

اور رمل کی کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر اس کلائی کو اپنی سخت گرفت میں جکڑے پارکنگ ایریا کی طرف بڑھ چکا تھا۔

رمل نہ چاہتے ہوئے بھی روحان کے ساتھ چل پڑی تھی۔ اس کی گرفت کافی سخت تھی جسے وہ چھڑوا نہیں پا رہی تھی۔ اگر وہ زیادہ مزاحمت کرتی تو یونیورسٹی میں بہت سے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

روحان رمل کو لیے اپنے فلیٹ آیا تو رمل نے گاڑی سے اترنے سے انکار کر دیا تھا۔

پھر تم عورتیں ہم مردوں پر الزام لگاتی ہو کہ ہم زبردستی تم لوگوں سے باتیں منواتے ہیں۔ اپنا حق جتاتے ہیں۔ کیونکہ تم لڑکیوں کو پیار اور آرام سے کہی بات سمجھ آتی ہی نہیں۔ روحان

نے شرارتی لہجے میں کہتے ہوئے رمل پر اپنی بھرپور اور گہری نظر ڈالی تھی۔ جو وائٹ کلر کے نفیس سے کڑھائی والے ڈریس میں ملبوس تھی۔ اور ساتھ بڑا سا دوپٹہ لیا ہوا تھا۔ جسے اس نے آج سر پر بھی لیا ہوا تھا۔

آج سٹالر نہیں لیا تھا لیکن دوپٹہ بہت اچھے طریقے سے سر پر اوڑھا ہوا تھا۔

رمل گاڑی میں بیٹھی روحان کی مسلسل خود پر نظریں محسوس کرتی سرخ پڑ رہی تھی۔

چلو اترو۔۔۔ ورنہ مجھے اتنی پیاری لگ رہی ہو کہیں میں تم پر یہاں ہی اپنا حق نہ جتانا شروع کر دوں۔۔۔ روحان نے لب دانتوں تلے دبائے معنی خیز لہجے میں کہا تو رمل روحان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے مزید سرخ پڑی تھی۔

روحان میں آپ کے ساتھ فلیٹ میں نہیں جاؤں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔۔۔ آپ کچھ بھی کر لیں میں نہیں جاؤں گی۔ رمل نے ضدی انداز اور اٹل لہجے میں کہا۔

اوکے ٹھیک ہے۔۔ اگر ایسی بات ہے تو ایسے ہی سہی۔ روحان کہتے ہوئے اپنی طرف کا دروازہ کھول کر گاڑی سے اترا تھا۔

رمل نے حیرانگی سے روحان کو باہر نکلتا دیکھا۔ روحان اس کی طرف کا دروازہ کھول کر اس کی طرف جھکا۔ روحان اس کے اتنا قریب تھا کہ اس کے ہونٹ اسے ہونٹوں سے ٹچ ہو رہے تھے۔۔

یہ کیا کر رہے ہیں روحان آپ؟ رمل پیچھے کو کھسکی تھی۔۔

تم نے خود ہی کہا میں کچھ بھی کر لوں تم اوپر نہیں آؤ گی تو میں نے سوچا مجھے واقعی میں کچھ تو کرنا چاہیے۔ تم نے خود اترنا نہیں اور گاڑی اوپر جا نہیں سکتی تو تمھیں اوپر ایک ہی صورت میں لے کر جا سکتا ہوں کہ تمھیں گود میں اٹھا لوں۔۔۔ روحان کی آنکھون میں شرارت سی ناچ رہی تھی۔

مگر رمل کا تو سانس ہی اٹک گیا تھا۔ اسے لگا تھا روحان اسے سچ میں گود میں اٹھا کر لے گا۔

نن نن نہیں پلیز۔۔۔ آپ رہنے دیں مم میں اترتی ہوں۔ رمل گھبرائے انداز میں بولی تو روحان کے لبوں پر مسکراہٹ سی دوڑی۔ جسے اس نے بہت مشکل سے کنٹرول کیا تھا۔

میری معصوم بیوی۔۔۔ روحان نے رمل کو گاڑی سے اترتا دیکھ کر زیرِ لب کہا تھا اور پھر مسکراتے ہوئے رمل کا ہاتھ نرمی سے پکڑتے ہوئے بلڈنگ میں داخل ہو چکا تھا۔

روحان رمل کو لے کر اپارٹمنٹ میں داخل ہوا۔ رمل لاؤنج میں کھڑی نظریں جھکائے لب کاٹنے لگی۔

روحان مسکراتے ہوئے رمل کے قریب ہوا تھا اور نرمی سے اپنی انگلی سے رمل کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے چھڑوایا تھا۔

جب تم ایسے کرتی ہو تو میرے ضبط کا امتحان لیتی ہو۔ تمھیں پتہ ہی نہیں ہے کہ تمھارے یہ گلابی ہونٹ رات رات بھر مجھے سونے نہیں دیتے۔۔۔ روحان نے رمل کو کمر سے تھام کر

اپنے قریب کیا اور بے قراری اور بے تابی سے رمل کے نچلے ہونٹ کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔

رمل نے دونوں ہاتھوں سے مزاحمت کی تو روحان نے رمل کو دیوار کے ساتھ لگاتے ہوئے اس کی دونوں کلائیاں بھی دیوار کے ساتھ پن کیں۔۔

اور بہت نرمی سے اس کے ہونٹوں پر اپنا قبضہ جماتے اس کی سانسوں کو نرمی سے اپنے اندر انہیل کرنے لگا۔۔

رمل کی مزاحمت کمزور پڑھنے پر اس سے الگ ہوا تو رمل اپنا تنفس درست کرنے لگی۔۔ روحان رمل کے لہو چھلکاتے چہرے اور اس کی پلکوں کی گرتی اٹھتی چلمن کو غور سے دیکھنے لگا۔ چہرہ تو شرم سے لہو چھلکا رہا تھا۔۔ مگر پلکوں پر آنسوؤں کے قطرے چمکنے لگے تو روحان کا دل بے چین ہوا۔

کیا ہوا میری جان،،، میں نے تو بہت نرمی سے تمھارے ان خوبصورت لبوں کو چھوا ہے۔ پھر یہ آنسو کیوں؟ روحان نے تڑپتے ہوئے رمل کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔

یہ آنسو آپ کی شدت کے نہیں۔ میری بے بسی کے ہیں۔ آپ کیسے میری مرضی کے بغیر میرے قریب آسکتے ہیں؟

رمل کے آنسو اس کی آنکھوں سے اب گالوں پر بہنے لگے۔۔

کیونکہ تم میری ہو۔۔۔اور میں صرف تمھارا۔۔ تمھارے پاس آنے کا میرے پاس حق ہے۔۔روحان رمل کے قریب ہوتے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔۔رمل کے نچلے لب کے تل پر اپنے دہکتے ہوے لب رکھے۔۔اور اس کے نم۔ گال پر اپنا گال رگڑنے لگا۔۔

روحان میں نے تو آپ کو باقی مردوں سے الگ سمجھا تھا۔۔۔مگر آپ بھی ایک روایتی مرد نکلے۔ جس نے اپنی محبت کو پانے کے لیے ایک نہایت ہی بھونڈا طریقہ اپنایا کہ ایک جائز عمل کو ناجائز طریقے سے کیا۔

مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا میں کیسے سامنا کروں گی ارمان لالا کا؟ رمل نے سسکی لی تھی۔

ارمان خان کے زکر پر روحان نے لب بھینچے تھے اسی اثناء میں رمل کا موبائل چنگاڑا تھا۔ رمل نے جلدی سے اپنے بیگ سے نکال کر موبائل پر نمبر دیکھا تو رمل کا رنگ بے انتہا سفید پڑا تھا۔

سکرین پر ارمان خان کا نمبر جگمگا رہا تھا۔ اسے یاد آیا کہ آج ارمان خان نے اس سے یونیورسٹی ملنے آنا تھا۔

روحان رمل کا یکدم سفید پڑتا چہرہ دیکھ کر اور رمل کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ سے وہ سمجھ چکا تھا کہ نمبر کس کا ہے۔

روحان نے رمل کے ہاتھ سے موبائل لیا تو رمل نے فق چہرے کے ساتھ روحان کو دیکھا اس سے پہلے رمل سمجھتی روحان کال اٹینڈ کر چکا تھا۔

ہیلو۔۔ ارمان خان جو فون کان کے ساتھ لگائے رمل کی کال اٹھانے کا منتظر تھا۔ فون پر مردانہ آواز سن کر ارمان خان حیرت زدہ ہوا تھا۔

کون؟ ارمان خان نے فون ایک کان سے دوسرے کان کی طرف منتقل کیا تھا۔

حیرت کی بات ہے تم نے مجھے پہچانا نہیں۔ سالے صاحب۔۔ ورنہ تمھارا اور میرا دوہرا رشتہ ہے۔۔ روحان کی استہزائیہ اور طنزیہ آواز سپیکر پر گونجی تھی۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ کون ہو تم؟ رمل کا فون تمھارے پاس کیا کر رہا ہے؟ کہاں ہے وہ؟ ارمان خان پھولی رگوں ے ساتھ دھاڑتے ہوئے بولا۔ ارمان اتنی زور سے بولا تھا کہ روحان کو فون پر اپنے کان کے پردے پھٹتے محسوس ہوے۔۔ روحان کے چہرے پر استھزایہ مسکراہٹ دوڑ چکی تھی۔۔

رمل میرے پاس،،۔ یعنی کہ اپنے شوہر کے پاس ہے۔۔۔ پتہ بھیج رہا ہوں آجا۔۔۔۔ روحان نے فون بند کرتے ہی میسج کے ذریعے یہاں کا ایڈریس سینڈ کیا تھا۔

رمل تو دیوار کے ساتھ لگے آنکھیں پھاڑے بے یقینی سے روحان کو دیکھ رہی تھی۔ رمل کی تو ایسی حالت تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

کیا کہہ رہی تھی تم؟ تم اپنے ارمان لالا کا سامنا کیسے کرو گی۔ تو وقت آگیا ہے کہ تم ان کا سامنا کرو۔

اور میں بھی اپنے سالے صاحب کا۔۔۔ روحان نے صوفے پر بیٹھ کر اپنی ٹانگ پر ٹانگ جمائی تھی اور ٹیبل سے اپنی پسٹل اٹھا کر اسے لوڈ کیا تھا۔

ارمان خان کا رنگ تانبے کی مانند سرخ ہو رہا تھا بدن میں چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ وہ کون ہو سکتا ہے؟ خود کو رمل کا شوہر کہنے والا کہیں رمل کسی مصیبت میں تو نہیں؟ ارمان ہوا کے دوش پر گاڑی دوڑاتا ہوا جا رہا تھا۔

مطلوبہ ایڈریس پر پہنچنے کے بعد ارمان خان نے اپنی پسٹل لوڈ کی تھی اور بجلی کی سی تیزی سے بلڈنگ میں داخل ہوا۔ اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا یعنی کہ اسی کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

ارمان خان طیش کے عالم میں آگے بڑھا مگر سامنے ہی صوفے پر بیٹھی ہستی کو دیکھ کر ارمان کچھ پل کے لیے شاکڈ ہو گیا تھا۔ آیئے آیئے سالے صاحب۔۔۔ آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا میں۔۔۔

روحان نے سگریٹ کا دھواں خارج کرتے ہوئے اطمینان سے کہا۔

ارمان غصے سے آگے بڑھا ہی تھا کہ روحان صوفے سے کھڑا ہوتا اس پر اپنی پسٹل تان چکا تھا۔ وہیں کھڑے رہو۔۔ ورنہ تیرے سینے میں اپنی پسٹل کی ساری گولیاں اتار دوں گا۔

روحان سرد آواز میں دھاڑا تو رمل دیوار کے ساتھ لگی تھر تھر کانپنے لگی۔۔۔

ارمان خان نے رمل پر نگاہ کی تو رمل سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ نظریں جھکا گئی تھی۔

یاد آیا کچھ ارمان خانزادہ،،، یہ سین پہلے بھی ہو چکا ہے۔ آج ریوائینڈ ہوا ہے۔۔ مگر آج کرداروں کی جگہ بدل چکی ہے۔

کل تیری جگہ میں اور میرا باپ کھڑے تھے اور اس کی جگہ میری بہن۔ روحان نے رمل کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم اور تمھاری ہمت بھی کیسے ہوئی یہ بکواس کرنے کی۔۔ جو تو نے آج کہا ہے۔ جو بکواس کی ہے۔۔ خانزادہ کی عزت کے ساتھ کھیلنے کی سزا صرف موت ہے۔۔ اور اس کی سزا تیرے لیے بھی صرف موت ہو گی ارمان خان نے چلاتے ہوئے اپنی پسٹل روحان پر تانی تھی۔

دونوں ہی ایک دوسرے پر اپنی اپنی پسٹل تانے کھڑے تھے۔

پھر تو تیری سزا بھی موت ہی بنتی ہے۔

چل ایک کام کرتے ہیں تُو مجھے مار۔۔ میں تجھے مارتا ہوں۔۔۔ وہاں میری بہن بیوہ ہو گی اور یہاں تیری بہن بیوہ ہو گی۔ روحان استھزائیہ مسکراتے ہوئے خون آشام آنکھوں سے گھورتے ہوے بولا تھا۔

کیا کہہ رہا ہے تو؟ میری بہن بیوہ کیسے ہو سکتی ہے۔ ارمان چلایا تھا۔

وہ ایسے بیوہ ہو گی۔۔ کیونکہ وہ میری بیوی ہے نکاح کر چکا ہوں میں اس سے۔

کیا ہوا ڈارلنگ تم نے بتایا نہیں اپنے بھائی کو میرے اور اپنے نکاح کے بارے میں۔

روحان نے رمل کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو ارمان خانزادہ کا خون بھڑکا تھا۔

کیا ہوا پسند نہیں آئے میرے الفاظ،،، یہی الفاظ کہے تھے ناں تو نے میری بہن سے ا۔س

دن۔۔۔۔۔۔۔

روحان کے چہرے پر ارمان کے چہرے پر چھائی سرخی اور گردن کی نیلی پڑتی رگوں کو

ابھرتے دیکھ کر استہزایہ مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔

روحان اور ارمان دونوں ایک دوسرے کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہے تھے۔ دونوں

کے چہرے سرخ تھے آنکھیں لال انگارہ تھیں۔

رمل سے سانس لینا مشکل ہو رہا تھا۔ دل خوف سے لرز رہا تھا۔ ایک طرف جان سے پیارا بھائی

اور دوسری طرف اس کی محبت۔

رمل خوفزدہ نگاہوں سے دونوں کو دیکھتی جا رہی تھی۔

یہ تیری بھول ہے روحان شاہ کہ میں اس نکاح کو مانوں گا۔۔ میں ایسے نکاح کو نہیں مانتا ابھی

کہ ابھی طلاق دے میری بہن کو۔

ارمان خان حلق کے بل چلایا تھا۔

اگر تو اس نکاح کو نہیں مانتا تو پھر میری بہن سے تو نے کیسے دھوکے سے نکاح کیا اور اس پر اپنا حق بھی جتایا۔ بول جواب دے۔۔۔ ارمان خانزادہ۔۔۔۔ روحان حلق کے بل چلایا تھا۔

محسوس ہوا تجھے،،، کیسا لگا تھا مجھے اور میرے باپ کو،،، کیسا محسوس ہوا ہو گا میری بہن کو۔۔۔

میرے باپ کی تربیت پر تو نے سوال اٹھایا تھا۔

میں نے اور میرے باپ نے نینا کو آزادی دی تھی۔

مگر تُو نے تو آزادی نہیں دی اپنی بہن کو،،، لیکن دیکھ اس نے پھر بھی مجھ سے نکاح کر لیا۔

اب بتا کس کی تربیت بری ہے۔ روحان نے ارمان خان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا تھا۔

رمل کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے گلابی عارض پر بہنے لگے۔ روحان کے الفاظ اسے زمین کی پستیوں میں گرا رہے تھے۔۔۔

بہت بول لیا تو نے۔۔۔۔ ارمان چلایا تھا اس سے پہلے ارمان خان فائر کرتا رمل روحان کے سامنے آئی تھی۔۔ ارمان نے زخمی نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا۔

ہٹ جاؤ رمل۔۔۔۔ ارمان خان چلایا تھا۔

ہٹ جاؤ رمل۔۔۔۔۔ روحان بھی چلایا تھا۔

نہیں بھائی آپ کو نینا بھابھی کی قسم ایسا مت کیجیے گا۔۔۔ اگر آپ نے روحان کو مار دیا تو سب ختم ہو جائے گا۔ بھابھی آپ کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

رمل آگے بڑھتے ہوئے ارمان خان کے آگے آئی تھی۔

نہیں روحان تم میرے لالا کو کچھ نہیں کر سکتے۔اس کے لیے میں تمھیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔

اب رمل دونوں کے درمیان کھڑی تھی اور زارو قطار رو رہی تھی۔

ارمان خان اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے رمل کی کلائی کو اپنی سخت گرفت میں دبوچتے ہوے وہاں سے جانے لگا۔۔

ایک بات یاد رکھنا۔۔۔ارمان خانزادہ،،،میری بہن کی آنکھ میں ایک آنسو بھی نہ آئے۔۔۔اُسے لاوارث مت سمجھنا جس طرح تیری آنکھوں میں تیری بہن کے لیے درد ہے تکلیف ہے۔اس طرح مجھے بھی میری بہن اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہے۔۔اسے تکلیف مت دینا ورنہ روحان شاہ اپنی جان دینے اور لینے سے دریغ نہیں کرے گا۔۔روحان نے سرد آواز میں ارمان کو دھمکی دی۔۔

تو بھی ایک بات آچھی طرح سمجھ لے روحان شاہ۔۔آج تیری جان کی بخشی تیری بہن نے ہی کروائی ہے۔۔اگر تیری جگہ کوئ اور ہوتا تو اُسے بولنے کا موقع دیے بغیر اپنی پسٹل کی ساری گولیاں اُس کے سینے میں اتار دیتا۔۔

نینا جان ہے میری۔۔تجھے مار کہ اُسے تکلیف نہیں دے سکتا۔۔

مگر رمل کبھی تیری ہو گی۔ یہ بات تو تُو بھول جا۔۔ تیرے ساتھ کب اور کیا کرنا ہے۔۔ یہ میں آچھی طرح جانتا ہوں۔۔ ارمان روحان کے قریب آکر اپنی پسٹل کی نوک اس کے سینے پر رکھتے ہوے غرایا تھا اور رمل کا ہاتھ پکڑے وہاں سے لے گیا۔۔

رمل نے جاتے ہوئے ایک بار مڑ کر روحان کو دیکھا تھا۔

بے وفا تم نہیں ہو بے وفا ہم نہیں ہیں
اپنی قسمت میں شاید غم بھی کچھ کم نہیں ہیں۔
تیری نفرت میں ہے چاہت، یہ ہے احساس ہے مجھ کو
جو نہیں پوری ہو گی اس کی ہے آس تجھ کو۔
تم کھڑے اس کنارے ہم کھڑے اس کنارے
کیسی ہے یہ مجبوری مڑ کر جب بھی دیکھا ہے
آنکھ بھر آئی
تھوڑا سا پیار ہوا ہے کچھ نہیں باقی

رمل روحان کو ایک نظر دیکھتے ہوئے آنسو بہاتی خاموشی سے وہاں سے چلی گئی۔

روحان رمل کے جانے کے بعد صوفے پر بیٹھا تھا اور اپنے سینے کو رب کرنے لگا اور پھر اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے اونچا اونچا چلانے لگا۔

ارمان خان غصے سے لب بھینچے سرخ لال انگارہ آنکھوں سے پچھلے کئی گھنٹوں سے مسلسل ڈرائیو کر رہا تھا۔

رمل پچھلی سیٹ پر بیٹھی ڈر کے مارے کانپتی ہوئی بے آواز آنسو بہا رہی تھی۔

رمل نہیں جانتی تھی کہ ارمان گھر لے جا کر اس سے کیا سلوک کرے گا۔ مگر وہ ارمان خان کی آنکھوں میں کیسے دیکھے گی اب۔۔۔ اسے یہ احساس مارے جا رہا تھا۔۔

اسے روحان سے بچھڑنے سے زیادہ ارمان خان کی نظروں میں گرنے کا دکھ تھا۔

روحان اس کا کبھی نہیں ہو سکتا یہ بات تو وہ بہت ازل سے جانتی تھی۔ روحان اسے استعمال کر رہا تھا۔ یہ بات اس کا دل ماننے کو انکاری تھا۔ اس بات نے رمل کے دل کو بہت ٹھیس پہنچائی تھی۔

وہ اس کی براؤن آنکھوں میں چھپا درد بھول نہیں پا رہی تھی۔

جو اس نے روحان کی آنکھوں میں خود کے لیے دیکھا تھا۔۔۔

میں جانتی ہوں روحان آپ کچھ بھی کہہ لیں آپ مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ آپ مجھ سے بدلہ نہیں لے سکتے۔ آپ عام مرد نہیں ہو سکتے۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے

رمل نے روتے ہوئے سیٹ کے ساتھ ٹیک لگائی تھی۔۔۔

ارمان خان جب حویلی پہنچا تو رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ ارمان خان نے گاڑی سے نکلتے ہی رمل کو کلائی سے پکڑ کر باہر نکالا تھا۔ اور طیش و اشتعال کے ساتھ زنان خانے کی طرف بڑھنے لگا۔۔

زنان خانے میں اس وقت سوائے نینا کے اور کوئی نہ تھا۔ ارمان خان نینا کو نظر انداز کر تا رمل کا ہاتھ پکڑے اس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔

نینا ارمان خان کے چہرے پر چھائی سرخی اور سنجیدگی دیکھ کر پریشان ہوئی تھی اور رمل کا زار و قطار رونا اور ڈر کے مارے کانپنا دیکھ کر نینا کا دل لرزا تھا۔ اس لیے وہ تیزی سے ان دونوں کے پیچھے گئی تھی۔

ارمان خان نے رمل کو کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخا تو رمل کے رونے میں اضافہ ہوا تھا۔

کب کیا تم نے اس سے نکاح؟ ارمان خان چیخا تھا۔

نینا ارمان خان کو چیختے اور ارمان خان کے سوال پر حیران ہوتی آگے بڑھی تھی۔

لالا میری بات سنیں۔۔۔ رمل بیڈ سے اُٹھ کر ارمان خان کے سامنے آئی تھی۔۔۔ رل کر رہا ہے رمل تمھاری جان لے لوں۔

کیوں کیا تم نے ایسا؟ اپنے لالا کی عزت کو تم نے ایسے روندا۔ میرے اعتبار کو تم نے چکنا چور کر دیا۔ ارمان زخمی سا بولتا غصے سے رمل کی طرف بڑھا تھا۔

اس سے پہلے ارمان رمل پر اپنا ہاتھ اٹھاتا۔۔

نینا آگے آئی تھی۔۔۔ کیا کر رہے ہیں مسٹر خان؟ چھوٹی بہن ہے آپ کی۔ اس پر ہاتھ اٹھائیں گے آپ؟ نینا نے ارمان خان کو روکا تھا۔

تم ہاتھ اٹھانے کا کہہ رہی ہو۔ میرا دل کر رہا ہے اپنی پسٹل کی ساری گولیاں اس کے سینے کے آر پار کر دوں۔ ارمان حلق کے بل چیخا۔۔

ہٹ جاؤ میرے سامنے سے ورنہ تمھاری بھی رمل کے ساتھ جان لے لوں گا۔

اور تمھارے بھائی کو چھوڑوں گا نہیں میں۔ اس نے ٹھیک نہیں کیا۔۔۔ ارمان خانزادہ کی عزت سے کھیلنے کی کوشش کی ہے۔ ارمان دھاڑا۔

میرا بھائی؟ کیا کیا ہے روحان نے؟ نینا نے حیران ہوتے لرزتے لبوں سے پوچھا۔

نکاح کیا ہے اس نے رمل کے ساتھ۔۔ مگر میں ایسے نکاح کو نہیں مانتا۔۔ اسے رمل کو طلاق دینی ہو گی۔۔ ورنہ میں اسے جان سے مار ڈالوں گا۔ نینا یہ سب سن کر شاکڈ ہوئی تھی۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا روحان ایسا کر سکتا ہے۔

کیوں ماریں گے آپ میرے بھائی کو؟ کیا کیا ہے اس نے؟ نکاح کیا ہے۔۔ اس میں کیا بڑی بات ہے؟ اور آپ کیوں نہیں مانتے ایسے نکاح کو۔۔۔

میرے ساتھ بھی تو آپ نے ایسے ہی نکاح کیا تھا۔۔ بھول گئے اتنی جلدی۔۔۔ نینا غصے سے پھنکارتے ہوئے بولی۔

اچھا یہ تم دونوں بہن بھائی کی ملی بھگت تھی۔ مجھ سے بدلہ لینے کی۔ صحیح کھیل کھیلا تم نے میرے ساتھ۔

لے لیا بدلہ تم نے مجھ سے! مبارک ہو مسز خانزادہ آج مجھے واقعی میں چوٹ پہنچی ہے۔ یہاں چوٹ پہنچی ہے ارمان نے اپنے دل پر انگلی رکھی تھے۔۔ میری بہن اور بیوی نے مجھے واقعی میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔۔۔ ارمان خانزادہ خود پر استھزائیہ ہنسا تھا۔

میں آپ کی طرح کھیل نہیں کھیلتی۔۔ نہ ہی جھوٹ بولتی ہوں۔ نہ ہی میرا بھائی ایسا ہے۔ اگر اس نے یہ نکاح کیا ہے تو وہ یقیناً رمل سے محبت کرتا ہے۔

بکواس بند کرو اپنی،،، میں نہیں مانتا ایسی کسی بھی محبت کو اور ایسے کسی بھی رشتے کو۔۔ تمھارے بھائی کو طلاق دینی ہو گی۔۔ رمل کو ہر حال میں طلاق دینی ہو گی۔ ورنہ سچ میں میں اُسے جان سے مار ڈالوں گا۔ ارمان خان نینا کی بات کاٹتا ہوا چیخا تھا۔

ٹھیک ہے دے دے گا طلاق وہ۔۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے آپ کو مجھے طلاق دینی ہو گی۔ نینا ارمان خان سے بھی زیادہ چیخی تھی۔

نینا بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ میرا میٹر پہلے ہی شارٹ ہے اور شارٹ مت کرو۔

ارمان خان کا نینا کی طلاق والی بات پر پارہ مزید ہائی ہوا تھا۔ ماتھے اور گردن کی رگیں مزید تن گئی تھیں۔۔ بکواس ہو گی آپ کے نزدیک،،، میرے لیے یہ حقیقت ہے۔ مجھے آپ سے طلاق چاہیے ابھی اور اسی وقت مجھے طلاق دیں۔ اگر آپ کی رگوں میں ارتضیٰ خان کا خون

دوڑ رہا ہے تو آپ ابھی اور اسی وقت مجھے طلاق دے کر اپنے مرد ہونے کا ثبوت دیں گے۔

ورنہ قبول کریں کہ آپ کے اندر کسی اور کا خون۔۔۔۔۔

چٹاخ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نینا کی چلتی زبان کو ارمان خان کے تھپڑ نے روکا تھا۔

رمل نے فق چہرے کے ساتھ ارمان خان کو دیکھا تھا اور پھر نینا کو جو گال پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے ارمان خان کو دیکھ رہی تھی۔

مل گیا ثبوت میری رگوں میں میرے باپ کا خون دوڑ رہا ہے۔ آئندہ ایسی بکواس کی تو تمھیں اچھی طرح اندازہ ہو جائے گا کہ میری رگوں میں کس کا خون دوڑتا ہے۔

ارمان نے نینا کے قریب آتے ہوے اپنی لال انگارہ انکھیں اس کی نم بے یقینی سے بھری آنکھوں میں گاڑی تھیں۔۔

طلاق کا لفظ مت لینا آئندہ میرے سامنے۔۔ ورنہ طلاق تو نہیں ملے گی مگر میرے اندر عطا اللہ خان کا خون دوڑ رہا ہے یہ تمھیں میری سفاکیت سے آچھی طرح پتہ چل جائے گا۔ پھر تم کبھی میری رگوں میں دوڑنے والے خون پر سوال نہیں اٹھا سکو گی۔۔ ارمان غرایا تھا اور دھاڑ سے دروازہ کھول کر کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ارمان خان کا غصہ تھا کہ بڑھتا ہی جا رہا تھا کسی صورت اشتعال کم نہیں ہو رہا تھا۔

رمل کو تو وہ ہر صورت روحان سے طلاق دلوانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ وہ کبھی بھی اپنی بہن کو ایسے کسی کے ہاتھوں کیسے سونپ سکتا تھا۔ رمل اس کی عزت تھی۔ روحان شاہ نے اُس کی غیرت کو للکارا تھا۔۔ روحان کو ساتھ کیا کرنا تھا۔ وہ سوچ چکا تھا۔۔

ارمان خان کے دل کو انتہائی تکلیف بھی پہنچی تھی رمل کے اس اقدام پر۔ اس نے سب سے لڑ جھگڑ کر اسے یونیورسٹی میں داخل کروایا اور اس نے یہ سب کچھ کیا۔ اس کے اعتبار کو یوں ٹھیس پہنچائی۔ اسے اپنے لالا کی عزت کی ذرا پرواہ نہیں کی۔ اس نے ہمیشہ ہی خود سے بھی بڑھ کر اپنی بہنوں کے متعلق سوچا تھا۔ رمل زرمینے میں اُس کی جان تھی۔۔ وہ بہت محبت کرتا تھا رمل تو اس کی گڑیا تھی۔۔ وہ اس کی شادی خانزادہ فیملی میں کرنا چاہتا تھا۔۔ صفدر رمل کے لیے بیسٹ چوائس تھا۔۔ وہ بہت اچھا تھا بہت مختلف۔۔ اس نے زرمینے کے لیے بھی صفدر کا انتخاب کیا تھا۔۔ مگر خان دادا بچپن کی منگنی توڑنے کو تیار نہ تھے۔۔ وہ یہ بات سن کر غیض و غضب کا شکار ہو گئے تھے۔۔۔ وہ یہ بات سوچ بھی کیسے سکتا ہے۔ لیکن وہ کیا کرتا باسط خان پر اسے ذرا بھی اعتبار نہیں تھا۔۔ لیکن زرمینے نہ سہی رمل بھی تو اس کی چھوٹی سی گل تھی۔۔ اس کے لیے صفدر سے بڑھ کر کون ہو سکتا تھا۔۔۔ اور اس نے باتوں باتوں میں صفدر تک یہ بات پہنچائی تھی۔۔ صفدر تو تھا ہی اس کا جگری یار۔۔ اسے کیا اعتراض ہو سکتا تھا۔۔۔ مگر رمل نے یہ کیا کر دیا تھا۔۔ ارمان نے ٹہلتے ہوئے اپنی دکھتی کنپٹیاں دبائی تھی۔۔

ارمان خان اپنے ڈیرے پر اس وقت موجود تھا۔ مسلسل ٹہلتا ہوا اپنے بالوں میں اضطرابی کیفیت میں ہاتھ پھیرتا ہوا سوچ رہا تھا۔

وہ جیسے جیسے سوچتا اس کا غصہ اور اشتعال بڑھتا جا رہا تھا۔

اگر روحان نینا کا بھائی نہ ہوتا تو وہ یقیناً اسے کسی بھی چیز کا موقع دیے بغیر شُوٹ کر دیتا۔ مگر وہ صرف نینا کی وجہ سے ایسا نہ کر سکا۔ اس کی پریشانی کی وجہ ایک یہ بھی تھی کہ اگر گھر میں کسی کو بھی پتہ چل گیا تو وہ رمل کی بھی جان لینے سے دریغ نہیں کریں گے۔۔۔۔۔ وہ کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔ بختاور تو آگے اس کی جان کا دشمن تھا۔۔ وہ تو ایک سیکنڈ نہیں لگائے گا رمل کو شوٹ کرنے میں۔۔۔

اور نینا۔۔۔۔۔ نینا کا خیال آتے ہی ارمان خان کے غیض و غضب میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔

وہ اسے سمجھنے کی بجائے ہمیشہ اس سے ہی لڑ پڑتی تھی۔

وہ کتنے غصے میں تھا کیسا محسوس کر رہا تھا۔۔ روحان نے آج اس کے منہ پر اپنی باتوں سے تماچے مارے تھے۔۔ اور وہ کچھ نہ کر سکا۔۔ وجہ صرف نینا تھی۔۔۔ ورنہ وہ خانزادہ تھا۔۔ حویلی کے مردوں کا خون تھا اس کے اندر۔۔

بنا سوچے سمجھے روحان کے سینے میں ساری گولیاں ڈال دیتا۔۔۔۔ وہ اپنی سفاکی پر آجاتا تو روحان کی لاش تک نہ ملتی اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو پاتی۔۔

مگر نینا کی وجہ سے وہ ایسا نہ کر سکا۔۔ وہ نینا کو اتنا بڑا دکھ نہیں دے سکتا تھا۔۔

اور اس نے اسے غصہ دلانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔۔

کیسے ہر بار اس سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے اور کس طرح آج اس کی رگوں میں دوڑنے والے خون پر سوال اٹھایا۔ اسے گالی دی۔۔ وہ اس پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہتا تھا مگر نینا نے اُسے مجبور کر دیا تھا۔ نینا کی بات سن کر اس کے خون میں فشار بلند ہوے تھے۔ اس نے بہت گھٹیا بات کی تھی۔۔ ارمان خان نے غصے سے اپنا ہاتھ زور سے دیوار پر مارا تھا اور پھر وہ لگاتار اپنا ہاتھ دیوار پر مارتا چلا گیا۔

ارمان خان رات گئے اپنے کمرے میں آیا۔ نینا کو کمرے میں نہ پا کر ارمان خان کا پارہ مزید ہائی ہوا تھا۔ دل میں اور پورے وجود میں غم و غصے کا طوفان اُٹھا تھا۔

ارمان نے غصے سے اپنے بال اپنی مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ اور پھر غصے سے پورے کمرے کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔۔ کوئی چیز اپنے ٹھکانے پر نہ تھی۔۔۔۔

وہ کافی دیر تک دیوان پر بیٹھے اپنی سرخ لال انگارہ آنکھیں زمین پر گاڑھے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں اپس میں پھنسائے اپنے اشتعال پر قابو پانے کی کوشش کرتا رہا تھا۔۔ ایک ٹانگ مسلسل اظطرابی کیفیت میں ہل رہی تھی۔۔۔

ایک اضطراب سا اس کے پورے وجود میں چھایا ہوا تھا۔ اسے نینا کی نم بے یقین آنکھیں یاد آئیں تھیں۔ کیسے وہ گال پر ہاتھ رکھ کر بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اور وہ ڈمپل بھی تو اسی گال پر ابھرتا تھا جس کا وہ دیوانہ تھا اسی گال پر اپنا سخت وحشی ہاتھ اٹھایا تھا۔۔

ارمان جیسے جیسے سوچ رہا تھا وہ پاگل ہو رہا تھا۔۔

ارمان خان کافی دیر تک نینا کا کمرے میں انتظار کرتا رہا تھا۔ مگر وہ نہیں آئی تھی۔ وہ جانتا تھا وہ اس کی شکل دیکھنے کی اب روادار نہیں تھی۔ ارمان خان گہرے سانس لیتا کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر آیا تھا اور کھلی فضا میں ٹھنڈی ہوا اپنے اندر اتارنے لگا۔

نینا رمل کے ساتھ اس کے کمرے میں ہی تھی۔ رات آدھی سے زیادہ ہو چکی تھی۔ مگر نیند ان دونوں کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔

بھابھی آپ کو اپنے کمرے میں جانا چاہیے۔ بھائی آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ رمل نے نینا سے کہا۔ جو کب سے کھڑکی کے آگے کھڑی باہر بڑے بڑے گھنے درختوں کو ہلتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

جانتی ہوں وہ میرا انتظار کر رہا ہو گا۔ نینا نے استہزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

بھابھی بھائی بہت غصے میں تھے۔۔ آپ کو وہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ آپ نے بہت غلط بات کی تھی۔ رمل بیڈ سے اٹھ کر نینا کے قریب آئی تھی۔

مجھے تمھارے بھائی سے صرف اب آزادی چاہیے۔۔ مگر اس میں واقعی میں غیرت نہیں ہے۔ اگر غیرت مند ہوتا تو مجھے تھپڑ کی جگہ طلاق دیتا جو اس نے نہیں دی۔ نینا زہر خند لہجے میں بولی تھی۔

بھابھی بھائی آپ سے بہت پیار کرتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے ان کی آنکھوں میں آپ کے لیے بے پناہ پیار ہے۔ آپ جس طرح ان سے بات کرتی ہیں۔ جو کچھ آج آپ نے ارمان لالا سے کہا اگر لالا کی جگہ حویلی کا کوئی اور مرد ہوتا تو آپ کی سزا صرف ایک تھپڑ نہ ہوتی۔

بھابھی بھائی بہت اچھے ہیں پلیز۔۔ انھیں سمجھنے کی کوشش کریں۔ رمل ملتجی لہجے میں نم انکھوں سے بولی تھی۔

اسے محبت کہتے ہیں تو مسٹر خان کی نفرت کیسی ہو گی پھر؟ وہ میری محبت میں کسی کو حصے دار بنا رہا ہے۔ مجھ سے جھوٹ بولتا رہا، مجھے یہاں قید کر کے رکھنا چاہتا ہے اور مجھ سے چاہتا ہے میں اس کی راتیں رنگین کروں اور اس کی دوسری شادی پر اُف نہ کروں۔۔ کیسے میں اسے کسی اور کا ہوتا دیکھ سکتی ہوں۔ میں نینا شاہ ہوں۔۔ حویلی کی عام عورت نہیں جو خود پر اتنا بڑا ظلم برداشت کر لے اور اُف نہ کرے۔

وہ جتنی مرضی مجھ پر اپنی سفاکیت دکھائے، اپنی بربریت دکھائے،،، مگر میں چپ نہیں رہوں گی۔ میں خاموش نہیں رہوں گی۔ میں کسی پر بھی اپنے سامنے ظلم برداشت نہیں کر سکتی۔ تو میں خود پر اتنا بڑا ظلم کیسے ہونے دوں۔ نینا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

بھابھی پلیز بات کو مت بڑھائیں۔ آپ ان کی محبت ہیں۔ وہ مجبور ہیں حرا سے شادی کرنے پر۔۔۔۔ وہ ان کی بچپن کی منگ ہے۔۔ وہ اسے کسی بھی حال میں نہیں چھوڑ سکتے۔۔ لیکن محبت وہ صرف آپ سے کرتے ہیں۔۔ پلیز کمرے میں جائیں وہ بہت پشیمان ہوں گے۔ انھیں آپ پر ہاتھ اٹھانا بالکل اچھا نہیں لگا ہو گا۔ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے۔ رمل نے روتے ہوئے کہا تھا۔ اسے بہت گلٹ فیل ہو رہا تھا کہ اس کی وجہ سے ارمان خان اور نینا میں جھگڑا ہوا۔ ارمان خان نے اس پر ہاتھ اُٹھایا۔

یہ بھی جانتی ہوں وہ بہت شرمندہ ہو گا۔ بہت پچھتا رہا ہو گا اور اب اپنی شرمندگی کا اظہار پوری رات میرے جسم سے کھیل کر کرے گا۔ پوری رات اپنے لمس سے مجھے باور کروائے گا کہ وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے۔۔ نینا تلخی سے بولتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھی تھی اور کمبل لے کر آنکھیں موندے لیٹ گئی۔

رمل بہتے آنسوؤں کے ساتھ نینا کو دیکھتی گئی۔ اور پھر چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔

ارمان خان صبح اٹھتے ساتھ ہی مردان خانے کی طرف چل پڑا تھا۔ خان دادا نے اسے بلوایا تھا۔ کیونکہ وہ رات سے آیا تھا مگر خان دادا سے نہیں ملا تھا۔

پوری رات جاگنے کے باعث ارمان خان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

خان دادا سے ملاقات کے بعد وہ حویلی کے زنان خانے کی طرف آیا تھا۔ مگر نینا وہاں دکھائی نہیں دی تھی۔ نہ ہی کچن میں تھی اور نہ ہی رمل کے کمرے میں۔۔۔ ارمان خان سرد آہ بھرتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ اسے آج کسی جرگے میں شرکت کرنا تھی۔ اسی لیے وہ تیار ہوتا جرگے میں شرکت کرنے چلا گیا۔

واپس آتے آتے شام ہو گئی تھی۔ وہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا اس کے قدم بے اختیاری میں زنان خانے کی طرف بڑھے تھے۔ جسے خان دادا کی زیرک نظروں نے محسوس کر لیا تھا۔ باقی مرد حضرات نے بھی کڑے تیوریوں سے ارمان خان کی پشت کو گھورا تھا۔

وہ زنان خانے میں کہیں نہیں تھی۔۔ اب تو ارمان خان کی سانسیں اٹکی تھیں جیسے۔۔۔ وہ بے قراری اور اضطرابی کیفیت میں حویلی کے پچھلے لان کی جانب گیا تھا۔

جہاں وہ سویمنگ پول کے کنارے اپنے دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے حویلی کی اونچی دیواروں پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔

اورنج کلر کے ڈریس پہنے ہوے تھی اورنج ہی دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا تھا۔ جو آدھا سومنگ پول کے نیلے پانی میں تیر رہا تھا۔

سلکی براؤن بال جو الجھے ہوئے تھے۔ (یقیناً اُسے کئی دنوں سے سلجھایا نہیں گیا تھا)۔ کمر پر بکھرے ہوئے تھے

وہ نارنجی شام کا ہی حصہ لگ رہی تھی۔ ارمان خان چپکے سے اس کے پاس آکر بیٹھ گیا کافی دیر تک پانی میں اس کا عکس دیکھے گیا۔

جانے کتنے ہی لمحے بِیت گئے۔۔ وہ دیوانوں کی طرح اس کا عکس دیکھ رہا تھا۔

اور نینا کو تو احساس بھی نہیں ہوا تھا کہ ارمان اس کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ تو حویلی کی دیواروں کو بس دیکھے جا رہی تھی۔ یہی دیواریں ہی تو اس کی آزادی میں حائل تھیں۔

کیا سوچ رہی ہو؟ ارمان خان کی آواز گونجی تو وہ یکدم چونکتے ہوئے اپنی سوچوں سے باہر آئی تھیا۔ اور ہلکا سا زخمی سا مسکرائی تھی۔

سوچ رہی ہوں ان اونچی دیواروں والی حویلی سے کب رہائی ملے گی۔ نینا نے اپنی ٹھوری گھٹنوں پر جماتے ہوے کہا۔۔ اس دفعہ اس کی آواز بھی زخمی سی تھی۔

وہ تو کبھی نہیں ملے گی۔۔ ارمان خان نے پانی میں اس کے عکس پر نظریں جمائے ہوئے کہا۔

جسم کو نہ ملی تو روح کو تو ضرور ملے گی۔ نینا پانی میں اپنے عکس کے ساتھ ارمان خان کا عکس دیکھتے ہوئے خفیف سا مسکرائی تھی۔۔

تمھاری روح کو جسم کا ساتھ چھوڑنے کے لیے ارمان خانزادہ کی سانسوں کا رکنا ضروری ہے۔

ارمان خان کی بات پر نینا نے ارمان کو دیکھا تھا۔

ہیزل گرے آنکھوں میں بے اعتباری کے رنگ واضح تھے۔

۔ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ارمان خان کی براؤن گہری آنکھوں میں نینا کے لیے چاہت کا ایک جہاں آباد تھا۔ نینا کافی دیر تک ارمان خان کے چہرے کو دیکھتی رہی

کس نے دیکھا غم میرا میری حالت ہے جانی
میری بربادیوں کی لکھی تم نے کہانی
پہلے تو دل لگایا پھر اسے توڑ ڈالا
ساتھ چلتے چلتے کیوں راہ میں چھوڑ ڈالا
ایسی ہے دل کی لگی جو بجھائے نہ بجھی
آگ تم نے ہے لگائی
تجھ پہ اعتبار کیا تھا کچھ نہیں باقی
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں باقی

نینا پھر مسکرائی تھی تلخی اور استھزائیہ مسکراہٹ۔۔۔۔ نینا وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔۔ جب ارمان خان نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا۔ اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اس سے التجا کی۔ نینا اس کا ہاتھ جھٹکے سے چھڑواتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔ ارمان گہرا سانس بھر تا رہ گیا تھا۔

زرمینے اپنے کمرے میں کھڑی اپنا ایک ہاتھ اپنے پیٹ پر جمائے ہوئے آئینے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔ اس دن ٹیرس پر بارش میں بھیگتے ہوئے کب اس نے اپنے ہوش کھوئے وہ نہیں جانتی تھی۔ جب آنکھ کھلی تو وہ بیڈ پر گرم بستر، گرم کمبل میں موجود تھی۔ مگر وہ ستم گر کہیں نہیں تھا۔ زرمینے کتنی ہی دیر اپنے پہلو میں زندگی کو محسوس کرتی رہی۔ اپنے پیٹ میں اپنے بچے کی حرارت محسوس کر کے زرمینے کی آنکھ میں آنسو آئے تھے۔ وہ بالکل ٹھیک تھی اور اس کا بچہ بھی بالکل ٹھیک تھا۔ زرمینے نے خدا کا شکر ادا کیا تھا۔ مگر باسط خان اس دن کے بعد شہر چلا گیا تھا۔ اسے بنا بتائے اس سے بنا کچھ کہے۔

آج دس دن ہو گئے تھے وہ واپس نہیں آیا تھا۔ لیکن اب وہ اُسے اس کے بچے کے بارے میں بتانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔ وہ بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی کہ کب شہر سے وہ آئے اور کب وہ اسے اس کے بچے کے بارے میں بتائے۔۔ زرمینے اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ جب غنچہ نے اس کے کمرے میں آ کر اُسے باسط خان کے بارے میں اطلاع دی کہ وہ حویلی آیا ہوا ہے اور اپنے کمرے میں اس کا انتظار کر رہا ہے۔

زرمینے کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ زرمینے نے جلدی سے شاور لے کر اپنا ڈریس تبدیل کیا تھا۔

سرخ لباس پہنا، لمبے گھنے بالوں کو کھلا چھوڑا، سرخ لِپ سٹک لگائی، آنکھوں میں کاجل لگایا اور سرخ دوپٹہ اچھی طرح اوڑھتے دھڑکتے دل کے ساتھ باسط خان کے کمرے کی طرف گئی

تھی۔ زر مینے نے دھڑکتے دل اور کانپتے ہاتھوں سے دروازہ کھولا تو باسط خان کمرے کی بڑی سی کھڑکی سے باہر نظریں جمائے ہوئے تھا۔۔ جہاں سے سرسبز پہاڑ دور بلندیوں پر نظر آ رہے تھے۔

باسط خان اس وقت براؤن شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ سفید مردانہ شال کندھوں پر ڈال رکھی تھی۔ چہرے پر بے انتہا سنجیدگی طاری تھی۔

زر مینے نے کمرے میں آکر کانپتے ہاتھوں سے دروازہ لاک کیا تھا۔ زر مینے کافی دیر تک انگلیاں چٹخاتے نظریں جھکائے کپکپاتے بدن کے ساتھ کھڑی رہی۔

خانم کیسی ہو؟ باسط خان کی نرم آواز گونجی تھی۔ زر مینے نے حیران ہوتے باسط خان کی پشت کو دیکھا تھا اس کا نرم لہجہ محسوس کیا تھا۔

مم میں ٹھیک ہوں سائیں۔ زر مینے نے لڑکھراتے ہوئے کہا۔۔ باسط خان نے اپنا رخ زر مینے کی طرف پلٹا تھا۔۔ ایک پل کے لیے چونک گیا تھا۔

وہ سرخ لباس میں بنی سنوری اس کے سامنے کھڑی تھی دوپٹہ سر پر جمایا ہوا تھا۔ دوپٹے کے حالے سے اس کے کھلے بالوں کی لٹیں اس کے چہرے پر آرہی تھیں۔ سرخ یاقوتی لب ہلکے ہلکے لرز رہے تھے۔ چہرہ گلال اور شرم وحیا کی سرخی سے بھرا تھا۔ ایک عجیب سی چمک تھی زر مینے کے چہرے پر۔۔۔۔۔۔۔

باسط خان نے اسی پل اپنی نظریں چرائیں تھیں۔ باسط خان آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے دونوں ہاتھ نرمی سے تھامے۔

خانم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمھارے ساتھ اس دن وہ سب کچھ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ نہ اس دن اور نہ پہلے کبھی۔۔۔ پتہ نہیں کب کیسے کس احساس کے تحت میں وہ سب کچھ کرتا چلا گیا۔ میں تم سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس نکاح کے لیے منع کیا تھا مگر خان دادا، اور بابا کے مجبور کرنے پر میں تم سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوا تھا۔ زرمینے باسط خان کے نرم لہجے میں کھوئی ہوئی حیرانگی سے اُسے سن رہی تھی کہ وہ اسے سب کچھ کیوں کہہ رہا ہے۔ کیا اسے احساس ہو گیا ہے جو اس نے اس کے ساتھ کیا تھا۔

میں نے نکاح سے پہلے تم پر کبھی ایک نظر بھی نہیں ڈالی تھی نہ میرا اس وقت ارمان خان سے بدلہ لینے کے لیے تمھیں استعمال کرنے کا ارادہ تھا۔ مگر نکاح کے بعد تمھیں اپنی بیوی، اپنی عزت، اپنی ملکیت کے روپ میں دیکھ کر میرے اندر ایک احساس جاگا۔ اپنی ملکیت کا، تم پر اپنا پورا پورا حق رکھنے کا۔۔۔۔۔۔

میں جب جب تمھیں دیکھتا مجھے لگتا میں ارمان خان کو تمھاری صورت میں شکست دے سکتا ہوں۔ تمھیں دکھ دے کر، تمھیں تکلیف پہنچا کر میں وہ سب کچھ کرتا رہا۔ میں بھول گیا کہ میں تو تایا جان، خان دادا، بابا جان جنھیں میں کبھی صحیح نہیں سمجھتا تھا۔۔ مجھے کبھی بھی ان کا

حویلی کی عورتوں پر اپنا رعب جمانا، دو دو شادیاں کرنا اچھا نہیں لگا۔۔ میں ان جیسا نہیں بننا چاہتا تھا۔ اسی لیے میں نے سوچا تھا کہ میں کبھی حویلی کی عورت سے شادی نہیں کروں گا۔ میں ایک پر اعتماد،،، پڑھی لکھی لڑکی سے شادی کروں گا۔۔ مگر میں مجبور ہوا تم سے شادی کرنے کو۔۔۔۔

میں نے نہ چاہتے ہوئے بھی تم سے شادی کی۔ اور اپنی جھوٹی انا اور شکستگی کے احساس تلے میں تم پر ظلم کرتا رہا۔ اور کیسے نہ کرتا آخر میرے اندر عطا اللہ خان کا خون دوڑ رہا تھا۔ خون نے جوش تو مارنا ہی تھا۔ باسط خان کے چہرے پر استھزائیہ مسکراہٹ آئی تھی۔

مجھے افسوس ہے مجھے دکھ ہے اس بات کا میں نے تمھارے ساتھ وہ سب کچھ کیا۔۔ مگر اب میں یہ سب کچھ ختم کرنا چاہتا ہوں۔۔ تمھیں اور اپنی نفرت کی آگ میں نہیں جھلسا سکتا۔۔۔ باسط خان نے زرمینے کے مومی ہاتھوں کو اپنے سخت کھردرے ہاتھوں سے آزاد کیا تھا۔۔

زرمینے نے حیران ہوتے باسط خان کو دیکھا جو اس سے نظریں چرا رہا تھا۔۔ جیسے کچھ کہنے کے لیے تمہید باندھ رہا ہو۔۔ باسط خان کو کیا ضرورت تھی اسے کچھ بھی کہنے کے لیے کچھ سوچنے کی۔۔ میں دوسری شادی کر رہا ہوں۔ باسط خان کی بھاری آواز کمرے میں گونجی تو زرمینے کو کچھ پل یقین نہیں آیا تھا اپنی سماعتوں پر۔۔۔ باسط خان کی بات پر زرمینے ایک پل کو لڑکھڑائی

تھی۔ باسط خان نے جلدی سے سے اسے تھاما تھا اور اس کے فق چہرے اور اڑتی رنگت سے اپنی نظریں سرعت سے چراتے ہوے اس سے دو قدم دور ہوا۔۔

پچھلے سال جب میں امریکہ گیا تھا تب میری ملاقات فریال سے ہوئی تھی۔ وہ ایک انڈین مسلمان لڑکی ہے۔ میری اور اس کی کافی اچھی انڈرسٹینڈنگ تھی۔ مگر تب میں نے اس سے شادی کرنے کا نہیں سوچا تھا۔۔ کیونکہ وہ صرف میری دوست تھی۔ لیکن جیسا جیون ساتھی میں چاہتا تھا وہ ساری خصوصیات فریال میں ہیں۔

باسط خان کے الفاظ تھے کہ تیر کے نشتر جو زرمینے کو اپنے دل کے آر پار ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔

خانم میں تمھارے ساتھ اور زیادتی نہیں کروں گا۔ میں حویلی کے مردوں کی طرح تم پر سوتن نہیں لاؤں گا۔ میں تمھیں طلاق دے دوں گا۔

باسط خان نے سنجیدہ لہجے میں زرمینے کو دیکھتے ہوئے کہا جو دل پر ہاتھ رکھے بہتے آنسوؤں کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔

حیران ہو رہی ہو خانم،،، میں کیسے تمھیں چھوڑ سکتا ہوں۔ ہم لوگ تو مر سکتے ہیں مگر اپنی عزت کو نہیں چھوڑ سکتے۔

خانم جب دو لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نہ رہنا چاہیں تو یہ حق خدا نے انھیں دیا ہے۔ مرد کو طلاق کا اور عورت کو خلع کا۔

تو پھر میں تمھیں کیسے اس رشتے میں قید رکھ سکتا ہوں جب کہ میں خود اس رشتے میں نہیں رہنا چاہتا۔ تمھیں حق ہے اپنی زندگی جینے کا۔ آگے بڑھنے کا۔۔۔

ارمان خانزادہ سے میرے جتنے بھی اختلافات ہوں۔۔ مگر میں جانتا ہوں وہ تمھارے ساتھ زیادتی نہیں ہونے دے گا۔ وہ تمھیں تنہا زندگی نہیں گزارنے دے گا۔ کیونکہ وہ جیسا بھی ہے تم سے بہت پیار کرتا ہے۔

زرمینے نے اب اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے۔ یہ کیا کہہ رہا تھا باسط خان اس سے،، جو وہ کہتا تھا کہ وہ اس کی عزت ہے، ملکیت ہے، غیرت ہے اس کی۔۔۔ وہ اس پر کسی دوسرے ی نظر برداشت نہیں کر سکتا۔۔ آج اسے آگے بڑھنے کو کہہ رہا تھا۔

میں جا رہا ہوں آج رات یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ یہ میرا نمبر اور ایڈریس ہے۔ اگر تمھیں کبھی بھی اس رشتے سے آزادی چاہیے ہو بس مجھے ایک بار انفارم کر دینا تمھیں آزادی مل جائے گی۔۔۔

باسط خان نے زرمینے کو دیکھتے ہوئے اسے ایک چھوٹی سی ڈائری پکڑائی تھی۔ جسے زرمینے نے کانپتے ہاتھوں سے تھام لی تھی۔۔

باسط خان نے زرمینے کو ایک نظر دیکھا اور وہاں سے جانے لگا تھا جب زرمینے کے پکارنے پر رکا تھا۔

زرمینے باسط خان کے سامنے آئی تھی۔

آپ آپ نے کبھی مجھ سے ایک لمحے کو پیار نہیں کیا؟ زرمینے نے باسط خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے لرزتے لبوں سے سوال کیا تھا۔

نہیں خانم،،، میں نے کبھی تم سے پیار نہیں کیا اگر مجھے تم سے پیار ہوتا تو میں تمھیں کبھی چھوڑ کر نہ جاتا۔ میری محبت صرف نینا ہے۔۔۔ مرتے دم تک وہی رہے گی۔۔۔ لیکن میں اپنی ہار تسلیم کر چکا ہوں۔ وہ میری نہیں تھی اور نہ کبھی ہو گی اور نہ مجھے اب اُسے پانے کی تمنا ہے۔ کیونکہ اس پر ارمان خانزادہ کی چھاپ لگ چکی ہے۔ لیکن اس کے لیے ارمان خان کو کبھی معاف نہیں کر سکتا۔

وہ کیا کہہ رہا تھا زرمینے کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا مگر زرمینے یہی الفاظ اس کے کانوں میں سنائی دے رہے تھے کہ میں نے تم سے کبھی پیار نہیں کیا۔

باسط خان کہہ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔ جب زرمینے کے الفاظ پر رکا تھا۔

آپ جھوٹ بولتے ہیں باسط خان۔۔۔ آپ نے آج بھی صرف مجھ سے اپنی شکست کا بدلہ لیا ہے۔ مجھ سے اپنی نفرت کا اظہار کیا ہے۔۔ آپ حویلی کے مردوں سے بھی بدتر نکلے۔ ایک خود غرض سیلفش انسان۔ آج میں بھی ایک بات کہوں گی آپ سے۔

زرمینے بھی آپ سے نفرت کرتی ہے صرف نفرت۔۔۔۔

باسط خان کے ہاتھ ایک پل کے لیے لاک پر ٹھہرے تھے دوسرے ہی پل وہ کمرے کا دروازہ کھولتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔

دل میں کانٹے چبھو کر اس نے بدلی ہیں اپنی راہیں
بے وفا ہو گیا وہ دل سے اٹھتی ہیں آہیں۔۔
پاس آکر مجھ سے دور وہ ہو گیا ہے۔۔

کیسے بتلاؤں کس کو میرا کیا کھو گیا ہے
درد کیسے سہوں چپ بھی کیسے میں رہوں
یہ نہیں بات ذرا سی۔۔

دل یہ بے زار ہوا ہے چھا گئی ہے اداسی
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں اب باقی۔۔

زرمینے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے سسکتی ہوئی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

ارمان خان کو رات کو ہی حویلی سے واپس آنا پڑا کیونکہ یہاں شہر میں صفدر خان کا بہت بُرا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔ وہ اپنے اور نینا کے درمیان سب کچھ ٹھیک کیے بنا ہی یہاں آ گیا تھا۔ مگر ارمان خانزادہ کو لگتا تھا جیسے وہ پاگل ہو جائے گا۔ سکون، آرام، نیند وہ ان چیزوں کو بھول چکا تھا۔ پورے وجود میں بے سکونی نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ نیند اسے آتی نہیں تھی۔ اور آرام اس کے نصیب میں تھا نہیں۔۔۔ صفدر خان کا ایکسیڈینٹ ہو چکا تھا وہ ہاسپیٹل میں پڑا تھا۔۔۔ باسط خان کئی دنوں سے غائب تھا۔۔۔ ڈفرنٹ ڈیلیگیشن تھے۔ جن سے میٹنگ کرنا ضروری تھا۔ ڈفرنٹ پراجیکٹ تھے۔ جنھیں ہینڈل کرنا ضروری تھا۔ دبئ میں جو فیکٹری تھی۔ اس کا بھی اتنا عرصہ ہو گیا تھا وزٹ نہیں کیا تھا۔ وہ اس کا بہت پرانا وفادار ملازم سنبھال رہا تھا مگر پھر بھی اس کا آڈٹ کرنا ہوتا تھا ارمان خانزادہ کو۔۔۔۔۔۔۔

کڑوڑوں کے چیکس ریلیز کروانے تھے کیونکہ اس مہینے فیکٹری ورکرز کی تنخواہیں ابھی تک ادا نہیں کی جا سکی تھیں۔

ایسے میں نینا اور اس کا ریلیشن جس نہج پر تھا۔ وہ ارمان خانزادہ کے لیے بہت تکلیف کا باعث تھا۔ اس کا سکون تو صرف نینا تھی۔ اس کی قربت تھی۔ وہ نینا کی قربت میں اس کی پناہوں میں وقتی طور پر سب کچھ بھول جاتا تھا۔ اپنی تھکن، بزنس سے ریلیٹڈ پریشانیاں سب کچھ۔ اس کی قربت اس کی باہیں اس کے لیے سکون کا باعث تھیں۔ اسے آج تک وہ سکون اور راحت کہیں نہیں ملی تھی۔ جو نینا سے ملا تھا۔۔ نینا اس کا سب کچھ تھی۔ وہ اسے تھپڑ مار کر بھی

پچھتا رہا تھا۔ وہ کیسے اس کے پھول جیسے رخسار پر تھپڑ مار سکتا تھا۔ جنھیں چومتے ہوئے وہ مدہوش ہو جاتا تھا اور وہ ڈمپل بھی تو اُسی گال پر ابھرتا تھا۔

جس پر ارمان خانزادہ کا دل بھی ڈوب کر ابھرتا تھا۔ جب جب وہ اس ڈمپل کو دیکھتا۔

آج پندرہ دن بعد وہ واپس حویلی جا رہا تھا۔ ابھی اُسے اِدھر بہت سے کام تھے۔ کچھ میٹینگز تھیں۔ جو اٹینڈ کرنا ضروری تھیں۔ مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو نینا کے لیے تڑپ رہا تھا۔ اسے دیکھنے کو اسے چھونے کو مچل رہا تھا۔ اس نے نینا کے لیے ڈھیروں شاپنگ کی تھی۔ پرفیومز، بیگز، کپڑے، جیولری، میک اَپ اس کی باقی ضرورت کی چیزیں اس کی پرسنل بلونگنگ۔ سب چیزیں شاندار اور ایک سے بڑھ کر ایک تھیں۔ اس بار پہلی دفعہ اس نے صرف نینا کے لیے ہی شاپنگ کی تھی۔

باقی کسی کا خیال اُسے رہا ہی نہیں تھا۔ اس کے دل و دماغ پر صرف نینا ہی سوار تھی۔

وہ حویلی پہنچا تو شام ہونے کو تھی۔ وہ خان دادا اور باقی سب سے ملتا مردان خانے میں ہی بیٹھ چکا تھا۔ سب اس کے حویلی اتنی جلدی آنے پر حیران تھے۔ مگر سب مرد حضرات سمجھتے تھے کہ وہ بھاگ بھاگ کر اب حویلی کیوں آتا ہے۔

خان دادا ارمان کو جتنا اپنے سامنے دیکھ کر خوش تھے۔ اتنا ہی ارمان خان کا یوں بار بار حویلی آن ناگوار بھی گزرتا تھا۔

ابھی بھی ارمان خانزادہ جس اضطرابی کیفیت میں ان لوگوں کے بیچ بیٹھا ہوا تھا۔ خان دادا کو اشتعال میں مبتلا کر رہا تھا کہ ان کا پوتا اُن کے سامنے بے قابو ہو رہا ہے تو اپنی بیوی کے سامنے کیا کرتا ہو گا۔ ایسے میں عورت سر پر نہیں چڑھے گی تو اور کیا کرے گی۔

نینا کی دیدہ دلیری سے تو وہ پہلے ہی خائف تھے۔ اس دن نینا نے جو کچھ کیا تھا۔ اس میں قصور صرف ارمان خانزادہ کا تھا۔ اور نہ عورت کی کیا مجال وہ اتنی دیدہ دلیر ہو،، اُسے تو صرف جی کہنے کے علاوہ کوئی لفظ بولنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ارمان خانزادہ نے اچھی طرح اس کی طبیعت صاف کی ہوتی۔ اسے اس کی اوقات میں رکھا ہوتا تو کبھی وہ دندناتی ہوئی مردان خانے میں نہ آتی۔ اور جہاں تک حسن کی بات تھی تو کیا شہر میں کم حسن تھا۔ اور بیوی کے حسن کے آگے کون اپنے گھٹنے ٹیکتا ہے۔ وہ تو ہوتی ہی اپنی ملکیت ہے۔ اسے جب چاہے استعمال کرو جتنا چاہے اس کے حسن سے جی بہلاؤ۔

ارمان خانزادہ جتنا بارعب تھا جتنا غصے کا تیز تھا۔ انھیں یقین نہیں آتا تھا ان کا پوتا یوں ایک عورت کے آگے بے بس ہو جائے گا۔

خان دادا نے اپنی مونچھوں اور داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ارمان خانزادہ کو دیکھا جو اپنی ہلکی ہلکی گھنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔ چہرے پر پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جیسے کتنے دنوں سے سویا نہیں تھا۔

خان دادا نے غصے سے ارمان خان کو گھورا تھا جو یقیناً اس وقت بھی اپنی بیوی کے ہی متعلق سوچ رہا تھا۔

ارمان خان نے رات کا کھانا مردان خانے میں ہی کھایا تھا۔ خان دادا نے اُسے ادھر ہی روک لیا تھا کہ کھانے پر کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔

ابھی بھی وہ بے قراری سے دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہوا مگر خالی کمرہ دیکھ کر ارمان خان کی تھکن میں اضافہ ہوا تھا۔

ارمان خان بے تابی سے واش روم کی طرف بڑھا۔ مگر وہاں بھی وہ نہیں تھی اور نہ ہی ٹیرس پر موجود تھی۔

ارمان خان نے غصے سے اپنی شال اتار کر بیڈ پر اچھالی تھی اور واش روم شاور لینے کے لیے چلا گیا۔ اتنی سردی میں اس نے ٹھنڈے پانی سے شاور لیا تھا تاکہ اپنے غصے کو ٹھنڈا کر سکے جو اسے نینا پر آرہا تھا۔

شاور لے کر اس نے بلیک کلر کی شلوار قمیض پہنی تھی۔ اپنے گیلے بالوں کو سنوارتا اس نے زنان خانے کا رخ کیا۔

آبگینہ خانم سے ملنے کے بعد زرمینے سے ملاقات کے دوران اُسے معلوم ہوا کہ نینا سعدیہ بیگم کے کمرے میں ہے۔ ان کی طبیعت کچھ دنوں سے ٹھیک نہیں تو نینا ان کے ساتھ ہی رات کو سوتی ہے۔

ارمان بے تابی سے سعدیہ بیگم کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوا۔ وہ سعدیہ بیگم کی الماری کھولے ان کی کبرڈ میں کچھ چیزیں رکھ رہی تھی۔ نینا کی ارمان کی طرف پشت تھی۔

اسلامُ علیکم چھوٹی امی۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟ ارمان نے نینا پر گہری نظر ڈالتے ہوئے سعدیہ بیگم سے پوچھا تھا۔

ٹھیک ہوں بیٹا تم کیسے ہو؟ سعدیہ بیگم نے اُٹھ کر ارمان کو گلے لگایا تھا۔

ارمان خان سعدیہ بیگم سے مل کر ان کا حال احوال پوچھتا ان کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

مگر نظروں کا ارتکاز ابھی بھی اس دشمنِ جاں پر ہی تھا۔ جو ابھی بھی اس کی طرف پشت کیے کھڑی تھی۔

کھلے ڈارک بلو ٹراوزر پر بلو کلر شارٹ گھیرے دار فراک پہنا ہوا تھا۔ جو ادھر کا علاقائی لباس تھا۔ دوپٹہ گلے میں لے رکھا تھا۔ براؤن سلکی بال کمر پر بکھرے ہوئے تھے۔ ارمان خان کے دل کی دھڑکن تیز ہوئی تھی۔ اس کی نازک کمر پر بکھرے سلکی بال دیکھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔

نینا نے ابھی بھی رخ نہیں پلٹا تھا۔ وہ ویسے ہی کھڑی الماری میں چیزیں سیٹ کر رہی تھی یا پھر جان بوجھ کر ایسا کر رہی تھی۔ جو بھی تھا وہ ارمان خانزادہ کا کڑا امتحان لے رہی تھی۔ اس کی جان پر بنا رہی تھی۔ وہ ایک نظر اسے دیکھنے کے لیے مرا جا رہا تھا۔ مگر وہ تھی کہ اس کی جان نکالے جا رہی تھی۔

سعدیہ بیگم نے بھی ارمان خان کی بے قرار نگاہیں نینا کے وجود پر محسوس کر لی تھیں۔

نینا۔۔۔ انہوں نے نینا کو پکارا تھا۔

جی آنٹی۔ نینا نے ان کی طرف رخ پلٹا تھا۔ مگر ارمان خانزادہ کی طرف ابھی بھی پشت تھی۔

ارمان خان کے لیے کچھ چائے پانی لاؤ۔۔ سعدیہ بیگم نے مسکراتے ہوئے نینا سے کہا۔

مجھے نہیں لگتا انھیں چائے پانی کی ضرورت ہے۔ شہر میں بھی یہ سب کچھ ملتا ہے اور مردان خانے میں یہ نعمتیں وافر مقدار میں موجود ہیں۔ نینا کہتے ہوئے پھر سے الماری سیٹ کرنے لگی۔

ارمان خان نے نینا کی بات پر اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرا تھا اور گہرا سانس لیا تھا اس کا غصہ اور ناراضگی توجوں کی توں برقرار تھی۔

نینا مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے کمرے میں چلو۔ ارمان خان نے خود پر قابو پاتے ہوئے اطمینان سے کہا تھا۔

کمرے میں چل کر حویلی کے مرد باتیں نہیں کرتے صرف عورت کے وجود سے اپنی تسکین پوری کرتے ہیں اور میرے اندر اب حوصلہ نہیں ہے کہ کسی کے کھیل کا سامان مزید بنوں۔

نینا نے بنا مڑے ہی کاٹ دار لہجے میں کہا تھا۔ ارمان خان کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا تھا۔ جبڑے بُری طرح بھینچے تھے۔ اسے توقع نہیں تھی کہ نینا سعدیہ بیگم کے سامنے بنا کوئی لحاظ رکھے اتنی بدتمیزی سے اتنی چیپ اور کھلی بات کرے گی۔ سعدیہ بیگم بھی نظریں چرا گئیں تھیں۔

ارمان خانزادہ نے کبھی بھی حویلی کی عورتوں اور سب سے بڑھ کر اپنی ماؤں کے سامنے ایسی کوئی فضول بات نہ کی تھی اور نہ سنی تھی۔

ارمان خان غصے سے لال انگارہ آنکھیں لیے نینا کی پشت کو گھورتا رہا اور پھر غصے سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

نینا تمھیں یوں یہ سب کچھ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ وہ تمھارا شوہر ہے اس کی عزت کرنا فرض ہے تم پر۔۔ ارمان خان کے جانے کے بعد سعدیہ بیگم نے نینا کو سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

کیوں سارے فرض بیویوں کے ہیں شوہر کا فرض صرف رات کو ہی اپنے حقوق پورے کرنا رہ جاتا ہے۔ نینا تلخی سے بولی تھی۔

نینا جو بھی ہے،، تم نے جو بات اس طرح میرے سامنے کہی ہے۔ حویلی کا کوئی اور مرد ہوتا تو تمھیں گھسیٹتا ہوا کمرے میں لے جاتا اور پھر اچھی طرح تمھیں،، تمھاری بات کا مطلب

سمجھاتا۔ تم سے اپنے حقوق اس انداز میں پورے کرتا کہ تم ہفتوں اٹھنے کے قابل نہ رہتی۔

سعدیہ بیگم نے نینا کو آسان الفاظ میں سمجھایا۔

ارمان خانزادہ اور حویلی کے مردوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ مجھ سے زبردستی کر چکا ہے اور ویسے بھی مجھ میں آپ جتنا حوصلہ نہیں ہے اپنی پوری زندگی یہاں قیدی بن کر رہوں اور ارمان خانزادہ کے بچے پیدا کروں۔ نینا نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے زوردار انداز میں الماری بند کی تھی اور الماری سے اپنے لیے کمبل نکالتے ہوئے صوفے کی جانب بڑھی۔

باسط خان سب کو بنا بتائے ہی امریکہ چلا گیا تھا۔ زرمینے نے گھر میں کسی کو بھی باسط خان کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ ارمان خانزادہ کو پتہ تھا باسط خان امریکہ چلا گیا ہے۔ مگر اسے یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ زرمینے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ کیونکہ باسط خان امریکہ آتا جاتا رہتا تھا۔ کبھی بزنس کے سلسلے میں یا پھر سیر و تفریح کے سلسلے میں۔

زرمینے نے باسط خان کے جانے کے بعد اپنے بچے کے بارے میں سب کو بتا دیا تھا۔ حویلی کے گھٹن زدہ اور تناؤ کے ماحول میں سب پر اس خبر نے خوشگوار اثر ڈالا تھا۔

یہاں تک کہ راحیلہ خانم کا رویہ بھی زرمینے کے ساتھ بہتر ہو گیا تھا۔ ہوتا بھی کیسے ناں۔۔ زرمینے ان کے اکلوتے وارث کا وارث پیدا کرنے جا رہی تھی اور حرا کی بھی شادی چند ماہ بعد

ارمان خان کے ساتھ طے پائی تھی۔ ایسے میں راحیلہ خانم کا رویہ زرمینے کے ساتھ کافی خوشگوار تھا۔

زرمینے اب اپنی زندگی میں باسط خان کا نام بھی نہیں سننا چاہتی تھی۔ اُسے اب صرف اپنے بچے سے مطلب تھا۔ جو صرف اس کا تھا اس کے وجود کا حصہ،

ممتا کا احساس کتنا انوکھا ہوتا ہے۔ وہ اسے محسوس ہو رہا تھا۔ لیکن اس نے سوچ لیا تھا وہ اپنے بچے کو اس کے باپ جیسا کبھی نہیں بنائے گی۔ اگر بیٹی ہوئی تو اسے خود جیسا نہیں بننے دے گی اور بیٹا ہوا تو اسے باسط خان کی پرچھائی جیسا بھی نہیں بننے دے گی۔

ارمان خان کو حویلی آئے ہوئے دو دن ہو گئے تھے مگر نینا اس کے سامنے نہیں آئی تھی اور وہ تھا کہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی ایک جھلک تک وہ دیکھ نہیں پایا تھا۔ ابھی بھی وہ اپنے کمرے میں بیٹھا نینا کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ ڈنر کے بعد اپنے کمرے میں آ گیا تھا۔ مگر نینا کمرے میں نہیں آئی تھی۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا نینا نے کمرے میں قدم نہیں رکھا تھا۔ ارمان کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ وہ غصے اور اشتعال سے سعدیہ بیگم کے کمرے کی جانب گیا تھا۔

نینا تمھیں آج اپنے کمرے میں سونا چاہیے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مجھے تمھاری ضرورت نہیں اگر مجھے کسی چیز کی ضرورت ہوئی بھی تو رمل ہے یہاں۔ آج وہ میرے پاس سو جائے گی۔ ویسے بھی میں اتنی بھی بیمار نہیں کہ کسی نہ کسی کا میرے پاس ہونا ضروری ہو۔۔۔ اس لیے تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ سعدیہ بیگم نے اسے کمرے سے جانے کا کہا تھا۔

نکال رہی ہیں آپ کمرے سے مجھے؟ نینا نے شکوہ کیا۔

اس کمرے سے نکل بھی جاؤں گی۔ جو آپ چاہتی ہیں کہ آپ کے بیٹے کے کمرے میں چلی جاؤں تو وہ پاسیبل نہیں ہے۔ وہاں نہیں جاؤں گی۔۔۔ اس سردی میں حویلی کے لان میں سو جاؤں گی۔ مگر اس کے ہوتے ہوئے اس کمرے میں قدم بھی نہیں رکھوں گی۔

نینا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

نینا تم غلط کر رہی ہو۔ تمھارا رویہ ارمان خان کے ساتھ بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ ایسے میں تو تم اُسے خود سے دور کر دو گی۔ وہ مکمل طور پر حراکا ہو جائے گا۔ اور تم جو بھی کرو وہ تمھیں چھوڑے گا نہیں اور نہ ہی حویلی سے جانے دے گا۔ سعدیہ بیگم نے نینا کو سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔

جو سامنے ہی صوفے پر بیٹھی کوئی پرانا سا میگزین دیکھ رہی تھی۔

میں آپ کو پہلے بھی کہہ چکی ہوں۔ میں نینا شاہ ہوں سعدیہ بیگم نہیں جو غلط کے آگے جھک جاؤں۔ میں ارمان خانزادہ سے طلاق بھی لوں گی اور اس حویلی سے باہر بھی جاؤں گی۔ ایک

بار میں یہاں سے چلی جاؤں ارمان خانزادہ کو میں عدالت میں گھسیٹوں گی اس سے خلع لوں گی۔

اس پر مقدمہ دائر کروں گی حبسِ بے جا میں رکھنے کا کیس کروں گی۔

اور آپ دیکھنا میں یہ سب کچھ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کروں گی۔ ارمان خانزادہ مجھے طلاق بھی دے گا اور مجھ سے ساری دنیا کے سامنے معافی بھی مانگے گا۔

نینا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے میگزین صوفے پر پٹخا تھا۔

ارمان خانزادہ دھاڑ سے دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔

ارمان خان کے چہرے پر چھائی سرخی اور اشتعال بتا رہا تھا کہ وہ سب کچھ سن چکا ہے۔

سعدیہ بیگم جلدی سے بیڈ سے اٹھ کر ارمان خان کے پاس آئی تھیں۔

ارمان بیٹا تم جانتے ہو یہ کچھ بھی بول دیتی ہے۔۔۔ ارمان خان نے ہاتھ کے اشارے سے سعدیہ بیگم کو آگے بڑھنے سے روکا تھا۔

کیا کہہ رہی تھی؟ ذرا میرے سامنے بھی وہ بکواس کرو،، ارمان خان غیض و غضب میں دھاڑا تھا۔

نینا جو صوفے پر بیٹھی تھی ارامان خان کی بے حد سرد اور اونچی آواز پر لرزی تھی۔ مگر اپنے ڈر پر قابو پایا تھا وہ ارمان خانزادہ کے سامنے خود کو کمزور نہیں دکھا سکتی تھی۔

حتی کہ وہ جتنی بھی بہادر صحیح مگر یہ سچ تھا کہ وہ دنیا میں جس کے بھی غصے سے ڈرتی تھی۔ جس سے بھی خوف کھاتی تھی وہ صرف ارمان خانزادہ تھا۔ وہ سے شو نہیں کرواتی تھی۔ مگر اس کا دل ارمان خان کے غصے سے لرز تا رہتا تھا ابھی بھی اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی تھی۔

ارمان خانزادہ وائٹ شلوار قمیض پہنے ہوئے بلیک چادر کندھوں پر ڈالے اپنی بے حد بارعب پرسنیلٹی کے ساتھ کھڑا اُسے غیض و غضب اور اشتعال سے گھور رہا تھا۔

میں نے وہی کہا ہے۔ جو آپ نے سنا ہے۔ نینا تھوک نگلتے ہوئے ارمان خان کی طرف بنا دیکھے بظاہر نڈر لہجے میں کہا۔

ارمان خان نے آگے بڑھ کر اسے کلائی سے پکڑا تھا کہ سعدیہ بیگم بھی اب کی بار بے حد پریشان ہوئی تھی۔ ارمان بیٹا نینا ابھی نا سمجھ ہے۔ کم عمر ہے۔ تم اچھی طرح جانتے ہو اِسے سمجھ نہیں،،، لیکن تم تو سمجھ دار ہو۔ معاملے کو مت بڑھاؤ۔۔۔

چھوڑیں مسٹر خان،،، نینا نے اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے کہا۔

جو الفاظ تم نے چھوٹی امی کے سامنے کہے ہیں۔ وہی میں تمھارے منہ سے اب اپنے کمرے میں سننا چاہتا ہوں۔ بہت اٹھا لیا تم نے میری نرمی کا ناجائز فائدہ۔۔ آج میں تمھیں اپنی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون کی پہچان کرواؤں گا۔ تاکہ تم یہ الفاظ بولتے ہوئے سو بار سوچو۔

ارمان نینا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پھنکارہ تھا اور پھر اسے کلائی سے دبوچے گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں لے آیا اور اسے بیڈ پر پٹخا تھا اس سے پہلے نینا بیڈ سے اٹھتی ارمان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اور اسے مکمل طور پر اپنے قابو میں کیا۔

گلابی پھولوں والی فراک ساتھ پنک ٹائٹس پہنے ہوئے تھی۔ گلے میں سفید دوپٹہ ڈالا ہوا تھا۔ ارمان خان نے اس کے بالوں سے کیچر اتار کر دور اچھال دیا تھا۔ اس کے گلے سے دوپٹہ اتار کر دور پھینک دیا تھا۔

چھوڑیں مجھے مسٹر خان،،، نینا ارمان خان کے حصار میں بُری طرح جھٹپٹاتے ہوئے چیخی تھی۔

ارمان خان نے نینا کا منہ دبوچ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

کیا بکواس کر رہی تھی۔ بولو میرے سامنے،،، کیا کرو گی تم مجھے عدالت میں گھسیٹو گی۔ مجھ پر کیس کرو گی۔ اس حویلی سے بھاگ جاؤ گی۔۔ طلاق لو گی مجھ سے ہاں۔۔۔

ارمان اس پر جھکا دھاڑا تھا۔

نینا ارمان خان کے حصار میں بری طرح مچل رہی تھی۔ جو اپنی ٹانگوں سے اس کی ٹانگیں تک لاک کر چکا تھا اور اس کی کلائیاں ایک ہاتھ سے اس کی کمر پر موڑ کر لگائی ہوئی تھیں۔

دوسرے ہاتھ سے اس کا منہ دبوچا ہوا تھا۔

ارمان خان کی سرخ لال انگارہ آنکھیں دیکھ کر نینا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ خوف اور بے بسی کے احساس سے نہ چاہتے ہوئے بھی نینا کی آنکھوں سے آنسو پھسل کر رخسار پر بہنے لگے تھے۔

کیا ہوا مسز خانزادہ۔۔۔ اندر تو بڑی دھمکیاں دی جا رہی تھیں اور اب ماتھے پر یہ موتی کیوں چمک رہے ہیں۔

ارمان خان نینا کے ماتھے پر آئے پسینے کو دیکھتے ہوئے استھزائیہ مسکرایا تھا۔ اور اپنے لب نینا کے رخسار پر رکھے تھے اور اس کے آنسو اپنے لبوں سے چننے لگا۔ ارمان خان نے نینا کی کلائیاں آزاد کی تھیں اور نرمی سے اس کے ہونٹوں پر جھکا۔

کلائیاں آزاد ہونے پر نینا نے ارمان خان کی گردن پر بری طرح اپنے ناخن بری مارے تھے۔ مگر ارمان خان تو جیسے صدیوں کا پیاسا تھا. مدہوش ہو رہا تھا اس کی قربت میں بہک رہا تھا سب کچھ بھول چکا تھا۔ یاد تھا تو صرف یہ کہ وہ اس کی ملکیت ہے۔ اس کی عورت اس کی بیوی اس کی نینا،، صرف اس کی نینا،،۔ جس پر وہ مکمل طور پر پورا پورا حق رکھتا ہے۔ جس کی قربت اس کے لیے سکون کا باعث ہے۔ جس کی قربت، جس کا بدن جس کا وجود اس کے لیے نشہ ہے سکون ہے۔ اس کی کمزوری ہے کتنے دنوں بعد سکون ملا تھا۔ وہ اس سکون میں بہکتا چلا گیا۔ نینا کی سسکیاں پورے کمرے میں گونج رہی تھیں۔

ارمان خان نے مدہوش ہوئے اس کی کلائیاں اپنے ایک ہاتھ سے تکیے پر لاک کی تھیں اس کے ہونٹوں سے اس کے چہرے پر وہ بے تابی سے اپنا لمس بکھیر رہا تھا۔

سکون ہو تم میرا نینا۔ میری چاہت، میری محبت، میرا سب کچھ، مت رہا کرو مجھ سے دور۔۔۔ پاگل ہونے لگتا ہوں۔۔۔ ایک پل کی دوری عذاب ہے میرے لیے اور تم مجھے اس طرح تڑپاتی ہو۔ مت تڑپایا کرو مجھے ورنہ ارمان خانزادہ کسی دن اپنی جان سے چلا جائے گا۔ ارمان اس کے بہتے آنسوؤں کو اپنے لبوں سے چنتا اس کی کان کی لو پر کاٹتا مکمل طور پر بہکتا مدہوشی کے عالم میں گھمبیر آواز سے اس کے کانوں میں میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا۔

ارمان خان مکمل طور پر نینا پر حاوی ہوتے ہوئے مدہوشی کے عالم میں ہر طرح سے اپنی من مانیاں کرتا اس پر اپنی شدتوں کی گہری چھاپ چھوڑ رہا تھا۔

نینا جو مزاحمت کر رہی تھی اس نے اب مزاحمت چھوڑ دی تھی وہ بالکل بے حس و حرکت پڑی تھی اور ارمان خان کی شدتیں برداشت کر رہی تھی۔ مگر اس کا لمس اس کے دل میں اس کے لیے مزید نفرت پیدا کر رہا تھا۔

اسے ارمان خانزادہ سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ اسے کبھی معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ رات رات جسے پگھل رہی تھی۔

ارمان خان کی شدتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔ اس کی دیوانگی بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ اپنا دہکتا لمس نینا کے خوبصورت بدن پر ہر جگہ بکھیر رہا تھا۔ وہ اپنی مدہوشی میں یہ بھی محسوس نہیں کر پا رہا

تھا کہ نینا کی سسکیاں اور آنسو ختم ہو چکے تھے۔ وہ تو کب سے ایک مجسمے سے پیار کر رہا تھا۔ ارمان خان نہیں جانتا تھا کہ یہ قربت کے وہ آخری لمحات ہین یہ وصل کی آخری رات ہے۔ پھر لمبی جدائیاں اور گہری کالی سیاہ راتیں ہوں گی۔

نینا کی صبح آنکھ کھلی تو خود کو ارمان کی مضبوط بانہوں کے حصار میں پایا۔ وہ اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ سختی سے جمائے ہوئے تھا۔ ماتھے پر بال بکھرے، شرٹ لیس گہری نیند سو رہا تھا۔ چہرے پر بے حد سکون اور اطمینان چھایا ہوا تھا۔ نینا کی آنکھوں سے آنسو اب خشک ہو چکے تھے۔ جتنے آنسو اس نے بہانے تھے۔ وہ بہا چکی تھی۔ اب اسے آنسو نہیں بہانے تھے۔ اسے اپنے آنسوؤں کا حساب لینا تھا۔

وہ نینا شاہ تھی اتنی کمزور وہ کبھی نہیں ہو سکتی تھی کہ یوں بے بس ہو جائے۔۔ اسے اب یہ ختم کرنا تھا۔ اس اس سے دور جانا تھا۔ یہ مشکل ضرور تھا۔ مگر نا ممکن نہیں۔ نینا چت لیٹے چھت کو دیکھ رہی تھی۔ وہ ارمان کے بازو کے مضبوط حصار سے نکلنا چاہتی تھی۔ مگر وہ بہت کوشش کے باوجود ارمان کا بازو اپنے پیٹ سے نہ ہٹا سکی۔ بے بسی کے احساس سے نینا کی آنکھیں آنسوؤں سے چمک اٹھی تھیں۔۔ نینا نے سسکی لی تھی۔

ارمان خان کی آنکھ اس کی سسکی پر کھلی تھی۔ ارمان نے اسے جھٹکے سے خود کی طرف کھینچا تھا اور اس کے لبوں کو اپنی سانسوں میں بُری طرح قید کیا۔

وہ کافی دیر تک اس کی سانسوں کو اپنے اندر انڈیلتا رہا۔ نینا نے بالکل بھی مزاحمت نہیں کی تھی۔

ارمان خان نے یہ بات محسوس کرتے ہوے آہستہ آہستہ اپنی گرفت ڈھیلی کی۔ مگر نینا نے ابھی بھی کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔ ارمان خان کو یاد آیا نینا نے رات کو بھی اپنی مزاحمت ترک کر کے خود کو اسے سونپ دیا تھا۔

ارمان خان نے اس کے ہونٹوں کو آزادی دی اور اس کے چہرے کو غور سے دیکھا جہاں کوئی رنگ کوئی جذبہ نہ تھا۔ نہ ہی شرم وحیا کا رنگ تھا۔ سپاٹ سا چہرہ تھا۔۔ آنکھوں میں ڈھیروں نفرت تھی۔

جسے ارمان خان محسوس کرتا تکلیف کی انتہا پر تھا۔ ارمان خان نے اسے چھوڑا اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوے اضطرابی کیفیت میں اٹھ کر بیٹھا اور اپنے لب بُری طرح کاٹنے لگا۔

نینا نے اپنے کپڑے پہنتے ہوے اپنے بالوں کو سمیٹ کر جوڑے کی شکل دی۔ بیڈ سے اٹھ کر زمین پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر اسے گلے میں ڈالا تھا۔ اس سے پہلے وہ دروازہ کھول کر باہر جاتی۔ ارمان خان جلدی سے اپنی شرٹ پہنتا نینا کے مقابل آیا تھا اور دروازے کے لاک پر ہاتھ جما کر اسے کھلنے سے روکا۔

دروازے سے ٹیک لگائے اُسے اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں لے کر اپنے سینے کے ساتھ لگائے اپنی آنکھیں بند کر کے گہرا سانس لیتے ہوئے خود کو پر سکون کرنے لگا۔۔

کیوں پریشان کرتی ہو مجھے،، بہت محبت کرتا ہوں تم سے، عشق کرتا ہوں تم سے، سمجھنے کی کوشش کرو مجھے۔۔ بہت مجبور ہوں جان۔۔ بہت مجبور ہوں۔۔۔ تمھیں کھونے سے ڈرتا ہوں۔ سی لیے تمھیں یہاں لایا ہوں۔ پلیز مت کرو میرے ساتھ ایسا۔۔ نہ تم سے دور رہ سکتا ہوں نہ تمھاری آنکھوں میں خود کہ لیے یہ اجنبیت، نفرت دیکھ سکتا ہوں۔ ارمان خان نینا کو خود میں بھینچے جذب کی کیفیت میں بول رہا تھا۔

یہ کیسی محبت ہے آپ کی،،، جو میری محبت میں آپ کو شراکت داری کرنی پڑ رہی ہے۔ نینا ارمان خان کے حصار سے نکلتے ہوئے استھزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔ میں مجبور ہوں نینا۔۔۔ ارمان نے بے بسی سے کہا۔

عشق کرنے والے مجبوری کا رونا نہیں روتے۔ جو مجبوری کا بہانہ بنائے وہ عشق نہیں کرتے۔۔۔

نینا ارمان خان کو دیکھتے ہوئے طنزیہ مسکرائی تھی۔

اور کیا کہا آپ نے کہ آپ مجبور ہیں۔ مسٹر خانزادہ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ،،۔ آپ مجبور ہیں۔ اپنی حوس کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ آپ نے مجھے یہاں پر اس لیے رکھا ہے کیونکہ

آپ کو جگہ جگہ منہ مارنے کا شوق ہے۔ یہاں حویلی میں دو دو شادیاں کریں گے۔ جب جب یہاں آئیں گے اپنی تسکین اپنی حوس مجھ سے اور حرا سے پوری کریں گے اور جب جب شہر جائیں گے وہاں آپ کی گرل فرینڈز ہوں گی جو آپ کا بستر گرم رکھیں گی۔ نینا ایک ایک لفظ چباتے ہوئے نفرت آمیز نگاہوں سے ارمان کو دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم؟ ارمان خان چلایا۔۔

چلائیں مت۔۔۔ مسٹر خان بکواس نہیں کر رہی میں،، حقیقت بیان کر رہی ہوں۔

نینا کہتے ہوے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل کی جانب بڑھی تھی۔ جس میں سے کچھ تصاویر نکال کر ارمان خان کے منہ پر دے ماری تھیں۔ ارمان خان نے تحیر سے وہ تصویریں دیکھیں۔ جو زمین پر گری ہوئی تھیں۔

وہ اس کی اور عیشل کی تھیں۔ جن میں وہ کافی کلوز تھے۔ ارمان نے لب بھینچتے ہوے وہ تصویریں دیکھیں۔

یہ تصویریں تمھیں کس نے دی ہیں؟ باسط خان نے دی ہیں تمھیں؟ منع کیا تھا ناں تمھیں،،، تم اس سے بات نہیں کرو گی۔ اس کے سامنے نہیں جاؤ گی۔ ارمان نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی کو سختی سے اپنی گرفت میں لیا۔ جسے نینا نے جھٹکے سے چھڑوایا تھا۔

واہ کیا کہنے آپ کے مسٹر خان،،، یہ تصویریں دیکھ کر آپ کو شرم سے زمین میں گڑھ جانا چاہیے تھا اور آپ مجھ سے سوال کر رہے ہیں۔

میں کسی غیر مرد سے بات نہیں کر سکتی۔ اس کے سامنے نہیں جا سکتی اور آپ غیر لڑکیوں کو اپنے بستر پر لا سکتے ہیں۔

نینا چلائی۔۔

نینا عیشل نے جان بوجھ کر یہ تصویریں باسط خان کو دی ہیں۔ وہ تمھارے اور میرے درمیان غلط فہمیاں پیدا کرنا چاہتی ہے۔ وہ مجھ سے بدلہ لے رہی ہے۔

یہ تصویریں سچ ہیں یا نہیں۔۔ آپ کے عیشل کے ساتھ کس حد تک تعلقات اور باقی جو گرل فرینڈز تھیں ان کے ساتھ جو تعلقات تھے۔ وہ کس حد تک تھے۔۔ مجھے یہ جاننا ہے۔ نینا نے ارمان خان کی بات کاٹتے ہوئے سپاٹ انداز میں پوچھا۔

نینا جو کچھ بھی تھا۔ وہ سب پہلے تھا۔ تم یقین کرو جب سے تم میری زندگی میں ائی ہو۔ میں نے کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ کیونکہ یہ چہرہ مجھے کہیں اور دیکھنے ہی دیتا۔۔

ارمان یکدم آگے آیا تھا اور نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرا۔

نینا نے ارمان خان کو دونوں ہاتھوں سے دھکا دیا تھا۔

اوہ۔۔۔ خدا او میرے اللہ،،، کیا قصور تھا میرا،،، کیا گناہ ہوا ایسا مجھ سے کہ میری قسمت میں ایسا انسان لکھ دیا۔ جس کے غیر لڑکیوں سے تعلقات ہیں۔ میں تو ایسی نہیں ہوں۔ میں ماڈ تھی، میں ڈریسنگ بھی ماڈ کرتی تھی، میں غیر مردوں سے ملتی تھی۔ مگر کبھی کسی کو خود کے قریب نہیں آنے دیا۔ کبھی کسی کے متعلق نہیں سوچا۔

آپ سے پیار کیا وہ بھی شادی کے بعد۔۔۔ پھر میرے ہی نصیب میں آپ کیوں لکھے گئے۔۔۔

نینا اپنے بال اپنی مٹھیوں میں جھکڑتے ہوئے ہزیانی انداز میں چیختے ہوے بری طرح رو دی۔

نینا میری جان،، جو بھی تھا وہ شادی سے پہلے تھا۔۔ پلیز میرا یقین کرو۔۔ میں صرف تمھارا ہوں۔ جب مجھے پتہ چلا میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں نے عیشل کو چھوڑ دیا تھا۔ ارمان نے اس کے قریب آتے ہوے اسے اپنی بانہوں میں سنبھالنے کی کوشش کی۔ جو بری بکھر رہی تھی۔۔

میں کیسے مانوں اب آپ کے تعلقات نہیں ہیں کسی سے۔ آپ نے مجھے اسی لیے یہاں رکھا ہوا ہے تاکہ آپ وہاں پر عیاشی کر سکیں۔

کیونکہ آپ جیسے مرد کبھی نہیں بدل سکتے۔

مجھے سب سمجھ آرہا ہے۔ آپ نے مجھے یہاں کس لیے رکھا ہے،،، جو مرد دوسری عورت کی عزت نہیں کرتے انھیں اپنی گندی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ انھیں عیاشی کا سامان سمجھتے ہیں۔ وہ مرد اپنی عزت کو لے کر پوزیسیو ہو جاتا ہے۔ کہ ہم تو دوسرے کی بہن بیٹی کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تو میری عزت دوسرے مردوں سے کیسے بچ سکتی ہے۔۔ آپ آچھی طرح جانتے ہیں۔۔ آپ کو اپنا بویا کاٹنا پڑے گا۔

اسی لیے آپ یہاں مجھے لائے تاکہ میں کسی مرد کی حوس کا شکار نہ ہو سکوں۔۔

نینا،،، ارمان نینا کی بات پر بھڑ کا تھا۔ اپنی مٹھیاں زور سے بھینچی تھیں۔ رنگ غصے اور ضبط سے سرخ پڑتے ہوے ماتھے کی ویز تک ابھر آئیں تھیں۔

بکواس مت کیا کرو میرے سامنے۔۔ کیوں میرے ضبط کا امتحان لیتی ہو؟ کیوں اس طرح کی باتیں کرتی ہو؟ ارمان نے نینا کے قریب آکر اسے دونوں شانوں سے جھنجھوڑا تھا۔

برداشت نہیں ہوا آپ سے میرا یہ سب کچھ کہنا بھی۔ مجھے کسی اور مرد کے ساتھ سوچ کر بھی آپ کا یہ حال ہو جاتا ہے۔ سوچو میں نے یہ سب کیسے برداشت کیا ہو گا۔

نینا دکھ سے زخمی سا مسکرائی تھی۔

نینا میری جان،،، مجھے احساس ہے۔۔ میرا یقین کرو یار وہ پہلے تھا جب تم میری زندگی میں نہیں تھی۔ جب سے تم میری زندگی میں آئی میں نے کبھی تم سے بے وفائی کرنے کا نہیں سوچا۔ میں حرا سے شادی کرنے کے لیے بھی مجبور ہوں۔۔ میرے دل میں صرف تمھارا قبضہ ہے۔ میں صرف تمھارا ہوں۔ میں اب ایسا کچھ سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجھے معاف کر دو پلیز۔۔۔۔ جو بھی تھا وہ شادی سے پہلے تھا۔۔ میری زندگی میں اب کوئی نہیں ہے۔ میرا یقین کرو پلیز۔۔ ارمان نے خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کیا تھا۔۔ وہ ارمان خانزادہ جس نے کبھی کسی کو کسی بات کے لے صفائی نہیں دی تھی۔۔ کسی کو اپنے آگے بولنے نہیں دیا کسی کو سوال کرنے کا موقع نہیں دیا تھا۔۔ یہ حق بھی اس نے صرف نینا کو دے رکھا تھا۔ اور معافی مانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ اس نے آج تک معافی بھی صرف نینا سے مانگی

تھی۔ وہ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔ جو بار بار نینا کے آگے جھک جاتا تھا۔ اس کی زندگی میں جو بھی تھا پہلے تھا۔ اس نے واقعی میں اس کی زندگی میں آنے کے بعد آنکھ اٹھا کر بھی کسی کو نہیں دیکھا تھا۔۔ نینا کی آنکھوں میں خود کے لیے بے یقینی دیکھ کر اسے بے حد اذیت ہو رہی تھی۔

میں آپ کو معاف نہیں کر سکتی۔ کبھی معاف نہیں کروں گی۔ بے وفائی میں معافی نہیں دی جاتی۔ بے وفائی میں سزا سنائی جاتی ہے۔۔ اور اس کی سزا صرف جدائی ہے۔

نینا نے سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے تھے اور روم کا دروازہ کھولتی وہاں سے چلی گئی۔

نینا اپنے کمرے میں کب سے کروٹیں بدل رہی تھی۔ ارمان خانزادہ کمرے میں نہیں آیا تھا۔ اگر وہ اس کمرے میں ہوتا تو شاید وہ یہاں پر نہ آتی۔ اب وہ مر تو سکتی تھی اسے خود کے قریب نہیں آنے دے سکتی تھی۔ نینا گہرا سانس لیتے ہوئے اٹھ بیٹھی تھی۔

ایک عجیب سی کسلمندی بے چینی اس کے پورے وجود میں چھائی ہوئی تھی۔ نیند اسے آ ہی نہیں رہی تھی۔ کیسے آتی نیند۔۔ سارا سارا دن تو وہ فارغ رہتی۔ کرنے کو کچھ ہوتا ہی نہیں تھا۔ کبھی وہ ٹیرس میں کھڑی ہو کر بہتے دریا کا شور سنتی۔ اس کی لہریں دیکھتی رہتی۔ پھر اس

سے گھبرا کر پورے زنان خانے کا چکر لگاتی۔ جب تھک جاتی تو حویلی کے پچھلے باغ کی طرف جا کر گھنٹوں سوئمنگ پول کے کنارے بیٹھی پانی میں اپنا عکس دیکھتی۔ کبھی حویلی کی اونچی دیواریں دیکھتی رہتی۔۔ دیواریں تو اونچی تھیں ہی اور کافی فاصلے پر بھی تھیں۔ حویلی کا پچھلا لان بھی کئی میلوں پر پھیلا ہوا تھا۔

کبھی گھبرا کر دن میں رمل کے کمرے میں پناہ لیتی اور تھوڑی دیر کے لیے سو جاتی۔ کبھی پری وش سے باتیں کر لیتی۔ کبھی سعدیہ بیگم کے ساتھ بیٹھ جاتی۔ لیکن دن تھا کہ ختم ہی نہیں ہوتا تھا اور رات اس سے بھی لمبی اور گہری ہوتی تھی۔

نینا اپنی شال اچھی طرح لپیٹتی باہر آئی تھی۔ حویلی کے زنان خانے کی طرف بڑھی۔

اس وقت وہ پری وش کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔ وہ رات گئے تک پڑھتی تھی تو نینا اپنا دل بہلانے کو اس کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ شاید کچھ دیر پری وش کی معصوم باتیں سن کر بے چین دل کو قرار آ جائے۔

پری وش کا کمرہ ملازماؤں والی سائیڈ پر تھا۔

نینا زنان خانے کے لاؤنج سے ہوتی ہوئی بڑی سی راہداری عبور کرتے پری وش کے کمرے کی طرف آئی تھی۔

مگر کمرے کے باہر پری وش کی گھٹی گھٹی چیخیں سنائی دیں۔

نینا نے جلدی سے پری وش کے کمرے کا دروازہ دھکیلا تھا جو اندر سے لاک تھا۔

پری وش دروازہ کھولو میں نینا،،، نینا نے پری وش کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اب پری وش کی چیخیں آنا بند ہو چکی تھیں۔ نینا نے دروازہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے کھٹکھٹایا۔

پری وش میں کہہ رہی ہوں دروازہ کھولو۔ اندر کون ہے تمھارے ساتھ؟ اگر تم دروازہ نہیں کھولو گی تو میں تمھارے لالا کو بلالوں گی۔ مسٹر خان آئے تو وہ یہ دروازہ توڑ دیں گے۔ نینا نے غصے سے دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے اب کی بار دھمکی دی تھی۔

ایک سیکنڈ میں دروازہ کھل چکا تھا۔ مگر اندر سے نمودار ہونے والی ہستی کو دیکھ کر نینا پر حویلی کی چھت گری تھی جیسے۔

بختاور! نینا بے یقینی سے بولی تو بختاور نینا کو ایک نظر دیکھتا جلدی سے وہاں سے چلا گیا۔

نینا جلدی سے آگے بڑھی۔ پری وش بیڈ پر بیٹھی تھی۔ کافی ڈری ہوئی تھی۔

پری وش کیا ہوا؟ کیا کیا ہے اس نے تمھارے ساتھ؟ نینا نے اسے گلے لگاتے ہوئے پوچھا۔

پری وش نینا کے سینے میں منہ چھپا کر زار و قطار رو پڑی تھی۔

بھابھی وہ ابھی ابھی میرے کمرے میں آیا تھا۔ مجھے کہہ رہا تھا وہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اور۔۔۔۔ پری وش پھر سے رونے لگی تھی۔

اور کیا؟ نینا نے اس کے بال سمیٹتے ہوئے پیار سے پوچھا۔ اور اس نے میرے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی۔ شکر ہے بھابھی آپ آگئیں۔ آپ نے مجھے بچالیا۔ پری وش پھر سے نینا کے سینے سے لپٹے رو پڑی تھی۔

نینا نے صبح اٹھ کر شاور لیا تھا اور یلو کلر کے ٹراوزر پر یلو کلر کی لانگ شرٹ پہنی اور یلو کلر کا بڑا ساخوبصورت دوپٹہ اچھی طرح سر پر جمایا تھا۔

یہ ناشتے کا ٹائم تھا۔ حویلی کے مرد اس ٹائم مردان خانے میں ناشتہ کرتے تھے اور عورتیں اس ٹائم کچن میں ناشتہ بنا رہی ہوتی تھیں۔

نینا زنان خانے کے لاؤنج میں آئی تھی جہاں سب حویلی کی خواتین براجمان تھیں۔ آبگینہ خانم، راحیلہ خانم، سعدیہ بیگم، حرا اور زرمینے بھی لاؤنج میں صوفے پر بیٹھی تھیں۔ رمل ملازماؤں کے ساتھ کچن میں موجود تھی۔

مرد حضرات کے ناشتہ کرنے کے بعد ہی خواتین زنان خانے میں ناشتہ کرتی تھیں۔

نینا سب کو سلام کرتی آگے بڑھی۔ سب نینا کو اتنا صبح اٹھتے دیکھ کر حیران ہوئے تھے۔ اس سے بھی بڑھ کر کہ وہ کہاں جا رہی ہے۔ اس کے قدم مردان خانے کی طرف اٹھتے دیکھ کر سب خواتین اپنی جگہ سے اٹھ گئیں تھیں۔

کہاں جا رہی ہو؟ آبگینہ خانم نے سختی سے نینا کو پکارتے ہوئے پوچھا تھا۔ ایک دفعہ پہلے بھی وہ مردان خانے میں گئی تھی تو آبگینہ خانم کو بہت باتیں سننی پڑی تھیں کہ وہ ان کے ہوتے ہوئے مردان خانے میں کیسے آگئی۔

میں حویلی کے مردوں کو ان کی اوقات دکھانے جا رہی ہوں۔ نینا نے مڑ کر سپاٹ لہجے میں کہا تو سب خواتین کے رنگ فق ہوئے تھے۔

تم کہیں نہیں جاؤ گی لڑکی۔۔ راحیلہ خانم غصے سے بولتے ہوے نینا کو روکنے کی کوشش کی۔ نینا ان کی بات اگنور کرتی جلدی سے مردان خانے کی طرف بڑھ گئی۔ ساری خواتین تلملا کر رہ گئیں۔ مگر ان کا دل لرز رہا تھا کہ آج نینا کیا تماشہ کرنے والی ہے۔ وہ نینا کی دیدہ دلیری پر حیران بھی ہو رہی تھی۔ اور آج تو انھیں یقین تھا کہ نینا کو بہت دردناک سزا ملنے والی ہے۔ سعدیہ بیگم کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا وہ انھیں رمل کی طرح ہی پیاری تھی۔

نینا مردان خانے میں داخل ہوئی تو ملازم حیران ہوتے نظریں جھکا گئے تھے۔ وہ بار بار نینا کو دیکھ کر تحیر کا شکار تھے۔۔ برسوں سے اس گھر کے ملازم تھے یہ پہلی دفعہ تھا کہ حویلی کی عورت یوں منہ اٹھا کر مردان خانے آجاتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر وہ ارمان پر حیران ہوتے تھے کہ اس نے اپنی عورت کو اتنی چھوٹ دے رکھی تھی جو ہر دوسرے دن تنتناتی ہوئی مردان خانے آکر تماشہ لگاتی۔۔ اب تو حویلی کا ہر ملازم نینا کے بارے میں بات کرتا ہوا پایا جاتا تھا۔۔

نیناڈائینگ روم کی طرف چل پڑی اس وقت ڈائینگ روم میں سبھی مرد حضرات بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔ خان دادا، سکندر خان، ارتضیٰ خان، ارمان خان، بختاور خان اور چند ملازم ڈائننگ ٹیبل کے گرد کھڑے تھے۔

نیناڈائینگ روم میں داخل ہوئی تو ارمان خانزادہ مٹھی بھینچتے ہوئے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا اور سرخ چہرے کے ساتھ تمام ملازموں کو ادھر سے جانے کا حکم دیا۔
بختاور خان اپنی چیئر پر بیٹھا بہت گہری نظروں سے نینا کو دیکھ رہا تھا اور حیران بھی ہو رہا تھا کہ وہ یہاں پر کیا کر رہی ہے۔ ایک پل کے لیے اُسے خیال آیا کہ رات والی بات۔ مگر دوسرے ہی پل اپنے خیال کو جھٹلایا تھا۔
کہ اب اتنی بھی بہادر نہیں ہو سکتی کہ یوں سب کے سامنے اتنی بڑی بات کر سکے۔

واقعی میں ارمان لالا بہت لکی ہے۔۔ خوبصورتی کی مثال ہے ہماری بھابھی تو۔۔ اور بے غیرت بھی ہے ارمان لالا،،، جو اتنی خوبصورت بیوی کو اتنی چھوٹ دے رکھی۔ اگر میری ایسی عورت ہوتی تو اسے کمرے سے باہر بھی نکلنے نہ دیتا۔۔ بختاور خان نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے نینا کا بھرپور گہرا جائزہ لیا۔۔

یہاں کیا کر رہی ہو تم؟ منع کیا تھا تمھیں کہ تم یہاں نہیں آؤ گی۔ کیوں آئی ہو؟ ارمان خان نینا کے پاس جا کر دبے انداز میں غرایا تھا۔۔۔

خان دادا میں اس وقت تہذیب والے حلیے میں دوپٹہ سر پر جمائے آپ لوگوں کے سامنے کھڑی ہوں۔

اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے یا پھر حویلی کے مردوں کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ وہ اپنے ہی گھر کی عورت کو دیکھ کر ڈگمگا جاتا ہے۔ نینا ارمان خان کی بات کو اگنور کرتے ہوے خان۔ دادا سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

نینا۔۔۔ ارمان نے غصے سے چلاتے ہوے نینا کی کلائی پر اپنی سخت گرفت جمائی۔

رہنے دو ارمان خانزادہ۔۔ اگر تم نے اس کو اس کی اوقات میں رکھا ہوتا تو یہ یہاں پر یوں دندناتے ہوئے نہ آتی۔ یہ یہاں پر موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے تم کمزور ہو۔ یقین نہیں آتا ارمان خانزادہ اتنا کمزور ہو سکتا ہے کہ اپنی عورت کو ہی قابو نہ کر سکے۔

خان دادا سرخ چہرے کے ساتھ غرائے تھے۔ ارمان شرمندگی سے اپنی نظریں چرا گیا تھا۔ آج پہلی بار ارمان خانزادہ کو خان دادا نے کچھ کہا تھا۔ ورنہ ارمان خانزادہ کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔

کیا بات ہے لڑکی؟ جو کہنا چاہتی ہو صاف الفاظ میں کہو۔ خان دادا نینا کو دیکھتے ہوئے گرج کر بولے۔

ارمان خان نے بختاور کو اشارے سے ادھر سے جانے کو کہا۔

بے شک بختاور اس کا بھائی تھا۔ مگر نینا کا اس سے پردہ کرنا لازمی تھا۔ دوسرا وہ چھوٹا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ یہاں پر موجود ہو۔ اس کے سامنے نینا کو کوئی کچھ کہے۔ نینا کی انسلٹ ہو۔

مگر ارمان خانزادہ کو آج نینا پر بے حد غصہ تھا۔ اس کے چہرے پر چھائی سرخی اور تمازت اس بات کو ظاہر کر رہی تھی کہ وہ کس طرح اپنا غصہ ضبط کر رہا ہے۔ صرف اور صرف خان دادا کے احترام کی وجہ سے۔

نینا کو آج وہ چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔

ارمان خان نے اپنی شعلہ بار اور قہر بھری نظریں نینا پر گاڑھیں۔ جو سر پر اچھی طرح دوپٹہ جمائے سپاٹ چہرہ لیے کھڑی تھی۔

آپ کہاں جا رہے ہیں مسٹر بختاور خان؟ آپ کا یہاں ہونا تو ضروری ہے۔ نینا نے بختاور کو جاتا دیکھ کر کاٹ دار لہجے میں کہا تو ارمان کا غصہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔ ارتضیٰ خان اور سکندر خان نے بھی اپنی مٹھیاں بھینچی تھیں۔

خان دادا ابھی آپ نے مسٹر خان سے کہا کہ اگر انہوں نے مجھے اپنی اوقات میں رکھا ہوتا، مجھے صحیح طرح سمجھایا ہوتا تو میں یہاں نہ آتی۔ اور یہ بھی کہ میں جو اس دن مردان خانے میں آئی تو مجھے اس بات کے لیے سزا ملنی چاہیے تھی۔

اگر حویلی کا مرد بھی کوئی غلطی کرے اس کے لیے بھی سزا ہے یا پھر حویلی کے مردوں کو ہر بات معاف ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گھر کی عورتوں پر بُری نظر بھی رکھے۔ نینا نے استھزائیہ مسکراتے ہوے خان دادا کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

صفدر خان اور ارتضیٰ خان کی یہاں تک ہی حد تھی وہ غصے میں نینا کی طرف بڑھے تھے۔

ارمان خانزادہ ان کی راہ میں حائل ہوا۔

ہٹ جاؤ،،، ارمان ورنہ آج میری بندوق کی گولی ہو گی اور تمھارا سینہ،،، ارتضیٰ خان غصے سے گرجے تو حویلی کی خواتین بھی زنان خانے میں موجود لرز اٹھیں تھیں۔

بابا جان،، میں سمجھاتا ہوں اسے،، جو بھی کہوں گا میں کہوں گا اسے۔ آپ میں سے کوئی بھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ارمان خان نے ارتضیٰ خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔۔

ارمان خانزادہ تم بہت بے غیرت ہو لگتا نہیں ہے کہ تمھارے اندر میرا خون دوڑ رہا ہے۔

ارتضیٰ خان ارمان کی حرکت پر پر بپھرے ہوے شیر کی طرح دھاڑے تھے۔۔۔ ارمان خان نے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوے اپنے غصے پر کنٹرول کیا۔۔ ارمان کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔۔

ارتضیٰ خاموش رہو۔۔۔ مجھے بات کرنے دو۔ خان دادا نے بارعب الفاظ میں ارتضیٰ خان کو خاموش رہنے کو کہا۔

بولو لڑکی،، کیا کہنا ہے تمھیں کھل کر کہو۔

خان دادا نے نینا کو دیکھتے ہوئے اس سے سرد لہجے میں پوچھا۔

بختاور خان سے پوچھیں کل رات یہ کہاں تھا۔ یہ کل رات پری وش کے کمرے میں کیا کرنے گیا تھا؟

نینا نے اپنی شعلہ بار نگاہیں بختاور خان پر گاڑھتے ہوے کہا۔

سب کی توجہ بختاور خان کی طرف ہوئی تھی۔ میں کہاں تھا۔ میں تو اپنے کمرے میں تھا۔ بختاور خان لڑکھڑائی آواز میں بولا اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ نینا یوں سب کے سامنے ایسا کچھ کہے گی۔

کل رات بختاور پری وش کے کمرے میں تھا اور اس سے زیادتی کرنے کی کوشش کی۔ نینا کی اونچی سپاٹ آواز پوری حویلی میں گونج رہی تھی۔۔ نینا کی بات پر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ زنان خانے میں موجود حویلی کی عورتوں نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔ ملازمائیں حیرانگی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔

نینا یہ کیا کہہ رہی ہو۔ ہوش میں ہو تم۔

ارمان خان نے سرد آواز میں کہتے ہوے نینا کی کلائی پر اپنی سخت گرفت جمائی تھی۔

مسٹر خان،،، میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے یہ سب کچھ۔۔۔ بختاور نے کل پری وش کو ہراس کرنے کی کوشش کی۔ وہ بیچاری کتنی ڈری ہوئی تھی میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔

نینا نے ارمان خان کو پورے اعتماد سے ساری بات اس کے گوش گزاری تھی۔

ارمان خان نے گھور کر بختاور خان کو دیکھا تھا۔

دیکھو لڑکی بختاور میرا پوتا ہے وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ سب کچھ من گھڑت ہے۔ تمھیں اس ملازمہ کی بیٹی نے جو کچھ کہا تم نے یقین کر لیا۔

خان دادا نے نینا کو غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

یہ من گھڑت نہیں ہے خان دادا،،، یہ بالکل سچ ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے سب کچھ۔ بختاور خان پری وش کے کمرے میں کل موجود تھا۔

نینا اپنی بات پر قائم رہتے ہوئے اٹل لہجے میں بولی۔۔

ٹھیک ہے اگر تم۔ کہہ رہی ہو تو یہ بات میں پری وش کے منہ سے سننا چاہوں گا۔۔ پری وش کو بلاؤ۔ اس سے میں خود پوچھتا ہوں۔۔۔ ارتضیٰ خان نے پری وش کو بلانے کا حکم دیا۔

تھوڑی دیر بعد پری وش سب کے سامنے تھی جو بہت گھبرائی ہوئی تھی۔

پری وش کل رات کیا ہوا؟ سب کچھ سچ سچ بتاؤ۔ نینا نے پری وش کا ہاتھ نرمی سے تھامتے ہوئے کہا۔

پری وش بہت گھبرا رہی تھی۔۔ بلکہ بے حد ڈری ہوئی تھی۔۔ نینا نے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔۔ بولو پری وش تمھیں کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ تمھاری بھابھی ہے

تمھارے ساتھ۔۔میں تمھارے مجرم کو سزا دلوا کر رہوں گی۔۔نینا نے پری وش کے ہاتھ پر اپنا دباؤ بڑھاتے ہوے کہا۔۔حویلی کے مرد نینا کی بات پر تلملا کر رہ گی ئے تھے۔

وہ کل رات،،۔بختاور لالا مم میرے کک کک کمرے میں آئے تھے۔پری وش اتنا بتا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

ارمان خان نے بختاور کو خون اشام نگاہوں سے گھورا تھا۔

بختاور کو تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے۔وہ بہت گھبرا گیا تھا۔

ارمان خان غصے سے بختاور کی طرف بڑھا تھا۔پری وش ارمان کی بہنوں کی طرح تھی۔۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کا چھوٹا بھائ ایسا بھی کچھ کر سکتا ہے۔۔

وہ لالا میں پری وش کے کمرے میں تھا۔مگر پری وش کے بلانے پر گیا تھا۔۔بختاور ارمان کو خود کی طرف بڑھتا دیکھ کر یکدم گھبرا گیا تھا اس لیے جو منہ میں آیا بول گیا۔۔

آپ خود سوچیں میں پری وش کے کمرے میں کیسے جا سکتا ہوں۔وہ تو اس ٹائم کمرے کے دروازے کو لاک لگا کر رکھتی ہے۔۔اس نے آدھی رات کو میرے کہنے پر دروازہ کیوں کھولا۔

بختاور نے گڑبڑاتے ہوئے جھوٹ بولا۔

سب خاموش ہو گئے تھے اور کڑے تیوروں سے پری وش کو گھور رہے تھے۔

جو تھر تھر کانپ رہی تھی۔

مسٹر خان یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے ڈرا دھمکا کر دروازہ کھلوایا ہو گا۔

پری وش بہت معصوم ہے وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔ نینا نے ارمان خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

لڑکی اس کا فیصلہ ہم کریں گے کہ کون جھوٹ بول رہا ہے اور کون سچ۔۔۔۔ تم اب جاؤ

یہاں سے۔۔ خان دادا نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے ارمان خان کو اشارہ کیا تھا۔

ارمان خان نے نینا کی کلائی کو سختی سے دبوچا اور اسے وہاں سے لے کر چلا گیا۔ ارمان خان نے

اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر پٹخا تھا۔

مسٹر خان وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ نینا چلائی تھی۔

نینا اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کون جھوٹ بول رہا ہے اور کون سچ۔ مگر میں نے تمھیں سمجھایا تھا کہ مردان خانے میں نہیں آؤ گی،، تم یہ بات مجھے بھی بتا سکتی تھی۔ مگر نہیں ہمیشہ کی طرح

تمھیں میرے مخالف جا کر میرا تماشہ لگانا تھا۔

بات کروں گا میں تم سے رات کو۔۔۔ ابھی میں بختاور کا معاملہ دیکھ لوں۔ ارمان خان غصے

سے نینا پر قہر بھری نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

ارمان خانزادہ اس وقت حویلی کے مردان خانے کی بیٹھک میں موجود تھا۔ وہاں پر خان دادا

کے علاوہ سکندر خان اور ارتضیٰ خان بھی موجود تھے۔

سب کے چہرے بے انتہا سرخ پڑ رہے تھے۔ ارمان خانزادہ سنجیدہ چہرہ لیے خاموشی سے سب کے درمیان بیٹھا ہوا تھا۔

ارمان خانزادہ عورت کو کبھی اپنی کمزوری نہیں بناتے۔ نہ ہی اسے اپنی کمزوری ہاتھ لگنے دیتے ہیں۔۔ ورنہ وہ اس طرح ہی سر پر چڑھ کے ناچتی ہے اور مرد کو ذلیل کرواتی ہے۔ جو کچھ تمھاری بیوی کر رہی ہے اس کا اثر باقی عورتوں پر بھی پڑ رہا ہو گا۔

اپنی بیوی کو اپنے قابو میں رکھو۔۔۔ خان دادا نے بارعب آواز میں ارمان خان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اگر تمھارے قابو میں نہیں آتی تو اسے سزا دو۔ کچھ دن حویلی کے تہہ خانے میں رہے گی تو بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ جس طرح ارتضیٰ خان نے تمھاری چھوٹی امی کو ٹھیک کیا تھا۔ اس دن کے بعد اس نے کسی بات پر ہلکا سا بھی احتجاج نہیں کیا تھا۔

لیکن تمھاری بیوی کے کیا کہنے۔۔۔ کوئی بھی عورت آج تک مردان خانے میں نہیں آئی۔ یہ دوسری دفعہ ہوا ہے اس نے یوں ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کی ہے۔۔ اور یہ آخری بار تھا اگر آئندہ تمھاری بیوی نے کچھ بھی کیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔

خان دادا نے سرد آواز میں ارمان خان کو وارن کیا تھا۔ ارمان خاموشی سے زمین پر نظریں جمائے سن رہا تھا۔ ارمان ہر بات کا ایک طریقہ ہوتا ہے اگر اس نے کچھ کہنا بھی تھا تو تمھیں کہتی، مجھے سمجھ نہیں آتا اس کا ادھر آنے کا مقصد کیا تھا۔ حویلی کے ملازموں کے سامنے تماشہ لگایا۔

یہ بات باہر نکلی تو کیا کہیں گے لوگ ہمارے بارے میں۔۔ پورے گاؤں کی سربراہی کرتے ہیں ہم، ان کے مسئلے سلجھاتے ہیں۔ اتنی عزت ہے ہماری اور یہ بات اگر ہمارے دشمنوں تک پہنچ گئی تو سوچا ہے کیا ہو گا۔ ارتضیٰ خان گرجتے ہوے بولے۔۔

خان دادا نے باسط سے بھی زیادہ تمھیں اہمیت دی کہ تم سمجھدار ہو۔ تمھیں یہاں کا سردار بنایا۔۔ لیکن حیرت ہے تم سے ایک عورت سنبھالی نہیں جا رہی۔۔ سکندر خان نے ارمان پر استھزائیہ انداز میں طنز کیا تھا۔۔

ارمان خانزادہ خاموشی سے صوفے پر بیٹھا اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔

نینا نے اسے کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا۔ سب ٹھیک تو کہہ رہے تھے اگر اس نے کچھ کہنا تھا اس سے کہتی۔۔ مگر وہ یوں سب کے سامنے اس کا اور اپنا تماشہ تو نہ بناتی۔۔ کوئی اس کے آگے بول نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ اس کا باپ اور چچا بھی۔۔ مگر آج سب اسے باتیں سنا رہے تھے۔۔ وہ کیوں سنے گی میری بات اسے میرے مخالف جا کر سکون ملتا ہے شائد۔۔

ارمان خان تلخی سے سوچتا ہوا زخمی سا مسکرایا تھا۔

یہ بات اس سے پہلے باہر جائے اور ہمارے دشمن اس بات کا فائدہ اُٹھائیں۔ ہمیں پری وش اور بختاور کا نکاح کرنا ہو گا تاکہ لوگوں کا یقین ہم پر بندھا رہے۔ ویسے بھی یہ فیصلہ سب میں ہماری دھاک بھی بیٹھائے گا کہ ملازمہ کی بیٹی سے اپنے پوتے کا نکاح کیا ہے۔ آگے چل کر

الیکشن میں بھی ہمیں اس کا فائدہ ہو گا۔ خان دادا نے حتمی انداز میں کہتے ہوئے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔

ارمان خان کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔ الیکشن کے سلسلے میں ایک جلسہ تھا جسے ارمان خان نے اٹینڈ کرنا تھا بلکہ سپیچ بھی کرنی تھی۔ وہ سفید شلوار قمیض پہنے اور بلیک مردانہ شال کندھوں پر ڈالے ہوئے بے حد وجیہہ اور بارعب لگ رہا تھا۔ ہلکی گھنی بیرڈ بہت جچ رہی تھی چہرے پر۔ خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔ جب نینا دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔

مسٹر خان یہ کیا فیصلہ لیا ہے خان دادا نے؟ نینا غصے سے ارمان کی پشت پر آ کر بولی تھی۔

کیا فیصلہ کیا ہے؟ ارمان نے نینا کی طرف پلٹتے ہوئے ابرو اچکائے پوچھا۔

یہ انصاف نہیں ہو گا پری وش کے ساتھ۔

بختاور نے پری وش کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی اور آپ لوگوں نے اس کے ساتھ پری وش کا نکاح طے کر دیا۔ پہلی بات پری وش بہت چھوٹی ہے دوسری بات بختاور پری وش کو ڈیزرو نہیں کرتا۔

نینا نے کاٹ دار لہجے میں کہا تو ارمان خان کو نینا پر غصہ آیا تھا۔

تو کیا کروں تم خود ہی آئی تھی ناں مردان خانے میں پری وش کو انصاف دلانے کے لیے۔۔۔ انصاف مل تو گیا پری وش کو۔ اب کیوں واویلہ کر رہی ہو۔

پہلی بات یہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے۔ دوسری بات اگر یہ بات تم مجھے بتاتی تو میں اپنے مطابق اس بات کا کوئی حل نکالتا۔ تم ذمہ دار ہو اس فیصلے کے پیچھے۔ تمھاری وجہ سے یہ فیصلہ لیا خان دادا نے۔

ارمان سخت لہجے میں نینا کو گھورتے ہوئے بولا۔

کیوں بتاتی آپ کو۔۔ آپ کیا کر لیتے؟ آپ ایک جھوٹے انسان ہیں۔ پری وش کو اپنی بہن کہتے ہیں ناں۔ اگر رمل یا زرمینے کے ساتھ کوئی ایسا کرتا تو کیا آپ اس سے اس کی شادی کرواتے؟ آپ کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ منافق ہیں آپ۔

نینا نے زہریلے لہجے میں استھزائیہ مسکراتے ہوے کہا۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔ خبردار میری بہنوں کا نام لیا۔ بھول جاؤں گا میرا تمھارا رشتہ کیا ہے۔ ہاں ہے قول و فعل میں تضاد۔۔ بختاور میرا بھائی ہے تو کیا اب اسے پھانسی پر لٹکا دوں۔ ویسے بھی یہ بات ابھی ثابت نہیں ہوئی کون صحیح کہہ رہا تھا کون جھوٹ۔ ارمان خان غصے سے دھاڑا تھا۔

آپ کا بھائی جھوٹا ہے بالکل آپ کی طرح۔ آپ لوگ سب جھوٹے ہیں منافق ہیں۔

نینا نے بھی غصے سے دوبدو جواب دیا۔

تمھارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ مجھے بہت ضروری کام ہے میں اس وقت وہاں جا رہا ہوں۔ اگر تم نے اب کوئی بھی فضول حرکت کی تو نینا ایک بات یاد رکھنا بہت بُرا حال کروں گا میں

تمھارا۔ دھمکی نہیں دے رہا سچ میں اس بار عمل کروں گا۔ ارمان خان سرد آواز میں غراتا ہوا غصے سے وہاں سے چلا گیا تھا۔

سب لوگ زنان خانے کے لاؤنج میں بیٹھے قہوہ پی رہے تھے۔ نینا بھی خاموشی سے سب کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی۔ جب غنچہ روتے ہوے بھاگتی ہوئی آئی تھی۔

خانم بی۔۔ وہ پری وش کو کچھ ہو گیا ہے۔ غنچہ بہت بُری طرح رو رہی تھی۔

نینا بھاگتے ہوئے پری وش کے کمرے میں گئی تھی۔

سب خواتین نے بھی جلدی سے پری وش کے روم کا رخ کیا۔

پری وش اپنے روم میں ساکت پڑی تھی۔ اس کے ہاتھ میں نیند کی گولیوں کی چھوٹی سی بوتل تھی۔ جو آدھی سے زیادہ ختم ہو چکی تھی۔

نینا جلدی سے پری وش کی طرف بڑھی۔ پری وش اٹھو پری وش اٹھو۔۔۔ تمھیں کچھ نہیں ہو سکتا۔ نینا چیختے ہوئے روتے ہوئے اسے پکار رہی تھی۔

حویلی کی تمام خواتین ساکت کھڑی پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔ زرمینے اور رمل بھی بُری طرح رو رہی تھیں۔

ارمان خان کو بھی اطلاع مل چکی تھی وہ بھی جلدی سے بھاگا ہوا پری وش کے کمرے میں آیا۔

مسٹر خان پری وش کو دیکھیں اسے کیا ہوا ہے؟

مسٹر خان اسے بچالیں پلیز۔۔۔پری وش کو بچالیں۔نینا نے روتے ہوئے ارمان خان سے التجا کی۔

ارمان خان نے آگے بڑھ کر اس کی سانس چیک کی جو ختم ہو چکی تھی۔وہ اس کا وجود بالکل ساکت تھا۔

پری وش نہیں رہی۔ارمان خان نے سنجیدہ لہجے میں بتایا تو نینا بلک بلک کر رو پڑی تھی۔

یہ نہیں ہو سکتا مسٹر خان یہ نہیں ہو سکتا۔پری وش نہیں جا سکتی۔اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔

اسے چیک کریں۔ اسے ہاسپیٹل لے کر جائیں یہ ٹھیک ہو جائے گی۔

نینا ارمان خان کا ہاتھ پکڑے روتے ہوئے چلا رہی تھی۔

رمل نے آگے بڑھ کر اس کے پاس پڑا ایک کاغذ کا ٹکڑا اٹھا کر ارمان خان کو دیا تھا۔ارمان جیسے جیسے پڑھتا گیا ارمان خان کا رنگ سرخ پڑتا گیا تھا۔

نینا نے وہ کاغذ ارمان خان سے لے کر پڑھا تو نینا کی انکھیں بے یقین ہوئی تھیں۔۔

نینا نے بھی بے یقینی سے اسے پڑھا تھا۔جس میں لکھا تھا کہ بختاور خان بے قصور ہے وہ خود چاہتی تھی کہ بختاور خان کے ساتھ رشتہ استوار کرنا۔اسی لیے اس نے بختاور پر الزام لگایا۔

مگر اب اسے یہ گلٹ جینے نہیں دے رہا تھا کہ وہ کیسے حویلی کے لوگوں کا سامنا کرے گی

جنھوں نے اسے آسرا دیا اس نے انھیں لوگوں کو رسوا کر دیا۔ اسی لیے وہ دنیا سے جا رہی ہے۔

مسٹر خان،،، یہ جھوٹ ہے یہ رائٹنگ پری وش کی نہیں ہے۔ نینا نے روتے ہوئے ارمان خان سے کہا جو سپاٹ چہرہ لیے وہاں سے چلا گیا تھا۔

پری وش کی تدفین ہو چکی تھی۔ پورا گھر سوگواری میں ڈوبا ہوا تھا۔ نینا تو بالکل ساکت ہو چکی تھی۔

بکھرے بال، ملگجا حلیہ، پری وش کا چہرہ اس کے سامنے سے جاتا نہیں تھا۔ ابھی بھی وہ حویلی کے زنان خانے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ اچانک سے وہ اٹھی تھی اور مردان خانے کی طرف بڑھی۔

بھابھی کہاں جا رہی ہیں۔ رمل نے اسے کلائی سے پکڑا تھا۔

میں مردان خانے میں جا رہی ہوں۔ پری وش کا قاتل بختاور خان ہے۔ میں اسے نہیں چھوڑوں گی۔ نینا حلق کے بل چیخی تھی۔ حویلی کی ساری خواتین شور سن کر باہر آئی تھیں۔ بھابھی آہستہ بولیں مردان خانے میں آواز جا رہی ہو گی۔ زرمینے نے کانپتے لہجے میں نینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

کیوں بولوں میں آہستہ ؟حویلی کے سارے مرد ظالم ہیں میں پری وش کے قاتل کو نہیں چھوڑوں گی۔نینا بالکل ہذیانی ہو رہی تھی۔

وہ اتنا اونچا بول رہی تھی کہ مردان خانے میں موجود تمام مرد غصے سے حویلی کے زنان خانے کی طرف آئے۔

ارمان خان غصے سے نینا کی طرف بڑھا جو بالکل بے قابو ہو رہی تھی۔نینا بکھرے بالوں میں،،،سفید ڈریس میں ملبوس تھی۔ گلے میں دوپٹہ ڈالے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

پری وش نے خود کشی نہیں کی۔بختاور خان نے سے مارا ہے۔ نینا نے ارمان خان کا ہاتھ تھامتے ہوئے روتے ہوئے کہا۔نینا کمرے میں چلو۔کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں۔نینا پر بے تحاشا غصے کے باوجود ارمان خان نے نرمی سے نینا کے گرد اپنے بازو حمائل کیے تھے۔

اسے نینا کی کنڈیشن ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔اسی لیے وہ سب اگنور کرتے ہوے نینا کو کمرے میں لے جانے لگا۔۔

بس بہت کہہ لیا تم نے،،،بہت سن لیا ہم نے۔اگر تم نے مزید بکواس کی تو میرے بیٹے کے خلاف کچھ بھی کہا تو میں تمھاری زبان حلق سے کھینچ لوں گا۔

ارتضیٰ خان غیض و غضب میں دھاڑتے ہوے نینا کی طرف بڑھے تھے۔۔جسے ارمان نے اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیا ہوا تھا۔

آپ ہوتے کوں ہیں میری زبان کھنچنے والے۔پہلے اپنے بیٹے کا گریبان پکڑیں۔جس نے ایک معصوم لڑکی کا قتل کیا ہے۔اس کے ساتھ زیادتی کی۔نینا ارمان کے حصار سے نکلتے ہوے کافی بدتمیزی سے بولی تھی۔

نینا یہ کس طرح بات کر رہی ہو تم بابا جان سے ؟ارمان خان نینا کے انداز و اطوار بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔۔

کس طرح بات کر رہی ہوں ؟اسی طرح بات کر رہی ہوں جو آپ لوگ ڈیزرو کرتے ہیں۔ظالموں سے اسی طرح بات کی جاتی ہے۔نینا اب کی بار چیخی تھی۔

ارمان اس لڑکی کو لے جاؤ یہاں سے ورنہ آج میں اسے جان سے مر ڈالوں گا۔

خان دادا سرد آواز میں گرج کر بولے۔

کیوں ماریں گے جان سے ؟کیا کہا ہے میں نے ؟ظلم کے خلاف بولی ہوں اس لیے مجھے ماریں گے آپ لوگ۔

بختاور خان کو جان سے ماریں جس نے ایک معصوم کا قتل کیا۔

نینا نے بلک بلک کر روتے ہوے اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا۔۔۔

نینا کی طبیعت بالکل ٹھیک نہیں تھی وہ اپنے حواسوں میں نہیں لگ رہی تھی۔اس نے پری وش کا گہرا صدمہ لیا تھا۔۔اس کے لیے وہ ارمان خانزادہ اور اس کی فیملی کو معاف کرنے کا آرادہ نہیں رکھتی تھی۔

آبگینہ خانم آگے بڑھیں تھیں۔بچے مت کرو ایسا،، تمھیں زیب نہیں دیتا،، اتنی پڑھی لکھی ہویوں شوہر کے سامنے اور بڑوں کے سامنے اونچا نہیں بولتے۔

آبگینہ خانم نے نینا کے پاس آکر اسے سمجھایا تھا۔

مجھے سکھا رہی ہیں آپ؟ یہی تربیت آپ نے اپنے بیٹے کی کی ہوتی تو آج میں یہاں پر کھڑی ہو کر اونچا نہ بولتی۔

یہ جو آپ کے سامنے کھڑا ہے۔دھوکے سے نکاح کیا اس نے مجھ سے، دھوکے سے لایا یہاں مجھے۔دھوکے باز ہے یہ۔۔نینا ارمان کو نفرت سے گھور رہی تھی۔

نکاح سے پہلے مجھے زبردستی کس کی۔نینا ہر لحاظ بلائے طاق رکھتے ہوے بے باکی سے سے بولی تو سب عورتوں اور ملازماؤں نے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔وہ یہ کیا کہہ رہی تھی سب کے سامنے بنا کسی کا لحاظ کیے۔۔

سب مرد غصے سے نینا کو غضب ناک نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ان کا بس نہیں چل رہا تھا نینا کی جان لے لے۔۔

ارمان خان تو خود شاکڈ ہو چکا تھا۔نینا یوں سب کے سامنے یہ سب کچھ کہے گی اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

اور کتنی ہی لڑکیوں کے ساتھ آپ کے بیٹے کا ناجائز رشتہ تھا۔ یہ تربیت کی آپ نے اپنے بیٹے کی۔ اسے عورت کی عزت کرنا ہی نہیں سکھایا۔ عورت اس کے لیے صرف عیاشی کا سامان ہے۔

اگر حویلی کے مرد ظالم تھے، جابر تھے تو حویلی کی خواتین نے کیا کیا خاموش رہیں،،، ظلم برداشت کیا چلو یہاں تک تو ٹھیک تھا۔ اپنی بیٹیوں کو سکھایا برداشت کرو۔۔ مگر بیٹوں کی تربیت کیوں نہ کی۔ نینا نے ایک ایک لفظ چباتے ہوے تو آبگینہ خانم کو آئینہ دکھانے کی کوشش کی۔ تو آبگینہ خانم نے شرم سے نظریں جھکائی تھیں۔۔

مگر میں یہ سب کچھ برداشت نہیں کروں گی آپ کے بدکردار بیٹے کے ساتھ نہیں رہوں گی۔

ارمان خان نے زخمی نظروں سے نینا کو دیکھا تھا وہ جیسا بھی تھا وہ یہ ڈیزرو نہیں کرتا تھا کہ نینا سب کے سامنے اس سے یہ سلوک کرے اسے اس کی بہنوں، ماؤں کے سامنے یوں ذلیل کرے۔

وہ نینا سے اس سب کے لیے معافی مانگ چکا تھا۔ نینا سے شادی کے بعد اس نے واقعی میں کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج اس نے اسے نظریں اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

مجھے آپ سے طلاق چاہیے ابھی کہ ابھی۔۔مجھے آزاد کریں آپ مسٹر خان۔ آپ بد کردار، ظالم، جابر مرد ہیں۔ مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا، طلاق دیں مجھے۔ نینا ارمان خان کا گریبان پکڑتے ہوئے چلائی تھی۔

چٹاخ۔۔۔۔۔ارمان خان کا ہاتھ اٹھا تھا۔

نینا زمین پر اوندھے منہ گری تھی۔

ارمان خان غصے سے آگے بڑھا تھا اور نینا کو کلائی سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا حویلی کے تہہ خانے میں لے جا کر پھینکا تھا اور کمرے کو باہر سے لاک کیا۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ ارمان خانزادہ باہر برآمدے میں ریلینگ کے کے پاس کھڑا بہتے دریا کو دیکھ رہا تھا۔ اور اپنے سود و زیاں کا حساب کر رہا تھا۔

کیا محبت کرنا اتنا بڑا جرم ہوتا ہے۔ اسے احساس تھا جو اس نے کیا،، مگر اس نے جو بھی کیا تھا نینا کے ساتھ،،، ایک جائز رشتہ استوار کرنے کے لیے کیا تھا۔ اس سے نکاح کر کے اسے اپنی عزت بنایا تھا۔۔ وہ اس کے ساتھ گھومتی رہی،،۔ اس کے ساتھ اتنی دور کلام چلی آئی اس کے لیے بہت آسان تھا۔۔ اس کے جسم کو پانا۔۔ لیکن اس نے اس سے جائز رشتہ استوار کر کے اسے اپنا بنایا تھا اور اسے اپنا بنا کر کسی اور کی قربت کی خواہش ہی نہ رہی تھی۔۔ ایسی محرم کی محبت کا اس کی قربت کا نشہ لگا تھا کہ اسے ان غلیظ ناجائز تعلقات سے نفرت ہو گئی

تھی۔۔عیشل نے اس کی شادی کے بعد اس کے قریب آنے کے لیے بہت کچھ کیا تھا۔وہ بھی اس ٹائم جب نینا اسے خود کے قریب نہیں آنے دیتی تھی۔۔مگر اس نے پلٹ کر اس کی طرف نگاہ بھی نہیں کی تھی۔وہ نینا کے علاوہ ایسا سوچتا بھی تو اسے خود سے نفرت ہونے لگتی

۔۔

اس کا طریقہ غلط تھا اس وقت اپنی محبت کو پانے کا اسے یہی ایک طریقہ سمجھ آیا تھا۔

ہاں تھا وہ بد کردار صرف اس لیے کیونکہ اسے اچھا برا کسی نے بتایا ہی نہیں تھا۔

لندن سے پڑھ کر آیا، بے تحاشا پیسہ تھا، آزادی تھی، مردانہ وجاہت تھی، لڑکیاں خود اس کے قریب آتی تھیں۔

صرف نینا ہی وہ واحد لڑکی تھی جس کے پیچھے وہ خود گیا تھا۔اس نے اسے پایا جب وہ اس کے نکاح میں تھی۔وہ ایک کس کو بنیاد بنا کر کب تک اسے یوں ذلیل کرے گی۔

وہ بیوی تھی اس کی۔اس کے عیبوں پر پردہ ڈالنا اس کا فرض تھا۔وہ بھی اس صورت میں جب وہ شرمندہ ہو۔اس سے معافی مانگ چکا ہو۔اس نے اسے اس کے اپنوں کے سامنے اسے سر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔

ارمان جیسے جیسے سوچ رہا تھا اس کے دماغ کی کنپٹیاں پھٹ رہی تھیں۔

کاش وہ نینا سے اتنی محبت نہ کرتا تو وہ اسے ابھی تک چھوڑ چکا ہوتا۔یہ محبت ہی تھی جو وہ اتنا سب کچھ برداشت کر رہا تھا۔

وہ ریلینگ پر ہاتھ ٹکائے گہری سوچ میں گم تھا۔ جب آبگینہ خانم نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔

مورے،،، آپ یہاں پر کیا کر رہی ہیں؟ آپ ٹھیک تو ہیں؟ ارمان خان نے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کی تھی۔

کیسی ہو سکتی ہوں میں؟ کہاں ٹھیک ہو سکتی ہوں میں۔۔

آج نینا کی باتوں نے مجھے اندر تک جھنجھوڑ ڈالا۔

ارمان خانزادہ تم نے ہمیشہ اپنی بہنوں کا خیال رکھا جو تم نے رمل کے لیے کیا۔ کوئی حویلی کا مرد یہاں تک کہ دنیا کا کوئی بھائی بھی نہیں کر سکتا تھا۔ تم نے خون بہا میں خود کو پیش کیا ۔رمل کی عزت بچائی۔

اپنی بہنوں کو ہمیشہ پیار مان عزت دی، میں تو تم کو حویلی کے مردوں سے الگ سمجھتی تھی۔

مجھے تو لگا تھا میں نے تمھیں سب کچھ سکھایا ہے۔

عورتوں کی عزت کرنا بھی،،، مگر مجھے کیا پتہ تھا عورت تمھارے لیے دل بہلانے کا ذریعہ ہے۔ اور وہی عورت عزت کے قابل ہے جو تمھاری ماں ہے، بہن ہے، باقی عورت کو تم عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے۔

آبگینہ خانم کے الفاظ ارمان خان کو اتھاہ گہرائیوں میں لے جا چکے تھے۔

کاش تم حویلی کے باقی مردوں کی طرح خود غرض ہوتے، ظالم ہوتے،، مگر بد کردار نہ ہوتے۔

تم چار شادیاں کر لیتے مجھے دکھ نہ ہوتا۔ وہ تمھارا حق تھا۔ جو خدا نے تمھیں دیا ہے اگر تم انصاف کر سکتے ہو تو،، مگر شادی سے پہلے یوں غیر لڑکیوں کے ساتھ ناجائز تعلقات تو نہ رکھتے۔۔ غیر عورتوں کے ساتھ جسم کا تعلق رکھنے والے انسان کو کیا کہتے ہیں؟ جانتے ہو تم۔۔ ہم تو وہ لفظ بھی منہ سے نہیں نکال سکتا۔۔۔ وہ لفظ منہ سے نکالتے ہوے ہماری زبان کانپنے لگتی ہے۔۔ اور تم یوں سب کچھ کرتا رہا۔ تم یہ کیسے کر سکتا ہے؟ تم نے آج مجھے شرمندہ کر دیا۔۔ اس لڑکی کے سامنے شرمندہ کر دیا۔ بلکہ سب کے سامنے شرمندہ کر دیا۔ تم نے سوچا تم کسی کی بہن بیٹی کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ کل کو تمھاری بہن کے ساتھ ایسا ہو،، وہ بیوی جس سے تم جان سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ کوئی اُسے بُری نظر سے دیکھے تم کو کیسا لگے گا۔

ارمان خان آبگینہ خانم کے الفاظ پر تڑپ اُٹھا تھا۔

مورے،، ایسا مت بولیں میں اپنی بہن اپنی بیوی پر کسی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتا ۔ارمان خان کا لہجہ یکدم سرد اور بہت سنجیدہ ہوا تھا۔

یہی بات تو ہم کہہ رہا ہے تم سے۔ ارمان تم کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تم اللہ سے معافی مانگو اس سب کے لیے۔ آبگینہ خانم نے ارمان کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلی گئی تھی۔

ارمان خان نے لمبا گہرا سانس لیتے ہوئے خود کہ اشتعال پر قابو پایا تھا۔ اسے احساس تھا جو اس نے کیا۔ مگر نینا کو اس کے ساتھ یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کا پاسٹ ایسے یوں سب کے سامنے عیاں نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔

ارمان خان نے ریلینگ پر زور دار مکا مارا تھا۔

پوری رات ارمان خان ایک منٹ سویا نہیں تھا۔

صبح ہوتے ہی وہ سیدھا کچن میں گیا۔ غنچہ کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی۔

سلام چھوٹے خان۔۔۔ غنچہ نے ارمان خان کو دیکھتے ہی سلام کیا تھا۔

غنچہ نینا کو ناشتہ پہنچایا؟ ارمان نے سنجیدگی سے دریافت کیا تھا۔

نہیں چھوٹے خان۔۔۔ خان دادا کا حکم تھا بھابھی کو کچھ دن کھانا نہ دیا جائے۔

غنچہ نے مودب انداز میں جواب دیا۔

ارمان نے غنچہ کی بات پر بری طرح جبڑے بھینچے تھے۔

میری بات سنو۔۔۔ نینا کو ابھی کے ابھی ناشتہ پہنچاؤ۔ اس کی ضرورت کی ہر چیز اسے پہنچاؤ۔ تم تین ٹائم کا کھانا اسے وقت پر پہنچاؤ گی۔ اس کا پوری طرح خیال رکھو گی۔۔ مجھے اس میں ذرا بھی لاپروائی نہیں چاہیے۔۔۔۔

ارمان سنجیدگی سے کڑے تیوروں سے عنچہ کو گھورتے ہوے حکم دیتا وہاں سے چلا گیا۔ اگر ضرورت کی ہر چیز بھابھی کو پہنچانی ہے تو پھر اسے تہہ خانے میں بند کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ عنچہ بڑبڑاتے ہوے نینا کے لیے ناشتہ تیار کرنے لگی۔۔

ارمان بے چینی اور اضطراب کی کیفیت میں ڈائینگ ٹیبل کی چیر پر بیٹھا تھا۔ آنکھیں رات بھر جاگنے کی کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔ وہ بار بار اضطرابی کیفیت میں اپنی بئیرڈ پر اپنا ہاتھ پھیرتا۔۔ کبھی اپنے لب بھینچتا۔ کبھی اپنے گھنے بالوں پہ ہاتھ پھیرتے ہوے اپنے ماتھے کو اپنی انگلیوں سے سہلاتا گہری سوچ میں گم تھا۔ وہ وہاں پر ہوتے ہوے بھی وہاں موجود نہیں تھا۔۔ ناشتے کو اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

ارمان خانزادہ کیا ہوا ہے؟ اتنے بے چین کیوں ہو؟ ابھی تمھاری بیوی کو تہہ خانے میں ڈالے ایک رات بھی نہیں ہوئی اور تمھاری حالت بدترین ہو چکی ہے۔ اور یہاں حویلی کی عورتوں کے بچے بھی تہہ خانے میں ہو جاتے ہیں۔ تمھاری بیوی کو سیدھا کرنے کے لیے یہ ضروری تھا۔

خان دادا نے سنجیدگی سے سرد لہجے میں ارمان کو گھورتے ہوئے کہا۔

اسی اثناء میں غنچہ بھاگتے ہوئے وہاں آئی تھی۔

ارمان لالا میں تہہ خانے میں گئی تھی۔۔ بھابھی کو کچھ ہو گیا ہے۔ غنچہ نے گھبرائی آواز میں کہا تو ارمان یکدم بدحواس ہوتا چیئر سے اٹھا تھا اور اپنے قدم تہہ خانے کی طرف بڑھائے تھے۔

رُک جاؤ ارمان خانزادہ۔۔۔ کچھ نہیں ہوا ہو گا اسے۔ بے ہوش ہو گئی ہو گی۔ خود ہی ہوش آجائے گا۔ یہ عورتوں کے مکر ہوتے ہیں۔۔۔ غنچہ دیکھ لے گی اُسے تم نہیں جاؤ گے وہاں۔۔۔ خان دادا نے اپنی چیئر سے کھڑے ہوتے ارمان کو سخت انداز میں حکم دیا تھا۔

ارمان خان ایک پل کو رکا تھا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا تہہ خانے کی طرف چل پڑا۔ خان دادا اور حویلی کے باقی مرد غصے سے لب بھینچ کر رہ گئے تھے۔

ارمان خان نے بے تابی سے تہہ خانے میں قدم رکھے تھے۔

نینا وہاں بیڈ پر بے ہوش پڑی تھی۔ نینا کو بے ہوش دیکھ کر ارمان کی جان لبوں پر آئی تھی۔ وہ ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا اسے بانہوں میں اٹھائے تیز تیز سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے کمرے میں لا کر اسے بیڈ پر لٹایا۔ رحیم خان کو فون کر کے نزدیکی ہاسپٹل سے لیڈی ڈاکٹر کو بلانے کا کہا۔

فون بند کرتے ہی ارمان خان نے ٹھنڈے پانی کے چھینٹے نینا کے منہ پر مارے تھے۔ مگر نینا بالکل بے حس و حرکت پڑی تھی۔

نینا میری جان ہوش میں آؤ۔۔۔ پلیز اٹھو یار۔۔۔ آئی ایم سوری میری جان۔۔۔ آئی ایم ایکسٹریملی سوری پلیز اٹھو۔ ارمان خان کا دل بُری طرح ہول رہا تھا۔ اسے کھونے سے اس کا دل لرز رہا تھا۔

آئی ایم سوری جان،، مجھے تمھیں وہاں بند نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ پلیز۔۔۔۔ آنکھیں کھولو ورنہ میں مر جاؤں گا۔ بہت پیار کرتا ہوں تم سے پلیز۔۔۔ ہوش میں آؤ۔ ارمان خان نینا پر جھکا اسے دیوانوں کی طرح پکار رہا تھا۔

لیڈی ڈاکٹر کے آنے کے بعد ارمان خان کمرے سے باہر آ گیا تھا اور بے چینی سے کمرے کے باہر انتظار کر رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد لیڈی ڈاکٹر باہر آئی تھی۔

مسٹر خان آپ کی وائف بہت ویک ہیں۔ میں نے انھیں ڈرپ لگا دی ہے۔ لگتا ہے انہوں نے کل سے کچھ کھایا بھی نہیں ہے۔ ایسے میں بچے پر بہت بُرا اثر پڑ سکتا ہے۔ آپ کو ان کا بہت خیال رکھنا پڑے گا۔

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز مین ارمان خان کو نینا کی کنڈیشن کے بارے میں بتایا۔

کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ میری وائف ایکسپیکٹ کر رہی ہیں۔ ارمان نے بے یقینی سے پوچھا تھا۔

جی مسٹر خان۔ آپ کی وائف ایکسپیکٹ کر رہی ہیں۔ مگر ان کی کنڈیشن دیکھ کر لگتا ہے کہ وہ کسی چیز کا بہت زیادہ سٹریس لے رہی ہیں۔ اگر ایسا رہا تو آپ کے بچے کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ڈاکٹر نے کچھ میڈیسن نینا کے لیے تجویز کی تھیں اور کچھ مزید انسٹرکشنز ارمان خان کو دیتے وہاں سے چلی گئی۔

ارمان خان کمرے کے باہر کھڑا کتنی ہی دیر خود کو یقین دلاتا رہا۔ جو ڈاکٹر نے کہا۔ کیا وہ سچ ہے؟ نینا اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔

ارمان خان کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تھا۔

نینا کو ہوش آ چکا تھا۔ وہ بیڈ پر آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔ نینا۔۔۔ ارمان خان نے نینا کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر اسے پکارا تو نینا نے ارمان خان کی طرف سے رخ پلٹ لیا تھا۔۔

ارمان خان نے گہرا سانس لیا تھا۔

جان،،، اٹھو کچھ کھالو۔ میں نے غنچہ سے تمھارے لیے اچھا سا ناشتہ بنانے کو کہا ہے۔

ارمان خان نے اس پر جھکتے ہوئے اس کے کان کی لو کو چومتے ہوے اس کے گال پر اپنے لب رکھے تھے۔

کیوں نکالا مجھے تہہ خانے سے؟ مرنے دیتے مجھے وہاں پر۔۔۔ نینا آنکھیں موندے بولی تھی۔

نینا میری جان سب کچھ بھول جاؤ۔ میں تم سے ہر بات کی معافی مانگتا ہوں۔ میں حرا سے شادی نہیں کروں گا۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔

میرے لیے تم اور میرے بچے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ ارمان خان نے نینا کے بالوں میں پیار سے انگلیاں پھیرتے ہوے کہا۔۔

نینا ارمان خان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ یہ آپ کی بھول ہے مسٹر خانزادہ،،۔ میں آپ کا بچہ پیدا کروں گی۔ اس بچے کو میں دنیا میں آنے نہیں دوں گی۔ اس حویلی میں اس کو پرورش پانے نہیں دوں گی۔ کیونکہ وہ بھی آپ جیسا ہو گا ظالم، بے حس، خود غرض۔

نینا نفرت آمیز نگاہوں سے ارمان خان کو گھورتی ہوئے بولی۔

نینا ایسے مت بولو۔ بہت پیار کرتا ہوں تم سے،، یہ بچہ میرے لیے بہت اہم ہے۔ میں حرا سے شادی نہیں کروں گا۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔ پلیز ختم کرو یہ سب کچھ۔ ارمان خان نے نینا کے ہاتھ پیار سے تھامے تھے۔

آپ ایک جھوٹے انسان ہیں۔ مجھے آپ کی کسی بات کا یقین نہیں ہے۔ آپ اب حرا سے شادی کریں یا نہ کریں مجھے اب کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مگر میں آپ جیسے ظالم کا بچہ پیدا نہیں کروں گی۔ مار دوں گی میں اسے۔ نینا چیخی تھی۔ ارمان نے نینا کی باتوں پر بہت مشکل سے اپنے اشتعال پر کنٹرول کیا تھا۔

کیا ظلم کیا تم پر بولو۔ تمھاری ہر غلطی کو معاف کیا۔ ہمیشہ تمھارے آگے میں جھکا، مانتا ہوں میں نے تم سے نکاح دھوکے سے کیا۔ لیکن مقصد صرف تمھیں پانا تھا۔

حرا میری بچپن کی منگیتر تھی۔ میں کبھی بھی کسی اور سے شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ مگر تمھارے معاملے میں میرا دل میرے اختیار سے باہر ہو گیا۔

میں نے سوچا اگر میں تمھارے اور حرا کے حقوق برابری کی سطح پر پورے کر سکتا ہوں تو میرا دوسری شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

میں مجبور تھا۔ ابھی بھی مجبور ہوں۔ حرا سے شادی نا کرنے کا مطلب مجھے اپنے ہر رشتے کو کھونا پڑے گا۔

خان دادا، بابا جان کوئی بھی مجھے کبھی معاف نہیں کرے گا۔ پھر زرمینے کی زندگی بھی میرے فیصلے سے جڑی ہے۔ بتاؤ کیا کروں میں۔۔ اور حرا کی شادی بھی کہیں اور نہیں ہو گی۔

اپنے رشتوں کے ہاتھوں ہی مجبور ہوں۔۔ رشتوں کے معاملے بہت کمزور ہوں میں۔۔ جس طرح تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اس طرح اپنی بہنوں سے خان دادا سے بابا جان سے سب سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔ اور یہی میری مجبوری ہے۔

لیکن میں سب کو کھو سکتا ہوں۔ مگر تمھیں نہیں۔

میں حرا کو چھوڑ دوں گا۔ میں حرا سے شادی نہیں کروں گا۔ پلیز تم بھی بھول جاؤ۔۔۔ ہم اپنی زندگی کی نئی شروعات کرتے ہیں۔ لیکن تمھیں یہیں پر رہنا ہو گا۔ فی الحال میں تمھیں شہر نہیں لے جا سکتا۔ تمھیں یہیں پر رہنا ہو گا۔ کیونکہ تمھارے اور میرے بچے کے لیے یہی بہتر ہو گا۔ ارمان خان نے نم آنکھوں کے ساتھ نینا کو سمجھانے کی کوشش کی۔

میں نہ یہاں رہوں گی اور نہ آپ کا بچہ پیدا کروں گی۔ نفرت ہے مجھے آپ سے اور آپ کے اس بچے سے۔ ختم کر دوں گی اسے میں۔ نینا چلائی تھی۔

خبر دار میرے بچے کو کچھ بھی کیا۔ جان سے مار ڈالوں گا تمھیں۔ تمھارا وہ حال کروں گا تم اپنی پہچان بھول جاؤ گی۔ سوچنا بھی مت میرے بچے کو مارنے کا۔

ارمان خان نینا کی گردن پکڑ تا غصے سے دھاڑا تھا۔ وہ بار بار اس کے بچے کو مارنے کا کہہ رہی تھی۔۔ ارمان اپنا آپہ کھو بیٹھا تھا۔۔

یہی ہیں آپ اصل میں،،، یہی اصلیت ہے آپ کی، آ گئے اپنی اصلیت میں۔ مار ڈالیں مجھے۔ مگر کچھ بھی ہو آپ کا بچہ نہیں لاؤں گی اس دنیا میں۔ نینا خود کو چھڑواتے ہوئے چلائی تھی اور پھر تکیے میں منہ چھپا کر بلک بلک کر رو دی۔ ارمان اسے روتا دیکھ کر خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔ ارمان کچھ پل سرخ آنکھوں سے نینا کو دیکھتا رہا اور پھر غصے سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

ارمان خان نے چوبیس گھنٹے گل بانو کو نینا کے کمرے میں اس کے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ وہ نینا کی باتوں سے بہت ڈر گیا تھا۔ وہ اپنے بچے کے معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا

چاہتا تھا۔ اسے بہت اہم میٹنگ کے سلسلے میں شہر آنا پڑا تھا۔ مگر نینا کو لے کر وہ بہت پریشان تھا کہ کہیں وہ اس کے بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔۔

نینا کب سے اپنے کمرے میں بیٹھی پری وش کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اسے اچانک سے کچھ یاد آیا تھا وہ فوراً اسے اٹھ کر بیٹھی تھی۔

چھوٹی بی بی آپ کو کچھ چاہیے۔ گل بانو نینا کو اٹھتا دیکھ کر بولی تھی۔ وہ نیچے زمین پر کارپٹ پر لیٹی ہوئی تھی۔ س وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔

گل بانو مجھے ایک گلاس اورنج فریش جوس چاہیے۔ اور ساتھ میں کچھ اچھا سا لائٹ سا کھانے کا بھی بنا لاؤ۔

نینا نے گل بانو سے کہا تو وہ سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی۔

نینا کا رُخ پری وش کے کمرے کی طرف تھا۔ پری وش کے کمرے میں جا کر اس نے اپنی مطلوبہ چیز ڈھونڈی جو اسے مل گئی۔

یہ ایک چھوٹا سا موبائل تھا۔ جو اس نے غنچہ کی ہزاروں منت کر کے منگوایا تھا۔ نینا کو کیمرے والا سمارٹ فون چاہیے تھا۔ مگر نینا کے پاس پیسے نہیں تھے۔ غنچہ نے اسے چھوٹا سا فون لا کر دیا تھا۔ جس کے کیمرے کا رزلٹ اتنا آچھا نہیں تھا۔۔

نینا نے اس دن پری وش کے کمرے میں اس کے مرنے سے کچھ دیر پہلے وہ فون کا کیمرہ آن کر کے اسے ایسی جگہ چھپایا تھا۔ جہاں سے سب کچھ ریکارڈ ہو سکے۔ وہ بختاور خان کی اصلیت

سب کے سامنے لانا چاہتی تھی۔۔ مگر پری وش کے مرنے کے بعد اسے اس کے۔ متعلق یاد ہی نہیں رہا تھا۔

نینا نے جلدی سے وہ فون پکڑا جو کہ آف تھا۔ نینا فون پکڑ کر کمرے سے نکلنے لگی اسے بیڈ کے پاس کچھ ملا تھا۔ نینا نے بے یقینی سے وہ جھمکا اٹھا کر دیکھا تھا۔

سعدیہ بیگم اپنے کمرے میں لیٹی تھیں۔ جب نینا ان کے کمرے میں داخل ہوئی۔

آؤ نینا کیسی ہو تم؟ کیسی طبیعت ہے تمھاری؟ سعدیہ بیگم نینا کو دیکھ کر اٹھ کر بیٹھی تھیں۔

مجھے یقین نہیں آرہا آنٹی آپ بھی حویلی کے مردوں کی طرح خود غرض نکلیں گی۔ غلط کا ساتھ دیں گی۔ اپنے بیٹے کے گناہ پر پردہ ڈالیں گی۔

صرف اس لیے کہ بختاور آپ کا بیٹا ہے اور پری وش حویلی کی ملازمہ کی بیٹی۔ کیسے کر سکتی ہیں آپ؟ نینا نے دکھ اور کرب سے سعدیہ بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔ نینا یہ کیا کہہ رہی ہو تم؟

سعدیہ بیگم حیران ہوئی تھی۔

یہ جھمکا پری وش کے بیڈ کے پاس ملا ہے۔ آپ اس دن پری وش کے کمرے میں نہیں آئی تھیں۔ سب آئے تھے مگر آپ وہاں نہیں آئی تھیں۔ تو پھر آپ کا جھمکا وہاں کیسے پہنچا۔ آپ بتا سکتی ہیں۔ نینا نے سعدیہ بیگم سے سوال کیا۔

نینا مجھے نہیں پتہ تم کیا کہہ رہی ہو اور یہ جھمکا جو تمھارے ہاتھ میں ہے وہ میرا نہیں ہے۔

سعدیہ بیگم نظریں چراتے ہوئے بولیں۔

نینا آگے بڑھی تھی اور سعدیہ بیگم کا سائیڈ دراز کھول کر وہاں سے دوسرا جھمکا نکال کر سعدیہ بیگم کو تھمایا تھا۔

اب بھی یہی کہیں گی کہ یہ جھمکا آپ کا نہیں ہے۔ نینا نے سعدیہ بیگم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

نینا جیسا تم سمجھ رہی ہو۔ ویسا نہیں ہے۔ سعدیہ بیگم اس بار بھی اپنی نظریں چراتے ہوئے بولی تھیں۔

آپ ماں ہیں مانتی ہوں۔ بختاور کے لیے آپ کی ممتا جاگ گئی ہو گی۔ اس لیے اپ خاموش رہیں۔ کسی کو کچھ نہیں بتایا۔

لیکن آپ بھی اتنی ہی گناہ گار ہیں۔ جتنا بختاور گناہ گار ہے۔ آج اس نے پری وش کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا کل کسی اور کو بنائے گا۔ پرسوں کسی اور کو۔ اس کے ہر گناہ کی ذمہ دار صرف اور صرف آپ ہوں گی۔

آج مجھے پتہ چلا حویلی کے مرد ظالم نہیں ہیں۔ حویلی کی عورتیں قصوروار ہیں۔ ساری عمر آپ خود پر ظلم برداشت کرتی رہیں اور اب آپ ایک ظالم کا ساتھ دے رہی ہیں۔

ارتضیٰ خان نے آپ کے ساتھ جو کچھ کیا۔وہی ڈیزرو کرتی تھیں آپ۔مجھے آپ سے ہمدردی تھی۔ مگر آج آپ پر ترس آرہا ہے۔دعا کرتی ہوں آپ کے کیے کی سزا رمل کو نہ ملے۔

مگر پری وش کی آہ ضرور لگے گی آپ کو اور آپ کے بیٹے کو۔۔۔اور یہ میری بھی بد دعا ہے۔۔۔

نیناز خمی سا بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی۔

نینا سعدیہ بیگم کے کمرے سے نکل رہی تھی۔جب بختاور کا اس سے سامنا ہوا تھا۔

بختاور نینا کو دیکھ کر شاطرانہ مسکرایا تھا۔

کیسی ہو بھابھی؟سنا ہے آپ تہہ خانے کی سیر کر کے آئی ہیں۔کیسا لگا پھر آپ کو۔۔۔۔

ہائے میرے ارمان لالا،،،بیچارے آپ کے دیوانے ہیں۔برداشت نہیں کر سکے۔آپ کا وہاں رہنا۔۔اور کیسے نہ ہوں دیوانے آپ کے،،،ویسے بہت خوبصورت ہیں آپ،،اسی لیے انہوں نے آپ کو تہہ خانے سے نکال ہی لیا۔۔۔۔

لیکن کوئی بات نہیں آپ کی عقل تو ٹھکانے آگئی ہو گی۔اگر نہیں آئی تو اب آپ تہہ خانے کی سیر کرتی رہا کریں گی اور آہستہ آہستہ آپ بالکل سیدھی ہو جائیں گی۔بلکل جلیبی کی طرح۔۔۔

بختاور خان نے کمینگی سے کہتے ہوئے نینا کو آنکھ ماری تھی۔

کیوں کیا تم نے اس کے ساتھ ایسا؟ کیوں مارا پری وش کو تم نے؟ نینا نے سنجیدگی سے بختاور خان سے سوال کیا تھا۔

آپ کی وجہ سے مارا۔۔۔ آپ نے جو اس دن اُدھر تماشہ کیا۔ مجھے میرے لالا کی نظروں میں گرایا۔ اور میں ایک ملازمہ کی بیٹی سے شادی نہیں کر سکتا تھا۔

اسے لیے میرے دماغ میں ایک منصوبہ آیا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔۔۔ اور دیکھو سانپ بھی مر گیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی۔ اب سب پری وش کو ہی قصوروار سمجھ رہے ہیں۔ بختاور خان نے نینا کو ساری بات بتاتے ہوئے اونچی آواز میں قہقہہ لگایا تھا۔

تمھیں کیا لگتا ہے۔ تم بچ جاؤ گے۔ تم دیکھنا میں تمھیں سزا دلوا کر رہوں گی۔ تم دیکھتے جاؤ کیا کرتی ہوں میں تمھارے ساتھ۔۔۔ میں یہ سب کچھ تمھارے لالا کو بتاؤں گی۔ پھر وہی تمھیں سزا دیں گے۔ نینا نے بختاور کو دھمکی دی۔

وہ تو تم تب بتاؤ گی۔ جب تم بتانے کے قابل رہو گی۔ کیا کہہ رہی تھی تم ارمان لالا سے اس دن چیخ چیخ کر کہ یہ بچہ تمھیں نہیں چاہیے۔۔۔ تم اس کے بچے کو مار دو گی۔

افففف،،، ارمان لالا کی ہمت ہے آپ جیسی بدزبان عورت کو برداشت کرنا،،، میں ہوتا ناں ان کی جگہ تو کب کا آپنی عورت کی زبان کاٹ چکا ہوتا۔۔ بختاور نے اپنے کانوں کو ہاتھ لگائے تھے۔ اور پھر نینا کو دیکھ کر گہرا مسکرایا تھا۔ جو اسے کھڑا گھور رہی تھی۔۔

اب تم یہ سوچ رہی ہو گی مجھے یہ سب کیسے پتہ چلا۔۔ میں نے تم لوگوں کے کمرے کے باہر کھڑے ہو کر ساری باتیں سنی تھیں۔ کیونکہ مجھے پتہ تھا تم پری وش کے معاملے میں چپ نہیں رہو گی۔ اسی لیے تم پر پوری نظر رکھی تھی۔ اب دیکھنا ارمان لالا کیسے تم سے نفرت کرے گا۔۔

بختاور خان نینا کے قریب آیا تھا۔ اس سے پہلے نینا کچھ سمجھتی بختاور نے نینا کو دھکہ دیا۔ نینا پیٹ کے بل اوندھے منہ گری تھی۔ درد کی شدید لہر اسے اپنے پہلو میں محسوس ہوئی اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔

ارمان کو جیسے ہی خبر ملی وہ بھاگا بھاگا حویلی آیا تھا۔ وہ کس طرح ڈرائیو کر کے پہنچا تھا وہ ہی جانتا تھا۔ سات گھنٹوں کا سفر اس نے پانچ گھنٹوں میں طے کیا تھا۔۔ کتنی بار اس کی گاڑی ہچکولے کھاتے ہوے ڈولی تھی۔ اور کتنی بار ارمان کا دل کیا تھا وہ خود کو گاڑی سمیت گہری کھائی میں دکھیل دے۔۔ زندگی اب اسے بوجھ لگنے لگی تھی۔ پورا وجود اس کا کرچی کرچی ہو گیا تھا۔ نینا اس سے اتنی نفرت کرتی ہے کہ اس نے اپنے بچے کو بھی مار دیا۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی وہ سب سے پہلے لال انگارہ نم آنکھوں سمیت تھکا تھکا سا وجود لیے اپنے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

جہاں نینا سامنے ہی بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے ٹانگیں سیدھی کیے آنکھیں موندے بیٹھی تھی۔

کیسی ہو؟ ارمان خان نے نم لہجے میں پوچھا۔

ارمان خان کی آواز سنتے ہی نینا نے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں اور کتنے ہی آنسوں پلکوں کی باڑ توڑتے رخسار پر بہنے لگے۔

کیوں رو رہی ہو؟ تمھیں تو خوش ہونا چاہیے۔ میرے بچے کو نہیں لانا چاہتی تھی نا تم اس دنیا میں۔۔۔ دیکھو اب نہیں آئے گا۔ ارمان بھیگے ٹوٹے لہجے میں بولا تھا۔

یقین نہیں آتا نینا تم نفرت میں اور مجھ سے بدلہ لینے میں اتنی اندھی ہو گئی کہ اپنے بچے کو مار دیا۔ تم وہی نینا ہو جس سے میں نے پیار کیا تھا،، وہی نینا ہو جس کا دل بہت نرم و نازک تھا۔ مگر آج اپنے بچے کے لیے تم اتنی ہی سخت ہو گئی کہ اپنے بچے کی قاتل بن گئی۔ ارمان خان زخمی سا بولتا اپنے بال مٹھیوں میں پکڑے چلایا تھا۔

میں نے نہیں مارا آپ کے بچے کو بلکہ بختاور نے مارا ہے۔ بختاور نے مجھے دھکہ دیا۔ نینا نے سسکی لی تھی۔۔

بس کرو نینا،، بس کر دو تم اپنا کیا میرے بھائی پر نہیں ڈال سکتی۔ وہ کیوں کرے گا ایسا؟

تم یہ سب کچھ جان بوجھ کر کر رہی ہو۔ میرے بچے کو میری گود میں آنے سے پہلے ہی مجھ سے چھین لیا۔ اب میرے رشتوں کو مجھ سے دور کر رہی ہو۔ صرف اس لیے کہ میں تمھیں یہاں لایا۔ اسی کی سزا دے رہی ہو ناں مجھے تم۔ ارمان چیخا تھا۔

ہاں اسی کی سزا دے رہی ہوں، میں نے مارا ہے آپ کے بچے کو، میں ذمہ دار ہوں اس سب کی، آپ ایک کام کریں مجھے بھی مار ڈالیں۔ نینا بیڈ سے اٹھ کر ارمان خان کے سامنے آئی تھی۔

نفرت کرتا ہوں میں تم سے، بہت نفرت۔۔۔ ارمان خان نے نفرت سے پھنکارتے ہوئے نینا کو دھکہ دیا تھا۔ نینا اوندھے منہ گری تھی۔ ارمان خان نینا کو ایک نظر دیکھتا کمرے سے نکل گیا تھا۔

ارمان خان حویلی کے مردان خانے میں موجود سب کے درمیان بیٹھا تھا۔ جب گل بانو بھاگتے ہوئے آئی تھی۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اُڑی ہوئی تھیں۔

چھوٹے خان وہ نینا بی بی زنان خانے میں موجود نہیں ہے۔ گل نے بانو ڈرتے اور کانپتے ہوئے بتایا تو حویلی کے تمام مرد اپنی اپنی نشستوں سے کھڑے ہوئے تھے۔

ارمان خان جلدی سے زنان خانے کی طرف بڑھا تھا۔ پورا گھر چھان مارا تھا۔ نینا موجود نہیں تھی۔

خان دادا اور حویلی کے باقی مردوں کا غصے سے بُرا حال تھا۔

ارتضیٰ خان،،، اپنے سارے آدمیوں کو اس لڑکی کو ڈھونڈنے میں لگا دو۔ وہ جہاں ملے انھیں بولو اسے گولی مار دو۔ خان دادا غصے سے گرجتے ہوئے بولے۔

کوئی کچھ نہیں کہے گا اسے۔۔ اسے کوئی ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔ ارمان خان چیخا تھا۔ جو بھی کرنا ہوا اس کے ساتھ میں خود کروں گا۔ اگر کسی نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھا تو میں قسم کھاتا ہوں ارمان خانزادہ اس کی آنکھیں نکال لے گا۔۔

ارمان خان لالا انگارہ آنکھیں لیے حلق کے بل چیخا تھا اور غصے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

ارمان خان نے اپنے گارڈز کے ہمراہ نینا کو ہر جگہ تلاش کیا تھا۔ مگر وہ کہیں نہیں ملی تھی۔

پوری رات اس نے ایک ایک جگہ چھان ماری تھی۔ مگر نینا کو وہ تلاش نہ کر سکا۔

نینا غنچہ کی مدد سے حویلی سے فرار ہوئی تھی۔ غنچہ نے اسے ایک پرانا بوسیدہ سا ڈریس دیا تھا اور ایک بڑی سی چادر۔۔۔ نینا وہ پہن کر اچھی طرح اپنا چہرہ اس چادر میں ڈھانپ کر باقی ملازماؤں کے ہمراہ حویلی سے باہر آئی تھی۔

حویلی میں بہت سی ملازمائیں کام کرتی تھیں۔ کچھ وہیں پر سرونٹ کوارٹرز میں رہتی تھیں اور کچھ شام کو اپنے گھر چلی جاتی تھیں۔

نینا اندھیرے میں اسی چیز کا فائدہ اٹھا کر حویلی سے نکل آئی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اب وہ کہاں جائے۔ وہ بس بھاگتی جارہی تھی وہ واپس حویلی نہیں جا سکتی تھی ارمان خانزادہ کے پاس اب تو وہ مر کر بھی جانا نہیں چاہتی تھی۔ اسے ہر حال میں یہاں سے رہائی چاہیے تھی۔ نینا نے پیچھے مڑ کر حویلی کو ایک نظر دیکھا تھا۔۔ جو اس کی نگاہوں سے دور ہوتی جارہی تھی۔

جا ڈگر چھوڑ آئی مڑ کر نہ اب دیکھوں گی
تم رکھو اپنی یادیں اب نہ میں کچھ سوچوں گی
اب نہ تڑپے گا دل اہ لب پہ نہ آئے گی
چاہے کچھ بھی ہو جائے میں کبھی نہ روؤں گی
جس سے نفرت ہے بھلا اس کو پیار کیسے کروں گی
کیوں بھلا اس کی خاطر دل سے آہیں بھروں گی
اس کی ناکامی زندگی کا اب مقصد ہے
اتنی ہو اس کی تباہی جس کی کوئی نہ حد ہے

تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں اب باقی

تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں اب باقی

نینا نے نم آنکھوں سے آخری دفعہ حویلی کو دیکھا تھا۔

بارش بہت تیز ہو رہی تھی۔ نینا سردی سے ٹھٹھرتی پرانے بوسیدہ سوٹ میں ملبوس ایک چادر میں لپٹی اندھیری رات میں اونچے نیچے راستوں پر کب سے بھاگی جا رہی تھی کہ وہ کسی کی گاڑی کے بونٹ سے آ ٹکرائی۔۔ گاڑی نے اسے بہت زور سے ہٹ کیا تھا۔ وہ دور اُچھل کر پڑی تھی۔ جس سے اس کی پیر پر بہت زور سے لگی۔ گاڑی سے جلدی سے کوئی اُتر کر نینا کی طرف بڑھا تھا۔

آپ ٹھیک تو ہیں میڈم؟ کسی نے نینا کو شائستگی سے پکارا تھا۔ نینا نے درد سے کراہتے ہوئے سامنے دیکھا تھا۔

آپ؟ یہاں پر؟ وہ حیران ہوتا ہوا بولا۔

دلاور خان،، نینا کے منہ سے سرسراتے الفاظ میں نکلا۔

چلیں اٹھیں میں آپ کو ہاسپٹل لے چلتا ہوں۔ دلاور خان نے حیران ہوتے نینا کو اٹھنے میں مدد دی اور نینا کا ہاتھ تھامتے ہوئے اسے گاڑی میں بیٹھایا تھا اور اسے لے کر ہاسپٹل کی طرف چل پڑا۔۔ کیونکہ نینا کے پاؤں میں فریکچر آگیا تھا۔

ارمان خان شکست خوردہ قدموں سے گھر آیا تھا اور اپنے کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑا کب سے طوفانی بارش کے ساتھ دریا میں اٹھتی طغیانی کو دیکھ رہا تھا۔ ایسا ہی طوفان ایسی ہی موجیں اس کے اندر بھی اٹھ رہیں تھیں۔ جو اپنے ساتھ سب کچھ بہا کر لے جا رہیں تھیں۔

وہ جل کر راکھ ہو رہا تھا۔ یہاں تک کہ یہ ٹھنڈی طوفانی بارش بھی اس کے اندر کی آگ کو کم نہیں کر پا رہی تھی۔ رات بہت اندھیری تھی، طوفانی تھی اور اس کے اندر بھی تو ایک طوفان برپا تھا۔ وہ طوفان اس کی محبت اس کے جذبات سب کچھ بہا کر لے گیا تھا۔ اب اس کے اندر صرف ایک احساس تھا نفرت کا۔۔۔ ہاں نینا میں تم سے نفرت کرتا ہوں بے حد نفرت۔۔۔ نینا بے حد نفرت۔ ارمان خان نے سرخ آنکھوں کے ساتھ ضبط کی انتہا پر ریلنگ پر اپنے ہاتھ سختی سے جمائے تھے۔

اب کبھی پلٹ کر تمھارے پاس نہیں آؤں گا۔ نہ تمھیں کبھی خود کی طرف پلٹنے دوں گا۔ آج کے بعد میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں، کوئی واسطہ نہیں۔ آج ارمان خانزادہ تم سے ہر تعلق توڑتا ہے۔ ہر ناطہ توڑتا ہے تم میرے لیے اب کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سب ختم ہو گیا۔۔۔ وہ

اونچی آواز میں چلاتا ہوا اندھیری طوفانی گہری کالی سیاہ رات میں بارش میں بھیگتے ہوے خود سے عہد لے رہا تھا۔۔اس کی آواز رات کے سناٹے میں گونجتی ہوئی پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھی۔

چاہتوں کا صلہ یہ خوب تم نے دیا ہے
اپنی دنیا بسالی ہم کو تنہا کیا ہے
یہ بتادے ہم کو ہمارے پیار میں کیا کمی ہے
میری پلکوں پہ دیکھو آج کتنی نمی ہے
جیسے سورج ہو چھپا پیار میرا ڈوبا
رہ گئی ہے تنہائی کچھ نہ باقی رہا
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں باقی
تھوڑا سا پیار ہوا تھا کچھ نہیں باقی

پانچ ماہ بعد

ہائے... فریال نے دور سے باسط خان کو دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلایا تھا اور اب بھاگتے ہوئے باسط خان کی طرف آ رہی تھی۔

پاس پہنچنے پر فریال نے باسط خان کی کمر کے گرد اپنے بازو سختی سے حمائل کرتے ہوے اس کے سینے سے لپٹ گئی۔۔

باسط میں کب سے تمھارا انتظار کر رہی تھی۔ تم اتنے لیٹ کیوں ہو گئے۔ فریال نے باسط کے سینے سے لپٹے ہوئے شکوہ کیا تھا۔

ہاں یار تھوڑا کام تھا بس اسی لیے لیٹ ہو گیا ہے۔ اور تمھیں کتنی بار کہا ہے کہ تم خود آ جایا کرو۔ اتنی اچھی ڈرائیو کر لیتی ہو۔ باسط خان نے ہمیشہ کے الفاظ دہرائے تھے۔

ہاں مگر مجھے اچھا لگتا ہے جب تم مجھے لینے آتے ہو۔ مجھے تمھارا انتظار کرنا اچھا لگتا ہے باسط،،، فریال نے پیار سے باسط خان کو دیکھتے ہوئے کہا۔ باسط گہرا مسکرایا تھا۔

اب چلو اور مجھے اچھا سا لنچ بھی کرواؤ۔ بہت بھوک لگی ہے۔ آج آفس میں بہت کام تھا۔ کھانے کا ٹائم ہی نہیں ملا۔ فریال کہتے ہوئے آگے بڑھی تھی۔

باسط خان بھی اس کے ہمقدم ہوا تھا۔ ہمیشہ کی طرح فریال نان سٹاپ بول رہی تھی اور باسط مسکراتے ہوئے صرف اسے سن رہا تھا۔

امریکہ کے شہر نیویارک کی سڑک پر باسط خان کے قدم یکدم رُکے تھے۔ فریال کب سے آگے جا چکی تھی۔ مگر وہ وہیں رُکا ہوا تھا۔ اس کے قدم جیسے سڑک نے جکڑ لیے تھے۔ وہ پیچھے

مڑ کر دیکھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ ہل نہیں پا رہا تھا۔ اس کی دل کی دھڑکنیں بے ترتیبی سے دھڑکنیں لگیں۔۔ دل پسلیوں سے سر ٹکر کر باہر آنے کو تھا۔۔

کیونکہ اس کے کانوں میں ابھی ابھی ایک نام کی بازگشت سنائی دی تھی۔۔ زرمینے۔۔۔۔۔ زرمینے۔۔۔۔۔۔۔۔ باسط خان نے زیر لب یہ نام دہراتے ہوے دھڑکتے دل کے ساتھ پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

زرمینے کتنی بار کہا ہے یوں مت بھاگا کرو۔ دیکھو لگ گئی ناں چوٹ تمھیں۔

ایک درمیانی عمر کی عورت نے ایک خوبصورت سی براؤن کرلی بالوں والی بچی کو سڑک سے اٹھایا تھا جس کی عمر تقریباً 4 سال ہو گی۔ وہ سڑک پر بیٹھی رو رہی تھی۔ وہ عورت اسے پیار سے گود میں اٹھائے وہاں سے چل دی تھی۔

مگر باسط خان وہیں پر رُکا رہا۔ جانے کتنے پل کتنے لمحے بیت گئے تھے۔ اس مصروف سڑک سے لوگ گزر رہے تھے بنا باسط کی طرف دھیان دیے۔۔ اپنے آپ میں مگن۔۔

باسط جسمانی طور پہ وہاں اس سڑک پر موجود تھا مگر وہ وہاں نہیں تھا۔

ہوش تب آیا جب فریال نے اسے کندھے سے ہلایا تھا۔

باسط کیا ہوا؟ یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ تمھیں پتہ ہے میں کتنی آگے چلی گئی تھی۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو تم میرے ساتھ نہیں تھے اور تم یہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ فریال حیران ہو

رہی تھی اسے ایسے یہاں پر جمے ہوے دیکھ کر۔۔۔۔۔جو بے حس و حرکت کھڑا تھا پلکیں تک نہیں جھپکا رہا تھا۔

اسی لیے پریشانی سے بے دریغ سوال کر ڈالے۔۔

باسط خان نے ہوش کی دنیا میں قدم رکھتے ہوئے گہرا سانس لیا تھا۔

کچھ نہیں بس ویسے ہی چلو،،، باسط خان نے مسکراتے ہوئے فریال سے کہا تو فریال نے باسط خان کے بازو کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سختی سے تھاما تھا۔۔اب چلو۔۔۔۔۔فریال مسکرائی تھی۔۔

باسط خان اس کی حرکت پر مسکراتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔۔

آپ سمجھنے کی کوشش کریں مِس عالیہ۔ آپ ہی یہ کیس لڑ سکتی ہیں۔ کیونکہ آپ کا نام اس شہر کے معروف وکلاء میں آتا ہے۔ میں بہت آس لے کر آئی ہوں۔ پری وش کو آپ ہی انصاف دلا سکتی ہیں۔

نینا اس وقت معروف وکیل مِس عالیہ کے عالیشان آفس میں بیٹھی اس سے التجا کر رہی تھی۔

آپ کی بات ٹھیک ہے۔ مگر میں عطا اللہ خان کے خاندان کے خلاف نہیں جا سکتی۔ بختاور عطا اللہ خان کا پوتا ہے اور ارمان خانزادہ کا بھائی،،، وہ بہت اثر و رسوخ والے لوگ ہیں۔ وہ مجھے

کبھی یہ کیس نہیں جیتنے دیں گے. بلکہ اس میں میری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔ عالیہ نے نینا کا کیس لڑنے سے انکار کر دیا تھا۔

لیکن پری وش کا کیا؟ اس کو انصاف کون دلائے گا؟ آپ یہ کیس نہیں لڑ رہی۔ کوئی بھی وکیل یہ کیس لینے کو تیار نہیں تو پھر آپ نے وکالت کی ڈگری حاصل کیوں کی۔ پھاڑ کر پھینک دیں اپنی ڈگری اور یہ کالا کوٹ بھی اتار کر پھینک دیں۔ آپ کو سوٹ نہیں کرتا۔ نینا ہتھے سے ہی اکھڑ گئی تھی۔ اس لیے غصے سے اپنے سامنے بیٹھی ہوئی شہر کی سب سے معروف وکیل کو آچھی خاصی سناڈالی۔۔

مِس نینا آپ فضول میں ہی ہائپر ہو رہی ہیں۔ آپ پری وش کو انصاف دلانا چاہتی ہیں تو آپ خود کیوں نہیں یہ کیس لڑتیں۔ ابھی ابھی آپ نے بھی تو یہ ڈگری حاصل کی ہے یا پھر آپ بھی ڈر گئی ہیں۔

عالیہ چیئر پر سیدھی ہوتے طنزیہ مسکرائی تھی۔

میں ان بزدل لوگوں سے نہیں ڈرتی۔ میں یہ کیس اس لیے نہیں لڑنا چاہتی کیونکہ میری ڈگری ابھی ابھی کمپلیٹ ہوئی ہے۔ مجھے ایکسپیرینس نہیں ہے اور میں یہ کیس ہر حال میں میں جیتنا چاہتی ہوں۔ آپ ہی ہیں جو یہ کیس جیت سکتی ہیں۔۔ پلیز میں بہت آس لے کر آئی ہوں آپ کے پاس۔ پلیز انکار مت کریں۔ نینا عالیہ کے آگے گڑگڑاتے ہوئے بولی۔

مِس نینا آپ میرا ٹائم ویسٹ کر رہی ہیں۔ میری کسی کے ساتھ بہت اہم میٹنگ ہے۔ پلیز اب آپ جا سکتی ہیں۔ عالیہ نے ٹیبل پر پڑی فائل کھولتے ہوئے سپاٹ لہجے میں نینا کو جانے کو کہا۔

نینا کچھ پل عالیہ کو دیکھتی رہی اور پھر غصے سے آفس سے نکل گئی تھی۔

نینا بہت غصے سے آفس سے نکلی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ پری وش کو کیسے انصاف دلائے۔

وہ اپنی ڈگری تو کمپلیٹ کر چکی تھی۔ اس دن جب وہ حویلی سے بھاگی تو دلاور خان نے اسے ہاسپٹل پہنچایا تھا اور دلاور خان نے ہی اسے اپنے گارڈز کے ہمراہ پوری سکیورٹی میں شہر پہنچایا تھا۔ یہاں آ کر نینا نے ایک گرلز ہاسٹل میں رہائش اختیار کی تھی۔۔ تب اس کے یونیورسٹی میں سمیسٹرز چل رہے تھے۔ نینا نے تب اپنا لاسٹ سمیسٹر کمپلیٹ کیا تھا۔

اس کی زندگی میں ارمان خانزادہ کا چیپٹر کلوز ہو چکا تھا۔ ارمان خانزادہ نے بھی اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اگر وہ چاہتا تو بہت آسانی سے اسے ڈھونڈ لیتا۔ کیونکہ نینا نے اس سے چھپنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ لیکن کبھی کبھی اسے حیرانگی ضرور ہوتی تھی کہ ارمان خانزادہ نے اسے اتنی آسانی سے چھوڑ کیسے دیا۔

مگر وہ اسے اتنی آسانی سے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔ پری وش کے قاتل کو وہ پھانسی تک لے جانے کا ارادہ کر چکی تھی۔ وہ اپنے ہی خیالوں میں گم آگے بڑھ رہی تھی۔

جب دلاور خان سے اس کا زور دار تصادم ہوا۔

آپ۔۔۔۔ نینا دلاور خان کو دیکھتے ہوئے خوشگوار لہجے میں بولی۔

ہاں میں۔۔۔ میری یہاں کسی کے ساتھ میٹنگ تھی۔۔ آپ یہاں پر کیا کر رہی ہیں۔۔ دلاور نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

میں یہاں ایک کیس کے سلسلے میں آئی تھی۔ مگر سب ہی یہاں پر بے ضمیر اور ڈرپوک لوگ ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آتا۔ اگر ان لوگوں کو اپنی جان کی اتنی ہی پرواہ تھی تو انہوں نے اس پیشے کو اختیار ہی کیوں کیا۔

نینا نے غصے سے بولتے ہوئے دلاور خان کو ساری بات بتائی۔

نینا مس عالیہ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ کیس آپ کو لڑنا چاہیے۔ دلاور خان نے سنجیدگی سے نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں دیکھتے ہوے اسے مشورہ دیا۔

لیکن میں کیسے؟ نینا تذبذب کا شکار تھی۔

نینا آپ ایک باہمت خاتون ہیں۔ ایک کانفیڈینٹ لڑکی جس نے کبھی ہار نہیں مانی۔ اتنا کچھ آپ نے سہا، پھر بھی آپ ڈٹی رہیں۔ آپ کا حوصلہ چٹانوں جتنا مظبوط ہے۔۔ آپ کو کوئی

نہیں ہرا سکتا۔ آپ کو خود پر یقین ہونا چاہیے۔ جہاں تک بات ہے سکیورٹی کی وہ میں آپ کو مہیا کروں گا۔ بلکہ میری مکمل سپورٹ آپ کے ساتھ ہو گی۔

ارمان خانزادہ اور اس کا خاندان آپ کا ایک بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ دلاور خان چٹانوں سے مضبوط لہجے میں بولا۔

نینا نے گہرا سانس لیتے ہوئے دلاور خان کی باتوں پر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پری وش کا کیس لڑنے کا فیصلہ کیا تھا

دلاور نے مسکراتے ہوے اس کے فیصلے کو سراہا تھا۔

ارے ارمان لالا آپ کب آئے؟ زرمینے کمرے میں آئی تو ارمان خان کو کمرے میں بالاج کے ساتھ کھیلتا دیکھ کر حیران ہوئی۔

گل ابھی ابھی آیا ہوں اور سب سے پہلے ادھر ہی چلا آیا کیونکہ مجھے اپنے بلاج کے ساتھ کھیلنا جو تھا۔

مگر یہاں آکر مایوسی ہوئی۔ بالاج تو سو رہا ہے۔ ارمان خان نے مسکراتے ہوئے بالاج کے ماتھے پر آہستگی سے بوسہ دیا تھا اور پھر اسے احتیاط سے کاٹ میں لٹایا۔

تم ٹھیک ہو گل؟ ارمان خان نے زرمینے کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

میں بالکل ٹھیک ہوں لالا۔ جس کا اتنا اچھا لالا ہو اس کو کیا ہو سکتا ہے بھلا۔

زر مینے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

زر مینے میں سوچ رہا ہوں بالاج کا اسی ہفتے عقیقہ نہ کر لیا جائے۔ ایک ماہ کا ہو گیا ہے بالاج۔۔۔

کیا کہتی ہو؟ ارمان نے بالاج پر نظریں جمائے ہوئے زر مینے سے پوچھا۔

جیسے آپ کی مرضی لالا۔ آپ ہی تو ہیں بالاج کے سرپرست اس کا ہر فیصلہ آپ ہی کے ذمے ہے۔ زر مینے نے مسکراتے ہوئے ارمان خان کے فیصلے پر آمادگی ظاہر کی تھی۔

ٹھیک ہے میں کچھ دن ہوں یہاں پر تو اسی ہفتے عقیقہ کر لیتے ہیں۔ ارمان خان سنجیدگی سے کہتے ہوئے کمرے سے چلا گیا تھا۔

بدتمیز ہمیشہ ایسے ہی کرتا ہے مجھے بولا میں آرہا ہوں مگر ابھی تک نہیں آیا۔ نینا نے جھنجھلاتے ہوئے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھا تھا۔

وہ دس منٹ سے روحان کا ہاسٹل کے باہر انتظار کر رہی تھی وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔

روحان کی گاڑی آئی تو وہ جھنجھلاتے ہوئے اس کی گاڑی میں بیٹھ کر دروازہ زور سے بند کیا تھا۔

مقصد روحان پر اپنا غصہ ظاہر کرنا تھا اور روحان کو دیر سے آنے کی سزا بھی دینا تھا۔

وہ اپنی گاڑی کو لے کر بہت حساس تھا۔ کیا ہو گیا نینا،، آرام سے یار اتنی زور سے کون دروازہ بند کرتا ہے۔ روحان نے اتر کر جھنجھلاتے ہوئے اپنی گاڑی کا دروازہ چیک کیا تھا۔

توبہ ہے یار،،، ابھی بھی تمھارا غصہ ویسے کا ویسا ہی ہے۔ روحان نے اپنی فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا جو ابھی بھی غصے میں بھری بیٹھی تھی۔ تو کیا کروں اس بات پر خوش ہوں اتنی تیز دھوپ میں تم نے دس منٹ مجھے انتظار کروایا ہے۔ نینا غصے سے بھڑکتے ہوئے بولی۔

روحان نینا کو دیکھتا ہوا مسکرا اُٹھا تھا اور پھر سیٹ بیلٹ لگاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔ کیوں بلایا ہے مجھے اور کہاں لے کر جا رہے ہو مجھے ؟

نینا نے سنجیدگی سے روحان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

گھر جا رہے ہیں ہم۔ روحان نے وِنڈ سکرین پر نظریں جمائے جواب دیا۔

گاڑی روکو روحان۔۔۔ نینا نے سپاٹ انداز میں روحان کو گاڑی روکنے کو کہا۔

روحان نے سنی اَن سنی کرتے ہوئے گاڑی کی سپیڈ تیز کی تھی۔

روحان گاڑی روکو۔۔۔ اب کی بار نینا چلائی تھی۔ اپنی بات کا روحان پر اثر نہ ہوتے دیکھ کر نینا نے آگے ہو کر گاڑی کی چابی نکالنا چاہی تو روحان کا سٹیرنگ پر کنٹرول ڈگمگایا تھا۔ جس کے نتیجے میں گاڑی سائیڈ درخت میں جا کر لگی۔ روحان نے بروقت بریک لگائی تھی ورنہ دونوں کا بہت بُری طرح ایکسیڈینٹ ہوتا۔

نینا پاگل ہو گئی ہو تم۔ یہ کیا حرکت تھی؟ روحان سرخ چہرے کے ساتھ چلایا۔

جب میں تمھیں ہزار بار کہہ چکی ہوں کہ میں گھر نہیں آؤں گی تو کیا ہر دوسرے دن تم یہی سب کچھ کرنے لگ جاتے ہو۔ نینا نے غصے سے جواب دیا تھا۔

روحان نے اپنے ماتھے کو سہلاتے ہوئے خود کے اشتعال پر قابو پایا تھا۔

دیکھو نینا تمھیں اپنے گھر آنا چاہیے۔۔۔ پاپا تمھیں دیکھیں گے تو معاف کر دیں گے۔ انہوں نے جو کچھ بھی کہا تب غصے میں کہا تب حالات ہی ایسے تھے۔ وہ اپنی جگہ ٹھیک تھے۔ روحان نے نینا کو تحمل سے سمجھانے کی کوشش کی۔

روحان میں پاپا کے الفاظ نہیں بھول سکتی۔ انہوں نے کہا تھا کہ مجھے ہر حال میں اس رشتے کو نبھانا ہے اگر میں نہ نبھا سکی تو مجھے واپس آنے کی ضرورت نہیں۔

اور یہ بھی میں ان کے لیے مر چکی ہوں۔ میں نہیں جاؤں گی گھر۔۔۔ کبھی نہیں جاؤں گی۔ میں اب انھیں اپنی طرف سے مزید دکھ نہیں دے سکتی۔ نینا آنکھوں میں آنسو لیے بولی تھی۔

نینا پلیز اپنے گھر آجاؤ تم۔۔ ضد چھوڑ دو۔ اچھی طرح جانتی ہو پاپا تم سے بھی زیادہ ضدی ہیں۔ وہ کبھی تمھیں خود سے نہیں کہیں گے۔ روحان نے نینا کے ہاتھوں کو تھامتے ہوئے التجائیہ لہجے میں کہا۔

کیا گارنٹی ہے میں گھر آ بھی جاؤں تو پاپا مجھے قبول کر لیں گے۔ مجھے معاف کر دیں گے۔

روحان ہر مرد ایک جیسا کیوں ہوتا ہے۔ اپنی ضد، اپنی انا کا پکا۔۔۔ ہم عورتوں کو تم مرد کیوں نہیں سمجھ پاتے۔ نینا تلخ ہوئی تھی۔

اس لیے نہیں سمجھ پاتے کہ تم عورتیں موقع ہی کہاں دیتی ہو ہمیں سمجھنے کا۔۔ ایسے ہی کرتی ہو مجال ہے کبھی تحمل سے ہماری بات بھی سن لو یا پھر اپنے دماغ کو استعمال کر لو۔۔۔ روحان نینا کی بات پر بھڑکا تھا۔

اچھا تم تو یہ بات نہ ہی کرو تو بہتر ہو گا۔۔ ارمان خانزادہ سے بدلہ لینے کے لیے تم نے بھی ایک عورت کو استعمال کیا۔ محبت کے نام پر دھوکہ دیا۔۔۔ نینا اس بار بھی تلخی سے بولی۔

نینا،،، پلیز بار بار اس ٹاپک پر بات کر کے میرے زخموں پر نمک مت چھڑکا کرو۔۔۔ بے شک میں نے بدلہ لیا اور اس کے لیے مجھے رمل کا دل بھی دکھانا پڑا مگر میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں میرے وجود کا حصہ ہے وہ۔ کیسے اس کے بغیر جی رہا ہوں یہ میں ہی جانتا ہوں روحان خود اذیتی سے مسکرایا۔

تم مردوں کی محبت بھی پانی میں اٹھتے جاگ کی مانند ہوتی ہے جو کب بیٹھ جائے پتہ ہی نہیں چلتا۔

دن رات تم مرد محبت کا راگ الاپتے رہتے ہو مگر جب عمل کا وقت آتا ہے تم مردوں کی مجبوریاں آڑے آ جاتی ہیں۔۔۔ نینا طنزیہ مسکرائی تھی۔

روحان نے غصے سے گاڑی بیک کرتے ہوئے گاڑی کا رخ دوبارہ سے ہاسٹل کی طرف موڑا تھا۔

حویلی میں صبح سے ہی کافی رونق تھی۔ آج بالاج کا عقیقہ تھا۔

راحیلہ خانم نے لاکھوں روپے وار کر بالاج کا صدقہ کیے تھے۔

اور اپنی آنکھ سے کاجل اتار کر بالاج کے کان کے نیچے لگایا تھا۔

بالاج کو دیکھتے ہوئے ان کی آنکھیں بھر آئی تھیں۔ وہ بالکل باسط خان کی کاپی تھا۔ وہی ناک نقشہ سب کچھ اس نے باسط خان کا چرایا تھا۔

آج چھ ماہ ہو چکے تھے باسط خان کا کچھ پتہ نہیں تھا۔ نہ ہی اس نے حویلی والوں سے کوئی رابطہ کیا تھا۔ راحیلہ خانم کو دن رات باسط خان کی یاد ستاتی تھی اور یہ بھی کہ وہ ٹھیک تو ہو گا اور اس سے بھی زیادہ دکھ اس بات کا تھا کہ اسے یہ بھی نہیں پتہ کہ وہ ایک بچے کا باپ ہے۔ خدا نے اسے اتنی بڑی نعمت دی اور سے اس بات کا پتہ ہی نہیں تھا۔

ارمان خانزادہ مردان خانے میں سب کے ہمراہ بیٹھا تھا۔ بالاج بھی وہیں پر موجود تھا۔ ارمان حویلی آجاتا تو بالاج کے بغیر ایک پل نہیں رہتا تھا ابھی بھی وہ کیری کاٹ میں لیٹا کھیل رہا تھا۔ ارمان خان اسے کھیلتا دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

اسی اثناء میں حویلی کا ملازم کوئی انویلپ لے کر اندر آیا تھا اور اسے ارمان خان کو پکڑایا۔

عدالت کا نوٹس! ارمان خان نے حیران ہوتے انویلپ کھول کر دیکھا تو ارمان خان پر بجلی گری تھی۔

پری وش کے قتل کا کیس کے سلسلے میں بختاور خان کو عدالت میں پیش ہونے کو کہا گیا تھا۔

ارمان خان یکدم سرخ چہرے کے ساتھ کھڑا ہوا تو حویلی کے باقی مرد بھی اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

ارتضیٰ خان نے وہ نوٹس ارمان خان سے لے کر پڑھا تو ان کی آنکھیں بھی غصے سے سرخ پڑیں تھیں۔

یہ کون ہو سکتا ہے؟ ایسا کون کر سکتا ہے؟ کس کی اتنی ہمت ہے جو ہمیں نوٹس بھیجے؟ ارتضیٰ خان دھارا تھا۔

ارمان خان یہ تمھاری بیوی کا ہی کام ہے۔ اس نے ہی کیا ہو گا یہ سب کچھ۔ ایف آئی آر بھی اسی نے ہی کٹوائی تھی۔۔ ورنہ ہمارے مخالف کوئی جائے کسی کی اتنی ہمت نہیں ہے۔

تمھیں کہا تھا کہ اسے واپس لے آؤ یا پھر اسے جان سے مار ڈالو۔۔ مگر تم نے ہماری ایک نہیں سنی اور دیکھو اب وہ ہمیں بھری دنیا کے سامنے ذلیل کرنا چاہتی ہے۔ ہمارا تماشہ بنانا چاہتی ہے۔ خان دادا غیض و غضب کے ساتھ گرجے تھے۔

وہ ایسا کچھ نہیں کر سکے گی۔ منہ ک بل گراؤں گا میں اسے۔ وہ یہ کیس نہیں جیت سکے گی۔ آپ لوگ فکر نہ کریں۔ پوری دنیا کے سامنے اب ذلیل وہ ہو گی۔۔

ارمان خان کے غضب سے اب اسے کوئی نہیں بچا سکے گا۔

ارمان خان ضبط سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے غرایا تھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

باسط خان صوفے پر لیٹا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ جب فریال گھٹنوں تک شارٹ نائٹی پہنے باہر آئی تھی۔

وہ کافی دیر تک ایل ای ڈی کے پاس بنے ریک میں ڈفرنٹ چیزیں نکالتی اور رکھتی رہی تھی۔ پھر جھنجھلاتے ہوئے باسط کو دیکھا جو ہنوز ایل ای ڈی پر کوئی پروگرام دیکھنے میں مصروف تھا۔

اب تو فریال نے آنکھوں میں آنسو بھر کر بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکال کر باسط خان کی طرف نگاہ کی تھی۔ جو بالکل بھی اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ وہ اتنا تیار صرف باسط خان کے لیے ہوئی تھی۔

اس کا فیورٹ کلر پہنا تھا۔ اس کا فیورٹ پرفیوم لگائے وہ صرف اس کے لیے تیار ہوئی تھی اور وہ تھا کہ ایک نظر بھی اس پر ڈالنا پسند نہیں کی تھی۔

فریال غصے سے باسط کی طرف بڑھی تھی اور اس کے ہاتھ سے ریموٹ لے کر دور اچھال دیا تھا۔ اس کے پاس ہی بمشکل اپنی جگہ بنائے اس کے سینے پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔

اِٹس ناٹ فیر باسط۔۔۔ میں تمھارے لیے تیار ہوئی اور تم نے مجھے ایک نظر بھی نہیں دیکھا۔

فریال نے باسط خان کے سینے پر اپنے لب رکھتے ہوئے شکوہ کیا تھا۔

باسط نے مسکراتے ہوئے فریال کے بالوں کو پیچھے سے جکڑ کر اس کا چہرہ اپنے روبرو کیا اور اس کے لبوں کو بُری طرح اپنی سانسوں میں قید کیا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ میں تمھیں اگنور کروں۔ میرا ہاٹ کیک۔۔۔ باسط خان رخ پلٹتے ہوئے فریال پر جھکا تھا۔

تو پھر میری طرف دیکھا کیوں نہیں۔ تمھارے فیورٹ کلر کی نائٹی پہنی ہے میں نے۔ باسط جب سے تم نے مجھے بتایا ہے کہ تمھارا فیورٹ کلر بلیک ہے میری الماری میں رکھا ہر ڈریس صرف بلیک کلر کا ہو گیا۔ فریال نے شرمگیں نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے باسط کی گردن میں اپنے بازو حمائل کیے تھے۔

باسط خان کی آنکھوں کے آگے ریڈ لباس میں موجود ایک پری پیکر چہرہ آیا تھا۔ سرخ یاقوتی لرزتے ہوئے لب، دوپٹے کے ہالے میں بھیگی زلفیں لیے وہ خوبصورت مومی وجود، وہ شہد رنگ خوبصورت سحر زدہ آنکھیں۔ باسط خان کو اپنے سینے میں ایک درد سا محسوس ہوا تھا۔۔ سانس سینے میں اٹکی تھی۔ وہ یکدم فریال کے اوپر سے اٹھا تھا۔ اس کے پورے وجود میں بھانبھڑ کے آلاؤ سے جل اٹھے تھے۔ اس کے بدن میں کسی کی طلب پوری شدت سے انگڑائی لے کر بیدار ہوئی تھی۔ ان سرخ رسیلے ہونٹوں کی نرمی اور اپنی وحشت یاد آتے ہی پورا بدن آگ کی بھٹی کی مانند سلگ اٹھا تھا۔ عجیب سی پیاس تن من میں جاگی تھی کہ اس

کی روح بھٹکتی ہوئی بنجر صحرا میں جا کھڑی ہوئی تھی۔ اسے اپنے حلق میں شدید کانٹے سے چبھتے محسوس ہوئے۔

کیا ہوا باسط؟ فریال اُٹھ کر باسط کے پاس بیٹھی تھی۔

کچھ نہیں وہ مم مجھے پیاس لگ رہی ہے۔

باسط خان کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

فریال یکدم پریشان ہوئی تھی اور جلدی سے اُٹھ کر کچن کی طرف بڑھی اور پانی کا گلاس لا کر باسط کو تھمایا تھا۔ جسے باسط خان نے ایک ہی سانس میں ختم کر ڈالا۔ فریال اب اس کے پاس بیٹھ کر پریشانی سے اپنے نرم ہاتھوں سے اس کے بازو کو دبانے لگی تھی۔

باسط صوفے کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند چکا تھا۔

وہ فریال کو کیا بتاتا اس کا فیورٹ کلر تو ریڈ تھا۔ جب پہلی دفعہ فریال نے اس سے اس کا فیورٹ کلر پوچھا تو وہ چاہ کر بھی اسے اپنا فیورٹ کلر نہ بتا سکا شاید وہ اس کے علاوہ کسی اور کو ریڈ کلر میں دیکھنا ہی نہ چاہتا تھا۔

فریال اس کے لیے بہت محبت کرنے والی بیوی ثابت ہوئی تھی۔ وہ بھی پورے خلوص سے فریال کی طرف بڑھا تھا۔ مگر ایک خوبصورت دلکش معصوم وجود اسے رات رات بھر سونے ہی نہیں دیتا تھا۔ وہ تو اس سے نفرت کرتا تھا بے تحاشا نفرت۔ مگر اب کیوں وہ اس کے حواسوں پر سوار ہو کر اس کی جان کا آزار بن گئی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آتا تھا۔

اس کی طلب، اس کی قربت کا نشہ، اس کی محبت اس کے کے رگ رگ میں سرایت کر چکا تھا۔ ایک عجیب سی ان دیکھی تپش ہر ٹائم اسے اپنے گرد محسوس ہوتی۔ ایک کمی ایک خلا اس کی زندگی میں تھا۔ جو فریال اس سے اتنی محبت کرنے کے باوجود بھی پر نہ کر سکی تھی۔ اس کی یادیں کسی اکٹوپس کی طرح اس کے جسم و جاں کے ساتھ لپٹ گئی تھیں۔

ارمان خان اس وقت کورٹ میں سب کے ہمراہ اظطرابی کیفیت میں بیٹھا تھا۔ سکندر خان، ارتضیٰ خان اور صفدر خان بھی اس کے ساتھ موجود تھے۔ عدالتی کاروائی شروع ہونے میں کچھ ہی وقت تھا کہ دلاور خان اپنی آن بان بارعب پرسنیلیٹی کے ساتھ داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا تھا۔ جسے دیکھ کر ارمان خان کی آنکھیں تحیر سے پھیلی تھیں۔ اس کے پیچھے ہی تو نینا وائٹ لباس پر بلیک کوٹ پہنے فائل ہاتھوں میں تھامے پورے اعتماد کے ساتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

نینا کو دیکھتے ہی ارمان کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے بھڑکے تھے۔

دلاور خان نے چیئر پر بیٹھتے ہوئے نینا کو وِکٹری کا اشارہ کیا تھا۔ جس پر نینا مسکرائی تھی۔ یہ منظر ارمان خان کی آنکھوں نے جلتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ اور یہ منظر اسے بہت مظطرب کر گیا تھا۔ ایک تپش جو پیروں سے ہوتی دماغ تک جا پہنچی تھی۔۔

وہ بے چینی اور اضطراب سے اپنی ہلکی گھنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرنے لگا۔۔

سکندر خان اور ارتضیٰ خان نے شرربار نگاہوں سے نینا کو دیکھتے ہوئے ارمان خان پر اپنی غصیلی نگاہیں گاڑھی تھیں۔اُسی کی وجہ سے تو آج انھیں یہ دن دیکھنا پڑا تھا۔اگر ارمان واپس نینا کو حویلی لے آتا یا پھر اسے قتل کروا دیتا تو آج پوری دنیا کے سامنے ان کا تماشہ تو نہ لگتا۔۔۔

نینا نے رک کر ارمان خانزادہ کو دیکھا تھا دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں تھی۔۔

ہیزل گرے آنکھوں میں بھی نفرت کا اک جہاں آباد تھا۔

چھین کر تیرے اُجالے میں اندھیرا کر دوں گی
زندگی میں تیرے میں زہر اتنا بھر دوں گی
تیری راہ میں کانٹے میں بچھاؤں گی ہر پل
چین پائے نہ کہیں تُو اب تو رہے گی یہ ہلچل

نینا نے ارمان کو دیکھتے ہوے نفرت سے اپنی نگاہیں پھیریں تھیں۔

نینا نے کیس کی فائل جج صاحب کو پکڑائی تھی۔

یور آرنر،،، عطااللہ خان کے پوتے بختاور خان نے اپنے گھر کی کمسن ملازمہ کا ریپ کر کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔ میں آج پری وش کو انصاف دلانے کے لیے اس کا کیس لڑنے آئی ہوں۔ میں چاہتی ہوں بختاور خان جیسے درندے کو سخت سے سخت سزا سنائی جائے۔

نینا نے پورے اعتماد سے جرح شروع کی تھی۔

یور آرنر وکیل صاحبہ اپنا اور ہمارا وقت برباد کر رہی ہیں۔ عطااللہ خان جو ایک با اثر شخصیت ہیں اور ایک معزز خاندان سے ہیں۔ وکیل استغاثہ ایک معزز شہری پر الزام لگا کر صرف انھیں بدنام کرنا چاہتی ہیں۔ اپنی پرسنل دشمنی نکالنا چاہتی ہیں۔ پری وش نے خودکشی کی تھی۔ اور مرتے ہوئے ایک عدد لیٹر چھوڑ کر گئی تھی۔ جس میں صاف لکھا تھا کہ انہوں نے خود اپنی جان لی ہے۔ مخالف وکیل کی جرح پر نینا استھزائیہ مسکرائی تھی۔

یور آنر عطااللہ خان جتنے باعزت اور معزز ہیں مجھ سے بہتر کون جان سکتا ہے اور ان کے خاندان کے تو کیا ہی کہنے۔

یور آنر عطااللہ خان کے تین پوتے ہیں۔ ارمان خانزادہ جو کہ بہت بڑے بزنس مین ہیں۔ بہت بڑے پیمانے پر اپنا بزنس چلاتے ہیں۔ یہاں پاکستان میں بھی اور باہر کے ممالک میں بھی ان کی فیکٹریاں ہیں۔

باسط خان جو ارمان خانزادہ کے ساتھ اسی بزنس میں ہیلپ کرتے ہیں آج کل وہ کہاں ہیں کسی کو کچھ نہیں پتہ۔۔۔

اور بختاور خان جو کچھ نہیں کرتے۔ آخر کریں گے بھی کیوں اتنی دولت، اتنی زمین جائیداد ہے ان لوگوں کے پاس کہ ساری عمر ان کی سات نسلیں بیٹھ کر عیاشی کریں تو بھی ختم نہیں ہو گی۔

نینا طنزیہ مسکرائی تھی۔ ارمان خان نے لب بھینتے ہوئے پہلو بدلا تھا۔

یہ کورٹ ہے یہاں پر مختلف جرائم کے کیس لڑے جاتے ہیں۔ آپ تو خانزادہ فیملی کا تعارف کروانے بیٹھ گئی ہیں۔ مخالف وکیل نینا کو دیکھ کر استھزائیہ مسکریا تھا۔

یور آنر یہ واقعی میں ہمارٹائم ویسٹ کر رہی ہیں۔۔ خانزادہ فیملی کو کون نہیں جانتا یہ سب بتانے کا مقصد۔۔ مخالف وکیل سنجیدگی سے بولا تھا۔

یور آنر ابھی میرے فاضل،،، وکیل نینار کی تھی اور وکیل کے پاس جا کر اس کی شرٹ پر لگے بیج پر اس کا نام پڑھا تھا۔

رؤف خانزادہ۔۔۔ ارے آپ بھی خانزادہ ہیں! نینا گہرا مسکرائی تھی۔

ارمان خان نے پھر پہلو بدلا تھا۔ اسے بالکل بھی نینا کا وکیل کے اتنے قریب جا کر بات کرنا پسند نہیں آیا تھا۔

انہوں نے ابھی ابھی بولا کہ عطااللہ خان ایک معزز اور شریف خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں عدالت کو یہی بتانا چاہتی ہوں کہ ان کے خاندان کے مرد کیسے ہیں۔ کتنے شریف اور معزز ہیں۔۔ نینا کی سپاٹ آواز پورے حال میں گونجی تھی۔

نینا نے جج صاحب کو کچھ تصویریں پکڑائی تھیں۔

یور آنر،،، یہ ارمان خانزادہ اور اس کی گرل فرینڈ کی تصویریں ہیں۔ جن کے ساتھ ان کے گہرے تعلقات تھے۔

اور باسط خان کوٹھے پر مجرہ دیکھنے جاتے تھے۔

اور اس طرح ان کے خاندان کے مردوں کی لمبی فہرست ہے۔ میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں۔ آپ خود ہی اندازہ لگائیں یہ کتنے شریف اور معزز ہیں۔

ارمان خان کا رنگ شدتِ ضبط اور آہانت کے احساس سے سرخ ہوا تھا۔ آج پھر اس نے بھری دنیا کے سامنے اس کے پاسٹ کو لا کر پھر سے اسے ذلیل ورسوا کیا تھا۔

ارمان خان نے زخمی نظرون سے نینا کو دیکھا تھا۔ نینا ارمان خان کو دیکھ طنزیہ مسکرائی تھی۔

میں صرف یہ کہنا چاہوں گی بختاور خان کے بڑے بھائی ایسے ہیں تو بختاور خان کا کریکٹر کیسا ہو گا۔

یور آنر،،، وکیل استغاثہ کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں۔۔ یہ فضول بے بنیاد باتوں سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بختاور خان نے یہ قتل کیا ہے۔ عدالت ٹھوس ثبوت مانگتی ہے اور

ٹھوس دلائل۔۔۔ یہ صرف بھونڈے دلائل پیش کر کے ارمان خانزادہ کو بدنام کرنا چاہتی ہیں۔ اسی لیے انہوں نے بختاور خان کے خلاف کوئی ثبوت نہیں دیا۔ کوئی واضح دلیل نہیں دی۔ جب کا اس سب کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں صرف ان کے کریکٹر پر بات کر کے اپنی لمٹس کراس کر رہی ہیں۔

مخالف وکیل اس بار بہت بد تمیزی سے بولا تھا۔

میں صرف یہ کہنا چاہتی ہوں کہ بظاہر معزز اور شریف نظر آنے والے لوگ در حقیقت کیسے ہوتے ہیں۔۔

نینا نے کاٹ دار لہجے میں کہا۔۔

آج کی کاروائی یہیں پر ختم کی جاتی ہے۔ اگلی بار مِس نینا آپ ٹھوس ثبوت کے ساتھ حاضر ہوں۔

جج صاحب نے اپنی کروائی مکمل کی تھی اور چلے گئے۔

کاروائی ختم ہونے کے بعد سکندر خان اور ارتضیٰ خان غصے سے وہاں سے چلے گئے تھے۔

ارمان خانزادہ بے چینی اور اشتعال کے ساتھ کورٹ کے باہر کھڑا نینا کا انتظار کر رہا تھا۔

نینا عدالت سے باہر آئی تو ارمان خان کو سامنے ہی کھڑا پایا۔

وہ ارمان خان کو اگنور کرتی آگے بڑھنے لگی تو ارمان خانزادہ اسے کلائی سے دبوچتا ہوا باہر اپنی گاڑی کی طرف لایا۔

مسٹر خان یہ کیا بد تمیزی ہے چھوڑیں مجھے،،، کیوں تماشہ بنا رہے ہیں میرا،، نینا اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوے دبے انداز میں غرائی تھی۔

اور جو تم میرا اور میرے خاندان کا تماشہ بنا رہی ہو وہ کیا؟ ارمان خان غرایا تھا۔

آپ اور آپ کا خاندان اسی قابل ہے۔ نینا نے غصے سے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے جواب دیا۔۔

اسی اثناء میں دلاور خان اپنے گارڈز کے ہمراہ نینا کی طرف آتے ہوئے دکھائی دیا۔

نینا نے مسکراتے ہوئے دلاور خان کو دیکھا تھا۔ ارمان خان کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔

ارمان خان نے نینا کو کلائی سے پکڑ کر گاڑی میں دھکیلا تھا اور جلدی سے گاڑی دوڑاتا آگے بڑھ گیا۔

مسٹر خان روکیں گاڑی۔۔۔ نینا چلائی تھی۔

نینا میری بات سنو۔۔۔ دور رہو اس سے وہ ٹھیک نہیں ہے۔

بکواس بند کریں گے آپ اپنی۔۔۔ رائمہ ٹھیک نہیں ہے۔ کوئی بھی ٹھیک نہیں ہے۔ دنیا کا ہر مرد آپ کی نظر میں ٹھیک نہیں ہے۔ اصل میں آپ ایک بد فطرت، کم ظرف اور بد کردار

مرد ہیں۔ تبھی آپ کو ہر مرد اپنے جیسا لگتا ہے۔ نینا ارمان خان کی بات کاٹتے ہوئے چلائی تھی۔

میری غلطی ہے تمھیں اس تہہ خانے سے نکالنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ تم اس لائق ہی نہیں تھی کہ تمھیں محبت اور عزت دی جاتی۔ لیکن اب میں اپنی غلطی کا آزالہ کروں گا مزید تمھیں اپنی عزت کا تماشہ بنانے نہیں دوں گا۔

ارمان خان غیض و غضب اور اشتعال کے ساتھ سرد آواز میں دھاڑتے ہوے بولا اور گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھائی تھی۔

اچانک ہی ارمان خان کو بریک لگانی پڑی تھی۔

دلاور خان کے گارڈز کی گاڑیاں چاروں طرف پھیل چکی تھیں۔

دلاور خان اپنے درجنوں گارڈز سمیت گاڑی سے اترتا ان کی طرف بڑھا تھا۔ ارمان خانزادہ بھی غصے سے گاڑی کا دروازہ کھولتا اترا تھا۔

نینا بھی اپنی طرف کا دروازہ کھول کر اتری تھی۔

نینا آپ ٹھیک ہیں۔ دلاور خان آگے بڑھا تو ارمان خان غصے سے چیخا تھا۔

دور رہ اس سے۔۔۔۔ دور رہ میری بیوی سے۔۔۔

ارمان خان کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں۔ ارمان خان دلاور کی طرف بڑھا تو دلاور کے گارڈز اپنی بندوقیں تانے ارمان خان کے چاروں اطراف بکھر گئے۔

نینا ارمان کو طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتی آگے بڑھی تو ارمان نے جھٹپٹاتے ہوے اپنے قدم آگے بڑھائے تھے۔

دلاور خان کے گارڈز نے اپنی بندوقیں چاروں طرف سے ارمان خان کے اوپر تان کر اسے آگے بڑھنے سے روکا تھا۔

نینا تم اس کے ساتھ نہیں جاؤ گی۔ تمھیں یہ کیس لڑنا ہے لڑو۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمھیں کچھ نہیں کہوں گا۔ میں تمھارا ساتھ دوں گا۔ پوری سپورٹ کروں گا۔ یہاں تک کہ اپنے بھائی کے خلاف جاؤں گا۔ مگر تم اس کے ساتھ نہیں جاؤ گی۔ ارمان خانزادہ لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ چلایا تھا۔

نینا سنی اَن سنی کرتی دلاور خان کی گاڑی میں بیٹھتے چلی گئی۔

دلاور خان کے گارڈز ارمان خان کی گاڑی کے ٹائرز پر فائر کرتے وہاں سے چلے گئے۔ ارمان خانزادہ کتنی ہی دیر وہیں پر کھڑا رہا وہ خود کو بے بسی کی انتہا پر محسوس کر رہا تھا۔

ارمان خانزادہ نے سرخ آنکھوں کے ساتھ گاڑی کے بونٹ پر بے دریغ مکے جڑ دیے تھے۔ کچھ اور سمجھ نہ آیا تو گاڑی کے شیشے پر پوری قوت سے مکہ مارا تھا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹتا ارمان خانزادہ کا ہاتھ زخمی کر چکا تھا۔ وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ ہی نہیں رہا تھا وہ اس کے سامنے اس کی گاڑی میں بیٹھ کر چلی گئی۔

دل جلا ہوں میں بہت

ساری دنیا میں جلا دوں

اس کے راہوں کی ساری روشنی میں بجھا دوں

وہ تڑپے چین میرے دل کو آئے

اب اسے کہیں بھی قرار نہ آئے

مجھ کو ٹھکرا کر وہ کیسے چین سے رہے

مجھ کو تنہائی ڈسے مجھ پر دنیا ہنسے

ارمان خان نے زخمی ہاتھ سے اپنا موبائل نکال کر کسی کا نمبر ملایا تھا اور کچھ خاص انسٹرکشنز دی تھیں۔۔۔

وہ اس وقت روحان کے ساتھ ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھی ہوئی تھی۔

روحان کب سے اُسے کڑے تیوروں سے گھور رہا تھا۔

تم مجھے پچھلے دس منٹ سے یونہی گھورے جا رہے ہو۔ جو کہنا ہے صاف الفاظ میں کہو۔ نینا دانت پیستے ہوئے بولی۔

نینا یہ بالکل ٹھیک نہیں ہے جو تم نے آج کیا۔ میں تمھارے اس فیصلے میں تمھارے ساتھ نہیں ہوں۔ روحان چیئر پر سیدھا ہوتا ہوا بولا تھا۔

کیا مطلب؟ کسی مظلوم کو انصاف دلانا تمھارے نزدیک غلط ہے۔ نینا نے استھزائیہ لہجے میں کہا۔

نہیں مگر اپنے شوہر کو یوں پوری دنیا کے سامنے بدنام کرنا غلط ہے نینا۔ روحان نے دبے انداز میں کہتے ہوے ٹیبل پر مکہ مارا تھا۔

روحان،، مسٹر خان کو میں اپنا شوہر نہیں مانتی۔ بہت جلد میں اس سے طلاق لے لوں گی۔ نینا نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اور میں تمھیں بتا چکی ہوں۔ اس کا کریکٹر کیسا تھا میں نے عدالت کو وہی دکھایا جو وہ ہے۔ نینا نے جوس پیتے ہوئے کندھے اچکائے تھے۔

نینا وہ اس کا ماضی تھا اور تم مجھے بتا چکی ہو کہ وہ تم سے اس بات کی معافی مانگ چکا ہے۔ تمھیں آج یہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔

جو کچھ کیا بختاور خان نے کیا ہے۔ اس بات کو تم بھی مانتی ہو۔ بختاور خان نے چال ہی ایسی چلی تھی کہ سارے ثبوت پری وش کے خلاف جا رہے تھے تو ایک بھائی ہونے کے ناطے ارمان خانزادہ کا اپنے بھائی کا ساتھ دینا بنتا ہے۔ میں بھی اس کی جگہ ہوتا تو یہی کرتا۔

تمھارے معاملے میں کتنا پوزیسو ہوں۔ اس نے تم سے دھوکے سے نکاح کیا۔ میں برداشت نہ کر سکا مگر میں اس سب میں یہ بھول گیا تھا کہ اس نے فراز چوہدری سے تمھیں بچایا بھی تھا۔ سوچو وہ تمھیں نہ بچاتا تو کیا ہوتا؟ آج میں اور پاپا زندہ نہ ہوتے۔ تمھیں کچھ ہو جاتا میں تو اپنی جان لے لیتا۔۔ روحان نے نینا سے کھل کر بات کی جو پچھلے کتنے عرصے سے اس کے دل میں پنہاں تھی۔

روحان یہ تم کہہ رہے ہو۔۔ تم ارمان خانزادہ کے سب سے بڑے مخالف تھے اور آج تم یہ سب کچھ کہہ رہے ہو؟ نینا بے یقین ہوئی۔

نینا اس وقت میں غلط تھا۔ آج تم غلط ہو اور یہ دلاور خان تمھیں کہاں ملا۔ وہ تمھارا ساتھ کیوں دے رہا ہے۔ روحان نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

روحان،، دلاور خان نے ہی میری جان بچائی۔ آج وہ نہ ہوتا تو ارمان خانزادہ میری جان لے لیتا اور تم اچھی طرح جانتے ہو وہ کتنا اچھا انسان ہے۔ نینا کی بات پر روحان نے بُری طرح اپنے لب بھینچے تھے۔

نو ڈاؤٹ دلاور خان،،، بہت اچھا انسان ہے۔ مگر پھر بھی تم اس سے دور رہو۔ کوئی کسی کی بنا غرض کے آج کے زمانے میں مدد کیوں کرے گا۔۔ وہ تمھاری مدد کیوں کر رہا ہے۔۔ اگر اس کی انٹنشن تمھاری طرف ڈائیورٹ ہو رہی ہیں تو روکو اسے خانزادہ کی عزت ہو ابھی بھی تم۔۔

تمھیں اس کیس میں سپورٹ کروں گا۔ تم دلاور خان سے کوئی مدد نہیں لو گی۔

روحان نے سنجیدگی سے سرد انداز میں نینا کو دلاور خان کی مدد لینے سے منع کیا تھا۔

روحان تمھارا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ دلاور خان بہت شریف بہت آچھا انسان ہے۔ اس نے میرے ساتھ کوئ فضول بات کوئ چیپ حرکت نہیں کی۔۔

اور روحان تم مجھے وہ پروٹیکشن نہیں دے سکتے۔ تمھارے پاس وہ اثر ورسوخ نہیں ہیں۔ جو دلاور خان کے پاس ہیں۔ اور ارمان خانزادہ کا مقابلہ صرف دلاور خان ہی کر سکتا ہے اس لیے مجھے یہ کیس جیتنے کے لیے دلاور خان کا سہارا لینا پڑے گا۔

نینا حتمی انداز میں کہتے ہوئے اپنا پرس اٹھائے وہاں سے چل دی۔ روحان غصے سے لب بھینچتے ہوئے اپنے اشتعال پر قابو پانے لگا۔

نینا نے اگلی ہیرنگ میں وہ ویڈیو بھی عدالت میں پیش کی۔ جو اس کے پاس ثبوت کے طور پر موجود تھی مگر بدقسمتی سے موبائل کا کیمرہ اتنا ناقص تھا کہ ویڈیو بہت بلر تھی۔ اس میں کچھ بھی واضح طور پر نظر نہیں آرہا تھا صرف آوازیں ہی ریکارڈ ہوئی تھیں۔ جس میں پری وش کی دبی دبی سی چیخیں تھیں۔ یا پھر ایک دو الفاظ جس میں وہ اس کی منتیں کر رہی تھی۔

بختاور خان کی صرف مکروہنسی کی آواز تھی اور چند چھوٹے چھوٹے الفاظ جو صحیح طرح ریکارڈ نہیں ہو سکے تھے۔

نینا نے اس ویڈیو کی بنیاد پر عدالت سے درخواست کی تھی کہ پری وش نے خودکشی نہیں کی بلکہ اس کا ریپ کر کے مرڈر کیا گیا تھا۔۔اسی لیے بختاور خان کی ضمانت منسوخ کی جائے اور اسے ریمانڈ میں رکھا جائے۔۔

-

مگر عدالت نے نینا کی درخواست ریجیکٹ کر دی تھی اور نیکسٹ ہیرنگ میں اسے ٹھوس ثبوت لانے کو کہا تھا۔کیونکہ اس ویڈیو میں کچھ واضح نہیں تھا۔۔

بختاور اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ۔۔ورنہ میں ارمان خان کو تمھارے بارے میں سب کچھ بتا دوں گی۔سعدیہ بیگم نے بختاور خان کو وارن کیا تھا۔جو ان کے سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا تھا۔

میں نے کیا کیا ہے مورے؟جو تم صبح صبح مجھے لیکچر دے رہا ہے۔بختاور غصے سے اپنی شال اپنے گرد لپیٹتا ہوا بولا تھا۔

کیا کیا ہے تم نے بختاور پشمینہ کی والدہ آئیں تھیں میرے پاس کہ تم نے پشمینہ کا کالج جاتے ہوئے راستہ روکا ہے۔اسے اٹھانے کی دھمکی دی ہے۔

وہ بیچاری رو رہی تھی۔ خان دادا کے ڈر سے انھیں تمھاری شکایت نہیں کی مگر مجھے واسطے دے رہی تھیں۔ میں تمھیں سمجھاؤں اور میں تمھیں آخری دفعہ کہہ رہی ہوں باز آجاؤ ورنہ پری وش کو تم نے مارا ہے میں سب کچھ تمھارے باپ کو بتادوں گی۔

سعدیہ بیگم کا غصے سے بُرا حال تھا۔ انھیں یقین نہیں آرہا تھا کہ بختاور خان اس حد تک چلا جائے گا۔ یوں لڑکیوں کا راستہ روک کر انھیں اٹھانے کی دھمکی دے گا۔

بس کر دو مورے،۔۔ یہ جھوٹے ڈراوے دینا۔ اگر آپ نے بتانا ہوتا تو کب سے بتا چکی ہوتیں۔ آپ کچھ نہیں بتائیں گی اور اگر بتا بھی دیا تو کیا ہو جائے گا۔ خان دادا مجھے بچالیں گے۔ بابا جان مجھے کچھ نہیں ہونے دیں گے۔

اور وہ نینا جو مجھے دھمکیاں دے رہی تھی عدالت کے ذریعے مجھے سزا دلوانا چاہتی تھی۔ کیا ہوا؟ عدالت کا فیصلہ میرے حق میں آنے والا ہے اس کے پاس کوئی ثبوت ہی نہیں ہے۔ منہ کی کھائے گی بیچاری۔ ایک دفعہ پہلے بھی میں نے اس سے اس کا بچہ چھینا تھا اور اب میں یہ کیس جیتنے کے بعد اسے اغوا کرواؤں گا اپنی بے عزتی کا بدلہ لوں گا۔

بختاور اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے انتہائی کروفر بھرے انداز میں بولا تو سعدیہ بیگم دہلتے دل کے ساتھ بختاور خان کے منہ سے یہ سب سن رہی تھی۔

ارمان خان اپنے کمرے میں بیٹھا فون پر وکیل سے کل کی ہیرنگ کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا جب سعدیہ بیگم کمرے کا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئی تھی۔

ارمان خان انھیں دیکھتا سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

چھوٹی امی آپ کیوں آئیں یہاں پر مجھے بلا لیا ہوتا۔ ارمان خان نے بیڈ سے اٹھتے ہوئے احتراماً کہا۔

سعدیہ بیگم ہچکچاتے ہوئے بیڈ کے پاس پڑی چیئر پر بیٹھی تھیں۔ چہرہ بے حد متفکر اور پریشان تھا۔

میں جانتا ہوں چھوٹی امی آپ پریشان ہو رہی ہیں کل کی ہیرنگ کے متعلق سوچ کر۔

آپ بے فکر رہیں۔ کل کیس کا فیصلہ ہمارے ہی حق میں آئے گا۔

مخالف وکیل کے پاس کوئی ثبوت، کوئی ٹھوس دلیل نہیں ہے۔ ارمان خان سعدیہ بیگم کا متفکر چہرہ بغور دیکھتا ہوا بولا۔

ارمان فیصلہ ہمارے حق میں نہیں ہمارے خلاف ہونا چاہیے۔ بختاور کو سزا ملنی چاہیے۔

سعدیہ بیگم کی بات سن کر ارمان خانزادہ نے حیرانگی سے سعدیہ بیگم کو دیکھا تھا۔

چھوٹی امی کیا کہہ رہی ہیں آپ؟ جو بھی کہنا ہے کھل کر کہیں میں سمجھ نہیں پا رہا۔ ارمان خان نے حیرانگی سے کہا اسے سعدیہ بیگم اپنے حواس میں نہیں لگ رہی تھیں۔ بہت ٹوٹی ہوئی بکھری ہوئی لگ رہی تھیں۔

ارمان مجھے نینا نے کہا تھا کہ میں اس کے گناہ پر پردہ ڈالوں گی تو وہ یہاں رکے گا نہیں۔ وہ کرتا جائے گا جانے کتنی لڑکیوں کو اپنی حوس کی بھینٹ چڑھائے گا اور اس کا کہا سچ ثابت ہو گیا۔ بختاور خان بالکل بھی اپنے کیے پر نادم نہیں ہے۔ سعدیہ بیگم اچانک سے چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھیں۔

ارمان خان نے حیرانگی سے بیڈ سے اٹھتے سعدیہ بیگم کے پاس والی چیئر پر بیٹھ کر ان کے ہاتھ نرمی سے تھامے تھے۔

کیا بات ہے چھوٹی امی کھل کر کہیں۔ ارمان خان نے نرم لہجے میں سعدیہ بیگم سے کہا تھا۔

سعدیہ بیگم نے ارمان کو ساری بات بتائی تھی کہ پری وش کا قتل بختاور نے کیا تھا۔

پری وش کے قتل والی رات سعدیہ بیگم نے بختاور خان کو اس کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا اور اس کے جانے کے بعد جب وہ کمرے میں گئی تو پری وش مر چکی تھی۔ اور یہ بھی کہ نینا کو دھکہ بھی بختاور خان نے دیا تھا۔

ارمان خانزادہ ضبط سے اپنی مٹھیاں بھینچتے ہوئے سن رہا تھا۔ شدت گریہ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

چھوٹی امی آپ نے تب مجھے کیوں نہیں بتایا کیوں چپ رہیں آپ۔۔

پری وش میری بہنوں کی طرح تھی۔۔میں نے اسے سرپرستی دی تھی۔۔بختاور اپنے ہی گھر کی عورت کے ساتھ کیسے یہ کر سکتا ہے۔۔

مجھے تب لگا میرا بھائی جتنا بھی برا ہو۔۔مگر اپنی گھر کی عورت پر کبھی نظر نہیں رکھے گا۔۔اور شائد دونوں جوان ہیں بہک گیے اور پری وش کے لیٹر نے مجھے وہی سمجھنے پر مجبور کیا۔جو بختاور نے مجھے دکھایا یا پھر خون کی محبت نے مجھے اتنا خود غرض بنا دیا کہ میں نے اپنے ضمیر کی آواز نہ سن سکا۔یا پھر مجھے یقین تھا مان تھا وہ ایسا نہیں کر سکتا۔وہ قتل نہیں کر سکتا کسی معصوم کی عصمت دری نہیں کر سکتا۔۔ارمان ضبط کی انتہا پر تھا۔لہجے میں بہت کچھ ٹوٹنے کی چھبن تھی یقین مان سب کچھ۔۔۔

میں اپنے بچے کا قتل تو شائد اسے معاف کر دوں۔

مگر پری وش کا قتل اسے معاف نہیں کروں گا۔۔بختاور کو سزا مل کے رہے گی۔۔اور اسے سزا میں دلواؤں گا

ارمان چٹانوں سے مظبوط لہجے میں بولا۔

ارمان خانزادہ سعدیہ بیگم کو ساتھ لے کر عدالت بختاور خان کے خلاف گواہی دلانے جارہا تھا۔ کہ آدھے راستے میں ان کی گاڑی پر فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔

خان دادا کو ساری سچائی معلوم ہو چکی تھی کہ ارمان خانزادہ سعدیہ بیگم کو عدالت بختاور خان کے خلاف گواہی دلوانے لے جارہا ہے۔

خان دادا نے اپنے آدمیوں کو ارمان کی گاڑی پر فائرنگ کر کے انھیں روکنے کو کہا تھا۔ خان دادا نے سختی سے ہدایت کی تھی کہ ان کے پوتے ارمان خان کو ایک خراش بھی نہیں آئی چاہیے اور سعدیہ بیگم کو جان سے مار دیں۔

ارمان خانزادہ کے گارڈز بھی اس کے ہمراہ تھے۔

دونوں طرف سے شدید فائرنگ ہو رہی تھی۔

ارمان خانزادہ بہت مشکل سے سعدیہ بیگم کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

یور آرنر یہ پری وش کے اردو کے نوٹس ہیں۔ اور یہ وہ لیٹر جو جو پری وش کی لاش کے پاس پڑا ہوا ملا۔ آچھی طرح آپ ملاحظہ کر لیں ان دونوں کی رائٹنگ میں کتنا فرق ہے۔۔ نینا نے جج کو وہ نوٹس اور لیٹر تھمایا تھا۔۔

لیٹر نینا اپنے ساتھ لائی تھی۔۔اور نوٹس پری وش کے سکول سے اس نے دلاور خان کی مدد سے حاصل کیے تھے۔۔

یور آنر وکیل استغاصہ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔۔اس لیٹر پر پری وش کی رائٹنگ نہیں ہے۔۔مگر یہ وہ لیٹر ہی نہیں ہے۔۔جو پری وش نے لکھا تھا۔۔وہ لیٹر تو اس دن افراتفری میں گم ہو گیا تھا۔اس لیٹر سے یہ کہیں سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ یہ بختاور نے لکھا ہے۔کیونکہ یہ رائٹنگ اگر پری وش کی نہیں ہے تو بختاور خان کی بھی نہیں ہے۔۔وکیل نینا کو طنزیہ دیکھتے ہوے بولا تھا۔۔

رؤف خانزادہ کافی نامی گرامی وکیل تھا آج تک کوئی کیس نہیں ہارا تھا۔۔اس نے نینا کے ہر وار کا پہلے سے ہی جواب سوچ رکھا ہوتا تھا۔۔

بختاور خان کٹھہرے میں کھڑا مسکراتے ہوے اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوے نینا کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

نینا بختاور کے پاس گئی تھی۔۔

مسٹر بختاور خان جب پروش کا قتل ہوا آپ کہاں تھے۔نینا نے بختاور کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے سوال کیا تھا۔۔

میں مردان خانے میں تھا۔اور کہاں ہونا تھا مجھے۔۔

بختاور نے پر اعتماد طریقے سے جواب دیا۔۔

آر یو شور،،، آپ مردان خانے میں تھے۔۔ نینا نے سوال دوبارہ دہرایا تھا۔۔

ہاں میں مردان خانے میں ہی تھا اور اس بات کے گواہ ارمان لالا ہیں میں ادھر ہی تھا جب زنان خانے میں چیخ و پکار ہوئی تھی۔۔ دلاور خان نے اطمینان سے جواب دیا۔۔

جب چیخ و پکار ہوئی تو اس وقت مردان خانے میں آپ اور آپ کے بھائی ہی تھے غالبًا۔۔ باقی مرد حضرات شاید کسی شادی پر گئے تھے ہیں ناں۔۔ نینا نے سوال دوہرایا تھا۔

ہاں جج صاحب خان دادا اور باقی سب گھر پر موجود نہیں تھے۔ صرف میں اور لالا ہی تھے۔۔ بختاور نے اس بار جج صاحب کو دیکھتے ہوے کہا تھا۔

تو پھر آپ چیخ و پکار سن کر اندر کیوں نہیں آئے۔ آپ کے لالا تو بھاگتے ہوے اندر آئے تھے۔۔۔ آپ کیوں نہیں آئے۔۔ کیوں مردان خانے میں بیٹھ کر سب کی چیخ و پکار سنتے رہے۔۔

نینا نے کڑے تیوروں سے سوال کیا۔۔

یور آنر وکیل استغاصہ فضول میں ہی یہ سوال کر رہی ہیں۔ جس کا اس کیس سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ صرف ٹائم ویسٹ کر کے نیکسٹ تاریخ لینا چاہتی ہیں۔

یور آنر اس سوال کا اس کیس سے مطلب ہے۔۔ جب ان کے بھائی بھاگتے ہوے زنان خانے کی طرف آئے یہ کیوں نہیں آئے۔ انھوں نے یہ نہیں سوچا ان کی ماں کو کچھ ہو سکتا

ہے ان کی بہنیں تھیں ذنان خانے میں موجود۔۔ان میں سے کسی کو کچھ نہ ہو گیا ہو۔۔یہ کیوں وہاں پر بیٹھے رہے جب کہ گھر میں اتنا بڑا حادثہ ہو گیا تھا۔۔

یہ اس لیے نہیں آئے کیونکہ ان کے دل میں چور تھا۔۔انھیں ڈر تھا کہیں یہ پکڑے نہ جائیں۔۔ان۔کی گھبراہٹ ان کے ایکشن سے اندازہ نہ ہو جائے کہ یہ قتل انھوں نے کیا ہے۔

اسی لیے یہ چپ کر کے مردان خانے میں بیٹھے رہے۔بلکہ اسی ٹائم فورًا اسے گھر سے ہی نکل گئے۔۔

نینا نے جج کو دیکھتے ہوے اونچی آوز میں کہا تو بختاور خان نے گھور کر نینا کو دیکھا تھا۔۔

مس نینا آپ کے پاس کوئ ثبوت ہے۔گواہ ہے وہ لائیں۔۔ان باتوں سے ثابت نہیں ہوتا بختاور خان مجرم ہیں۔۔

مخالف وکیل نے طنزیہ انداز میں کہا۔

جج صاحب گواہ کے طور پر بذات میں خود موجود ہوں۔میں نے انھیں ایک دفعہ پری وش کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا اور یہ بات میں نے ان کے گھر والوں کو بھی بتائ تھی۔۔آپ پوچھ سکتے ہیں ان لوگوں سے۔۔نینا نے سکندر خان اور ارتضی خان کی طرف اشارہ کیا تھا۔ارمان خان ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔نینا حیران بھی تھی کہ آج کی ہیرنگ میں وہ کیوں نہیں موجود۔۔

یور آرنر مس نینا اپنی پرسنل دشمنی نکال رہی ہیں۔

ان کی اپنے شوہر کے ساتھ بنی نہیں تو یہ اس بات کا بدلہ لے رہی ہیں۔ راتوں رات یہ گھر سے بھاگ گئی۔

پتہ نہیں کس کے ساتھ انہوں نے اپنا منہ کالا کیا۔۔

مخالف وکیل نے نینا کے کردار پر ٹونٹ کیا تھا۔

یہ کسی کے ساتھ نہیں گئی تھیں۔۔

میں نے اپنے گارڈز کے ہمراہ انھیں بحفاظت شہر پہنچایا تھا۔۔

ارمان کی بارعب اور سرد آواز عدالت میں گونجی تھی۔ سب نے مڑ کر دیکھا ارمان خان سعدیہ بیگم کے ساتھ کھڑا تھا۔۔

جج صاحب میرے اور ان کے بیچ اختلافات بہت بڑھ گیے تھے تو مجھے یہی مناسب لگا کہ انھیں کچھ عرصے کے لیے شہر بھیج دیا جائے۔ ارمان نے خون اشام نگاہوں سے وکیل کو گھورتے ہوے کہا تو روؤف خانزادہ گڑبڑا کر رہ گیا تھا۔

رؤف خانزادہ اپنی لمٹس کراس کر رہے ہیں۔

ایک عورت کے کردار پر انگلی اٹھا کر۔۔۔ اور اس بات کی گواہی میں دیتا ہوں ان کا کردار آئینے کی طرح صاف ہے۔۔۔

ارمان نے نینا کو دیکھتے ہوے کہا تو نینا نے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلا تھا۔ بے شک وہ اس کے کردار کی گواہی دے رہا تھا مگر اس کی آنکھوں میں نفرت کے شعلے لپک رہے تھے۔۔ اور نینا کی آنکھوں اور دل میں بھی تو صرف نفرت تھی۔۔

یور آرنر میں معافی مانگتا ہوں مس نینا سے،، مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔ میں جرح میں بھول گیا واقعی میں مجھے ایک عورت کے کردار پر انگلی اٹھانے کا کوئ حق نہیں ہے۔ رؤف خانزادہ نے ارمان کے ڈر سے معافی مانگی تھی۔ اس کی لال انگارہ انکھیں اور خطرناک تیور ڈیکھ کر وہ بہت ڈر گیا تھا۔

سعدیہ بیگم نے بختاور خان کے خلاف گواہی دی کہ اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

عدالت نے بختاور خان کو اریسٹ کر کے اس کا ریمانڈ جاری کیا تھا اور فیصلہ اگلی ہیرنگ پر دینے کا کہا۔

عدالت کے فیصلے کے بعد نینا عدالت کے کمرے میں بیٹھ کر کافی دیر تک آنسو بہاتی رہی۔ آج پری وش کو انصاف مل گیا تھا۔ نینا کو پورا یقین تھا کہ اگلی ہیرنگ میں بختاور کو سخت سے سخت سزا دلوانے میں وہ کامیاب ہو جائے گی۔

وہ خوشی خوشی باہر آئی تھی تاکہ دلاور خان کا شکریہ ادا کر سکے۔ آج اس کی وجہ سے وہ یہ کیس لڑ سکی۔ اس کی سپورٹ کی وجہ سے وہ یہ کیس جیت سکی۔ اگر وہ نہ ہوتا تو شاید ارمان خانزادہ اس دن اسے اپنے ساتھ لے جاتا اور وہ پری وش کو کبھی انصاف نہ دلا سکتی۔

وہ عدالت سے باہر آئی تھی تو ارمان خان سامنے ہی کھڑا تھا۔

بلیک شلوار قمیض پہنے، آنکھوں پر گلاسز لگائے اپنی بھرپور مردانہ وجاہت لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

نینا کو دیکھتا ہوا وہ اپنی گلاسز اتارتے اس کی طرف بڑھا۔ اب دونوں ہی ایک دوسرے کو نفرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

دونوں کی آنکھوں میں ایک دوسرے کے لیے اتنی نفرت، اتنی آگ تھی شاید وہ کچھ پل ایک دوسرے کے قریب اور کھڑے رہتے تو وہ نفرت ان دونوں کو جلا کر راکھ کر دیتی۔

یہ سب کچھ کر کے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں ارمان خانزادہ کہ میں آپ کی زندگی میں واپس آجاؤں گی تو یہ آپکی بھول ہے۔ نینا نے اپنی ہیزل گرے انکھوں سے ارمان کو گھورتے ہوے کہا۔۔

ارمان خانزادہ نینا کی بات پر استہزائیہ ہنسا تھا۔ اس ہنسی میں درد کہیں نہیں تھا۔ صرف اور صرف خود پر ملامت تھی۔

اب میں نہیں چاہتا کہ تم کبھی میری زندگی میں واپس آؤ۔

کیونکہ جتنی تم مجھ سے نفرت کرتی ہو۔ اس سے کہیں زیادہ میں تم سے نفرت کرتا ہوں۔ آج مجھے پچھتاوا ہوتا ہے کیوں میں نے تم سے محبت کی، کیوں میں نے تم پر اعتبار کیا۔

ارمان خانزادہ کی آنکھوں میں سرخی گہری ہوئی تھی۔

نینا کو لگا وہ کچھ پل اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی تو وہ سرخی لہو بن کر اس کی آنکھوں سے ہی نہ ٹپک پڑے۔ ارمان خانزادہ سے اتنی نفرت کے باوجود نینا کے دل کو اس کی نفرت پر ٹھیس پہنچی تھی۔۔

اتنی نفرت ہے تو یہ رشتہ ختم کیوں نہیں کر دیتے، آزاد کیوں نہیں کرتے مجھے۔۔ نینا چٹختے اعصابوں کے ساتھ چیخ کر بولی تھی۔ اب اور وہ اس رشتے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتی تھی۔ یہ رشتہ واقعی میں اس کے لیے ایک بوجھ ہی تھا۔

تمھیں کہیں سے بھی لگتا ہے۔ ہم ایک رشتے میں بندھے ہیں۔ یہ رشتہ تو تب ہی ختم ہو گیا تھا جس دن تم نے مجھے دھوکہ دیا۔ تم نے میرے گھر کو چھوڑا۔ تم نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا۔ میری ہر خوشی مجھ سے چھین لی۔ ارمان خان یکدم نینا کے قریب ہوتا اس کے بازو پر اپنی وحشی گرفت جمائے وحشت کے عالم میں چلایا تھا۔

میں نے نہیں آپ نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا۔ اعتبار آپ نے توڑا تھا، دھوکہ آپ نے دیا تھا۔ کیونکہ دھوکہ اور دغابازی آپکی فطرت میں ہے۔ نینا بھی اسی کے انداز میں اس پر چلائی تھی۔

میری زندگی کا مقصد اب آپکو برباد کرنا ہے یہ تو شروعات ہے ارمان خانزادہ۔۔۔ آگے آگے دیکھتے جاؤ ہوتا ہے کیا۔

نینا ارمان خان کو شعلہ بار نگاہوں سے گھورتی ہوئی بولی۔

ارمان خان اس کی بات پر گہرا مسکرایا تھا۔

میں برباد ہوا ہوں۔ ہاں ہوا تھا برباد کل تمھارے ہاتھوں سے۔ آج تو میں نے تمھیں برباد کیا،،۔ افسوس تمھیں سمجھ ہی نہیں آیا۔

یہ میرا پہلا وار تھا۔ تمھارے لیے مسسز خانزادہ۔۔۔ تمھیں لگا جیت تمھاری ہے۔ لیکن عنقریب تم منہ کے بل گرو گی۔ مجھ سے نظریں ملانے کے قابل نہیں رہو گی اور اس دن میں اپنا نام تمھارے نام کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں گا۔

ارمان خانزادہ ایک ایک لفظ چباتا ہوا بولا۔

واہ کیا بات ہے ارمان خانزادہ،،، آپ آج بھی ویسے ہی ہو زیادتی میرے ساتھ ہوئی۔ آپکے بھائی نے میرے بچے کو مارا اور آپ مجھے سنا رہے ہو۔۔۔ نینا استھزائیہ انداز میں کہتے ہوئے پھٹ پڑی تھی۔

ہاں اس بچے کو مارا جسے تم زندگی دینا ہی نہیں چاہتی تھی۔۔ نینا تم نے مجھ پر اعتبار کیا ہی نہیں کبھی۔۔ تم نے مجھ سے پیار کیا ہی نہیں تھا۔ ارمان خان کرب سے مسکرایا۔

میں نے آپکو سچائی بتانے کی کوشش کی تھی۔ نینا چلائی تھی۔

ہاں بتائی تھی مگر میرے جھٹلانے پر تم نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر میری کہی ہوئی بات کو سچ بھی کہا تھا۔

مجھے یقین دلانے کی ایک بار بھی کوشش نہیں کی۔

پتہ کیوں نہیں تم نے مجھے یقین دلایا کیونکہ تمھیں بہانہ چاہیے تھا مجھے چھوڑنے کا۔ مجھ سے آزادی چاہیے تھی۔ تمھارا سانس اس حویلی میں نہیں گھٹتا تھا۔ ارمان خانزادہ کی محبت میں گھٹتا تھا۔

تمھارے معاملے میں میں نے ہمشہ دل کی سنی تھی اور یقین مانو ہمیشہ مجھے منہ کی کھانی پڑی۔ اب تمھارے معملے میں میرے پاس دل کہیں نہیں ہے۔ بلکہ ارمان خانزادہ کے پاس اب دل ہی نہیں ہے۔

ارمان خان ایک ایک لفظ چباتا نفرت سے اسے دیکھتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ نینا سٹل وہیں کھڑی تھی اسی جگہ کو دیکھ رہی تھی جہاں سے وہ گیا تھا۔

آج پھر نینا کو افسوس ہوا تھا اس بے حس انسان سے دل لگانے کا مگر اب اس دل میں ارمان خانزادہ کے لیے نفرت کے سوا کچھ نہیں تھا۔

نینا آج بہت خوش تھی پری وش کو انصاف مل چکا تھا۔ عدالتی فیصلے کے مطابق بختاور خان کو عمر قید کی سزا ہو چکی تھی۔ کتنے ہی آنسوں نینا کی آنکھ سے ٹپک پڑے تھے۔ کاش پری وش کے ساتھ وہ سب کچھ نہ ہوتا۔ کاش وہ اس وقت حویلی کے ظالم مردوں سے پری وش کو بچا سکتی۔

نینا لمبا گہرا سانس لیتی اپنے ہاسٹل کے کمرے سے ملحقہ ٹیرس پر کھڑی تھی۔ باہر کافی اچھی ہوا چل رہی تھی۔

نینا اپنے خوبصورت سلکی بالوں کو بار بار سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ وہ اس وقت پیچ کلر کی شارٹ شرٹ اور وائٹ کلر کی پینٹ میں ملبوس تھی۔

اس کی روم میٹ سارہ اس کا اور اپنا کافی کا کپ باہر ٹیرس پر ہی لے آئی تھی۔

شکریہ سارہ۔ آج اس کی بہت طلب ہو رہی تھی۔

بہت بہت مبارک ہو تم کیس جیت گئی۔ ہر جگہ تمھارے بارے میں ہی بات ہو رہی ہے۔

سارہ نے نینا کو کانگریٹس کیا تھا۔

تھینکس! نینا اک ادائے بے نیازی سے بولتی ہوئی کھل کھل کر ہنس پڑی تھی۔

سارہ اس کی خوبصورت ہنسی کی دلکشی میں کھو سی گئی تھی۔ سارہ بہت غور سے نینا کے خوبصورت چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ جب نینا نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی تھی۔

کیا ہو گیا؟ کیا دیکھ رہی ہو؟ نینا نے اسے محویت سے تکتا پا کر پوچھا تھا۔

یہی دیکھ رہی اور سوچ رہی ہوں کہ تم اتنی خوبصورت ہو تمھیں رائمہ عباسی نے چھوڑ کیسے دیا۔

کیا مطلب؟ نینا نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے نا سمجھی سے سارہ کی طرف دیکھا تھا۔

تم نے مجھے بتایا تھا کہ تم رائمہ عباسی کی این جی او کے ساتھ کافی عرصہ منسلک رہی ہو۔

ہاں۔۔ نینا نے تعجب سے سارہ کو دیکھتے ہوئے اس کی بات پر اثبات میں سر ہلایا تھا۔

پھر تو اس کا یہی مطلب ہوا یا تو رائمہ عباسی کا کھلونا بن کر کافی مردوں کو خوش کر چکی ہو یا پھر تمھارے پیچھے کسی بہت بڑے آدمی کا ہاتھ تھا۔ جس نے تمھیں رائمہ عباسی سے بچا لیا کیونکہ رائمہ عباسی جیسی عورت اتنی خوبصورت لڑکی کا فائدہ نہ اٹھائے یہ نہیں ہو سکتا۔

سارہ کی بات پر نینا کا رنگ غصے سے سرخ ہوا تھا۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم۔۔ نینا یکدم چلائی۔

رائمہ عباسی ایک پروسٹیٹیوٹ۔ ہے جو این جی او کی آر میں دھندہ چلا رہی ہے۔ کتنی خوبصورت معصوم لڑکیوں کی زندگی برباد کر چکی ہے۔ ان میں ایک لڑکی میں بھی ہوں۔ پہلے اس نے میری خوبصورتی کا فائدہ اٹھا کر بہت سی ڈونیشن حاصل کی اور ایک دن مجھے ایک میٹنگ کا کہہ کر ایک آدمی سے ملوایا جس نے تنہائی میں میرا فائدہ اٹھایا اور میری نازیبا ویڈیو بنائی اور پھر مجھے بلیک میل کر کے مجھے کتنے ہی مردوں کے بستر کی زینت بنایا۔ وہ تو دو ماہ پہلے

اسے تمام ثبوتوں کے ساتھ کسی نے گرفتار کروایا ہے اور آج کل وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے۔

جب تم نے مجھے بتایا کہ تم رائمہ عباسی کی این جی او سے منسلک رہی ہو تو میں حیران رہ گئی۔ تم تو بے حد خوبصورت ہو اس نے تمھیں کیسے چھوڑ دیا۔ لیکن تم جب بھی رائمہ عباسی کے بارے میں بات کرتی تھی تو تمھاری باتوں میں اس کے لیے پسندیدگی اور عزت ہوتی تھی اس لیے میں حیران ہوں تم کیسے بچ گئی۔

نینا دھواں دھواں چہرے کے ساتھ سب سن رہی تھی۔

رائمہ عباسی نے اسے اس لیے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ ارمان خانزادہ کی بیوی تھی۔

ارمان خانزادہ نے رائمہ کو اسی لیے تھریڈ کیا تھا تاکہ وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اسی لیے رائمہ نے اس سے کانٹیکٹ ختم کر لیا تھا۔ اسی لیے ارمان خانزادہ اسے رائمہ سے ملنے سے منع کرتا تھا۔ اس نے بھی تو یہی بتایا تھا اس کے بارے میں مگر اس نے یقین نہیں کیا تھا۔

نینا جیسے جیسے سوچے جا رہی تھی اس کی کنپٹیاں درد سے پھٹی جا رہی تھیں۔

نینا بلیک ساڑھی پہنے ہوئے تھی جس پر خوبصورت لائٹ سے کام والا فل سلیوز بلاوز تھا۔ سلکی براؤن بال نینا نے کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

کانوں میں خوبصورت سے نازک سٹائلش سے ایر نگز پہن رکھے تھے۔ آنکھوں پر سموکی میک اپ کیے سوفٹ لپ سٹک لگائے نینا کی خوبصورتی ایک الگ ہی انداز میں اجاگر ہو رہی تھی۔

سفید مرمریں بدن پر ساڑھی بہت جچ رہی تھی۔ خوبصورت نازک بدن کے نشیب و فراز ساڑھی میں جاذبِ نظر لگ رہے تھے۔ دیکھنے والوں کی توجہ فورًا اسے اپنی طرف کھینچتے۔

دلاور خان نے اپنے بنگلے میں بہت بڑی پارٹی تھرو کی تھی جس میں ملک کی نامور فی میل وکلاء مدعو تھیں۔ نینا کی تمام فرینڈز بھی مدعو تھیں۔ جنھوں نے اس کیس میں اس کی بہت مدد کی تھی۔ وہ تمام فرینڈز آج بلیک ساڑھی پہننے کا ارادہ رکھتی تھیں۔ اس لیے اس کی فرینڈز ماہم کے اصرار پر اس نے بھی بلیک ساڑھی کا انتخاب کیا تھا۔

دلاور خان نے سپیشلی نینا کے لیے ایک گاڑی بھیجی تھی تاکہ اسے آنے جانے کا پرابلم نہ ہو۔

ابھی ابھی اس کی دوست ماہم کی کال آئی تھی کہ وہ اور اس کی تمام فرینڈز پارٹی میں پہنچ چکی ہیں اور تقریباً تمام گیسٹ آچکے ہیں صرف اسی کا انتظار ہے۔

نینا جب دلاور خان کے بنگلے پر پہنچی تو گاڑی ایک بڑے سے گیٹ سے ہوتے ہوئے بہت بڑے چمچماتے ڈرائیوے پر آکر رکی تھی۔

ڈرائیور نے جلدی سے گاڑی سے اتر کر نینا کے لیے دروازہ کھولا۔

نینا ایک بہت بڑے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئی تھی۔ باہر کچھ ملازم کھڑے تھے جنھوں نے بتایا کہ پارٹی اندر حال میں ہے اور تمام گیسٹ آ چکے ہیں۔

نینا نے حیران ہوئے اندر قدم رکھا تھا کیونکہ یہ ایک بہت بڑی پارٹی تھی جس کے بارے میں دلاور خان اور ماہم نے اسے بتایا تھا مگر یہاں ایسا کچھ نہیں لگ رہا تھا۔

کافی سناٹا سا تھا جیسے کوئی بھی نہیں ہے اور نہ ہی باہر کوئی گاڑی کھڑی تھی۔

نینا گہرا سانس لیتی اپنی ساڑھی سنبھالتی اندر بڑے سے ہال میں داخل ہوئی۔ مگر ادھر آ کر بھی اسے حیرانگی ہوئی تھی۔ کیونکہ اندر ہال میں بھی کوئی نہیں تھا۔

اب تو نینا کو واقعی میں گھبراہٹ شروع چکی تھی۔

نینا دروازے کی جانب بڑھی وہ جلد از جلد یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ اس کی چھٹی حس آلارم دے رہی تھی۔ اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔ نینا نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی جس سے وہ ابھی ابھی اندر داخل ہوئی تھی۔ مگر وہ دروازہ لاکڈ تھا یا پھر اسے باہر سے کوئی لاک کر چکا تھا۔

نینا کے دل کی دھڑکن نے بے اختیار سپیڈ پکڑی تھی۔ ماتھے پر ننھے ننھے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

کوئی ہے؟ کھولو دروازہ۔۔۔ نینا نے زور سے دروازہ بجایا تھا۔

اسی اثناء میں ایک کمرے سے دلاور خان نکل کر آیا۔

سفید شلوار قمیض پہنے اپنی گھنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نینا کی طرف بڑھا۔

دلاور خان کو دیکھ کر نینا کی جان میں جان آئی تھی۔ رکی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں۔

مسٹر دلاور خان،،، پتہ نہیں کس نے باہر سے دروازہ بند کر دیا اور آپ نے بولا تھا کہ یہاں بہت بڑی پارٹی ہے مگر یہاں تو ایسا کچھ نہیں ہے۔ نینا نے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو اپنی ساڑھی کے پلو سے صاف کیا تھا اور اپنی رکی ہوئی سانسوں کو بحال کیا تھا۔

آج یہاں ایسا اس لیے کچھ نہیں لگ رہا۔ کیونکہ آج یہاں پر پارٹی ہے ہی نہیں۔ دلاور خان پر اسرار سا مسکرایا تھا۔

کیا مطلب؟ نینا اچھنبے سے بولی۔

مطلب چھوڑو۔ پہلے آج یہ جان لو کہ تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔ تمھاری نازکی، تمھارا کندن جیسا خوبصورت بدن اس ساڑھی میں غضب ڈھا رہا ہے اور تمھارا حسن اس خوبصورت رات میں مجھ پر بجلی بن کر گر رہا ہے۔ تمھارے بدن کے نشیب و فراز مجھے ایسے اٹریکٹ کر رہے ہیں کہ میں تمھیں حاصل کرنے کے لیے مرا جا رہا ہوں۔ مجھے تو پسینے آ رہے ہیں کوئی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے بھلا۔

ارمان خانزادہ بہت لکی ہے۔ جو کتنی ہی بار اس خوبصورت بدن کی گہرائیوں میں اترا ہو گا۔

رات رات بھر تمھیں پیار کیا ہو گا۔ کیا عیش تھے اس کے یار۔

کیا کمال بیوی ملی اسے۔

دلاور خان نے نینا کے دونوں اطراف میں اپنے ہاتھ پن کرتے ہوئے اس کے لبوں کو اپنی نگاہوں سے فوکس کرتے ہوئے آنکھ ماری تھی۔

نینا دروازے کے ساتھ لگی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بے یقینی سے دلاور خان کو تکے جا رہی تھی۔

کک کک کیا آپ تت تم کیا کہہ رہے ہو دلاور خان؟ نینا کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

پورا بدن کانپنے لگا تھا۔

دلاور خان نہیں،،۔ دلاور رئیس خانزادہ۔۔۔

دلاور خان نینا سے دور ہوتا اونچی آواز میں دھاڑا تھا۔

نینا اس کی اونچی دھاڑ پر لرز اٹھی تھی۔

وہ رئیس خانزادہ جس کے بھائی کو تمھارے شوہر نے مار ڈالا تھا۔ جس کی عزت کو تمھارے شوہر نے بھرے جرگے میں، بھرے گاؤں میں دو ٹکے کا کر دیا تھا۔

میں نے بھی خود سے وعدہ کیا تھا عہد لیا تھا کہ تب تک تمھارے شوہر کو زندہ رکھوں گا۔ جب تک اس کی عزت کو برباد نہ کر ڈالوں۔ دیکھو آج اس کی عزت میرے پاس ہے۔

آج تمھاری عزت کے ساتھ کھیل کر اس کے منہ پر تماچہ ماروں گا۔ تمھاری تار تار حالت دیکھ کر ارمان خانزادہ خود ہی بے موت مر جائے گا۔

تت تت تم کیا کہہ رہے ہو؟ تم نے میری اتنی مدد کی، مجھے شہر حفاظت سے پہنچایا تھا۔ وہ سب کیا تھا؟ نینا گھٹی گھٹی آواز میں بولی تھی۔ دلاور خان کی باتیں سن کر نینا پر لرزہ طاری ہوا تھا۔ وہ نینا جو کبھی کسی بھی سیچویشن سے گھبراتی نہیں تھی۔ مگر آج وہ بہت خوفزدہ تھی۔ اتنی خوفزدہ کہ اس کے منہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔

تم بہت بے وقوف ہو۔ تمھارے جیسی ہر عورت بے وقوف ہوتی ہے۔ جو کسی بھی مرد پر آنکھیں بند کر کے یقین کر لیتی ہے۔

میں یونیورسٹی میں تم سے ملا تھا۔ وہ اتفاق نہیں پری پلین تھا۔

ارمان خانزادہ پر میری پوری نظر تھی۔ لیکن اس دن فنکشن میں تمھیں دیکھا۔ تمھارا حسن دیکھ کر میں پاگل ہو گیا۔ تمھارے بارے میں میں نے ساری انفارمیشن نکلوائی تھی۔ میں جان چکا تھا تم ایک جذباتی اور اپنی مرضی کرنے والی لڑکی ہو۔ تمھیں بہت آسانی سے باتوں کے جال میں اپنے قابو کیا جا سکتا ہے۔

میں یونیورسٹی میں آیا مگر اس دن ارمان خانزادہ نے مجھے دیکھ لیا اور وہ پاگل ہو گیا اس کی آنکھوں میں تمھارے لیے جنون دیکھ کر تو میں حیران رہ گیا۔۔ تم تو ارمان کی کمزوری نکلی۔۔

اور ارمان خانزادہ کو تمھارے ذریعے ہی شکست دی جا سکتی تھی۔

مگر ارمان خانزادہ راتوں رات ہی تمھیں یہاں سے لے کر چلا گیا۔

وہ جانتا تھا تم میری باتوں میں آجاؤ گی۔ وہ تمھیں روک نہیں پائے گا۔۔ وہ تمھیں مجھ سے بچا کر لے گیا۔ وہ اپنی عزت کو مجھ سے بچا کر لے گیا۔ دلاور خان ہنسا تھا۔۔

نینا دروازے کے ساتھ لگی بلکل سٹل تھی۔۔ چہرے کا رنگ خطرناک حد تک سفید پڑا تھا۔۔

میں نے راستے میں تم لوگوں پر حملہ کروایا تا کہ ارمان خانزادہ کو مار کر تمھاری عزت تار تار کر سکوں۔ اس دن تو میرے سارے گارڈز بھی بہت بھوکے تھے۔ کیونکہ میں نے انھیں تمھاری یونیورسٹی کے فنکشن کی تصویریں جو دکھائیں تھیں۔ تمھیں اس دن سب کا نوالہ بنانے کا ارادہ تھا میرا۔

مگر افسوس ارمان خانزادہ نے تمھیں اس دن بھی بچا لیا۔ دلاور مکروہ ہنسی ہنسا تھا۔ نینا سائیں سائیں سماعتوں کے ساتھ سب سن رہی تھی۔

وہ تمھیں بچا کر حویلی لے گیا۔ وہ جانتا تھا تم وہیں پر محفوظ رہ سکتی ہو۔ مگر میں نے وہاں بھی تم پر نظر رکھی ہوئی تھی پل پل کی خبر تھی میرے پاس۔

غنچہ ایک ایک خبر مجھ تک پہنچاتی رہی۔

بس تمھیں اس حویلی سے نکالنا تھا۔ اس کا موقع بختاور خان نے دے دیا۔

اس دن تم میری گاڑی کے آگے نہیں آئی تھی بلکہ میں خود تمھارے سامنے آیا تھا ارمان خانزادہ تمھیں کبھی اس حویلی سے جانے نہ دیتا چاہے تم کچھ بھی کر لیتی۔ کیونکہ اسے تمھیں مجھ سے محفوظ جو رکھنا تھا۔

جب تم ادھر سے بھاگی تھی۔ وہ تمھیں ہر حال میں ڈھونڈ نکالتا۔ کیونکہ تمھاری عزت کو مجھ سے خطرہ تھا۔ مگر میں نے پہلے ہی جھوٹی خبر پھیلا دی تھی کہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امریکہ جا رہا ہوں۔

ارمان خانزادہ نے تمھیں اس رات ڈھونڈا بہت ڈھونڈا مگر اس کا دھیان میری طرف نہیں گیا۔ وہ بیچارہ تو یہی سمجھتا رہا کہ میں ملک سے باہر ہوں۔ اس نے تو مجھے اس دن عدالت میں دیکھا تھا کیسے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں تھیں۔ کیسے اس کی آنکھوں میں لہو اترا تھا۔ تمھیں میرے ساتھ دیکھ کر۔ بیچارہ کیسے تمھارے آگے گڑگڑا رہا تھا۔ تم میرے ساتھ نہ جاؤ۔

افففف۔۔۔ سچ میں بہت مزا آیا تھا۔ ارمان خانزادہ کی بے بسی دیکھ کر۔۔۔ دلاور خان قہقہہ لگا کر ہنسا تھا اور نینا کو اوپر سے نیچے تک بہت بے باکی سے دیکھا تھا۔ اس کی نظریں اپنے بدن پر محسوس کرتے ہوئے نینا کا دل کیا تھا خود کو جلا لے، خود کو چھپا لے اور کچھ نہیں تو زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ نینا نے اپنی ساڑھی کا پلو اچھی طرح خود پر لپیٹتے ہوے لمبے لمبے گہرے سانس لے کر اپنی ہچکیوں پر قابو پایا تھا۔

اب تم سوچ رہی ہو گی کہ میں نے اس رات تمھیں کیسے چھوڑ دیا۔ جس رات تم حویلی سے بھاگی تھی۔

سچ بتاؤں تم اس بوسیدہ سے سوٹ اور بڑی سی چادر میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ دل کئی بار بے ایمان ہوا کہ تمھیں اپنے بستر کی زینت بنا کر تمھارے بدن کا خوب مزا لوں۔ دلاور خان نے نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔ کتنے ہی آنسو نینا کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے اس کے رخساروں سے ہوتے اب اس کی گردن میں جذب ہو رہے تھے۔۔۔۔ پھر سوچا صبر کروں صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے جس طرح بھرے جرگے میں مجھے بے عزت کیا گیا۔۔ میرے بھائی کو اس نے چھینا اسی طرح میں بھی ارمان خان کو بے عزت کرنا چاہتا تھا تمہارے ذریعے پوری دنیا کے سامنے۔۔۔۔ اور تم نے وہی کیا ارمان خانزادہ کی عزت کی تم نے دھجیاں اڑا دیں۔۔ اس کا کریکٹر تم ساری دنیا کے سامنے لے کر آئی۔ اس کا بھائی بھی اس سے جدا ہو گیا خیر ارمان خانزادہ واقعی میں عظیم نکلا اپنے بھائی کو خود ہی سزا دلوا دی مگر میں اس سے توڑ تو چکا ہوں۔۔ جیسے بھی تھا بختاور تھا تو ارمان کا بھائی اسے بھی میرے جتنا درد تو ہوا ہو گا۔ اب اسے آخری درد دینا ہے تاکہ وہ بلبلا اٹھے پاگل ہو جائے جب وہ تمہیں دیکھے اجڑا الٹا ہوا بے لباس تو پاگل ہو جائے گا۔۔ نیوز میں یہ خبر ائے گی کہ ارمان خانزادہ کی بیوی کا گینگ ریپ ہوا نینا سائیں سائیں سماعتوں کے ساتھ سب سن رہی تھی۔۔ گینگ ریپ! نینا کے لبوں سے کانپتے ہوئے نکلا ہاں "گینگ ریپ" دلاور خان کی ہنسی گونجی تھی اور پھر اس کی ہنسی کے ساتھ کچھ اور لوگوں کی بھی ہنسی شامل ہوئی تھی۔

سامنے ہی کمرے سے فراز چندری اور رمیض چوہدری نکل کر سامنے ائے تھے نینا انہیں دیکھ کر مزید خوفزدہ ہوئی آنکھوں کی پتلیاں ٹھہر گئیں تھیں، ساکت ہو چکی تھیں۔۔رنگ خطرناک حد تک زرد پڑا تھا۔۔

مجھے تو جانتی ہو گی نامسز خانزادہ کیا کرنے آئی تھی پارٹی میں میرے منہ سے سچائی اگلوانا چاہتی تھی تاکہ مجھے میری بیوی کی نظروں میں گرا سکو۔۔
قسم کھاتا ہوں نینا اگر اس دن تم مجھے تنہائی میں مل جاتی تو تم کسی بھی مرد کے قابل نہ رہتی۔
مگر ارمان خانزادہ اس دن تمہیں مجھ سے بچا کر لے گیا۔ لیکن ارمان خانزادہ نے میرے خلاف ثبوت اکٹھے کر کے میری بیوی کو دیے اور میری بیوی نے مجھے چھوڑ دیا۔
میں نے اسی دن سوچ لیا تھا تو میں نہیں چھوڑوں گا۔ ہمیں اپنی رکھیل بنا کر رکھوں گا۔رمیض چودری نینا کو اوپر سے نیچے دیکھتا ہوا گہرا مسکرایا تھا۔۔

تمہیں تو میں اسی دن دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا جس دن تم ارمان خانزادہ کے ساتھ مل کر، میرا شکار میرے ہاتھوں سے نکل گئی۔ دن رات صرف تمہیں سوچتا تھا۔۔ سوچا تھا کہ تمہیں عزت سے اپنی عزت بناؤں گا۔۔ مگر تم نے میرے خلاف میڈیا میں بیان دے کر اچھا نہیں کیا تھا۔۔

پھر سوچا عزت بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ تمھاری عزت اتار نا زیادہ اچھا رہے گا۔

مگر ارمان خانزادہ نے تمھیں مجھ سے بچا لیا۔ فراز چوہدری غصے سے پھنکارہ تھا۔

مگر آج نہیں بچا سکے گا۔ دلاور خان حلق کے بل چلایا تھا۔ نینا نے خوف سے ہچکی لی تھی اور دروازے کی طرف مڑتی ہوئی اسے کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ تینوں ہنس رہے تھے نینا کی بے بسی پر۔۔۔

نینا کو کچھ سمجھ نہ آیا تو اپنے آپ کو بچانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھی تھی تاکہ اوپر کسی کمرے میں خود کو لاک کر سکے۔ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف بڑھی ہی تھی کہ دلاور ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔ اسے پاؤں سے پکڑ کر کھینچا تو وہ سیڑھیوں سے لڑھکتی ہوئی نیچے آئی۔ نینا نے پوری قوت سے ٹانگ دلاور خان کے پیٹ پر دے ماری۔

نینا کی نازک ہیل دلاور خان کے پیٹ میں بہت زور سے لگی تھی۔

دلاور خان غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔ نینا کے چہرے پر کتنے ہی تھپڑ جڑ دیئے اور اسے بالوں سے پکڑ کر ہال میں پٹخا تھا۔

نینا اوندھے منہ گری تھی۔ خود کو سنبھالتے ہوئے سیدھی ہوئی وہ تینوں اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔

نینا خوف سے رینگتے ہوئے پیچھے کو کھسک رہی تھی۔ نینا نے دل ہی دل میں خدا کو مدد کے لیے پکارا تھا۔ خدا کے بعد اس نے اپنے شوہر کو پکارا تھا۔ اپنی موت کی دعا مانگی تھی۔ خدا سے کہ اللہ اسے موت دے دے۔ مگر اسے یوں رسوا نہ کرے۔ وہ اپنے شوہر کی رسوائی کا سبب مزید نہ بنے۔۔

رمیض نے آگے بڑھ کر نینا کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا تھا اور اس کی ساڑھی کا پلو کھینچا۔ جسے نینا نے اپنے شانے سے مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

ارے کب تک بچاؤ گی خود کو؟ کچھ ہی دیر میں تمھاری حالت دگرگوں ہو جائے گی۔ رمیض نے قہقہہ لگایا تھا اور نینا کی گردن پر جھکا اچانک سے باہر شدید فائرنگ ہوئی تھی اور دروازے پر بھی شدید فائرنگ شروع ہو چکی تھی۔

دلاور، رمیض اور فراز یکدم بوکھلا گئے تھے۔

نینا نے خوفزدہ ہوتے دروازے کی طرف دیکھا تھا۔ جہاں سے ارمان خانزادہ اندر داخل ہوا تھا۔

دلاور خان، رمیض چوہدری اور فراز چوہدری کے حواس ہی سلب ہو چکے تھے۔ ارمان خانزادہ لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ بندوق تھامے ان کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں کی

غضبناکی اور سرخی دیکھ کر دلاور خان کے پسینے چھوٹے تھے۔۔ نینا جلدی سے اٹھتی خود کو سنبھالتی دیوار کے ساتھ جا لگی تھی۔ اس کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ ارمان خانزادہ کی طرف بڑھتی۔ اس کی لہو رنگ آنکھوں میں دیکھتی۔

وہ دیوار کے ساتھ چپکی تھر تھر کانپتی لرزتے بدن کے ساتھ نظریں جھکائے کھڑی تھی۔ کتنے ہی آنسو اس کے رخساروں سے ہوتے اس کی کنپٹیوں پر جزب ہو رہے تھے۔ نینا نے اپنی ساڑھی کے پلو کو کمر سے لپیٹ کر اچھی طرح اپنے سینے پر کیا تھا۔۔۔ اس کا نازک بدن زلزلوں کی زد میں تھا۔ وہ ارمان خانزادہ کے سامنے نظر اٹھانے کے قابل نہیں رہی تھی۔۔

دلاور، رمیض اور فراز کے پاس اس وقت کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ رمیض اور فراز کی گاڑی میں ان کے پسٹل تھے۔ اور دلاور خان کی پسٹل اندر کمرے میں تھی۔

دلاور خان جلدی سے اپنی پسٹل لینے کے لیے کمرے کی طرف بڑھا تھا جب ارمان خانزادہ نے دلاور خان کی پاؤں میں فائر کیا تھا۔ دلاور خوف سے وہیں رُک گیا تھا۔۔۔

رمیض اور فراز چوہدری کی بھی خوف سے گھگی بندھی تھی۔ ان لوگوں۔ کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔ ارمان ان تک پہنچ جائے گا۔۔ دلاور نے یہ بنگلا ابھی ابھی خریدا تھا۔ اس کے بارے میں کسی کو پتہ نہیں تھا۔۔ باہر گارڈز بھی کھڑے تھے۔ اور انھیں یہی لگا تھا ارمان اور نینا میں سب ختم ہو گیا ہے ارمان تو آج اتنے درد میں ہو گا کہ اسے اپنی خبر نہیں ہو گی۔۔ بھائی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا اور یہ ارمان حانزادہ جیسے ایموشنل بندے کے

لیے بہت تکلیف دہ بات ہو گی وہ تو حویلی میں اپنے ٹوٹے بکھرے رشتے سنبھال رہا ہو گا۔۔یقیناً سب اس سے ناراض ہوں گے۔۔رُک جاؤ دلاور خان کیا سمجھا تھا تو نے بہت آسان ہے ارمان خانزادہ کی عزت پر ہاتھ ڈالنا۔

ارمان خان سرخ لال انگارہ آنکھیں لیے غیض و غضب کے ساتھ دلاور خان کی طرف بڑھا تھا اور اپنی بندوق کی پچھلے سائیڈ بہت زور سے دلاور خان کی کنپٹی پر ماری تھی۔

دلاور درد سے چلاتا صوفے پر گرا تھا۔

تو نے سوچ بھی کیسے لیا کہ تو ارمان خانزادہ کی عزت پر ہاتھ ڈالے گا اور وہ کچھ نہیں کر سکے گا۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تیرا غلیظ نکارہ وجود اسی شہر میں ہے، اسی ملک میں ہے تو میں کبھی نینا کو یہاں نہ آنے دیتا۔۔اس رات زمیں کھود کر بھی اسے نکال لیتا۔۔ہر حال میں اسے حویلی واپس لاتا۔مجھے لگا تو ادھر نہیں ہے تو اور کسی کی ہمت بھی نہیں ہو سکتی ارمان خانزادہ کی عزت کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی۔۔

مگر میں اپنی بے خبری میں مارا گیا۔

میں آچھی طرح جانتا تھا نینا یہاں ہے۔۔ایک ہاسٹل میں رہائش پذیر ہے۔۔مگر تیری خبر نہ ہو سکی آچھی چال چلی تو نے۔۔

اس دن عدالت میں تجھے دیکھ کر پل پل تجھ پر میں نے نظر رکھی ہوئی تھی۔

تیری ایک ایک حرکت پر میرے آدمیوں نے نظر رکھی ہوئی تھی۔

تو نے ان غلیظ نگاہوں سے میری عزت کو دیکھا اس پر گندی نظر ڈالی اور آج دھوکے سے سے یہاں بلایا۔ ارمان خانزادہ آج تجھے چھوڑے گا نہیں۔ ارمان خان نے اپنی بندوق کا پچھلا حصہ اب کی بار اس کی آنکھ پر مارا تھا۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی اسے چھونے کی؟ عزت ہے وہ میری، بیوی ہے وہ میری۔ ارمان خان حلق کے بل پھولتی سانسوں کے ساتھ دھاڑا تھا۔

نینا کی انکھوں سے آنسو جھرنے کی طرح بہنے لگے تھے۔ نینا نے اپنے چکراتے سر کو تھام تھا۔ وہ آج بھی اسے اپنی بیوی، اپنی عزت کہہ رہا تھا۔ جس نے اس کی عزت روندنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

فراز چوہدری آہستگی سے پیچھے کی طرف کھسکا تھا۔ ارمان خان نے اپنی بندوق سے فراز کی ٹانگ پر فائر کیا تھا وہ دردناک چیخ مار تا زمین پر گر چکا تھا۔

رمیض چوہدری کی تو حالت غیر ہو چکی تھی یہ سب دیکھ کر۔

ارمان خان نے دوسرا فائر رمیض کی ٹانگ پر کیا تھا۔ رمیض کی دردناک چیخیں بھی پورے ہال میں گونجنے لگیں۔

نینا نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہچکیوں اور چیخوں پر کنٹرول کیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی ارمان اسے کیا سزا دے گا اتنا جانتی تھی وہ اسے چھوڑے گا نہیں۔۔ آج وہ اس لباس میں اتنی بنی سنوری اتنے غیر مردوں میں تن تنہا تھی۔۔ جو اس پر کسی کی نظر یہاں تک کہ اپنے بھائی کی

نظر برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔وہ تو آج اسے بڑی دردناک سزا دے گا۔۔نینا کا بدن خوف سے لرز رہا تھا۔۔

ارمان خان کی توجہ بھٹکتی دیکھ کر دلاور خان نے ساتھ ٹیبل پر پڑا گلدان اٹھا کر ارمان خان ک سر پر دے مرا تھا۔ بھری گلدان ارمن خان کے سر پر لگا تھا خون کا فوارہ چھوٹا تھا۔

نینا کی چیخ اب کی بار گونجی تھی وہ تڑپتے ہوئے بدحواسی کے عالم میں ارمان خان کی طرف بڑھی۔

ارمان خان نے لال انگارہ لہو برساتی آنکھوں سے اس کی طرف ایک پل کو نگاہ کی تھی اور ہاتھ کے اشارے اسے خود کی طرف بڑھنے سے روکا تھا۔

نینا مزید تڑپ کر رہ گئی تھی۔اس کی آنکھوں میں اپنے لیے اجنبیت اور نفرت دیکھ کر۔۔

ارمان خان نے اپنی بندوق سے بے دریغ دلاور خان کے چہرے پر وار کیے۔۔تو دھبہ ہے خانزادہ کے نام پر۔۔۔خان ایسے ہوتے ہیں کیا؟۔۔اپنی دشمنی میں کبھی عورت کو لاتے ہیں کیا؟ تیری دشمنی مجھ سے تھی۔۔مجھ سے لیتا بدلہ۔۔میری عورت کو بیچ میں کیوں لایا۔بول ریس خانزادہ۔۔۔ارمان حلق کے بل چیخا تھا۔۔

نہیں نہیں تو خانزادہ نہیں ہو سکتا۔یقیناً تیرے اندر کسی اور کا خون ہے۔۔تو کسی گندی نالی کا کیڑہ ہے۔۔ارمان چلایا۔۔

ارمان۔۔۔۔۔

دلاور خان چلایا۔۔

کیوں چلا رہا ہے برا لگ رہا ہے تجھے گالی دی۔۔ تو گالی ہی ہے۔ تجھے کیا لگا تھا ارمان خانزادہ تجھے چھوڑ دے گا۔۔ میں نے اپنے بھائی کو نہیں چھوڑا۔ کیونکہ اس نے گھر کی عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالا تھا۔ تو تجھے کیسے چھوڑ دوں گا تو نے میری عورت کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی۔

تجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں دلاور خان۔۔۔۔ لیکن میں تجھے اتنی آسان موت نہیں دوں گا۔

ارمان خان نے اس کی ٹانگوں پر کئی فائر کیے تھے۔ آج کے بعد تو چلنے کے قابل بھی نہیں رہے گا۔

رحیم خان ارمان خان چیخا۔

رحیم خان ارمان خان کی دھاڑ سن کر اندر آیا تھا۔

ان تینوں کو لے جاؤ یہاں سے اور ان تینوں کو اتنی اذیت دو کہ یہ بھول جائیں کہ ان کی پہچان کیا ہے اور کسی دوسرے کو بھی پہچاننے کے قابل نہ رہیں یہ۔۔۔۔

جی چھوٹے خان۔ رحیم خان سر تسلیم خم کرتا بولا۔

نینا کی حالت مزید خراب ہو چکی تھی۔۔اس کا تو یہ حال تھا کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔۔وہ سٹل پتھرائی ہوئی دیوار کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔۔یہاں تک کہ ارمان کے خوف سے اُضس نے اپنی سسکیاں روک دی تھیں۔۔وہ تو جیسے سانس روکے کھڑی تھی۔۔

ارمان نے اپنی چادر نینا کی طرف پھینکی تھی۔جسے نینا نے بے تحاشا کانپتے ہوے اپنے گرد لپیٹی تھی۔

ارمان نینا کی طرف بڑھا تھا اور اس کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں تھا متا بنا اس کی طرف نگاہ کیے باہر کی طرف بڑھا۔

نینا نظریں جھکائے کانپتے ہوئے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔بلکہ خود کو گھسیٹ رہی تھی۔۔

ارمان خان اسے لیے اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔ارمان خان کے گارڈز جو درجنوں کی تعداد میں باہر ہی کھڑے تھے اس کی طرف بڑھے۔ارمان خان نے انھیں اپنی طرف بڑھنے سے روکا اور انھیں وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

ارمان خان اس سے پہلے گاڑی کی طرف بڑھتا۔

مسٹر خان۔۔۔۔۔نینا نے سسکی لیتے ڈرتے ہوے اسے پکارا تھا۔

مم میں،،۔یہاں پر مم مم مجھے،،یہاں پر پپ،،پارٹی میں بلایا تھا میری دوست نے مجھے کہا کہ سب آ گئے ہیں۔

ارمان خان نینا کی بات پر وہیں پر رُک گیا تھا۔مگر پلٹ کر نینا کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

نینا نے گلابی ہوئی آنکھوں کے ساتھ تڑپتے ہوئے اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر ارمان خان کی پشت کو دیکھا۔ آج یہ انسان اسے خود سے صدیوں کی مسافت پر لگا تھا۔

کس زباں سے میں بولوں ہو سکے معاف کر دو
اپنے دل کو میری طرف سے تم کر دو
سامنے آیا جو سچ جھک گئی میری آنکھیں
تم نے ہنس کہ اُٹھائیں دل پہ ہر تیکھی باتیں
یوں ہی چپ چاپ جلے روشنی تم نے ہے لٹائی

آپ مم میرا یقین کریں مم مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہاں پر کوئی نہیں ہے۔
میری دلاور خان نے مدد ضرور کی تھی مگر اس نے کبھی آج سے پہلے مجھ سے ایسی کک کوئی بات نہیں کی اور کک کبھی میرے قریب نہیں آیا۔
میں آپ کی صرف مم مم میرا مطلب ہے میں۔۔۔۔ نینا اس سے آگے بلک بلک کر رو پڑی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیسے اس کی بد گمانی دور کرے۔ اسے اپنے کردار کی صفائی دے۔

جانتا ہوں تم آج بھی صرف میری ہو۔۔ صرف میری۔۔۔ تمھارا بدن آج بھی صرف میرا ہے۔ میں ہی پہلا اور آخری انسان ہوں جو تمھارے قریب آیا اور یہ بھی جانتا ہوں کہ تمھارا دل آج بھی میرا نہیں ہے۔۔ اور تم آج بھی میری نہیں۔۔۔۔

مجھے بہت پہلے یہ بات پتہ چل چکی ہے۔ صرف جسموں کے ملاپ سے انسان ایک دوسرے کا نہیں ہوتا۔ ایک ہونے کے لیے دلوں کا ایک ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اور میں تمھارے معاملے میں اتنا خوش قسمت نہیں اور نہ اب مجھے تمنا ہے تمھیں پانے کی۔۔۔

ارمان خان اس کی طرف پشت کیے بولا اور پھر اس کی طرف رخ پلٹا تھا۔

اور نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں اپنی سرخ خون اتری آنکھوں سے دیکھا تھا۔

آئیندہ میرے سامنے اپنے کردار کی صفائی نہ دینا۔ مجھے ذرا بھی تم پر شک ہوتا تو سب سے پہلے آج گولی تمھارے سینے میں اتارتا۔

ارمان خان سرد آواز میں بولتے ہوئے اسے کلائی سے پکڑے گاڑی کا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھایا تھا اور خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

پورے راستے ارمان خان خاموشی سے بے تحاشا سرد تاثرات کے ساتھ لب بھینچے ڈرائیو کرتا رہا اور نینا آنسو بہاتی نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

اسے نہیں پتہ تھا ارمان خانزادہ اسے کہاں لے کر جا رہا ہے۔ شائد اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تہہ خانے میں بند کرنے کے لیے لے کر جا رہا ہے۔ یا پھر اسے شائد موت دے دے۔۔ جو بھی تھا وہ خود کو اس کی سزا کا حقدار سمجھتی تھی۔۔

ارمان خان اسے اس کے ہاسٹل کے آگے چھوڑ کر گاڑی زن سے بگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

رمل ہاسٹل کے کمرے میں بیٹھی کافی پریشان تھی۔ بختاور کو سزا ملنے کے بعد سعدیہ بیگم کی طبعیت کافی خراب ہو گئی تھی۔ بی پی کافی شُوٹ کر گیا تھا۔ ارتضیٰ خان تو سعدیہ بیگم کو رکھنے کو ہی تیار نہ تھے۔

سعدیہ بیگم یہاں ارمان خان کے پاس اس کے گھر میں تھیں۔

سعدیہ بیگم کافی دنوں سے یہاں شہر میں ارمان خان کے پاس اس کے گھر میں موجود تھیں اور ان کی طبیعت کے پیشِ نظر ارمان خان نے رمل کو یہیں بلوا لیا تھا۔

آج ان کی طبیعت اتنی خراب ہو گئی تھی کہ انھیں ہاسپٹل لاتا پڑا۔

سعدیہ بیگم کی طبیعت ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی کچھ سنبھلی تھی۔ دوائیوں کے زیرِ اثر وہ سو رہی تھیں۔ رمل کی پریشانی کی وجہ ارمان خان تھا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے سعدیہ بیگم کے پاس روم میں ہی بیٹھا تھا۔

اچانک ہی ایک فون کال آنے پر وہ حواس باختہ ہو گیا تھا۔ چہرہ پل میں لہو رنگ ہوا تھا۔ وہ جتنے غصے میں یہاں سے گیا تھا۔ رمل کو کافی پریشان کر گیا تھا۔ ایسا کیا ہوا کہ ارمان لالا ایسے یہاں سے گئے ہیں۔ رمل نے پریشانی سے اپنی ہتھیلیاں مسلتے ہوے سوچا۔

ڈاکٹر نے کچھ میڈیسن اور انجیکشن منگوائے تھے۔ باہر کوئی گارڈ نہیں تھا اور نہ ہی رحیم خان موجود تھا اور نہ ہی رمل کے پاس کوئی فون تھا۔ رمل کافی سوچ وبچار کے بعد خود ہی میڈیسن لینے کے لیے کمرے سے باہر آئی تھی۔

رمل اپنے دھیان چل رہی تھی کہ سامنے سے اسے وہ شخص آتا دکھائی دیا جسے دیکھنے کو، ملنے کو دل ہر وقت تڑپتا تھا۔ مگر وہ ہمیشہ اس سے نہ ملنے کی دعا کرتی تھی۔

روحان بلو جینز پر بلو ہی شرٹ پہنے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اپنی چاکلیٹی پرسنیلٹی کے ساتھ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے کسی دوست سے باتیں کرتا آرہا تھا.

رمل اچانک سے رخ پلٹ گئی تھی۔۔ وہ ہاسپٹل کے کمروں کے باہر کاریڈور میں موجود تھے۔ ہاسپٹل اس شہر کا سب سے مہنگا اور بڑا ہاسپٹل تھا۔ یہاں پر ائیویٹ کمرے ایک دوسرے سے کافی دور تھے۔ اور یہ ہاسپٹل کا یہ حصہ بھی کافی پر سکون اور خاموش تھا۔۔۔

رمل کو کچھ سمجھ نہ آیا تو پاس ہی ایک کمرہ جو کہ خالی تھا اس میں کوئی پیشنٹ نہیں تھا۔ اس روم کا دروازہ کھلا ملا تو جلدی سے اس روم میں داخل ہو گئی اور دروازے کے ساتھ لگ کر اپنی رکی

ہوئی سانسوں کو بحال کرنے لگی۔ مگر کتنے ہی آنسو آنکھوں سے ہوتے رمل کے ریشمی رخساروں پر بہنے لگے۔ اور کتنی ہی دیر دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے آنسو بہاتی رہی۔ رمل نے اپنی دھڑکنوں کے اشتعار پر قابو پاتے ہوے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا جو اس دشمنِ جاں اس ستم گر کو دیکھ کر پسلیوں سے سر ٹکرا رہا تھا۔

رمل کافی دیر تک دروازے کے ساتھ لگی گہرے سانس لیتی رہی۔ اور پھر اپنے آنسو صاف کرتے ہوے اہستگی سے دروازہ کھول کر باہر نکلی تو اس کی دل کی دھڑکنوں نے پھر سے اودھم مچایا تھا۔ چہرہ خوف سے ذرد پڑا تھا وہ دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے ہوئے تھا۔

رمل نے جلدی سے وہاں سے جانا چاہا تھا کہ روحان کے الفاظ پر اس کے قدم ٹھرے تھے۔

تو دھرتی پہ چاہے جہاں بھی رہے گی
تجھے تیری خوشبو سے میں پہچان لوں گا
اگر بند ہو جائیں گی میری آنکھیں
تجھے تیری دھڑکن سے میں پہچان لوں گا

روحان آنکھیں بند۔کیے ہی بولا تھا۔رمل کا رنگ سرخ پڑا تھا۔رمل نے اپنی دھڑکنوں پر قابو پاتے ہوے اپنے قدم گے بڑھاے ہی تھے کہ روحان نے اپنی سرخ انکھیں کھول کر رمل کو اس کے بازو سے پکڑ کر خود کے قریب کرتے ہوے دیوانوں کی طرح اس کے چہرے پر اپنی بے قرار پیاسی نظریں جمائیں۔۔رمل کے بازو پر اپنی سخت وحشی گرفت جماتے ہوے اسے خود کے اتنے قریب کیا تھا کہ رمل کے ہونٹوں سے روحان کے لب ٹکرا رہے تھے۔روحان کی تپش ذدہ آنچ دیتی سانسیں رمل کے چہرے اور ہونٹوں کو چھو رہی تھیں۔۔جس میں رمل جھلس رہی تھی۔۔۔

رر ر،،،روحان چھوڑو مجھے رمل اس کی آنکھوں میں سرخ ڈورے دیکھ کر کپکپاتے ہوئے بولی۔

تمھیں کیا لگا تھا مِس رمل روحان شاہ۔۔۔۔روحان شاہ کو تمھاری موجودگی کا پتہ نہیں چلے گا۔تم میرے سامنے آؤ گی اور مجھے خبر نہیں ہو گی۔یہ چہرہ دن رات، ہر پل میری نگاہوں سے کبھی اوجھل ہوتا ہی نہیں ہے۔

تمھارا الوژن ہر پل مجھے محسوس ہوتا ہے۔یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ تمھارا الوژن ہے میں کبھی اسے جھٹلاتا نہیں۔جہاں مجھے نظر آئے میں اس کے پیچھے کھنچا چلا جاتا ہوں اور پھر

دیوانوں کی طرح گھنٹوں اس سے باتیں کرتا ہوں۔اسے سے اپنی آنکھوں کی دید بجھاتا ہوں۔اور آج جب حقیقت کا روپ دھار کر تم میرے سامنے آؤ گی اور روحان شاہ کو اس کا احساس نہیں ہو گا۔ تمھیں پہچاننے کے لیے تمھاری خوشبو ہی کافی ہے۔۔میرے دھڑکنوں نے بے ترتیبی سے دھڑکتے ہوے مجھے تمھاری مجودگی کا اپنے گرد ہونے کا احساس کروادیا تھا۔میں تو کب سے باہر کھڑا تمھاری سانسوں کا رقص سن رہا تھا۔۔ تمھاری سسکیاں سن رہا تھا۔۔

روحان رمل کے بازو کو سختی سے جکڑے اسے خود کے بے حد قریب کرتے اس کے چہرے کو دیوانوں کی طرح تکتے ہوئے بولا۔اور اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے اس کی آنکھوں کی نمی صاف کی تھی۔

روحان چھوڑو مجھے۔لالا نے دیکھ لیا تو بہت بُرا ہو گا۔رمل نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا۔

روحان رمل کو کلائی سے جکڑے روم میں داخل ہو چکا تھا۔اسے دروازے سے لگائے دروازہ اندر سے لاک کیا تھا۔روحان یہ کیا کر رہے ہیں آپ؟ ہوش میں تو ہیں۔رمل دبے انداز میں غصے سے غرائی تھی۔

شششش،،،روحان نے رمل کے ہونٹوں پر اپنی شہادت کی انگلی جمائی۔۔

کچھ مت بولو۔ کچھ مت کہو۔ بس مجھے اپنی دھڑکنیں سننے دو۔ خود کو محسوس کرنے دو۔ کتنا تڑپا ہوں میں تمھارے لیے۔

ہجر کی گہری راتوں نے مجھے تمھارے اس تل نے سونے نہیں دیا۔ روحان نے بے قراری سے اب اپنی انگلی رمل کے نچلے لب کے نیچے تل پر رکھی تھی اور پھر بے قراری سے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔

اتنی شدت سے ان ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا کہ رمل تڑپ اٹھی تھی۔ آج سے پہلے روحان نے اسے اتنی شدت سے نہیں چھوا تھا۔ وہ تو اسے ہمشہ بہت نرمی سے چھوتا تھا۔ مگر آج اس کے لمس میں برسوں کی تشنگی تھی۔ اک پیاس تھی جنون تھا جسے وہ رمل کے نازک لبوں پر اتار رہا تھا۔

رمل نے تڑپتے ہوئے روحان کو خود سے دور کرنا چاہا مگر روحان کی شدت اور گہری ہوئی تھی۔

اتنی شدت سے وہ اس کے ہونٹوں کے ساتھ لپٹا تھا کہ رمل اسے خود سے الگ نہیں کر پا رہی تھی۔

رمل کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے مگر آج روحان شاہ کو اس کے آنسوؤں کی بھی پرواہ نہیں تھی۔

وہ ویسے ہی اس میں کھویا سب کچھ بھلا چکا تھا۔ خون کا ذائقہ اب روحان کو اپنے حلق میں اترتا مسوس ہو رہا تھا۔ مگر آج وہ پیچھے ہٹنے کو تیار نہ تھا۔ ایسا جنون تھا ایسی دیوانگی تھی ایسی تڑپ تھی آج روحان کے شدت میں،،، اس کے سلگتے ہوئے، دہکتے ہوئے لمس میں رمل کا وجود جیسے جل کر انگارہ ہو رہا تھا۔۔ وہ جھلس رہی تھی۔۔ اس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔۔ مگر آج وہ بے رحم بنا ہوا تھا۔۔

روحان نے اسے چھوڑا تو رمل نے اپنی ٹوٹی بکھرتی سانسوں کو سنبھالتے ہوئے لمبے گہرے سانس لیتے اپنے کانپتے وجود کو سنبھالا تھا اور گہری گلابی آنکھوں سے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔ا

روحان بھی گہرے سانس لیتا اپنی متاع حیات کو سرخ بوجھل گہری نظروں سے دیکھے جا رہا تھا۔ وہ سامنے تھی اک پیاس اک تشنگی روحان کے روم روم میں سماتے ہوے اسے اس کے بے قرار کر رہی تھی۔ روحان کا پورا وجود دہک اٹھا تھا۔۔ اسے مکمل طور پر حاصل کرنے کے شورش جذبات انگڑائی لے کر بیدار ہوے تھے کہ روحان جیسا مظبوط مرد جسے اپنے آپ پہ بہت کنٹرول تھا۔۔

آج اسے خود سے ڈر لگنے لگا تھا۔ روحان نے گہرا سانس لیتے ہوے خود پر قابو پایا تھا اور پھر بے بسے بسی سے ایک زوردار مکہ دیوار پر دے مارا۔۔ رمل نے گہری گلابی ہوتی آنکھوں سے اسے زخمی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

روحان کی نظر اس کے ہونٹوں کے زخم پر تھی جو اس کی شدت پر اس کے ہونٹوں پر آیا تھا۔

روحان نے بے قراری سے تڑپتے ہوے اپنی انگلی اس کے زخم پر پھیری تھی۔

رمل نے اپنے ہاتھ سے اس کی انگلی جھٹکی۔۔

مسٹر روحان شاہ،،، یہ زخم کچھ بھی نہیں ہے جو زخم آپ نے میرے دل پر لگایا ہے۔ وہ کبھی نہیں بھر سکتا کیونک اُس زخم کا گھاؤ بہت گہرا ہے۔ کوئی مرہم نہیں بھر سکتا۔ رمل روحان کو خود سے دور کرتے ہوئے چلائی تھی۔

وہ گھاؤ صرف روحان شاہ کی محبت ہی بھر سکتی ہے۔ روحان رمل کے پھر سے قریب ہوا تھا اور اپنے لب رمل کے ہونٹ کے زخم پر رکھے تھے۔ بہت نرمی سے اب کی بار اس کے ہونٹوں کو چھوا تھا۔

جو محبت آپ کو مجھ سے نہیں ہے۔ روحان وہ تو بدلہ تھا جو آپ نے ارمان لالا سے لیا۔ اور مجھے استعمال کیا۔ رمل نے سسکتے ہوے روحان کو دیکھتے ہوے کہا۔۔

نہیں رمل،،، جب مجھے تم سے محبت ہوئی مجھے نہیں پتہ تھا کہ تمھارا بھای نینا کو جانتا ہے۔ یہ تو مجھے بہت بعد میں پتہ چلا تب تک تو تمھارا عشق میرے پورے وجود میں سرایت کر چکا تھا۔ میری رگوں میں تم لہو بن کر دوڑنے لگی تھی۔ روحان کی سرخ آنکھوں میں تیرتی نمی دیکھ کر رمل استھزائیہ مسکرائی تھی۔

آپ کے عشق نے مجھے میرے لالا کی نظروں میں ہمیشہ کے لیے گرا دیا۔ وہ لالا جو مجھ سے اتنی محبت کرتے تھے خود سے بڑھ کر مجھے اور زرمینے کو اہمیت دیتے تھے۔

آج وہ میری طرف نگاہ نہیں کرتے۔ پتہ ہے روحان اس حویلی میں میں اور زرمینے کب سے گھٹ کر مر چکے ہوتے صرف ارمان لالا تھے جن کی وجہ سے میری اور زرمینے کی سانسیں چل رہی ہیں۔

وہ بابا کے ساتھ جب بھی باہر جاتے واپسی پر ان کے ہاتھ میں خود کے لیے کچھ نہ ہوتا میرے اور زرمینے کے لیے ڈھیر سارے کھلونے ہوتے۔ وہ گھنٹوں ہمارے پاس بیٹھ کر ہماری باتیں سنتے، ہمارے شکوے سنتے اور بڑے پیار سے ہمیں احساس دلاتے کہ وہ ہم دونوں سے کتنی محبت کرتے ہیں۔

اور میری عزت انہوں نے بچائی۔ اپنی جان پر کھیل کر میری عزت بچائی۔۔۔ اور میری عزت بچانے کے لیے انہوں نے خود کو خون بہا میں پیش کیا۔ میرا وہ بھائی جس نے میری ماں کی کوکھ سے جنم لیا تھا مجھ پر اپنی بندوق تان لی تھی۔۔ میرے لالا نے وہ گولی جو میرے حصے کی تھی وہ بھی اپنے وجود پر کھالی مگر مجھے ایک آنچ بھی نہیں پہنچنے دی۔۔ آپ نے مجھے اس بھائی کے سامنے شرمندہ کر دیا مجھے نظر اٹھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ رمل چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر بلک بلک کر رو پڑی تھی اور سسکتے ہوئے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

روحان کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ رمل کو اتنی تکلیف اتنا درد اپنی زندگی میں سہنا پڑا۔

روحان بھی رمل کے ساتھ پنجوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا اور تڑپتے ہوئے اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹانے چاہے۔

پتہ ہے روحان کتنا درد تھا اس دن ان کی آنکھوں میں، مان ٹوٹنے کا کرب تھا۔

پھر بھی انہوں نے اتنی بڑی بات کے بعد بھی مجھے کچھ نہیں کہا۔۔

اگر یہ سب کچھ حویلی میں کسی اور کو پتہ چلتا تو وہ میری جان کب سے لے چکے ہوتے۔ رمل سسکتے ہوئے بولی۔ رمل میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ میں تمھارے لالا سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگوں گا۔

میں تمھیں تمھارے لالا سے مانگ لوں گا۔ روحان نے رمل کے آنسو اس کے گالوں سے صاف کیے تھے۔ رمل اس کے ہاتھ جھٹکتے ہوئے کھڑی ہوئی تھی۔

یہ غلطی بھی مت کرنا روحان شاہ۔۔۔ میرے لالا کو اور تکلیف مت دینا۔۔ اب انھیں کوئی تکلیف آپ نے غلطی سے بھی پہنچائی تو میں کبھی آپ کو معاف نہیں کروں گی۔۔

رمل سرد انداز میں کہتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی تھی روحان نے اس کی گردن میں اپنا بازو حمائل کرتے ہوئے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوے اس کے گردن کے پیچھے اپنے دہکتے لب رکھے تھے رمل تڑپ کر رہ گئی

اپنے لالا کی آنکھوں میں تکلیف برداشت نہیں کر سکتی اور میری آنکھوں میں تمھیں میرا درد میرا کرب نظر نہیں آیا۔ میں تمھارے بغیر کیسے جی رہا ہوں وہ تمھیں نظر نہیں آیا۔

روحان نے جھٹکے سے اس کا رُخ موڑ کر اسے اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوے خود میں بہت زور سے بھینچا

نہیں رہ سکتا تمھارے بغیر۔۔۔ تمھارے لالا کو میری محبت کے آگے سرینڈر کرنا پڑے گا۔ ورنہ جان لے لوں گا میں اس کی۔۔۔ روحان رمل کی کان کی لو کو اپنے لب سے کاٹتا ہوا غرایا۔۔۔

میرے لالا کو جان سے مارنے کے لیے پہلے مجھے جان سے مارنا ہو گا۔۔۔ روحان شاہ،،، ایک بات یاد رکھنا میں آپ کی کبھی نہیں ہو سکتی۔

رمل نے روحان کو خود سے دور جھٹکتے ہوے کہا۔۔

تم میری ہو رمل صرف میری ہو رمل۔ میں کسی کو بھی تمھیں خود سے دور نہیں کرنے دوں گا۔ میری سانسوں کی ضمانت ہو تم۔ تم نہیں تو سانسوں کی ڈور پل میں ٹوٹ جائے گی۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔ خود سے بھی زیادہ تمھارے لالا کو اب میرے عشق کے آگے جھکنا پڑے گا۔ روحان نے چٹانوں سے مضبوط لہجے میں کہا۔

اب تو بالکل بھی ممکن نہیں ہے روحان۔۔ سب کچھ ختم ہو گیا۔ نینا بھابھی نے اپنی جدائی کی صورت میں جو درد بھائی کو دیا ہے۔ وہ انھیں بہت سنگدل بنا چکا ہے۔ انھیں اس پیار اور عشق نام سے بھی نفرت ہو چکی ہے۔

بہت جلد وہ آپ کے نام میرے نام کے ساتھ ختم کر دیں گے اور مجھے یقین ہے وہ اس کے لیے اب کی بار آپ کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔ پچھلی بار بھابھی کی محبت نے انھیں روک دیا تھا۔ اب جبکہ وہ محبت ختم ہو چکی ہے ہر احساس ختم ہو چکا ہے۔ وہ تم پر رحم نہیں کریں گے اس لیے دور رہو مجھ سے۔ رمل چٹختے اعصابوں کے ساتھ چیخ پڑی تھی۔۔۔

پھر تم بھی ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔ دنیا میں ایسی کوئی طاقت نہیں جو روحان شاہ کو تم سے الگ کر سکے۔ دور رہنا رہو۔۔ ساری عمر مجھے جدائی کا درد دینا ہے دو۔۔ تمھاری بے اعتنائی کا کرب تمھاری جدائی کا غم سہہ سکتا ہوں۔ مگر تمھارے نام کے ساتھ اپنا نام ختم نہیں کر سکتا۔ تمھیں کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔۔

تم۔ صرف روحان شاہ کی ہو اور روحان شاہ تمھارا۔۔

ساری عمر تمھیں میرا اور مجھے صرف تمھارا رہنا ہو گا۔ اور اب مرتے دم تک تم صرف میری ہو۔۔ اور میں تمھارا۔۔ مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے تمھارے بھائی کو تمھیں میری جان لینی ہو گی۔۔

اپنی زندگی میں تمھیں طلاق دوں گا یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ مر سکتا ہوں تمھیں نہیں چھوڑ سکتا۔ اس بار روحان شاہ تم سے وعدہ کرتا ہے تم پر اور تمھارے لالا پر ایک حرف نہیں آئے گا۔ تمھارے لالا کو بالکل ہرٹ نہیں کروں گا۔ انھیں اتنا مجبور کر دوں گا کہ وہ میری جان لے لیں۔ مگر تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے تمھیں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔

روحان نے سرد آواز میں کہتے ہوئے رمل کے ہونٹ کے نچلے لب پر اپنے لب رکھے تھے اور پھر اس کے زخم پر اپنی زبان کا مرہم رکھتے ہوے اس کے ماتھے کو عقیدت سے چوما۔ چاہوں تو تمھاری مرضی کے بغیر تمھیں یہاں سے لے جاؤں اس کے لیے مجھے کوئ نہیں روک سکتا تمھارا لالا بھی نہیں۔۔۔۔ میں موت سے نہیں ڈرتا تمھیں کھونے سے ڈرتا ہوں۔۔ تمھیں تمھاری رضا سے پانا چاہتا ہوں۔۔ تم میرے ساتھ ہو تو تمھاری آنکھیں جھکی نہ ہو۔۔ ان میں کوئ غم نہ ہو نہ اپنوں کو کھونے کا نہ ہی کوئ رسوائی کا۔۔ اسی لیے اس دن بھی تمھارے لالا کے ساتھ تمھیں جانے دیا۔ آج بھی تمھیں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔۔ لیکن عنقریب تمھارے لالا کو میری سچی محبت کے آگے جھکنا پڑے گا۔ اگر وہ تم سے بہت محبت کرتے ہیں۔ تو وہ تمھیں کسی ایسے ہاتھوں میں سونپے گے جو تمھیں خود سے بھی بڑھ کر چاہے۔ وہ میرے علاوہ کوئ نہیں ہو سکتا۔

روحان نم آنکھوں سے بولتا اس کا من موہنا روپ اپنی نگاہوں میں بساتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔

یہ کبھی نہیں ہو گا لالا کبھی نہیں مانیں گے۔۔۔ مجھے بھی اپنے لالا کی رسوائی کا ڈر نہ ہوتا تو کب سے خود کو ختم کر لیتی۔۔ آپ کے بنا کیسے جی رہی ہوں یہ میں ہی جانتی ہوں۔ رمل چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سسک سسک کر رو پڑی تھی۔۔۔

باسط بیڈ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا۔ باسط پتہ ہے میں کیا سوچ رہی ہوں؟ فریال نے اپنے ہاتھوں پر کریم کا مساج کرتے ہوئے پوچھا۔

فریال ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے ہاتھوں اور چہرے پر کریم کا مساج کر رہی تھی۔

باسط میں تم سے بات کر رہی ہوں دیواروں سے نہیں۔ فریال نے جھنجھلاتے ہوئے اس بار باسط کو پکارا تھا۔ جس نے اس کی بات پر کوئی رسپانس نہیں دیا تھا۔

بولو سن رہا ہوں۔ باسط خان نے مسکراتے ہوئے کہا مگر اپنی آنکھیں ابھی بھی نہیں کھولیں تھیں۔

باسط میں سوچ رہی ہوں میں اپنی نوز بنوالوں، آئی مین آج کل کافی ٹرینڈ میں ہے نوز میں رنگ پہنا۔ فریال نے ایکسائیٹڈ لہجے میں کہا۔

باسط خان کی آنکھیں پل میں لال ہوئی تھیں۔ نظروں کے سامنے اس دشمنِ جاں کا چہرہ آیا تھا اس کی ناک میں پہنا ہوا چمکتا ہوا چھوٹا سا ہیرہ یاد آیا تھا۔

باسط خان نے بُری طرح اپنے لب بھینچے تھے۔ اور بیڈ سے اٹھتا فریال کے قریب آیا تھا۔

تم ایسا نہیں کرو گی۔ بالکل بھی نہیں کرو گی۔ باسط خان وحشت کے عالم میں چلایا تھا۔

فریال اس گا خطرناک حد تک سرد لہجہ اور تنے ہوئے نقوش دیکھ کر کافی پریشان ہوئی تھی۔

باسط چھوڑو مجھے اِٹس ہرٹنگ۔۔۔۔ فریال نے اپنی کلائی چھڑواتے ہوئے کہا۔

باسط خان نے اسی پل فریال کی کلائی چھوڑی تھی اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے خود پر قابو پایا تھا۔

رُخ پلٹتے ہوئے لمبا گہرا سانس لیا تھا۔ فریال باسط خان کا اتنا ایکسٹریم ری ایکشن دیکھ کر الجھن کا شکار ہوئی تھی کہ اس نے ایسا بھی کیا کہہ دیا جو باسط کو اتنا بُرا لگا۔ حالانکہ باسط نے کبھی اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔ نہ اس کی ڈریسنگ پر کبھی کوئی اعتراض کیا تھا نہ اس کے باہر آنے جانے پر اور نہ اس کی جاب پر۔۔۔۔

آئی ایم سوری فریال۔۔۔ باسط خان نے اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے فریال سے معزرت کی۔

بات سوری کی نہیں ہے باسط،،، اگر تمھیں کوئی چیز بُری لگی ہے تو اس کے اظہار کرنے کے اور بھی طریقے ہوتے ہیں۔ تم مجھے ایک زبان سے کسی چیز سے منع کرو گے میں وہ کام نہیں

کروں گی۔ تم سے آگے مجھے کچھ نہیں ہے۔ مگر تمھارا اتنا ہارش رویہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ فریال نے سنجیدگی سے کہا۔

باسط اسے کیا بتاتا کہ انجانے میں وہ اس کے زخموں کو ادھیڑ چکی ہے۔ جسے وہ دن رات بھلانے کی کوشش کرتا۔ وہ اسی کا ذکر کر بیٹھی تھی۔ وہی چمکتی ہوئی چھوڑی سی نوز پن جب اسے نکاح کے بعد پہلی بار بارش میں بھیگتے ہوئے دیکھا تھا کتنی اٹریکٹ کی تھی۔ اب اسی نوز پن کی چمک ہر وقت اس کی آنکھوں کو چندیائے رکھتی تھی کہ اس کی آنکھیں نم۔ رہنے لگی تھیں۔

باسط خان فریال کو کچھ پل دیکھتا رہا اور پھر اپنا کوٹ پہنتے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھائے گھر سے باہر نکل گیا۔ فریال نے جھنجھلاتے ہوئے لوشن ڈریسنگ پر دے مارا تھا۔

باسط خان کافی دیر تک نیویارک کی سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا۔ اپنی بے سکونی اپنے اندر کا خالی پن اپنی بے چینی دور کرنے کے لیے نیویارک کے ایک نائٹ کلب کا رخ کیا۔ سائیڈ ایک ٹیبل پر بیٹھ کر اپنے لیے وہ مشروب آرڈر کیا جو شاید کچھ پل کے لیے اسے سکون دے۔ اس کی یادوں سے اسے رہائی دے دے۔ جو اس کے دل کا ناسور بن چکی تھیں۔

قطرہ قطرہ وہ مشروب اپنے اندر اتارتا رہا مگر دل کا درد پھر بھی حد سے تجاوز کر گیا تھا۔ کتنی گہما گہمی تھی کلب میں۔۔۔ خوبصورت کم عمر لڑکیاں برہنہ لباس میں رقص کر رہی تھیں۔

کچھ کپل ڈانس کرتے ہوئے دنیا و مافیا سے بے خبر ایک دوسرے میں مکمل طور پر گم تھے۔
کوئی شراب کے نشے میں دھت اپنی ہی ذات میں مگن تھا۔
باسط خان نے دو گھونٹ ہی اس مشروب کے بھرے تھے پھر گلاس اٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا کچھ لوگوں نے ذرا سی نظر اٹھا کر باسط خان کی ٹیبل کی طرف دیکھا تھا۔ اور دوبارہ سے وہ اپنے آپ میں میں مگن ہو گئے۔
یہ روز کی کہانی تھی یہاں کے لوگوں کی لوگ آتے نشہ کرتے، پھر بہکی بہکی باتیں کرتے گلاس توڑتے اور چلے جاتے۔
باسط خان بھی ان میں سے ایک تھا جو روز آتا اپنے لیے مشروب آرڈر کرتا دو گھونٹ بھرتا اور گہری سرخ آنکھوں سے وہ مشروب اٹھا کر زمین پر پھینک دیتا۔ اس مشروب کی پیمنٹ کرتا وہاں سے چلا آتا۔

واپس اپنے اپارٹمنٹ آیا تو فریال سو چکی تھی وہ کتنی دیر لاؤنج کی گلاس ونڈو سے باہر سڑک پر دیکھتا رہا۔

وہ جب یہاں آیا تو اس نے پورے خلوص سے فریال کو اپنایا تھا نہ صرف اپنایا تھا بلکہ دل سے تہہ بھی کیا تھا کہ وہ کبھی فریال کو کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ جو تکلیف جو اذیت اس کے وجود

سے زرمینے کو ملی ہے وہ فریال کو نہیں دے گا۔ وہ چاہ کر بھی زرمینے کے ساتھ نہیں رہ سکتا تھا۔

وہاں پاکستان میں حویلی میں نینا کا وجود اسے زرمینے سے محبت کرنے ہی نہیں دیتا تھا۔ ارمان خانزادہ کی نفرت اسے زرمینے کی طرف بڑھنے ہی نہیں دیتی تھی۔ وہ زرمینے کو اور تکلیف نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔ اسی لیے وہ زرمینے کو چھوڑ آیا اور آتے ہوئے اسے اپنا پتہ اور نمبر دے کر آیا تھا تاکہ جب وہ اس رشتے میں نہ رہنا چاہے صرف اسے ایک بار بتا دے وہ اسی وقت اسے چھوڑ دے گا۔ اگر زرمینے اس دن اس سے طلاق مانگ لیتی تو وہ بنا سوچے سمجھے اس اس رشتے سے آزادی دے دیتا۔

لیکن یہاں آکر اسے کیا ہوا اسے پتہ ہی نہ چلا کب اس کی نفرت اس کا عشق بن کر اس کی جان کا آزار بن گئی۔ وہ تو نینا سے محبت کرتا تھا مگر نینا تو اسے کبھی یاد نہیں آئی کبھی وہ اس کے لیے اس طرح سلگا نہیں تھا۔

اس نے اپنا فلیٹ چینج کر لیا اپنا نمبر تبدیل کر دیا صرف اس وجہ سے کہیں زرمینے اس سے طلاق نہ مانگ لے۔ اسی لیے اس نے ابھی تک گھر میں کسی سے رابطہ نہیں کیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آتا تھا اس کے دل میں یہ ڈر کیوں بیٹھ گیا ہے وہ تو اسے چھوڑ آیا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اب اسے کھونے سے دل ڈر کیوں جاتا تھا۔ کیوں وہ اپنا نام اس کے نام سے الگ نہیں

کرنا چاہتا تھا۔ اس نے خود ہی تو کہا تھا وہ آگے بڑھ جائے اور اب ایسا سوچ کر ہی اس کا دل ڈوبنے لگتا۔

درد دلوں کے کم ہو جاتے
میں اور تم اگر ہم ہو جاتے
کتنے حسیں عالم ہو جاتے
میں اور تم اگر ہم ہو جاتے
تیرے بنا نہ آئے سکون
نہ آئے قرار مجھ
عشق ادھورا دنیا ادھوری
خواہش میری کر دو نہ پوری
دل تو یہی چاہے تیرا اور میرا
ہو جائے مکمل یہ افسانہ میرا

افففف۔۔ باسط خان نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔ وہ واپس جانا چاہتا تھا۔ مگر وہ فریال کو کوئی تکلیف نہیں دے سکتا تھا نہ ہی اب وہ زرمینے کا سامنا کر سکتا تھا۔ اسے اب یہ زندگی ایسے ہی گزارنی تھی۔۔

تپتے صحرا دن رات اس کی یادوں کے ہجر میں چلتے ہوے جلتے ہوئے گزارنی تھی۔

باسط خان گہری سانس بھرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

باسط خان بیڈ پر لیٹے ایک نظر فریال کو دیکھا جو گہری نیند سو رہی تھی۔ کچھ پل فریال کے معصوم چہرے کو دیکھتا رہا اور پھر کروٹ بدل کر سونے لگا۔

آنکھیں بند کیے کچھ ہی دیر ہوئی تھی۔ اسے بارش برسنے کی آواز سنائی دی باسط خان نے بیڈ سے اٹھ کر کھڑکی کے بلائنڈ ہٹائے تھے۔ باہر بارش بہت زور سے برس رہی تھی۔

باسط خان کافی دیر تک کھڑکی سے برستی بارش کو دیکھتا رہا۔

فریال کی آنکھ کھلی تو باسط خان کو کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے پایا۔

باسط کیا ہوا؟ رات کے تین بج رہیے ہیں وہاں کھڑے کیا کر رہے ہو؟ فریال نے اپنی آنکھیں بمشکل کھولتے ہوئے موبائل میں ٹائم دیکھا تھا۔

فریال باہر کافی سردی ہے اور بارش بھی بہت تیز ہو رہی ہے۔ باسط خان کو اپنی آواز گہری کھائی سے آتے ہوئے محسوس ہوئی تھی۔

ہاں بارش تیز ہے اور باہر سردی بھی ہے۔ فریال نے کھڑکی کی طرف نگاہ کرتے ہوئے کہا۔ ایسے میں کسی کو اتنی سردی میں اتنی طوفانی بارش میں باہر کھڑا کر دیا جائے تو اسے کیسا لگے گا۔ باسط خان نے نم آنکھوں سے سوال کیا۔

کیا ہو گیا ہے باسط؟ کس طرح کے سوال کر رہے ہو؟ اتنی بارش میں اتنی سردی میں اگر کوئی انسان باہر ہو تو وہ تو یقیناً مر ہی جائے گا۔ فریال نے جمائی لیتے ہوئے باسط سے کہا تھا۔

یہ تم کیا باتیں لے کر بیٹھ گئے ہو باسط صبح مجھے آفس بھی جانا ہے یار۔۔۔۔ آکر سو جاؤ پلیز۔ فریال نے باسط خان کی پشت کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

تم سو جاؤ فریال اس بارش میں مجھے اب نیند نہیں آنے والی۔ فریال نے حیرانگی سے باسط خان کی پشت کو دیکھا تھا وہ پچھلے کچھ ماہ سے یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

وہ جب جب بارش ہوتی اسے ہی ساری ساری رات کھڑکی میں کھڑا گزار دیتا اور ہر بار اس سے یہ سوال ضرور کرتا۔ فریال نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے سوال کا جوب دیتی۔ مگر کبھی کبھی جھنجھلا جاتی۔ اس سے اس کی وجہ پوچھتی تو وہ بس خاموش نظروں سے اس کی طرف دیکھتا۔

ابھی بھی فریال کچھ پل باسط خان کو دیکھتی رہی اور پھر گہری سانس بھرتے آنکھیں بند کیے سونے لگی۔ وہ جانتی تھی باسط تو اب نہیں سوئے گا۔

باسط خان کافی دیر کھڑکی میں کھڑا رہا۔ اچانک اسے کھڑکی کے پار کوئی کھڑا دکھائی دیا تھا۔ زرمینے،،، باسط کے منہ سے سرسراتے الفاظ میں نکلا۔ باسط دیوانوں کی طرح تڑپتے ہوئے اپنے اپارٹمنٹ سے باہر آیا تھا۔

مگر باہر کوئی نہیں تھا۔ باسط کافی دیر تک کھڑا بارش میں بھیگتا رہا۔ جانے کتنی دیر۔۔۔ شاید اتنی ہی دیر جتنا زرمینے اس رات باہر رہی تھی۔ اور پھر ہارے ہوئے جواری کی طرح شکستہ قدموں سے اندر آیا تھا۔ ایک اور کالی سیاہ رات ہجر کی گہری رات کا اختتام ہوا تھا۔

نینا اپنے کمرے میں کب سے بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ وہ دن ہو گیے تھے۔ ہاسٹل سے باہر نہیں گئی تھی اور نہ ہی کمرے سے باہر نکلی تھی۔ ہاسٹل آکر اس نے اپنا لباس تو تبدیل کر لیا تھا۔ مگر ارمان کی شال خود کے وجود سے الگ نہیں کی تھی۔ نومبر کا مہینہ چل رہا تھا باہر کا موسم تو اچھا تھا۔ مگر روم کا ٹمپریچر ابھی بھی تھوڑا گرم تھا۔ مگر نینا ارمان کی شال خود سے جدا کرنے کو تیار نہ تھی۔۔ کیسے اتارتی اس میں سے ارمان خانزادہ کی مہک جو آرہی تھی۔ وہ تو اس مہک کو اپنے اندر اتارتی ہوئی اس کی شال کو بے تحاشا چوم رہی تھی۔۔

وہ ہر بار اسے بچاتا رہا جب سے اس کی زندگی میں آیا تھا۔ اسے پروٹیکٹ کرتا رہا۔ اسے یاد آیا تھا وہ کلام سیمینار میں رائمہ کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔ مگر ارمان نے اسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا۔۔ بلکہ اسے انسسٹ کیا تھا وہ اسی کے ساتھ جائے۔۔ وہ کیوں نہیں چاہتا تھا وہ رائمہ کے ساتھ جائے یہ بات اسے آج سمجھ آئی تھی۔۔ اور پھر وہ سیمینار سے بھی واپس اپنے ساتھ ہی لایا تھا۔ رائمہ کے گھر پارٹی میں وہ اس کا سایہ بنا رہا۔۔ اسے رمیض کے قریب نہیں جانے دیا۔ اسے زبردستی وہاں سے لے آیا اور اسی کے اصرار اسی کی ضد پر اس نے رمیض کے خلاف ثبوت اکھٹے کیے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ رمیض کے قریب بھی جائے۔۔ فراز چوہدری سے اس کی عزت کو بچایا۔۔ وہ یہ سب بھول گئی۔۔ یاد رہا تو بس اس کا دھوکے سے نکاح کرنا۔۔۔

نکاح کے بعد اس کے قریب نہیں آیا۔ حالانکہ اس کی قربت ارمان خانزادہ کی کمزوری تھی۔ رخصتی کے بعد شادی کی رات اس نے اس کے لیے پورے کمرے کا انٹیریر چینج کروایا۔۔ کتنا خوش تھا۔۔ خوشی اس سے انگ انگ سے ظاہر ہو رہی تھی۔ کتنی چمک تھی اس کی انکھوں میں۔ اسے پانے کا احساس تفاخر تھا۔۔ وہ کیسے اس سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا اور اس نے کیسے اسے دھتکار دیا تھا۔۔ وہ اس کی قربت کے لیے تڑپتا رہا۔ اور وہ اسے تڑپاتی رہی۔۔ اس کا پیار سے دیا ہوا منہ دکھائی کا تحفہ کتنی بار بے دردی سے توڑتے ہوے اس کے قدموں میں پھینکا تھا۔

وہ اس پر کسی کی نظر برداشت نہ کر سکتا تھا۔ اس کے منع کرنے کہ باوجود اس نے رائمہ کے بھیجے ہوے کلائنٹ سے سر عام ہوٹل میں ملاقات کی۔۔ اتنا نہ سوچا کہ اس کے شوہر کا اس شہر میں کافی نام کافی عزت ہے۔۔ وہ ہوٹل میں جس آدمی کے ساتھ بیٹھی تھی وہ کیسے اسے گھور رہا تھا۔۔ اور وہ اس کی غلیظ نظروں کا مطلب ہی نہ سمجھ سکی۔ وہ ہر بار اسکی بات کی نفی کرتی اس کے مخالف جاتی۔۔ وہ ہر بار اس سے محبت کرتا اس کی قربت میں اپنی دیوانگی کا اظہار کرتا۔ قربت کے لمحات میں ہزاروں دفعہ اسے بتاتا کہ وہ اس کا دیوانہ ہے اس کے جسم کا اس کے بدن کی خوشبو کا۔۔ کیسے اسے تنہائ میں پاتے ہی وہ پاگل ہو جاتا تھا۔ کتنی دیوانگی کتنا جنون بھرا اس کا لمس ہوتا تھا۔ وہ اس کی قربت کو اس کے لمس کو ہمیشہ حوس کہتی رہی۔۔ یہ بھی بھول گئ کہ یہی تو شوہر کی محبت ہوتی ہے۔۔ انھیں قربت کے لمحات کو خدا نے عبادت سے مشروط قرار دے دیا۔۔ میاں بیوی کے تنہائ میں گزارے ہوے پل خدا کو کتنے پسند ہیں۔۔ اس نے اس کے کردار کو ہر بار نشانہ بنایا۔ اس کے اپنوں کے سامنے پوری دنیا کے سامنے اس کا کردار کی دھجیاں اڑائ تھیں۔ وہ مردوں سے تن تنہا ملتی رہی۔۔ کبھی باسط کبھی دلاور کبھی رائمہ کے بھیجے ہوے مختلف سماجی ورکر جو یقیناً سماجی ورکر نہیں تھے۔۔ اس نے کبھی اس کے کردار پر بات نہیں کی۔۔ الٹا بھری عدالت میں اس کے کردار کی گواہی دے دی۔۔ دلاور جیسے گھٹیا انسان کے ساتھ پھرتی رہی۔ پھر بھی وہ اسے صاف کردار کا کہہ رہا۔۔۔ نینا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔۔

ہر بحث میں ہر جھگڑے میں اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر طلاق مانگتی رہی۔۔اگر وہ اسے طلاق دے دیتا تو،،، نینا نے دہل کر سینے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

نینا بیڈ سے ٹیک لگائے ارمان کی شال اپنے گرد آچھی طرح لپیٹتے ہوے پھر سے بے تحاشا رو دی دی۔۔۔

اسے تو لگا تھا وہ اسے اپنے ساتھ لے جائے گا۔۔اسے بہت بری سزا دے گا۔وہ تو اسے بنا کچھ کہے اسے ہاسٹل کے آگے ڈراپ کر کے چلا گیا۔۔کیا اب وہ اسے اپنی سزا کے قابل بھی نہیں سمجھتا۔۔نینا بے چین ہوئی تھی۔تڑپتے ہوے اپنے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

اس نے عدالت کے باہر اس سے کہا تھا جس دن اسے سچائی کے بارے میں پتہ چلے گا وہ اپنا نام اس کے نام سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے الگ کر دے گا۔۔نینا بدحواس ہو کہ بیڈ سے اٹھی تھی۔۔نہیں مسٹر خان،،، آپ ایسا نہیں کر سکتے۔آپ نے ایسا کیا تو میں مر جاؤں گی۔۔آپ کی جان لے لوں گی اگر آپ نے مجھے چھوڑا تو۔۔۔میرے نام کے ساتھ اپنا نام الگ کیا تو آپ کی نینا اپنی جان دے دے گی۔۔نینا بیڈ پہ گرتے تکیے میں منہ چھپائے بری طرح رو دی تھی۔۔

نینا یکدم بیڈ سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔ اپنا موبائل پکڑ کر بے چینی سے کچھ سرچ کرنے لگی اس نے کچھ دن پہلے روحان سے اپنی کچھ تصویریں سینڈ کرنے کو کہا تھا۔۔اس کا موبائل نیو تھا۔اس کے پاس اپنی کوئی بھی پرانی تصویر نہیں تھی۔روحان نے اسے کافی تصویریں سینڈ

کی تھیں۔۔اس میں ارمان کی ایک تصویر تھی رخصتی والے دن کی بلیک شلوار قمیض پہنے صوفے پر بیٹھا اپنی ہلکی گھنی بئیرڈ پر ہاتھ پھیرتا مسکرا رہا تھا۔۔تب اس نے نفرت سے وہ تصویر دیکھتے ہوے ڈلیٹ کر دی تھی۔۔نینا نے بے تابی سے ڈلیٹ ائٹم میں وہ تصویر ڈھونڈی جو تھوڑا سکرول کرنے پر مل گئی۔۔نینا وہ تصویر بے تحاشا چومتے ہوے رو پڑی تھی۔۔

جانے کیسی ہوئی مجھ سے ایسی نادانی
میں نے بکھرا لی اپنی زندگی کی کہانی
پاس آکر وہ مجھ سے دور ہو گیا
کیسے بتلاؤں کس کو میرا کیا کھو گیا ہے
داستاں درد بھری میں نے چاہت کو میری
اپنے ہاتھوں سے سزا دی
دل یہ بیزار ہوا ہے چھا گئی اداسی

نینا پھر سے بلک بلک کر رو دی تھی۔۔

اسے آج پتہ چلا تھا کہ محبت کیا ہوتی ہے۔ جس سے محبت ہو اس کی بے اعتنائی کیسے انسان کی جان لیتی ہے۔۔ کیسے انسان تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ بس قفس سے روح کا پرواز ہونا رہ جاتا ہے۔ آج وہ بھی تو ایسا محسوس کر رہی تھی۔۔ وہ مر رہی تھی تڑپ رہی تھی سسک رہی تھی۔۔ وہ ارمان خانزادہ کی محبت میں اس کے عشق میں پوری طرح گرفتار ہو چکی تھی۔۔

باسط خان بلو جینز پر وائٹ شرٹ پہن کر بلکل ریڈی تھا۔۔ اس کی سرخ و سفید رنگت گردن میں گھلی سرخیاں وائٹ کلر میں کافی نمایاں ہو رہی۔۔ گھنی مونچھیں اور ہلکی سی بیئرڈ اس کے وجیح چہرے کو اور بارعب اور پرکشش بنا رہی تھی۔۔ اپنے گھنے بالوں کو ہاتھوں سے ہی سنورا تھا۔۔ اسے ایک امپورٹنٹ میٹنگ میں پہنچنا تھا۔

اور وہ آگے ہی تھوڑا لیٹ تھا۔۔۔

اس نے جلدی سے بلیک لیدر جیکٹ پہن تھی۔ باہر کافی سردی تھی۔۔ نیویارک کے گھر،،، اپارٹمنٹس اس طرح ٹائپ کے بنے تھے کہ سردیوں میں گرم اور گرمیوں میں سرد ہوتے۔۔ لیکن باہر نومبر کے مہینے میں ہی کافی سردی پڑھ رہی تھی۔۔

یہاں نیویارک میں اس نے اپنا بزنس سٹارٹ کیا تھا۔۔ ایکسپیرینس تھا۔۔ بے دریغ سرمایہ تھا۔ کانٹیکٹس تھے۔۔ وہ پہلے بھی بزنس کے سلسلے میں امریکہ آتا رہتا تھا۔ اس لیے کوئی

پر ابلم نہیں ہوئی تھی۔۔۔بزنس کافی سیٹلڈ ہو چکا تھا۔۔فریال جاب کرتی تھی۔۔وہ اپنی جاب چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔باسط نے بھی اسے منع نہیں کیا تھا۔بلکہ باسط نے اسے کبھی کسی چیز کے لیے منع نہیں کیا تھا۔وہ اپنی مرضی کی ڈریسنگ کرتی تھی۔خود ڈرائیو کرتی تھی۔اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی تھی۔۔فریال کافی آچھی اور سلجھی میچور لڑکی تھی۔۔وہ ویسٹرن ڈریسنگ کرتی تھی۔۔مگر حد سے زیادہ بولڈ نہیں ہوتی تھی۔۔جینز شارٹ شرٹس جیکٹس ساتھ سٹالر لے لیتی تھی۔۔سب سے بڑھ کر وہ باسط خان کی ہر بات کو آگے رکھتی تھی۔۔۔باسط نے کوکنگ اور کلینگ کے لیے میڈ کا انتظام بھی کیا ہوا تھا۔جو ان لوگوں کی غیر موجودگی میں آتی اور اپنا کام کر کے چلی جاتی۔۔فریال اس ٹائم جاب پر ہوتی اور باسط بزنس کے سلسلے میں۔

مگر فریال کی کوشش ہوتی کہ وہ باسط کے پرسنل کام خود اپنے ہاتھوں سے سرانجام دے اس لیے وہ جاب سے واپسی پر بھی گھر کو ضرور ٹائم دیتی۔۔۔ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی فریال اپنے آفس کے لیے نکلی تھی۔۔اب باسط بھی مکمل ریڈی تھا۔وہ اپنی گاڑی کی چابی اٹھائے باہر کی جانب بڑھا تھا۔دروازہ کھولنے پر باسط خان پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔۔ارمان خانزادہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔اپنا مخصوص پسندیدہ کلر پہنے جو زیادہ تر وہ پہنتا تھا۔بلیک جینز پر بلیک شرٹ اور بلیک لیدر جیکٹ پہنے گلاسز لگائے اپنی بھرپور مردانہ وجاہت لیے سنجیدہ سپاٹ چہرہ لیے ہوئے اپارٹمنٹ کے دروازے میں ایستادہ تھا۔باسط خان کو دیکھتے

ہوے اپنے گلاسز اتار کر طنزیہ بھرپور مسکراہٹ اس کی طرف اُچھالی تھی۔۔باسط خان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کم و بیش ارمان خانزادہ جیسے ہی تھے۔۔سنجیدہ سپاٹ۔۔دونوں کو ایک دوسرے کو دیکھ کر بالکل بھی خوشی نہیں ہوئی تھی۔۔

باسط خان نے اپنی گردن پر پیچھے کی طرف ہاتھ پھیر کر اپنی گردن رب کی تھی۔۔اپنے جبڑوں کو بھینچتے ہوے اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوے ارمان خانزادہ کو اپنی گہری کالی آنکھوں سے گھور کر دیکھا جو بنا اس سے کوئی بات کیے اس کے اپارٹمنٹ میں داخل ہو چکا تھا۔۔اپنے سامنے صبح صبح اسے دیکھ کر اس کا موڈ آچھا خاصہ خراب ہو چکا تھا جو پینٹس کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے طائرانہ نگاہوں سے اب پورے اپارٹمنٹ کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔۔۔تو تو یہاں چھپ کر بیٹھا ہوا ہے۔۔ارمان نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ باسط خان کو ایک نظر دیکھتے ہوے کہا۔۔۔۔

کافی آچھا اپارٹمنٹ ہے۔۔نیویارک کا سب سے مہنگا علاقہ اور یہ اپارٹمنٹ بھی کافی مہنگا ہے۔۔ارمان کی طنزیہ آواز اب اپارٹمنٹ کا جائزہ لیتی ہوئی گونجی۔۔باسط خان نے غصے سے اپنے جبڑے بری طرح بھینچتے ہوے ارمان کی پشت کو گھور کر دیکھا۔۔

کیا کرنے آئے ہو کام کی بات کرو۔۔۔باسط خان نے ارمان کی پشت کو دیکھتے ہوے سنجیدگی سے کہا۔۔

کرلیں گے کام کی بات بھی اتنی جلدی بھی کیا ہے۔۔ کہیں جا رہے تھے۔۔ ارمان نے صوفے پر بیٹھتے ہوے اس کے ساتھ ٹیک لگائے ٹانگ پر ٹانگ جمائ تھی۔۔

جہاں بھی جا رہا تھا تم سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔ اٹھو اور نکلو یہاں سے مجھے بہت ضروری کام ہے۔۔

باسط خان نے بھی ارمان کے لہجے میں اسے جواب دیا تھا۔۔۔

کیا تم بھی اپنی بیوی کی طرح جاب کرتے ہو۔ جو وقت پہ پہنچنا لازمی ہے۔۔ ارمان نے پھر باسط خان کو گھورتے ہوے اطمینان سے طنز کیا تھا۔۔

بکواس بند کرو ارمان خانزادہ میری بیوی کے متعلق تمھیں بات کرنے کا کوئ حق نہیں ہے۔ باسط غصے سے غرایا۔۔

ٹھیک کہہ رہا ہے تُو تیری اس بیوی کے متعلق بات کرنے کا مجھے کوئ حق نہیں ہے۔۔ مگر تیری جو بیوی میری بہن ہے اس کے متعلق تو بات کر سکتا ہوں ناں... ارمان نے باسط کو گھورتے ہوے استھزائیہ لہجے میں کہا۔۔۔

زرمینے کے ذکر پر باسط کا رنگ بدلہ تھا۔۔ باسط نے گہرا سانس لیتے ہوے اپنے ایکسپریشن چھپائے تھے۔۔ وہ ارمان

خان زادہ کے یہاں آنے کا مقصد آچھی طرح جان چکا تھا۔۔

ارمان کچھ پل باسط خان کو کو اپنی سخت نظروں سے گھورتا رہا اور پھر اپنی جیکٹ کی اندر والی سائیڈ سے کچھ پیپرز نکال کر ٹیبل پر پھینکے تھے۔۔سائن کر اس پر.....ارمان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔۔

کیا ہے یہ؟ باسط نے اپنی مٹھی بھینچتے ہوے کاٹ دار نظروں سے ارمان کو دیکھتے ہوے کہا۔۔ باسط کے سرخ رنگ میں مزید سرخیاں گھلی تھی۔۔دانت پر دانت جما کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔وہ آچھی طرح سمجھ چکا تھا یہ کس چیز کے پیپرز ہیں۔وہ جانتا تھا ایک دن یہ ہونا تھا۔۔مگر پھر بھی اسے یہ سب غصے میں مبتلا کر کے اسے طیش دلا چکا تھا کہ ارمان خانزادہ کون ہوتا تھا اس کی ملکیت اس کی عورت اس کی بیوی کے متعلق کوئ بھی فیصلہ لینے والا۔۔

A اسے میں کبھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔باسط غرایا تھا۔۔

بیوی ہے وہ تیری۔۔۔۔جس کی تو نے 7 ماہ سے کوئ خبر نہیں لی اسے راتوں رات چھوڑ کر تو بھاگ آیا۔۔۔اور یہاں پر چھپ کر بیٹھا تھا۔یقیناً ساری عمر تیرا ادھر ہی چھپ کر بیٹھنے کا ارادہ تھا۔۔تاکہ زرمینے کو ساری عمر اپنے رشتے کی زنجیر میں باندھ کر رکھ سکے اور کوئ تجھے اس کی بابت استفسار بھی نہ کرے۔صصرف اس لیے کہ تو اسے سزا دینا چاہتا ہے وہ ساری عمر تیرے نکاح میں رہ کر بیوہ والی زندگی گزارے۔لاوارث سمجھ رکھا ہے تو نے اسے ارمان چلایا۔۔

ابھی اس کا بھائی زندہ ہے۔۔۔ طلاق دے اسے۔۔ اس کی میں شادی کر رہا ہوں صفدر کے ساتھ۔۔۔۔۔ ارمان صوفے سے کھڑے ہوتے باسط کے پاس جا کر حلق کے بل چیخا تھا۔۔ زرمینے کا نام کسی اور کے ساتھ سن کر خانزادہ خون نے جوش مارا تھا۔۔۔ آنکھیں پل میں لہو رنگ ہوئیں تھیں۔ مساموں سے دھواں نکلنا شروع ہو گیا تھا۔۔ وہ اس کے نکاح میں تھی اس کا نام کسی اور کے ساتھ لے کر آج ارمان خانزادہ نے اپنے تمام حساب برابر کر دیے تھے جو اس کی ذات سے کبھی اسے پہنچے تھے۔

کیا بکواس کی ہے تو نے۔۔ تیری ہمت بھی کیسے ہوئی میری عورت میری زرمینے کا نام کسی اور کے ساتھ جوڑنے کی بھی۔۔ باسط خان نے پھولتی رگوں کے ساتھ ارمان کے جبڑے پر زوردار مکہ دے مارا۔

ارمان نے اپنے ہونٹ سے نکلے ہوے خون کو صاف کرتے ہوے باسط کو بھی جوابًا زوردار مکہ مارا تھا۔۔ باسط نے طیش و اشتعال سے ارمان کے کالر کو پکڑا تھا.. ارمان آج تو تو نے ہر حد پار کی ہے۔۔ میری بیوی کا نام کسی اور کے ساتھ لے کر تجھے میں جان سے مار ڈالوں گا۔۔ باسط نے غراتے ہوے ایک اور مکہ ارمان کے منہ پر مارا۔

اس کا سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔ کان کی لویں تپ اٹھی تھیں۔ وہ ارمان کی آج جان لینے کا آرادہ رکھتا تھا۔۔ جو اس کے منہ پر اس کی بیوی کا نام کسی اور کے ساتھ جوڑ رہا تھا۔۔

یہ بات تو ہی اسے کہہ کر آیا تھا کہ جب وہ طلاق مانگے گی تو اسے طلاق دے دے گا تا کہ وہ آگے بڑھ جائے۔۔

اب وہ ایسا چاہتی ہے تو یہ نام نہاد غیرت کیوں دکھا رہا ہے ارمان نے دھاڑتے ہوے باسط کے کالر کو زور دار جھٹکا دیا تھا۔

زرمینے چاہتی ہے۔۔باسط کا دماغ مزید گھوما تھا۔۔۔ایک پل کے لیے کچھ سمجھ نہیں آیا۔۔پورے بدن میں خون لاوے کی طرح ابلنے لگا تھا۔۔

ایک بات کان کھول کر سن لے ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔زرمینے کو طلاق کبھی نہیں ملے گی۔۔۔وہ میری ہے اور میری ہی رہے گی۔ خبر دار آئندہ تو نے میری بیوی کے ساتھ کسی کا نام بھی جوڑا تو ارمان خانزادہ تیری جان لینے میں پل نہیں لگاؤں گا. باسط کی گردن کی نیلی رگیں مزید نیلی ہو کر ظاہر ہونے لگی تھی۔۔باسط کے خون میں طیش و اشتعال کے ساتھ ابال اٹھے تھے۔سچ میں اگر ارمان ایک دفعہ اور صفدر کا نام لے لیتا تو وہ اس کی جان لے لیتا ابھی بھی باسط نے لاؤنج میں لگے ہوے فینسی مرر میں اپنے ہاتھ کا مکہ بناتے ہوے زور سے مارا تھا کہ پورا ہاتھ پل میں لہو رنگ ہوا تھا۔۔خون کے قطرے تیزی سے زمین پر گرتے ہوے سفید چمکتے ہوے ماربل کو داغدار کر رہے تھے۔۔۔

واہ باسط واہ۔۔۔۔۔ کیا بات ہے تیری،،، کتنی غیرت ہے تیرے اندر یہ تو مجھے آج پتہ چلا۔۔ یہ غیرت تب کہاں تھی جب تو اسے میری نفرت میں استعمال کرتا رہا۔ اسے دن رات تکلیف پہنچائی۔

تب کہاں تھی تیری یہ نام نہاد دکھاوے کی غیرت جب تو اسے چھوڑ کہ آگیا۔ شادی کرنی تھی تو نے تو کرتا۔۔ مگر یوں بزدلوں کی طرح بھاگ کہ تو نہ آتا۔۔ زرمینے نے مجھے سب کچھ بتایا ہے۔۔ تو کیا کیا کرتا رہا اس کے ساتھ۔۔ اگر مجھے یہ سب کچھ تب ہی پتہ چل جاتا میں اسے تیرے ساتھ ایک پل نہ رہنے دیتا۔۔۔ اب وہ تیرے ساتھ نہیں رہنا چاہتی۔ ہو گا وہی جو وہ چاہے گی۔۔ حویلی کے قانون بدل چکے ہیں۔ وہاں عورتوں کے احساسات کو اب اتنی ہی اہمیت دی جاتی ہے جتنی ایک مرد کی۔۔

خان دادا کو بھی زرمینے کے فیصلے سے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اب وہ اپنی پوتی کی زندگی میں خوشیاں اور بہاریں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جنھیں تو چھین آیا تھا۔۔

ایک اور بات تیری غیرت میں نے نیچے دیکھی تھی۔۔ جن کپڑوں میں تھی۔ وہ بھی دیکھا مگر زرمینے پہ تو تو بہت پابندیاں لگاتا تھا۔۔۔ تو نے صفدر کے نام پر کیا تماشہ کیا تھا۔۔ پتہ چلا مجھے۔۔ تو نے زرمینے کی حالت کی بھی پرواہ نہیں کی تھی۔۔

وہ کیا تھا غیرت بدلہ یا پھر تیری محبت،،

خیر محبت جیسا خوبصورت احساس تیرے جیسے بے حس انسان کے اندر پنپ ہی نہیں سکتا۔۔

اپنی بہن کو تیرے شکنجے سے آزاد کرنے کے لیے تیرے سائن کی مجھے ضرورت نہیں ہے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔۔۔

ارمان غصے سے پھنکارتے ہوے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولتے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

باسط خان نے ایک دفعہ پھر سے اپنا زخمی ہاتھ ٹوٹے ہوے آئینے پر دے مارا تھا۔۔

نینا ہاسٹل کے کمرے کے ٹیرس پر اداس سی کھڑی تھی۔۔ارمان کی شال کو اپنے گرد آچھی طرح لپیٹی ہوئی تھی۔۔

تمھیں تو پتہ نہیں ہے کتنا میں روتی ہوں
جاگتی ہوں میں نہ سوتی ہوں

کیسے تجھ کو بتاؤں کیسے میں جی رہی ہوں تیری تصویر کو دیکھتی رہتی ہوں

تم نہیں آؤ گے مجھ کو تڑپاؤ گے خود ہی چلی آؤں گی

چار سو اداسی اسے اپنے گرد ہر وقت محسوس ہوتی تھی۔ پورا بدن واہموں سے لرز تا رہتا تھا۔۔ اس کے اندر کی جسم کی عمارت ٹوٹ کر جھڑنے لگتی۔ وہ بکھرنے لگتی۔

ارمان خانزادہ سے بچھڑنے کا دکھ اسے تل تل مار رہا تھا۔۔ کیسے سب کچھ ٹھیک ہو گا۔۔ اس نے درد سے چٹختے کاندھوں کو اپنے ہاتھوں سے دبایا تھا۔۔ مسلسل سوچ سوچ کر اس کے اعصاب شل ہونے لگے تھے۔۔ ارمان اس سے ناراض تھا۔۔ ہزاروں دفعہ وہ طلاق کا مطالبہ کر چکی تھی۔۔ وہ لیگلی خلع کا نوٹس بھی اسے بھیج چکی تھی۔ وہ یقیناً اسے مل چکا ہو گا۔۔ اگر اس نے ان پر سائن کر دیا ہوا تو۔ یہ سوچ کر ہی اس کے ہاتھوں پیروں سے جان نکلنے لگتی۔۔

ایک اور بات بھی اس کے دل و دماغ سے جڑتے ہوے اسے مزید بے چین کر دیتی کہ کہیں اس نے حرا سے شادی تو نہیں کر لی۔۔۔ اس کی لاتعلقی کی بے رخی کی وجہ اس کی نئی بیوی تو نہیں۔۔۔ پھر تو سارے منفی خیالات ایک بیوی کی طرح ہی دماغ میں رچ بس جاتے کہ وہ کیوں اسے یاد کرے گا اس کے پاس اب اس کی دوسری بیوی جو ہے اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی۔ اسے کسی اور کے ساتھ سوچنا ہی اس کے لیے سوہان روح تھا۔۔

دفعتاً اس کا موبائل بجا تھا۔ نینا نے گہرا سانس لیتے ہوے کمرے کا رخ کیا اور بیزاری سے فون اٹھاتے ہیلو کہا تھا۔۔

بھابھی میں گل بانو۔۔۔دوسری طرف سے کہا گیا۔۔

گل بانو تم۔۔کیسی ہو۔۔نینا کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔۔

بھابھی میں ٹھیک ہوں آپ کی بہت یاد آرہی تھی رحیم خان اپنا موبائل گھر بھول گیا تھا۔۔ آپ کا نمبر تھا ادھر سوچا آپ سے بات کرلوں۔۔بھابھی میرا بہت دل کرتا ہے آپ سے ملنے آپ کو دیکھنے کو۔۔۔گل بانو کی آواز سپیکر پر گونجی تھی۔

میرا بھی بہت دل کرتا ہے تم سے ملنے کو۔۔آچھا گل بانو حویلی میں سب کیسے ہیں۔۔نینا نے جھجھکتے ہوے پوچھا۔۔

سب ٹھیک ہیں بھابھی۔گل بانو نے سادگی سے جواب دیا تھا۔۔

اور مسٹر خان کیسے ہیں اب کی بار دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا تھا۔۔

پتہ نہیں وہ تو ادھر نہیں وہ امریکہ گیے ہیں۔

امیریکہ کیا کرنے گئے ہیں مسٹر خان۔۔نینا نے لب کچلتے ہوے سوچا۔۔۔وہ ارمان کو لے کر بہت پوزیسیو ہوتی جارہی تھی۔۔

آپ اب کبھی نہیں آئیں گی کیا؟ حرا باجی کتنی خوش ہیں کہ آپ حویلی سے چل گئی اور اب تو ان کی دل کی مراد پوری ہونے جارہی ہے۔۔چھوٹے خان کی واپسی پر خان دادا نے حرا باجی اور چھوٹے خان کی شادی طے کی ہے۔۔بھابھی

گل بانو کی بات پر نینا کے ہاتھ سے فون گر کر زمین بوس ہو چکا تھا۔۔ نینا نے اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا۔

نینا کا بخار دو دن سے اتر ہی نہیں رہا تھا۔۔ وہ ارمان کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اسے حرا کے ساتھ سوچتے ہی نینا کی بری حالت ہو جاتی تھی۔۔۔

دو دن سے اس کی روم میٹ سارہ ہی اس کا خیال رکھ رہی تھی۔۔

سارہ کی بہت کوششوں کے بعد بھی وہ ایک لقمہ کھانے کو تیار نہ ہوی تھی۔۔۔

نینا بمشکل اٹھ کر بیٹھتے ہوے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی تھی اور اپنے بالوں کو جوڑے کی صورت میں لپیٹا تھا۔۔۔ چہرہ بخار کی تمازت سے جل رہا تھا۔ ہیزل گرے آنکھوں کے گوشے نم تھے۔۔۔ دل ارمان کو کھونے کے خوف سے سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔ وہ تو تب ارمان کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی تھی جب ہر دم نفرت کا راگ الاپتی رہتی تھی۔۔ اب تو وہ اس کے روم روم میں بس کر مکمل طور پر اسے اپنا اسیر کر چکا تھا۔۔ اس کا پیار اس کی شدتیں وہ اب کسی اور کے لیے ہوں گی۔۔ وہ کسی اور کے پہلو میں سویا کرے گا یہ کیسے ممکن تھا۔۔ وہ یہ سب کیسے برداشت کرے گی۔۔

نینا نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑی تھیں۔۔

اپنے نقاہت زدہ وجود کو بمشکل سنبھالتے ہوے اٹھی تھی اور کمرے میں رکھی ٹیبل کی جانب بڑھی۔۔ جہاں سارہ اس کے لیے ناشتہ بنا کر رکھ گیی تھی۔۔ نینا نے ٹھنڈا ناشتہ بہت مشکل سے اپنے اندر اتارا تھا اور پھر سایڈ ڈرار سے میڈیسن نکال کر لیں۔۔ اور کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھاتے ہوے بائے ائیر سوات کی ٹکٹ کروائی تھی۔۔

میڈیسن لینے کے بعد نینا کی طبعیت کافی حد تک ٹھیک تھی۔ مگر کمزوری ابھی بھی تھی۔۔ نقاہت سے بار بار چکر آرہے تھے۔۔

سارہ جب واپس آئی تو نینا اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔۔

یہ کیا کر رہی ہو نینا تم،،، سارہ نے حیران ہوتے پوچھا تھا اس کی طبیعیت بلکل ٹھیک نہیں تھی۔۔ بخار ابھی بھی تھا اور وہ اپنا سامان پیک کر کے کہیں جا رہی تھی یہ سارہ کے لیے حیران کن اور تشویش ناک بات تھی۔

میں اپنے گھر جا رہی ہوں اپنے شوہر کے پاس نینا نے اپنی کچھ ضرورت کی چیزیں بیگ میں ڈالتے ہوے سپاٹ سے انداز میں کہا۔۔

شوہر۔۔۔۔ سارہ نے اچھنبے سے پوچھا۔۔

ارمان خانزادہ ہے ناں تمھارا شوہر جس کے بھائی کے خلاف تم نے کیس لڑا تھا۔ سارہ کے سوال پر نینا نے اثبات میں سر ہلایا۔۔

لیکن تمھارے اور اس کے درمیان تو کافی کلیشز تھے جو اس کیس کے بعد اور بڑھ گیے ہیں۔۔ کیا اس نے تمھیں بلایا ہے؟۔۔ سارہ نے حیرانگی سے پھر سے سوال کر ڈالا۔

نہیں وہ کیوں مجھے بلائے گا اسے تو نئی بیوی جو مل رہی ہے۔ میری کیوں یاد آنے لگی اسے،،، نینا نے غصے سے بیگ کی زپ بند کی تھی۔۔

مگر یہ اس کی بھول ہے کہ وہ یہ شادی کرے گا۔۔۔ مرتی مر جاؤں گی مگر اسے کسی اور کا ہونے نہیں دوں گی۔ اب کی بار نینا کی آواز بھیگی تھی۔۔

سارہ نے دلچسپی سے نینا کے خوبصورت چہرے کو دیکھا تھا جہاں۔ غصہ جیلسی محبت خوف سب کچھ تھا۔۔

ویسے تمھارا شوہر ہے بہت ہینڈسم۔۔۔

ہاں وہ تو ہے۔۔۔ کاش نہ ہوتا اتنا ہینڈسم،،، نینا نے سارہ کی بات پر جلے دل سے کہا۔۔

ٹھیک کہہ رہی ہو اتنا ہینڈسم شوہر ہو ہر ٹائم ڈر ہی لگا رہتا ہے کہیں کوئی اڑا نہ لے جائے۔۔۔ سارہ نے نینا کی بات پر اور اس کے ایکسپریشن پر قہقہہ لگاتے ہوے شرارتی انداز میں کہا۔۔

نینا سارہ کی بات پر مزید تپ اٹھی تھی۔ گال جو پہلے ہی بخار کی وجہ سے سرخ تھے۔ ان میں مزید سرخی رچی تھی۔

ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔۔ کوئی بھی انھیں مجھ سے نہیں چھین سکتا۔

مسٹر خان صرف میرے ہیں۔

میرے ہی رہیں گے۔۔۔ مجھے پتہ ہے انھیں اپنا بنا کر کیسے رکھنا ہے۔۔ نینا نے ارمان کی شال صوفے سے اٹھا کر آچھی طرح خود پر لپیٹی تھی۔۔ اور فون پر اپنے لیے کیب بک کروائی۔۔

نینا تمھارا شوہر تم سے ناراض ہے دوسری شادی کر رہا ہے کیسے روکو گی اسے۔۔ تم نے کچھ دن پہلے اسے خلع کا نوٹس بھیج چکی ہو۔ اس نے ان پر سائن کر دیے ہوے تو کیا کرو گی تم۔۔

سارہ کے سوال پر نینا کے چہرہ یکدم تاریک ہوا تھا۔

مجھے پورا یقین اس نے سائن نہیں کیے ہوں گے نہ وہ کبھی کرے گا۔۔ اگر اس نے مجھے چھوڑنا ہوتا تو وہ مجھے کب کا چھوڑ چکا ہوتا۔۔

میری قربت اس کی کمزوری ہے۔۔ اس نے مجھے کہا تھا اسے جتنا مرضی غصہ ہو میں اس کے قریب آجایا کروں وہ سب بھول جائے گا۔

میں اسے منانے کے لیے ہر حد جاؤں گی۔۔ مگر اسے یہ شادی نہیں کرنے دوں گی۔۔۔ اب ساری عمر اسے صرف میرا ہی رہنا پڑے گا۔۔۔ یہ مسٹر خان کی بھول ہے اب وہ کبھی کسی

لڑکی کے قریب بھی جائیں گے۔ نینا سپاٹ اور اٹل انداز میں بولتے ہوے دوپٹہ آچھی طرح سر پر اوڑھا تھا اپنا بیگ اٹھائے ہاسٹل سے باہر نکل آئی تھی۔۔۔۔۔۔

باسط خان نے پورے اپارٹمنٹ کا نقشہ بگاڑ دیا تھا۔۔ اس کا سانس دھونکنی کی مانند چل رہا تھا۔۔۔۔ دل میں غم وغصے کا طوفان اٹھ رہا تھا۔۔

ارمان خانزادہ کیسے اسکی بیوی کے ساتھ کسی کا نام جوڑ سکتا ہے۔۔۔ اور زرمینے اس سے علیحدگی چاہتی ہے۔۔ یہ بات باسط کو بہت تکلیف میں مبتلا کر رہی تھی۔۔ ایک دن اس نے بھی اُسے یہ تکلیف دی تھی۔۔ کتنی اذیت رقم تھی اس کے چہرے پر۔۔ کتنے تاریک سائے اس کے چہرے پر لہراتے ہوے اس کے چمکتے ہوے چہرے کو پل میں تاریک کر گئے تھے۔ آج وہ تکلیف باسط خان محسوس کر رہا تھا۔ جیسے اس کے جسم کی کھال کو کسی نے ایک ہی جھٹکے میں کھینچ کہ نکال لی ہو۔۔ ایسی تکلیف کبھی اس نے بھی محسوس کی ہو گی۔۔ یہ سوچ باسط خان کو زیادہ رنج و غم میں مبتلا کر رہی تھی۔۔

یہ تو طے تھا وہ اسے چھوڑے گا نہیں۔ کسی بھی حال میں نہیں۔۔ نہ آج نہ کل اور نہ ہی اب وہ اپنی بیوی کو اکیلا چھوڑ سکتا تھا۔۔ وہ آج سے نہیں وہ کب سے اس سے محبت کرتا تھا۔ شائد تب سے جب اسے نکاح کے بعد سفید لباس میں بارش میں بھیگتے ہوے دیکھا تھا۔۔ وہ تب ہی

اس سے محبت کر بیٹھا تھا۔۔ مگر وہ سمجھ نہ پایا تھا۔۔۔ہاں وہ پاگل ہوا تھا جب صفدر نے اسے چھوا تھا۔۔ یہ پاگل پن اس نے کبھی بھی فریال کے لیے محسوس نہیں کیا تھا۔۔

وہ اس کا بدلہ نہیں تھا وہ اس زر مینے کے لیے اس کی انتہا تھی۔۔وہ اس پر کسی کی نظر بھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔اور آج بھی وہ ایسا ہی تھا۔۔۔۔اب تو اس پاگل پن اس کی عشق کی انتہا میں آضافہ ہو رہا تھا۔۔۔

افففف،،، کیا کروں میں،،، یہ کیا کر دیا میں نے؟ اپنی دنیا کو خود ہی آگ لگا دی۔۔۔۔اپنی محبت کا گلہ اپنے ہاتھوں سے ہی گھونٹ دیا میں نے۔

وہ کسے کسی کو بتاتا اس کا وجود بھڑکتی آگ کا اک گولہ بن کرہ گیا ہے۔اس آگ میں جل کر اس کا وجود اس کی تاریک گہری راتوں کی طرح سیاہ ہو چکا ہے۔

نہیں خانم،،، تم میری ہو صرف میری ہو۔۔۔یہ تمھاری بھول ہے میں تمھیں کسی اور کا ہونے دوں گا۔۔۔۔خانم تمھاری پرچھائ بھی صرف میری ہے صرف میری۔۔۔۔۔باسط اپنے بال اپنے مٹھیوں میں جکڑے درد کی انتہا پر چلا رہا تھا...وہ معصوم دل وہ گہری جھیل سی شہد رنگ آنکھوں کو چھونے کا دیکھنے کا حق صرف میرا ہے۔۔۔چاندنی میں گھلی ٹھنڈی کرنوں کا پیکر وہ ابر نیساں کے شفاف قطروں کا وجود اس کے دل و دماغ پر چھا کر اسے نیم مردہ نیم جاں کر چکا تھا۔۔۔اس کے دل کی دنیا میں اندھیوں کے جھکڑ چل رہے..ایسے

تیبھڑے ایسے طوفان اس کے دل میں اٹھ رہے تھے کہ اسے اپنا وجود پاش پاش ہوتا محسوس ہو کر ہوا میں معلق لگ رہا تھا۔۔

یہ کیا کھو دیا تھا اس نے یہ کیا کر دیا تھا۔۔ آگہی و شعور کا وہ لمحہ انسان کے لیے بہت دردناک ہوتا ہے جس میں اس نے اپنا سب کچھ کھو دیا ہو۔۔ اور اس کا ماضی بہت تلخ تھا۔۔ وہ ماضی جس میں وہ ایک کمظرف مرد تھا۔ جو اپنی نفرت اپنی دشمنی کی آگ ایک کمزور ناتواں وجود سے بجھاتا رہا اور وہ بھی اس وجود سے جسے خدا نے اس کا جوڑی دار اس کا پاک لباس بنا کر بھیجا تھا۔۔۔

فریال پچھلے چند دنوں سے نوٹ کر رہی تھی۔ باسط غیر معمولی طور پر پریشان ہے۔ بہت خاموش جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو۔۔ مگر کہہ نہ پا رہا ہو۔۔۔

پچھلے چند دنوں سے ان دونوں کے درمیان کافی سرد مہری اور لاتعلقی سی قائم ہو چکی تھی۔۔ یہ لاتعلقی باسط کی طرف سے تھی۔ وہ اس سے کافی گریز برت رہا تھا۔۔ فریال نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔۔ وہ باسط خان کو سپیس دینا چاہتی تھی کہ شاید کچھ دنوں تک خود ہی ٹھیک ہو جائے۔۔

ابھی ابھی وہ آفس سے آئی تو باسط خان کو گھر میں دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔

وہ پچھلے کچھ دنوں سے اپنے آفس بھی نہیں جا رہا تھا۔ باسط خیریت ہے تم پچھلے کچھ دنوں سے آفس نہیں جا رہے نہ ہی مجھ سے کوئی بات کر رہے ہو۔۔ فریال نے باسط کی گریز کی بابت جاننا چاہی تھی۔

ہاں ٹھیک ہوں تم سے کچھ کہنا تھا۔ باسط فریال سے نظریں چراتا ہوا بولا۔۔

بولو باسط۔۔ فریال نے بغور باسط کا چہرہ دیکھتے ہوے کہا۔۔

باسط کھڑکی میں جا کھڑا ہوا تھا۔۔ اور گلاس ونڈو سے باہر کے مناظر دیکھنے لگا۔۔

ان میں خاموشی طویل اور گہری ہوئی تھی۔۔

فریال نے اس کی خاموشی محسوس کرتے ہوے اچھنبے سے اس کی پشت کو گھور کر دیکھا۔۔

میں پاکستان جا رہا ہوں۔ وہ کچھ پل رکا تھا۔۔ وہ پھر خاموش ہوا تھا۔ اب کی بار فریال جھنجھلائی تھی۔

باسط یہ تو اچھی بات ہے تمھیں جانا چاہیے ادھر وہاں تمھاری فیملی ہے۔۔ اس بار میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گی۔۔

فریال باسط کے قریب آتے ہوے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوے بولی۔

ادھر میری فیملی میں،، میری بیوی بھی شامل ہے۔ باسط کی بات پر فریال نے اس کے کندھے پر ہاتھ اسی پل ہٹایا تھا۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم باسط،،، فریال بے یقین ہوئی۔۔

فریال جب میں یہاں آیا تھا تو اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر آیا تھا اس کے ساتھ ہر تعلق ختم کر کے اپنی دانست میں،،، میں اس کے ساتھ دل کا تعلق بھی ختم کر آیا تھا جو میرے نزدیک اس کے ساتھ کبھی تھا ہی نہیں۔۔

میں تمھاری طرف پورے خلوص سے بڑھا تھا۔ وہ میری زندگی میں کہیں نہیں تھی۔ میں نے اس کے ساتھ بہت برا سلوک کیا۔ میں اسے اپنی تکلیف دہ باتوں اپنے شدت بھرے لمس سے کافی تکلیف پہنچاتا رہا۔ اس کے وجود اس کی آنا کو ریزہ ریزہ کرتا رہا۔۔

مگر یہاں آکر مجھے احساس ہوا وہ تو میرے وجود کا ہی حصہ ہے۔۔ جسے میں کاٹ کر خود سے الگ نہیں کر سکتا اگر ایسا کیا تو وہ ایسا ناسور بن جائے گا جو مجھے اتنا درد دے گا کہ میرا پورا بدن اس تکلیف سے جھنجھنا اٹھے گا کہ میں چین و سکون کو ترس جاؤں گا۔۔

باسط خان کے لہجے میں کانچ سی چھنک تھی۔۔ لہجہ بھیگا تھا۔۔

میں اپنی جھوٹی نفرت اپنی مردانگی کے زعم میں اپنے بدلے کی خاطر اسے استعمال کرتا رہا۔۔ اس سے بچھڑنے کے بعد مجھے احساس ہوا میں نادان تھا میں کم فہم تھا۔ جو اس بے لوث وجود شرم و حیا اور سادگی کے پیکر کی قدر ہی نہ کر سکا۔۔

میں اسے اپنے سامنے جھکانا چاہتا تھا۔۔

میں اسے جھکاتا رہا وہ جھکتی رہی اور میں اپنی جھوٹی آنا کو تسکین دیتا رہا۔۔

کتنا بد قسمت ہوں میں جو اپنی منزل پا لینے کے بعد اپنی منزل پر ٹھہرا نہیں۔۔ باسط کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ بکھری تھی۔ ساتھ ہی اس نے کرب سے اپنے بال اپنی مٹھیوں میں دبوچے تھے۔

اپنی منزل پا لینے کے بعد بھی میں اندھیروں میں گھرا رہا۔۔

محبت کیا ہوتی ہے یہ تو مجھے اب پتہ چلا۔۔

نہ ملے تو اک کسک صدا دل میں پنہاں رہتی ہے۔ اگر مل جائے تو یہ رشتے میں ڈھلتے ہی روپ بھی بدل لیتی ہے اور جب ہم اسے پہچاننے سے انکار کر دیں اس کی ناقدری کریں تو وہ ہم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منہ موڑ کر منہ کے بل گراتی ہے۔ باسط خود پر استھزائیہ ہنسی ہنسا تھا۔

میں وہ مرد ہوں جو اپنی محبت پانے کے بعد اسے حاصل کر کے بھی خالی دامن رہا۔ ڈھیروں تشنگی اور تہی دست احساسات میرے حصے میں آ کر مجھے ڈھیر سارے خسارے دے گیے۔۔

باسط خان کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔

فریال بے یقینی سے باسط کی پشت پر کھڑی اس کا تلخ سچ سن رہی تھی۔۔

میں پل پل اس کے لیے تڑپ رہا ہوں۔ میں نے جو اس کے ساتھ کیا اس کی سزا بھی خود کے لیے تجویز کر لی تھی کہ ساری عمر اس کی یادوں کے دیپ میں جلوں گا۔ نارسائی اور ہجر کے قرب میں جل کر اسے اپنی قسمت سمجھتے ہوئے قبول کروں گا۔ مگر میں اس کی جدائی تو سہہ

سکتا ہوں اسے کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتا۔ اسی لیے میں اس کے پاس جا رہا ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے صرف اس کا ہو کر۔۔۔ باسط خان نے رخ پلٹتے ہوے فریال کو دیکھتے ہوے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

باسط خان کے الفاظ تھے کہ زہر میں بجھے ہوئے تیر جو اسے اپنے دل کے آر پار ہوتے محسوس ہو رہے تھے۔۔

باسط خان نے نگاہ اٹھا کر فریال کو دیکھا جو خالی خالی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

مجھے معاف کرنا فریال اگر میں تمھارے ساتھ رہ بھی لیتا ہوں تو اب تمھیں میرے دامن سے کچھ نہیں ملے گا سوائے تکلیف اور خسارے کے۔۔ میرے پاس تمھیں دینے کے لیے کچھ نہیں کچھ بھی نہیں۔۔۔۔

یہی فیصلہ بہتر ہے جو میں نے لیا ہے۔

باسط نے سائیڈ ٹیبل سے ڈائیورس پیپرز اٹھا کر فریال کو تھمائے تھے۔

فریال نے وہ پیپر تھام کر ایک نظر انہیں دیکھا تھا۔ دوسرے ہی پل ایک زوردار تماچہ باسط خان کے منہ پر دے مارا۔۔۔

باسط خان نے سرخ چہرے کے ساتھ ضبط سے اپنی مٹھی بھینچی تھی۔

کیا سمجھ رکھا ہے مجھے اپنی پاکستانی بیوی جو چپ چاپ تمھارا ظلم سہے گی اور تمھیں کچھ نہ کہے گی۔۔

یہ تھپڑ باسط خان پتہ ہے میں نے تمھیں کیوں مارا ہے کیونکہ تم اس کے حقدار تھے۔۔ میں نے اس لیے مارا تم جیسے مرد سے میں نے دل لگایا۔ امید لگائی۔۔ تم کسی ایک کے ہو ہی نہیں سکتے۔۔

تم نے آچھا نہیں کیا میرے ساتھ یہ ڈائیورس دے کر،،، یہ میرا حق تھا۔۔ یہ مجھے تمھیں دینی چاہیے تھی۔۔ تم نے مجھ سے میرا حق چھینا میری انسلٹ کی۔

میں تم جیسے انسان کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی جو عورت کو اپنے بدلے کے لیے استعمال کرے۔

ایک عورت پر اپنی نام نہاد مردانگی دکھائے۔

فریال سرخ چہرے کے ساتھ زہر خند لہجے میں بولی۔۔

مسٹر باسط خان،،، تم نے اس سے بدلہ لیا کیونکہ اس نے سہا۔۔۔ یہ اس کی غلطی تھی۔ تمھیں معاف کر کے وہ اس سے بھی بڑی غلطی کرے گی۔ یہ عورتیں ہی تم جیسے مردوں کو ایسا بناتی ہیں۔

تم مردوں کو لگتا ہے ہم کچھ بھی کر لیں وہ ہمیں معاف کر دیں گی۔

لیکن میں ایسا نہیں کروں گی۔

تم نے مجھ سے نکاح کے وقت کچھ لیگل پیپرز سائن کیے تھے۔ڈائیورس کی صورت میں
تمھاری اسی پرسنٹ جائیداد تمھارا بینک بیلنس سب کچھ میرا ہو گا۔
ان کاغزات کے ساتھ وہ پیپرز بھی سائن کر دو۔۔
اور یہ اپارٹمنٹ بھی آج سے میرا ہے۔ جتنا جلدی ہو اسے خالی کر دو۔ تمھارے لیے بہتر ہو
گا۔۔ورنہ یہاں کی پولیس تم سے آچھے سے بات کرے گی۔
فریال غصے سے بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔۔

سوات پہنچنے کے بعد نینا نے حویلی جانے کے لیے ٹیکسی بک کروادی تھی۔اس نے اچھی طرح دوپٹا اپنے سر پر جما کر اپنے چہرے کو بھی اچھی طرح ڈھانپا تھا۔وہ ارمان خانزادہ کی عزت تھی وہ جانتی تھی ارمان کا اسے اکیلے آنا بلکل پسند نہیں آئے گا۔ مگر اس کے پاس کوئی آپشن نہیں تھا اگر ارمان کو اس کے ادھر آنے کی زرا بھی بھنک پڑ جاتی تو وہ اسے یہاں نہ آنے دیتا۔اور وہ مزید نہیں ٹھہر سکتی تھی۔۔وہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ارمان کو کسی اور کا ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ سفر کی تھکان اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے نینا کو ٹیمپریچر پھر سے ہو گیا تھا۔ ٹیکسی کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے کتنے ہی آنسوں اس کی آنکھوں سے ہوتے اس کے
شفاف عارض رخسار پر لڑھک آئے تھے

انھیں راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ارمان کی ہمراہی میں حویلی گئی تھی۔ اور پھر انہی راستوں سے گزر کر وہ ارمان سے دور چلی گئی تھی۔ راستے گزر گاہیں وہی تھیں۔۔ تب منزلیں کوئی اور تھی۔۔ آج بھی وہی راستے وہی گذر گاہیں تھیں۔ مگر آج منزل بدل چکی تھی۔۔ اور پھر وہی راستے اسے اس انسان کی طرف لے کر جا رہے تھے جو اس کا سب کچھ تھا وہی سمجھ نہ سکی تھی

وہ جب حویلی پہنچی تو رات کے بارہ بج رہے تھے گیٹ پر ج
کھڑے چوکیدار نے اسے پہچان لیا تھا اسی لیے تعظیما نظریں جھکا لیں تھیں
نینا حویلی کے اندر آئی تو اس وقت زنان خانے میں کوئی نہیں تھا گل بانو کچن سے زنان خانے کے لاؤنج میں آئی تو تو اپنے سامنے نینا کو دیکھ کر حیران زدہ رہ گئی تھی
پھر خوشی اور حیرانگی کے ملے جلے تاثرات سے نینا سے ملی نینا کو نے گل بانو سے ملتے ہوئے کمرے کا رخ کیا تھا۔۔ گل بانو ابھی تک ورطہ حیرت میں تھی کہ ارمان نینا کو کیسے معاف کر سکتا ہے؟ وہ تو یہاں سے فرار ہو کر ارمان کی عزت کو بٹہ لگا کہ گئی تھی اب جبکہ ارمان اور حرا کی شادی تہہ پا چکی تھی وہ بھی کچھ ہفتوں بعد تو نینا یہاں پر واپس آ گئی
اسے تو یہی لگا تھا کہ نینا اب کبھی واپس نہیں آئے گی۔۔ گل بانو تو ویسے بھی نینا کی بہادری سے کافی متاثر ہوئی تھی اتنی دیدادلیری نینا کے علاوہ کوئی نہیں دکھا سکتا ہے۔ اب کیا ہو گا؟ گل بانو نے گہرا سانس لیتے نینا کی پشت کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

نینا گل بانو سے ملنے کے بعد دھڑکتے دل اور بھیگی ہتھیلیوں کے ساتھ اپنی تیز چلتی سانسوں کی روانگی پر قابو پاتے ہوئے اپنے اور ارمان کے مشترکہ کمرے کی طرف بڑھی

کانپتے ہاتھوں سے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا کمرے میں داخل ہونے کے بعد نینا کی آنکھوں کی نمی میں اضافہ ہوا تھا وہ دشمن جاں یہاں نہیں تھا۔ پورے کمرے میں ارمان کے کلون کی خوشبو پھیلی ہوئی تھی۔۔ بستر کی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ ارمان خانزادہ کچھ دیر پہلے یہیں پر موجود تھا

نینا کتنے ہی لمحے وہیں پر کھڑی کمرے کو دیکھتی رہی تھی۔۔ نینا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر برستے ہوئے اس کے رخ پر گرنے لگے گل بانو نینا کے پیچھے ہی چلی آئی تھی

گل بانو سب کہاں ہیں؟ نینا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔ چھوٹی بی بی سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں۔ رات میں تقریب ہے سب اس کی تیاری کر رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے سب باہر تھے

کونسی تقریب؟ نینا معتجب ہوئی۔ بی بی چھوٹے خان اور حرا بی بی کی شادی اگلے مہینے طے پائی ہے جب سے بختاور لالا کو سزا ہوئی ہے۔ حویلی میں سب بہت اداس تھے۔ اس لئے خان دادا نے شادی کی چھوٹی چھوٹی رسمیں کرنے کو کہا ہے۔ آج حرا بی بی کو مایوں بٹھانا ہے۔ اور مردان خانے میں ارمان لالا کے دوست اور باقی رشتہ داروں کا کھانا ہے گل بانو نے دھیمے لہجے

میں بہت آہستگی سے بتایا تھا۔ نینا ارمان کی شادی کی بات پر بھڑک اٹھتی تھی۔ اب تو یہاں ارمان کی شادی کی رسمیں چل رہی تھیں۔۔ وہ نینا کے غصے کا سوچتے خایف ہوئی تھی۔

مسٹر خان۔۔۔ اپنی شادی ہر اتنا خوش ہیں کہ اپنے دوستوں کی دعوتیں کرتے پھر رہے ہیں۔

نینا نے اپنے لب بری طرح کچلتے ہوئے کتنے ہی آنسو اپنے اندر اتارے تھے۔۔ ٹھیک ہے گل بانو تم جاؤ۔۔۔ نینا نے اپنے دکھتے سر کو دباتے گل بانو سے جانے کو کہا۔ گل بانو کے جانے کے بعد نینا نے اپنے ہینڈ بیگ سے میڈیسن نکال کر لی۔۔ طبیعت پھر سے خراب ہونا شروع ہو گئی تھی۔ بیڈ پر لیٹتے ہی تکیے میں منہ چھپائے اپنے دل کے درد پر قابو پاتے بری طرح بکھرتے ہوئے رو پڑی تھی۔۔

نینا کی تقریب کی مناسبت سے ہی اپنے لباس کا انتخاب کیا تھا۔ اس کے کمرے کی الماری میں اس کی ہر چیز ویسے ہی موجود تھی جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی ارمان نے اس کی کوئی بھی چیز ادھر ادھر نہیں کی تھی یہ کمرہ مسٹر خان اور ان سے وابستہ ہر چیز میری ہے۔۔ کیونکہ مسٹر خان صرف میرے ہیں۔ نینا نے ڈریس ہاتھوں میں پکڑتے زیر لب کہا تھا۔ اسے بہت بہت طمانیت محسوس ہوئی تھی کہ ارمان نے اس کی کوئی چیز ادھر سے نہیں ہٹائی۔۔

یقیناً اب بھی اس کے دل میں اس کی کوئی جگہ ہے۔۔ وہ صرف اس کا ہے نینا نے مسکراتے ہوئے سوچا

نینا نے بہت ہیوی لہنگا اور چولی کا انتخاب کیا تھا جب ارمان نے اسے یہ ڈریس دلوایا تھا اس نے بے حد ہیوی ہونے کی وجہ سے ارمان کے بہت زیادہ اصرار کے باوجود یہ زیب تن نہیں کیا تھا

مگر آج یہی ڈریس اس کے سامنے پہن کر جانے کا ارادہ تھا تاکہ وہ اس پر نگاہ کرے اور اس کی نگاہیں کہیں اور پلٹنے سے انکاری ہو جائیں

ڈارک گرین اور ییلو امتزاج کا لہنگا جو کہ بہت بھاری تھا گرین کلر کی چولی جو کمر تک آتی تھی اس پر شیشیوں کا خوبصورت جدید ورک تھا۔۔ خوبصورت گرین نیٹ کا ڈوپٹہ جس کے باڈر پر نہایت ہی نفیس کام تھا اور پورے دوپٹے میں ستاروں کی مانند چھوٹے چھوٹے شیشے لگے تھے

اچھی طرح شاور لینے کے بعد نینا نے ڈریس زیب تن کیا تھا بال سٹریٹ کھلے چھوڑ رکھے تھے کندھوں سے دوپٹا پن اپ کیے سر پر بھی دوپٹا پنز سے اٹیچ کیا تھا باریک نیٹ کے دوپٹے سے کمر پر بکھرے سلکی بال واضح ہو رہے تھے

کچھ لٹیں جنھیں لائٹ سا فرنٹ سے کرل کیا تھا۔ وہ صبیح کومل چہرے کو چھو رہی تھیں۔۔

لایٹ سا میک اپ کیے ہونٹوں پر نیوڈ لپسٹک لگائے آنکھوں میں باریک کاجل کی تہہ لگائے اس کا حسن آسمان کو چمکتے ستاروں کو بھی مات دے رہا تھا

نینا خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے طمانیت سے مسکرا دی تھی نینا کتنی ہی دیر دھڑکتے اور لرزتے وجود کے ساتھ ارمان کا ویٹ کرتی رہی۔ مگر انتظار لاحاصل رہا۔ ارمان جب حویلی میں ہوتا بہت کم کمرے میں آتا تھا

زیادہ تر وقت مردان خانے یا ڈیرے پر گزارتا تھا۔ مگر نینا کی موجودگی میں وہ اس کے لئے ٹائم نکال ہی لیتا تھا۔۔ ارمان کی وارفتگیان یاد کر کے نینا کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں نینا لمبا گہرا سانس بھرتے باہر زنان خانے کی طرف آئی جہاں لاؤنج میں حرا کی مایوں کی رسم ہو رہی تھی جو پیلے جوڑے میں پھولوں کا زیور پہنے بیٹھی تھی۔۔ سب اس کے گرد جمع تھے آبگینہ خانم راحیلہ خانم رمل زرمینے سعدیہ بیگم بھی ایک طرف قدرے خاموشی سے بیٹھی تھیں۔ چند خواتین رشتہ دار بھی تھیں اور حویلی کی ملازمایں بھی ادھر ہی موجود تھیں نینا کو سب دیکھ حیرانگی سے اپنی جگہوں سے کھڑے ہوئے تھے

رمل زرمینے پریشانی اور ورطہ حیرت میں ڈوبے بے یقینی سے نینا کو دیکھ رہے تھے جو بنی سنوری پورے اعتماد کے ساتھ ان لوگوں کے بیچ سب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑی تھی

راحیلہ خانم غصے سے نینا کی طرف بڑھیں

کیا کرنے آئی ہو ادھر؟ نینا کے بازو پر اپنی آہنی گرفت مضبوط کرتے غرائی تھیں

آپ کون ہوتی ہیں مجھ سے پوچھنے والی۔۔ میں یہاں پر کیا کرنے آئی ہوں یہ میرے شوہر کا گھر ہے مجھے یہاں پر آنے کے لیے کسی کی بھی اجازت یا رضامندی کی ضرورت نہیں ہے

نینا نے اپنا بازو جھٹکے سے چھڑاتے ہوئے سب کو جتاتی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا

وہی شوہر جسے تم نے بھری عدالت میں رسوا کیا اس کے کردار کو نشانہ بنایا اس کے گھر والوں کے سامنے اس کا تماشا بناتی رہیں۔ چیخ چیخ کر اس کے گریبان میں ہاتھ ڈال کر طلاق مانگتی رہی اور پھر رات کے اندھیرے میں بھاگ کو اس کی عزت پر چار چاند لگائے

حرا نینا نے مقابل آتے ہوئے استہزایہ لہجے میں بولی تھی نینا کا دو آتشہ روپ دیکھ کر حرا جلتی ہوئی لکڑی کی مانند سلگ اٹھی تھی۔

جو بھی کیا وہ میں نے اپنے شوہر کے ساتھ کیا وہ میرا اور ان کا معاملہ ہے لیکن ایک بات یاد رکھنا چاہے کچھ بھی ہو جائے میں مسٹر خان کو یہ شادی نہیں کرنے دوں گی وہ صرف میرے ہیں۔۔ نینا حرا کو مایوں کے جوڑے میں دیکھ کر آنچ دیتے لہجے میں بولی تھی اسے حرا پر پیلا جوڑا زہر لگ رہا تھا

حرا نینا کی بات پر استہزایہ ہنسی تھی اچھا بتاؤ کیسے روکو گی؟

زرا بتانا مجھے ارمان تمہارا چہرا بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔۔ دیکھنا تو دور اب وہ تمہارا نام بھی اس حویلی میں سننا پسند نہیں کرتا حرا نے کاٹ دار لہجے میں کہا تھا

وہ مجھ سے ناراض ہیں میں انھیں منانے آئی ہوں ایک دفعہ وہ مان جائیں میں انھیں یہ شادی نہیں کرنے دوں گی۔

حرا سمجھنے کی کوشش کرو تمہیں یہ شادی کر کے کچھ نہیں ملے گا۔ وہ دل سے روح سے میرے ہیں تم انہیں پا کر تہی داماں تہی دست رہ جاؤ گی۔ وہ تمہارے ہو کر بھی تمہارے نہیں ہونگے۔۔ حرا اپنی میری اور مسٹر خان کی زندگی برباد مت کرو

نینا نے ملتجایہ انداز میں کہا

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا تو وہ یہ سب کیسے روکے وہ جانتی تھی اس میں حرا کا کوئی قصور نہیں وہ بھی اس کی طرح ارمان خانزادہ سے محبت کرتی ہے لیکن وہ کیا کرتی وہ عشق کرنے لگی تھی ارمان خانزادہ سے اسے نہیں شیر کر سکتی تھی وہ حرا کو کسی صورت اپنا شوہر نہیں دیکھ سکتی تھی۔

وہ ارمان کے بنا جی نہیں سکتی تھی اور اس کے زندگی میں ہوتے ہوئے اس کے قریب جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی۔

وہ ارمان کے بنا جی نہیں سکتی تھی اور اس کی زندگی میں ہوتے ہوئے اس کے قریب جاتا نہیں دیکھ سکتی تھی وہ بن آب مچھلی کی طرح تڑپ کر مر جائے گی اگر ارمان نے اس کے علاوہ کسی کو پیار بھری نظروں سے دیکھا بھی۔

سارے رشتہ دار خواتین دلچسپی اور حیرانگی سے یہ منظر دیکھ کر لطف اندوز ہو رہی تھیں

رمل اور زرمینے بھی حیران ہو رہی تھیں انہیں پورا یقین تھا کہ ارمان خانزادہ نینا یہاں دیکھ کر بھڑک اٹھے گا لیکن اس بات کا بھی پورا یقین تھا نینا ہار نہیں مانے گی۔

مورے کوئی اسے کچھ کہہ کیوں نہیں رہا؟

یہ کیسے آسکتی ہے ادھر یہ کیسے میرے اور ارمان کے بیچ پھر سے آسکتی ہے۔۔اس نے جو کچھ کیا ہمارے خاندان کے ساتھ پورے گاؤں میں ہماری جگ ہنسائی کروائی

ارمان کو بے عزت کروایا اب یہاں پر کھڑی کیا کر رہی ہے؟ حراہنریانی کیفیت میں چلا کر بولی تھی

اس سے نینا کو وجود برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ اب ارمان کو اسے چھین نہیں سکتی تھی

نینا تم اپنے کمرے میں جاؤ حویلی میں خوشی کا موقع ہے اس میں رخنہ مت ڈالو تم ارمان کا بیوی ہے اور یہ اس کا بچپن کا منگیتر ہے اگر تم ادھر آیا ہے تو تمہیں پتا ہونا چاہیے تمہارا شوہر یہ شادی ضرور کرے گا آگے حویلی میں سب بہت پریشان ہیں۔یہ تماشا کر کے اور پریشان نا کرو

آبگینہ خانم نے آگے بڑھ کر نینا کو وہاں سے جانے کو کہا۔۔کیوں جاؤں میں کمرے میں۔یہ رسم نہیں ہو گی یہ شادی نہیں ہو گی۔

نینا نے آبگینہ خانم کا احترام کرتے ہوئے آہستگی سے مگر سنجیدگی اور درشتگی سے کہا تھا۔

بھابی پلیز آپ اپنے کمرے میں جائیں بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ مردان خانے میں بھائی کے دوست ہیں آپ کی آواز وہاں پہنچی تو بھائی کو زرا بھی اس تماشے کی خبر ہوئی تو وہ آپ پر غصہ کریں گے

بھابی سب ٹھیک کہہ رہے ہیں بھائی واقع میں ہی آپ سے بہت خفا ہیں وہ آپ کو یہاں دیکھ کر مشتعل ہو جائیں گے آگے خان دادا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ پلیز آپ اپنے کمرے میں جائیں۔ میں بھائی کو پیغام پہنچاتی ہوتی ہوں وہ آپ سے کمرے میں آکر بات کر لیں گے لیکن یوں سب کے سامنے تماشا مت لگائیں رمل نے منت بھرے لہجے میں نینا کو وہاں سے جانے کو کہا

انہوں نے جتنا غصہ کرنا ہے کر لیں مگر وہ یہ شادی نہیں کر سکتے۔۔ نینا کے لہجے میں شبنم در آئی تھی آنکھوں میں ریت سی بھرنے لگی تھی

سب اسے بار بار احساس دلا رہے تھے کہ ارمان اسے بہت ناراض ہے اس کے حوصلے پست ہونے لگے تھے اس کا دل ارمان کی ناراضگی اور خوف سے لرز رہا تھا ہمیشہ وہی اسے منانے آیا تھا اس نے آج سے پہلے کسی کو نہیں منایا تھا۔ اپنی غلطی کا احساسِ ہونے پر وہ سوری تو بہت جلد دوسروں سے کہہ لیتی۔۔ مگر وہ صرف ایک لفظ پر مشتمل ہوتا اس سے آگے وہ کسی کو نہیں مناتی تھی

وہ جانتی تھی بات سوری سے بہت آگے جا چکی ہے ارمان خانزادہ کو منانا اتنا آسان نہیں ہو گا

نینا کی آنکھوں میں آنسو کی چادر کی تہہ جمی تھی۔ جس کے پار سب کچھ دھندلایا سا لگ رہا تھا

کوئی بھی اس کا اپنا نہ بنا تھا۔ جو اپنا تھا وہ بھی اپنا نہ رہا تھا۔

اب تو وہ کسی اور کا ہونے جا رہا تھا اس کا چہرہ جزن و ملال کی کیفیت سے یکدم زرد پڑا تھا۔

حرا اس کی بھیگی آنکھیں زرد پڑتا چہرا دیکھ کر استہزایہ مسکرائی تھی

نکلو یہاں سے تمہاری اس گھر میں اب کوئی جگہ نہیں ہے۔ خان دادا کا حکم ہے۔ اب تم اس گھر میں کبھی نہیں آسکتی۔ اب میں تمہیں اب مزید اپنی بیٹی کی خوشیوں کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننے دوں گی

راحیلہ خانم نفرت سے پھنکارتے ہوئے نینا کو اپنے بازو کو اپنی آہنی گرفت میں دبوچتے ہوئے زنان خانے سے باہر کی طرف بڑھی۔ نینا کی طبیعت آگے خراب تھی سفر کی تھکان شدید بخار سب کا رویہ اسے مزید مضمحل کر چکا تھا۔

راحیلہ خانم کو کوئی بھی روکنے کی جرت نہ کر سکا تھا۔۔ سب ارمان اور خان دادا کی وجہ سے مجبور تھے۔ وہ جانتے تھے نینا یہاں اپنی مرضی سے آئی ہے اس میں ارمان کا کوئی عمل دخل نہیں ہے

سب حیران بھی تھے وہ اب یہاں کیا کرنے آئی ہے؟ نینا کے بھیجے ہوئے خلع کے نوٹس نے حویلی کے بپھرے ہوئے مردوں کو مزید طیش و اشتعال میں مبتلا کر دیا تھا۔ بختاور کے کیس

کے دوران جرح میں جس طرح کا کیچڑ نینا نے حویلی کے مردوں پر اچھالا تھا وہ سب بھولے نہیں تھے

خلا کے نوٹس کے بعد دادا نے غیض و غضب سے ارمان کو نینا کو چھوڑنے کا کہا تھا کہ طلاق دے کر اس لڑکی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پیچھا چھڑوا کر اپنی زندگی سے باہر نکال کرے۔ جس نے ان کی عزت اُچھالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ بختاور کو سزا ملنے کے بعد ان کے رویے اور سوچ کے انداز میں کافی تبدیلی آئی تھی۔ جن پوتوں پر اپنے خاندانی رتبے پر انہیں اتنا مان تھا ان کی وجہ سے وہ سر اٹھانے کے قابل نہ رہے تھے۔۔ انہیں شدت سے اپنی کوتاہیوں کا احساس ہوا تھا۔ ان کی تربیت ان کی سوچ ان کے غرور نے انھیں اس حال تک پہنچایا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود وہ نینا کو معاف کرنے کو تیار نہ تھے جو جب سے ان کے پوتے کی زندگی میں آئی تھی اس کے چہرے سے سکون خوشی کا ہر رنگ چھین چکی تھی۔ نینا کی وجہ سے کتنے موقعوں پر ارمان کا سر جھکا دیکھ کر انہیں بے حد تکلیف پہنچی تھی۔ پھر اس کے چہرے پر درد اور ازیت دیکھ کر وہ مزید اشتعال میں مبتلا ہو جاتے اور آخری وار خلع کے نوٹس نے کر دیا تھا۔ جسے دیکھ کر ارمان کے چہرے پر کتنی ازیت کی پرچھائیاں لہرائی تھیں وہ خان دادا کو تکلیف کی انتہا پر لے گیا تھا ویسے بھی ان کی سوچ جتنی بھی بدل جاتی ان کے نذدیک عورت کا ایک حد میں رہنا ہی بہتر ہوتا ہے اس کو اپنی لمٹس کراس نہیں کرنی چاہیے۔ اب ان کا سب کچھ ارمان خانزادہ ہی تھا ارمان میں ہی تو ان کی جان بستی تھی۔

اس دن خلع کے نوٹس کے بعد غصے سے ان کا بی پی شوٹ کر گیا تھا اُنہوں نے ارمان سے وعدہ لیا تھا کہ وہ نینا کو چھوڑ دے

راحیلہ خانم نینا کا بازو دبوچے زنان خانے کے داخلی دروازے کی طرف بڑھی تھیں۔ اسے دروازے سے باہر زور دار دھکا دیا تھا۔ نینا فرش پر گھٹنوں کے بل اوندھے منہ گری تھی نینا کے سنبھلے سے پہلے ہی انہوں نے لکڑی کا بھاری دروازہ بند کر دیا تھا۔ باہر کھڑے تمام ملازموں نے یہ منظر دیکھا تھا۔ بے بسی کے احساس سے نینا کی آنکھوں سے سیل رواں جاری ہوا تھا۔۔ نینا بے دردی سے اپنے آنسو اپنی ہتھیلی سے صاف کیے تھے

نینا بخار میں پھنکتا اپنا ناتواں وجود اور اپنا بھاری ڈریس سنبھالتے ہوئے اٹھی تھی۔۔ اب اس کے قدم مردان خانے کی طرف بڑھے تھے۔ ارمان اپنے دوستوں کے ہمراہ مردان خانے کے عالی شان اور قدرے بڑے سے لاؤنج میں بیٹھا تھا

بڑے سے لاؤنج میں چاروں اطراف میں نیلے کلر کے گول اور جدید سٹائلش صوفے پڑے تھے۔ کہیں کہیں کرسیاں بھی رکھی تھیں۔ کرسیوں اور صوفوں کے آگے شیشے کے بڑے اور خوبصورت ٹیبل رکھے گئے تھے

یہ لاونج مردان خانے کا سب سے بڑا حصہ تھا۔ جہاں آرام سے سو سے زاہد لوگ آسانی سے آجاتے تھے۔ آج ارمان کے دوستوں کی ضیافت تھی ارمان کے کافی دوست مدعو تھے۔ کھانا بھی یہاں لاؤنج میں سرو ہو رہا تھا۔ ارمان وایٹ کلر کو شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ کندھوں پر

آف وایٹ مردانہ شال ڈال رکھی تھی۔۔ وایٹ کلف لگے سوٹ میں ارمان کا دراز قد مزید نمایاں ہو رہا تھا۔ اپنے مخصوص سٹائل یعنی کے اپنی بیرڈ پر ہاتھ پھیرتا مسکراتے ہوئے باتیں کرتا کھانا کھا رہا تھا کہ نینا اسے سامنے سے آتی دکھائی دی

پوری طرح تیار بادصبا کے جھونکے کی طرح چاند کی اجلی اجلی روشن ٹھنڈی کرنوں کی طرح اپنا خوبصورت جلوے بکھیرتا وجود لیے آنکھوں میں آنسو لیے لاؤنج کی طرف خراماں خراماں بڑھ رہی تھی۔۔ ارمان کی آنکھیں بے یقینی سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں وہ حیرت اور بے یقینی سے اپنی نشست سے کھڑا ہوا تھا۔۔ حواس نے کچھ پل کام کرنا چھوڑ دیا تھا اس کے تمام دوستے بھی حیران ہوئے تھے آنکھیں پھاڑے سامنے ہی دیکھ رہے تھے جہاں سے بے تحاشہ خوبصورت لڑکی ان کی طرف ہی آ رہی تھی۔ ارمان کے دوستوں کے لیے یہ کافی اچھنبے اور غیر یقینی صورتحال تھی

وہ جس علاقے میں رہتے تھے وہاں عورت کا اتنا بن سنور کر غیر مردوں میں آنا بہت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ وہ بھی ارمان خانزادہ کی حویلی میں یہ تو آنکھوں میں دیکھا جھٹلانے کے بات تھی

ارمان کی آنکھیں جو بے یقین ہوئی تھیں اب ان میں لہو چھلک رہا تھا

ارمان نے ضبط کے انتہا پر آنکھیں میچتے ہوئے اپنی مٹھیاں بھینچ کر خود کے اشتعال پر قابو پانے کی ناکام سعی کی۔۔ پورا بدن غیض و غضب سے لرزنے لگا تھا آج پھر نینا اسے سب کے

سامنے شرمندگی سے دوچار کر گئی تھی اپنے دوستوں کے سامنے اسے اتنا تیار دیکھ کر ارمان کے لہو میں شرارے اٹھے تھے دماغ کی طنابیں جھنجھنا اٹھی تھیں

خان دادا سکندر خان اور ارتضی خان کا غصے سے برا حال تھا

نینا ارمان کو دیکھتے ہوئے آنسو بہاتے ہوئے اس کی بڑھی تھی وہ آج پھر بیوقوفی کر چکی تھی۔ ارمان کی دور جانے کے خیال سے ہی اس کی حالتِ خراب ہو رہی تھی۔ زنان خانے کے دروازے اس کے لئے بند کر دیے تھے تو وہ اپنے محبوب شوہر کو یہ بتانے آئی تھی اور اپنے جزباتی پن میں سب کچھ بھول چکی تھی یا پھر آج بھی اسے مان تھا ارمان کی محبت پر وہ کچھ بھی کرے گی ارمان اس کے سامنے مضبوط ڈھال بن کر کھڑا ہو جائے گا۔ اب صورتحال یہ تھی

ارمان کے تمام دوست اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو چکے تھے۔ ارمان اپنی گہری براؤن آنکھوں میں شعلے لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا

مسٹر خان۔۔۔۔ نینا نے آگے بڑھ کر ہچکی لیتے ہوئے اسے پکارا تھا

رک جاؤ لڑکی آگے مت بڑھنا ہمارے پوتے کا اب تم سے کوئی تعلق نہیں ہے چلی جاؤ یہاں سے ورنہ تمہیں دھکے دے کر نکال دیا جائے گا۔ خان دادا کی بھاری سرد آواز پر نینا کے قدم ٹھہرے تھے۔ نینا خان دادا کی دھاڑ پر لرز اٹھی تھی اور ہچکی لیتے ہوے ارمان کو اپنی ہیزل گرے نم انکھوں سے دیکھا تھا

تم سے اب کیسا شکوہ خود سے ہی ہے شکایت

اپنے ہاتھوں ہی بدلی ہم نے اپنی قسمت

تیری نفرت کہتی ہے اب بھی پیار ہے مجھ سے

وقت نے کر دیا تم کو بیزار مجھ سے

اک مایوسی بھری لب پر مسکان آئی

لے گئی ساری بہاریں آندھی وہ آئی

نینا آنسو بہاتے ہوئے ارمان خانزادہ کو دیکھ رہی تھی

رحیم خان اسے لے جاؤ یہاں سے خان دادا نے برہمی سے بولتے ہوئے رحم خان کو حکم دیا کوئی آگے نہیں بڑھے گا اس کی طرف کوئی نہیں۔۔۔ارمان لال انگارہ آنکھوں سمیت دھاڑتے ہوئے بولا

اپنی سرخ لال انگارہ غضب ناک خون آشام آنکھوں سے گھورتے

غصے سے نینا کی طرف بڑھا اور اپنے وحشی شکنجے میں نینا کی نازک کلائی کو بہت سختی سے دبوچ کر اسے لیے باہر کی جانب بڑھا

ارمان نینا کا ہاتھ اپنی گرفت میں کافی سختی سے دبوچے ہوئے تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ نینا کو اس کے ساتھ چلنے میں بہت مشکل ہو رہی تھی۔ بھاری لہنگا سنبھالتے ہوئے وہ بمشکل ہی اس کے

ساتھ گھسٹ رہی تھی۔ بخار سے پورا جسم جل رہا تھا۔ ارمان کا لال انگارہ آنکھیں اور اس کا سرد رویہ اس پر لرزہ طاری کر چکا تھا۔

مسٹر خان میری بات سنیں میں آپ سے ہر بات کی معافی مانگتی ہوں۔ پلیز آپ یہ شادی مت کریں۔ میں آپ کی ہر بات مانوں گی جیسا آپ کہیں گے ویسا کروں گی۔ نینا ایک ہاتھ سے اپنا لہنگا سنبھالتی تیزی سے چلتی ہوی پھولتی سانسوں کے ساتھ بمشکل بول رہی تھی۔

ارمان نینا کی کسی بھی بات کا جواب دے بغیر سرد تاثرات چہرے پر سجائے اس کا دبوچے تیز تیز قدموں سے ذنان خانے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

آپ یہی چاہتے ہیں ناں کہ میں حویلی سے باہر قدم نہ رکھوں نہیں رکھوں گی۔ سر پر دوپٹہ بھی لوں گی۔ غیر مردوں کے سامنے بھی نہیں جاؤں گی۔۔ پلیز آپ یہ شادی نہ کریں۔ میں آپ کو کسی کے ساتھ شئر نہیں کر سکتی۔ وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ بے حد معصومیت سے التجائیں کر رہی تھیں۔۔ وہ یہ بھول چکی تھی جو وعدے وہ کر رہی ہے ابھی ان میں سے ایک وعدہ دھڑلے سے توڑ کر اپنے شوہر کو طیش و الم میں مبتلا کر چکی ہے۔

ارمان کی رفتار اور تیز ہو چکی تھی. نینا کو اب بھاگنا پڑ رہا تھا۔ ارمان کے تیز قدموں کا مقابلہ کرنا اس کی نازک جان کی بس کی بات نہ تھی۔

ارمان نے نینا کو زنان خانے کے لاونج میں لا کر اس کی کلائی کو جھٹکے سے چھوڑا تو وہ گرتے گرتے بچی تھی۔

نینا نے اپنے چکراتے سر کو تھاما تھا۔

زنان خانے میں موجود سبھی افراد ارمان کو شدید غصے میں دیکھ کر بدحواس ہوتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوے تھے۔

ارمان کا چہرہ غصے سے لال تھا۔ماتھے پر شدید تیوریوں کا جال تھا۔

سب حیرت سے ارمان اور اس کے ساتھ کھڑی نینا کو دیکھ رہے۔۔جو نظریں جھکائے رونے میں مصروف تھی۔ان لوگوں کی حیرانگی کی وجہ نینا کا ارمان کے ساتھ مردان خانے کی طرف سے آنا تھا۔جو اتنی بن سنور کر مردان خانے میں پہنچ گئی تھی۔۔اپنی شامت تو وہ خود ہی ہمیشہ بلاتی تھی۔۔راحیلہ خانم نے کڑے تیوروں سے نینا کو گھورا تھا یہ لڑکی واقعی میں بہت ڈھیٹ واقعی ہوئی ہے۔انھیں بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ مردان خانے میں پہنچ گئی تھی۔ابھی تک اسے اتنا تو اندازہ ہو جانا چاہیے تھا اسے ویسے مردان خانے میں آنے کی آجازت نہیں اور وہ بنی سنوری پہنچ گئی۔۔کچھ زیادہ ہی بیوقوف ہے یا معصوم ہونے کا ڈھونگ کرتی ہے۔۔انہوں نے نینا کو دیکھتے ہوے نخوت سے سوچا۔

یہ مردان خانے میں کیسے پہنچی. ارمان سب کو غضبناک تیوروں سے گھورتے ہوے دھاڑا تھا۔

نینا ارمان کی دھاڑ پر ہچکیاں لیتی لرز اٹھی تھی۔باقی سب بھی خوفزدہ ہوئے تھے۔راحیلہ خانم کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوے تھے۔۔

کیونکہ آج سے پہلے ارمان کو اتنے غصے میں کسی نے نہیں دیکھا تھا۔۔وہ بھی یوں زنان خانے میں گھر کی عورتوں کے ساتھ چلا کر بات کرنا یہ ناممکن بات تھی۔ارمان کی ماتھے اور گردن کی گہری ابھری ہوئی نیلی رگیں اس بات عکاسی کر رہی تھیں کہ وہ ضبط کے کس انتہا پر ہے۔۔۔ارمان کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنی اور نینا کی جان لے کر کام ہی تمام کر دے۔تاکہ ایک دفعہ ہی اس اذیت سے چھٹکارا مل جائے جو نینا کے طوست سے اسے آئے روز ملتا تھا۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے دوستوں کے سامنے نینا کا ایک بال بھی ظاہر ہو اور وہ ہر دفعہ کی طرح بے پردہ چلی آئی تھی۔۔جس طرح اس کے دوست نینا کو دیکھ رہے تھے وہ یاد کر کے ارمان کے لہو میں شرارے اٹھ رہے تھے۔ارمان نے غصے سے اپنا ہاتھ لاونج میں لگے ہوے بڑے سے شیشے کے سلائڈنگ ڈور پہ دے مارا تھا۔شیشہ ہلکا سا تڑخ کر ارمان کے ہاتھ کو زخمی کر گیا تھا۔۔نینا تڑپ اٹھی تھی مگر آگے بڑھنے کی ہمت نہیں کی تھی۔۔

بچے یہ کیا کیا تم نے؟ اگبینہ خانم نے تڑپتے ہوے جلدی سے آگے بڑھی تھیں۔۔

سب ہی ارمان کی چوٹ پر تڑپ اٹھے۔۔حرا نے کٹیلی نظروں سے نینا کو گھورا تھا۔جو جہاں ہو وہاں سکون ہو ممکن ہی نہیں تھا۔۔

مورے،،،یہ وہاں کیسے پہنچی۔۔کچھ پوچھا ہے میں نے ارمان نے سرد نظروں سے سب کی طرف نگاہ کرتے ہوے استفسار کیا۔۔۔اس نے نینا کی طرف ایک بار بھی نظر نہیں ڈالی تھی۔نہ ہی اس سے کچھ پوچھا تھا یہ بات نینا کو زیادہ غمزدہ کر گیی تھی۔

مسٹر خان،، میں نینا آگے بڑھی تھی۔۔ ارمان نے اس کی طرف دیکھے بنا ہاتھ کے اشارے سے ادھر ہی روکا۔

نینا وہیں پر سسکی لیتے ہوے رک گئی تھی۔

ارمان بیٹا یہ یہاں پر کیا کرنے آئی ہے اب؟ جو کچھ اس نے تمھارے ساتھ ہمارے خاندان کے ساتھ کیا اسی لیے میں نے اسے یہاں سے جانے کو کہا تھا۔

راحیلہ خانم ارمان کے غصے سے خائف ہوتے ہوے سچ میں جھوٹ کی امیزش کرتے ہوے بولی۔۔

کس حق سے آپ نے اسے یہاں سے جانے کو کہا۔ ارمان نے سرد لہجے میں استفہامیہ نگاہوں سے پوچھا۔۔

وہ میں تو بس۔۔۔ راحیلہ خانم حیرت سے ارمان کو دیکھتے ہوے منمنائی۔۔

بیوی ہے یہ میری عزت ہے یہ میری،،، آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی اسے یہاں سے جانے کو کہنے کی۔۔

الفاظ تھے کہ آب حیات،،، نینا کے مرجھائے چہرے پر بہار آئی تھی۔۔ ہونٹوں پر مسکان ٹھہری تھی۔۔ نینا نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ ارمان کو دیکھا تھا۔۔

سب حیرانگی سے ارمان کو دیکھ رہے تھے۔ یہ کیا کہہ رہا تھا؟

آپ سب کان کھول کر سن لیں جو بھی ہوا ہے ہمارے بیچ۔۔ یہ اس کا اور میرے معاملہ ہے۔۔ کوئی کچھ بھی اسے نہیں کہے گا۔۔ یہ جب تک یہاں رہے جتنے دن رہے جیسے مرضی رہے۔ کوئی اسے کچھ بھی نہیں کہے گا۔۔ وہ جتنا بھی نینا سے ناراض ہو غصہ ہو لیکن نینا کو کوئی ایک لفظ بھی کہے یہ ارمان خانزادہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ آج اسے نینا پر بے تحاشا غصہ تھا۔۔ مگر وہ سمجھ چکا تھا۔ نینا کا یوں رو کر مردان خانے میں آنا کوئی بڑی بات ہی ہے۔۔ ورنہ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اس طرح گھبراتی نہیں تھی نہ ہی ہتھیار جلدی ڈالتی تھی۔ کوئی اسے یہاں سے نکل جانے کو کہے اور وہ خاموشی سے کسی کی بات مان لے یہ ناممکن بات تھی۔۔ وہ یہ بھی جانتا تھا راحیلہ خانم نے کچھ زیادہ ہی کہا ہو گا نینا سے۔۔ نینا مردان خانے میں دوسری طرف سے آئی تھی۔۔ یقیناً اسے نکالا گیا ہے۔ یہ بات ارمان خانزادہ کو بری طرح مشتعل کر چکی تھی۔ وہ راحیلہ خانم کے بڑے ہونے کا لحاظ کر رہا تھا۔

نینا نے مدھم سی مسکان کے ساتھ اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوے حرا کو جتاتی نظروں سے دیکھا تھا کہ ارمان آج بھی صرف اس کا ہے۔۔

لیکن ارمان کی اگلی بات نے اس کی مسکان چھین لی تھی۔۔

یہ ہمارے ہاں مہمان ہے۔۔ اور ہمارے ہاں مہمانوں کے ساتھ آچھا سلوک کیا جاتا ہے اور یہ ہماری روایات ہیں۔ اور آپ لوگ فکر نہ کریں یہ یہاں نہیں رہیں گی۔ جلد ہی چلی جائیں گی۔۔ اس حویلی میں ان کا دم گھٹتا ہے۔ ارمان نے استھزائیہ مسکراتے ہوے طنز کیا تھا۔

ارمان۔کے طنز پر نینا کو اپنا دل کٹتا ہوا محسوس ہوا۔۔

ارمان نینا پر قہر بھری نگاہ ڈالتا مردادن خانے کی طرف بڑھا تھا۔۔

حرا ارمان کے سامنے آئی تھی۔۔

یہ تمھاری بیوی ہے۔ہم کون ہے تمھارا ارمان۔۔ حرا نے زخمی نگاہوں سے پوچھا۔۔ارمان کی آنکھوں میں نینا کے لیے وہی فکر وہی پیار دیکھ کر حرا کو بہت تکلیف پہنچی تھی۔۔وہ جتنا مرضی اس پر طنز کر لے مگر اس کی انکھیں کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔مردان خانے میں یوں بن سنور کر جانا وہ بھی ارمان کے دوستوں کے بیچ جانا چھوٹی بات نہیں تھی۔پھر بھی اس نے نینا کو کچھ نہیں کہا تھا۔۔اور نینا کے وہاں جانے سے اسے کتنی تکلیف پہنچی تھی وہ بھی اس کے چہرے اور آنکھوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔۔وہ کیوں ابھی تک نینا کو چھوڑ نہیں پایا تھا جبکہ اب تو خان دادا بھی یہی چاہتے تھے۔وہ ہزاروں دفعہ طلاق مانگ چکی تھی۔۔۔

کیا وہ زیست سفر میں یونہی تشنہ رہے گی۔۔کیا ارمان اس کا ہو کر بھی اس کا نہیں ہو گا۔۔

ارمان نے کچھ پل اس کی بھیگی یاسیت بھری آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

پھر گہرا سانس بھرتے اس کے قریب ہوا۔

تم میری ہونے والی بیوی ہو حرا۔۔۔میں تم سے توقع کرتا ہوں تم زندگی میں ہر قدم پر میرے ہر فیصلے میں میرا ساتھ دو گی۔میرے فیصلے کے خلاف کبھی نہیں جاؤ گی۔۔ارمان نے بے حد نرم لہجے میں کہا تو حرا نے بھیگی آنکھوں سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

نینا کے پورے بدن میں جلن کی لہر اٹھی تھی۔ دل میں بھانبھڑ کے آلاؤ جل اٹھے تھے۔ ارمان کا حرا کو مسکرا کر دیکھنا اسے اپنی ہونے والی بیوی کہنا نینا کو آگ لگا چکا تھا۔۔ نینا نے اپنے لب بری طرح کچلے تھے۔۔۔ وہ اتنا تیار ہوئی اس کے لیے،،، لیکن اس نے ایک نظر اٹھا کر اسے نہیں دیکھا اور اس کو مسکراتے ہوے دیکھ رہا تھا اور اسے اپنی ہونے والی بیوی بھی کہہ رہا تھا۔ نینا نے ارمان کی پشت کو زخمی نظروں سے دیکھا تھا۔۔

باسط پہلی فلائٹ لے کر پاکستان پہنچا تھا۔ وہ جب حویلی پہنچا تو سب مردان خانے میں ہی موجود تھے۔ باسط نے بلو جینز پر وائٹ شرٹ اس پر سلیو لیس بلو جرسی پہن رکھی تھی۔۔ شیو قدرے بڑھی ہوئی تھی۔ انکھیں سرخ اور چہرے پر تھکان واضح تھی۔

ارمان باسط کو دیکھ کر طنزیہ مسکرایا تھا۔۔ خان دادا باسط خان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ ایک پوتا وہ کھو چکے تھے۔ اب باسط اور ارمان ہی ان کے سب کچھ تھے۔ مگر باسط اور زرمینے کے معاملے میں انہوں نے فیصلے کا اختیار زرمینے کو سونپ رکھا تھا وہ اب مزید اپنی پوتیوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتے تھے۔

سکندر خان بھی باسط کو دیکھ کر بے انتہا خوش تھے۔ اپنے اکلوتے بیٹے کو دیکھ کر ان کی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں تھیں۔ ارتضی خان غصے سے باسط خان کو گھور رہے تھے۔ جو اس نے

زرمینے کے ساتھ کیا۔۔ ارمان کے ساتھ وہ بھی اسے معاف کرنے کا آرادہ نہ رکھتے تھے۔ لیکن اگر یہی فکر وہ پہلے زرمینے کے ساتھ دکھادیتے تو آج شائد زرمینے کے ساتھ یہ سب کچھ نہ ہوتا۔

باسط خان جتنی دیر بھی مردان خانے میں بیٹھا رہا۔ مسلسل اضطراب کی کیفیت میں تھا۔ زرمینے کو دیکھنے اس کو چھونے کو دل بے چین ہو رہا تھا۔ اس کی تڑپ آسمان کو چھو رہی تھی۔۔

وہ تھوڑی ہی دیر ادھر رکا تھا پھر تھکن کا بہانہ کر کے سیدھا زنان خانے کی طرف آیا اس وقت رات کے آٹھ بج رہے تھے۔ لاونج میں کوئی نہیں تھا وہ بے قراری میں کچن کی طرف بڑھا وہ زیادہ تر وہیں تو ہوتی تھی۔۔ مگر اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑا وہ وہاں نہیں تھی۔ گہرا سانس بھرتا وہ راحیلہ خانم کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔ ان کے پاس بہت تھوڑی دیر بیٹھا تھا دل دماغ تو اسی دشمن جاں کی طرف تھا جس کی خاطر وہ اپنی تمام کشتیاں جلا کر آیا تھا۔۔

باسط کو وہ پورے زنان خانے میں کہیں نہیں دکھی تھی۔۔ وہ زنان خانے کے لاونج میں کافی دیر تک صوفے پر بیٹھا اظطرابی کیفیت میں زمین پر نظریں گاڑھے ایک ٹانگ ہلاتا اس کا انتظار کرتا رہا کیا پتہ وہ اپنے کمرے سے باہر نکل کر آجائے اور اس کی پیاسی آنکھوں کو اس کی دید کرنے کو مل جائے اور اس کی بے قرار نگاہوں کو قرار آجائے۔۔

باسط خان کافی دیر وہاں پر بیٹھا رہا لیکن اس کی آنکھوں کی پیاس نہ بجھ سکی۔۔شائد اسے اس کے آنے کی خبر ہو چکی تھی۔اسی لیے وہ باہر نہیں آئی۔۔وہ اسے دیکھنا ہی نہیں چاہتی۔یہ خیال آتے ہی باسط مزید بے چین بے قرار ہوا تھا۔کیا اب بھی اس کی آنکھوں میں اس کے لیے پیار ہو گا؟اگر اس کی آنکھوں میں اب اس کا عکس نہ ہوا تو کیسے وہ یہ برداشت کرے گا۔ ۔وہ اب تو چاہتا تھا۔اس کے چہرے کا ہر رنگ صرف اس سے منسوب ہو وہ صرف اس کی ہو کر رہے۔یہاں تک کہ اب وہ اسے اس کے قریبی رشتوں کے بھی قریب نہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔وہ صرف اس کی ہو صرف اس پر انحصار کرے۔۔بس وہ ہو اور ان کا چھوٹا سا آشیانہ ہو جہاں وہ اسے مکمل خوشیاں دے۔بے پناہ پیار دے اسے پل پل اپنی چاہت کا احساس دلائے ۔اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب رکھے۔وہ اس کا اور وہ اس کی ہو کر رہے۔عجیب جنونی ہوتا جا رہا تھا وہ اس کے معاملے میں۔۔

باسط خان پوری رات بے چین رہا تھا۔سگریٹ پھونک پھونک کر جانے کتنا دھواں وہ اپنے اندر اتار چکا تھا۔اس کے لب جو کبھی عنابی ہوتے تھے اب ہلکے سیاہی مائل ہو چکے تھے۔پچھلے سات ماہ سے وہ اسے بھولانے کے لیے اور خود کو ملامت کرتے ہوئے دن رات اس نے یہی ایک کام تو کیا تھا۔

اسے اپنے بستر سے آگ کی لپیٹیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔ کمرے میں تو اس کا دم گھٹ رہا تھا۔۔ اسی جگہ کمرے کے وسط میں کھڑی تھی ہونٹوں پر لال رنگ لگائے سرخ لباس پہنے اپنے آپ کو مکمل اس کے لیے سجائے ہوے تھی۔۔ ایک عجیب سی چمک تھی اس کے چہرے پر اس دن۔۔ اور جب اس نے اسے جدائی کی وعید سنائی تھی تو وہ چہرہ پل میں تاریک ہوا تھا۔۔ سارے رنگ اتر کر اس کے چہرے کو یاسیت بھرا زرد بنا چکے تھے۔۔ اور اِسی بیڈ پر بیٹھ کر سرخ لباس میں دلہن بنی اپنا ہوش ربہ سراپہ لیے اپنا مہکتا کندن جیسا دمکتا معصوم حسن لیے اس کا انتظار کر رہی تھی اور اس نے کیا کیا تھا اسے ڈھتکار کر کمرے سے نکال دیا تھا۔۔

اہ۔۔۔۔ باسط خان نے اپنے بال مٹھیوں میں جکڑے تھے۔۔

باسط خان کے سینے میں درد اٹھا تھا۔۔ باسط اپنا سینا مسلتا ٹیرس پر جا کھڑا ہوا اور تادیر چاند کو تکتا رہا۔۔ اور پھر گہرا مسکرایا تھا اس کی خانم چاند سے کہیں زیادہ خوبصورت تھی۔۔ اجلی شفاف اور اس کا لمس تو جادوئی تھا۔۔ باسط خان کا جسم نیم جاں ہو رہا تھا اس کی قربت پانے کے لیے وہ تڑپ رہا تھا۔ پاس آ کر دور رہنا اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔۔

صبح اٹھتے ہی باسط نے ذنان خانے کا رخ کیا اس کی آنکھیں رت جگے کی چغلی کھا رہی تھیں۔۔ آنکھوں کے ڈورے بے تحاشا سرخ تھے۔ باسط بلیک شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔۔ شاور لینے کی وجہ سے بال ابھی بھی گیلے تھے۔ ذنان خانے میں اس وقت کوئی نہیں

تھا۔ باسط پلٹنے ہی لگا تھا کہ صوفے پر ایک چھوٹا سا بچہ جو کافی صحت مند سرخ و سفید تھا۔ لیٹا دکھائی دیا جو ہاتھ پیر مارتے ہوے کھیل رہا تھا۔۔ باسط نے حیرانگی سے اس بچے کو دیکھا۔۔ بچہ کافی کیوٹ تھا۔ باسط کا دل بچے کو دیکھ کر ہمکنے لگا تھا۔ دل بے اختیار بچے کی طرف کھنچا تھا۔ باسط حیران ہوا تھا اسے تو بچے اتنے خاص پسند نہیں تھے مگر اس بچے میں اسے عجیب سی کشش محسوس ہوئی تھی۔۔

یہ کس کا بچہ ہے۔۔ ارمان کا ہے کیا؟ باسط نے اپنی پچھلی گردن رب کرتے ہوے بے چینی سے سوچا۔ نینا اور ارمان کے بیچ جو کچھ ہوا اسے پتہ لگ چکا تھا تو یہ بچہ ان کا نہیں ہو سکتا۔۔ باسط اب کی بار جھنجھلایا تھا۔۔ کسی ملازمہ کا ہے کیا؟

بچے نے اب رونا شروع کر دیا تھا۔ باسط مزید بے چین ہوا تھا۔ باسط نے اپنی مونچھوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے دیکھا جس کے رونے میں اب آضافہ ہو چکا تھا۔ اس کا رونا باسط خان کو گراں گزر رہا تھا۔۔ اب وہ بچہ بے تحاشا روتے ہوئے اپنے ہاتھ پیر بہت تیزی سے مار رہا تھا۔۔ باسط کے ماتھے پر سلوٹوں کا جال بچھا تھا۔ کون ہے اس بچے کی ماں؟ بچہ کب سے رو رہا ہے اور اسے پرواہ ہی نہیں ہے۔ باسط نے بری طرح غصے سے اپنے لب بھینچے تھے۔

بچہ روتے ہوئے ہاتھ پیر مارتا صوفے کے کنارے آ گیا تھا۔ باسط خان کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔ وہ سرعت سے اس بچے کی طرف لپکتے ہوئے جھک کر اپنے ہاتھ بچے کی طرف بڑھائے۔۔ اسی اثناء میں دو مومی ہاتھ بھی بچے کی طرف بڑھے تھے۔

دونوں نے ایک ساتھ جھک کر بچے کو گرنے سے بچایا تھا۔

باسط کی نظر اٹھی اس وجود کی طرف اس کے وجود سے اٹھتی خوشبو سے تو وہ اس کی طرف دیکھے بنا ہی پہچان گیا تھا۔۔دل کی دھڑکن سرپٹ دوڑنے لگی تھی۔۔

میرون کلر کے ڈریس میں میرون ہی دوپٹہ سر پر اوڑھے ہوے تھی۔اس کے کندھا باسط خان کے کندھے کو چھو رہا تھا۔کانچ سی شہد رنگ براؤن آنکھوں کو خود کی طرف تکتے پایا تھا۔

باسط۔ سٹل ہوا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بہت خوبصورت تھیں اور وہ ان آنکھوں کا دیوانا۔ لیکن یہ وہ آنکھیں نہیں تھیں۔۔ان آنکھوں میں بہت اجنبیت تھی۔۔وہ اپنا عکس چاہ کر بھی ان میں ڈھونڈ نہیں پایا تھا۔۔زرمینے نے کچھ پل باسط خان کو دیکھا پھر سپاٹ چہرے کے ساتھ بالاج کو گود میں اٹھایا اور اپنے کی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔

باسط کافی دیر تک فق چہرے کے ساتھ وہیں پر کھڑا رہا۔۔کتنے ہی لمحے گزر گئے تھے۔۔اس کی آنکھوں میں چھپی نفرت اسے بے حد اذیت میں مبتلا کر چکی تھی۔۔اور یہ بچہ کون تھا؟ جسے وہ اپنے کمرے میں لے گئی۔۔ایک خیال دل میں سمایا تھا اور باسط کے ماتھے پر پسینہ پھوٹا تھا۔

دل میں درد اٹھا تھا۔۔وہ اپنا سینا مسلتا صوفے پر ڈھے سا گیا تھا۔۔اسے سب سمجھ آ گیا تھا اس کا دل اس بچے کی طرف کیوں کھنچ رہا تھا۔۔اس کا رونا اسے کیوں گراں گزر رہا تھا۔۔وہ کشش خون کی کشش تھی۔۔وہ اس کا بچہ تھا۔۔باسط نے کرب کی انتہا پر خود کو محسوس کرتے ہوے اپنی آنکھیں سختی سے میچی تھیں۔۔

وہ کتنا بدنصیب ٹھہرا تھا۔اگہی ادراک کا لمحہ اس کے لیے بہت دردناک ثابت ہو رہا تھا۔۔آج وہ درد کی انتہا پر تھا کہ وہ خود سے نظریں ملانے کے قابل نہ رہا تھا۔۔

آج اس کے غرور طنطنے نے اسے زرمینے کے آگے سر اٹھانے کے قابل نہ چھوڑا تھا۔۔وہ لمحات جب ایک عورت درد سہہ کر اپنی جان پر کھیل کر مرد کی ذات کو مکمل کر کے اسے اس کا وارث اس کی اولاد کو دنیا میں لاتی ہے۔کتنی ہی پیچیدگیوں سے اسے گزرنا پڑتا ہے۔۔اسے اس وقت قدم قدم پر اپنے ہمسفر کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔۔اور وہ اتنے مشکل وقت میں اسے تنہا کر گیا اس کا ساتھ چھوڑ گیا تھا۔۔

باسط نے لمبے گہرے سانس لیے تھے۔۔اگر وہ کبھی پاکستان نہ آتا تو اسے تا عمر یہ پتہ نہ چلتا کہ خدا نے اسے اتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے۔اور اس کا بچہ اپنے باپ کے ہوتے ہوے بھی اس کی شفقت سے محروم رہتا۔۔باسط کے سینے میں درد کے ابال اٹھے تھے

نینا پوری رات کمرے میں ارمان کا انتظار کرتی رہی۔ مگر وہ نہیں آیا تھا۔۔ وہ سمجھ چکی تھی وہ اس کی وجہ سے نہیں آیا کمرے میں۔۔ ارمان کی بے اعتنائی پر نینا کا دل کٹ رہا تھا۔۔ ارمان کا حرا کو مسکرا کر دیکھنا اور اسے اپنی ہونے والی بیوی کہنا نینا کو بھول نہیں رہا تھا۔ وہ جلتے ہوے کوئلے کی مانند دہک رہی تھی۔۔ اس کی اتنی سی حرا کی طرف توجہ اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔۔ جب وہ اسے اپنی بیوی بنائے گا وہ کیسے برداشت کرے گی۔۔ نینا بیڈ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگائے اضطراری کیفیت میں نیم دراز تھی۔۔ اسے کتنا تیز بخار تھا۔ کیا ارمان کو اس کی کلائی کو چھو کر بھی پتہ نہیں چلا کہ وہ بخار میں پھنک رہی ہے۔۔ گل بانو اس کے لیے کمرے میں کھانا اور میڈیسن لائی تھی۔۔ اسے بہت اصرار کر کے کھانا اور میڈیسن کھلائی تھی۔۔۔ گل بانو جس کا اس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں اسے بنا چھوے ہی پتہ چل گیا کہ اسے بخار ہے۔۔ اور ارمان جس نے اس سے عشق کا دعویٰ کیا تھا۔ اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ اسے کتنا تیز ٹمپریچر ہے۔۔۔ جب اس نے اس کی کلائی تھامی اسے تب بھی احساس نہیں ہوا یا پھر اب اسے فرق نہیں پڑتا وہ جیے یا مرے۔۔ اب اس کا ہر احساس اس کے لیے ختم ہو چکا ہے۔۔ نینا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔۔ سناٹوں میں گھری خاموش رات رفتہ رفتہ گہری ہوتی جا رہی تھی۔۔ جوں جوں رات بھیگ رہی تھی۔۔ نینا کی آنکھیں بھی بھیگ رہی تھیں اور ان کا گلابی پن بڑھتا جا رہا تھا

یک لخت وہ بیڈ سے اٹھی تھی اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔۔ ایک عجیب سی تشنگی اس کے پورے وجود کا آحاطہ کیے ہوے تھی۔ وہ اپنے دل کا کیا کرتی جو اس انسان کو مکمل طور پر پانے کو مچل رہا تھا۔۔ ایک لمحے نے اس کے دل کی کایا ہی پلٹ دی تھا۔۔ ایک لمحے نے اسے اس انسان سے عشق کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔ وہ اس کی عزت کا محافظ تھا۔ وہ سمجھ چکی تھی۔۔ ارمان کے ہوتے ہوئے کوئی اسے ایک آنچ بھی نہیں دے سکتا۔۔ وہ ہمیشہ مظبوط ڈھال بن کر اس کے آگے کھڑا ہو گا۔۔ جیسے آج بھی ہوا تھا۔۔ کسی کو اس کے قریب نہیں آنے دیا۔۔

اگر کچھ دن پہلے وہ اسے کھو دیتی تو وہ اس کے لیے بھولی بسری یاد بن کر رہ جاتا اک چھبن بن کر شائد۔۔ لیکن اب اس انسان کو کھو دیا تو نینا ہی گم ہو جائے گی۔ اسے دیکھے بنا اس کے پیار کے بغیر وہ کیسے جیے گی۔۔

نہیں نہ وہ اس سے دور جائے گی اور نہ ہی اسے کسی اور کا ہونے دے گی۔۔۔ مسٹر خان آپ صرف میرے ہیں۔۔ اگر میرے نہیں تو پھر کسی کے بھی نہیں۔۔۔ نینا نے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔

ارمان اپنے ڈھیرے پر چارپائی پہ بیٹھا اپنی بیئر ڈپر ہاتھ پھیرتا گہری سوچ میں گم تھا۔۔ وہ اس وقت کھلے آسمان کے نیچے بیٹھا تھا۔۔ پہاڑی علاقہ تھا جہاں نومبر کے مہینے میں بھی شدید

سردی پڑتی ہے۔۔وہ اپنے مخصوص ڈریس شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔کندھوں پر سکن کلر کی مردانہ شال اوڑھ رکھی تھی۔۔۔فضا بوجھل اور اداس تھی۔بلکل اس کے دل کی طرح جہاں ایک موسم ٹھہر گیا تھا۔اداسی کا یاسیت کا۔۔ارمان نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جہاں بادلوں نے بسیرا کیا ہوا تھا۔۔چاند کبھی بادلوں کے اوٹ میں ہو جاتا کبھی اپنی جھلک دکھلا جاتا۔۔چاند کو دیکھ کر تو اسے صرف ایک ہی چہرہ یاد آتا تھا۔۔جو آج بھی پورے شان کے ساتھ اس کے دل میں براجمان تھا۔۔۔ارمان یکدم بے چین ہوا تھا کتنا تیز بخار تھا اسے۔۔اتنے بخار میں اتنی دور چلی آئی۔۔۔اس نے گل بانو کے ہاتھ کھانا اور میڈیسن بجھوائی تو تھی۔اور اسے سختی سے منع کیا تھا کہ نینا کو خبر نہ ہو یہ کھانا اور میڈیسن اس کے کہنے پر لے کر گئی ہے۔پتہ نہیں میڈیسن لی بھی ہو گی کہ نہیں۔اتنی تو ضدی ہے۔۔ارمان نے لب بھینچتے ہوئے سوچا۔۔

ارمان اضطرابی کیفیت میں چارپائی سے اٹھا تھا۔۔کیوں آئی ہے وہ۔۔کیا چاہیے اب اُسے۔۔خلع کے نوٹس بھیج چکی ہے مجھے۔کھلے عام اپنی نفرت کا اظہار کرتی آئی ہے مجھ سے۔اب جبکہ میں نے اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا تھا۔۔تو وہ کیوں واپس آگئی؟۔۔وہ چاہتا تھا خلع کے پیپرز پر سائن کرنا مگر وہ چاہ کر بھی نہ کر سکا۔۔یہ دل کی دنیا بھی عجیب ہوتی ہے جس سے محبت ہو وہ اپنی دسترس میں نہ بھی ہو پھر بھی دل اسے کسی اور کی دسترس میں

دیکھ نہیں سکتا۔۔اس پر اپنا حق ختمکرنے کا مطلب وہ کسی اور کی ہو جائے یہ ارمان خانزادہ کہاں برداشت کر سکتا تھا۔۔۔ آج بھی اس پر پڑنے والی کسی کی ایک نظر اس کی جان لے لیتی ہے۔۔اور اس کی بیوی ہر دفعہ اس کی جان بڑے آرام سے نکال دیتی ہے۔۔اسے اس دن ساڑھی میں تن تنہا اُن خبیث مردوں میں دیکھ کر جو تکلیف ارمان نے سہی تھی وہ وہی جانتا تھا۔۔۔جی کیا تھا اپنی آنکھیں نوچ لے جس سے اسے وہ منظر دیکھنا پڑا۔۔۔ آج بھی وہ منظر آنکھوں کے آگے آتا تھا۔۔۔ آنکھوں کا رنگ پل میں لہو رنگ ہوتا تھا۔اور دل میں دہکتا ہوا تندور جل اٹھتا تھا۔۔۔کیسے وہ سب بھول جائے۔۔ نہیں بھول پا رہا تھا وہ۔۔۔۔اس کی یہ غلطی معاف کرنے کا حوصلہ نہیں کر پا رہا تھا وہ خود میں۔۔ آج پھر وہ بن سنور کر اس کے دوستوں کے سامنے ہی چلی آئی۔۔ کتنی خوبصورت لگ رہی تھی کہ ارمان کا دل پسلیوں سے سر ٹکرانے لگا تھا۔۔ لیکن یہ بننا سنورنا اس کا تو صرف اس کے لیے ہونا چاہیے تھا۔۔۔

اب کیسے وہ اس شادی کو روک سکتا تھا۔۔ جبکہ وہ پھر سے خان دادا سے وعدہ کر چکا تھا۔۔۔ کیا چاہتی ہو نینا کیوں آئی ہو واپس۔۔ بہت دیر ہو چکی ہے اب۔۔۔ مت آزماؤ مجھے۔۔۔۔اب یہ دل اور درد برداشت نہیں کر سکتا۔۔ ارمان وحشت زدہ انداز میں چلایا تھا۔۔

پیار جو ملا مجھ کو جینے کا بہانہ تھا

کیا پتہ تھا جان لے لے گا دل میرا نشانہ تھا

درد تھا نصیب میں درد کو نبھانا تھا

آگ کہ سمندر میں ڈوب کہ ہی جانا تھا

زخم پہلے مٹے نہ آکہ اور دیتے ہیں

مانو جن کو سہارا وہی چھوڑ دیتے ہیں

میری تقدیروں میں لکھیا مولا تو ہی موڑ دے

میرے نصیبوں میں اتری ردا تو ہی اوڑھ لے

نینا کو یہاں آئے دو دن ہو گئے تھے۔ مگر ارمان خانزادہ نہ کمرے میں اور نہ ہی اس کے سامنے آیا تھا۔۔اس دن کے بعد اسے کسی نے بھی کچھ نہیں کہا تھا۔۔

سارا دن اور رات تو ارمان کا انتظار کرتے گزر جاتی۔۔اور یہ انتظار کی گھڑیاں کتنی بے کل اور تکلیف دہ ہوتیں یہ نینا ہی جانتی تھی۔۔سارا دن کرنے کو کچھ ہوتا نہیں تھا۔۔تو وہ کچن میں گل بانو کے ساتھ کوکنگ کر لیتی۔۔

ارمان کی بہت خواہش تھی کہ وہ اس کے لیے اپنے ہاتھوں سے کچھ بنائے۔ مگر تب تو وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔گل بانو نے اسے ارمان کی کچھ پسندیدہ ڈشز بنانا سکھائیں تھیں۔۔جو نینا کو بہت مشکل لگی تھیں۔۔مٹن چانپ مصالحہ ارمان کو بہت پسند تھا۔۔اسے مٹن کی ساری آئٹم ہی بہت پسند تھی۔۔ادھر حویلی میں زیادہ تر مٹن سے ہی ریلیٹڈ کھانے

بنتے تھے۔۔ابھی بھی گل کے بانو بتائے ہوے طریقے پر نینا کڑاھی میں گوشت بھون رہی تھی۔۔سارا مصالحہ جات تو گل بانو نے ہی ڈالے تھے اسے صرف گوشت ہی بھوننا تھا۔۔جو وہ ہلکی آنچ پر بھون رہی تھی۔۔سفید کھلے ٹراوزر پر گلابی کلر کی لانگ شرٹ پہنی ہوئی تھی جس کے گلے پر لائٹ سا شیشے کا ورک تھا۔۔اور گلابی کلر کا دوپٹہ آچھی طرح سر پر جمایا ہوا تھا۔۔کانوں میں چھوٹے چھوٹے سٹائلش سے جھمکے پہن رکھے تھے۔۔کلائیوں میں گلابی کانچ کی چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔میک اپ میں صرف گلابی لپ گلوز لگایا ہوا تھا۔۔۔وہ صرف ارمان کے لیے تیار ہوتی تھی وہ کمرے میں نہیں آتا تھا مگر وہ پھر بھی اس کے لیے تیار ہو کر اس کا انتظار کرتی۔۔

ارمان جو کچن میں گل بانو کو کوئی کام کہنے آیا تھا۔۔نینا کو کچن میں کام کرتا دیکھ کر ٹھٹھک کر رک گیا۔۔گلابی ڈریس میں دوپٹہ اوڑھے گوشت بھون رہی تھی۔۔۔نکھری سی تیار اپنے کام میں مگن تھی۔۔وہ تو سادگی میں غضب ڈھاتی تھی۔۔اتنی سی تیاری نے اس کے حسن کو دو آتشہ کر دیا تھا۔۔ارمان جو وہاں سے جانا چاہتا تھا مگر اس کے قدم زمین میں جکڑے جا چکے تھے۔۔۔وہ ارمان کے دل کی دنیا ہلا چکی تھی۔۔نینا کو ارمان کے کچن میں موجودگی کا احساس ہو چکا تھا اس کی مسلسل پڑتی نظروں نے اس کا دل بری طرح دھڑکا کر رکھ دیا تھا۔۔گال لال ٹماٹر ہوے تھے۔۔۔ہاتھوں میں کپکپاہٹ شروع ہو چکی تھی پلکیں اٹھنے سے قاصر تھی۔۔۔

ارمان کچھ پل نینا کو گھورتا رہا پھر بری طرح جبڑے بھینچے نینا کی طرف بڑھا تھا۔۔اور اس کی بازو کو اپنی وحشی گرفت میں دبوچے اس کا رخ اپنے سامنے کیا تھا۔۔۔کیوں آئی ہو یہاں پر؟

کیا کرنے آئی ہو یہاں پر ہاں؟ارمان

لال انگارہ انکھیں نینا پر گاڑھے ضبط کی انتہا پر چلا کر بولا۔

نینا ارمان کے بے حد قریب تھی ارمان کی گرم پر حدت سانسیں نینا کے ہونٹوں پر بکھر رہی تھی۔۔۔

نینا تھوڑا اور ارمان کے قریب ہوئی تھی۔۔

اب نینا کے گلابی لب ارمان کے عنابی لبوں سے ٹکرا رہے تھے۔۔مسٹر خان مجھے صرف آپ سے معافی چاہیے۔۔آپ کا ساتھ چاہیے آپ کی پہلی جیسی محبت چاہیے۔۔آپ کی وہی نظر چاہیے جو آپ مجھ پر ڈال کر ساری دنیا بھول جاتے تھے۔۔

نینا ارمان کے چہرے پر اپنی نظریں جمائے بھیگے لہجے میں بولی۔۔ارمان کو محسوس نہیں ہوا تھا نینا اس کے بے حد قریب خود ہوئی تھی۔۔اب نینا اس کے بہت قریب تھی۔۔دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں۔۔ارمان کی آنکھوں کا رنگ خمار آلود ہونے لگا تھا۔۔نینا یہ محسوس کرتی بڑے دلفریب انداز میں مسکرائی تھی. اس کا ڈمپل شو ہوا تھا ارمان کا دل بھی ڈوب کر ابھرا تھا اس کے ڈمپل میں۔۔

ارمان یکدم ہوش کی دنیا میں واپس آیا تھا۔اور اسے خود سے دور کیا۔

پلیز نینا بند کرو یہ سب کچھ۔۔ تم یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی تھی۔ ہزاروں دفعہ مجھ سے رہائی مانگ چکی ہو۔ بند کرو یہ ڈرامہ پلیز۔۔ ارمان نینا سے دور ہوتا استھزائیہ لہجے میں بولا۔۔

یہ ڈرامہ نہیں ہے۔۔ مسٹر خان یہ میری محبت ہے۔ میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔ بہت پیار کرتی ہوں آپ سے۔۔ نینا ارمان کے سینے کے ساتھ لگتے ہوے بولی۔

ارمان دم بخود رہ گیا تھا وہ اس سینے کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔۔۔

ارمان کی دل کی دھڑکن نے سو کی سپیڈ پکڑی تھی۔۔ نینا کے جسم سے اٹھتی بھینی بھینی خشبو ارمان کے حواسوں پہ چھا کر اسے مدہوش کر چکی تھی۔ وہ چاہ کر بھی نینا کو خود سے الگ نہیں کر پا رہا تھا۔

مسٹر خان یہ شادی مت کریں۔۔ میں آپ کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی۔

ارمان کا رنگ یکدم سرخ پڑا تھا۔ آنکھوں میں ڈھیروں غصہ آیا اترا تھا۔۔

نینا نہ اب میں تمھیں اپنا سکتا ہوں۔ نہ حرا کو چھوڑ سکتا ہوں۔۔ وقت ہمارے ہاتھوں سے ریت کی طرح پھسل چکا ہے۔

ارمان نے نینا کو ایک ہی جھٹکے سے خود سے الگ کیا تھا۔

جب مجھے اپنا نہیں سکتے تو مجھے ابھی تک چھوڑا کیوں نہیں! کیا ساری عمر مجھے اپنے نکاح میں رکھ کر مجھے بے اعتنائی کی مار ماریں گے۔۔۔ سیدھی طرح کہیں نہ آپ کا دل بھر گیا ہے مجھ سے،،، آپ کو حویلی کے مردوں کی طرح اپنے لیے ایک نئی بیوی چاہیے۔۔

نینا چیختے اعصابوں کے ساتھ چیخ پڑی تھی۔

ارمان کی بے اعتنائی اسے مار رہی تھی۔۔ارمان کے منہ سے حرا کا نام سن کر نینا کے دل میں آگ بھڑکی تھی۔۔

مسٹر خان،، آپ یہ شادی نہیں کریں گے میں آپ کو کسی کے ساتھ شئیر نہیں کر سکتی۔۔ مر جاؤں گی میں۔۔جان سے مار ڈالوں گی آپ کو بھی اور خود کو بھی۔۔نینا پھر سے ارمان کے سینے سے لپٹے بری طرح رو پڑی۔

ارمان لب بھینچے کھڑا اس کی سسکیاں سن رہا تھا۔وہ جتنا مرضی اس سے ناراض ہو بدگمان ہو نہ وہ اس کا رونا برداشت کر سکتا تھا اور نہ اسے خود سے دور جھٹک سکتا تھا۔وہ اس کے سینے کے ساتھ لگی اس کا ضبط ازما رہی تھی۔

آج بھی وہ اس کی قربت کا دیوانہ تھا۔۔رات رات بھر اس کی قربت اسے سونے نہیں دیتی تھی۔وہ رات رات بھر اس کی قربت کے لیے تڑپتا تھا۔۔ابھی بھی ایک پیاس تشنگی اس کے روم روم میں سما چکی تھی۔۔ارمان کو

اپنا بدن ٹوٹتا محسوس ہوا۔۔جب بھی نینا اس کے قریب آتی تھی تو کچھ پر زور جائز تقاضے اس کے پورے بدن میں سر دھننے لگ جاتے تھے۔ابھی بھی ارمان کا برا حال ہوا تھا۔۔ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئیں۔۔اس کی قربت تو ایک نشے کی طرح اس کے جسم و جاں کو لگ کر اس کی جان کا آزار بن چکی تھی۔۔شائد محرم کی قربت کا نشہ اتنا ہی زور آور ہوتا ہے یا پھر

وہ اسے دیوانگی کی حد تک چاہتا تھا۔ اب وہ اسے میسر نہیں تھی تو رات رات بھر جاگ کر اس کا تن من اس کے لیے سلگتا تڑپتا رہتا۔ اس ک طلب اس کی قربت کی سانسوں کی ضرورت بن گئ تھی۔۔ اور اب وہ اس کے قریب آ کر اس کی مشکلیں بڑھا رہی تھی۔۔

ارمان نے گہرا سانس بھرتے نینا کو نرمی سے خود سے دور کرنا چاہا تھا ارمان کے دور کرنے پر نینا اور سختی سے اس کے سینے کے ساتھ لپٹتے ہوے اپنے بازو ارمان کی پشت کے ساتھ لپیٹے تھے۔۔

ارمان سب سمجھ چکا تھا وہ یہ سب جان بوجھ کر کر رہی ہے۔ وہ اپنی بیوی کی ہر ادا سے واقف تھا وہ جس طرح اس سے لپٹ رہی تھی وہ سب سمجھ رہا تھا۔۔ وہ اسے بے بس کرنا چاہتی ہے۔۔

نینا مت کرو یہ سب کچھ میرا پیار میری شدتیں تم سے برداشت نہیں ہوں گی۔ بہت غصہ ہے میرے اندر تمھارے لیے۔۔ جل جاؤ گی میری شدتوں کی حدت سے۔ ارمان نے نینا کو خود سے جھٹکے سے دور کرتے ہوے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔۔

نینا تیزی سے ارمان کی طرف بڑھتی اس کی پشت کے ساتھ بری طرح لپٹتے ہوے اپنے ہاتھوں سے اس کے سینے کو جکڑا تھا۔۔

میں جلنا چاہتی ہوں آپ کی قربت میں۔۔ بس آپ کی قربت اور آپ کی شدتیں صرف میرے لیے ہونی چاہیے۔۔ پگھل کر فنا ہو جاؤں گی مگر اف نہیں کروں گی۔۔ نینا ارمان کی پشت کے ساتھ لگی آنکھیں بند کیے جذب کی کیفیت میں بولی۔۔

ارمان نے رخ پلٹ کر نینا کے بالوں کو پیچھے سے دبوچ کر اس کا چہرہ اپنے روبرو کرتے ہوے اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔

اتنی شدت سے وہ اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا نینا اس کی شدت پر لرز اٹھی تھی۔ نینا نے تڑپ کر ارمان کی شرٹ کو کندھوں سے دبوچا تھا۔ مگر اسے خود سے دور نہیں کیا تھا۔۔

وہ ظالم بے رحم بنا اس کے نازک ہونٹوں پر اپنا غصہ اپنا جنون اتار رہا تھا۔۔ نینا آنکھیں بند کیے لرزتے بدن کے ساتھ اس کا جنون برداشت کر رہی تھی۔۔

تکلیف کی شدت اور جلن سے نینا کی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کے رخ پر برس رہے تھے۔۔ مگر ارمان نے آج قسم کھا رکھی تھی اس کی سانسیں چرانے کی۔۔

ارمان اس کے آنسوؤں اور اس کی لرزاہٹ کی پرواہ کیے بغیر وحشی بنا اس کے لبوں پر ظلم کر رہا تھا۔۔ نینا کے ہونٹوں پر اس نے اپنی شدت سے گہرا کٹ لگایا تھا کہ نینا مچل اٹھی تھی مگر پھر بھی اس نے ارمان کو خود سے دور نہیں کیا تھا۔۔ اس کی مدھم پڑتی سانسیں اس کی غیر ہوتی حالت محسوس کرتے وہ پیچھے ہوا تھا۔

نینا خود کو سنبھالتے ہوے گہرے سانس لیتے اپنی مدھم پڑتی اکھڑتی ٹوٹتی سانسوں کو درست کرنے لگی۔۔ ارمان نے اس کے کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود کے قریب کرتے اس کے ہونٹوں کو بغور دیکھا جو لہو چھلکا رہے تھے اس کے ہونٹوں پر گہرا کٹ تھا اور ننھی ننھی خون

کی بوندیں ابھر آئی تھیں۔ارمان نے اسے اپنے سینے کے ساتھ لپٹاتے شدت سے خود میں بھینچا تھا۔۔

مسسز خانزادہ۔۔ارمان خانزادہ کا جنون تمھارے لیے اور بڑھ چکا ہے۔۔یہ تو کچھ نہیں ہے اس لیے دور رہو مجھ سے یہ تمھارے لیے اور میرے لیے بہتر ہو گا۔میرا غصہ تم پر کبھی ختم نہیں ہو گا۔۔اور یہ شادی ہو کر رہے گی ارمان نینا کے کان کی لو کو اپنے دانتوں سے کاٹتے ہوے مدھم مگر سرد انداز میں کہتے ہوے اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتے ہوے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

باسط خان نے کانپتے ہاتھوں سے زرمینے کے کمرے کے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھا دروازہ کھلتا چلا گیا۔۔

زرمینے کمرے میں نہیں تھی۔واش روم سے پانی گرنے کی آواز آرہی تھی یقیناً وہ واش روم میں تھی۔باسط بے تابی سے کاٹ کی طرف بڑھا تھا۔بالاج وہاں سو رہا تھا۔۔باسط نے بے قراری کی کیفیت میں بالاج کو اپنی گود میں بھرتے اسے دیکھے گیا۔۔اسی کا پرتو تھا۔۔ایک ایک نقش اس پہ گیا تھا۔۔باسط کی آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔جب سے اسے پتہ چلا تھا بالاج اس کا بیٹا ہے۔۔باسط کی دل اس کی روح سب کانٹوں پر گھسٹ رہی تھی۔پوری رات ان

آنکھوں کی نمی خشک نہیں ہوئی تھی۔۔یہ احساس تو بہت انوکھا تھا۔۔یہ خوشی تو دنیا کی ساری خوشیوں کے آگے ہیچ تھی۔۔اس کا وارث اس کا جگر کا ٹکڑا اس کا سب کچھ اس کے ہاتھوں میں تھا۔۔باسط کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔وہ جو خود کو بہت مظبوط چٹانوں جیسا سمجھتا تھا۔وہ تھا بھی،،، مگر اب دنیا میں دو رشتے اس کی کمزوری بن چکے تھے اس کی بیوی اس کی محبت اس کا عشق اور دوسرا اس کا لخت جگر اس کا بلاج۔۔

آنسوؤں کے قطرے اس کی آنکھوں سے پھسلتے بالاج کے معصوم چہرے پر گرے تھے۔۔باسط نے بے تابی سے بالاج کو اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔ایک سکون کا احساس اسے اپنی رگوں میں اترتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ اپنے باپ کی اتنی شدت برداشت نہیں کر سکا تھا اسی لیے سوتے میں اٹھ کر بری طرح رونے لگا۔

باسط اسے گود میں پکڑے اپ چپ کروا رہا تھا۔۔مگر وہ چپ ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

۔باسط تھا تو اس کا باپ مگر بالاج کے لیے یہ لمس نیا تھا اسی لیے وہ بری طرح رونے لگا۔

۔زرمینے جو واش روم میں نہا رہی تھی بالاج کے رونے کی آواز سن کر جلدی سے اپنے کپڑے پہنتے واش روم سے باہر آئی تھی۔۔۔

باسط کو کمرے میں دیکھ کر شاکڈ رہ گئی۔۔سرعت سے آگے بڑھ کر بالاج کو باسط کے ہاتھوں سے لیا تھا۔۔

اور اب اسے خود میں بھینچے گھور کر باسط کو دیکھ رہی تھی۔۔ باسط تو ٹرانس کی کیفیت میں اسے دیکھ رہا تھا۔۔ بلیک گھٹنوں تک شارٹ فراک اور تنگ پاجامے میں ملبوس تھی۔۔۔ گیلے بال کمر پر بکھرے تھے جن میں سے پانی ٹپک رہا تھا۔۔ شفاف صبیح چہرے پر بھی پانی کے قطرے موتیوں کی طرح لگ رہے تھے۔۔۔ بغیر دوپٹے کے اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ شعلہ جوالہ بنی اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔ بدن گیلا ہونے کی وجہ سے شرٹ بدن کے ساتھ چپکی ہوئی تھی۔۔ بدن کے نشیب و فراز صاف نمایاں ہو رہے تھے۔۔ اسے خود ہی احساس نہیں تھا اس کا نازک سراپہ کیا نظارہ پیش کر رہا ہے۔ ورنہ وہ کبھی اس حلیے میں اس کے سامنے نہ آتی تھی۔۔ اتنی شرمیلی تھی وہ۔۔ اس کے سامنے تو ویسے بھی اس کی حالت غیر ہو جاتی تھی۔۔

باسط کو سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ اس کے خوبصورت چہرے پر نگاہ کرے یا پھر اس کی بدن کی ناذکی پر۔۔ باسط کا دل زوروں سے دھڑکنے لگا تھا۔۔ یہ سات ماہ اس کے لیے سات سال سات صدیاں ثابت ہوئے تھے۔۔ آنکھوں کی پیاس بجھ ہی نہیں رہی تھی۔۔

یہاں کیا کرنے آئے ہیں آپ خان۔۔۔ آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے کمرے میں آنے کی۔۔ اور میرے بیٹے کو ہاتھ بھی لگانے کی۔۔ زرمینے بالاج کو سینے کے ساتھ لگائے غرائی تھی۔۔

باسط تو غش کھانے کو تھا۔۔زرمینے کے انداز و اطوار اسے ہضم نہیں ہو رہے تھے۔۔جو اس کے سامنے آواز نہیں نکالتی تھی۔۔آج اس کے سامنے کھڑی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غرا رہی تھی۔۔

باسط کے چہرے پر مسکراہٹ رینگی تھی۔۔

وہ اسے ایسے بھی کافی کیوٹ لگی تھی۔۔۔بلکہ اس کا یہ انداز اسے اندر تک سرشار کر گیا تھا۔۔

کیا مطلب اس بات کا خانم وضاحت کرو گی۔۔یہ کمرہ تمھارا بے شک ہے۔۔لیکن تم میری عورت ہو۔۔اور بالاج میرا بیٹا باسط نے زرمینے کو بغور دیکھتے ہوے سکون سے کہا۔۔۔

نہیں ہے یہ آپ کا بیٹا،،، صرف میرا بیٹا ہے۔۔آپ بائیولاجیکل بالاج کے باپ ہیں۔۔مگر اس کے برتھ سیٹیفیکیٹ پر میں نے آپ کا نام نہیں لکھوایا۔۔میرا اور میرے بیٹے کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔میں نے اپنے بیٹے کا سرپرست ارمان لالا کو بنایا ہے۔۔دور رہے میرے بیٹے سے۔۔زرمینے نے باسط کو گھورتے ہوے بالاج کو کاٹ میں لٹایا تو جو ماں کی اغوش اور اس کا لمس محسوس کرتے فورًا سو گیا تھا۔۔

زرمینے کی بات اور اس کے لبوں لہجے پر باسط کے ماتھے پر تیوریاں پڑی تھیں۔۔

تمھارے ماننے یا نہ ماننے سے بالاج پر میرا حق ختم نہیں ہو جاتا۔۔اب اس کا سرپرست میں ہوں۔۔اور تمھارا بھی۔۔۔

باسط نے زرمینے کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوے اسے خود کے قریب کیا تھا۔۔

زرمینے باسط کی حرکت پر غصے سے پاگل ہو گئی تھی۔اور پوری قوت سے دونوں ہاتھوں سے اسے خود سے دور دھکیلا ۔۔مگر وہ اس کا پہاڑ جیسا وجود ایک انچ نہ ہلا سکی۔۔الٹا باسط نے اسے اپنے سینے میں اس قدر زور سے بھینچا تھا کہ زرمینے پھڑ پھڑا کر رہ گئی۔۔۔

چھوڑیں مجھے۔۔زرمینے غصے سے پھنکاری۔۔

خانم ریلیکس رہو،،،خود کو محسوس کرنے دو۔۔۔تم نہیں جانتی کتنا سکون مل رہا مجھے۔۔تم تو سکون ہو میرا۔۔

باسط اسے سینے سے لگائے اسے خود میں بھینچتا مدہوشی کے عالم میں بولا۔۔۔

زرمینے حیران ہو رہی تھی۔۔۔اس کا بدلا بدلا انداز دیکھ کر۔۔وہ تو یہی سمجھ رہی تھی وہ اسے ادھر ڈائیورس دینے آیا ہے۔۔لیکن وہ تو۔۔۔پھر سے کوئی نیا بدلہ نئی نفرت۔۔یہ سوچ آتے ہی زرمینے نے پوری قوت سے باسط کو خود سے دور دھکیلا تھا۔۔

دور رہیں مجھ سے خان۔۔۔۔کیا کر رہے ہیں؟۔۔ہوش میں ہیں کیا بول رہے ہیں؟۔۔میرے وجود سے آپ کو سکون مل رہا ہے۔مجھے دیکھ کر تو آپ کو صرف نفرت کا احساس ہوتا تھا۔۔

سمجھ آرہا ہے مجھے خان۔۔۔طلاق دینے سے پہلے میرے وجود کے ساتھ کھیلنا چاہتے ہیں۔۔تاکہ اپنا وقت یہاں پر رنگین بنا کر اپنی اندر کی پیاس بجھا سکیں۔ایک تیر سے دو شکار

ہو جائیں گے۔ آپ کا وقت بھی آچھا کٹ جائے گا اور آپ کے بدلے اور نفرت کی آگ بھی ٹھنڈی ہو جائے گی۔۔۔ اگر آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسا کرنے دوں گی تو یہ آپ کی بھول ہے۔۔۔ میں وہ والی زرمینے نہیں رہی جو آپ کی ہر جائز ناجائز بات مانتی تھی۔۔۔ طلاق دیں مجھے اور جائیں یہاں سے۔۔

زرمینے کی بات پر باسط کا رنگ لال سرخ ہوا تھا۔۔

حواس میں ہو خانم،،، کیا بکواس کر رہی ہو۔۔ زرمینے کا طلاق مانگنا باسط کو بہت گراں گزرا تھا۔ یہ لفظ زرمینے کے منہ سے کسی چابک کی طرح لگا تھا اس کو۔۔

بکواس کر رہی ہوں میں،،، یہاں سے جاتے ہوے مجھے یہی کہہ کر گیے تھے۔۔۔ مجھے اس رشتے سے آزاد کر دیں گے کیونکہ آپ کے لیے یہ رشتہ بوجھ کے سوا کچھ نہیں۔۔ اور یہ بھی آپ سے طلاق لے کر میں آگے بڑھ جاؤں۔۔ اب جب میں چاہتی ہوں تو آپ کو یہ بکواس کیوں لگ رہا ہے۔۔ طلاق دیں مجھے تاکہ میں آگے بڑھ سکوں۔۔ زرمینے غصے سے چلائی تھی۔۔

باسط نے آگے بڑھ کر زرمینے کا منہ اپنی آہنی گرفت میں لے کر بہت سختی سے دبوچا تھا۔۔ آئندہ یہ لفظ منہ سے مت نکالنا خانم۔۔۔ ورنہ زبان کاٹ دوں گا تمھاری۔۔۔ اور یہ بات اپنے دل و دماغ میں آچھی طرح بٹھاؤ تمھاری پرچھائی بھی صرف باسط خان کی ہے۔۔ تم

آگے بڑھو گی صرف باسط خان کی ہمراہی میں۔۔خوشی غم محبت ہر جذبہ صرف باسط خان کی پناہوں میں محسوس کرو گی سر سے پاؤں تک تم صرف میری ہو۔۔باسط آنکھوں میں لال ڈورے لیے زرمینے کا جبڑہ بری طرح دبوچے غرایا تھا۔۔

باسط خان کی انگلیاں اتنی سختی سے اس کے گالوں میں پیوست تھیں کہ تکلیف کی شدت سے زرمینے کی آنکھیں نم ہوئیں۔زرمینے خود کو چھڑواتے ہوے بری جھٹپٹائی تھی۔۔مگر خود کو چھڑوانہ سکی۔۔بے بسی اور شدید تکلیف کے احساس سے زرمینے کی آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔۔باسط خان نے اس کے شفاف عارض پر آنسو بہتے دیکھ کر اسے چھوڑا تھا۔۔کل بھی یہ آنسو اسے برے لگتے تھے۔۔آج بھی یہ آنسو بہت برے لگے تھے۔۔باسط نے اس کا چہرہ اپنے دونوں میں ہاتھوں میں بھر کر اس کے آنسوؤں پر اپنے لب رکھے۔۔ایسا سکون باسط خان کے اندر اترا تھا کہ وہ اندر تک سرشاری کی کیفیت میں ڈوبا تھا۔۔وہ بے قراری میں اس کے چہرے کے ایک ایک نقش پر اپنے لب رکھتا گیا۔۔زرمینے حیران تھی۔۔یہ لمس اتنی نرمی کیوں لیے ہوئے تھا۔۔وہ تو اسے ایسے چھوتا تھا جیسے وہ اس کا کھلونا ہو۔۔باسط کے لمس کا سفر اب اس کے ہونٹوں پر آکر رکا تھا۔۔

باسط نے اپنے تشنہ لب سختی سے اس کے گلابی ہونٹوں پر جمائے۔۔زرمینے نے غصے سے اپنے دونوں ہاتھوں سے دور کیا تھا۔۔باسط نے اپنے ایک ہاتھ سے اس کی کلائیاں موڑ کر اس کی کمر پر لگائی دوسرا ہاتھ اس کی پچھلی گردن پر حمائل کیا تھا۔۔اور اپنی پیاس بجھانے لگا۔۔باسط کو

محبت کا یہ جام آب حیات جیسا لگا وہ دوبارہ سے جیسے زندہ ہوا تھا۔ وہ مکمل طور پر مدہوش اس کی ذات میں گم آنکھیں بند کیے کسی اور جہاں کی سیر کو ہی نکل گیا تھا۔۔ زرمینے کا وجود بے جان ہوتا محسوس کیے اس کی سانسوں کو آزادی دی تو زرمینے گہرا سانس بھرتے باسط کے سینے کے ساتھ آ ٹکرائی تھی۔ باسط نے مسکراتے ہوئے نرمی سے اس کا لرزتا وجود اپنی مظبوط حصار میں لیا تھا۔۔

زرمینے کی سانسیں بحال ہوئی تو زرمینے نے باسط کو خود سے دور دھکیلا تھا۔۔

خان دور رہیں مجھ سے۔۔۔ مجھے نہیں پتہ آپ کو مجھ سے کیا چاہیے؟

یہ بات یاد رکھیں نہ زرمینے کے دل میں آپ کے لیے کوئی جزبہ نہیں رہا یہاں تک کہ نفرت بھی نہیں۔۔ لیکن ایک بار آپ اور میرے قریب آئے تو میں اپنی جان لے لوں گی۔۔

زرمینے نے نم آنکھوں سے باسط خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

خانم یہ جان اب میری ہے۔۔ کیونکہ تم صرف میری ہو اور میں تمھارا۔ مجھے صرف تمھاری محبت چاہیے۔۔ کیونکہ یہ دل نفرت کا پرچار کرتے کرتے تم سے عشق کر بیٹھا ہے۔۔

باسط خان نے زرمینے کو کمر سے تھام کر اسے خود کی قریب کرتے ہوئے جذب کی کیفیت میں کہا۔۔

زرمینے باسط کی بات پر الجھن بھری نگاہوں سے اسے کچھ پل دیکھتی رہی پھر اسے خود سے دور کیا تھا۔

خدا کے لیے خان،،، خود کو اتنا مت گرائیں میری نظروں میں کہ آپ اٹھ ہی نہ سکیں۔ یہ نفرت کا کھیل بند کر دیں۔۔ محبت جیسا پاک لفظ مت استعمال کریں۔۔ پہلے نفرت کی آڑ میں

مجھ سے کھیلتے رہے اب محبت کا نام

لے کر مجھ سے کھیلیں گے۔۔

آپ جیسے بھی تھے۔ آپ نے منافقت نہیں کی مجھ سے کبھی۔۔ نفرت تھی تو ڈنکے کی چوٹ پر مجھ سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ درد ہوتا تھا بہت ہوتا تھا۔۔ لیکن تب زیادہ ہوتا اگر آپ محبت کی آڑ میں مجھ سے اپنی نفرت نبھاتے۔۔ آپ نے جو میرے ساتھ کیا مجھے آپ سے نفرت نہیں ہوئی۔۔ آپ کی دوسری شادی نے بھی مجھے تکلیف نہیں پہنچائی۔ جانتی تھی یہ تو ہو گا آج نہیں تو کل آپ شادی ضرور کریں گے۔ تکلیف پہنچائی آپ کا مجھے چھوڑ کر جانا۔۔ کیونکہ اس بات کی امید نہیں تھی۔ جب امید ٹوٹی تو زرمینے بھی ٹوٹ گئی تھی۔۔ کتنی راتیں میں سوئی نہیں تھی۔۔ اب زرمینے مضبوط ہو چکی ہے۔۔ جڑ چکی ہے تو آپ اب محبت کا ڈرامہ کھیلنے آ گئے مجھ سے۔۔ زرمینے نے استہزائیہ مسکراتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا۔۔ باسط حیرانگی سے زرمینے کو دیکھ رہا تھا وہ تو اس سے حد درجہ بدگمان تھی۔۔ زرمینے کی بدگمانی اسے تکلیف پہنچا رہی تھی۔۔ اس کی آنکھوں میں اس کے لیے کوئی جذبہ نہیں تھا۔ یہ بات

بھی باسط خان کو اذیت پہنچا رہی تھی۔ اب احساس ہو رہا تھا اس تکلیف کا اس اذیت کا جو زرمینے سہتی تھی اس کی نفرت کی صورت میں۔۔

خانم۔ میری بات سنو۔۔ باسط آگ بڑھا تھا۔ رک جائیں خان ادھر ہی،،، میرے قریب مت آیئے گا۔۔

بالاج صرف میرا بیٹا ہے۔۔ میں اسے آپ کو چھیننے نہیں دوں گی۔۔

خدا کے لیے نفرت کی آڑ میں اپنے بچے کے ساتھ مت کھیلیں۔۔ دوسری شادی کر کے آپ آگے بڑھ چکے ہیں۔۔ خدا آپ کو اس سے اولاد بھی دے دے گا۔ کیا ملے گا آپ کو مجھ سے میرا بچہ چھین کر۔۔

خانم میں ایسا کچھ نہیں کر رہا۔ بالاج کو تم سے نہیں چھین رہا۔ بالاج کو کوئی تم سے نہیں چھینے گا وہ تمھارا بیٹا ہے۔۔

باسط نے نرم لہجے میں کہتے ہوے زرمینے کو دیکھا جو کاٹ سے بالاج کو اٹھا کر اپنے سینے سے لگا چکی تھی۔۔ اس کے چہرے پر بالاج کو کھونے کا ڈر صاف لکھا تھا۔

میرا بیٹا ہے صرف میرا ہی رہے گا۔۔۔ ماں ہوں میں اس کی۔۔۔ آئندہ میرے بالاج کے قریب بھی مت آیئے گا۔۔ زرمینے دبے لہجے میں سرخ چہرے کے ساتھ چلاتے ہوے بالاج کو پکڑ کر باہر جانے لگی تو باسط نے اس کی کلائی تھام کر اسے روکا تھا۔۔

خانم باہر ایسے جاؤ گی کیا؟۔۔میں جتنا بھی تم سے محبت کرنے لگوں۔۔ تمھارا ہر نخرہ ہر بات برداشت کر سکتا ہوں۔۔ مگر تم خود سے لاپروائی دکھاؤ یہ برداشت نہیں کروں گا۔۔ عورت ہو میری اور وہ عورت جس سے میں عشق کرتا ہوں۔ اس کے ایک بال پر بھی کسی کی نظر پڑے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو گا۔۔

باسط نے آگے بڑھ کر بالاج کو نرمی سے اس کے ہاتھوں سے لے کر کاٹ میں لٹایا تھا۔ اور بیڈ سے دوپٹہ اٹھا کر زرمینے کے سر اور سینے پر آچھی طرح دیا تھا۔۔ یہ ہے میری خانم،،، میری زرمینے،، باسط نے نرمی سے زرمینے کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور کمرے سے نکل گیا۔۔

زرمینے نے غصے سے اس کا لمس ماتھے سے رگڑا تھا اور پھر دوپٹہ اتار کر بیڈ پر پھینکا۔ مگر ڈریسنگ مرر میں نظر پڑتے ہی رنگ سرخ قندھاری ہوا تھا۔۔

یا آللہ،،، میں کیا کب سے ایسے کھڑی تھی اس حلیے میں۔۔ زرمینے نے جلدی سے دوپٹہ اٹھا کر آچھی طرح خود پر اوڑھا تھا۔۔ وہ باسط کے سامنے اس حلیے میں کھڑی رہی۔۔ زرمینے کا سوچ کر ہی شرم اور خفت سے برا حال ہو رہا تھا۔۔

صفدر خان ارمان خان کی شادی کے سلسلے میں حویلی آیا ہوا تھا۔ صفدر خان، ارمان خان لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔ بالاج بھی ان لوگوں کے پاس لاؤنج میں ہی تھا۔ صفدر خان بالاج کو

گود میں اٹھائے اس کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ وہ اتنا خوبصورت اور صحت مند بچہ تھا جو اسے دیکھتا پیار کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔

زرمینے اپنی سہیلی کی شادی میں جانے کے لیے بنی سنوری باہر لاونج میں آئی تھی۔ زرمینے نے وائٹ کلر کی لانگ کام والی میکسی پہنے ہوے تھی۔ بالوں کو سر سے پن اَپ کر کے پیچھے سے کھلا چھوڑ رکھا تھا۔ سر پر وائٹ کام والا نیٹ کا دوپٹہ لیے گلے میں وائٹ موتیوں کا چوکر پہنے ہونٹوں پر ریڈ لِپ سِٹک لگائے آنکھوں میں گہرا کاجل لگائے وہ بالکل تیار تھی۔ کندھے پر ایک طرف ویلوٹ کی ریڈ شال ڈال رکھی تھی۔ بلاشبہ وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کا معصوم حسن آج کسی پہ اس انداز میں بجلی بن کر گرنے والا تھا کہ اس نے مزید بے کل اور بے قرار ہو جانا تھا۔

کیسے ہیں آپ صفدر لالا؟ زرمینے نے صفدر کو دیکھتے ہوے انتہائی خوشگواریت سے پوچھا۔ میں ٹھیک ہوں زرمینے تم کیسی ہو؟ صفدر نے ایک اچنتی سی نظر زرمینے پر ڈالی تھی اور پھر بالاج کے ساتھ کھیلنے لگا۔

اسی اثناء میں باسط خان اندر داخل ہوا تھا۔

زرمینے بے تحاشا تیار صفدر خان کے بالکل پاس صوفے کے نزدیک کھڑی تھی اور بالاج صفدر خان کی گود میں تھا۔ بالاج زرمینے کو دیکھ کر رونے لگا تھا صفدر خان کی گود میں بری

طرح اپنے ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ زرمینے اس بات پر کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔ ساتھ ہی صفدر خان اور ارمان خان بھی ہنس پڑے تھے۔

مگر باسط خان کو یہ منظر اور زرمینے کی کھل کھلاہٹ آگ لگا کر مشتعل کر چکی تھی۔

صفدر خان کے اتنا قریب بَن سنور کر کھڑا ہونا اس کے تن بدن کو سلگا چکا تھا۔

وہ زرمینے کو لے کر بہت پوزیسیو ہوتا جا رہا تھا۔ جب سے ارمان خان نے زرمینے کا نام صفدر خان کے ساتھ لیا تھا۔ اس بات نے تو اسے انگاروں پر لٹا دیا تھا۔ اس کا بالاج صفدر خان کی گود میں اور اس کی عورت اس کی خانم صفدر خان کے قریب کھڑی تھی وہ بھی اتنی بنی سنوری اس نے تو یہ دیکھ کر پاگل ہونا ہی تھا۔ شعلے سے دل میں بھڑکے تھے۔ یہ منظر تو مکمل لگا تھا اسے۔ لیکن یہ منظر یہ کھکھلاہٹیں تو صرف اس کی ہمراہی میں ہونی چاہیے تھیں۔ اور وہ تو کبھی اسے کھل کر مسکرانے بھی نہیں دیتا تھا۔ آج وہ کسی اور کے ساتھ کھڑی مسکرا رہی تھی تو دل جل کر دھواں ہو چکا تھا۔

چلیں لالا مجھے چھوڑ آئیں۔ زرمش میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ اس نے کہا تھا کہ وہ مہندی کی رسم میرے آنے پر ہی شروع کرے گی۔ زرمینے کھنکتے لہجے کے ساتھ بولی تھی۔ اسے کتنا شوق تھا بن سنور کر اپنی سہیلیوں کی شادیوں پر جانے کا۔ مگر خان دادا، ارتضی خان اور بعد میں باسط اسے جانے ہی نہیں دیتے تھے۔

اب تو اس پر بلکہ حویلی کی کسی بھی عورت پر کوئی خاص پابندی نہیں تھی۔

رحیم خان تمھیں چھوڑ آئے گا گُل۔ وہ وہیں پر رکے گا جب تم نے آنا ہوا تو اس کے ساتھ ہی واپس آ جانا۔ ارمان خان نے زرمینے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ بالاج کس کے پاس رہے گا۔ جب تک مما نہیں آئیں گی۔ کیا خیال ہے بالاج کو ہم ہی نہ رکھ لیں؟ صفدر خان نے بالاج کو دیکھتے ہوئے پیار سے کہا۔

بالاج اپنے بابا جان کے پاس رہے گا۔ باسط خان کی سرد اور سپاٹ آواز گونجی تھی۔ باسط نے آگے بڑھ کر صفدر پر ایک سرد اور غصیلی نظر ڈالتے بالاج کو اس کے ہاتھوں سے لیا تھا۔ صفدر باسط خان کو دیکھ کر لب بھینچ کر رہ گیا تھا جس نے اسے سلام کرنا بھی گوارا کرنا نہیں سمجھا تھا۔۔ ارمان خان باسط کی جلن محسوس کرتا صوفے سے ٹیک لگائے طنزیہ مسکرایا تھا۔

باسط کا رنگ غصے اور اشتعال سے سرخ ہو رہا تھا۔

باسط خان نے غصیلی اور قہر بھری نظر زرمینے پر ڈالی جو اتنی تیار صفدر خان کے سامنے کھڑی تھی۔ باسط خان کی سرد نظر پر زرمینے کی رگوں میں خون بھی سرد ہوا تھا۔ اگلے پل خود پہ قابو پایا کہ وہ پہلے والی زرمینے نہیں رہی اب۔ ویسے بھی یہ تعلق اب ٹوٹ ہی جانا ہے تو ایسے ادھورے ساتھ اور تعلق سے خوف کھانے کا مطلب۔۔ وہ اب کمزور نہیں ایک بچے کی ماں ہے۔ اور اسے اب کسی کی ضرورت بھی نہیں۔۔ اس کا بچہ سب سے بڑھ کر اس کا بھائی اس کا مظبوط سہارا اس کے ساتھ کھڑا ہے۔ اسے باسط خان جیسے کھوکھلے اور بے حس انسان کی کیا پرواہ۔

زر مینے باسط خان کو ایک نظر دیکھتی باہر کی جانب بڑھ گئی۔۔

گل بانو! باسط نے تیز آواز میں گل بانو کو پکارا تو وہ بھاگتے ہوئے آئی تھی۔

جی چھوٹے خان۔۔۔ گل بانو نے جلدی سے پوچھا۔

یہ بالاج کو پکڑو۔ اسے اندر کمرے میں لے جا کر سُلا دو۔ باسط خان صفدر کو گھورتا ہوا زر مینے کے پیچھے گیا تھا۔

زر مینے نے زنان خانے سے باہر قدم رکھے ہی تھے کہ باسط نے اسے بازو سے دبوچ کر اس کا رُخ اپنے سامنے کیا تھا۔

کیا کر رہے ہیں خان؟ چھوڑیں مجھے۔ زر مینے غرائی۔۔

میں تمھیں چھوڑ آتا ہوں خانم۔ ضرورت نہیں کہ تم رحیم خان کے ساتھ جاؤ۔ باسط زر مینے کا چہرہ بغور دیکھتا ہوا بولا تھا۔ اس کے خوبصورت چہرے پر اپنی نگاہیں بے قراری سے دیوانہ وار دوڑائیں تھیں۔ اس کے سرخ لبوں کو دیکھ کر ایک سردآہ بھری تھی۔ اتنا میٹھا اور مکمل حسن تھا اس کی خانم کا اور وہ اپنی پیاسی روح کو صحیح طرح سیراب ہی نہ کر پایا۔۔ کیا یہ پیاس کبھی بجھ سکتی ہے۔ یقیناً نہیں۔ جتنی پیاس بجھالو اب تو یہ بڑھتی جائے گی۔

میں چلی جاؤں گی رحیم کاکا کے ساتھ۔ مجھے آپ کے ساتھ کی ضرورت نہیں۔ زر مینے نے باسط خان کی پے قرار نظروں سے آنکھیں چراتے ہوئے سپاٹ لہجے میں بہت کچھ جتاتے

ہوے کہا تھا۔ زرمینے کی بات پر باسط خان کا چہرہ جو پہلے ہی اسے صفدر کے پاس کھڑا دیکھ کر سرخ تھا مزید سرخ پڑا تھا۔

باسط خان نے اپنے جبڑے بھینچ کر خود پر قابو پایا۔

رحیم خان کے ساتھ جانا ہے جاؤ مگر اپنا چہرہ اچھی طرح ڈھک لو خانم۔

میں نہیں چاہتا کوئی تمھیں نظر بھر کر بھی دیکھے کیونکہ تم بے حد حسین لگ رہی ہو۔ باسط نے بے قراری سے اپنا ہاتھ زرمینے کے رخسار پر رکھا جسے زرمینے نے بُری طرح جھٹک دیا تھا۔

مجھے پتہ ہے خان،،، مجھے باہر کس حلیے میں اور کیسے جانا ہے۔ آپ کو مجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہٹیں میرے راستے سے۔ زرمش میرا انتظار کر رہی ہے۔ میں جانتی ہوں آپ کو میرا خوش ہونا شروع سے ہی بُرا لگتا ہے۔ کیا کہتے تھے کہ میں آپ کو زہر لگتی ہوں منحوس لگتی ہوں۔ میرا خوش ہونا تو آپ کو آگ لگا دیتا تھا۔ ظاہر ہے میں آج خوش ہوں تو آپ کو کیسے اچھا لگے گا۔

لیکن اب زرمینے کے آنسو اتنے بے وقعت نہیں کہ وہ آپ کی فضول باتوں پر بہائے۔

زرمینے ایک ایک لفظ چباتے ہوئے وہاں سے چلی گئی۔

باسط خان نے زرمینے کے جانے کے بعد اپنے اشتعال پر قابو پاتے ہوئے زوردار مکا دیوار پر دے مارا تھا۔

زرمینے مہندی سے واپس آئی تو سب سو چکے تھے۔۔

زرمینے بالاج کا سوچتے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔کمرے میں نیم اندھیرا تھا۔ہلکی سی سبزی مائل روشنی کمرے میں پھیلی تھی۔

زرمینے بے قراری سے کاٹ کی طرف بڑھی۔بالاج وہاں پر سکون سو رہا تھا۔

زرمینے نے بھاری ڈریس سے خود کے وجود کو آزاد کرتے لائٹ سا ڈریس پہنا۔واش روم سے فریش ہو کر باہر آئی اور اپنے بیڈ کی جانب بڑھی۔کمبل اوڑھ کر لیٹی ہی تھی جب اسے اپنی پچھلی گردن پر کسی کی تپش زدہ سانسوں کا احساس ہوا اور کسی کے گرم ہاتھ اپنے پیٹ پر رینگتے ہوئے محسوس ہوئے۔زرمینے کا دل خوف سے دھڑکا تھا۔

اس سے پہلے زرمینے چیخ مارتی باسط خان نے جھٹکے سے اسے سیدھا کرتے ہوئے اس کے منہ پر اپنا ہاتھ سختی سے جماتے ہوے مکمل طور پر اس پر سایہ فگن ہوا۔۔

زرمینے ہلکی مدھم سی روشنی میں پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے اوپر جھکے باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔

جانتی ہو خانم،،،اچھی طرح کہ تمھارے کمرے میں تمھارے مجازی خدا کے علاوہ کوئی نہیں آسکتا اور تمھارے قریب تو میں کسی کا سایہ بھی پڑنے نہ دوں کیونکہ تم صرف باسط خانزادہ کی ہو۔باسط زرمینے کے چہرے پر نظریں جماتا ہوا جتاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

ہاتھ ہٹانے لگا ہوں خانم،،، چیخ مت مارنا ورنہ ہمارا بالاج اٹھ جائے گا۔ اور اُٹھ کر ہمارے رومینٹک پل سپوئل کرے گا اور میں نہیں چاہتا اس وقت کوئی بھی تمھارے اور میرے بیچ آئے۔ چاہے وہ ہمارا بالاج ہی کیوں نہ ہو۔ باسط خان نے زرمینے کے منہ سے ہاتھ ہٹائے تو زرمینے نے لمبا گہرا سانس لے کر اپنی سانس بحال کی تھی۔ اس سے پہلے زرمینے کی سانس پوری طرح بحال ہوتی باسط اس کی خوشبودار سانسوں پر اپنی سانسوں کا تسلط جما چکا تھا۔ زرمینے کی مزاحمت پر باسط خان نے اس کی کلائیاں تکیے پر سختی سے جمائی تھیں اور اس کی ٹانگوں کو اپنی ٹانگوں سے اچھی طرح لاک کیا۔۔۔۔

اچھی طرح زرمینے کی سانسوں کو اپنے اندر انہیل کر کے زرمینے کی سانسوں کو آزاد کیا تو زرمینے گہرے سانس لیتی اپنا رُخ پلٹ گئی تھی۔ باسط خان نے اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اسے اپنے قریب کیا تھا اور اس کی سائیڈ گردن پر اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے۔

خانم اج تو تمھرا حُسن مجھ پر قہر بن کر ٹوٹا ہے۔ تم نہیں جانتی کیا حالت ہوئی میری۔ میں تمھارے پورے بدن کو تمھارے حُسن کو خراج پیش کرنے کے لیے تڑپ رہا ہوں۔ اور ابھی کچھ دیر پہلے جو نظارہ تم مجھے دکھا چکی ہو۔ وہ تو میرے چودہ طبق روشن کر کے مجھے مزید بے قرار بے کل کر چکا ہے۔ وائٹ کے ساتھ بلیک کمبینیشن آچھا ہے۔ باسط نے معنی خیز لہجے میں کہتے ہوئے زرمینے کی کان کی لو کو اپنے لبوں سے کاٹا تھا۔ زرمینے پوری طرح لرزتے ہوئے باسط کی بے باک بات کا مطلب سمجھتے سرخ ہوئی تھی۔

باسط خان نے زرمینے کی شرٹ کی زپ کھولتے ہوے اس کے کندھے پر سے اس کی شرٹ کھسکائے مدہوشی کے عالم میں اس کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھے۔زرمینے نے پوری قوت سے باسط خان کو دھکا دیا تھا۔اور بیڈ سے اترتی دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے دور جا کھڑی ہوئی تھی۔

اپنی حالت کو دیکھتے ہوئے اپنی شرٹ کو کندھے سے پکڑ کر اپنے سینے پر دونوں بازو رکھے تھے۔

شرم آنی چاہیے خان،،، آپ کو یہ سب کچھ کرتے ہوئے۔زرمینے دیوار کے ساتھ لگی چیخی تھی۔بہت بار آپ میرا استحصال کر چکے ہیں۔میری مرضی کے بغیر میرے قریب آ چکے ہیں۔اپنا حق ضرورت سے زیادہ لے چکے ہیں۔

خاموش رہی سوچا آپ میرے شوہر ہیں۔آپ کا حق ہے مجھ پر۔میرے جسم و جان کے مالک ہیں آپ۔خدا نے حق دیا ہے یہ آپ کو۔

مگر اب آپ کا مجھ پر کوئی حق نہیں رہا۔اس لیے دور رہیں مجھ سے۔زرمینے غیض و غضب کے عالم میں چیخی تھی۔

باسط سرعت سے بیڈ سے اٹھتا زرمینے کے قریب گیا تھا۔

آواز نیچی رکھو خانم،، رات کا سناٹا ہے جتنا تم چیخ رہی ہو نہ صرف بالاج اُٹھ جائے گا بلکہ باقی گھر والے بھی اُٹھ جائیں گے۔ باسط خان نے زرمینے کو اس طرح چلاتے دیکھ کر ناگواری سے دبے لہجے میں کہا تھا۔

پتہ چلنے دیں گھر والوں کو۔۔ ان کو بھی پتہ چلے آپ کی بے حسی اور کمظرفی کا۔ جو رات کی تنہائی میں ایک عورت کا فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کے ساتھ زبردستی کرتا ہے۔ ایسے کم ظرف مرد کی اصلیت سب گھر والوں کے سامنے آنی چاہیے۔ زرمینے نفرت سے پھنکاری تھی۔

کیا اصلیت لاؤ گی؟ گھر والوں کے سامنے میں کسی غیر عورت کے کمرے میں نہیں اپنی عورت کے کمرے میں ہوں۔ حق رکھتا ہوں تم پر۔ عورت ہو تم میری۔ باسط خان سرد آواز میں دھاڑا تھا۔

بند کریں یہ اپنی عورت عورت مجھے پکارنا۔

عورت ہوں آپ کی۔ یہ خیال آپ کو رات کی تنہائی میں کیوں آتا ہے۔ جب جب میرے جسم کے ساتھ کھیلنا ہو تب کیوں آتا ہے آپ کو یہ خیال کہ میں آپ کی عورت ہوں۔ خان،،، یہ خیال تب کیوں نہیں آیا جب نکاح کے بعد ہوٹل کے کمرے میں بنا میری مرضی جانے پانچ گھنٹے اپنی جنونیت بھری وحشت میرے بدن پر دکھائی تھی۔ یہ خیال تب

کیوں نہیں آیا جب میرے منہ پر مجھ سے نفرت کا اظہار کرتے تھے۔ میں آپ کی عورت ہوں یہ خیال تب کیوں نہیں آیا۔ جب مجھے احساس دلاتے تھے کہ میں صرف آپ کے دل بہلانے کا سامان ہوں۔

اِسی اپنی عورت کے سامنے نینا بھابھی سے اپنی محبت کا اعتراف دھڑلے سے کرتے تھے۔

زرمینے کا لہجہ بھیگا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی اس ستم گر کے سامنے آنسو بہانا مگر آنسوؤں نے عین وقت پر دھوکا دیتے ہوئے بغاوت کی تھی۔

باسط خان زرمینے کے لہجے میں نمی اور کرب محسوس کر کے تڑپ اُٹھا تھا۔

خانم نینا کبھی میری محبت نہیں رہی۔ وہ صرف میرا سحر تھی۔ اٹریکشن تھی۔ میں صرف ارمان خان کو ہرانا چاہتا تھا اسی لیے نینا کو پانا چاہتا تھا۔ تب مجھے لگا شاید میں نینا سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن مجھے تو بہت بعد میں پتہ چلا وہ محبت تو تھی ہی نہیں۔ وہ تو صرف ضد تھی۔ محبت تم ہو میری، عشق ہو میرا تم۔ باسط خان نے زرمینے کی نم آنکھوں پر اپنے لب رکھے۔

بس کر دیں خان،،، یہ جھوٹ بولنا مجھ سے۔ ہاتھ جوڑتی ہوں۔ بار بار محبت کا لفظ مت استعمال کریں۔ چلے جائیں یہاں سے آپ کی دوسری بیوی آپ کا وہاں انتظار کر رہی ہو گی۔ کسی ایک کے ساتھ تو وفا نبھا لیں۔ زرمینے نے باسط خان کو خود سے دور جھٹکا تھا۔ وہ ابھی تک دیوار کے ساتھ لگی تھی۔ زِپ کھلی ہونے کی وجہ سے اس کی شرٹ کندھوں سے بار بار ڈھلک رہی تھی۔ یہ سیچویشن اسے باسط خان کے سامنے مزید اشتعال میں مبتلا کر رہی تھی۔

خانم میں اسے چھوڑ چکا ہوں۔ وہ نہیں ہے میری زندگی اب کہیں بھی۔ نہ ہی وہ کبھی تھی۔ باسط خان کے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ کیونکہ میرا سب کچھ تو تم ہو۔ باسط خان صرف تمھارا ہے صرف تمھارا خانم۔

باسط خان نم آنکھوں سے زرمینے کو شدت سے اپنے گلے لگاتے ہوے خود میں بھینچا تھا۔ زرمینے شاکڈ ہوئی تھی یہ سب سن کر۔ زرمینے نے دونوں ہاتھوں سے باسط خان کو خود سے دور دھکیلا۔

مجھے یقین نہیں آرہا۔ آپ اتنے خود غرض نکلیں گے۔ میری طرح آپ نے اس کی زندگی بھی برباد کر دی۔ پہلے اسے اپنایا پھر اسے چھوڑ دیا۔ میرے ساتھ نہیں اس کے ساتھ ہی وفا کر لیتے۔ میں تو آپ کے لیے نفرت اور بدلہ تھی۔ مگر اسے تو آپ نے پورے دل سے اپنایا تھا۔ اس رشتے کو تو نبھا لیتے۔ زرمینے کرب سے استھزائیہ مسکرائی تھی۔

خانم میں تم سے محبت کرتا ہوں وہ میرے ساتھ اس رشتے میں مزید رہتی تو اسے زیادہ تکلیف ہوتی۔ میں نے اسے اور خود کو اس تکلیف سے بچایا ہے۔

بس کریں خان۔۔۔ مت لیں محبت کا نام۔ پہلے اپ کو لگا نینا آپ کی محبت ہے۔ پھر آپ کو احساس ہوا کہ فریال میں وہ ساری خوبیاں ہیں جو آپ اپنی ہمسفر میں چاہتے تھے۔ جب وہ آپ کو مل گئی تو آپ کو لگا کہ زرمینے آپ کی محبت ہے۔

اب جبکہ میرے پاس آئے ہیں۔ تو کل کو پھر لگے گا آپ کی محبت میں نہیں کوئی اور ہے۔ آپ کسی ایک کے ہو ہی نہیں سکتے۔ میں آپ کے ساتھ اس رشتے میں نہیں رہ سکتی۔ طلاق دیں مجھے۔ مجھے بھی اس تکلیف سے رہائی دیں جو آپ کے نکاح میں رہ کر مجھے پہنچ رہی ہے۔

زرمینے باسط خان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے چلائی تھی۔

بکواس بند کرو خانم،،، طلاق کا نام مت لو میرے سامنے۔ جانتا ہوں کس کی شہہ پر تمھاری اتنی زبان کھل رہی ہے۔ ارمان خانزادہ کے کہنے پر بار بار مجھے سے طلاق مانگ رہی ہو۔ وہ مجھ سے بدلہ لے رہا ہے۔ میں نے کبھی اس کی بیوی پر نظر رکھی تھی۔ اس لیے وہ مجھے سزا دینا چاہتا ہے میری بیوی کو مجھ سے چھین کر اس صفدر کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ ایک بات یاد رکھنا مر جاؤں گا میں مگر تمھاری پرچھائی بھی کسی کو حاصل نہیں کرنے دوں گا۔ تم صرف باسط خانزادہ کی ہو۔ باسط خان زرمینے کا منہ دبوچتا ہوا دھاڑا تھا۔

میرے لالا آپ کی طرح کبھی اتنا گر نہیں سکتے جو اپنی نفرت کی آڑ میں اپنی بہن کو استعمال کریں۔ آپ ہی ہیں جو اپنی نفرت کی آڑ میں اپنی بیوی کو استعمال کر سکتے ہیں۔ میرے لالا کبھی ایسا نہیں کر سکتے۔

طلاق میں آپ سے مانگ رہی ہوں۔ دیں مجھے طلاق تاکہ میں صفدر سے شادی کر سکوں۔

چٹاخ۔۔۔۔ باسط خان کا بھاری ہاتھ زرمینے کے نازک گال پر پوری قوت سے اُٹھا تھا۔

زرمینے گال پر ہاتھ رکھ کر نم آنکھوں کے ساتھ باسط خان کو دیکھ رہی تھی۔

باسط خان لہو رنگ آنکھوں کے ساتھ زرمینے کو دیکھ رہا تھا۔

باسط خان نے اپنی گردن پر پیچھے کی طرف ہاتھ پھیر کر اپنی گردن رب کی تھی۔ آنکھیں میچ کر خود پر قابو پایا تھا۔ زرمینے کی بات اس کے لہو میں فشار بلند کر چکی تھی۔ ایسی تپش اُٹھی تھی جو پاؤں کے تلووں سے دماغ تک پہنچ کر اس کے پورے بدن میں آگ لگا چکی تھی۔

جی تو کر رہا تھا زرمینے کی زبان کاٹ ڈالے۔ باسط نے اپنی مٹھی بھینچی تھی۔

باسط خان نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑ کر اپنے اشتعال پر قابو پایا تھا۔ ہونٹوں کو سُکیڑ کر لمبا سانس باہر خارج کیا تھا اور نظر اٹھا کر زرمینے کو دیکھا جو آنکھوں میں آنسو لیے نفرت سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

باسط خان ایک سرد اور قہر بھری نظر زرمینے پر ڈالتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

صبح زرمینے کافی دیر سے اٹھی تھی۔ پوری رات اس کا نازک گال جھنجھناتا رہا تھا۔ باسط کا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ اس کے سر میں بھی شدید درد شروع ہو چکا تھا۔ زرمینے کے دل میں باسط کے لیے مزید گرہ پڑ چکی تھی۔ آج سے پہلے اس نے اس پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ کل رات وہ یہ کسر بھی پوری کر چکا تھا۔۔ مرد عورت کے سامنے اپنے معاشقے بڑے فخر سے بیان کرتا ہے۔ اور عورت اپنا جائز حق مانگ لے تو تو مرد کی غیرت فوراً اسے جوش مارتی ہے۔۔ زرمینے ساری رات انھیں تلخ سوچوں میں گری رہی تھی۔

زرمینے بالاج کو اٹھائے باہر زنان خانے کے لاؤنج میں آئی تو وہاں آبگینہ خانم اور باسط خان کو بیٹھے دیکھ کر آگے بڑھ گئی۔ باسط خان نے اپنے نچلے لب کو بری طرح دانتوں میں کچلتے ہوے زرمینے کی متورم اور گلابی آنکھوں کو دیکھا تھا۔ یقیناً وہ رات بھر روتی رہی ہے۔

زرمینے،،، راحیلہ خانم کی پکار پر زرمینے رکی تھی۔

جی۔۔۔ زرمینے نے بالاج کو اپنے ایک کندھے سے دوسرے کندھے کے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ بالاج کافی صحت مند اور بھاری تھا اسے اٹھا کر زرمینے کے بازو بہت جلد تھکنے لگتے تھے۔

ابھی بھی اُسے ایک شانے سے دوسرے شانے پر منتقل کیا تھا۔

بالاج کو مجھے پکڑاؤ۔۔۔ راحیلہ خانم نے کہا۔

زرمینے نے ایک نظر باسط خان کو دیکھا جو اسے ہی بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔

زرمینے نے بلو کلر کا ویلوٹ کا سادہ سا سوٹ پہن رکھا تھا اس پر پیور کا بلو دوپٹہ سر پر اچھی طرح اوڑھ رکھا تھا۔

باسط خان کی انگلیوں کے نشان ابھی تک اس کے گال پر نمایاں تھیں۔ باسط خان کی نظریں اس کے گال پر ہی تھیں۔ زرمینے نے تلخی بھری مسکراہٹ سے باسط خان کو دیکھا اور پھر راحیلہ خانم کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بغیر بالاج کو پکڑے آگے بڑھ گئی۔

راحیلہ خانم کا رنگ سرخ ہوا تھا۔ وہ بالاج کو لے کر بہت سینسٹو تھیں۔ بہت محبت کرتی تھیں بالاج سے۔ جب سے باسط آیا تھا وہ بالاج کو ان کے پاس رہنے ہی نہیں دیتی تھی۔ باسط خان

نے لب بھینچ کر زرمینے کی پشت کو گھورا اور ایک نظر راحیلہ خانم کو دیکھا جن کے چہرے پر دکھ اور تکلیف کے اثار تھے۔

خانم۔۔۔باسط نے سرد آواز میں زرمینے کو پکارا۔

زرمینے نہ چاہتے ہوئے بھی باسط کی آواز میں سرد پنمحسوس کرتے رکی تھی مگر پلٹ کر باسط خان کو نہیں دیکھا تھا۔

باسط خان سرعت سے اٹھتا زرمینے کے مقابل آیا۔ زرمینے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوے بالاج کو نرمی سے زرمینے کے ہاتھوں سے لیا۔۔

زرمینے نے لب بھینچتے ہوئے باسط خان کو دیکھا جس نے اس کا بالاج اس سے لے لیا تھا۔

زرمینے کی نظر باسط خان کے ہاتھ پر پڑی جس پر پٹی بندھی تھی۔

بالاج کو اٹھاتے ہی باسط خان کے ہاتھ میں شدید درد اُٹھا جسے زرمینے نے محسوس کر لیا تھا۔

باسط خان بالاج کو اٹھائے راحیلہ خانم کی طرف بڑھا اور انھیں بالاج تھمایا تھا۔

باسط تمھارے ہاتھ پر کیا ہوا ہے؟ تم نے بتایا نہیں میں نے پہلے بھی پوچھا تھا۔۔راحیلہ خانم باسط کے چہرے پر درد محسوس کرتی باسط خان سے پوچھ بیٹھیں تھیں۔باسط کے دائیں ہاتھ پر پٹی بندھی تھی۔بالاج کو اٹھانے سے باسط کے چہرے پر تکلیف کے آثار بہت نمایاں تھے جسے محسوس کرتیں وہ تڑپ اٹھیں تھیں یعنی باسط خان کو شدید چوٹ آئی ہے

بس مورے،، اپنے ہاتھ کو سزا دی ہے۔ اس ہاتھ نے کسی کو تکلیف پہنچائی تھی اسے بھی تو درد ناک سزا ملنی چاہیے تھی۔ باسط خان زرمینے کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا جو وہیں پر کھڑی بالاج کو ہی دیکھ رہی تھی۔

باسط خان کی بات پر زرمینے کا رنگ سرخ پڑا تھا۔ وہ سرعت سے اپنی نظریں چرا گئی تھی۔ راحیلہ خانم نے بھی باسط خان کی بات پر زرمینے کو ایک نظر دیکھا۔ ان کی جہاندیدہ نگاہوں نے بہت کچھ سمجھ لیا تھا۔ وہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں۔ باسط خان کی آنکھوں میں چھپا درد اور کرب جو زرمینے کو دیکھ کر اور گہرا ہو جاتا تھا۔ وہ کیسے زرمینے کو پیاسی نظروں سے دیکھتا تھا۔ وہ یہ بھی جانتی تھیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی آنکھوں میں زرمینے کے لیے شدید محبت دیکھ لی تھی۔ انھیں زرمینے اور باسط کا الگ الگ کمروں میں رہنا بھی بہت تکلیف دے رہا تھا۔ وہ دل سے چاہتی تھیں کہ زرمینے اور باسط ایک ہوں جائیں۔ اس کی وجہ بالاج تھا۔ وہ بالاج کو اس کے ماں باپ کے زیر شفقت پروان چڑھتا دیکھنا چاہتی تھیں۔ اب تو ان کا بیٹا بھی زرمینے کو بے انتہا چاہتا تھا اور وہ نہیں چاہتی تھیں کہ باسط خان اب ان سے دور جائے یا پھر بالاج ان سے دور جائے۔ اگر زرمینے اور باسط خان کا رشتہ ٹوٹ گیا تو باسط خان کبھی بھی یہاں پر نہیں رکے گا۔ جس سے جان سے بھی بڑھ کر محبت ہو اسے اپنی انکھوں کے سامنے خود سے صدیوں کے فاصلے پر دیکھنا بہت تکلیف دہ ہوتا ہے اس سے بھی زیادہ اسے کسی اور کی

دسترس میں دیکھنا۔ انہوں نے سرد آہ بھر کر باسط خان کو دیکھا جو کب سے اسی جگہ پر نظریں جمائے ہوئے تھا جہاں سے زرمینے گئی تھی۔

نینا کچن میں اداس سی کھڑی تھی۔ چولہے پر رکھی چائے کو ابلتا ہوا کب سے دیکھ رہی تھی۔ ارمان خانزادہ اس دن کے بعد اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔ بلکہ اس نے زنان خانے میں بھی قدم نہیں رکھا تھا۔ اس نے اپنا کمرہ ہی علیحدہ کر لیا تھا۔ اس نے اپنا کافی سامان بھی اس کے کمرے سے اپنے نئے کمرے میں منتقل کروا دیا تھا۔ یہ سب کچھ نینا کے لیے بہت تکلیف دہ تھا۔ جیسے جیسے شادی کے دن قریب آتے جا رہے تھے تنہائی میں نینا کا انچل بھی آنسوؤں سے تر ہونے لگا تھا۔

ساری ساری رات اس ستم گر کی ستم ظریفی پر آنسو بہاتے گزر جاتی۔

وہ ارمان خان کی بے اعتنائی تو سہہ سکتی تھی مگر اسے کسی اور کے ساتھ دیکھنا تو دور سوچنا بھی اس کے لیے سوہانِ روح ہوتا۔۔۔

وہ جب جب ارمان خان کو حرا کے ساتھ سوچتی، تو اس کے اعصاب شل ہونے لگتے۔۔ ارمان خان اس سے کتنا پیار کرتا تھا۔ اس پر اپنے بے دریغ جزبات لٹاتا تھا۔ رات رات بھر اپنی شدتوں کی بارش میں اسے بھگوئے رکھتا تھا۔ اس کے ناز نخرے اٹھاتا تھا۔ اس کے ذرا

سے دور جانے پر وہ کیسے تڑپ اٹھتا تھا۔ اس کے بدن کا اس کی قربت کا وہ دیوانا تھا وہ یہ بات اسے کئی بار باور کرواتا تھا۔ کیا یہ سب کچھ وہ کسی اور سے بھی کہے گا؟ کیا اب اس کے جذبات، شدتیں حرا کے لیے ہوں گی۔ تو یہ سوچ کر ہی نینا کے پورے بدن میں حسد و رقابت کے شعلے لپکتے ایسے میں اس کا دل کرتا ارمان خانزادہ کی جان لے لے یا پھر خود کی۔

بھابھی آپ کی چائے۔ گل بانو کی آواز پر نینا نے بے دھیانی میں چولھے پر رکھے ساس پین کو ہاتھ ڈالا جو گرم ہونے کی وجہ سے نینا کے ہاتھ کو جلا ڈالا۔ نینا نے جیسے ہی ساس پین چھوڑا تو ساس پین سے چائے گر کر نینا کے ہاتھ کو جلا چکی تھی۔

چھوٹی بی بی کیا ہوا؟ گل بانو گھبراتے ہوئے آگے بڑھی تھی اور نینا کا ہاتھ پکڑا جو سرخ ہو رہا تھا۔ کچھ نہیں ہوا مجھے یہ تو کچھ نہیں۔ اس سے کہیں زیادہ میرے اندر آگ دہک رہی ہے۔ نینا نے بھیگے لہجے میں بولتے ہوئے اپنا ہاتھ گل بانو سے چھڑایا اور سِنک میں ٹیب کھول کر اپنا ہاتھ پانی کے نیچے رکھا۔ کتنے ہی آنسو آنکھوں سے نکل کر نینا کے چہرے سے ہوتے گردن میں جذب ہو رہے تھے۔

اسی وقت حرا کچن میں آئی تھی۔

گل بانو قہوے کے لیے پانی چڑھاؤ۔ مجھے ارمان خان کے لیے قہوہ بنانا ہے۔

نینا جو سِنک کے پاس کھڑی تھی حرا کی بات پر اس کا غصہ آسمان کو چھونے لگا تھا۔

نینا سرعت سے پلٹتی حرا کے مقابل گئی تھی۔ تم کیوں بناؤ گی مسٹر خان کے لیے قہوہ؟ گل بانو بنادے گی تمھیں ضرورت نہیں مسٹر خان کے لیے قہوہ بنانے کی۔ نینا نے حرا کو گھورتے ہوئے کاٹ دار لہجے میں کہا۔

کیوں گل بانو کیوں بنائے گی؟ ارمان کو میرے ہاتھ کا قہوہ بہت پسند ہے۔ تم جب سے یہاں سے گئی تھی۔ گئی نہیں تھی بھاگی تھی تب سے میں ہی اسے قہوہ بنا کر دے رہی ہوں۔ حرا نینا کو دیکھتے ہوئے استہزائیہ لہجے میں بولی تھی۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ گل بانو کیوں بنائے گی؟ مسٹر خان کی بیوی جو ہے بنانے کے لیے۔ وہ بنائے گی اس کے لیے قہوہ۔ ہٹو تم یہاں سے میں خود بناؤں گی اپنے شوہر کے لیے قہوہ۔

نینا نے حرا کو پیچھے کرتے ہوئے کیتل میں قہوے کے لیے پانی رکھا۔

جتالو جتنا حق جتانا ہے۔ ارمان خانزادہ پر۔ ایک بار اس کا بیوی بننے دو اسے تمھارے قریب بھی نہیں آنے دوں گی۔ اسے اتنا پیار دوں گی کہ وہ تمھیں مکمل طور پر بھول جائے گا۔

حرا کی بات پر نینا کا پارہ ہائی ہوا تھا۔ حرا کی بات اس کی برداشت سے باہر ہوئی تھی۔

نینا نے غصے سے حرا کو زناٹے دار تھپڑ لگا دیا۔ ارمان خان جو کچن کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اندر سے آتی آوازوں سے مجبور ہو کر وہ کچن میں داخل ہوا تھا۔ اس سے پہلے حرا نینا پر ہاتھ اٹھاتی ارمان نے حرا کی کلائی پکڑ کر اسے روکا تھا۔

کیا کر رہی ہو حرا یہ تم؟ ارمان خان نے حرا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

ارمان اِسے تھپڑ کا جواب دے رہی ہوں جو اس نے میرے گال پر مارا..

ارمان نے حرا کا سرخ گال دیکھ کر بہت مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کیا تھا۔۔

یہ کیا فضول حرکت ہے۔۔یہ کیا جاہلانہ طریقہ ہے میں پوچھ سکتا ہوں تم سے۔۔ارمان نے نینا کو غضبناک نگاہوں سے گھورتے ہوے پوچھا۔۔

یہ ایک فضول اور چیپ بات کا بات کاری ایکشن ہے۔۔جس کا مجھے کوئ افسوس نہیں۔۔

نینا نے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے لب پھیلاے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔

نینا یہ فضول ڈرامہ اور تماشہ بند کرو سمجھی۔۔گھر کا ماحول خراب مت کرو۔۔۔یہ جو تم نے حرکت کی ہے۔۔انتہائ فضول اور چیپ ہے۔۔

میری حرکت فضول چیپ ہے۔جو میرے سامنے میرے شوہر پر حق جتا رہی وہ کیا؟

نینا نے بھیگی آنکھوں سے ارمان سے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔۔

اور یہ تماشہ کچھ نہیں ہے مسٹر خان،،۔اگر آپ نے یہ شادی کی تو اس طرح کے تماشے روز لگیں گے۔۔آپ کا سکون برباد کر دوں گی میں۔۔نینا نے ارمان کے قریب ہوتے اپنی انگشت شہادت کی انگلی اٹھائے کہا تھا۔۔

ارمان حیران ہوتا اس کی دھمکی سن رہا تھا۔۔

گل بانو کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔ نینا جس طرح جس انداز میں دھمکی دے رہی تھی ارمان کے لبوں پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ دوڑی تھی۔۔

بلکہ نہیں سکون تو تب برباد ہو گا ناں،،، جب آپ زندہ رہیں گے۔۔ جان سے مار ڈالوں گی آپ کو۔۔ اب کی بار نم آنکھوں بھیگے لہجے میں دھمکی سے نوازا گیا۔۔

حرا نے گھور کر نینا کی دھمکیوں پر اسے دیکھا تھا۔۔

او کے لے لینا میری جان۔۔ ارمان نے مسکراہٹ ضبط کرتے سکون سے کہا۔۔

مگر جو بھی ہو نینا۔۔ آئندہ اپنی لمٹس مت کراس کرنا او کے۔۔ ارمان نے نینا کو تنبیہ نگاہوں سے دیکھتے کہا۔۔

لمٹس میں نہیں آپ کراس کر رہے ہیں۔۔ میری آجازت کے بغیر آپ دوسری شادی نہیں کر سکتے۔۔ اگر آپ نے ایسا کیا تو میں آپ پر کیس کر دوں گی سمجھے آپ۔۔۔ ارمان کا حرا کے سامنے اسے ڈانٹنا اس سے برداشت نہیں ہوا تھا۔۔ اسے سمجھ نہیں آتا تھا وہ ارمان کو کس طرح شادی سے روکے۔۔ اس لیے وہ غصے سے یہ دھمکی بھی دے گئی۔۔

اب ارمان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ جسے وہ چاہتے ہوے بھی چھپا نہ سکا تھا۔۔

جس طرح اسے دھمکیاں دیتی تھی ارمان کو اس کے انداز اور معصومیت پر ہنسی آتی تھی۔۔ اور ابھی بھی بڑی مشکل سے وہ اپنی مسکراہٹ پر کنٹرول کر رہا تھا۔۔

او کے نینا جو کیس کرنا ہے کر لو۔۔۔

ہو گا وہی جو ڈسیین میں لے چکا ہوں۔۔ اسی لیے اپنی انرجی ویسٹ مت کرو۔۔۔ ہوں...

حرا قہوہ میرے روم میں جلدی سے پہنچاؤ۔ ارمان ایک نظر نینا کے جلن زدہ چہرے پر ڈالتا حرا کو حکم دیتا وہاں سے چلا گیا۔۔

حرا نے نینا کو ایک نظر طنزیہ مسکراتے ہوے دیکھا تھا۔ اور پھر چولہے کے نیچے آنچ تیز کرتے ہوے قہوہ کو ابال دیے تھے۔۔

نینا کچن میں وہیں کھڑی اپنے لب بری طرح کاٹتے ہوے اپنے آنسو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ اس کے سامنے اسے اپنے کمرے میں بلا رہا تھا۔۔۔ حرا قہوہ بنا کر چلی گی تو نینا نے غصے سے وہ کیٹل اٹھا کر سنک میں بہت زور سے پٹخی تھی۔۔

نینا لاونج میں جلے پیر بلی کی مانند چکر لگا رہی تھی۔۔

کبھی ناخن چبانے لگتی۔۔ کبھی صوفے پہ بیٹھ کر اضطراری کیفیت میں اپنی ایک ٹانگ ہلانے لگتی۔۔۔

تقریباً پانچ منٹ ہوے تھے حرا کو ارمان کے کمرے میں گی ئے ہوے۔۔۔ نینا کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا۔ نینا جھلاتے ہوئے صوفے سے اٹھی تھی اور برق رفتاری سے ارمان کے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

نینا دھاڑ سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تھی۔ حرا صوفے پہ بیٹھی رو رہی تھی۔ ارمان تھوڑی دور بیٹھا اہستگی سے اس سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

ارمان نے جبڑے بھینچ کر کر نینا کو دیکھا جو بڑے دھڑلے سے اندر داخل ہوئی تھی اور اب آنکھوں میں شرارے لیے ارمان اور حرا کو دیکھ رہی تھی۔۔ ٹھیک ہے حرا میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔۔

تم ابھی جاؤ یہاں سے۔۔ ارمان نے نینا کو گھورتے ہوے حرا کو جانے کو کہا۔۔

حرا قہر بھری نظر نینا پر ڈالتے وہاں سے چلی گئی۔۔

نینا یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ کمرے میں آنے کا کونسا طریقہ ہے۔

ارمان صوفے سے اٹھ کر نینا کے مقابل آیا تھا۔۔

شوہر کے کمرے میں آنے کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔۔ اور اس صورت میں یہی طریقہ زیادہ مناسب ہوتا ہے جب شوہر کے ساتھ کمرے میں ایک غیر عورت ہو۔۔ نینا نے کاٹ دار لہجے میں جواب دیا۔

غیر عورت کوئی اور نہیں میری ہونے والی بیوی ہے۔۔ ارمان نے نینا کی ہیزل گرے انکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔۔ اور پھر گہری بھرپور استحقاق بھری نظر اس کے سراپے پر ڈالی تھی۔ سمپل سے گرین کلر کے ڈریس میں ملبوس تھی گرین ہی کلر کا دوپٹہ اوڑھے ہوئی تھی جو کچن میں تو سر پر تھا۔ اب گلے میں جھول رہا تھا یقیناً اپنا غصہ دوپٹے پر اتارا ہو گا۔ ایسے ہی کرتی تھی ارمان پہ غصہ ہو اسے دکھانے کے لیے پہلے اپنا دوپٹہ اتار کی ہی گلے سے پھینک دیتی تھی۔ لیکن آج کچھ رعایت دے دی تھی دوپٹہ گلے سے نہیں اتارا تھا۔۔ لیکن چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ آنکھوں سے حسد و رقابت کے شعلے لپکتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

مسٹر خان آپ ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔ صرف میری غلطی نہیں تھی۔۔ غلطیاں آپ نے بھی کی ہیں۔۔ تو سزا صرف مجھے کیوں۔۔ نینا نے ارمان کے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوے ہچکی لی تھی۔۔ اس سے برداشت نہیں ہوا تھا ارمان کا اسے اپنی ہونے والی بیوی کہنا۔

میری غلطی صرف تم سے محبت کرنا تھی۔۔ اور تمھیں کیا لگتا ہے تم اکیلی سزا بھگت رہی ہو۔۔۔ میں بھی بھگت رہا ہوں۔۔ ارمان اپنا گریبان نینا سے چھڑواتے ہوے ڈریسنگ کی جانب بڑھتے اپنے بالوں میں برش کرنے لگا۔۔

محبت کب کی آپ نے مجھ سے،،، اگر محبت کرتے کبھی بھی آپ ہمارے بیچ کسی تیسرے کو نہ لاتے۔۔۔ آپ شروع دن سے مجھے ڈاج کر رہے تھے۔۔ نینا ارمان کی پشت کی طرف نگاہ کرتے چلائی تھی۔۔

نہیں ہمارے بیچ کوئی تیسرا نہیں تھا۔ صرف بے اعتباری تھی۔۔ میرے ایک جھوٹ کی وجہ سے تم نے مجھ پر اعتبار کرنا ہی چھوڑ دیا۔۔ تمھارے نزدیک ہر انسان اعتبار کے لائق تھا سوائے میرے۔۔ رائمہ عباسی ہو یا پھر دلاور خان وہ لوگ تمھارے لیے قابل اعتبار تھے اگر نہیں تھا کوئی تو وہ تمھارا شوہر تھا۔۔۔ ارمان نینا کی طرف پلٹتے استھزائیہ لہجے میں بولا۔۔۔

میں مانتی ہوں۔۔۔ مجھے آپ پر ہر حال میں اعتبار کرنا چاہیے تھا۔ مگر حرا شروع دن سے ہمارے بیچ تھی۔ اس کے بارے میں کیا کہیں گے آپ؟ نینا غصے سے چیخی تھی۔۔

میں نے تم سے کہا تھا۔ میں سب کو چھوڑ دوں گا. یہاں تک کہ اپنے گھر والو کو بھی،،، مگر تم نے پھر بھی مجھ پر اعتبار نہیں کیا،،، تم اپنی ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہی۔۔ جو ثبوت تم نے عدالت میں پیش کیے وہ مجھے دکھاتی۔ بلکہ پہلے دن سارا معاملہ میرے سامنے رکھتی تو شائد پری وش آج زندہ ہوتی۔۔ لیکن نہیں تمھیں پری وش کو۔ انصاف دلانا تھا۔۔ ارمان استھزائیہ مسکرایا تھا

آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔۔ پری وش کی موت کی میں ذمہ دار ہوں۔ نینا صدمے کی کیفیت میں بولی۔

نہیں میں تم پر الزام نہیں لگا رہا تمھیں سمجھا رہا ہوں بعض اوقات مصلحت کے پیش نظر خاموش ہونا پڑتا ہے جزبات کے زیر اثر نہیں فیصلے نہیں کرتے۔نہ صرف اس سے تمھیں بلکہ دوسروں کو بھی تمھاری وجہ سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اس دن صیح طرح مجھے ساری حقیقت بتاتی۔مجھے وضاحت تو دیتی نینا میں تمھارے حق میں کب اتنا برا رہا مجھے بتاؤ۔۔میں نے تو ہمیشہ تم پر یقین کیا۔پہلے دن جب تمھاری آنکھوں میں جھانکا تھا میرا دل اس بات پر ایمان لے آیا تھا یہ آنکھیں سب سے شفاف اور سچی ہیں۔۔ مگر نہیں تم نے میرے درد کو بھی نہیں سمجھا۔جب مجھے پتہ چلا میرا بچہ مجھ سے چھین چکا ہے کس طرح میں ڈرائیو کر کے آیا یہ میں ہی جانتا ہوں۔بہت دفعہ دل کیا کسی کھائی میں خود کو دھکیل دوں۔جانتی ہو کیوں نہیں ایسا کر سکا۔اس وقت بھی صرف نگاہوں کے سامنے تمھار چہرہ آیا تھا۔سوچا میرے مرنے کے بعد تمھیں یہ دنیا نہیں چھوڑے گی۔

جانتا تھا میرے دشمن میری روح کو بھی تکلیف پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔ارمان کرب کی انتہا پر بول رہا تھا۔

مسٹر خان ہمیں ساری پرانی باتیں بھول کر نئی شروعات کرنی چاہیے۔میں آپ کی ہر بات مانوں گی۔جیسے رکھیں گے رہ لوں گی۔آپ کی بات کے خلاف نہیں جاؤں گی آپ یہ شادی نہ کریں پلیز۔

نینا بھیگی آنکھوں سے منت بھرے لہجے میں بولی۔

اب کچھ نہیں ہو سکتا میں خان دادا کو اور دکھ نہیں دے سکتا وہ بختاور کی وجہ سے ویسے بھی بہت دکھی ہیں۔

اور میں کوئی ناجائز کام نہیں کر رہا۔ میں دوسری شادی کر رہا ہوں۔ اس لیے یوں مت ایکٹ کرو جیسے میں کوئی بہت انوکھا کام کر رہا ہوں۔ تم پر بہت ظلم ہو رہا ہے۔ ارمان نے صوفے پہ پڑی اپنی شال اٹھا کر کندھوں پہ ڈالتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔

مسٹر خان یہ آپ کو پتہ ہے دوسری شادی کرنا آپ کا جائز حق ہے۔۔ تو پھر یہ بھی پتہ ہو گا کہ دو بیویوں کے درمیان انصاف قائم کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

ارمان نے نینا کی بات پر اسے استفہامیہ نگاہوں سے ابرو اچکائے دیکھا تھا۔

مجھے میرا حق چاہیے۔ ابھی بیوی میں ہوں آپ کی تو میرے حقوق سے روگردانی نہیں کر سکتے۔ نینا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔ وہ چاہتی تھی ارمان اس کے قریب آجائے ایک دفعہ تو وہ اپنی محبت میں پوری طرح خود کو اس کی سپردگی میں دے کر اپنی قربت اور محبت سے اسے منا لے گی۔

تمھیں حق چاہیے اپنا۔۔ ہوں۔۔ ارمان نینا کے قریب گیا تھا۔ اور گہری نظروں سے اس کے چہرے پر نگاہ ڈالی جو سرخ ہو رہا تھا۔ نینا نے اپنی پلکیں بھی جھکائی ہوئیں تھیں۔

کیا ہوا شرما کیوں رہی سرخ کیوں پڑ رہی ہو۔۔

حق ہی تو مانگ رہی ہو مجھ سے وہ بھی تمھارا جائز حق۔ ارمان لب دانتوں تلے دبائے رکا تھا۔ وہی حق مانگ رہی ہو ناں جسے تم ہر بار دھڑلے سے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حوس کہتی تھی۔

نینا نے بھیگی نگاہیں اٹھا کر زخمی نظروں سے ارمان کو دیکھا تھا۔

اب میری محبت میرا لمس اسی کے لیے ہو گا۔ جو شوہر کی محبت کو حوس نہیں اسے محبت ہی کہے گی۔۔ ارمان ایک لفظ چباتے ہوے نینا کی بھیگی پلکوں پر گہری نظر ڈالتا وہاں سے چلا گیا تھا۔۔

بالاج دوپہر سے راحیلہ خانم کے پاس تھا۔ زرمینے اسے لینے گئی تو بالاج کو راحیلہ خانم نے فیڈر پلا کر اپنے پاس ہی سلا دیا تھا۔۔ وہ لانا چاتی تھی بالاج کو مگر باسط خان نے اسے سختی سے بالاج کو لانے سے منع کر دیا کہ وہ ادھر آرام سے سو رہا ہے اس کی نیند ڈسٹرب نہ کرے۔ باسط بھی دوپہر سے راحیلہ خانم کے کمرے میں بالاج کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ بالاج اب باسط خان سے مانوس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ زرمینے جھنجھلا کر رہ گئی تھی۔ کمرے میں آکر اس کی جھنجھلاہٹ اور بڑھ گیی تھی۔ اسے باسط خان کا بالاج پر حق جتانا بلکل پسند نہیں آرہا تھا۔ وہ بالاج کو لے کر بہت پوزیسیو تھی۔ وہی تو ایک رشتہ تھا جو مکمل طور پر صرف اس کا تھا۔ اب باسط اسے بھی چھیننا چاہتا تھا۔

زرمینے نے غصے جھنجھلاتے ہوے سائیڈ ٹیبل پہ پڑا لیمپ اٹھا کر دروازے پہ زور سے دے مارا۔ باسط خان جو اسی وقت کمرے میں اینٹر ہوا تھا جلدی سے وہ دوسری طرف ہوا تھا ورنہ لیمپ اس کے سر پر لگتا۔

کیا آرادے ہیں خانم۔ بیوہ ہونا چاہتی ہو کیا؟ باسط نے مسکراتے ہوے زرمینے پر نگاہ ڈالی تھی۔ زرمینے باسط کو دیکھتے غصے سے اپنا رخ پلٹ گئی تھی۔

باسط گہرا سانس لیتا زرمینے کی طرف بڑھا جو اس سے رخ پلٹے کھڑی تھی۔

باسط نے زرمینے کو پیچھے سے اپنی بانہوں میں بھرتے اس کے سائیڈ گردن پر اپنے دہکتے لب رکھے۔ زرمینے نے باسط خان کے ہاتھ اپنے پیٹ سے ہٹاتے ہوے اس کی طرف مڑی تھی۔

خان کیوں کر رہے ہیں یہ سب کچھ۔ میرے بالاج کو مجھ دور کیوں کرنا چاہتے ہیں۔۔ دوپہر سے رات ہونے والی ہے۔ اور آپ نے اسے میرے پاس نہیں آنے دیا۔ وہی تو سب کچھ ہے میرا۔ کیوں اسے مجھ سے چھینا چاہتے ہیں۔

زرمینے نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا۔۔

خانم میں تم سے کچھ چھیننے نہیں آیا۔ میں بالاج کو تمسے کیوں چھینے لگا۔ وہ بیٹا ہے ہمارا،،۔ میں کیوں اس سے اس کی ماں چھینوں گا۔ میں صرف تمھیں دینے آیا ہوں سچی خالص محبت جو اب صرف تمھارے لیے ہو گی۔ خانم ایک دفعہ مجھ پہ میرے پیار پہ یقین کر کے دیکھو تمھیں میری سنگت میں سب اچھا لگے گا۔ تم اپنے سارے غم بھول جاؤ گی۔

باسط نے زر مینے کو گلے لگاتے ہوے کہا۔

نہیں خان میں آپ پہ اب کبھی یقین نہیں کر سکتی۔ شائد پیار تو آپ سے دوبارہ کر لوں مگر یقیں نہیں کر سکتی۔ یقین ایک کانچ کی طرح ہوتا ہے ایک دفعہ اگر کانچ ٹوٹ جائے آپ لاکھ جوڑیں وہ جڑ نہیں سکتا۔۔ آپ کل کو پھر مجھے کسی کی خاطر چھوڑ دیں گے تو میں کیا کروں گی۔ میرا چھوڑیں بالاج کو آپ کی عادت پڑ گئی وہ کیسے رہے گا آپ کے بغیر۔ پلیز باسط خان ہمیں بخش دیں۔ میرے جزبات کے ساتھ اور مت کھیلیں۔ زر مینے نے باسط خان کے آگے ہاتھ جوڑتے کہا۔

خانم میں تمھیں نہیں چھوڑ سکتا نہ کبھی چھوڑوں گا۔ میں نے فیصلہ لیا ہے تم ابھی اور اسی وقت میرے کمرے میں شفٹ ہو رہی ہو۔ اسی لیے بالاج آج مورے کے پاس ہی سوئے گا۔ کیونکہ آج میں اپنی خانم کو اپنی شدتوں سے اپنے محبت بھرے لمس سے بتاؤں گا کہ وہ میرے لیے کتنی خاص ہے۔

باسط نے زر مینے کے قریب ہوتے ہوئے اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔۔

اور آپ کو لگتا ہے میں آپ کی بات مانوں گی۔ خان میں نے آپ کو پہلے بھی کہا تھا مجھے پرانی والی زر مینے سمجھنے کی کوشش بھی مت کریں۔ آپ کی کوئی زور زبردستی اب مجھ پر نہیں چلے گی۔ میں جا رہی ہوں اپنے بالاج کو لینے۔

زرمینے نے باسط خان کو خود سے دور کرتے ہوے کہا اور اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

باسط نے اسے کلائی سے پکڑ کر خود کی طرف کھینچا تو وہ باسط خان کے چوڑے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔

خانم ضد مت کرو اور بالاج کو ادھر ہی رہنے دو۔ ویسے بھی اب اسے اس کی دادی سنبھالے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ کیونکہ تمھیں پڑھائی کرنے کے لیے یونیورسٹی جانا ہے تب بھی تو بالاج اپنی دادی کے پاس ہو گا۔۔ اسی لیے ابھی سے اسے عادت ڈال دو اور جب جب بالاج کے پاپا کو اس کی ماما کے ساتھ رومینس کرنا ہو گا تو تب بھی بالاج اپنی دادی کے پاس ہو گا۔ ایک کام کرتے ہیں بالاج اس کی دادی کو ہی دے دیتے ہیں۔ اور ہم بالاج کی بہن دنیا میں لانے کی تیاری کرتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟ باسط نے زرمینے کے گہری نظروں سے دیکھتے ہوے کہا۔

زرمینے نے ناسمجھی سے باسط خان کو دیکھا۔ وہ ابھی تک اس کی کی یونیورسٹی والی بات پر غور کر رہی تھی اس سے آگے جو باسط نے کہا اس نے سنا ہی نہیں تھا۔

یونیورسٹی کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ زرمینے نے باسط کو الجھن بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوے کہا۔

باسط زرمینے کے سوال پر گہرا مسکرایا تھا۔ہاں یونیورسٹی تمھارا خواب تھا آگے پڑھنا۔ میں چاہتا ہوں تم اپنا اب ہر خواب پورا کرو جو تم نہ کر سکی اسی لیے میں تمھارے لیے بی اے کے فارمز لایا ہوں۔ باسط نے چمکتی آنکھوں سے زرمینے کو سائیڈ دراز سے فارمز نکال کر پکڑائے تھے۔

زرمینے کچھ پل ان فارمز کو دیکھتی رہی۔ پھر ان فارمز کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔

یعنی کہ آپ مجھے اپنے قابل بنانا چاہتے ہیں۔۔ آپ چاہتے ہیں میں نینا بھابھی کی طرح فریال کی طرح دکھوں پڑھی لکھی کانفیڈنٹ یعنی آپ کی پسند کے معیار کے مطابق زرمینے استھزائیہ ہنسی تھی۔

خانم بات کو مت بڑھاؤ۔ ختم کرو یہ سب کچھ،،، میں تمھارے اور بالاج کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں یہ سب کچھ تمھارے خواب پورے کرنے کے لیے کر رہا ہوں جو حویلی کے ماحول اور میری سفاکیت کی وجہ سے ادھورے رہ گئے تھے۔ باسط اب جھنجھلایا تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا وہ زرمینے کی بے اعتباری کیسے ختم کرے اپنے اور اس کے درمیان سب کچھ ٹھیک کیسے کرے۔۔ غلط فہمیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔ کل رات زرمینے کو تھپڑ مار کر وہ خود بھی بہت ہرٹ ہوا تھا۔ اپنے ہاتھ کو بھی زخمی کر بیٹھا تھا اور زرمینے نے جو اس سے کہا تھا اس سے باسط کی روح تک جھلس اٹھی تھی۔ پوری رات وہ انگاروں پر لوٹا تھا۔ دل میں بہت سے واہموں نے جگہ بنالی تھی۔ زرمینے کو کھونے کا ڈر دل میں مضبوط پکڑ بناتا جا رہا

تھا۔ اسی لیے وہ اپنے اور زرمینے کے درمیان سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا تھا۔ اس کا ہر ٹوٹا خواب جوڑنا چاہتا تھا۔

نہ صرف آپ سفاک انسان ہیں۔ بے رحم اور ظالم بھی ہیں۔ اور یہ آپ مجھے کل رات تھپڑ مار کر ثابت کر چکے ہیں۔ زرمینے کی آنکھوں سے انسوؤں کی برسات جاری ہوئی تھی۔

باسط تڑپ کر آگے بڑھا اور زرمینے کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھرتے اس کے آنسو اپنے ہونٹوں سے چنتے ہوے بے قراری میں اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔ کل رات سے ہی تو اس کے ہونٹوں کو چھونے کی لیے تڑپ رہا تھا۔ اسی لیے مدہوشی میں اس کے لبوں کو اپنے لبوں میں پیوست کیے ان کا جام پینے لگا۔۔ جام محبت پینے کے بعد باسط اور مدہوش ہوا تھا زرمینے کی گردن پر اب اپنا لمس شدت سے بکھیرنے لگا۔۔ زرمینے بلکل ساکت تھی۔ کل رات بھی تو وہ یہی کچھ کرنے آیا تھا۔ آج بھی اسے صرف اس کا جسم چاہیے تھا۔ نکاح کے بعد بھی تو وہ صرف اپنی طلب مٹانے اس کے پاس آتا تھا۔ اور اسے یہ بات قربت کے لمحات میں بتاتا بھی تھا کہ وہ صرف اس کی ضرورت ہے۔ زرمینے کو خود سے شدید نفرت ہوئی تھی۔۔ عزت نفس کو دھچکہ لگا تھا۔ نسوانیت نے بین کیے تھے۔۔ پندار کر لایا تھا۔۔ کیا وہ اب پھر اس انسان کی صرف ایک کریپ بن کر رہے۔ اسے خود سے شدید نفرت ہوئی تھی۔ باسط اب اس کی شرٹ کی زپ کھولے اس کے کندھوں سے شرٹ کھسکاتا گردن سے نیچے آیا اور اپنا شدت بھرا لمس نیچے کی طرف بکھیرنے لگا۔

زرمینے نے تڑپتے ہوے کرب سے ہچکی لیتے باسط خان کو خود سے دور کیا جو مکمل طور پر مدہوش اس کی ذات میں گم تھا۔ اس کی لال مدہوش آنکھیں افسانہ سنا رہی تھیں کہ وہ تو کسی اور ہی جہاں پہنچا ہوا ہے باسط

زرمینے کے پیچھے کرنے پر پاگل ہوا تھا۔ جب وہ مکمل طور پر اس کی ہے تو دوری کیوں؟ یہ فاصلے کیوں؟ باسط نے پوری شدت سے زرمینے کی گردن پر جھکتے ہوے اپنے دانت اس کی بیوٹی بون پر گاڑھ دیے۔ زرمینے تکلیف اور بے بسی سے ماہی بے آب کی طرح تڑپی تھی۔ باسط پھر مدہوش ہوتا اپنی من مانیاں کرنے لگا۔

دور رہیں خان مجھ سے دور رہیں۔ زرمینے باسط کو خود سے دور کرتی چیخی تھی۔ اپنی شرٹ کو کندھوں سے اوپر کرتی اپنی زپ بند کرتے آگے کی طرف بڑھی ہی تھی جب چر کی آواز پر اس کی زپ دوبارہ کھل چکی تھی۔ اور باسط نے اس کی گردن میں اپنا بازو ہمائل کرتے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا تھا۔ یہی ایک پل تھا جب زرمینے کے اندر غم و غصے کا طوفان اٹھا تھا شدید غصے کے ابال اٹھے تھے۔

زرمینے نے اپنا رخ پلٹتے ہوے باسط کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا تھا۔

باسط خان فق رنگت لال سرخ چہرے کے ساتھ زرمینے کو۔ دیکھ رہا تھا۔ زرمینے بھی فق رنگت سے باسط کو

دیکھ رہی تھی۔۔ وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔ مگر وہ شدید غصے میں ایسا کر چکی تھی۔

باسط اس سے کچھ بھی کہے بنا فورًا اسے کمرے سے نکل گیا تھا۔

زرمینے نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔یہ کیا کر دیا میں نے ؟

یہ کیا ہو گیا مجھ سے ؟زرمینے ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔باسط اس کا شوہر تھا وہ کبھی بھی اسے تھپڑ مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔زرمینے اپنے منہ پر ہاتھ رکھتے دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے زمین پر دوزانو بیٹھتی چلی گئ

ارمان حویلی میں داخل ہوا تو مردان خانے کی بیٹھک سے آتی آوازوں پر وہ ٹھٹک کر رُکا تھا پھر دوسرے ہی لمحے وہ برق رفتاری سے بیٹھک کی طرف بڑھا۔

بولو بر خوردار کون ہو تم ؟ یہاں پر کیا کرنے آئے ہو ؟خان دادا نے روحان کو اوپر سے نیچے گھورتے ہوئے پوچھا۔روحان اس وقت بلو جینز پر لائٹ گرے کلر کی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ بلیک لیدر کی جیکٹ پہنے خان دادا کے سامنے کھڑا تھا۔

میرا نام روحان شاہ ہے۔مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔رم۔۔۔۔۔

روحان کیسے ہو تم ؟ارمان نے روحان کی بات کاٹتے ہوئے آگے بڑھ کر روحان سے ہاتھ ملایا اور ساتھ ہی سرد اور غصیلی نظروں سے روحان کو گھور کر دیکھا تھا۔

ارمان تم جانتے ہو اس کو ؟کون ہے یہ ؟خان دادا نے ارمان کو سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

خان دادایہ میرا دوست ہے۔ میری کمپنی اس کی کمپنی کے ساتھ مل کر ایک پروجیکٹ کر رہی ہے۔ کچھ ضروری ڈسکشن کرنی تھی اسی لیے میں نے ہی اسے بلوایا ہے۔ ارمان کڑے تیوروں سے روحان کو گھورتے ہوے خان دادا سے مخاطب ہوا تھا۔

آچھا آچھا یہ تمھارا دوست ہے۔ ٹھیک ہے ارمان تم اس سے باتیں کرو اور اسے کھانا کھائے بغیر جانے نہ دینا۔ بلکہ آج رات تم ہمارے ہاں ہی رُکو بیٹا،،، تاکہ ہم تمھاری مہمان نوازی کر سکیں۔ خان دادا روحان کی طرف دیکھتے ہوئے خوشگواریت سے بولے تھے۔

جی بالکل خان دادا آپ فکر نہ کریں اچھی خاطر تواضع کی جائے گی ان کی۔ ارمان نے روحان پر اپنی غصیلی نظر ڈالی تھی۔

روحان نے لب بھینچ کر ارمان کا سنجیدہ اور سپاٹ چہرہ دیکھا۔ اُسے ارمان خانزادہ سے اسی رویے کی توقع تھی۔ اسی لیے تو وہ رمل کے کسی اور سپرست سے اپنے اور رمل کے بارے میں بات کرنے آیا تھا۔

ہاں ہاں اچھی خاطر تواضع کرنا۔ مہمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے۔ میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کام ہے۔ تم اپنے دوست کے ساتھ بیٹھو باتیں کرو۔ خان دادا روحان کے کندھے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

جان سکتا ہوں تمھارے یہاں آنے کا مطلب اور یہ بیوقوفی کرنے کا مطلب!! ارمان نے روحان کو سرد نگاہوں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔ میرا یہاں آنے کا ایک ہی مطلب ہے۔ تم

اچھی طرح جانتے ہو میرے سارے مطالب و معنی رمل سے تعلق رکھتے ہیں۔ روحان نے جیکٹ میں ہاتھ ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اچھا واقعی میں مجھے تو لگا تھا اپنی بہن سے ملنے آئے ہو۔ کیونکہ تمھارے نزدیک تو تمھاری بہن سے آگے کچھ نہیں ہے۔ کوئی رشتہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اپنی بہن کا بدلہ لینے کے لیے ہی تو تم نے میری بہن کو استعمال کیا تھا۔ ارمان نے روحان پر گہرا طنز کیا۔۔

جب رمل میری زندگی میں آئی تھی تو مجھے تمھارے اور نینا کے متعلق کچھ نہیں پتہ تھا۔ میں نے رمل کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنے کا سوچا نہیں تھا۔ میں مانتا ہوں میرا طریقہ غلط تھا۔ لیکن میری انٹینشن صرف تمھیں اس تکلیف سے روشناس کروانا تھی۔ جو میں نے اور میرے پاپا نے سہی تھی۔ روحان نے اپنے ایکٹ کی وضاحت کی۔ وہ ارمان خان کی غلط فہمی دور کرنا چاہتا تھا۔ وہ رمل کے لیے کچھ بھی کر سکتا تھا۔ چاہے اسے ارمان سے معافی مانگنی پڑتی۔ وہ یہ بھی کر گزرتا لیکن اب وہ رمل سے اور دور نہیں رہ سکتا تھا۔ اسی لیے وہ رمل کے کسی بڑے سے مل کر اپنے اور رمل کے بارے میں بات کرنا چاہتا تھا۔ شاید وہ سمجھ جائیں۔ وہ رضوان صاحب کو لانا چاہتا تھا اپنے ساتھ مگر وہ آنے کے لیے تیار نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے سرے سے ہی انکار کر دیا تھا کہ وہ ارمان اور اس کی فیملی سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہتے۔ اور وہ اس کا رشتہ رمل سے کسی صورت بھی نہیں ہونے دیں گے۔ لیکن وہ رمل کو کسی بھی صورت چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ چاہے اب رضوان صاحب مانیں یا نہ مانیں وہ رمل کو

پوری عزت سے اپنے ساتھ رخصت کروانا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ وہ ہر صورت رمل کا پرپوزل لے کر جائے گا۔ وہ جانتا تھا یہ مناسب نہیں ہے۔ مگر وہ اپنے دل کا کیا کرتا جو رمل کی جدائی میں پاگل ہو رہا تھا۔ بین کر رہا تھا دن رات آہیں بھر رہا تھا۔ وہ اتنا کمزور نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ رمل کو حاصل کرنے کے لیے کوئی کوشش بھی نہ کرے اسی لیے وہ آج یہاں چلا آیا تھا۔ کیا ہو گا زیادہ سے زیادہ اسے موت مل جائے گی۔ اسے جان سے مار ڈالیں گے تو کیا ہوا؟ آگے وہ کونسا زندہ تھا۔ مگر ارمان نے اُسے خان دادا سے اپنا مدعا بیان کرنے ہی نہیں دیا تھا۔

یہ تو اور بھی بُری بات ہے یعنی کہ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ تم رمل سے محبت کرتے ہو۔ لیکن وقت پڑا تو وہ محبت وقتی طور پر کہیں جا سوئی تھی۔ تمھیں احساس رہا تو صرف یہ کہ نینا تمھاری بہن ہے تمھیں اس کے لیے کھڑے ہونا ہے تو میری بہن اس بیچ کہاں تھی۔ مجھے احساس دلانے کے لیے تم اپنی بات ویسے بھی کہہ سکتے تھے۔ مگر رمل کے اعتبار کو کیوں ٹھیس پہنچائی؟

تم نے اپنے بدلے میں اس دن رمل کی بے یقین اور کرب بھری نگاہیں دیکھی ہی نہیں تھی۔ یا پھر تمھارے نزدیک اس کا درد کوئی معنی ہی نہیں رکھتا. لیکن اس دن میں نے دیکھی تھیں وہ جس طرح تمھیں دیکھ رہی تھی وہ مان ٹوٹنے کا کرب تھا جو تم نے اس وقت اس کا توڑا تھا۔

میں نے نینا کا مان نہیں توڑا تھا وہ تو مجھے سمجھتی ہی غلط تھی۔ مگر رمل تو تم پر بروسہ کرتی تھی۔ اس لیے وہ تمھارے ساتھ اس دن اپارٹمنٹ میں اکیلی چلی آئی۔ ورنہ میں اپنی بہن کو اچھی طرح جانتا ہوں اگر اُسے تم پر اعتبار نہ ہوتا تو وہ کبھی تمھارے ساتھ اکیلی اس فلیٹ میں نہ آتی۔ تم نے اس کے احساسات کی بے عزتی کی۔ وہ سارے راستے گاڑی میں آنسو بہاتی رہی۔ وہ میرے ڈر سے نہیں تمھاری محبت کے کھونے کے ڈر سے آنسو بہے تھے۔ وہ یقین ٹوٹنے کے آنسو تھے۔ ارمان نے روحان کو احساس دلانے کی کوشش کی۔ جو اس نے رمل کے ساتھ کیا وہ ارمان خانزادہ کیسے بھول سکتا تھا۔ رمل اس کی چھوٹی سی گل تھی اسے خود سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

اب تم یہاں کس منہ سے آئے ہو؟ میری بہن کا نام لینے کی تمھاری ہمت کیسے ہوئی۔ ارمان روحان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے غرایا تھا۔ ارمان کی باتوں پر روحان کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا تھا۔ اسے اچھی طرح احساس ہو گیا تھا بلکہ بہت پہلے احساس ہو گیا تھا۔ اگر ارمان کا ایکٹ غلط تھا اس کا تو ایکٹ اس سے بھی زیادہ غلط تھا۔ ارمان نے اپنا اور نینا کا رشتہ ڈسکلوز کیا تھا۔ نینا کو شرمندہ کرنے یا پھر کسی بدلے کے تحت نہیں کیا تھا۔ لیکن اس نے جب رمل اور اپنا رشتہ ڈسکلوز کیا وہ بھی اس کے اس بھائی کے سامنے جسے وہ سب سے زیادہ مان اور عزت دیتی تھی۔ اس نے اسی کی نظروں میں اسے گرا دیا۔ ہاں اس نے اس دن رمل کی آنکھوں میں نہیں دیکھا تھا دیکھنے کی ہمت ہی نہیں ہوئی تھی۔۔

میں مانتا ہوں مجھے احساس ہے میں نے جو کیا۔ مجھے اس دن یہی ٹھیک لگا تھا لیکن مجھے لگتا ہے ہمیں سب بھلا کر آگے بڑھنا چاہیے۔ روحان نے سنجیدگی سے کہا۔

اگے بڑھ جاؤں۔۔ کیسے بڑھ جاؤں؟ کیا گارنٹی ہے کل کو پھر یہ سب نہیں ہو گا۔ اگر نینا کو یہاں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم رمل کو وہاں تکلیف نہیں پہنچاؤ گے۔ کیا گارنٹی ہے اس بات کی؟

ارمان خان نے صوفے پر بیٹھتے ٹانگ پر ٹانگ جمائے ابرو اچکائے پوچھا تھا۔

نینا کو یہاں کیوں کوئی تکلیف پہنچے گی؟ تم ہو نا یہاں پر اسے ہر تکلیف سے بچانے کے لیے،،، جیسے میں وہاں پر ہوں گا رمل کو ہر تکلیف سے بچانے کے لیے۔ روحان نے اطمینان سے کہا تھا۔

یعی کہ ہمارے بیچ ہمیشہ وٹہ سٹہ رہے گا۔ رمل کی خوشیوں کا تعلق نینا کی خشیوں سے مرکوز ہو گا۔ ارمان صوفے سے ٹیک ہٹائے طنزیہ مسکرایا تھا۔

دیکھو ارمان تم نینا سے محبت کرتے ہو۔ میں رمل سے اسے اس سے آگے کچھ نہیں رہتا۔

روحان تحمل سے بولتا ارمان کے سامنے والے صوفے پر بیٹھا تھا۔

اس سے آگے بہت کچھ ہے۔ روحان شاہ۔۔۔ میں دوسری شادی کر رہا ہوں۔

یہ کیا کہہ رہے ہو؟ ایسا کیسے کر سکتے ہو تم؟ روحان صوفے سے یکدم اٹھتا ہوا چلایا تھا۔

آہستہ آواز میں بات کرو۔ میرے گھر میں کھڑے ہو تم۔۔ ارمان خان بھی صوفے سے اٹھتا دھاڑا تھا۔

ارمان تم ایسا کچھ نہیں کرو گے۔ میری بہن کو اس تکلیف سے کیسے دوچار کر سکتے ہو تم؟ محبت کرتے ہو تم اس سے۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ تم نے دھوکے سے نکاح اس لیے کیا تا کہ تم اسے پروٹیکٹ کر سکو۔ میں تمھیں یہ شادی نہیں کرنے دوں گا۔

روحان ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوے سرد انداز میں غرایا۔

وہ بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ نینا نے حویلی پہنچ کر فون پر اسے ساری حقیقت بتائی تھی کہ کیسے دلاور خان اس کا مس یُوز کر رہا تھا۔ کیسے ارمان نے اس کی عزت بچائی۔ وہ اس سب کے لیے ارمان کا بہت مشکور اور احسان مند تھا۔ مگر پھر بھی ارمان کا احسان کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ نینا سے جتنی بڑی غلطی ہو گئی ہو۔ وہ ارمان کو دوسری شادی کرنے نہیں دے سکتا تھا۔ وہ جس طرح فون پر رو رہی تھی اس سے بار بار پوچھ رہی تھی کہ ارمان اُسے معاف کر دے گا ناں۔ اس سے صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ ارمان سے کتنی محبت کرنے لگی ہے۔

پروٹیکٹ تو میں اسے ہمیشہ کروں گا۔ چاہے وہ حویلی واپس آتی یا نہ آتی۔ میں اپنے رشتوں سے کبھی لاپرواہی اختیار نہیں کرتا۔ تمھیں کیا لگتا ہے؟ میں اس سے کبھی لاپرواہ رہا ہوں۔

اپنے رشتوں کو لے کر میں بہت حساس ہوں اور نینا کے ساتھ میرا دل کا رشتہ ہے جو کبھی نہ ٹوٹ سکتا ہے اور نہ ہی ختم ہو سکتا ہے۔

ارمان نے سنجیدگی سے کہا۔

۔تو پھر یہ شادی کیوں کر رہے ہو؟ کیوں اسے اتنا بڑا دُکھ دے رہے ہو؟ روحان نے سیریس انداز میں استفسار کیا۔

میری چھوڑو مجھے بتاؤ میرے شادی کرنے سے تمھارے اور رمل کے رشتے پر کیا فرق پڑے گا۔ اب کہیں تم پھر مجھ سے بدلہ لینے کی خاطر دوسری شادی کرو گے کیا؟

ارمان نے طنزیہ لہجے میں ابرو اچکائے پوچھا۔

ارمان میری بات سنو۔ پہلی بات تو تمھیں میں دوسری شادی نہیں کرنے دوں گا۔ دوسری بات کچھ بھی ہو جائے میں اپنی محبت میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کر سکتا۔ عشق کرتا ہوں رمل سے چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ چاہے وہ مجھے ملے یا نہ ملے۔ مگر روحان کی ایک ایک سانس پر صرف رمل کا حق ہے۔

روحان کی باتوں پر ارمان گہرا مسکرایا تھا۔

لیکن ارمان اگر تم دوسری شادی کرو گے تو میں اپنی بہن کو یہاں سے لے جاؤں گا۔ میں اسے یہاں نہیں رہنے دوں گا۔ اسے دن رات اذیت میں جلنے نہیں دوں گا۔ وہ تم سے بہت محبت کرنے لگی ہے۔ نینا اپنے جذبات میں بہت سچی اور کھری ہے۔ اگر وہ تم سے محبت کرتی ہے

تو وہ اسے ہر حال میں نبھائے گی۔ وہ بہت باوفا لڑکی ہے۔ اب وہ مر تو سکتی ہے تمھیں چھوڑ نہیں سکتی۔ اس کے دل میں جو ہے وہی ہے۔ اس میں ریاکاری نہیں ہے۔ نہ ہی وہ کسی مصلحت کے تحت کبھی جھوٹ بولتی ہے۔ اس کی محبت کا یہاں سے اندازہ لگالو وہ رات کے اندھیرے میں تمھارے گھر سے بھاگی تھی۔ کیونکہ اس وقت وہ تم سے یہ رشتہ نبھانا نہیں چاہتی تھی وہ پری وش کو انصاف دلانے کے لیے اپنی جان پر کھیل کر تمھارے گھر سے بھاگی۔ اور پھر اس کا دل تمھارا ہو گیا تو وہ اکیلی دن کی روشنی میں تمھارے پاس چلی آئی۔۔۔ یہ بھی نہ سوچا کہ تم اس سے کیا سلوک کرو گے؟ تمھارے گھر والے کیسا سلوک کریں گے۔ وہ بناڈرے بنا کسی کی پرواہ کیے تمھارے پاس چلی آئی۔۔۔ کوئی بھی لڑکی ایسا نہیں کر سکتی۔ یعنی کہ تمھارے آگے اس کی انا بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ تم اتنی پیار کرنے والی بیوی کا دل دکھا کر کیسے خوش رہو گے۔

روحان زخمی سا بول رہا تھا۔ نینا کا غم اسے اندر سے کاٹ رہا تھا۔۔ یعنی نینا اتنے دنوں سے اتنی تکلیف میں ہے یہاں۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ ارمان کی جان لے لے۔۔ اُسے نینا پر بھی غصہ آ رہا تھا یہاں چلی آئی اسے بتایا نہیں۔۔ اور اب اس کا کتنے دنوں سے فون نہیں اٹھا رہی تھی۔۔ اگر ارمان اور نینا میں سب ٹھیک ہو جاتا تو وہ ارمان کو یہی مشورہ دیتا کہ نینا پر اپنی سختی ہمیشہ برقرار رکھے کیونکہ وہ بہت جذباتی تھی۔ اسے ارمان کا تو ایٹلیسٹ ڈر ہو۔ لیکن ارمان کیا کہہ رہا تھا؟ روحان تو پاگل ہوا تھا یہ سن کر۔۔

ارمان میری بات سمجھو۔۔وہ کبھی کسی کو لے کر پوزیسو نہیں رہی۔نہ ہی کسی چیز کو لے کر پوزیسیو رہی ہے۔ وہ اپنی بیسٹ سے بیسٹ چیز کسی کو بھی اٹھا کر دے دیتی تھی اسے فرق نہیں پڑتا تھا۔ مگر پاپا کو لے کر پوزیسو تھی کیونکہ وہ ان سے بے حد محبت کرتی تھی مجھے لگتا ہے پاپا کے بعد تم پہلے انسان ہو جسے وہ شاید پاپا سے بھی زیادہ چاہتی ہے۔تو وہ تمھیں کیسے شیئر کرے گی کسی کے ساتھ،،، باپ اور شوہر کے رشتے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ جس طرح مرد اپنی محبت پر کسی کی نظر برداشت نہیں کر سکتا۔ عورت بھی بہت حساس ہوتی ہے۔بے شک خدا نے مرد کو آجازت دی ہے وہ دونوں کے حقوق برابری کی سطح پر ادا کرتے ہوئے دوسری شادی کر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی یہ ایک بیوی کے لیے بہت تکلیف دہ عمل ہوتا ہے۔ اسی لیے میں اسے لے کر جا رہا ہوں یہاں سے۔ میں اسے یہاں نہیں رہنے دوں گا۔ روحان یہ کہتے ہوئے آگے بڑھا تھا۔

رُک جاؤ روحان۔۔۔ ہمارے ہاں باہر کے آدمی کو حویلی کے زنان خانے میں جانے کی اجازت نہیں ہے۔ جہاں تک نینا کی بات ہے میں خود لے کر آؤں گا اسے۔بس دو دن کی بات ہے ارمان نے سنجیدگی سے کہا تو روحان نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔ محبت میں اندھا ہونا اچھی بات ہے مگر انسان کو اتنا بھی اندھا نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے ساتھ اپنی محبت کو بھی داؤ پر لگا دے۔ آج تم جو کرنے والے تھے یہاں سے تمھارا ہی جنازہ نہیں بلکہ رمل کا بھی جنازہ اٹھتا۔ ارمان روحان کو گھورتا ہوا بولا۔

اور ہاں آئندہ مجھے نینا کو یہاں سے لے جانے کی دھمکی مت دینا۔ اب میں اسے کہیں بھی جانے نہیں دوں گا۔ خانزادہ کی عورت ہے وہ۔ اب وہ مر کر ہی یہاں سے جا سکتی ہے۔ پہلے میں اپنی غفلت میں مارا گیا۔ جس کا مجھے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ مگر اب وہ یہاں سے نہیں جا سکتی۔ کسی بھی حال میں نہیں۔ ارمان نے سرخ آنکھوں سے سرد انداز میں روحان کو تنبیہ کی تھی۔ کھانا کھا کر جانا۔ ہمارے ہاں مہمانوں کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ بھجواتا ہوں میں کھانا۔ ارمان روحان کو سرد نظروں سے گھورتا وہاں سے چلا گیا تھا۔

روحان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے لب بھینچ کر رہ گیا تھا۔

زرمینے اپنے کمرے میں اداس سی بیٹھی تھی۔ باہر بارش بہت تیز ہو رہی تھی۔ کل ارمان اور حرا کی مہندی تھی۔ مگر زرمینے کی طبیعت اتنی اداس تھی۔ وہ چاہ کر بھی شادی کے کسی کام میں حصہ نہیں لے پا رہی تھی۔

باسط خان اس دن کے بعد زرمینے کے سامنے نہیں آیا تھا۔ نہ ہی بالاج پر اپنا کوئی حق جتایا تھا۔ زرمینے بہت زیادہ گلٹ فیل کر رہی تھی۔ وہ کبھی بھی کسی صورت میں باسط خان پر ہاتھ اُٹھانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ اسے پتہ تھا، احساس تھا کہ شوہر کا کیا مقام ہے۔ وہ جیسا بھی تھا اب بھی اس کا شوہر تھا۔ وہ اس کے نکاح میں تھی۔ وہ اس پر یقین نہیں کر پا رہی

تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بالاج کو باسط خان کی عادت ہو جائے اور وہ اسے چھوڑ کر چلا جائے۔ اس نے باسط خان کی آنکھوں میں بالاج کے لیے بہت محبت دیکھی تھی۔ وہ سارا سارا دن اس کے ساتھ کھیلتا رہتا۔ گل بانو نے اسے بتایا تھا کہ جب وہ زرمش کی مہندی پر گئی تھی تو باسط نے گل بانو کو اس کا فیڈر نہیں بنانے دیا تھا بلکہ اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے فیڈر بنایا اور اسے پلایا بھی خود تھا۔ اور اس کا ڈائیپر بھی خود ہی بدلا تھا۔

یہ بات اسے بے حد حیران کر گئی تھی۔ حویلی کے مرد کب سے ایسا کرنے لگے۔ باسط خان پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔

اس دن اس کا تھپڑ وہ خاموشی سے برداشت کر گیا تھا۔

اس دن باسط خان کو تھپڑ مار کر سب سے پہلے زرمینے خوفزدہ ہوئی تھی کہ باسط خان اسے اس بات کے لیے بہت بڑی سزا دے گا یقیناً کئی تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دے گا اور اس کے بعد بھی بس نہیں کرے گا۔ یقیناً وہ اپنی وحشت بھری جنونیت بھی اس پر دکھائے گا۔ مگر وہ تو اسے بنا کچھ کہے خاموشی سے وہاں سے چلا گیا۔ اس کی خاموشی اسے مزید شرمندہ کر گئی تھی۔ زرمینے خود نہیں چاہتی تھی کہ باسط اب اس کے سامنے آئے وہ کیسے باسط خان کی آنکھوں میں دیکھے گی۔ اس کی نظروں کا سامنا کرے گی۔

وہ اس پر اعتبار نہیں کرتی تھی۔ مگر اس کی عزت آج بھی کرتی تھی۔ اس نے ساری عمر اپنی ماں کو اس کے باپ کی بے حد عزت کرتے دیکھا تھا۔ وہ کیسے یہ سبق بھول سکتی تھی۔

لیکن وہ باسط خان کی باتوں پر یقین نہیں کر سکتی تھی وہ تو اس کی جدائی برداشت کر گئی تھی۔ لیکن بالاج کیسے کرے گا؟ اس لیے بہتر یہی تھا کہ بالاج اپنے باپ کے بغیر ہی ساری عمر گزار دے۔ جو رشتہ آپ کا ہو ہی نا اسے کھونے کا درد کیسا۔ مگر جو رشتہ پا کر کھو دو کیسا درد ہوتا ہے یہ زرمینے سے بہتر کون جان سکتا تھا۔ وہ بالاج کو کسی بھی قیمت پر یہ درد نہیں دے سکتی تھی۔

زرمینے انھیں سوچوں میں گھری تھی

دروازہ ناک ہونے پر زرمینے سیدھی ہو کر بیٹھی۔

باسط خان کو اندر داخل ہوتا دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔۔ اور اس سے بھی زیادہ حیرانگی باسط کے دروازہ ناک کرنے پر ہوئی تھی۔ زرمینے باسط خان کو دیکھ کر بوکھلاتے ہوئے بیڈ سے اٹھتے کھڑی ہوئی تھی اور اپنا دوپٹہ اچھی طرح سر پر جمائے انگلیاں چٹخانے لگی۔

باسط خان آہستگی سے چلتا ہوا زرمینے کے قریب آیا تھا۔

اب دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔ زرمینے نظریں جھکائے کھڑی تھی اور باسط اسے سنجیدہ چہرے کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

زرمینے نے ذرا سی نظریں اٹھا کر باسط خان کو دیکھا پھر اس کا بے انتہا سنجیدہ چہرہ دیکھ کر نظریں جھکا گئی۔

خانم میں جانتا ہوں۔ میں نے تمھارے ساتھ غلط کیا۔ نکاح جیسے پاک رشتے کا مذاق اُڑایا۔ تمھارا معصوم سا دل دکھایا۔

اور پھر تمھیں چھوڑ کر چلا گیا وہ بھی تب جب تمھیں سب سے زیادہ میری ضرورت تھی۔ لیکن کبھی کبھی سوچتا ہوں یہ سب کچھ ایسا ہی ہونا تھا۔ اگر تم مجھے اس دن بتا دیتی کہ تم میرے بچے کی ماں بننے والی ہو تو میں تمھیں کبھی چھوڑ کر نہ جاتا اور کبھی فریال سے شادی نہ کرتا۔ لیکن ساری عمر مجھے یہ رشتہ بوجھ لگتا۔ مجھے لگتا کہ میں صرف تمھارے ساتھ اپنے بچے کی وجہ سے نبھا کر رہا ہوں۔ مجھے کبھی احساس نہ ہوتا کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں، تم سے عشق کرتا ہوں۔ کیونکہ تم میرے پاس ہوتی میری ہوتی، مکمل تم پر اختیار ہوتا۔ کیسے مجھے احساس ہوتا کہ میں تو صدیوں سے ہی صرف تمھارا ہوں۔ جب تمھیں نکاح کے بعد بارش میں بھیگتے دیکھا تو تم سیدھا میرے دل میں اتر گئی تھی۔ تمھیں پانے کے لیے میں بے قرار ہو چکا تھا۔۔ مگر میرے اندر کے مغرور انسان نے یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ یہ محبت ہے۔ میں باسط خانزادہ ارمان کا سب سے بڑا دشمن کیسے اس کی بہن سے محبت کر سکتا ہوں۔ مجھے یہی لگا کہ میرا دل تمھارے لیے اس لیے بے قرار ہو رہا کیونکہ تم میری ہو حق رکھتا ہوں۔۔ ظاہر ہے ایک مرد ہونے کے ناطے کچھ جوانی کے تقاضے مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ اسی لیے میرا دل تمھیں پانے کو مچل رہا ہے۔ تمھاری خوبصورتی اور کم عمری مجھے اٹریکٹ کر رہی ہے۔ میں اپنی محبت کو ضرورت اور طلب کا نام دیتا رہا۔ اگر میرے اور

تمھارے بیچ جدائی نہ آتی تو مجھے احساس کیسے ہوتا۔ تم سے جدا ہو کر مجھے پتہ چلا کہ تم تو میری سانسوں کی ضرورت ہو۔

ان سات ماہ میں پل پل تڑپا ہوں۔ ہر پل ہر گھڑی تمھیں یاد کیا ہے۔ میں واپس بالاج کا سن کر نہیں آیا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا کہ میرا وارث، میرا خون، میرے جگر کا ٹکڑا تمھارے پاس ہے۔ باسط کا لہجہ بھیگا تھا۔ جسے زرمینے نے صاف محسوس کیا تھا اور حیرانگی سے نظر اٹھا کر دیکھا باسط کی آنکھیں بھی نم تھیں۔

شاید یہ ہونا تھا مجھے احساس ہونے کے لیے ہمارا بچھڑنا ضروری تھا۔

میں تمھیں منانے کے لیے ہر حد تک جا سکتا تھا۔ لیکن تم نے مجھے تھپڑ مارا تو مجھے احساس ہوا ہمارے بیچ تو کچھ رہا ہی رہا۔۔

میری خانم ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ تمھاری آنکھوں میں جتنی مرضی بے اعتباری ہو،، نفرت ہو مگر تمھاری آنکھوں میں میں نے اپنے لیے عزت ویسی ہی دیکھی تھی جو تم ہمیشہ میری کرتی آئی۔ مگر کل کے تھپڑ نے مجھے احساس دلایا تمھارے دل میں میری عزت بھی ختم ہو چکی ہے۔

میں تمھاری نفرت برداشت کر سکتا ہوں۔ تمھاری بدگمانی سہہ سکتا ہوں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تم میری عزت نہ کرو۔ ہمارے بیچ عزت نہ ہو۔ کیونکہ مجھے اس بات کا احساس ہو چکا ہے کسی بھی رشتے میں عزت سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ جو میں تمھیں نہ دے سکا

تھا۔ اور میں یہ کیسے بھول گیا جو ہم دوسروں کو نہ دے سکیں وہ ہمیں دوسرا کیسے دے سکتا ہے۔ باسط استہزایہ خود پر ہی مسکرایا تھا۔

مجھے لگا میں نے تمھیں دُکھ دیئے ہیں تو تمھارے ہر دُکھ کا مرہم بھی میں بنوں گا۔ تمھیں خوشیاں بھی صرف میں دے سکتا ہوں۔ مگر میں غلط تھا میں نے سب ختم کر دیا۔ تمھارے دل میں اپنے لیے ہر احساس ختم کر دیا۔

اسی لیے میں نے اپنی سزا تجویز کر لی ہے۔ میں اب ساری عمر تمھارے اور بالاج کے بغیر رہوں گا۔

باسط خان کی بات پر زرمینے نے فق چہرے کے ساتھ اسے دیکھا تھا۔ دل میں کہیں درد اُٹھا تھا۔

خانم ایک ریکویسٹ ہے۔ بات ہے تو خود غرضی پر مبنی مگر میں تم سے عشق کرتا ہوں۔ تمھارے بغیر تو رہ سکتا ہوں پر تمھیں کسی اور کو سونپ نہیں سکتا۔

پلیز مجھ سے ڈائیورس مت لینا۔ باسط کا لہجہ التجائیہ ہوا تھا۔

تم کیا لوگی میں تمھیں کبھی طلاق نہیں دوں گا۔ کبھی نہیں سمجھی تم۔۔۔ یہ بات یاد رکھنا۔ تم مجھ سے جتنا مرضی دور رہو۔ رہو گی صرف باسط خانزادہ کی۔ اچانک باسط خان کا لہجہ سرد اور آنکھیں لال ہوئی تھیں۔ زرمینے نے حیرانگی سے باسط کی جنون سے بھری آنکھیں دیکھی تھیں۔۔

میں کل امریکہ جارہاہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔ ہوسکے تو میرے بالاج کو میرے بارے میں کچھ نہ بتانا۔

بے شک یہ کہہ دینا کہ اس کا باپ مر چکا ہے۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا میرا زندگی میں کبھی اس سے سامنا ہو تو اس کی آنکھوں میں میرے لیے نفرت ہو۔ بے شک وہ مجھے پہچانے نہ،،، مگر میری عزت ضرور کرے۔ باسط کی آواز میں آنسوؤں کی آمیزش شامل ہوئی تھی۔

زرمینے توفق رنگت کے ساتھ باسط کو دیکھ رہی تھی۔ دل میں کچھ ٹوٹا تھا۔ پھر سے مان ٹوٹا تھا، اعتبار ٹوٹا تھا۔

وہ خود سے بھی چھپا رہی تھی مگر دل نے پھر سے اعتبار کیا تھا لیکن وہ تو پھر چھوڑ کر جارہا تھا۔

زرمینے نے نم آنکھوں کے ساتھ اپنے دل پر ہاتھ رکھا ویسا ہی درد محسوس ہوا جو اس نے آج سے سات ماہ پہلے محسوس کیا تھا۔ زرمینے دھندلائی آنکھوں سے باسط خان کو دیکھ رہی تھی جو دھیرے دھیرے قدم بڑھاتا بالاج کے کاٹ کی طرف بڑھ رہا تھا۔

اگلا منظر تو ناقابل یقین تھا۔ باسط اسے بانہوں میں بھرے اسے بے تحاشا چومتے ہونے رو رہا تھا۔ ہاں باسط خان جیسا مضبوط، چٹانوں سے بھی زیادہ مضبوط، مغرور انسان،، جو اپنے آگے کسی کو کچھ سمجھتا نہیں تھا آج ایک چھوٹے سے بچے کو اٹھائے بکھر رہا تھا رو رہا تھا۔

باسط اسے سینے سے لگائے خود میں بھینچے کافی دیر تک کھڑا رہا۔ آج بالاج رویا نہیں تھا کیونکہ بالاج اپنے باپ کے لمس کو اچھی طرح پہچان چکا تھا۔ مانوس ہو چکا تھا۔

بالاج اپنے باپ کی آغوش پاتے ہی نیند سے جاگ چکا تھا اب باسط خان کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اسے مسکراتا دیکھ کر باسط کا دل ٹکڑوں میں تقسیم ہوا۔ اسے چھوڑ کر جانا تو بہت مشکل تھا۔ مگر باسط خان کو یہ کرنا تھا۔

باسط خان نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر بالاج کو کاٹ میں لٹایا اور پھر ایک پل بھی ادھر رُکے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔

زرمینے اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑی برستی ہوئی طوفانی بارش کو دیکھ رہی تھی۔ باہر آسمان رو رہا تھا اور اندر وہ۔۔

بارش کو دیکھتے ہوئے وہ بالکل خاموش تھی۔ آنکھیں بالکل ساکت۔۔۔ اس انسان کے جانے پر اس کا ایک آنسو بھی نہیں بہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر حزن و ملال اور کرب و اذیت کی ایک داستان رقم تھی۔ اس کے اندر اک گہری خاموشی چھائی تھی۔

برستے ہوے آسمان کا پورا پورا ساتھ اس کا دل دے رہا تھا۔۔ وہ بھی ایسے ہی رو رہا تھا۔ بے تحاشہ رو رہا تھا۔ جب دل روئے اور آنکھ میں ایک آنسو نہ آئے تو کیسا درد ہوتا ہے یہ تو وہی جان سکتا ہے جس پر گزری ہو۔ جس تن پہ گزرے وہی تن جانے۔

باسط خان جا چکا تھا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے چھوڑ کر۔۔۔۔

چھوڑنا ہی تھا تو آئے کیوں

دل میں پھر سے وہ ارمان جگائے کیوں

آخر مقدر میں جدائی تھی

تو پھر سے وہ احساس سُلگائے کیوں

دل ہے میرا کھولنا تو نہیں

توڑنا ہی تھا تو اس دل میں لوٹ کر آئے کیوں

زرمینے کو باسط خان سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔ وہ تھا ہی صدا کا خود غرض انسان۔ اسے شکوہ تو اپنی تقدیر سے تھا۔ اس نے پھر سے اعتبار کیا تھا ہاں اس نے پھر سے پیار کیا تھا اور وہ پھر سے اسے چھوڑ کر جا چکا تھا۔ آج تو زرمینے کے دل میں پہلے سے بھی زیادہ درد اٹھ رہا تھا۔ ایسا درد کے اسے اپنا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا محسوس ہو کر اسے اپنی روح بھی فضا میں تحلیل ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ آنکھوں کا پانی دل کے شدید درد اور کرب سے بہنے کو بے قرار تھا۔ اس کی آنکھیں بھی اُسے دھوکا دیتے ہوے دل کے درد کو آنسوؤں میں بہانے کے لیے تیار تھیں۔ ایک آنسو چپکے سے اس کی آنکھ میں اترا تھا جسے زرمینے نے گال پر بہنے نہیں دیا۔

بے دردی سے اپنی آنکھیں اپنی ہتھیلی س رگڑ ڈالی تھیں۔

دروازہ کھلنے کی آہٹ پر زرمینے نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔

ارے لالا آپ،،،زرمینے نے اپنا دوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

ارمان وائٹ شلوار قمیض پر براؤن مردانہ شال کندھوں پر ڈالے زرمینے کی طرف بڑھا۔۔

اس کا چہرہ بغور دیکھا،زرمینے کی آنکھوں کا گلابی پن ارمان سے چھپا نہ رہ سکا تھا۔۔

اندر کیا کر رہی ہو گل؟ باہر کیوں نہیں آ رہی؟ آج تمھارے لالا کے لیے اتنی خوشی کا دن ہے۔

تم مہندی کی رسم میں شرکت نہیں کرو گی کیا؟ ارمان نے آگے بڑھ زرمینے کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

ارمان کے لہجے کی نرمی محسوس کرتی اور اسے اپنے سامنے دیکھ کر زرمینے خود پر قابو نہ رکھ سکی تھی اس کے سینے کے ساتھ لگی زارو قطار رونے لگی۔

ارمان سرخ آنکھیں لیے خاموشی سے کھڑا تھا اور خود پر قابو پا رہا تھا۔ہمیشہ سے اس نے اپنی بہنوں کو خوش دیکھنا چاہا تھا مگر خوشی اتنی ہی ان سے دور ہوتی جا رہی تھی۔رمل کی آنکھوں کا خالی پن اسے اندر ہی اندر مار رہا تھا اور زرمینے کا دکھ اس کی جان لینے کے درپے تھا۔

زرمینے ارمان کے سینے کے ساتھ لگی کافی دیر تک روتی رہی۔پھر اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے اس سے دور ہوئی۔

ارمان چند لمحے خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

کیا بات ہے گل کیوں اتنا رو رہی ہو؟ کسی ایک انسان کے جانے سے زندگی رُک نہیں جاتی۔

ارمان نے زرمینے کو دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

اگر وہ ایک انسان آپ کی زندگی ہو لالا تو پھر زندگی تو وہیں رک جاتی ہے ناں۔۔۔ زرمینے نے ہچکی لیتے ہوئے جواب دیا۔

گل اگر تم باسط سے اتنا پیار کرتی ہو تو اسے جانے کیوں دیا؟

ارمان کے سوال پر زرمینے نے حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔

حیران کیوں ہو رہی ہو گل؟ جہاں محبت ہو وہاں دوسرے کے جھکنے کا انتظار نہیں کرتے۔ میں امریکہ باسط سے تمھیں ڈائیورس دلوانے کے لیے ہی گیا تھا۔ مگر اس دن میں نے اس کی آنکھوں میں تمھارے لیے جنون دیکھا تھا، شدید دیوانگی دیکھی تھی۔ میں کبھی نہیں چاہتا تھا کہ وہ اپنی دوسری بیوی کو چھوڑ دے۔ مگر وہ اسے چھوڑ آیا۔ کس کے لیے؟ تمھارے لیے۔۔۔ وہ تمھارے لیے واپس آیا تھا۔ بالاج کے لیے نہیں۔ اسے تو خبر ہی نہیں تھی کہ بالاج اس کا بیٹا تمھارے پاس ہے۔۔

میرے لیے بہت آسان تھا اسے ایموشنلی بلیک میل کر کے اسے بالاج کے بارے میں بتا کر اسے واپس لانا۔ میں نے اسے اس لیے نہیں بتایا میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ تمھارے ساتھ رشتہ کسی مجبوری کسی غرض یا پھر اپنی اولاد کی وجہ سے نبھائے۔۔ جو رشتہ دل سے نبھایا جائے اس کا تعلق زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ اور وہی تعلق حقیقی اور اصل خوشی دیتا ہے۔

اس نے جتنی مرضی بڑی غلطی کی ہو، تمھیں ہرٹ کیا ہو مگر اس حقیقت سے آنکھیں نہیں چرا سکتے کہ وہ بالاج کا باپ ہے جو محبت، جو شفقت وہ بالاج کو دے سکتا ہے وہ دنیا کا کوئی انسان نہیں دے سکتا۔

جانتی ہوں لالا۔۔ وہ بالاج سے بہت پیار کرتے ہیں مگر وہ ہمیں چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ انھیں اپنی اَنا مجھ سے اور بالاج سے زیادہ کہیں زیادہ اہم ہے۔ زرمینے ٹوٹے لہجے میں تلخ بھری مسکراہٹ کے ساتھ بولی تھی۔

تمھارے لیے کیا اہمیت رکھتا ہے؟ ارمان خان نے سنجیدگی سے پوچھا۔

میرے لیے؟ زرمینے نے ارمان کے سوال پر نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہاں تمھارے لیے۔۔۔۔ اگر تمھارے لیے بھی تمھاری اَنا اہم ہے تو سنبھال کر رکھو اپنی اَنا۔۔۔۔

اَنا کو سنبھال کر رکھو گی تو تمھاری اَنا تو بچ جائے گی مگر ساری عمر یوں روتے ہوئے گزار دو گی۔ اسے کھو دو گی۔۔ شاید یہ اس ایک لمحے پر بھی پچھتاؤ کہ تم نے یہ کیا کر دیا۔ اَنا کو سنبھال کر رکھو اور غموں سے دوستی کر لو۔ ارمان سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے زرمینے کو ایک نظر دیکھتے ہوئے کمرے سے نکل گیا تھا۔

باسط خان چیکنگ کروا کر ایمپورٹ کے اندر داخل ہوا تھا۔ اب چیک اِن کرنے سے پہلے ایک طرف کرسی پر بیٹھ کر لمبائے گہرے سانس لیتا اپنے اضطراب پر قابو پانے لگا۔ گھٹن کا احساس اس کے اندر اس قدر بڑھنے لگا تھا کہ اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہونے لگیں۔۔

وہ بالاج اور زرمینے کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ آیا تھا۔ مگر

اسے لگ رہا تھا اس کے ساتھ صرف اس کا جسم تھا۔ وہ اپنی روح اور اپنا دل وہیں پر چھوڑ آیا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے بالاج اور زرمینے کے بغیر رہے گا۔ بالاج کا یاد آتے ہی باسط کو اپنے دل میں درد اٹھتا محسوس ہوا تھا۔ بالاج کے بغیر اس کے لیے ایک پل بھی گزارنا اب محال تھا۔ وہ کیسے پوری زندگی بالاج کو دیکھے بنا گزار دے گا۔ باسط نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر اپنے درد کو کم کرنے کی کوشش کی تھی جس کے درد اور اذیت میں پل پل اضافہ ہو رہا تھا۔

باسط خان نے اپنی جیکٹ کی پاکٹ سے اپنا موبائل نکال کر اس کی سکرین پر اپنے لب رکھے تھے وہ زرمینے اور بالاج کی تصویر تھی جو اس نے چپکے سے لی تھی۔

باسط خان نے سکرین سے نظریں اٹھا کر سامنے دیکھا تو آنکھیں بے یقین ہوئی تھیں۔

خانم! باسط خان نے زیر لب یہ نام دہرایا تھا۔ وہ اس سے تھوڑے فاصلے پر اس کے سامنے کھڑی تھی۔ بلیک چادر میں لپٹی، آنکھوں میں ڈھیروں آنسو لیے اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

باسط خان حیرانگی اور غصے کی ملی جلی کیفیت میں اس کی طرف بڑھا تھا کہ وہ یہاں پر کیا کر رہی ہے۔وہ بھی اکیلی۔۔۔

کیا کر رہی ہو خانم تم یہاں پر؟ اندر کیسے آئی؟ باسط نے سرخ چہرے کے ساتھ سوال کیا۔

میں یہاں پر آپ کو ایک بات بتانے آئی ہوں۔ آپ آج بھی بالکل ویسے ہی ہیں۔خود غرض، ظالم اور بے حس۔ جسے صرف اپنی جھوٹی انا عزیز ہے۔زرمینے نے روتے ہوئے بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالے تھے۔

کیا کہہ رہی ہو یہ خانم؟ باسط خان ابھی تک بے یقینی کی کیفیت میں تھا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ زرمینے اس کے سامنے کھڑی ہے۔

صحیح کہہ رہی ہوں خان۔ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے، مجھ سے محبت نہیں کرتے، آپ کی زندگی میں میری اور بالاج کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ آپ جھوٹ کہہ رہے تھے کہ آپ مجھ سے پیار کرتے ہیں۔اگر آپ مجھ سے پیار کرتے مجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتے۔زرمینے کے رونے میں اضافہ ہوا تھا۔

خانم تم یہ۔۔۔۔

کچھ نہیں کہیں گے آپ آج۔۔۔کچھ نہیں کہیں گے آپ،،، صرف میری سنیں گے۔جب سے ہماری شادی ہوئی صرف آپ نے کہا اور میں نے سنا۔

آج میں کہوں گی اور آپ سنیں گے۔زرمینے باسط خان کی بات کاٹتے ہوے بولی۔۔

آپ کو مجھ سے بھی زیادہ اپنی اَنا پیاری ہے۔ ہمارے بالاج سے بھی زیادہ اپنی جھوٹی عزت پیاری ہے۔ زرمینے نے ہچکی لی تھی۔

اگر آپ نے واپس جانا ہی تھا تو آئے کیوں؟ مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کیوں کیا۔۔

زرمینے کا دل اعتبار کرنے لگا تھا آپ پر،،، اسے اعتبار ہونے لگا تھا اس مغرور انسان پر یہ جو میرے سامنے کھڑا ہے۔

جس کا نام باسط خانزادہ ہے۔ زرمینے نے روتے ہوے باسط کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔

باسط نے لب بھینچتے ہوے زرمینے کو دیکھا جو کھلے منہ کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اور وہ جس طرح رو رہی تھی۔ آس پاس کے لوگ اب ان کی طرف متوجہ ہونا شروع ہو گئے تھے۔

یہ باسط خانزادہ جو مغرور ہے۔

جس میں بہت اکڑ ہے۔ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتا ہے۔ مجھے اس کی بات پر یقین ہونے لگا تھا کہ وہ مجھ سے اپنی حانم سے محبت کرنے لگا ہے۔ لیکن آپ نے اپنی خانم کا مان پھر سے توڑ دیا۔۔ زرمینے نے اپنی ہتھیلی سے اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کیے تھے۔ باسط نے اب لب دانتوں میں دبائے اسے دیکھا وہ ایسے بولتے ہوے کتنی خوبصورت اور معصوم لگ رہی تھی۔ اُسے خود ہی اندازہ نہیں تھا۔

آپ نے میری آنکھوں میں اپنے لیے وہی دیکھا جو شائد آپ کی انکھوں میں آج بھی میرے لیے ہے۔۔۔میں نفرت نہیں آپ سے کر سکی۔۔تو عزت نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔میں آج بھی آپ کی ویسے ہی عزت کرتی ہوں۔جیسے ہمیشہ سے کرتی آئی تھی۔۔اور ہمیشہ کرتی رہوں گی۔۔زرمینے نے بہتے انسوؤں کے ساتھ ہچکیوں کے درمیان کہا۔۔

باسط نے اس کے آنسوؤں پر تڑپتے ہوے اپنا ہاتھ اس چہرے کی طرف بڑھاتے ہوے اس کے نزدیک ہوا۔۔۔

زرمینے باسط خان کا ہاتھ جھٹکتے ہوے دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔۔پاس مت آیئے گا میرے،،، خان۔۔۔۔پاس مت آئے گا۔۔ زرمینے نے روتے ہوے اسے خود کے قریب آنے سے منع کیا۔۔۔

ہمارے نکاح کے بعد آپ نے ہمیشہ مجھے تکلیف دی۔میرا دل دکھایا۔مجھے احساس دلایا کہ میں صرف آپ کا کھلونا ہوں۔۔آپ کے لیے صرف آپ کی نفرت آپ کا بدلہ۔۔

مجھے چھوڑ کر جانے کے بعد بھی اذیت دیتے رہے۔کیسے گزارے تھے میں نے پل پل آپ کو دیکھے بغیر۔۔کیسے میری سانسیں چلتی تھیں آپ کے بغیر،،،یہ میں ہی جانتی ہوں کیسے زندہ ہوں آج تک،،،اپنا درد خود سے بھی چھپاتی رہی۔جب بالاج میری گود میں آیا تو کتنا تڑپی تھی میں۔

میرا دل زخموں سے چور ہے۔زرمینے نے سسکی بھری تھی۔

آپ کی ہر زیادتی پر خاموش رہی۔ میں نے اُف نہیں کیا۔۔

جب آپ واپس آئے تو میں نے ذرا سا کچھ کہہ کیا دیا؟ آپ برداشت نہ کر سکے۔ سات دن بھی مجھے منا نہ سکے اور مجھے چھوڑ کر چلے آئے۔

میں آپ کو معاف کرتی ہوں۔ جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔۔ مگر جو آپ نے آج میرے ساتھ کیا۔ مجھے چھوڑ کر آ گئے،،، اس کے لیے میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ سمجھے آپ کبھی نہیں۔ زرمینے نے روتے ہوئے انگشت شہادت کی انگلی اٹھائے کہا تھا۔۔ اور رخ پلٹے واپس جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ باسط نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف ایک جھٹکے سے کھینچا تو وہ باسط خان کے چوڑے کشادہ سینے سے آ ٹکرائی تھی۔۔ اس سے پہلے وہ باسط خان کے حصار سے نکلتی باسط اسے اپنے سینے میں بھینچے اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار مظبوط کر چکا تھا۔۔

زرمینے باسط کی حرکت پر ششدر رہ گئی تھی۔ بہت سے لوگ جو اِرد گرد کھڑے تھے۔ کچھ مسکرا اُٹھے تھے. کچھ لاحول ولا قوۃ پڑھتے ناگواری سے آگے بڑھے تھے۔

دور کھڑے ارمان خانزادہ نے باسط کی حرکت پر اپنے لب بھینچے تھے۔ دل ہی دل میں بے پناہ گالیوں سے اسے نوازا تھا۔ اور غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

خان یہ کیا کر رہے ہیں؟ زرمینے نے سرخ چہرے کے ساتھ باسط کے حصار سے نکلنا چاہا۔

ایک بات یاد رکھنا خانم۔ جتنی ڈھیل تمھیں دینی تھی میں نے دے دی۔ اب تمھاری ایک بھی چلنے نہیں والی۔ ہمارے رشتے میں ہمیشہ تمھیں میری ماننی ہو گی۔ میری ہی سننی ہو گی۔ میں ان شوہروں میں سے نہیں جو بیوی کے ناز نخرے اُٹھائیں۔ ہاں رات کی تنہائی میں تمھارے ناز نخرے اٹھا سکتا ہوں باسط خان نے اسے سینے کے ساتھ لگائے گھمبیر اور شرارتی لہجے میں اس کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے اسے اپنے بانہوں کے حصار سے آزاد کیا تھا۔

زرمینے نظریں جھکائے لرزتے بدن کے ساتھ کھڑی تھی اس کی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ نظر اٹھا کر باسط کو دیکھ لے۔ اتنے لوگوں کے بیچ باسط نے اسے گلے لگایا تھا۔ اور ارمان بھی تو ادھر ہی کھڑا تھا یہ سوچ کر زرمینے کی تو ٹانگیں ہی کانپنے لگی تھیں۔

باسط اس کی حالت پر گہرا مسکرایا تھا۔ اور پھر اس کی کلائی نرمی سے تھامتے ہوئے ائیر پورٹ سے باہر آیا۔

چھوڑیں خان،،، آپ نے اندر سنا نہیں کہ میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔ آپ جائیے جہاں آپ کو جانا تھا۔ میں اور بالاج آپ کے بغیر رہ لیں گے۔ زرمینے اپنا ہاتھ باسط خان کے مظبوط پنجے سے چھڑواتے ہوے نروٹھے لہجے میں بولی تھی۔

خانم اتنی ہی ادائیں دکھاؤ،،، جتنا مجھے سہنے کی ہمت کر سکو۔۔ باسط اس کے معصومیت سے بھرے شکوے اور اس کی کیوٹ سی ناراضگی دکھانے پر پاگل ہوا تھا۔

آج وہ یہاں ائیر پورٹ آکر اسے اپنا مزید دیوانا بنا چکی تھی۔ وہ تو اپنی بے وقوفی اور آنا میں سب کچھ برباد کرنے لگا تھا۔ ہاں آج زرمینے نے نہ صرف اپنے اور اس کے رشتے کو بچایا تھا۔ بلکہ اپنے شوہر کی انا کا بھی مان رکھا تھا۔ اسے جھکنے نہیں دیا تھا۔ اور وہ باسط خانزادہ کو پہلے سے زیادہ اپنا اسیر بنا چکی تھی۔۔

ایک بات یاد رکھنا خانم،،، اب میرے مرنے کے بعد ہی تم اپنا ہاتھ مجھ سے چھڑوا سکتی ہو۔۔۔ اس سے پہلے اب تمھیں کبھی خود سے دور نہیں کروں گا۔ باسط کی بات پر زرمینے نے تڑپتے ہوے اپنا ہاتھ اس کے لبوں پر رکھا تھا۔

باسط اس کی وفا اس کی محبت پر جاں نثار ہوا تھا۔ اتنا معصوم دل وہ دکھاتا رہا۔ ایسی وفا کہاں مل سکتی تھی اسے۔۔۔ اس کی خانم تو سب سے الگ ہے۔ سب سے جدا ہے۔ باسط زرمینے کے خوبصورت ملیح چہرے پر نظریں جمائے گہری سوچ میں گم تھا۔۔

کس کے ساتھ آئی ہو؟ باسط خان نے گہرا سانس لیتے ہوے زرمینے سے سوال کیا۔۔ اس کے خوبصورت چہرے سے باسط خان کی دیوانہ وار نظریں ہٹنے سے انکاری تھی۔ یہ تو طے تھا۔ باسط اسے اپنی پناہوں میں لیے اسے گھنٹوں دیکھا کرے گا اور پیار کی تو کوئی حد نہیں ہو گی۔۔

وہ ارمان لالا کے ساتھ۔ پتہ نہیں اب کہاں ہیں؟

زرمینے نے نظریں جھکائے ہی جواب دیا باسط کی مسلسل خود پر پڑتی نظروں پر اس سے نظریں اٹھانا

محال ہو رہا تھا۔۔

خانم،،، میری اتنی سی جسارت اور میری نظروں پر تمھارا یہ حال ہے تو سوچو آج رات تمھارا کیا ہو گا۔

میری شدتیں کیسے سہو گی؟ باسط خان نے زرمینے کی ٹھوڑی پکڑتے ہوئے اس کا چہرہ اوپر اٹھائے پوچھا۔

وہ سائیں۔۔۔وہ۔۔۔۔زرمینے کے ہونٹ کپکپائے تھے۔

خانم سائیں نہیں خان بولو۔ تمھارے منہ سے خان زیادہ اچھا لگتا ہے۔

باسط خان نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

ویسے مجھے خان کیوں بلانے لگی تھی۔ باسط نے شرارتی لہجے میں سوال کیا۔۔

آپ سے ناراض تھی اسی لیے سمجھ نہیں آرہا تھا آپ کو کیا پکاروں تو خان کہہ دیا۔ زرمینے نے نظریں جھکائے معصومیت سے جواب دیا تو باسط خان کا قہقہ گونجا تھا۔

افففف میری معصوم خانم۔۔ باسط مسکراتے ہوے بولا تو

زرمینے نے بھی مسکراتے ہوئے نظریں جھکائی تھیں۔

باسط خان نے پر سکون ہوتے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا تھا۔ یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو اس کی ہمراہی میں زرمینے کے چہرے پر بکھری تھی۔ زرمینے کے چہرے پر شرم وحیا کے ساتھ اور بھی بہت سے خوبصورت رنگ بکھرے تھے۔ جسے باسط پُر شوق اور والہانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

زرمینے باسط کی نظریں خود پر محسوس کرتی شرماتے لجھاتے کھڑی تھی۔

باسط خان اسے اپنے بازوں کے حلقے میں لیے ٹیکسی کی جانب بڑھا۔

باسط اور زرمینے گھر پہنچے تو ارمان لاؤنج میں ہی بیٹھا تھا اور باسط کو گھور کر دیکھا جو زرمینے کو ابھی بھی اپنے بازوں کے حلقے میں لیے ہوئے تھا۔ زرمینے حفت اور شرمندگی سے ارمان کو ایک نظر دیکھتے ہوئے باسط کے حصار سے نکلتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

باسط راحیلہ خانم کے کمرے کی طرف بڑھا جو اس کے جانے پر بہت غمزدہ تھیں۔

زرمینے کمرے میں آکر بالاج کو کاٹ سے اُٹھا کر اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوے طمانیت سے مسکرا اٹھی تھی۔

خانم سارا پیار بالاج کے لیے ہی ہے یا پھر اس کے بابا کے لیے بھی کچھ سنبھال کر رکھا ہے۔

باسط کمرے کا لاک لگاتا زرمینے کی طرف بڑھا تھا۔

زرمینے نے دھڑکتے دل کے ساتھ بالاج کو کاٹ میں لٹایا اور باسط کی طرف رُخ کیا جو گہری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

وہ خان میں تو وہ بس،،، زرمینے کے لب کپکپائے تھے۔ بلکہ دل اب خوف سے دھڑکنے لگا تھا۔ باسط خان کی شدتوں، اس کی قربت کا سوچ کر زرمینے کی جان ہوا ہو رہی تھی کہ وہ کیسے برداشت کرے گی۔ پہلے تو وہ نفرت میں اس پر اپنی جنون خیزیوں سے بھری شدتیں نچھاور کرتا تھا۔ مگر اب بھی س کی آنکھوں میں وہی جنون تھا اس کے لیے۔۔۔ جس میں اب محبت کی گہری آنچ دِکھتی تھی۔

باسط خان نے مسکراتے ہوئے ایک نظر زرمینے کو دیکھا اور پھر بالاج کو کاٹ سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگایا

شکریہ خانم مجھے اتنا اچھا تحفہ دینے کا.

باسط خان نے نم آنکھوں کے ساتھ کہا۔

ویسے ہمارا بالاج نیند کا کافی پکا ہے۔ باسط خان نے بالاج کو دیکھا جو اس کی بانہوں میں گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ رات کو بھی باقی بچوں کی طرح بار بار اٹھتا نہیں تھا۔ ایک فیڈر پی کر پوری رات سوئے رہتا تھا۔ ہاں زیادہ تنگ نہیں کرتا رات کو زیادہ جگاتا نہیں ہے۔ زرمینے نے بالاج کو پیار سے دیکھتے ہوئے کہا۔

بالاج تنگ نہیں کرتا مگر اس کے بابا جان تو تمھیں بہت تنگ کریں گے۔ رات رات بھر اب تمھیں سونے نہیں دوں گا۔ باسط نے بالاج کو احتیاط سے کاٹ میں لٹاتے ہوے گہری بے باک نظر زرمینے پر ڈالی تھی۔ زرمینے باسط کی معنی خیز باتوں سے شرم سے لال پڑتی وہاں سے جانے لگی تو باسط نے اسے اس کی کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ باسط کے پہاڑ جیسے چٹانی وجود سے آ ٹکرائی تھی۔ باسط نے اسے اپنی مضبوط پناہوں کے حصار میں لیا۔۔

خانم اب تمھارے بچنے کے کوئی چانسز نہیں۔ یہ تمھاری بھول ہے کہ تمھیں میری پناہوں میں سانس لینے کا بھی موقع ملے گا۔ باسط خان اسے خود میں بھینچے گھمبیر تاسر گوشی نما آواز میں بول رہا تھا۔

زرمینے کے بدن کی کپکپاہٹ اس کی سانسوں کا چلتا زہر وبم وہ صاف محسوس کر رہا تھا۔

خانم خود ہی میری پناہوں میں آئی ہو۔ اب یہ ڈر کیسا ہے؟ باسط خان نے اسے خود سے الگ کرتے اس کی چادر کو اس کے بدن سے آزاد کیا۔۔

اب زرمینے گلابی سوٹ میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔ اس کے شفاف رخسار بھی گلابی ہو رہے تھے۔

باسط کی بے قرار نگاہیں اس کے پورے وجود کا احاطہ کیے ہوئے تھیں۔ زرمینے باسط کی بے باک نگاہیں خود پر محسوس کرتے شرم سے دہری ہو رہی تھیں۔

باسط خان کی بے باک نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے زرمینے نے سرخ پڑتے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا لیا۔

باسط خان نے اس کے ہاتھ چہرے سے ہٹاتے ہوے اس کی گردن کے پیچھے اپنا ہاتھ سختی سے حمائل کرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھک کر اپنی شدت نچھاور کرنے لگا۔ باسط نے کافی شدت سے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔

زرمینے نے تڑپتے ہوئے اس کی جنونیت سہتے ہوئے باسط کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا

باسط نے کافی شدت سے اس کے ہونٹوں کو اپنی دسترس میں لیا تھا۔

زرمینے نے تڑپتے ہوئے اس کی جنونیت سہتے ہوئے باسط کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں جکڑا

--

باسط کا لمس بہت شدید تھا۔ مگر زرمینے نے باسط کو خود سے دور نہیں کیا تھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ باسط اب اس سے دور ہو یا پھر اس سے ناراض ہو۔

باسط اس کے گلابی لبوں پر اپنا جنون اتارتا اس سے الگ ہوا اور اس کو اپنی بانہوں میں بھر کر سکون سے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔

باسط نے لمبا گہرا سانس لے کر اپنی بے ترتیب سانسیں درست کی تھیں۔

زر مینے باسط کے سینے کے ساتھ لگی اپنی سانسیں بحال کر رہی تھی۔

خانم،،، بس آج کی رات ہے تمھارے پاس ہے۔ پھر تم ہو گی اور میری شدتیں اور میرا پیار ہو گا جو صرف تمھارے لیے ہو گا۔ میں چاہتا ہوں خانم،،، تم میرے لیے خود کو دلہن کی طرح سجاؤ، لال جوڑا اور زیور پہنے، ناک میں نتھ پہنے باسط نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے کی نوز پن کو ٹچ کیا تھا۔ ہمارے ملن کی رات بہت سپیشل ہو گی اور میں اسے اپنے پیار سے مزید خاص بنانا چاہتا ہوں۔۔ بالاج کل رات اپنی دادی کے پاس رہے گا۔ باسط خان نے زر مینے کے گال پر پیار سے اپنا ہاتھ سہلاتے ہوے کہا۔ زر مینے نے نظریں جھکائے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

باسط خان نے مسکراتے ہوئے زر مینے کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔ اب آرام کرو خانم اپنی نیند اچھی طرح پوری کرو کیونکہ آج کے بعد تمھاری خوبصورت آنکھیں نیند کو ترس جائیں گی۔ باسط خان نے معنی خیزی سے کہتے شرارتی نگاہوں سے زر مینے کو دیکھا تو زر مینے شرم سے لال ہوئی باسط کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔ باسط نے اسے سینے میں بھینچے گہری اور طمانیت بھری سانس لی تھی۔

نینا کل رات سے اپنے کمرے سے نہیں نکلی تھی۔ ملگجا حلیہ بکھرے بال آنکھیں متورم اور گلابی۔ وہ بیڈ پر لیٹی تھی۔ وہ کل سے وہ کمرے سے باہر نہیں گئی تھی مگر کسی نے بھی اس کے کمرے میں نہیں جھانکا تھا نہ ہی ارمان اس کے کمرے میں آیا تھا۔ گل بانو سے اسے پتہ چلا تھا کہ ارمان کل رات بہت خوش تھا۔ حرا کی رسم حنا کے بعد وہ زنان خانے کے لاؤنج میں سب کے ساتھ بیٹھا رہا تھا۔ حرا بھی ادھر ہی تھی۔ کافی دیر تک وہ حرا اور باقی گھر والوں کے ساتھ گپ شپ کرتا رہا تھا۔

وہ اتنے دنوں سے اتنے آنسو بہا چکی تھی کہ اب اس کی آنکھوں کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔

وہ سائیڈ کروٹ لیے لیٹی تھی۔ کل سے اس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔ اسے بھوک پیاس کا احساس ہی نہیں رہا تھا۔ آج حرا اور ارمان کا نکاح تھا۔ اسے اپنی سانسیں رکتی محسوس ہو رہی تھیں۔

آہٹ کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ گل بانو اس کے لیے کھانے کے ٹرے ہاتھ میں لیے اندر داخل ہوئی تھی۔

چھوٹی بی بی جی کھانا کھالیں۔ گل بانو بیڈ کے ایک طرف ٹرے رکھتے ہوئے بولی تھی۔

کیوں لائی ہو یہ کھانا گل بانو؟ لے جاؤ اسے،،، مجھے بھوک نہیں ہے۔ نینا نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائی۔۔

چھوٹی بی بی جی کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہیں؟

آپ کے بھوکا رہنے سے یہ شادی نہیں رُکے گی۔ چھوٹے خان نے جو ٹھان لیا ہے وہ کر کے رہیں گے۔ گل بانو نے نینا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں جانتی ہوں وہ کر کے رہے گا۔۔ میں مروں یا جیوں اُسے کیا؟ اُسے تو نئی بیوی مل رہی ہے۔ بہت بے رحم اور ظالم ہے تمھارا چھوٹا خان،،، نینا تلخی سے مسکرائی تھی۔

کیا واقعی میں وہ کل رات بہت خوش تھا؟ کل رات وہ زنان خانے میں حرا سے بھی باتیں کر رہا تھا کیا؟ نینا نے جلے دل سے پوچھا تو گل بانو کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی جسے وہ چھپا گئی۔

ہاں چھوٹی بی بی وہ کل رات حرا بی بی سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔

گل بانو کی بات پر نینا نے بُری طرح اپنا نچلا ہونٹ دانتوں سے کچلا تھا۔

کیسی لگ رہی تھی وہ؟ نینا نے اپنی آنکھیں بے دردی سے رگڑتے ہوئے پوچھا۔ ان آنکھوں میں پھر سے آنسو جھلک پڑے تھے۔ کیا بتاؤں بی بی جی حرا بی بی پر تو ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔ سبز لباس میں اور پھولوں کے زیور میں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ نظر نہیں ٹک رہی تھی ان پر۔ گل بانو کے بتانے پر نینا کی آنکھیں شدت سے بھیگ اٹھیں۔۔

تمھارے چھوٹے خان کی نظریں بھی اسی پر تھیں کیا؟ نینا نے اب کی بار سسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

چھوٹی بی بی جی آپ کیوں ایسی باتیں پوچھ کر خود کو اذیت دے رہی ہیں۔ اور آپ کیوں چھپ کر بیٹھی ہیں؟ آپ تو ہر چیز کا مقابلہ کرتی آئی ہیں۔ کسی سے نہیں ڈرتیں۔ اور اب آپ کل سے کمرے میں بیٹھی آنسو بہا رہی ہیں۔ نینا کا غمزدہ چہرہ دیکھ گل بانو بھی غمزدہ ہوئی تھی۔ اسے نینا بہت عزیز تھی۔۔

کیا کروں؟ کتنی کوشش کی اسے منانے کے لیے،،، سب کچھ کیا۔ مگر وہ مجھے معاف کرنے کو تیار نہیں۔ یا پھر اسے بہانہ چاہیے تھا دوسری شادی کرنے کا،،، جو اسے مل گیا۔ نینا بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے گلوگیر لہجے میں بولی۔ چھوٹی بی بی،،، چھوٹے خان آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ وہ مجبور ہیں۔ لیکن مجھے لگتا ہے آپ کو ایک کوشش اور کرنی چاہیے۔ انھیں روکنا چاہیے۔ کیا پتہ وہ مان جائیں۔ گل بانو نے مشورہ دیا۔

تمھیں لگتا ہے وہ مان جائیں گے۔ نہیں کرتا وہ مجھ سے محبت۔ وہ صرف دعوے کرتا ہے۔ اس کی محبت جھوٹی تھی۔ اس کے عشق کا دعویٰ جھوٹا تھا۔ وہ جھوٹ کہتا تھا کہ وہ میرے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں اس کا نشہ ہوں۔ میں اسے نہ ملوں تو اس کی سانسیں رکنے لگتی ہیں۔ کتنے دن ہوئے مجھے یہاں پر آئے ہوئے وہ ایک بار بھی میرے پاس نہیں آیا۔ نینا تلخی سے مسکرائی تھی۔

بی بی جی آپ کھانا کھائیں۔۔۔ کھانا چھوڑنے سے صرف آپ کو فرق پڑے گا۔ کمزوری بڑھے گی صرف۔ مجھے لگتا ہے آپ کو ایک بار چھوٹے خان سے بات کرنی چاہیے۔ آپ کھانا

کھائیں میں آپ کے لیے ایک اچھا سا سوٹ نکالتی ہوں۔ بلکہ آپ کو بھی حرا بی بی کی طرح تیار ہونا چاہیے۔ ایسا تیار ہوں کہ چھوٹے خان آپ کو دیکھ کر دھنگ رہ جائیں اور یہ شادی نہ کریں۔

گل بانو نے آگے بڑھ کر الماری سے ایک ریڈ کام والی میکسی نکالی تھی۔ یہ دیکھیں چھوٹی بی بی یہ لباس پہنیں۔ آپ بہت خوبصورت لگیں گی۔ نینا وہ میکسی دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ وہ واقعی میں بہت خوبصورت اور ڈیلیکیٹ تھی۔

یہ کہاں سے آئی؟ یہ میری تو نہیں ہے۔ نینا نے میکسی کو ایک نظر دیکھتے ہوئے حیرانگی سے کہا۔

پتہ نہیں بی بی جی آپ کی الماری میں رکھی تھی۔ مجھے لگتا ہے زرمینے باجی کی شادی کے موقع پر چھوٹے خان نے بہت سے کپڑے آرڈر کیے تھے۔ ان میں سے یہ ایک ہے۔ آپ کی تب نظر نہیں پڑی ہو گی۔ گل بانو کے بتانے پر نینا نے بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے اپنی آنکھیں بند کی تھیں۔

ٹھیک ہے رکھ دو اسے ادھر،،، دیکھتی ہوں میں۔ تمھارے چھوٹے خان اب نہیں رکیں گے۔ میں کچھ بھی کر لوں وہ یہ شادی کریں گے۔ مگر میں یہاں نہیں رہوں گی اگر انہوں نے یہ شادی کی تو۔۔ میں چلی جاؤں گی یہاں سے،،، نینا آنکھیں موندیں نقاہت زدہ عالم میں بول۔۔ اپنے ہی الفاظ سے اس کا دل بند ہو رہا تھا کہ وہ کیسے رہے گی ارمان کو دیکھے بغیر۔۔۔

اس کی محبت کے بغیر وہ تو مر جائے گی۔ لیکن یہاں رہ کر اسے کسی اور کے ساتھ دیکھنا تو مرنے سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا۔

نینا کی آنکھوں سے پھر سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی تھی۔

گل بانو کے جانے کے بعد نینا نے سوچ وبچار کرتے ہوئے وہ میکسی پہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ایک آخری دفعہ اسے ارمان سے بات کرنی چاہیے ہے۔ مگر وہ اس کے سامنے اپنے بکھرے حلیے میں نہیں جانا چاہتی تھی۔ وہ خود کو اتنی کمزور ظاہر نہیں کر سکتی تھی۔

کیا پتہ وہ واقعی میں مجھے اس ریڈ میکسی میں دیکھ کر حرا سے شادی نہ کرے۔ یہی تو کہتا تھا مجھ سے کہ میرے ریڈ لپسٹک سے سجے ہونٹ اس کی کمزوری ہیں۔ اور ریڈ لباس میں دیکھ کر مجھے پاگل ہو جاتا ہے۔۔ نینا کا دل خوش گمان ہوا تھا۔

صیح کہتے ہیں ہم عورتیں بہت پاگل اور بے وقوف ہوتی ہیں۔ وہ باتیں جو مرد وقتی طور پر جزبات کے زیر اثر کرتا ہے۔ ہم انھیں سچ مان لیتی ہیں۔۔ مسٹر خان کے لیے صرف وہ باتیں تھیں۔ اور میرے لیے آج وہ سب کچھ۔۔۔

افففف نینا نے اپنے دکھتے ماتھے کو سہلایا تھا۔۔ سوچ سوچ کر نینا کے سر میں شدید درد ہو رہا تھا۔

اچھی طرح شاور لینے کے بعد وہ میکسی پہنے دوپٹہ سر پر اوڑھے گلے میں ریڈ موتیوں کا چوکر پہنے ریڈ لپسٹک لگائے وہ بالکل تیار تھی۔ اس کا اعتماد خود پر ختم ہو رہا تھا۔ اس کے حوصلے پست ہو رہے تھے۔ اس کی دل کی دھڑکنیں بہت تیزی سے چل رہی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ ارمان کو آج ہمیشہ کے لیے کھو دے گی ۔

اور اگر اس نے ارمان کو کھو دیا تو پھر اس کے

پاس کیا بچے گا۔ نینا کانپتے ہاتھوں سے بہت بے دلی سے تیار ہوئی تھی۔ اس نے میک اپ میں صرف ریڈ گہری لپسٹک لگائی تھی۔

ریڈ میکسی میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ اس کے نازک بدن پر میکسی بہت جچ رہی تھی۔ ہیزل گرے آنکھوں کا گلابی پن اور اس میں ٹھہری اداسی اس کی انکھوں کو مزید حسین بنا رہی تھی۔

وہ تیار ہو کر باہر آئی تو زنان خانے میں بیٹھی خواتین نینا کو اتنا بنا سنورہ دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔ زرمینے اور رمل کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔ وہ جانتی تھیں اپنی بھابھی کو۔۔۔ وہ ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہے۔

نینا سب کو اگنور کرتے آگے بڑھی تو زرلشتہ کو اپنے سامنے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

زرلشتہ تم کیسی ہو؟ نینا نے آگے بڑھ کر زرشتہ کو گلے لگایا تھا۔

میں ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟ زرلشتہ نے جھجکتے ہوئے جواب دیا تھا۔

زرلشتہ تم ادھر کیا کر رہی ہو؟ اور شاہد خان تمھارے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے! وہ مارتا تو نہیں تمھیں۔ نینا نے زرلشتہ کے معصوم چہرے کو دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

چھوٹی بی بی آج حویلی میں شادی ہے تو میں ادھر کام کرنے آئی ہوں۔۔ میری شادی شاہد خان سے نہیں ہوئی تھی۔

وہ چھوٹے خان نے شاہد خان کو میرے بدلے رقم دی تھی۔

آپ نے مجھے بچا لیا تھا۔ آپ بہت اچھی ہیں۔ میری مورے آپ کو بہت دعائیں دیتی ہیں۔ وہ بولتی ہیں چھوٹے خان نے یہ سب کچھ آپ کے کہنے پر کیا۔

زرشتہ کے منہ سے یہ سب سن کر نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں نمکین پانی ٹھرا تھا۔

یعنی کہ مسٹر خان نے زرلشتہ کو واقعی میں وَنی میں جانے نہیں دیا تھا۔ صرف میری وجہ سے انھوں نے یہ سب کیا۔۔

انھوں نے بتایا تھا۔ مگر میں نے ان کی بات ہی نہیں سنی اور انھیں جھوٹا اور کیا کچھ نہیں کہا تھا۔

چھوٹی بی بی آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔ زرشتہ نے معصومیت سے کہا تو نینا بجھے دل کے ساتھ مسکرا دی تھی۔

نینا دھڑکتے دل کے ساتھ ارمان کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ مگر وہ وہاں نہیں تھا۔
نینا کافی دیر تک ارمان کا انتظار کرتی رہی۔ مگر وہ کمرے میں نہیں آیا تھا۔
تھک ہار کر وہ اپنے کمرے میں آئی تو ارمان کو اپنے کمرے میں ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا دیکھ کر حیران رہ گئی۔ وہ ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑا اپنی شرٹ کے بٹن بند کر رہا تھا۔
بلیک شلوار قمیض پہنے ہوئے تھا۔ خوشبوؤں میں بسا نکھرا سا بہت زیادہ پر کشش اور سمارٹ لگ رہا تھا۔ ہلکی گھنی بئیرڈ میں اس کا چہرہ بہت وجیح اور بارعب لگ رہا تھا۔۔ بلیک کلر میں تو وہ ہمیشہ سے ہی بہت سمارٹ اور ڈیشنگ لگتا تھا۔ ابھی بھی اس کی سرخ و سفید رنگت چمک رہی تھی۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹتی صاف دکھائی دے رہی تھی۔
خود پر پرفیوم چھڑکتا وہ مسکرا رہا تھا۔ وہ بہت خوش لگ رہا تھا۔۔ بے انتہا خوش۔۔۔ نینا کو یاد آیا وہ ایسا ہی خوش اس کی رخصتی کے بعد بھی لگ رہا تھا۔ جب وہ نکاح کے بعد اسے رخصت کروا کے گھر لایا تھا۔ بالکل ایسی ہی مسکان تھی اس کے چہرے پر۔۔۔ یعنی آج یہ مسکان حرا کے ساتھ ویڈنگ نائٹ منانے کی ہے۔ نینا کے دل میں بھانبھڑ جلے تھے۔ ارمان کی مسکراہٹ اور اس کی اتنی خوشی نینا کو آگ لگا چکی تھی۔
یہاں کیا کر رہے ہیں آپ؟ میرے کمرے میں کیوں آئے ہیں آپ؟ نینا نے آگے بڑھتے چیخ کر کہا۔۔۔

میرا کچھ سامان ادھر تھا۔ اسی لیے سوچا ادھر ہی تیار ہو جاؤں۔ تمھیں اعتراض ہے تو آئندہ نہیں آؤں گا۔ ارمان نے ایک نظر نینا پر ڈالتے ہوئے بے حد سکون سے کہا۔

میں جانتی ہوں اب آپ اس کمرے میں نہیں آنا چاہتے اور نا ہی مجھ سے کوئی تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ کی مجھ میں دلچسپی ختم ہو چکی ہے۔ حویلی کے مردوں کی طرح ہی آپ کی فطرت ہے۔۔ ایک بیوی سے آپ جیسے مردوں کا گزارہ جو نہیں ہوتا۔۔ اور نئی بیوی کے آتے ہی پرانی بیوی کیوں اچھی لگے گی۔۔۔ ظاہر ہے آپ ارتضی خان کے بیٹے ہیں۔ انھیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔

جیسے وہ سعدیہ آنٹی سے شادی کرنے کے بعد آپ کی مورے کو بھول گئے تھے۔۔ اور پھر سعدیہ آنٹی سے دل بھرا تو ان میں بھی ان کی دلچسپی ختم ہو گئی۔

دیکھتے ہیں آپ کی اپنی نئی بیوی میں دلچسپی کتنے دن رہتی ہے۔

نینا ارمان کو اتنا خوش دیکھ کر پاگل ہوئی تھی۔ اسی لیے ارمان کو دیکھ کر بے حد اونچی آواز میں طنزیہ کاٹ دار لہجے میں مخاطب ہوئی تھی۔

میری اپنی بیوی میں دلچسپی کبھی ختم نہیں ہو گی۔ مجھے لگتا ہے وقت کے ساتھ میری دلچسپی میری بیوی میں اور بڑھے گی۔۔ میرا جنون اس کے لیے کبھی کم نہیں ہو گا۔ ارمان نے نینا کے قریب آ کر اس کا چہرہ بغور دیکھتے ہوے اطمینان سے کہا۔

آپ سمجھتے کیا ہیں خود کو؟ آپ کچھ بھی کریں گے میں خاموش رہوں گی۔ میں یہاں پر خود آ گئی ہوں تو آپ اسے میری کمزوری سمجھیں گے۔ آپ نے یہ شادی کی تو میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی۔

نینا ارمان کا گریبان پکڑتے ہوئے ہزیانی چیخی تھی۔ ارمان کی بات پر نینا پاگل ہوئی تھی۔ وہ اس کے سامنے ہی حرامیں دلچسپی کا اظہار کر رہا تھا۔

یہ پہلی بار نہیں ہو گا تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گی۔ جو دل کرتا ہے وہی کر لینا۔ میں تمھیں روکوں گا نہیں۔

ارمان نے نرمی سے اپنا کالر نینا کے ہاتھوں سے چھڑواتے ہوئے کہا۔

اب آپ مجھے اس گھر میں بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔ اتنی بُری لگتی ہوں میں آپ کو۔

نینا بُری طرح رو دی تھی۔ ارمان اس کی بات اگنور کرتے دروازے کی طرف بڑھا۔ مجھے پتہ چلا ہے آپ اسے اس کمرے میں لا رہے ہیں۔

ارمان جو باہر جا رہا تھا نینا کی بات پر رکا تھا۔

میری بیوی ہے تو ظاہر ہے۔ میرے کمرے میں ہی رہے گی۔ بلکہ میں خود چاہتا ہوں وہ یہیں پر رہے۔ ارمان نے نینا کی طرف پلٹ کر اس بار بھی بہت سکون سے کہا تھا۔

آپ اسے اس کمرے میں لائیں گے۔ یہ میرا کمرہ ہے۔ یہاں ہماری بہت سی یادیں ہیں۔ میں آپ کو اس کمرے میں آپ کی سیج نہیں سجانے دوں گی۔ نینا سسکیوں کے درمیان بولی۔

اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ ارمان نینا کی سسکیاں سنتا بولا تھا۔

آپ کو نہیں فرق پڑتا۔ مجھے پڑتا ہے۔ میں اپنے بیڈ پر آپ کو آپ کے ارمان نہیں پورے کرنے دوں گی۔۔ یہ میرا بیڈ ہے یہ میرا کمرہ ہے۔۔ نینا چلائی۔۔

ارمان خاموشی سے کھڑا اطمینان سے اسے چلاتے ہوے دیکھ رہا تھا۔۔

اگر وہ یہاں پر آئے گی تو میں کہاں جاؤں گی۔

نینا نے ارمان کے قریب آتے ہوے زخمی نظروں سے پوچھا۔

تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ تم یہاں سے چلی جاؤ گی مجھے چھوڑ کر چلی جاؤ گی۔ تو تمھیں کمرے کی کیا ضرورت ہے؟

ارمان خان سپاٹ لہجے میں کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا تھا۔

باسط خان نے زرمینے کے لیے ریڈ ڈیپ کلر کا لہنگا اس کے کمرے میں بھجوایا تھا۔ فل فلیئر میں لہنگا جس پر گولڈن کام ہوا تھا اور ریڈ ویلوٹ فل آستین والی چولی جس پر گولڈن کلر کا ہی کام تھا۔ نیٹ کا دوپٹہ جس کے بارڈر پر ہیوی گولڈن کلر کا ورک جگ مگ کر رہا تھا۔

ابھی ابھی حویلی کی ملازمہ اسے سارا سامان دے کر گئی تھی۔ ساتھ ہی گرین زرقون میں ہیوی چوکر سیٹ تھا۔ جس کے ساتھ بڑے بڑے ایئر نگز تھے۔ ساتھ بندیا اور بڑی سی نتھ جس میں ریڈ موتی تھے۔

زرمینے تو سب چیزیں دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔ اُسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ یہ سب کیسے پہنے گی اور پہن کر سب کے سامنے کیسے جائے گی۔ وہ دلہن تھوڑی ہے جو برائیڈل لہنگا اور اتنا ہیوی جیولری پہنے ساتھ میں بندیا اور نتھ بھی۔

زرمینے کے اوسان خطا ہو رہے تھے۔ وہ یہ سب پہن کر گھر والوں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی اور اتنا سب کچھ پہن کر وہ بالاج کو کیسے دیکھے گی۔ بے شک بالاج کو سنبھالنے کے لیے ملازمائیں تھیں۔ مگر وہ بالاج کے معاملے میں کم ہی کسی پر بھروسہ کرتی تھی۔

زرمینے نے اپنے لیے سمپل سا ریڈ کلر کا ڈریس نکالا جس پر ہلکا سا ذری کا کام تھا۔

زرمینے بالاج کو گود میں اٹھائے زنان خانے کے لاؤنج میں آئی۔ جہاں آبگینہ خانم، راحیلہ خانم بیٹھے تھے۔ راحیلہ خانم نے اٹھ کر بالاج کو زرمینے کی گود سے لیا تھا اور زرمینے اور بالاج پر کئی ہزار کے نوٹ وار کر ملازمہ کو پکڑائے۔ جب سے بالاج آیا تھا راحیلہ خانم ایسے ہی زرمینے کے صدقے واری جاتی تھیں۔ ابھی بھی زرمینے راحیلہ خانم کی حرکت پر مسکرا کر رہ گئی تھیں۔

زر مینے مسکراتی ہوئی رمل کے کمرے کی طرف بڑھی۔ زر مینے اپنے دھیان میں چل رہی تھی جب باسط خان سے اس کا زور دار تصادم ہوا تھا۔

ارے احتیاط سے خانم۔ باسط خان نے اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔

خان کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں مجھے۔ زر مینے باسط خان کے حصار میں مچلی تھی۔ جس نے اسے اپنی بانہوں میں بری طرح قید کیا تھا۔

سکون لینے دو خانم۔ باسط اسے سینے سے لگائے مدہوش ہوا تھا۔

خان،،، کوئی دیکھ لے گا۔ کیا کہیں گے سب؟ خدا کے لیے مجھے چھوڑیں۔ زر مینے باسط خان کے حصار سے خود کو چھڑواتے ہوئے بولی۔

خانم دیکھنے دو جس نے دیکھنا ہے۔ تم صرف اپنے خان کی پرواہ کیا کرو۔ باسط اسے سینے سے لگائے مدہوشی کے عالم میں بولا۔

اور مجھے بھی اچھی طرح دیکھنا ہے کہ میری خانم کیسی لگ رہی ہے۔ آخر میری خانم نے میرے لیے ہی تو خود کو اتنا سجایا ہے۔ باسط خان نے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے ہوئے اُسے اپنی گہری لو دیتی نظروں سے دیکھا۔۔

زر مینے پر نظر پڑتے ہی باسط خان کے ماتھے کے بل گہرے ہوئے تھے۔

یہ کیا پہنا ہے تم نے؟ یہ وہ لباس نہیں ہے جو میں نے بھیجا تھا۔ باسط خان نے سرد لہجے میں استفسار کیا۔

وہ خان وہ بہت زیادہ بھاری تھا۔ میں کیسے پہن لیتی۔ وہ دلہن کا جوڑا ہے۔ سب کیا کہتے۔
زرمینے نے باسط کو غصے میں دیکھ کر گھبراتے ہوئے وضاحت دی تھی۔ تم دلہن ہی ہو خانم
،، کیا کہا تھا تم سے میں نے رات کو کہ تم مجھے دلہن کی طرح سجی سنوری چاہیے ہو۔ میری
بات صحیح طرح سنی نہیں تھی یا پھر تمھیں میری خواہش کا کوئی احترام نہیں۔ باسط کا موڈ اچھا
خاصہ خراب ہوا تھا زرمینے کو یوں سادہ سے حلیے میں دیکھ کر۔۔۔۔
ایسی بات نہیں ہے خان۔ اگر میں اتنا بھاری ڈریس پہن لیتی تو بالاج کو کیسے دیکھتی۔ زرمینے
نے جلدی سے ایک اور وضاحت دی تھی۔ وہ باسط خان کو غصے میں دیکھ کر کافی ڈر گئی تھی۔
بالاج ابھی کس کے پاس ہے۔ باسط نے لب بھینچتے ہوئے پوچھا۔
وہ اپنی دادی کے پاس ہے۔ زرمینے نے آہستگی سے جواب دیا۔ آج بالاج مورے کے پاس
ہی رہے گا اس لیے تم اس کی فکر نہ کرو۔ مورے اُسے بہت اچھا سنبھالتی ہیں۔
جی۔۔۔۔ زرمینے نے باسط کی بات پر نظریں جھکائے جواب دیا۔ باسط نے جبڑے بھینچتے
ہوے اس کے سادہ سے حلیے پر نظر ڈالی اور پھر اس کا ہاتھ پکڑے اس کے کمرے کی جانب
بڑھا۔
زرمینے خاموشی سے اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔ لاؤنج سے گزرتے ہوئے سب نے باسط کو
زرمینے کا ہاتھ پکڑے دیکھا تو مسکرا کر رہ گئے تھے۔ زرمینے اور باسط کو خوش اور ایک ساتھ
دیکھ کر سب کافی خوش تھے۔

باسط خان نے کمرے میں لے جا کر زرمینے کا دوپٹہ اس کے وجود سے آزاد کیا۔

خان یہ کیا کر رہے ہیں؟ زرمینے کپکپائے لہجے میں بولی۔

خانم تم میرا پہلے ہی بہت دماغ خراب کر چکی ہو۔ اب آواز نہ نکلے تمھاری ورنہ جو سپیشل نائٹ میں نے تمھارے ساتھ رات کو منانی ہے وہ ابھی منالوں گا۔ تم آج فنکشن میں شریک بھی نہیں ہو سکو گی۔ کیونکہ ایک دفعہ میں تمھارے قریب آگیا تو صبح تک تمھیں میری پناہوں سے آزادی نہیں ملے گی۔ باسط خان نے زرمینے کو اپنی بانہوں میں بھرتے ہوئے اس کے ائیر نگز اتارتے ہوئے اپنے لب اس کے کان کی لو پر رکھے تھے۔

باسط خان نے نرمی سے اس کا زیور اس سے جدا کیا۔

باسط خان کے ہاتھ اپنی شرٹ کی زپ پر محسوس کرتے ہوئے زرمینے کا پورا بدن کپکپایا تھا۔

خان کیا چاہ رہے ہیں آپ؟ آپ یہ چاہتے ہیں کہ یہ لہنگا پہنوں میں۔ میں پہن لیتی ہوں۔

زرمینے جلدی سے باسط کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی۔

خانم یہ بات تمھیں پہلے سوچنی چاہیے تھی۔ تم نے میری بات نہیں مانی اب اس کی پینلٹی تو بھرنی پڑے گی۔

باسط نے اُسے اپنی بانہوں میں لیتے ہوئے کمرے کی لائٹ آف کی تھی۔

صرف تمھاری وجہ سے یہ لائٹ آف کی ہے۔خانم تمھاری حالت پر مجھے ترس آگیا ہے۔
باسط زرمینے کو بانہوں میں بھر تا سرگوشی نما آواز میں بولتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر اپنے دہکتے لب رکھے تھے۔

لائٹ آن کرنے پر باسط نے گہری نظروں سے زرمینے کو دیکھا جو لہنگے اور چولی میں اس کے سامنے لال ٹماٹر ہوئی نظریں جھکائے کھڑی تھی۔باسط اس کی حالت پر گہرا مسکرایا تھا۔اب جلدی سے ساری جیولری پہن کر ایک دلہن کی طرح سج سنور کر باہر آؤ۔اگلے پانچ منٹ میں باہر آؤ خانم۔ورنہ میں اندر آجاؤں گا۔
باسط زرمینے کے ماتھے پر لب رکھتے ہوے بولا اور پھر مسکراتے ہوئے کمرے سے چلا گیا۔

نینا مردان خانے کے باہر دروازے کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔اندر مردان خانے کے لاؤنج میں نکاح کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔
وہ سانس روکے کھڑی تھی۔اس کا دل کہہ رہا تھا ارمان یہ نکاح نہیں کرے گا۔مگر اندر سے آتی مبارک باد کی آوازوں سے نینا کے دل کی دھڑکنیں تھم گئی تھیں۔
نینا نے چکراتے سر کو تھامتے ہوئے دیوار کا سہارا لیا۔۔

بہت سے ملازم اندر آتے جاتے نینا کو مردان خانے کے داخلی دروازے پر کھڑا دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

نینا دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر گہرے سانس لیتے خود پر قابو پانے لگی۔ شدت غم سے اسکا دل پھٹنے کے قریب تھا۔ پورا بدن ارتعاش کی کیفیت ہولے ہولے لرز رہا تھا۔ وہ اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کرتی ہوئی اپنے بدن کی لرزاہٹ پر قابو پاتے ہوے باہر کی جانب بڑھنے لگی۔ ارمان خانزادہ اسی ٹائم مردان خانے سے باہر آیا تو نینا کو حویلی کے مین گیٹ کی طرف جاتا دیکھ کر اس کی آنکھیں غصے سے لال انگارہ ہوئی تھیں۔ وہ لال لباس میں سجی سنوری باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ تمام مرد حضرات اس وقت مردان خانے میں موجود تھے۔ ملازم بھی مردان خانے میں موجود تھے۔ اکا دکا ملازم باہر تھے۔ حویلی کے میں گیٹ پر چوکیدار تھا۔

ارمان ایک ہی جست میں اس تک پہنچا تھا۔ کلائی سے پکڑ کر اس کا رُخ اپنے سامنے کیا۔ یہاں کیا کر رہی ہو؟ ارمان نے اُسے اپنے قریب کرتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

مبارک ہو آپ کو آپ کے نکاح کی،،، نکاح کی مبارک باد دینے آئی تھی۔ اب یہاں سے جا رہی ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ نینا سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے آگے بڑھی۔

ارمان نے اس کی کلائی پر اپنی وحشت گرفت جماتے ہوے اس کا رخ اپنی طرف کیا۔

تمھیں لگتا ہے میں تمھیں یہاں سے جانے دوں گا۔ ایک بار پہلے میری آنکھوں میں دھول جھونک کر یہاں سے جا چکی ہو۔ لیکن اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ ارمان نینا کو سرد نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔

تو کیا کریں گے مجھے یہاں روک کر،،، کیا چاہتے ہیں آپ کہ یہاں رک کر آپ کی سیج سجاؤں ۔ نینا یکدم چیخی تھی۔

نینا آواز نیچی رکھو،،، یہ ہمارا بیڈ روم نہیں ہے۔ جہاں تم گلہ پھاڑ کر چیخو۔ ارمان نینا کے چیخنے پر بھڑکا تھا۔

ہمارا بیڈ روم کونسا بیڈ روم۔۔۔ مسٹر خان

میرا بیڈ روم تک تو آپ حرا کو دے چکے ہیں۔ نینا روہانسی ہوئی تھی۔

میرا شوہر حرا کا ہو چکا ہے۔ اب اس کمرے کا کیا کرنا تھا میں نے،،، نینا خود پر استہزائیہ ہنسی تھی۔

میں یہاں پر نہیں رکوں گی۔ کہا تھا میں نے آپ سے کہ آپ یہ شادی کریں گے تو میں آپ کا گھر چھوڑ دوں گی۔ جا رہی ہوں میں آپ کے گھر سے۔ رہیں آپ اپنی نئی بیوی کے ساتھ۔ نینا ارمان کے سینے پر اپنے ہاتھ جما کر اسے پوری قوت سے خود سے دور دھکیلتے ہوئے باہر کی جانب بڑھی۔

ارمان نے نینا کے بازو پر اپنی انگلیاں گاڑھتے اسے اپنے مقابل کیا تھا۔ تمھیں جانا ہے میرے گھر سے،،، ٹھیک ہے چلو میں تمھارا شوق خود پورا کرتا ہوں،،، میں تمھیں خود لے کر چلتا ہوں تمھارے گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ ارمان نینا کے بازو پر اپنی وحشی گرفت جماتے ہوے اسے خود کے بے حد قریب کرتے اس کے چہرے پر اپنی گرم سانسیں چھوڑتا ہوا پھنکارا تھا۔

مسٹر خان چھوڑیں مجھے،،، مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ نینا اپنے آپ کو ارمان کے شکنجے سے چھڑواتے ہوئے چلائی۔ ارمان کی کھردری انگلیاں اُسے اپنے بازو میں گڑھتی محسوس ہوئیں۔۔ تکلیف کی شدت سے اس کی نم آنکھیں مزید نم ہوئیں تھیں۔

رحیم خان۔۔۔۔ ارمان خان دھاڑا تھا۔

ارمان خان کی دھاڑ پر نینا یکدم لرزتے ہوے خاموش ہوئی تھی۔ ارمان کے چہرے پر چھائی غصے کی سرخی سے نینا کا کانپتا بدن مزید کانپنے لگا تھا۔

جی چھوٹے خان۔۔۔ رحیم خان بھاگتا ہوا آیا۔

گاڑی نکالو میری۔۔ ارمان نے سرد لہجے میں حکم دیا۔

ارمان کی گاڑی حویلی کے طویل ترین ڈرائیوے پر کھڑی تھی۔۔ حویلی میں عام طور پر چار پانچ گاڑیاں ہر وقت کھڑی رہتی تھیں۔۔ آج کار پورچ میں کچھ مہمانوں کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

رحیم خان جلدی سے ارمان کی گاڑی نکالتا ہوا ارمان اور نینا کے قریب لایا تھا۔ ارمان کے حکم پر گاڑی سے باہر نکلتے ہوے وہاں سے چلا گیا۔

ارمان نے گاڑی کا فرنٹ ڈور کھول کر نینا کو سختی سے اندر دھکیلا اور خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے گاڑی سٹارٹ کی۔

ارمان کافی دیر سے سرد سپاٹ انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا۔

نینا خاموشی سے ونڈ سکرین پر نظریں جمائے بیٹھی تھی۔ گاڑی میں گہری خاموشی چھائی تھی۔ شام گہری ہو رہی تھی۔ نینا نے ایک نظر ارمان کو دیکھا جو سنجیدہ سرخ چہرہ لیے ڈرائیو کر رہا تھا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا،،، آپ چاہتے کیا ہیں مجھ سے؟ آپ کی ویڈنگ نائٹ ہے جا کر اُسے سیلیبریٹ کریں۔ حرا آپکا انتظار کر رہی ہو گی۔ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔ نینا چیختے ہوئے بولی۔ ارمان اسے خود یہاں سے لے کر جا رہا تھا۔ یعنی اب وہ اپنی زندگی میں اسے مزید نہیں چاہتا۔۔ یہ سوچ کر نینا کا دل ٹکڑوں میں تقسیم ہو رہا تھا۔

تمھیں تمھارے حال پر چھوڑ دوں ہاں۔۔۔ یعنی کہ تم چاہتی ہو کہ میں تمھیں یوں سجی سنوری اکیلی جانے دوں۔ یہی چاہتی ہو تم ہاں۔۔۔ ارمان نے غصے سے سٹیرنگ پر ہاتھ مارا۔۔

میں بنی سنوری جاؤں، جیسے بھی حلیے میں جاؤں آپ کو اس سے کیا؟ یہ ساری کنسرن اب آپ حرا کے لیے دکھائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ میں مروں یا جیوں آپ کو اب کیا؟ نینا نے غصے سے اپنا ایئرنگ نوچ کر اتارتے ہوے پوری قوت سے ونڈ سکرین پر دے مارا۔۔

نینا یہی چیز تم میں سب سے بُری ہے۔ ہمیشہ ہر قدم جذبات میں اُٹھاتی ہو۔ ٹھیک ہے تمھیں میرا گھر چھوڑ کر جانا تھا۔ چلی جاتی مگر اپنا حلیہ اور ٹائم تو دیکھ لیتی۔ حویلی سے نکل کر کہاں جا رہی تھی۔ نہ تمھارے پاس سیل فون ہے۔ نہ ہی تمھارے پاس پیسے۔ اور یہاں سے دور دور تک تمھیں کوئی گاڑی بھی نہیں ملنی تھی۔

اور تم اتنا بن سنور کر اس حلیے میں بے پردگی میں جا رہی تھی۔ جانتی ہو تمھارے ساتھ کیا ہو سکتا تھا۔ ارمان چیخا تھا۔

مسٹر خان،،، میرے ساتھ کچھ بھی ہوتا۔ آپ کو کیا پرواہ۔ آپ کو تو خوشی مل جاتی۔ آپ کے پاس تو اب آپ کی نئی بیوی ہے۔ اسی لیے تو آپ خود مجھے چھوڑنے جا رہے ہیں تاکہ آپ اپنی نئی بیوی کے ساتھ سکون سے رہ سکیں۔ نینا ارمان خان کے چیخنے پر اب رونے لگی تھی۔

بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تمھارے ہوتے ہوئے مجھے سکون میسر ہو یہ کہاں ممکن ہے۔ ارمان خان نے لب بھینچتے ہوئے کہا۔

اگر آپ کا سکون حرا میں ہے تو مجھے کیوں رکھا ہوا ہے اپنی بیوی بنا کر؟ چھوڑ کیوں نہیں دیتے مجھے؟ نینا ارمان کی بات پر بپھرتے ہوئے بولی۔

ارمان خان نے ایک ہی جھٹکے سے گاڑی روکتے ہوے نینا کی سیٹ کی طرف جھکتا اس کے قریب ہوا۔

کیا چاہتی ہو؟ کیوں مانگتی ہو مجھ سے بار بار آزادی۔ ختم کر دوں اپنا نام تمھارے نام کے ساتھ سے۔ ارمان نے نینا کے چہرے پر اپنی تپش زدہ سانسیں چھوڑتے ہوے سرد لہجے میں پوچھا۔

ارمان کی بات پر نینا کی رگوں میں برف جمی تھی۔ وہ ارمان کے نام کے ساتھ اپنا نام ختم کرنے کا اب سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

آپ آپ مم مجھے طلاق دے دیں گے؟ نینا اپنی ہیزل گرے آنکھیں ارمان خان کی براؤن سرد آنکھوں میں گاڑھتے ہوئے لڑکھڑاتے لہجے میں بے یقینی سے بولی۔

میں نے کبھی بھی تمھیں چھوڑنے کی بات کی؟ چاہے ہمارے درمیان کتنا ہی بڑا جھگڑا کیوں نہ ہو۔ مجھے تم پر کتنا ہی غصہ کیوں نہ ہو۔ کبھی ایک لمحے کے لیے بھی تمھیں دھمکی دی۔ کبھی بھی کسی بھی لمحے تم سے دستبردار ہوا۔ تمھارے سائن کیے ہوے خلع کے پیپرز پر ابھی تک سائن کیے۔ ارمان نے سرد لہجے میں پوچھا۔

نن نن نہیں تو۔ نینا نے ارمان کا سرد سپاٹ چہرہ دیکھ کر بمشکل الفاظ ادا کیے تھے۔ وہ سیٹ پر بالکل اس پر جھکا ہوا تھا

نینا نے ہیزل گرے آنکھوں سے اپنے دشمن جاں کو دیکھا۔ اس کے چہرے کے ساحرانہ نقوش میں کچھ دیر وہ کھو سی گئی تھی۔ لیکن یہ شاندار بندہ اب کسی اور کا بھی ہے۔ یہ خیال آتے ہی نینا کی ہیزل گرے آنکھیں آنسوؤں سے چمکی تھی۔ دل پہلو میں ڈوب کر ابھرا تھا۔

دور دور رہ کر بات کریں مجھ سے مسٹر خان۔۔

نینا نے اپنا کانپتا ہاتھ ارمان کے سینے پر رکھ کر اسے خود سے دور کرنے کی کوشش کی۔۔ کیوں ایسے کیا ہے؟

وہ اس کے اور قریب ہوا تھا۔

ارمان کی سانسوں کی تپش کی وجہ سے اس کی سانسوں کی امد روفت میں اب رکاوٹ ہونے لگی تھی۔۔ ارمان کے کلون کی مہک نینا کے حواسوں پر چھاتے ہوے اس کے حواس معطل کرنے لگی۔

کیوں کیا ہوا مسسز خانزادہ۔۔ میرے پاس آنے میں آپ کو کیا پرابلم ہے؟ آپ کو تو ویسے بھی مجھ سے آزادی چاہیے جو ہر بار آپ مجھ سے دھڑلے سے مانگتی ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کی خواہش پوری نہ کر دی جائے۔ ارمان نے سرد لہجے میں ابرو اچکائے پوچھا۔

ارمان کی بات پر نینا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودر ہوئے تھے۔ اسے لگا تھا ارمان ابھی کے ابھی سے طلاق دے دے گا۔ نینا سانس روکے ارمان کو دیکھ رہی تھی۔

ارمان نے لمبا گہرا سانس لے کر نینا کے ماتھے پر پسینے کے قطرے اپنی انگلیوں کے پوروں سے چنے تھے۔ اور نیچے جھکتے ہوے اس کی سیٹ کے پاس پڑا جھمکہ اٹھا کر نینا کے کان میں پہنایا اور نرمی سے اس کے جھمکے پر اپنے لب رکھے۔

اب خاموشی سے بیٹھو مجھے سکون سے ڈرائیو کرنے دو۔ رات کا وقت ہے راستہ خطرناک ہے۔ ویسے بھی مجھے اپنی ویڈنگ نائٹ منانی ہے۔ جس کا میں پچھلے چھ ماہ سے انتظار کر رہا ہوں۔ آج رات میں کسی کی بھی انٹر فیرئنس برداشت نہیں کر سکتا اور تمھاری تو بالکل بھی نہیں۔ اس لیے خاموشی سے بیٹھو۔ ارمان نے نینا کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو نینا نے زخمی نظروں سے ارمان کو دیکھا تھا۔ اور اپنے آنسوؤں کو پیتے ہوے خاموشی سے گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ سارے راستے وہ بے آواز آنسو بہاتی رہی تھی۔ مگر ارمان سے کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی ارمان غصے میں آکر اسے طلاق دے دے۔ نینا کا دل مزید زخموں سے چور ہوا تھا کیسے وہ اسے طلاق دینے کی بات کر سکتا ہے۔ اسے تو اس بات پر مان تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے ارمان اپنا نام کبھی بھی اس سے الگ نہیں کرے گا۔۔ کیا حرا اس کے لیے بہت اہمیت اختیار کر گئی ہے کہ اب وہ اس سے اپنا نام بھی چھیننے لگا ہے۔ نینا کی دبی دبی سسکیاں گاڑی میں گونجی تھیں۔ ارمان اس کی سسکیاں سنتا ضبط سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔

ارمان نے گاڑی نینا کے گھر کے گیٹ پر روکی تو نینا نے بے یقینی سے ارمان کو دیکھا تھا۔ وہ واقعی میں اسے یہاں چھوڑ کر واپس جانا چاہتا تھا۔

نینا کو اپنا سانس رکتا ہو محسوس ہوا۔ دھڑکنیں تھمتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

پچھلے سات گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ یہاں پہنچے تھے۔ نینا کا تھکن اور غم کی شدت سے بُرا حال تھا۔

ارمان نے گاری سے اتر کر نینا کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا۔ نینا خاموشی سے گاڑی سے اتری۔

مسٹر خان میں یہاں نہیں جاؤں گی۔ آپ مجھے میرے ہاسٹل چھوڑ دیں۔ نینا نے اپنے آنسو پیتے ہوئے بہت مشکل سے کہا۔

تمھیں لگتا ہے ارمان خانزادہ اپنی بیوی کو ہاسٹل چھوڑ دے گا۔ وہ بھی اس بیوی کو جس سے وہ دیوانوں کی طرح محبت کرتا ہے۔ اس سے عشق کرتا ہے وہ بھی آج کی رات جب وہ اتنی حسین لگ رہی ہے۔ ارمان نینا کو گاڑی سے لگائے نینا کے چہرے پر جھکتا بھاری گھمبیر آواز میں بولا۔

نینا کا گھر ایک بہت پوش ایریا کی سوسائٹی میں تھا۔ ارمان نے نینا کے گھر کے گیٹ کے تھوڑے فاصلے پر قدرے
سنسان جگہ پر گاڑی روکی تھی۔
نینا نے ارمان کی بات پر حیران ہوتے ہوے اُسے دیکھا۔
جھوٹ بولتے ہیں آپ مجھ سے۔ اگر آپ مجھ سے محبت کرتے کبھی دوسری شادی نہ کرتے۔
دور ہٹیں مجھ سے۔ اب یہ باتیں آپ اپنی نئی بیوی سے کریں۔ نینا ارمان کو خود سے دور
دھکیلتے ہوئے چیخی تھی۔
اچھا یہ باتیں میں اپنی نئی بیوی سے کروں تو کیا برداشت کر لو گی۔ ارمان نے لب دانتوں تلے
دبائے نینا کے خوبصورت چہرے پر گہری نظریں جمائے کہا۔
اب برداشت کرنے یا نہ کرنے سے کیا ہو گا یہ جلاپہ تو آپ مجھے ساری عمر کا دے چکے
ہیں۔۔ نینا نے کرب سے سسکی بھری تھی۔
نینا کی بات پر ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ گہری ہوئی تھی

آپ ایک کم ظرف مرد ہیں مسٹر خان۔۔۔ مجھے تکلیف میں دیکھ کر آپ کو بہت آچھا لگ رہا
ہے۔ آپ نے سارے بدے لے لیے مجھ سے،، خوش ہو جائیں،، بہت تکلیف میں
ہوں۔ آپ کی بے وفائی میری جان لے رہی ہے۔ اور آپ کی مسکراہٹ ہی ختم نہیں ہو

رہی۔ آپ مرد کتنے بے وفا ہوتے ہیں۔ آپ کی زندگی میں دوسری عورت آتی نہیں آپ پہلی کو بھول جاتے ہیں۔ ارمان کو مسکراتے دیکھ کر نینا کا تن من سلگ اٹھا تھا۔

بلکل ایسا ہی ہے۔ مرد تو بہت بے وفا ہوتا ہے۔ اور ان میں سر فہرست ارمان خانزادہ کا نام ہے۔ اور کچھ بھی کہنا ہے تو وہ بھی کہہ ڈالو۔ ارمان نے نینا کے چہرے پر نگاہ کرتے ہوے شرارتی لہجے میں کہا۔

آپ ایک جھوٹے انسان ہیں۔ آپ کو صرف عورت کے جسم سے پیار ہے۔ میری ضرورت اس لیے نہیں رہی آپ کو،،، آپ کی ضرورت اور طلب مٹانے کے لیے اب آپ کے پاس آپ کی نئی بیوی جو ہے۔ اسی لیے تو مجھے یہاں پر چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ عورت آپ کے نزدیک صرف کھلونا ہے۔ آپ میرے جذبات سے کھیلتے آئے۔ اِسی طرح کی باتیں کرتے رہے مجھ سے،،، آپ عشق کرتے ہیں مجھ سے،،، میں آپ کی محبت ہوں، میرے بغیر آپ رہ نہیں سکتے۔ جب آپ کی باتوں سے،،، آپ سے مجھ عشق ہو گیا تو آپ نے میری محبت میں کسی اور کو شریک کر لیا۔

عشق حقیقی ہو عشق مجازی دونوں میں کسی اور کو شریک نہیں ٹھہرایا جاتا۔ نینا غصے سے پھٹ پڑی تھی۔ اتنے دنوں کا غبار تھا اندر۔۔۔ ارمان کے چہرے پر چھائی خوشی اور چمک اسے شدید ذہنی اذیت و کرب میں مبتلا کر رہی تھی۔

اگر بیوی کے جسم کی طلب ہو تو یہ غلط بات تو نہیں۔۔ میں اپنے جذبے تم پر بے دریغ نچھاور کرتا رہا۔ تمھیں بتاتا رہا کہ میں تمھارا دیوانہ ہوں۔۔ تم اسی بات کو لے کر ہر بار مجھے طعنہ دیتی ہو۔۔ میں تو آج بھی اسی بات پر قائم ہوں۔ مجھے اپنی محرم کی قربت کی طلب ہے۔ میں دیوانہ ہوں اپنی بیوی کے خوشبو دار سانسوں کا اس کے مہکتے بدن کا۔ اس کی قربت مجھے آج بھی مدہوش کر دیتی ہے۔

جیسے میں اب ہو رہا ہوں مدہوش۔۔ ارمان نے نینا کے گال کے ڈمپل والی جگہ پر اپنے دہکتے ہوے لبوں سے شدت بھرا لمس چھوڑا۔

نینا نے مچلتے ہوئے ارمان کو خود سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کی باتیں اسے پاگل کر رہی تھیں۔۔

بہت کمظرف مرد ہوں میں،،، مگر تمھارے معاملے میں کبھی کمظرف نہیں ہوا۔ تمھیں تو میں نے اپنے سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھا۔ میں مانتا ہوں میری غلطی تھی اپنی اور حرا کی منگنی سے تمھیں لاعلم رکھا۔ تمھیں بتا دیتا تو تم کبھی مجھ پر اعتبار نہ کرتی۔ تمھیں کھونے کے ڈر سے نہیں بتایا تھا۔ تم سے نکاح کے بعد میں نے حرا سے شادی سے انکار کیا تھا۔ مگر خان دادا نے میرے ہاتھوں میں پسٹل تھما دیا تھا کہ میں انھیں شوٹ کر دوں اور حرا سے نکاح نہ کروں۔

میرے پاس کوئی آپشن نہیں تھا۔ وہ بچپن کی منگیتر تھی میری۔ اور تم سے عشق ہو گیا تھا مجھے۔ نہ اپنے خون کے رشتوں کو چھوڑ سکتا تھا نہ تمھیں۔۔

میری کمظرفی بس یہی یہ ہے کہ مجھے اپنے سب رشتوں سے بہت پیار ہے۔ اپنے بچے کا سن کر میں نے خان دادا

سے صاف الفاظ میں حرا سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔

جب تم حویلی چھوڑ کر گئی تو خان دادا کے اصرار پر میں نے حرا سے شادی کی حامی بھری تھی۔ تمھارے خلع کے نوٹس بھیجنے کے بعد مجھے خان دادا کو یقین دہانی کروانی پڑی۔ مجھے وعدہ کرنا پڑا کہ میں حرا سے شادی کروں گا۔

لیکن جس دن تم چل کر حویلی میرے پاس آئی،،، میں سب کچھ بھول گیا۔ اسی رات میں نے فیصلہ کر لیا تھا میں حرا سے شادی نہیں کروں گا۔

لیکن تم پر میرا غصہ پھر بھی ٹھنڈا نہیں ہو رہا تھا۔ اس لیے نہیں کہ تم حویلی چھوڑ کر گئی۔ اس لیے نہیں تم نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا۔ اس لیے کہ تم نے ایک غیر مرد پر اعتبار کیوں کیا؟ وہ دلاور خان ایک اچھا آدمی بھی ہوتا پھر بھی تمھیں اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تمھیں سمجھنا چاہیے تھا کہ تم ایک عورت ہو۔ عورت کو اپنی حدود کبھی نہیں پھلانگنی چاہیں۔ تم میرے نکاح میں تھی۔ مجھ سے جتنے مرضی اختلافات صیح۔ تمھیں کسی بھی غیر مرد سے مدد نہیں لینی چاہیے تھی۔ پھر تم دلاور خان کے بلانے پر اس کے گھر کیسے چلی گئی۔ شوہر کا گھر

جیسا بھی ہو مگر عورت کے مضبوط پناہ گاہ ہوتا ہے۔ باہر کی دنیا عورت کو ادھیڑنے کے لیے ہر دم تیار بیٹھی ہوتی ہے۔

ارمان گہرا سانس بھرتا رکا تھا۔ نینا کے چہرے کو بغور دیکھا جو ساکت سی کھڑی اس کی طرف دیکھتی اسے سن رہی تھی۔

ارمان نے نرمی سے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے۔۔

نینا نے حیران ہوتے اس کا لمس بپنے ماتھے پر محسوس کیا۔ نینا کی آنکھ سے آنسو ٹپکا تھا۔۔ دل میں کچھ خاص کھونے کا درد پھر شدت سے اٹھا تھا۔۔

تمھیں مجھ سے محبت ہوئی تو تم حویلی واپس چلی آئی۔ مگر میرے درد کے متعلق تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ کیسا مجھے لگا ہو گا۔ اپنی بیوی کو ان خ۔۔ب۔۔ی۔۔ث۔ مردوں کے درمیان دیکھ کر۔۔۔ مر چکا تھا میں نینا۔۔۔ زندہ لاش بن کر رہ گیا تھا میں۔۔ ارمان نے کرب سے اپنی آنکھیں میچتے ہوے کہا۔۔

پری وش کا معاملہ ہو یا پھر زرلشتہ کا تمھیں نہیں لگتا تمھیں پہلے مجھ سے ڈسکس کرنا چاہیے تھا۔۔ یہ بھی جانتی ہو تم مجھے پیار سے کچھ بھی کہہ دو میں کرنے کو تیار ہو جاتا ہوں۔ تمھارا پیار تمھاری مسکراہٹ تمھاری قربت ارمان خانزادہ کی کمزوری ہے۔ چاہے ایک بار مجھے جان دینے کا کہو ارمان خانزادہ تمھارے لیے اپنی جان بھی دے دے گا۔

شادی سے روکنے کی کتنی کوشش کی میں نے۔وہ تو نہیں رکے آپ۔نینا نے آنکھوں میں آنسو بھر کر معصومیت سے شکوہ کیا۔۔

شششششش میری جان خاموش پہلے میری سن لو۔۔پھر سارے شکوے دور کروں گا۔ارمان نے اس کے ہونٹوں پر انگلی جمائی تھی۔

نینا ہماری زندگی میں بہت سے ایسے حالات آئیں گے جو ہمیں ایک دوسرے سے بدگمان کر سکتے ہیں۔مگر کبھی بھی جذبات کے زیر اثر فیصلے نہیں لینے چاہیں۔جیسے تم آج اکیلی حویلی سے نکل پڑی تھی۔ایک دفعہ بھی میری عزت کا نہیں سوچا۔مجھے لگتا تھا میری نینا سمجھ دار ہو چکی ہے۔مگر مجھے آج پتہ چلا کہ وہ تو ابھی بھی ویسی ہی بے وقوف اور صدا کی جذباتی ہے۔ارمان نینا کے گال پر اپنی بیرڈ رگڑتے ہوئے شراتی لہجے میں بولا۔

آج حویلی سے نکلنے پر بھی آپ نے مجھے مجبور کیا تھا۔نہ آپ یہ نکاح کرتے نہ میں حویلی سے نکلنے کا سوچتی۔نینا نے آنکھوں میں آنسو لیے پھر سے شکوہ کیا تھا۔

اب دور رہیں مجھ سے آپ۔۔آپ چاہتے ہیں میں آپ کی دوسری بیوی بن کر رہوں تو یہ نا ممکن ہے۔میں آپ کو کسی کے ساتھ شیئر نہیں کر سکتی۔

آپ خوش رہیں حرا کے ساتھ۔بہت جلد نینا آپ کی زندگی سے مکمل طور پر نکل جائے گی۔آپ کو مجھے طلاق دینے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔

کیونکہ آپ کی بے وفائی میری جان لے رہی ہے۔ بہت جلد سانسوں کا تعلق میرے جسم سے ٹوٹ جائے گا۔ نینا ہچکیوں کے درمیان بولی۔

اُففففف۔۔۔ نینا میں کتنی دیر سے تمھیں کیا سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ تمھیں سمجھ ہی نہیں آ رہا۔

نہیں کی میں نے حرا سے شادی بے وقوف لڑکی۔۔۔ ارمان کی بات پر نینا بے یقین ہوئی تھی۔ ہیزل گرے آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھل گئی تھیں۔

کک کک کیا کہہ رہے ہیں آپ؟ نینا کی آواز لڑکھڑائی تھی۔

کل رات تم کمرہ نشیں نہ ہوتی تو تمھیں خود ہی پتہ چل جاتا۔ حرا کو صفدر کے نام کی مہندی لگائی گئی ہے۔

سارے گھر والوں کو پتہ تھی یہ بات،،، بلکہ کچھ دنوں سے پتہ تھی۔ یہ میکسی میں نے ہی سپیشل تمھارے لیے آرڈر کی تھی۔ میرے کہنے پر ہی گل بانو نے تمھیں پہنے کو کہا تھا۔ تمھیں لے کر تھوڑی دیر تک میں نے حویلی سے نکلنا تھا۔ مگر تمھارے جذباتی پن نے مجھے غصہ دلا دیا اور مجھے جلدی آنا پڑا۔ ورنہ ہم لوگ روحان اور رمل کی بارات کے ساتھ آتے۔ نینا ارمان خان کی حرا سے شادی نہ کرنے والی بات پر شاکڈ تھی ابھی تک۔ روحان اور رمل کی بارات کا سن کر نینا مزید شاکڈ ہوئی تھی۔

رر روحان،،، مسٹر خان۔۔۔ نینا نے سر سراتے لبوں سے کہا۔

جی میری جان آج حویلی میں ایک نکاح نہیں دو نکاح ہوئے ہیں۔ روحان اور رمل کا نکاح بھی ہوا ہے۔ ارمان نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

نینا کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ نینا نے لمبا گہرا سانس لے کر خود کو سنبھالا اور پھر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

نینا مت کرو یار،،، ایسے مت رو پلیز۔۔ ارمان نے نینا کے ہاتھ اس کے چہرے سے ہٹائے تھے۔ نینا نے ارمان کے سینے پر زور دار مکا مارا تھا۔ نینا کیا کر رہی ہو یار۔ دل ہے ادھر بے شک یہ تمھارا ہے۔ مگر یہ سلوک تو نہ کرو۔۔ ارمان نے ہاتھ سے اس جگہ کو سہلایا جہاں نینا نے مکا مارا تھا۔

دل ہے یہاں پر۔۔۔۔ نینا روہانسی ہوئی تھی اور پھر کئی مکے ارمان کے سینے پر برسا دیے تھے۔ ارمان کے سینے س لپٹتے ہوئے رو پڑی۔

بہت بُرے ہیں مسٹر خان آپ۔ اگر آپ یہ شادی کر لیتے تو میں اپنی جان دے دیتی۔ نینا ارمان کے سینے کے ساتھ لپٹے روتے ہوئے بولی۔

یہ جان ارمان خانزادہ کی ہے۔ اتنا آسان نہیں ہے کوئی بھی اس کی جان لے۔ یہاں تک کہ تم بھی نہیں لے سکتی۔ ارمان نے اسے خود سے علیحدہ کرتے ہوے اس کے گال سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے آنسو چنے۔

اگر میں سچ میں اپنی جان لے لیتی تو۔۔ نینا نے ارمان سے پوچھا۔

میری نینا اتنی کمزور نہیں ہو سکتی۔ جو اپنی جان لے لے۔ جو لڑکی پری وش کو انصاف دلانے کے لیے اپنی جان پہ کھیل سکتی ہے۔ جو لڑکی شدید بخار میں اتنی دور اپنے شوہر کو اپنی محبت کا یقین دلانے اور اس کی شادی روکنے کے لیے آسکتی ہے۔ وہ لڑکی اتنی کمزور نہیں ہو سکتی کہ اپنی جان لے لے۔۔ میں جانتا تھا میری نینا آخری دم تک مقابلہ کرے گی۔ کل رات تمھاری طرف سے شدیدری ایکشن کا منتظر تھا اسی لیے کل سارا وقت زنان خانے میں بیٹھا رہا کیونکہ اپنی بیوی کو ایکشن میں آنے سے صرف میں ہی روک سکتا ہوں۔ ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے کہا تو نینا کھکھلا کر ہنس پڑی تھی۔۔

کیا کر رہی ہو نینا،،۔ اتنا مت کھل کھلاؤ آچھی طرح جانتی ہو تمھاری مسکراہٹ کا دیوانہ ہوں۔۔ اور تم یوں ہنس کر میری جان نکال رہی ہو۔ ابھی جہاں ہم کھڑے ہیں تمھاری کھکھلاہٹ کو میں قید بھی نہیں کر سکتا۔ ارمان نے سرد آہ بھی تھی۔

نینا ارمان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوے بلش کرنے لگی۔

ارمان اس کے چہرے پر بکھرے رنگوں کو دیکھ کر اندر تک پر سکون ہوا۔

وہ نینا کا ہاتھ پکڑے اس کے گھر کی طرف بڑھا۔

مسٹر خان،،، میں اندر نہیں جاؤں گی۔ پاپا مجھے ایکسیپٹ نہیں کریں گے۔ نینا ارمان خان سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے بولی۔

نینا میری بات سنو۔ غلطی ہم سے ہوئی ہے تو جھکنا بھی ہمیں پڑے گا۔
تم نے ان کی رضامندی کے بغیر مجھ سے نکاح کیا تھا۔ اس بات نے انھیں بے حد تکلیف پہنچائی تھی اور تمھیں کس نے کہا کہ وہ تمھیں اکسیپٹ نہیں کریں گے۔
تمھارے لیے ایک سرپرائز ہے۔ وہ تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ پتہ ہے وہ تمھاری وجہ سے روحان کے نکاح میں بھی شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ وہ تمھیں ویلکم کرنا چاہتے تھے۔
ارمان کی باتوں پر نینا کی ہیزل گرے آنکھوں میں آنسو آئے تھے۔ نینا ارمان کی ہمراہی میں اندر داخل ہوئی۔ نینا نے اندر کا منظر دیکھ کر بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔

حرا صفدر خان کے ہمراہ سوات میں اس کی آبائی حویلی میں رخصت ہو کر آئی تھی۔
دلہن بنی صفدر خان کے کمرے میں اس کے بیڈ پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔
اپنے حنائی ہاتھوں میں اپنی قسمت کی لکیروں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔
جب سے ہوش سنبھالا تھا ارمان کو ہی اپنا سب کچھ تصور کر لیا تھا۔ لیکن قسمت نے ایسا پلٹا کھایا اس انسان کو اس کا مقدر بنا دیا جس کے متعلق اس نے کبھی ایک لمحے کے لیے بھی نہیں سوچا تھا۔ کچھ دن پہلے صفدر خان نے اس سے اظہار محبت کیا تھا۔ وہ حیران رہ گئی تھی اس کی

آنکھوں میں اپنے لیے جنون، محبت اور دیوانگی دیکھ کر۔۔۔ وہ یہ سب کچھ ارمان کی آنکھوں میں دیکھنا چاہتی تھی۔

وہ زنان خانے کے ایک حصے میں اُسے روکے نم آنکھوں سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا کہ وہ اس سے آج سے نہیں سالوں سے محبت کرتا آرہا ہے۔ مگر وہ ارمان کی منگیتر تھی وہ اپنے جذبات دل میں رکھتا آیا سب سے چھپاتا آیا یہاں تک کہ خود سے بھی۔ آج اسے کسی اور کا ہوتے دیکھ کر اس کے ضبط کا پیمانہ چھلک پڑا تھا۔ وہ اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ یہ شادی نہ کرے۔ ارمان کی زندگی میں نینا سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ وہ اسے وہ پیار، وہ مقام نہیں دے سکے گا جو وہ ڈیزرو کرتی ہے۔ وہ ایک بار ہاں کہہ دے تو وہ خان دادا اور ارمان کے قدموں میں گڑگڑا کر اسے مانگے گا۔

حرا نے اسے بُری طرح جھڑک دیا تھا۔ اسے ناکام و نامراد لوٹا دیا تھا۔ اس کی نم آنکھیں شدتِ ضبط سے سرخ ہو ہو گیئں تھیں۔ لیکن وہ کیا کرتی اپنے دل کا جو ہر حال میں صرف ارمان کو ہی پانا چاہتا تھا۔ وہ ارمان کی دوسری بیوی ان چاہی بیوی بننے کو بھی تیار تھی بس وہ ارمان کو اپنا دیکھنا چاہتی تھی۔

مگر حرا کے من میں ایک احساس جاگا تھا۔ چاہے جانے کا احساس۔ یہ احساس تو سب سے الگ تھا۔

اسے پورا یقین تھا کہ وہ ارمان کو اپنی چاہت اور بے پناہ محبت سے اپنا بنا لے گی۔

ارمان نے کچھ دن پہلے اسے اپنے کمرے میں بلوایا تھا وہ اسے اپنے سامنے بیٹھائے اپنی دیوانگی، اپنی محبت، اپنی بے پناہ چاہت کا اظہار کر رہا تھا مگر یہ چاہت اس کے لیے نہیں نینا کے لیے تھی وہ اسے بتا رہا تھا کہ وہ نینا سے پاگلوں کی طرح محبت کرتا ہے۔

یہ سب سننا اس کے لیے کافی اذیت کا باعث تھا۔ نینا کے کمرے میں آنے کے بعد اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی تھی۔

وہ اپنے دل کے معاملے میں اور ارمان کے معاملے میں اتنی خود غرض ہو چکی تھی کہ ارمان کے منہ سے یہ سب سننے کے بعد بھی وہ ارمان کو پانا چاہتی تھی۔

مگر اس سے اگلے دن ارمان اس کے کمرے میں آیا تھا۔

ارمان تم ادھر! حرا اس کو دیکھ کر بیڈ سے اٹھنے لگی تھی۔ جب ارمان خان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اٹھنے سے منع کر دیا اور آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

حرا حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کے لیے یہ اچھنبے کی بات تھ ارمان خان کا اس کے کمرے میں آنا۔

کیا بات ہے ارمان؟ تم اتنا خاموش کیوں ہے؟ حرا نے اس کی خاموشی محسوس کرتے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

حرا اس دن کمرے میں میری بات ادھوری رہ گئی تھی آج میں اپنی بات مکمل کرنے آیا ہوں۔ ارمان نے گہرا سانس بھرتے ہوئے اپنی بات شروع کی۔

ارمان میں نے اس دن تمھاری بات سن لی تھی۔ میرے اور اندر حوصلہ نہیں کہ تمھاری باتیں مذید سن سکوں۔ حرا کہتے ہوئے بیڈ سے اٹھنے لگی تھی جب ارمان نے اس کی کلائی پکڑ کر اسے واپس بیڈ پر بیٹھنے کو کہا۔ حرا کی آنکھوں میں پانی جمع ہوا تھا۔ آج پہلی دفعہ ارمان خان نے اسے خود سے چھوا تھا۔

حرا تمھیں اپنے اندر سکت پیدا کرنا پڑے گی میری بات سننے کی۔ میں نے تمھیں بہت ہرٹ کیا ہے میں تمھیں مزید ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ اس شادی سے تمھیں کچھ بھی حاصل نہیں ہو گا۔ میں نینا سے بے پناہ محبت کرتا ہوں۔ اتنی محبت تمھیں اس کا اندازہ بھی نہیں ہے۔ میں کبھی بھی تم دونوں کے درمیان انصاف نہیں کر سکوں گا۔ کیونکہ میں صرف نینا کا ہوں۔ میں جسمانی طور پر تمھارا ہو جاؤں گا مگر میرا دل اور روح صرف نینا کی ہی رہے گی۔ اور سب سے بڑھ کر میں اسے دکھ نہیں دے سکتا۔

تم دیکھ رہی ہو اس کی حالت۔ اگر میں نے یہ شادی کر لی تو وہ تڑپ کر مر جائے گی۔ ارمان اذیت کی انتہا پر تھا۔

ارمان میری تکلیف میرا درد تمھیں نظر نہیں آتا۔ اگر یہ شادی نہ ہوئی تو میں تڑپ کر مر جاؤں گی۔ حرا کی آنکھوں میں نمکین پانی ٹھہرا تھا۔

حرا تمھیں اسی درد سے بچانا چاہتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں تمھاری زندگی میں ایسا انسان آئے جو خود سے بڑھ کر تمھیں چاہے۔ تم سے محبت کرے۔ میں تمھیں ڈیزرو نہیں کرتا۔

میں تمھاری انمول محبت کے قابل نہیں ہوں۔ تمھارے لیے صفدر جیسا عظیم انسان ہونا چاہیے۔ جس کی محبت سچی اور کھری ہے۔ جو سالوں سے تم سے محبت کرتا آیا ہے۔ مگر کبھی اس نے اپنے دل کی بات مجھے بتائی نہیں۔ اگر وہ مجھے بتا بھی دیتا تو شاید میں اس سے اپنا ہر تعلق توڑ لیتا کہ کیسے وہ میری منگیتر کے متعلق ایسا سوچ بھی سکتا ہے۔ جانتی ہو وہ تم سے کتنی محبت کرتا ہے۔ آج تک اُس نے کسی لڑکی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ اس نے مجھے بتایا تھا کہ وہ کسی سے بے انتہا محبت کرتا ہے اس کا عشق اسے کسی اور لڑکی کی طرف دیکھنے کی اجازت بھی نہیں دیتا۔

میں نے اس سے کافی بار پوچھا وہ لڑکی کون ہے۔ وہ ہمیشہ مجھے ٹال دیتا تھا۔

مگر اس دن جب وہ تم سے اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا میں نے سب کچھ سن لیا تھا۔

ارمان،،، ارمان یہ تم کیا کہہ رہا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تمھیں غلط فہمی ہوا ہے۔ حرا ارمان کی بات پر نظریں چراتے ہوئے بولی۔

حرا تمھیں لگ رہا ہو گا میں یہاں پر نینا کی وجہ سے آیا ہوں۔ سچ پوچھو ایسا بالکل نہیں ہے۔ میں تمھارے پاس صرف تمھاری وجہ سے آیا ہوں میں تمھیں مزید دُکھ نہیں دے سکتا۔

میں چاہتا ہوں تمھیں زندگی سے بھرپور خوشیاں ملیں اور وہ خوشیاں تمھیں صرف صفدر خان دے سکتا ہے۔ صفدر خان جیسا کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ تمھارا۔ جیسا تم چاہو گی ویسا ہی ہو گا۔ میں مزید تمھارے آنسوؤں کا سبب نہیں بن سکتا۔

نینا ہی نہیں تم بھی میرے لیے بہت اہمیت رکھتی ہو۔ ایک کزن ہونے کے ناطے،، میرے چچا کی بیٹی ہو۔ میں تمھارے معاملے میں خود غرض نہیں ہو سکتا۔ میں صرف تمھیں اور صفدر خان کو خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔

آج نہ چاہتے ہوئے بھی میری ذات سب کے لیے تکلیف کا باعث بن چکی ہے۔ میرے ایک فیصلے نے سب کو دکھوں سے دوچار کر دیا ہے۔ کاش میں خود کو روک لیتا۔ میں نینا سے شادی نہ کرتا۔ میں اس سے محبت نہ کرتا۔ کوئی بھی آج خوش نہیں،،، نہ نینا نہ تم اور نہ میں،،، اور تو اور میری ذات میرے دوست کے لیے بھی تکلیف کا باعث بن رہی ہے۔ میں جانتا ہوں تم سے شادی کے بعد میں صفدر خان کی دوستی بھی ہمیشہ کے لیے کھو دوں گا۔ وہ کبھی میرے سامنے نہیں آئے گا۔ اپنی محبت کسی اور کی دسترس میں دیکھ کر کیسا محسوس ہوتا ہے یہ میں جانتا ہوں۔

اپنی محبت پر کسی کا سایہ بھی انسان برداشت نہیں کر سکتا۔ اب دیکھو ناں یہی تکلیف سے میں تم سب کو دوچار کرنے والا ہوں۔

نینا، تم، اور صفدر خان پل پل یہ درد محسوس کرو گے تو میں کیسے خوش رہوں گا۔ ارمان کی آنکھیں بھیگی تھیں۔

حرا نے روتے ہوئے ارمان کی بھیگی آنکھیں دیکھی تھیں۔ حرا کا دل تڑپ کر رہ گیا تھا۔ وہ اس انسان کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔ وہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ نینا کو چاہتا ہے یہ بات اس کے دل کو کتنی ٹھیس پہنچاتی تھی۔ کتنی اذیت دیتی تھی وہ درد کتنا اذیت ناک ہوتا تھا یہ تو وہی جانتی تھی۔

ارمان کی آنکھوں کی نمی نے سے پل میں وہ فیصلہ کروا دیا تھا جو شاید وہ کبھی نہ کر سکتی۔ محبت خود غرض نہیں ہوتی نہ ہی آپ محبت میں کسی کو باندھ کر رکھ سکتے ہو۔۔

اس نے ارمان کو اس بے نام تعلق جو اُس کے لیے صرف اذیت کا باعث تھا اس سے آزاد کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ حرا نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ارمان کو دیکھا جو اس کی طرف پشت کیے کمرے کی کھڑکی کے پار دیکھ رہا تھا۔

حرا جانتی تھی وہ اپنی آنکھوں کی نمی چھپا رہا ہے۔

ٹھیک ہے ارمان جیسا تم چاہتے ہو ویسا ہی ہو گا۔ میں صفدر خان سے شادی کروں گی۔

ارمان نے مڑ کر حرا کو بے یقینی سے دیکھا تھا۔ اور پھر آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا حرا کے پاس آیا۔

حرا تمھیں آج یہ فیصلہ تکلیف دے گا۔ لیکن کل یہی فیصلہ تمھیں بے حد خوشی دے گا اور میں تمھارے چہرے پر خوشی کے حقیقی رنگ دیکھنا چاہتا ہوں اور وہ صرف صفدر خان کی ہمراہی میں ممکن ہیں۔ ارمان نے حرا کے پاس آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور پھر جلدی سے کمرے سے نکل گیا تھا۔

وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اس سے اپنا آخری بے نام تعلق بھی توڑ کر چلا گیا تھا۔ حرا ارمان کے جانے کے بعد پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر حرا سوچوں کی دنیا سے باہر آئی تھی اور سنبھلتے ہوئے سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

صفدر خان سرشاری کی کیفیت میں آہستگی سے قدم بڑھاتا ہوا حرا کے پاس آیا۔ جو گھونگھٹ اوڑھے بیٹھی تھی۔ صفدر نے حرا کے پاس بیٹھ کر اس کا گھونگھٹ اٹھایا تو حرا کو یوں دلہن کے روپ میں سجا سنورہ دیکھ کر بے خودی میں اسے تکے گیا۔

وہ لال جوڑے میں بے حد حسین لگ رہی تھی۔ اس کے سفید رنگت اور تیکھے نقوش نفاست سے کیے گئے میک اپ میں غضب ڈھا رہے تھے۔

حرا میں جانتا ہوں مجھے قبول کرنا تمھارے لیے آسان نہیں ہو گا۔ میں تمھارے احساسات، تمھارے جذبات کو سمجھ سکتا ہوں۔

میں تب تک تمھارے قریب نہیں آؤں گا جب تک تم مجھے دل سے قبول نہ کر لو۔

میرے لیے یہی بہت ہے کہ تم میری ہو چکی ہو۔ میرے پاس میرے گھر میں میرے بیڈ پر میری بن کر بیٹھی ہو۔ جانتی ہو کتنی دفعہ میں نے تمھیں اپنے گھر میں محسوس کیا ہے۔ مجھے یقین نہیں آ رہا خواب حقیقت میں بھی سچ ہوتے ہیں۔ تم میرے پاس ہو یہی میرے جذبوں کی سچائی ہے۔ بہت جلد تمھارا دل بھی میرا ہو جائے گا۔ صفدر نے حرا کا حنائی ہاتھ سہلاتے ہوئے کہا اور پھر حرا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتا اس کے ماتھے پر نرمی سے بوسہ دیا تھا اور جلدی سے اٹھ کر کمرے کے دروازے کی جانب بڑھا۔

حرا کی آواز پر وہ رُکا تھا۔ حرا بیڈ سے اٹھتی صفدر خان کے مقابل آئی تھی۔

مجھے ارمان نے کہا تھا کہ آپ سب سے الگ ہیں۔ آپ جیسا ہمارے پورے خاندان میں نہیں۔ آج آپ نے ثابت بھی کر دیا آپ جیسا کوئی نہیں۔

باسط لالا نے اپنا حق زرمینے سے کیسے وصول کیا۔ اور ہمارے خاندان کے مرد اپنی بیویوں کے احساسات کی کتنی قدر کرتے ہیں یہ بھی سب جانتے ہیں۔ آپ نے یہ جان کر بھی کہ میں بچپن سے ارمان کی منگیتر ہوں میرے دل میں ارمان کے لیے احساسات ہیں۔ پھر بھی مجھے اپنایا بلکہ پورے مان اور عزت سے اپنایا۔ مجھ سے محبت کی اور آج اپنا حق جو صرف آپ کا حق ہے۔ اسے بھی لینے سے منع کر دیا۔ حرا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی تھیں۔

میں ساری عمر ایک بے نام تعلق نبھاتی رہی اس انسان سے محبت کرتی رہی جس نے کبھی مجھے نظر بھر کر دیکھا بھی نہیں۔

آج جس انسان سے میرا سچا اور دائمی تعلق قائم ہوا ہے۔ آپ نے کیسے سوچ لیا کہ میں آپ سے یہ تعلق نہیں نبھاؤں گی۔ میں آپ کے حقوق سے منہ موڑ کر خدا کی نافرمان بنوں گی۔

نکاح نامے پر سائن کرتے وقت میں نے پورے دل اور رضامندی سے آپ کو اپنایا تھا۔

ہمیشہ اپنی مورے، تائی جان اور حویلی کی سبھی عورتوں کو اپنے شوہروں کی بے پناہ عزت کرتے دیکھا جو اس قابل بھی نہیں تھے ان کی عزت کی جائے۔ اور آپ تو صرف عزت کے قابل ہیں نہ صرف عزت کے بلکہ محبت کے بھی قابل ہیں۔ حرا آگے بڑھ کر صفدر خان کے سینے سے لگی تھی۔

صفدر بے یقینی سے حرا کو اپنے سینے کے ساتھ لپٹا دیکھ رہا تھا پھر طمانیت سے سرشاری سے حرا کے گرد اپنے بازو لپیٹے تھے۔ اور اسے اپنی بانہوں کے حلقے میں لیے بیڈ کی جانب بڑھا۔ بھیگتی رات میں صفدر نے اپنے بے پناہ پیار سے حرا کو احساس دلایا کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتا ہے۔ وہ صفدر خان کی پاک اور سچی محبتوں کی بارش میں پوری طرح بھیگتی چلی گئی۔۔

روحان نکاح کے بعد بے چینی سے مردان خانے میں بیٹھا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا اب رخصتی میں کس بات کی دیر ہے۔

روحان جھنجھلاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا اور زنان خانے کی طرف بڑھا۔ سب مرد حضرات کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ روحان کی نظر کسی پر نہیں گئی تھی۔

روحان اس وقت وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس تھا۔ جس پر وائٹ بریڈڈ ویسکوٹ پہن رکھی تھی۔

روحان نے زنان خانے میں قدم رکھے تو گل بانو اسے دکھائی دی۔ اس نے گل بانو سے رمل کے کمرے کا پوچھا۔ گل بانو اسے زنان خانے میں دیکھ کر حیران رہ گئی تھی اور پھر مسکراتے ہوئے اسے لیے رمل کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ کوئی بھی مرد اس وقت زنان خانے میں نہیں تھا۔ زنان خانے کا لاؤنج بہت بڑا تھا اور اس میں سلائیڈنگ شیشے کا بہت بڑا ڈور تھا جس پر خوبصورت کٹ ورک کا کام تھا۔ جس سے آر پار دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔

گل بانو روحان کو حویلی کی پچھلی سائیڈ سے رمل کے کمرے کی طرف لے کر گئی تھی اور اسے دروازے پر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

روحان نے مسکراتے ہوئے اور دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھولا تو وہ ڈریسنگ کے آگے کھڑی اپنے سجے سنورے روپ کو دیکھ رہی تھی۔ اورنج میرون کنٹراسٹ کے لہنگے اور چولی میں کھڑی تھی سر پر میرون کام دار دوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا جس کے ہالے میں اس کا صبح اور روشن چہرہ چمک رہا تھا۔

بھاری زیور پہنے وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔ روحان ایک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا۔

کمرے میں کسی کی موجودگی کے احساس نے رمل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو اور شور مچانے پر مجبور کر دیا تھا۔

رمل نے پلٹ کر دیکھا تو وہ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے تم آنکھوں کے ساتھ اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

رمل کی آنکھیں بھی نم ہوئیں تھیں دونوں ایک دوسرے کو نم آنکھوں سے گہرے سانس لیتے دیکھ رہے تھے روحان نے رمل کی طرف اپنے قدم بڑھائے تھے رمل نے بھی بہتی آنکھوں کے ساتھ روحان کی طرف قدم بڑھائے تھے۔

دونوں ایک دوسرے کے قریب آکر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ان دونوں کے لیے وقت رک گیا تھا پوری کائنات تھم گئی تھی۔

رمل ہچکی لیتے ہوئے روحان کے سینے کے ساتھ لگی تھی۔روحان نے بہت زور سے رمل کو خود میں بھینچا تھا۔

رمل اس کے سینے کے ساتھ لگی بے تحاشا رو رہی تھی۔

روحان نم آنکھوں کے ساتھ اسے خود میں بھینچے ہوئے تھا۔

جانے کتنے لمحے بیت گئے تھے دونوں ایک دوسرے میں گم تھے۔

روحان نے رمل کو خود سے الگ کرتے ہوئے اس کے گالوں پر اپنے ہونٹ رکھے اور دیوانگی سے اس کے آنسو اپنے لبوں سے چنتا گیا اور اُسے گود میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا۔اسے بیڈ

پر لٹائے دیوانوں کی طرح اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش پر اپنے لب رکھتا چلا گیا تھا۔ رمل کے ہونٹوں کو دیکھ کر کچھ پل کے لیے رُکا تھا اپنی انگلی سے اس کے ہونٹ کے نچلے لب پر رکھی اور بے قراری میں اس کے نچلے لب پر جھکنے لگا تھا کہ رمل روحان کو دونوں ہاتھوں سے خود سے دور کرتے ہوے اٹھ کر بیٹھی۔ روحان نے بیٹھتے ہوے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگاتے ہوے اس کے پیٹ پر اپنے ہاتھ سختی سے جمائے۔

اب کیوں روک رہی ہو میری جان؟ اب تو مکمل طور پر میری ہو چکی ہو۔ تمھارے لالا نے خود اپنی رضامندی سے تمھیں مجھے سونپا ہے۔ روحان نے رمل کے کندھے سے اس کا دوپٹہ پیچھے کرتے ہوئے اپنے دہکتے ہوئے لب رکھے تھے۔

روحان میرا میک اَپ خراب ہو جائے گا ابھی رخصتی ہونا باقی ہے میں سب کو کیا کہوں گی؟ رمل نے روحان کی طرف رُخ پلٹتے ہوئے روحان کو ایک نظر دیکھتے ہوئے اپنی نظریں جھکائیں تھیں۔

روحان اس کی جھکی نظریں اس کی شرمیلی مسکان پر فدا ہوا تھا۔

پتہ نہیں وصل یار کی گھڑیاں کب نصیب ہوں گی۔ کب تنہائی میں تم۔ مجھے میرے کمرے میں ملو گی۔ روحان نے سرد آہ بھری تھی۔

تمھارے لالا پتہ نہیں کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ بس انھیں کی وجہ سے یہ رخصتی ڈِلے ہے۔ روحان نے رمل کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی بے قراریاں اور بے باک

شرارتیں عروج پر تھیں جنھیں رمل محسوس کرتی خود میں سمٹی جا رہی تھی۔ روحان نے آج سے پہلے کبھی بے باکی سے اس پر اپنا حق نہیں جتایا تھا۔ رمل اس کی بے باک گستاخیوں پر کانوں تک سرخ پڑ رہی تھی۔

لالا کہاں گئے؟ رمل نے روحان کے حصار سے نکلتے ہوئے پوچھا۔

پتہ نہیں پچھلے ایک گھنٹے سے غائب ہے۔ روحان جھنجھلایا تھا اور پھر اپنے موبائل کو دیکھا جہاں ارمان خان کا میسج جگمگا رہا تھا کہ وہ نینا کو لے کر نکل گیا ہے وہ لوگ بھی اب نکل جائیں۔

روحان نے میسج پڑھ کر اپنے لب بھینچے تھے۔

تمھارے لالا کو ہم سے پہلے ہی جانا تھا اور ہمیں یہاں روکنے کا مقصد،،، روحان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔

روحان اگر لالا کو اچانک جانا پڑا یقیناً نینا بھابھی نے کچھ کیا ہو گا۔ رمل نے جھٹ ارمان کی سائیڈ لی تھی۔ و

کیا مطلب نینا نے کچھ کیا ہو گا؟ میں نے ارمان کو بولا بھی تھا کہ وہ نینا کو تمام حقیقت سے آشکار کر دے مگر تمھارے بھائی نے مجھے منع کر دیا کہ وہ خود اسے اپنے طریقے سے بتائے گا۔ وہ تو منا لے گا نینا کو،،، اسے تو ہینڈل کرنا آتا ہے اسے۔ لیکن تم دیکھنا وہ مجھ سے بالکل بات نہیں کرے گی۔ مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا میں کیسے مناؤں گا اسے؟ روحان نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

یہ تو ہے بھابھی کو تو ارمان لالا نہیں سنبھال سکتے تو آپ کے لیے تو بہت مشکل ہو گا نینا بھابھی کو منانا۔ رمل نے لب دانتوں تلے دباتے شرارتی لہجے میں کہا۔۔

تمھارا بھائی بھی کچھ کم نہیں ہے روحان نے رمل کو گھور کر دیکھا تھا۔ رمل روحان کے دیکھنے پر کھل کھلاتے ہوئے ہنس پڑی تھی۔ رمل بیڈ سے اٹھنے لگی تو روحان نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنے اوپر گرایا۔

مس رمل شاہ بہت ہنسی آ رہی ہے آپ کو۔ کچھ گھنٹوں بعد آپ میری قربت میں آنسو بہانے پر مجبور ہو جائیں گی۔

کیونکہ اس جدائی نے مجھے تمھارے معاملے میں اور شدت پسند بنا دیا ہے۔ اب یہ شدتیں تمھیں سہنی ہوں گی ہر پل ہر گھڑی۔ سہو گی ناں۔۔۔ روحان نے اس کی کمر پر اپنا حصار مضبوط کرتے ہوے خمار آلود لہجے میں پوچھا۔۔ رمل کا رنگ قندھاری ہوا تھا روحان کی سرخ اور بوجھل نگاہیں دیکھ کر رمل کا دل زوروں سے دھڑکا تھا رمل نے لرزتی پلکوں کی چلمن رخساروں پر گرائے سر اثبات میں ہلایا۔

روحان نے سرشاری کی کیفیت میں رمل کو اپنے حصار میں لے کر اپنی آنکھیں موندی تھیں۔

نینا نے گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی اندر کا منظر دیکھ کر بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ گیٹ سے لے کر داخلی دروازے تک پھولوں کی روش بچھی ہوئی تھی۔ سامنے ہی دیوار پر

.My daughter is my pride

Yes i am the lucky one because a I get to be her father

.Welcome my Naina

.You are my heart, my soul

.I love you so much

نینا نے بہتے آنسوؤں کے ساتھ سامنے کھڑے رضوان صاحب کو دیکھا اور پھر ارمان کو دیکھا جو اس کے پاس کھڑا تھا۔ ارمان نے اسے اشارے سے رضوان صاحب کے پاس جانے کو کہا۔ نینا تیزی سے اپنے قدم بڑھاتی رضوان صاحب کے قریب جا کر بے یقینی کی کیفیت میں ان کے سینے کے ساتھ لگی تھی۔

آئی ایم سوری پاپا۔۔۔ مجھے معاف کر دیں۔ نینا نے بے تحاشا روتے ہوئے کہا۔

آئی ایم سوری ٹو مائی جان، مائی لٹل پرنسز۔ رضوان صاحب نینا کو سینے کے ساتھ لگائے بھیگے لہجے میں بولے۔

نہیں پاپا آپ ایسے مت بولیں۔ غلطی میری تھی آپ بالکل ٹھیک تھے اپنی جگہ۔۔۔ نینا رضوان صاحب سے الگ ہوتے ان کے ہاتھ چومتے ہوئے بولی۔ نہیں نینا غلطی صرف

تمھاری نہیں میری بھی تھی۔ مجھے تمھیں سمجھنا چاہیے تھا۔ مجھے اپنی نینا پر یقین کرنا چاہیے تھا۔ بچپن سے تمھاری ہر غلطی کو میں نے ٹھیک کیا۔ تمھیں سمجھایا، کبھی ڈانٹ سے کبھی پیار سے،، لیکن کبھی تمھیں خود سے الگ نہیں کیا۔۔ تو میں اب میں کیسے تمھیں خود سے جدا کر سکتا ہوں۔ میں نے تمھیں سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کیوں تمھیں تنہا چھوڑ دیا؟ اپنے جگر کے ٹکڑے کو خود سے علیحدہ کر دیا۔

میں نے دعویٰ کیا تھا میں سب سے زیادہ محبت تم سے کرتا ہوں۔ مگر میری اَنا میری محبت پر حاوی ہو گئی۔ میں تمھیں معاف نہ کر سکا۔

مگر ارمان نے جب مجھ سے معافی مانگی۔ میرے سامنے نظریں جھکائے بیٹھا رہا تب مجھے احساس ہوا میں غلط تھا۔ رشتوں سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوتا۔ یہ جھوٹی اَنا کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ ارمان صرف تمھاری خاطر میرے آگے جھکا اور میں اپنی بیٹی کی خاطر اپنی اَنا کو نہیں مار سکتا۔

رضوان صاحب نے نینا کو پھر سے گلے لگایا تھا۔ آج وہ پھر سے جی اُٹھے تھے۔ نینا کے بغیر وہ ادھورے تھے۔

نینا ان کی پہلی محبت تھی۔ نینا سے پہلے انہوں نے کسی سے محبت نہیں کی تھی یہاں تک کہ فوزیہ بیگم سے بھی انھیں محبت نینا کے زندگی میں آنے کے بعد ہوئی کیونکہ انہوں نے نینا کو انھیں دیا تھا۔

پاپا میں نے آپ کی نظریں جھکا دیں۔ آپ کو مجھ پر مان تھا۔ میں نے آپ کا مان توڑ دیا۔ میں آپ کے خواب پورے نہ کر سکی۔ نینا رضوان کے سینے سے لگی ہچکیوں کے درمیان بولی۔

کس نے کہا تم نے میرا خواب پورا نہیں کیا۔ مجھے فخر ہے تم پر۔۔۔ مجھے پتہ چلا کس طرح تم نے پری وش کے مرنے کے بعد بھی اس کا کیس لڑا اُسے انصاف دلوایا۔

مجھے روحان نے بتانے کی کوشش کی تھی مگر میں نے اس کی ایک نہ سنی۔

نیوز میں تمھارے بارے میں پڑھا تھا۔ تمھارے کیس جیتنے کی خبر نیوز چینل پر بھی دیکھی تھی۔ مگر ارمان نے مجھے بتایا کہ تمھیں حویلی میں کیا کیا سہنا پڑا کس طرح تم نے بہادری سے سب کا مقابلہ کیا اور یہ کیس تن تنہا اپنے دم پر لڑی میں تو حیران رہ گیا میری بیٹی اتنی بہادر ہے۔

نینا آنکھوں میں آنسو لیے رضوان صاحب کو دیکھ رہی تھی۔ اور پھر پلٹ کر ارمان کو دیکھا جو دور کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ نینا کی آنکھیں مزید بھیگی تھیں۔

آج اس نے اُس کا مان اس کے باپ کے سامنے بڑھا دیا تھا۔۔ دلاور خان والی بات اس نے کسی کو بھی پتہ نہیں چلنے دی۔ یہاں تک کہ اسے خود بھی اس بات کا کبھی طعنہ نہیں دیا۔ کیا ایسا مرد بھی دنیا میں ہوتا ہے۔ نینا کی آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات جاری ہوئی تھی۔

ارمان نے اسے ہاتھ کے اشارے سے چیر اپ ہونے کو کہا اور پھر گیٹ سے باہر نکل گیا۔۔

نینا اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے رضوان صاحب سے باتیں کرنے لگی۔ وہ اسے بازوں کے حلقے میں لیے اندر کی جانب بڑھے۔

پاپا ماما کہاں ہیں؟ نینا نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔
بیٹا تمھاری ماما روحان کے ساتھ تمھارے گھر ہی گئی تھیں۔ تم سے ملاقات نہیں ہوئی؟
رضوان صاحب حیرت زدہ ہوئے تھے۔
وہ رضوان صاحب کو کیا بتاتی اسے گل بانو نے بتایا بھی تھا کہ اسے کوئی ملنے آیا ہے وہ حویلی کے لاؤنج میں اس کا انتظار کر رہا ہے اور وہ اس کی بات سنی اَن سُنی کرتی مردان خانے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ یقیناً سب اسے سرپرائز دینا چاہتے تھے۔ وہ اپنے جذباتی پن میں سب کا سرپرائز خراب کر چکی تھی۔

نینا رضوان صاحب سے کافی دیر تک باتیں کرتی رہی تھی۔ رضوان صاحب نے خود اس کے لیے ساری کوکنگ کی تھی۔ ساری اس کی پسند کی ڈشز تھیں۔ وہ پہلے بھی جب ان سے ناراض ہوتی رضوان صاحب اسے منانے کے لیے اپنے ہاتھوں سے اس کے لیے کھانا بناتے اور اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا کھلاتے تھے۔ آج بھی انہوں نے ایک ایک بائٹ نینا کو اپنے ہاتھوں سے کھلائی تھی۔ نینا اور رضوان صاحب کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔

نینا کو ارمان کا خیال آیا۔ ویسے تو اسے کافی دیر سے احساس تھا مگر وہ رضوان صاحب کے ساتھ اکیلے میں ٹائم سپینڈ کرنا چاہتی تھی اسے لگ رہا تھا رضوان صاحب بھی ایسا ہی چاہتے ہیں۔ تبھی تو وہ روحان کے نکاح میں بھی شرکت نہیں ہوئے۔

پاپا وہ میں ارمان کو دیکھ لوں پتہ نہیں وہ کہاں ہیں؟ نینا نے جھجکتے ہوئے دھیمے لہجے میں رضوان صاحب سے کہا۔

بیٹا وہ باہر ہی تمھارا انتظار کر رہا ہے۔ میں نے اسے آج کے ڈنر کی دعوت دی تھی لیکن اس نے انکار کر دیا کہ میں اور تم اتنی دیر بعد مل رہے ہیں تو وہ چاہتا ہے کہ ہم دونوں اکیلے میں کچھ دیر ٹائم سپینڈ کریں۔ لیکن اب مجھے لگتا ہے تمھیں جانا چاہیے۔ تمھارا شوہر تمھارا انتظار کر رہا ہو گا۔ رضوان صاحب نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

لیکن پاپا میں آج رات آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ روحان بھی آتا ہو گا۔ رمل کو ویلکم کرنے کے لیے بھی تو کوئی ہونا چاہیے۔ ارمان اس کا باہر انتظار کر رہا ہے اس بات پر نینا کا دل زوروں سے دھڑکا تھا بلکہ اچھا خاصا خوفزدہ ہوا تھا۔ ارمان کی شدتیں اور بے قراریاں یاد آئیں تھیں اور اب تو جدائی کے بعد ملن تھا تو ارمان کی دیوانگی بھی یقیناً عروج پر ہو گی۔ کیسے سہے گی اس کی جنون بھری گستاخیاں اور شدتیں؟

نینا کا رنگ سرخ قند ھاری ہوا تھا۔ رضوان صاحب نے اسے رکنے کو کہا تھا مگر ارمان سے اجازت ملنے پر۔ نینا نے گہرے سانس لیتے باہر کی جانب قدم بڑھائے تھے وہ جانتی تھی ارمان اسے یہاں رکنے نہیں دے گا۔

نینا باہر آئی تو ارمان گاڑی سے ٹیک لگائے اس کا ہی انتظار کر رہا تھا۔

اس کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔

مسٹر خان میں سوچ رہی ہوں۔ آج کی رات یہاں رُک جاؤں۔ میں روحان اور رمل کو ویلکم کرنا چاہتی ہوں۔ آئی مین میرا یہاں ہونا زیادہ ضروری ہے۔ نینا نے ارمان کو دیکھتے ہوئے ایک ہی سانس میں اپنی بات مکمل کی تھی۔

روحان اس کے انداز پر گہرا مسکرایا تھا۔

ٹھیک ہے نینا،،، اس میں کیا پرابلم ہے۔ تم رک سکتی ہو۔ بلکہ تم چاہو تو زیادہ دن بھی یہاں پر رک سکتی ہو۔ ایکچوئلی کیا ہے ناں کہ میرا میرے کچھ دوستوں کے ساتھ پروگرام ہے۔ اس بہانے مجھے بھی ان کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے کا موقع مل جائے گا۔

ارمان لب دانتوں تلے دبائے نینا کو گہری نظروں سے دیکھتا ہوا بولا جو بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے ارمان کو دیکھ رہی تھی۔

مسٹر خان کون سے ایسے دوست ہیں۔ جو مجھ سے بھی زیادہ امپورٹینٹ ہو گئے۔ صفدر بھی یہاں نہیں ہے آپ کن دوستوں کی بات کر رہے ہیں؟ نینا نے غصے سے مشکوک لہجے میں پوچھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا بلکہ اسے برداشت بھی نہیں نہیں ہوا تھا ارمان اس کے یہاں پر رکنے کو مان گیا ہے۔ اسے تو پورا یقین تھا ارمان یہ سن کر بے قرار بے چین ہو جائے گا۔ اس پر غصہ کرے گا۔ مگر اسے تو کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

مسٹر خان،،، آپ کی محبت میرے لیے کم ہو گئی ہے ناں۔ نینا اب کی بار روہانسی ہوئی تھی۔

ارمان نے نینا کی بات پر قہقہہ لگایا تھا۔

تمھارے لیے میری دیوانگی کتنی بڑھ گئی ہے یہ تمھیں آج رات میری بانہوں میں گزار کر اچھی طرح اندازہ ہو جائے گا۔ ارمان نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے مخمور لہجے میں کہا۔۔

لیکن آپ تو مجھے یہاں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

نینا نے نروٹھے لہجے میں شکوہ کیا۔

تم خود رُکنا چاہتی ہو ارمان نے کندھے اچکائے۔ مسٹر مسٹر خان اگر میں یہاں پر رُکنا چاہوں تو آپ مجھے چھوڑ جائیں گے۔ آپ میرے بنا رہ لیں گے کیا؟ نینا نے بے یقین نگاہوں سے ارمان کو دیکھا تھا۔

میری جان مجھے تمھاری خوشی عزیز ہے اس سے بڑھ کر مجھے کوئی چاہت نہیں۔ ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے شرارتی لہجے میں کہا۔ اسے نینا سے اسی ری ایکشن کی توقع تھی۔ وہ تو ایک پل بھی اب اسے خود سے دور نہ کرے۔ وہ تھوڑی دیر رضوان کے پاس رکی تھی۔ اس کی جان پر بن رہی تھی۔ لیکن نینا کو کیسے ہینڈل کرنا ہے اپنی بات کیسے منوانی ہے وہ جانتا تھا۔ وہ اسے منع کرتا وہ ضد کرتی۔۔ اور اس کے گریز کی وجہ بھی وہ جان چکا تھا وہ اس کی شدتوں اس کے پیار سے گھبرا رہی ہے۔

مسٹر خان اب آپ بھول جائیں کہ آپ کو کہیں بھی جانے دوں گی نہ آپ آج کے بعد اپنے دوستوں میں جائیں گے اور نہ کہیں اور۔ آپ کے پل پل کا حساب لوں گی میں آپ سے۔ نینا نے ارمان کے گریبان کو اپنی مٹھیوں میں دبوچتے ہوئے آنکھوں میں شرارے لیے کہا۔

میری جان من،،، میں آپ کے بغیر کہیں جانا بھی نہیں چاہتا۔ میں ہر پل کا حساب دینے کو تیار ہوں۔ بس ایک شرط پر،،، آپ ہر پل میری بانہوں میں گزاریں گی۔ ارمان نے اپنا گریبان نینا کے ہاتھوں سے چھڑواتے ہوئے اس کی ہتھیلیوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ اور میں تمھیں چھوڑ کر کہیں نہیں جانے والا مگر جانتا تھا تمھیں کیسے منانا ہے۔ آج کی رات کی پوری تیاری ہے۔ اپنے گھر چلو تو تمھیں پتہ چلے گا۔

ارمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر نینا کا ہاتھ تھامے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔

نینا ارمان خان کے ہمراہ جب اپنے گھر داخل ہوئی تو گرج چمک کے ساتھ بارش بھی شروع ہو چکی تھی۔ گاڑی گھر کے اندر کار پورچ میں داخل ہوئی تو ارمان خانزادہ نے جلدی سے گاڑی سے اترتے ہوئے نینا کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا تھا اور اسے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے اپنی گود میں اٹھایا۔

نینا نے شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ ارمان خان کے گلے میں اپنے بازو حمائل کیے تھے۔

ڈارلنگ،،، اتنا مت مسکراؤ میری جان لینے کا ارادہ ہے کیا؟ ارمان خان نے مسکراتے ہوے کہا تو نینا کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

یعنی کہ آج پکا پلین ہے میری خوبصورت بیوی کا میری جان اپنی اداؤں اور خوبصورت ہنسی کی جھنکار سے لینے کا۔ ارمان خان نے بھاری گھمبیر آواز میں بولتے ہوئے سرد آہ بھری تو نینا کی ہنسی کی جھنکار پھر سے گونجی تھی۔ ارمان اسے گود میں اٹھائے اندر لایا تو پورا گھر خوبصورت لائٹوں سے جگمگا رہا تھا۔ جگہ جگہ خوبصورت وائٹ پھولوں کے وازر کھے تھے۔ ارمان خان اسے بانہوں میں اٹھائے کمرے میں داخل ہوا پورا کمرہ کینڈلز سے جگ مگ کر رہا تھا۔ بیڈ کو خوبصورت گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ ارمان نے کمرے میں آکر اسے اپنی گود اتارا تھا اور بے قراری کے عالم میں اسے اپنے سینے سے لگایا۔

نینا نے بھی اپنے بازو ارمان خان کی کمر کے گرد لپیٹے تھے۔ ارمان اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لیے کافی دیر تک آنکھیں بند کیے کھڑا رہا۔ نینا نم آنکھوں کے ساتھ ارمان خان کے سینے سے لپٹی ارمان کی دھڑکنیں سن رہی تھیں۔

نینا۔۔۔۔۔ ارمان نے خمار آلود آواز میں نینا کو پکارا تھا۔

جی مسٹر خان! نینا نے ارمان کی آواز میں خماری محسوس کرتے ہوے لرزتے لبوں سے جواب دیا۔

جان،،، آج تم نے ریڈ کلر کا لباس پہننا ہے۔ مگر کچھ ادھورا سا لگ رہا ہے۔ نینا نے ارمان کی بات پر اس کے حصار سے نکلتے ہوئے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

جانم،،، آج آپ نے ریڈ کلر پہنا ہے مگر ابھی تک ہمارا جھگڑا نہیں ہوا۔ تمھیں کسی نا کسی بات پر مجھ سے جھگڑنا ہو گا۔ ارمان خان کا لہجہ شرارتی تھا۔

ارمان کی بات پر نینا کے لبوں پر شرمیلی مسکان ٹھہری تھی۔ نینا کا ڈمپل ابھرا تھا۔

ارمان خان بے قراری میں اس کے ڈمپل پر جھکتا وہاں۔ اپنے دانت گاڑھ چکا تھا۔

نینا ارمان کی شرٹ کو سینے سے مٹھی میں دبوچتے سسک کر رہ گئی تھی۔ ارمان نے بہت بُری طرح اپنی شدت دکھائی تھی۔ نینا نے ہیزل گرے آنکھوں میں آنسوں بھر کر ارمان کو دیکھا۔

اچھی طرح جانتی ہوں تمھارے ڈمپل کا دیوانہ ہوں۔ مسکرائی کیوں؟ ارمان نے نینا کی ہیزل گرے آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔

نینا ایک وعدہ کرو مجھ سے،،، چاہے کچھ بھی ہو جائے تم مجھے کبھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی۔ ایک بار یہ دل تمھاری جدائی سہہ چکا ہے۔ مگر ہر بار یہ نہیں سہہ سکے گا۔ نہیں جاؤ گی ناں کبھی مجھے چھوڑ کر۔۔۔ ارمان نے نینا کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑتے ہوئے اوپر اٹھایا تھا۔

کبھی نہیں جاؤں گی،،، آپ کو چھوڑ کر گئی تو بھی کدھر جاؤں گی۔ میرے سارے راستے اب آپ کی ہی منزل کی طرف جاتے ہیں۔ نینا ارمان خان کے سینے سے لپٹتے ہوئے بھیگے لہجے میں بولی۔

مسٹر خان،،، آپ بھی مجھ سے ایک وعدہ کریں۔ آپ ہمیشہ مجھ سے یونہی محبت کرتے رہیں گے۔ آپ کے پیار میں، آپ کی دیوانگی میں میرے لیے کبھی کمی نہیں آئے گی۔ میں آپ کے پیار میں اب ذرا سی کمی برداشت نہیں کر سکتی۔ آپ صرف میرے رہیں۔ زندگی میں کچھ بھی ہو جائے آپ کبھی بھی میری جگہ کسی کو نہیں دیں گے۔ میرے علاوہ کسی کو ایک نظر بھر کر بھی نہیں دیکھیں گیں۔ وعدہ کریں مجھ سے آپ صرف میرے رہیں گے۔ نینا نے ارمان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس سے وعدہ لیا تھا۔ وہ ارمان کو لے کر بہت پوزیسیو تھی۔ ارمان کے نزدیک اب وہ کسی لڑکی کا سایہ بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

جانِ من،،، میں تو صرف تمھارا ہوں۔ لیکن بیویوں کے پاس بڑے گُن ہوتے ہیں اپنے شوہر کو اپنا بنا کر رکھنے کے۔ تم وہ گُن آزماتی رہنا۔ میں کسی کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھوں گا۔ میرا پیار تمھارے لیے کبھی کم نہیں ہو گا۔ ارمان نے گہری استحقاق بھری نینا پر ڈالتے ہوے اس کے کان کے اویزے کو چھیڑا جس میں لٹکتے موتی کب سے اس کی توجہ بھٹکا رہے تھے۔

وہ کونسے گُن ہوتے ہیں؟ نینا نے ارمان کی بات پر جھٹ سے سوال کیا تھا۔

ارمان خانزادہ کا اس کے عجلت بھرے انداز میں قہقہہ گونجا تھا۔

نینا ارمان خان کے قہقہے پر جھینپ کر رہ گئی تھی۔

اچھا بتاؤ میری کمزوری کیا ہے۔ ارمان خان نے نینا کو کمر سے تھام کر خود کے قریب کیا۔ آپ کی کمزوری میں ہوں۔ میری محبت ہے۔ میری قربت ہے۔ نینا نے سرخ چہرے کے ساتھ اک ادا اور تفاخر سے دھیمے لہجے میں مسکراتے ہوے جواب دیا۔

افففف یہ ادائیں۔۔ ارمان نے گہری نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا جس کا رنگ ڈھنگ ہی آج بدلا ہوا تھا۔۔

ہاں تو بس ہمیشہ میرے قریب رہنا۔ میری پناہوں میں رہنا مجھے خود سے دور نہ کرنا۔ ارمان خانزادہ تمھارا اور دیوانہ ہو جائے گا۔ ارمان نے نینا کو سینے سے لگاتے ہوے کہا۔

سوچتا ہوں تمھیں دوں میں سوغات کیا

دل تو دیتے ہیں سب دل کی اوقات کیا

جان حاضر ہے میری آگر چاہیے

ارمان نے نینا کو سینے سے لپٹاے بھاری آواز میں گنگناتے ہوے اس کے کندھے پر اپنے لب رکھے تھے۔۔ نینا ارمان کے سینے کے ساتھ لگی گہرا مسکرائی تھی۔ ارمان کی اسی دیوانگی اور پیار کی شدت نے اسے اپنا بنالیا تھا۔۔ اگر یہ انسان کسی اور کا ہو جاتا وہ تو مر جاتی۔ ارمان کی ہر سانس پر صرف اسی کا تو حق تھا۔ نینا نے ارمان کے سینے پر اپنے لب رکھے تھے۔ جسے ارمان محسوس کرتا پاگل ہوا تھا۔ یہ نینا کا پہلا لمس تھا جو اس نے اپنی قربت میں اسے بخشا تھا۔

ارمان نے نینا کو خود سے الگ کرتے ہوے اس کے ہاتھوں کو چوما اور پھر نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر جھک کر شدت سے اس کی سانسیں انہیل کرنے لگا۔

گہری شدت نینا کے بھیگے ہونٹوں پر دکھائی تھی۔ نینا ارمان کے حصار میں تڑپ اٹھی تھی۔ ارمان نے نینا کے ہونٹوں کو آزادی دیتے ہوئے نینا کا دوپٹہ نرمی سے اس کے تن سے جدا کیا تھا۔

اتنے عرصے بعد نینا کا خوبصورت دو آتشہ بدن تنگ میکسی میں اس کے سامنے تھا۔

ارمان نے اپنی گہری اور بے باک آنچ دیتی نظریں نینا کے نازک وجود میں گاڑھیں۔

جسے نینا محسوس کرتی سر تا پیر لال ہوئی تھی۔ نینا کی سانسوں میں طلاتم برپا ہوا تھا۔ ارمان کے دیکھنے کے انداز سے نینا کی سانسیں بھاری ہوئیں تھیں۔

بے ترتیب سانسوں نے نینا کے نازک بدن میں ارتعاش پیدا کرتے ہوئے اس کے بدن کی خوبصورتی کئی گنا بڑھادی تھی۔ اس کا خوبصورت بدن ایسا لگ رہا تھا جیسے پانی میں اٹھتی موجیں۔ ارمان کی آنکھیں خماری سے گہری سرخ ہوئی تھیں۔ وہ تو دیوانا تھا نینا اور اس کی نازکی کا۔ ریڈ لباس میں ریڈ چوکر پہنے کانوں میں ریڈ پرل سے مزین بڑے بڑے اویزے پہنے نینا قیامت ڈھا رہی تھی۔۔ چہرے پر ارمان کی محبت کے رنگ بکھرے ہوے تھے۔ جو اس کے خوبصورت چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہے تھے۔

نینا مسلسل ارمان کی نظریں خود پر محسوس کرتی اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا گئی تھی۔ وہ مزید ارمان کی بے باک نظریں خود پر برداشت نہیں کر پا رہی تھی۔ اس کا بدن ارمان کی نگاہوں کی گہری تپش سے ہی سلگنے لگا تھا۔ اس لیے وہ جلدی سے گھبراتے ہوئے وہاں سے جانے لگی تو ارمان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے ڈھیلے سے جوڑے پر اپنی گرفت مضبوط کی تھی۔ ارمان نے اس کی گردن میں اپنے بازو حمائل کرتے ہوئے اس کے ڈھیلے جوڑے کو کھول دیا تھا۔ اس کے بالوں کی مہک اپنے اندر اتارتے ہوئے گہرا سانس لیا تھا۔

ارمان نینا کے بال اس کی گردن سے پیچھے کرتے ہوئے دانتوں سے نینا کے چوکر کی ڈوری کھینچی تھی۔ نینا ارمان کی تپش زدہ سانسیں اپنی گردن کے پیچھے محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔

ارمان نے نینا کا چوکر اس کے گلے سے اتار کر دور اچھال دیا تھا اور نینا کے پچھلے ڈیپ گلے کی میکسی کی ڈوریاں بھی اپنے ہونٹوں سے سے کھولیں۔ اپنے دہکتے ہوئے لب وہ نینا کی کمر پر رکھتا ہوا اپنا شدت بھرا لمس بکھیرنے لگا۔ نینا نے رُخ پلٹتے ہوئے گہرے سانس لیتے ہوئے خود کو ارمان کے سینے میں چھپایا تھا۔

مسٹر خان،،، پلیز مجھے جانے دیں۔ میں مر جاؤں گی مجھ سے آپ کی دیوانگی نہیں سہی جائے گی۔ نینا نے کپکپاتے لبوں سے بمشکل الفاظ ادا کیے تھے۔ میری جان ابھی تو شروعات ہے۔ آج تو تمھیں میرے جنون سے مقابلہ کرنا ہو گا۔ میری شدتیں سہنی ہوں گی۔ میں تمھیں اپنے لمس سے باور کرواؤں گا کہ یہ جدائی کے دن میں نے کیسے کاٹے۔ آج تمھیں اپنے پیار کی حدت میں پگھلا کر فنا کر دوں گا۔

آج کی رات اور میری شدتیں تم ہمیشہ یاد رکھو گی اور پھر مجھے چھوڑ کر جانے سے پہلے سو بار سوچو گی۔ ارمان نے نینا کو اپنے سینے میں بھینچتے ہوئے خمار آلود لہجے میں کہتے ہوئے نینا کی سائیڈ گردن اپنے دانت گاڑھ دیے تھے۔ نینا سسک کر رہ گئی تھی۔

ارمان نے اپنی شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی

اور نینا کو بانہوں میں اٹھائے پھولوں سے سجے بیڈ پر لایا اور اسے لٹاتے ہوئے اس پر گہری گھٹا بن کر چھایا۔ اس کے بھیگے ہونٹوں پر نے اپنے دہکتے لب رکھ کر پھر سے اس کے لبوں کو اپنی گرم سانسوں میں قید کیا۔ نینا نے تڑپتے ہوئے ارمان کی کمر پر اپنے ناخان گاڑھ دیئے تھے۔

ارمان نے سائیڈ ٹیبل پر گلاب کے پھولوں کی پتیوں کا شاپر اٹھایا تھا۔ اور تمام پتیاں نینا پر نچھاور کی تھیں۔

نینا پر جھکتے ایک ایک پتی ارمان اپنے لبوں سے چننے لگا۔ نینا ارمان کی بے تابیوں پر گہرے سانس لیتی رخ پلٹ گئ تھی۔ ارمان اب اپنا لمس اس کی کمر پر بکھیرنے لگا تھا۔ اسے سیدھا کرتے نینا کے دونوں ہاتھوں کو تکیے پر پن کرتے ہوئے اس کی گردن پر جھکا تھا۔ اور اپنی شدتیں نچھاور کرتے ہوئے اپنے اور اس کے درمیان سارے پردے گراتا گیا تھا۔۔ ارمان کا لمس بے حد جنونیت لیے ہوے تھا۔۔ اس کا پیار دیوانگی نینا کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئ تھی۔ آج نینا اسے خود سے دور نہیں کر رہی تھی اور نہ اسے خود سے دور ہونے کا کہہ رہی تھیں۔ ارمان کی شدتوں پر نینا کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ مگر وہ ارمان کی پناہوں میں سب برداشت کرتے ہوئے اس کا بھرپور ساتھ دے رہی تھی۔ اسے اب اپنے شوہر کو کسی بھی حال میں خود سے دور نہیں کرنا تھا۔ اسے ہمیشہ اپنا بنا کر رکھنا تھا۔۔ کمرے میں بھیگتی

رات کے ساتھ نینا کی سسکیاں اور گہری سانسیں گونج رہی تھیں۔ ارمان کی شدتوں میں نینا سچ میں آج پگھل کر فنا ہو رہی تھی۔

دونوں ایک دوسرے میں گُم پوری دنیا کو بھلائے بیٹھے تھے۔ پاک اور سچی محبتوں کا اغاز ہو چکا تھا۔

زرمینے کمرے میں آکر انگلیاں چٹخاتے بے حد نروس سی کھڑی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ بیڈ پر بیٹھ کر باسط کا انتظار کرے یا پھر یونہی کھڑی رہے۔ جو بھی تھا زرمینے بے حد گھبرائی ہوئی تھی۔ آج اس نے اتنے ہیوی لہنگے میں ایک دلہن کی طرح سجی سنوری شادی کی چھوٹی چھوٹی رسموں میں حصہ لیا تھا۔ اسے سب کے سامنے بے انتہا شرم آرہی تھی۔ مگر باسط کے حکم کی وجہ سے اسے یہ لباس پہننا پڑا۔ لیکن باسط خان اسے زنان خانے میں کہیں بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

اب رمل اور حرا کی رخصتی ہو چکی تھی۔ سب اپنے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔ بالاج بھی راحیلہ خانم کے پاس تھا۔ زرمینے کمرے میں باسط خان کا انتظار کر رہی تھی۔ زرمینے کا دل اتنی زور سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی سینے سے باہر اجائے گا۔

ہتھیلیاں پسینے سے بھیگی ہوئی تھیں۔ باسط خان کی قربت سے ہمیشہ اس کی جان جاتی تھی۔ پہلے تو اس کی قربت اس کا لمس نفرت لیے ہوتا تھا۔ تب وہ بہت شدت سے اس پر اپنا لمس

اپنی آگ جیسی قربت برساتا تھا۔ اب تو وہ نفرت محبت یا شاید عشق میں تبدیل ہو چکی تھی۔
زرمینے کو اب باسط خان کی محبت سے ڈر لگنے لگا تھا۔ کیونکہ باسط کی آنکھوں میں اب اسے
اپنے لیے ایک جنون ایک دیوانگی اسے دکھائی دیتی تھی۔
زرمینے ڈریسینگ کے آگے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی۔ میک اپ میں اس نے صرف ریڈ
ڈارک کلر کی لپ سٹک لگا رکھی تھی۔
مگر ہیوی دوپٹہ اور جدید بھاری جیولری میں وہ ایک دلہن کی طرح دکھائی دے رہی تھی۔
اس کی چاندی جیسی رنگت جس میں سرخیاں گھلی ہوئی تھیں۔ وہ بلکل کندن کی طرح دھمک
رہی تھی۔
دروازہ کھلنے کی آواز پر زرمینے کا نازک دل مزید سہم گیا تھا۔
باسط خان دروازے کو لاک لگاتا گہرا مسکراتا ہوا آہستگی سے زرمینے کی طرف بڑھا۔
جو اس کی طرف منہ کیے کھڑی تھی۔ اس کے بدن کی کپکپاہٹ باسط خان کی گہری نظروں
سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔
باسط خان کی مونچھوں تلے عنابی لب گہرا مسکرائے تھے۔ باسط خان کو خود کی طرف بڑھتا
دیکھ کر زرمینے اپنے قدم پیچھے کی طرف بڑھانے لگی۔
باسط خان نے زرمینے کی اس ادا پر اپنے لب بھینچ کر خود کی دھڑکنوں پر قابو پایا تھا۔ جو زرمینے
کو تیار دیکھ کر اس کے قابو سے باہر ہو رہی تھیں۔ رہی سہی کسر زرمینے کے خوفزدہ چہرے نے

پوری کر دی تھی۔ وہ بڑی بڑی آنکھیں لیے پیچھے کی طرف اپنے قدم بڑھاتے نہ صرف اس کے لیے بلکہ اپنے لیے بھی مشکلیں بڑھا رہی تھی۔

باسط خان اس کی طرف بڑھا تو وہ پیچھے کو ہوتی دیوار کے ساتھ جا لگی۔ باسط اپنے دونوں ہاتھ اس کے ارد گرد دیوار پر پن کرتا ہوا اس پر جھکا تھا۔ زر مینے نے کانپتے ہوئے اپنی آنکھیں سختی سے میچیں تھیں۔

خانم،،، مجھے تم میں سب سے اچھی بات پتہ ہے کیا لگتی ہے۔ تمھاری کونسی ادا مجھے تمھارا دیوانہ بناتی ہے۔ باسط نے اپنے لب اس کی ناک کی نتھ پر رکھے۔

تمھارا گریز تمھاری شرم وحیا، تمھارا ڈر، مجھے دن بدن تمھارا دیوانہ بناتا جا رہا ہے۔

جب میری قربت میری بانہوں میں میرے لمس پر لرز جاتی ہو۔ مجھے اپنے قریب پا کر تم اپنی آنکھیں بند کر لیتی ہو تو باسط خانزادہ اپنی خانم کا اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔ مجھے آج ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے میں تمھارے پاس پہلی دفعہ آ رہا ہوں اور یہ تمھارے حسن اور شرم وحیا کا کمال ہے۔ جو مجھے ہر بار تم نئی لگتی ہو۔ میں جانتا ہوں آئندہ زندگی میں آنے والی ہر رات تمھارے پہلو میں مجھے اپنی ویڈنگ نائٹ لگے گی اور میں تمھیں ہر رات ایسے ہی محبت کروں گا جیسے ہر شوہر اپنی پہلی رات کو اپنی نئی نویلی دلہن سے کرتا ہے۔ تم کمال ہو خانم،،، حسن کا شاہکار ہو۔ باسط خان زر مینے کے سرخ ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسیں بند کر چکا تھا۔

زر مینے آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے باسط خان کا جنون اپنے ہونٹوں پر برداشت کر رہی تھی۔ باسط خان کا جنون باسط خان کا لمس کتنا بھی شدت لیے کیوں نہ ہوتا وہ ہمیشہ برداشت کرتی تھی۔ پہلے تو باسط خان کا ڈر اس پر ایسے حاوی ہوتا تھا کہ وہ کبھی بھی ایک لمحے کے لیے بھی باسط کو خود سے دور نہیں جھٹکتی تھی۔ اور آج بھی وہ باسط خان کو خود سے دور نہ کر سکی تھی۔ باسط خان کی شرٹ پکڑے اس کا شدید لمس برداشت کر رہی تھی۔

باسط نے اس کے ہونٹوں سے جدا ہوتے اس پر گہری نظر ڈالی تھی جو لہوں چھلکاتے ہونٹوں کے ساتھ آنکھیں بند کیے لرزتے ہوئے کھڑی تھی۔

باسط نے اسے دونوں ہاتھوں سے اپنی گود میں اٹھایا تھا اور اسے لیے بیڈ کی جانب بڑھا۔

اسے بیڈ پر لیٹا کر اس کا دوپٹہ نرمی سے اس سے جدا کیا اور اس پر سایہ فگن ہوا۔

آئی ایم سوری خانم۔۔۔ باسط نے س کے ماتھے پر اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتے ہوئے کہا۔

زر مینے نے یکدم اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔ آنکھوں میں حیرانگی لیے باسط خان کو دیکھا جو اس سے معافی مانگ رہا تھا۔ اس کی زندگی میں واپس آنے کے بعد باسط نے پہلی دفعہ اس سے معافی مانگی تھی۔ مگر زر مینے کو باسط حان کا معافی مانگنا آچھا نہیں لگا تھا۔ خان ایسے مت بولیں آپ،،، زر مینے نے باسط کے لبوں پر اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھا۔

نہیں خانم،، آج مجھے کہنے دو۔ مجھے مت روکو۔ میں نے تمھارے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ جس کا مجھے احساس ہے۔ باسط نے اس کی آنکھوں پر باری باری اپنے لب رکھے تھے۔

میں وعدہ کرتا ہوں۔ میں اب کبھی بھی تمھارا معصوم دل نہیں دکھاؤں گا۔ میری زندگی میں سب سے اونچا مقام صرف تمھارا رہے گا۔ باسط نے اب اپنا شدت بھرا لمس اس کی ناک کی نتھ پر رکھا تھا اور اسے نرمی سے اتارا تھا۔ زرمینے کا باقی زیور بھی اس سے جدا کیا تھا۔ زرمینے کانپتے لرزتے شرم سے سرخ ہوتے باسط کے سینے میں خود کو چھپا رہی تھی۔

کیا ہوا خانم،،، ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں تمھارا یہ حال ہے۔ باسط نے اس کے دل کے مقام پر اپنے لب رکھے تھے۔ اسے زرمینے کے دل کی دھڑکن صاف سنائی دے رہی تھی۔ باسط نے زرمینے کی حالت کے پیش نظر اور اس کی شرم و۔ حیا کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس پر رحم کھاتے ہوئے سائیڈ لیمپ کی روشنی بجھادی تھی تاکہ وہ اندھیرے میں تھوڑی کمفرٹ فیل کر سکے۔

باسط اس پر جھکتا پوری طرح اس پر حاوی ہوتا اپنی محبت کی بارش میں بھگونے لگا تھا۔

گزرتی رات کے ساتھ باسط خان کی دیوانگی اور شدتیں عروج پر تھیں۔ یہ سات ماہ باسط خان کے لیے سات سال تھے سات صدیاں تھیں۔ سے اپنی خانم کو بتانا بھی تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہمیت رکھتی ہے۔

بہت قیمتی لمحوں کو گنوا کر دونوں نے خوشیاں حاصل کی تھیں۔ اور باسط خان نے گزرے لمحوں کا قرض بھی تو چکانا تھا۔ اور یہ قرض وہ صرف اپنی انمول محبت کے توسط ہی ادا کر سکتا تھا۔

محبت کا ابر ان پر ٹوٹ کر برسا تھا۔ وہ دونوں اس میں پور پور بھیگتے جا رہے تھے اور سرشار تھے آنے والے ہر لمحے میں ڈھیروں خوشیاں ان کی منتظر تھیں۔

روحان سوات سے آنے کے بعد رمل کو اس کے کمرے میں پہنچانے کے بعد کافی دیر تک رضوان صاحب اور فوزیہ بیگم کے پاس بیٹھا رہا تھا۔ رضوان صاحب کے بارہا کہنے کے باوجود وہ اپنے کمرے میں نہیں آیا تھا۔ وہ رضوان صاحب کے پاس بیٹھ کر اُن کی خوشی سیلیبریٹ کر رہا تھا۔ آج کتنے دنوں بعد اسے رضوان صاحب کی آنکھوں میں چمک دکھی تھی۔ بے پناہ خوشی دکھی تھی۔ یہ چمک اور خوشی صرف نینا کی وجہ سے تھی۔ وہ اس کے بچپن کے قصے سنا رہے تھے اور بار بار ان کا لہجہ بھیگ جاتا تھا۔ فوزیہ بیگم بھی کافی آبدیدہ تھیں۔ وہ نینا سے مل نہ سکیں تھیں۔ اس بات کا انھیں بہت رنج تھا۔ رضوان صحب اور فوزیہ بیگم کا کل نینا کے گھر جا کر اسے ملنے کا ارادہ تھا۔ روحان کا دل اپنے خدا کے آگے جھکا جا رہا تھا۔ آج اس کا گھر مکمل ہو چکا تھا۔ اس کے سُونے دل کی اداسی ختم ہو چکی تھی۔ اس کی محبت اس کی زندگی اس کے کمرے میں بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اور جان سے بھی بڑھ کر عزیز اس کی بہن نے بھی آج مکمل خوشیاں پالیں تھیں۔ اس کا گھر مکمل ہو چکا تھا۔

روحان رضوان صاحب سے اجازت لیتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

روحان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا رمل پر نظر پڑی جو بیڈ کے کراؤن کے ساتھ ٹیک لگائے گہری نیند سو رہی تھی۔

روحان کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑی تھی۔ وہ آہستگی سے دروازے کو لاک لگا تا رمل کی طرف بڑھا۔ اور اس کے پاس بیٹھ کر غور سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھنے لگا۔ ماتھے پر بندیا سجائے سائیڈ پر جھومر لگائے آنکھوں پر گلڑی میک اَپ کیے وہ بے تحاشا خوبصورت لگ رہی تھی۔

روحان نے تھوڑا آگے ہو کر رمل کی بندیا پر اپنے لب رکھے تھے اور اس کے چہرے کے ایک ایک نقش پر اپنی محبت کی مہر ثبت کرتا گیا۔ رمل کے لب کے نیچے تل پر روحان نے اپنا دہکتا لمس شدت سے بکھیرا تو رمل نے کسمساتے ہوئے آنکھ کھولی تھی۔ روحان کو خود پر جھکا پا کر وہ ہڑبڑاتے ہوئے سیدھا ہوئی تھی۔ اور روحان کو خود سے دور کیا تھا۔

روحان رمل کے دور کرنے پر پیچھے ہوا تو آنکھیں رمل کی قربت اور اس کے مہکتے بدن کی خوشبو سے سرخ ہو رہی تھیں۔ رمل اس کی محبت تھی اور رمل ہی پہلی لڑکی تھی جس کے اتنا قریب وہ گیا تھا۔

یونیورسٹی لیول پر بہت سی لڑکیوں کے ساتھ دوستی رہی۔ لیکن روحان نہ کبھی خود ان کے قریب گیا تھا اور نہ انھیں خود کے قریب آنے دیا۔

اپنے تمام جذبات اور شدتیں صرف اپنی محرم کے لیے سنبھال رکھی تھیں۔ آج اس کی محرم اس کی محبت اس کا عشق تھی۔ تنہائی اور اس خوبصورت رات کا اثر تھا رمل کی محبت کا خمار س پر پوری طرح چھایا ہوا تھا۔ رمل کا یوں خود سے دور جھٹکنا روحان کو بالکل بھی پسند نہیں ایا تھا۔ پہلے وہ اس کی گریز کی وجہ سمجھتا تھا۔ جن حلات میں نکاح ہوا وہ خود رمل کے زیادہ قریب نہیں جاتا تھا۔ مگر رمل کے ہونٹ کے نیچے بنے تل کو دیکھ کر وہ خود پر قابو نہیں رکھ پاتا تھا۔ تب بھی رمل اسے خود سے دور جھٹک دیتی تھی۔ کبھی اس کا لمس برداشت نہیں کیا تھا۔ مگر آج رمل کا جھٹکنا روحان کو غصے میں مبتلا کر گیا تھا وہ اس کی تھی مکمل طور پر اس کی تھی۔ اب یہ گریز اور شرم وحیا روحان کو اشتعال میں مبتلا کر چکا تھا۔

روحان نے سرخ آنکھون سے رمل کو دیکھا جو نظریں جھکائے تھوڑا سمٹی سی بیٹھی تھی۔

مجھے لگتا ہے رمل تمھیں چینج کر لینا چاہیے۔ روحان کی سرد آواز پر رمل نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ روحان کی آنکھوں میں اسے خفگی نظر آئی۔ روحان کی سرد نگاہ دیکھ کر رمل کا دل پہلو میں ڈوب کر ابھرا تھا۔

تم چینج کر کے آرام سے سو جاؤ۔ تم کافی تھک گئی ہو گی۔ روحان رمل پر خفگی بھری نگاہ ڈالتا اپنا سگریٹ کا پیکٹ اٹھا کر ٹیرس پر چلا گیا۔

رمل حیرانگی سے روحان کا سرد رویہ دیکھ رہی تھی۔ روحان کے ٹیرس پر جانے کے بعد رمل فق چہرے کے ساتھ بیڈ پر بیٹھی رہ گئی۔

روحان اس سے اپنی ویڈنگ نائٹ کو ناراض ہو جائے گا اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔ رمل ضبط سے بیٹھی اپنے ہونٹ کاٹتی رہی اور پھر چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا کر سسک پڑی تھی۔

روحان جو ٹیرس پر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ رمل کے رونے کی آواز سن کر سگریٹ وہیں پر پھینکتا جلدی سے کمرے میں آیا اور رمل کو روتا دیکھ کر بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ بلکہ بوکھلا گیا تھا۔ اسے تو لگا تھا رمل اسے منائے گی۔ اسے رمل کا دور جھٹکنا بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔ نکاح کے بعد بھی وہ اتنا عرصہ اس سے دور رہا۔ یہ جدائی قہر بن کر ٹوٹی تھی اس پر۔ وہ اس کے جذبات رمل کے لیے دیوانگی اختیار کر گئے تھے۔ وہ بس رمل کو احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ آئندہ کبھی بھی غلطی سے بھی اسے خود سے دور نہ کرے۔ کیونکہ رمل نے تو ابھی اس کی شدتیں سہی ہی نہیں تھیں۔ اور اس کا لمس اور شدتیں رمل کے لیے برداشت کرنا بہت مشکل ہونے والا تھا۔ وہ تو اتنی سی قربت پر گھبرا جاتی تھی۔ جب پوری طرح روحان اس پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا تب کیا حال ہوتا اس کا۔۔۔۔ اور اس کی شدتیں اب اسے ہی سہنی تھیں۔

روحان نے گھبراتے ہوئے بے چینی سے رمل کی طرف بڑھا۔ جو تکیے میں منہ چھپائے سسک رہی تھی۔ رمل میری جان کیا ہوا؟ روحانی اس پر جھکتے ہوئے پوچھا۔ رمل بنا کوئی جواب دیئے یونہی روتی رہی۔

روحان نے گہرا سانس لیتے ہوئے رمل کو سیدھا کیا تھا۔ اور اس پر جھکتے ہوئے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اس کے بہتے ہوئے آنسو صاف کیے تھے۔

رمل کے ماتھے پہ اپنا دہکتا ہوا لمس بکھیرا۔ اب بولو کیا ہوا اپنی ویڈنگ نائٹ کو دریا کیوں بہائے جا رہے ہیں۔ روحان اس کے گال کو نرمی سے سہلاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

آپ ہماری ویڈنگ نائٹ میں مجھ سے ناراض ہو سکتے ہیں۔ میں رو بھی نہیں سکتی کیا؟ رمل نے نروٹھے لہجے میں جواب دیا۔

اچھا اپنی ویڈنگ نائٹ میں کون سی دلہن اپنے شوہر کا انتظار کرنے کی بجائے سوئی ہوئی ملتی ہے۔ روحان نے رمل کو پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوا اسی کے انداز میں شکوہ کیا۔

روحان میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی۔ مجھے نہیں پتہ چلا کب میری آنکھ لگ گئی۔

رمل نے دھیمے لہجے میں لب کاٹتے ہوئے کہا۔

چلو مان لیتے ہیں سفر لمبا تھا میں بھی کمرے میں آتے ہوئے لیٹ ہو گیا۔ مگر مجھے خود سے دور کس خوشی میں کیا تھا۔ روحان رمل کے ہونٹوں کو اس کے دانتوں سے اپنی انگلی سے چھڑواتے ہوئے اس کے تل پر اپنی انگلی پھیرنے لگا۔

آئی ایم سوری روحان۔ رمل نے آہستگی سے کہا۔

مجھے سوری نہیں چاہیے میری جان ءءءءء مجھے وعدہ چاہیے۔ روحان نے سیریس انداز میں کہا تو رمل نے نظریں اٹھا کر روحان کو دیکھا جو اس پر جھکا گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا

تھا۔مجھے وعدہ چاہیے میری جان،،،،،، کبھی بھی مجھے کسی بھی سچویشن میں خود سے دور نہیں کرو گی۔

جب جب میں تمھیں اپنے پاس بلاؤں گا۔تم۔ساری دنیا چھوڑ کر اپنے روحان کے پاس چلی آؤ گی۔

روحان اس کے ہونٹ کے نیچے تل پر اپنا انگوٹھا پھیرتا ہوا بھاری آواز میں بولا۔

جی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رمل نے شرماتے ہوئے کہا تو روحان کے لب گہرے مسکرائے تھے

۔

رمل تمھارا منہ دکھائی کا گفٹ میری جان میں تمھیں صبح دوں گا۔کیونکہ ابھی مجھے مزید دیر کیے تمھیں صرف پیار کرنا ہے۔

تمھارا یہ روپ مجھے بہکا رہا ہے ءءءءءءمیں مدہوش ہو رہا ہوں میری جان ءءءءءءءکیا کہتی ہو شروع کروں تم پر اپنے پیار کی برسات ءءءءءروحان رمل کی گردن میں منہ چھپاتا مخمور لہجے میں بولا اور پھر رمل کی گردن پر بے دریغ اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔

رمل روحان کی آگ جیسی قربت میں مچل کر رہ گئی تھی۔

روحان اس کا زیور ایک ایک کر کے اتارتا چلا گیا اور اس کے اور اپنے درمیان ہر طرح کے شرم وحیا کے پردے گراتے ہوئے مکمل طور پر اس پر اپنا پورا پورا حق جتانے لگا

نینا مجھے سمجھ نہیں آ رہی کیا ضرورت تھی تمھیں سب کو اپنے ساتھ تیار کرنے کی۔ ارمان خان جھنجھلاتے ہوئے بولا۔ وہ دونوں اس وقت جہاز کے بزنس کلاس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر خان کیا ہو گیا ہے؟ مجھے لگا آپ کو اچھا لگے گا۔ آپ کی بہنیں بھی وہاں ہوں گی ۔کتنا مزہ آئے گا۔ نینا ایکسائٹڈ لہجے میں بولی۔

نینا ہمارے ہنی مون پہ میری بہنوں کا کیا کام؟ ارمان خان نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

مسٹر خان یہ صرف ہمارا ہنی مون ہی نہیں۔ ان لوگوں کا بھی ہنی مون ہے۔ نینا نے اب کی بار جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

جی بالکل وہ ان لوگوں کا بھی ہنی مون ہے یہی تو میں کہہ رہا ہوں انھیں ہم سے الگ جانا چاہیے تھا۔

تم نے ایک ہی ہوٹل میں ریزرویشن کروائی ہے۔ ایک ہی فلائٹ کی تم نے سب ٹکٹیں بک کروائی ہیں۔ یہ بھی بتاؤ کمرہ بھی ایک ہی بک کروایا ہے یا وہ الگ الگ ہیں۔ ارمان خان طنزیہ بولا تو نینا غصے سے منہ پھلائے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ ارمان کا اشتعال بڑھتا جا رہا تھا۔

وہ ان گزرتے چند دنوں میں نینا کا اور دیوانہ ہو چکا تھا۔ نینا کی ذرا سی توجہ وہ کہیں اور برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ہر ٹائم مکمل طور پر اسے اپنی بانہوں میں چاہیے ہوتی تھی۔

نینا کی رمل اور زرمینے سے اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔ وہ نینا کو تو اس کے گھر کسی قیمت پر بھی نہیں رہنے دیتا تھا۔ مگر ایک دو دفعہ رمل اور زرمینے اس کے گھر رہنے آئیں تھیں۔

ارمان اپنی بہنوں کو دیکھ کر بے حد خوش ہوا تھا۔

لیکن نینا کو دیکھ کر جھنجھلا گیا تھا جو سارا وقت ان لوگوں کے ساتھ باتوں میں مصروف رہی تھی۔ وہ تو رمل اور زرمینے کے شوہر آکر انہیں لے گئے تھے ورنہ نینا کا تو رات بھی ان کے کمرے میں ان کے ساتھ گزارنے کا آرادہ تھا۔ اور یہ ارمان کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ نینا ایک پل بھی اس سے دور رہے۔

اور ارمان کا غصہ اس لیے بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ اپنے ہنی مون پر روحان اور باسط خان کو کیسے برداشت کرے گا۔

افففففف۔۔۔۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آتا مجھے اپنے ہنی مون پر بھی ان کی شکلیں دیکھنی پڑیں گی۔ پتہ نہیں رمل اور زرمینے کو ان دونوں میں کیا پسند آیا تھا۔ ارمان خان نے بڑبڑاتے ہوئے سیٹ سے ٹیک لگائی تھی۔۔۔

رمل کیا ضرورت تھی تمہیں نینا کے ساتھ مل کر پروگرام بنانے کی۔ ہم کہیں اور بھی جا سکتے تھے کیا ضروری تھا ایک ہی فلائٹ میں ان لوگوں کے ساتھ سفر کرنے کی اور ایک ہی ہوٹل میں رہنے کی۔ روحان خان غصے سے رمل پر برس رہا تھا۔

روحان کیا ہو گیا ہے۔ اچھی بات ہے لالا ہمارے ساتھ ہوں گے۔ مجھے تو بہت اچھا لگ رہا ہے یہ سوچ کر کہ ہم سب اکٹھے انجوائے کریں گے۔ اور اپ کو تو خوش ہونا چاہیے نینا بھی ساتھ ہو گی۔

آپ نینا بھابھی سے کتنی محبت کرتے ہیں مجھے تو لگا آپ کو یہ سرپرائز اچھا لگے گا۔

رمل نے روحان کے غصہ ہونے پر روہانسے ہوتے ہوئے کہا۔

نینا سے محبت کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ اسے اپنے ہنی مون پہ ساتھ لے کر پھرتا رہوں ۔روحان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔ وہ صرف رمل کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا تھا۔

اور یہاں رمل کا پورا خاندان ہنی مون پر ساتھ تھا۔

رمل کی ارمان سے محبت ایک آنکھ نہیں اسے بھاتی تھی۔

وہ رمل کی محبت ارمان کے لیے دیکھ کر اچھا خاصا جیلس ہو جاتا تھا۔

اب مجھے پانے ہنی مون پر بھی اپنے سالے صاحب کی شکل دیکھنی پڑے گی۔

روحان نے اپنا ماتھا سہلاتے ہوئے سیٹ کی پشت کے ساتھ ٹیک لگاتے ہوئے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔۔۔۔

خانم دنیا میں اتنی جگہ ہے۔ ہم۔ کہیں بھی جاسکتے تھے۔ کیا ضرورت تھی تمھیں رمل اور نینا کو ہاں کہنے کی اور پھر مجھ سے ضد کر کے اپنی بات منوانے کی۔ باسط کا غصہ آسمان کو چھو رہا تھا

۔

وہ زرمینے کے ساتھ اکیلے میں ٹائم سپینڈ کرنا چاہتا تھا۔

زرمینے پاکستان میں کبھی بالاج کو دیکھ رہی ہوتی، کبھی کچن کا کوئی کام کرتے پائی جاتی۔ وہ صرف زرمینے کے ساتھ اکیلے میں وقت گزارنے کیلئے اس نے ہنی مون ٹرپ پلان کیا تھا ۔ مگر زرمینے کی ضد پر اسے اس کی بات ماننی پڑی۔

وہ اس کی کسی بھی بات پر ضد نہیں کرتی تھی۔ اس نے پہلی بار کسی چیز کیلئے کہا تو باسط منع نہ کر سکا۔ مگر ائیر پورٹ پر ارمان خانزادہ کو دیکھ کر اس کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا۔

وہ زرمینے سے بے تحاشا محبت کرتا تھا۔ مگر ارمان خان اور اس کے تعلقات ابھی بھی ٹھیک نہیں ہو سکے تھے۔

وہ سرسری سا بزنس کے امور پر بات کر لیتے یا کوئی امپورٹنٹ بات کو تو وہ کر لیتے تھے۔ مگر اس سے آگے ان کے تعلقات نہ جا سکے تھے۔ اور نہ ہی باسط خان اور ارمان خان کا ارادہ تھا اپنے تعلقات بہتر کرنے کا۔۔۔۔۔ وہ ایسے ہی ٹھیک تھے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

استنبول کے ائیر پورٹ پر اترتے ہی ان سب کا ایک دوسرے سے سامنا ہوا تھا۔ نینا۔ خوشگواری سے رمل اور زرمینے سے باتیں کرنے لگی۔ مگر تمام مرد خضرات کا موڈ بری طرح خراب ہوا تھا۔

کیونکہ سب ہی اپنا کوالٹی ٹائم اپنی اپنی بیویوں کے ساتھ سپینڈ کرنا چاہتے تھے۔ اسی لیے وہ سپیشلی ہنی مون پر آئے تھے۔ مگر ان کی بیویاں انہیں پوری طرح اگنور کیے آپس میں گپ شپ لگا رہی تھیں۔

ارمان نے سرد آہ بھر کر اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھا جو پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گئی تھی۔

وہ اس وقت بلو جینز پر لانگ جرسی نما سفید شرٹ میں ملبوس تھی جس پر شارٹ لیدر جیکٹ پہنا تھا اور بڑا سا مفلر اس نے گلے میں لیا ہوا تھا۔ آدھے بالوں کو پن اپ کیے ءءءء پنک گلوز لگائے قیامت ڈھا رہی تھی۔ اوپر سے اس کی مسکراہٹ نے ارمان خانزادہ کی حالت بری کر دی تھی۔

باسط اور روحان بھی کم و بیش ایسی ہی نظروں سے اپنی بیویوں کو دیکھ رہے تھے جو ان سے بے نیاز اپنی باتوں میں مصروف تھیں۔

رمل لانگ لوز سی بلیک ویلوٹ میکسی میں ملبوس تھی۔ اور سر پر اچھی طرح حجاب لیا تھا۔ اور بے حد کیوٹ لگ رہی تھی۔

زرمینے سفید ٹراؤزر پر سفید گلابی کلر کی لانگ شرٹ میں ملبوس تھی۔ اچھی طرح پنک حجاب سر پر لیا ہوا تھا۔ اور گرم شال بھی ایک طرف کندھے پر ڈالی ہوئی تھی۔ زرمینے کی سنہری رنگت دمک رہی تھی۔ رمل۔ اور زرمینے بے انتہا خوش تھیں۔ انہوں نے پہلی باریوں ٹریول کیا تھا ورنہ وہ کبھی سوات سے باہر نہیں آئیں تھیں۔ رمل۔ تو یونیورسٹی آتی جاتی رہی تھی مگر زرمینے کبھی بھی گھر سے باہر نہیں نکلی تھی۔

اس لیے اس کی خوشی دیدنی تھی۔ وہ بالاج کو بہت مس کر رہی تھی۔ مگر باسط نے اسے لانے نہیں دیا تھا کہ گھر میں سب اسے اچھی طرح سنبھال لیں گے۔

ائیر پورٹ سے باہر آتے ہی ارمان خان نے جلدی سے اپنے لیے ٹیکسی کروائی تھی۔ نینا کو لیے وہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔

اسی طرح رمل اور روحان بھی اپنی کیب میں بیٹھتے وہاں سے چلے گئے تھے۔ باسط بھی زرمینے کو لیے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

نینا حیران ہوتی ٹیکسی سے باہر آئی تھی۔ یہ ہوٹل نہیں تھا۔ بلکہ ایک سمندر کنارے بہت خوبصورت گھر تھا جو کافی بڑا اور شاندار تھا۔

مسٹر خان یہ آپ مجھے کہاں لے آئے ہیں ءءءءءء ہمیں تو ہوٹل جانا تھا۔ نینا نے ارمان خان سے استفہامیہ لہجے میں پوچھا۔

ارمان خان بنا کوئی جواب دیئے اپنا اور نینا کا سوٹ کیس پکڑے گھر کے اندر داخل ہو چکا تھا ۔نینا ارمان خان کی پشت کو گھورتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

گھر جتنا باہر سے خوبصورت تھا اس سے کہیں زیادہ اندر سے خوبصورت تھا۔بڑی بڑی گلاس ونڈوز پورے گھر میں نصب تھیں جہاں سے سمندر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

مسٹر خان یہ،،،،تو بہت خوبصورت ہے۔نینا گلاس ونڈو کے کارنیلے سمندر کو اشتیاق سے دیکھتے ہوئے بولی۔

ارمان خان نے نینا کے پیٹ پر اپنے بازو لپیٹتے ہوئے اسے اپنے سینے ساتھ لگایا۔

ہاں مگر میری بیوی کی مسکراہٹ سے زیادہ خوبصورت نہیں۔ارمان خان نینا کی سائیڈ گردن پر کس کرتے ہوئے بولا۔

مسٹر خان میں نے تو ہوٹل میں کمرے بک کروائے تھے۔نینا ارمان خان کے حصار سے نکلتے ہوئے بولی ورنہ ارمان کی بے باک شرارتیں بہت بڑھ جانی تھیں۔

جی میری جان ءءءءء میں جانتا ہوں مگر مجھے اپنی بیوی کے ساتھ اکیلے میں ٹائم سپینڈ کرنا تھا ۔جہاں دور دور تک کوئی نہ ہو۔جہاں صرف میں اور تم ہو۔۔یہ میرے ایک دوست کا گھر ہے۔

اس نے مجھے کہا ہے کہ میں جتنے دن چاہوں یہاں رہ سکتا ہوں۔ارمان خان نے نینا کو پھر سے قریب کیا تھا اور بے قراری میں نینا کے ہونٹوں پہ جھکنے لگا جو پورے سفر میں اس کی پیاس کئی

گنا بڑھا چکے تھے۔ مسٹر خان،،،، کیا کر رہے ہیں مجھے فریش تو ہونے دیں۔۔ نینا نے ارمان کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا تھا۔

میری جان ءءءءءء میری فریشنیس تو تم ہی ہو۔ اسی لیے مجھے تو ایسے ہی فریش ہونا ہے۔ ارمان نے نینا کی کمر میں ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کا مفلر نرمی سے اس سے علیحدہ کیا تھا۔ اور اس کا جیکٹ بھی اتارا تھا۔

لیکن مسٹر خان،،،،، آپ پھر ایک کس تک نہیں رہتے بات ہمیشہ بڑھ جاتی ہے۔ اور میں بہت تھک چکی ہوں۔ نینا نے نظریں جھکائے گہرے سانس لیتے سرخ چہرے کے ساتھ کہا ۔ارمان کی گہری تپش زدہ سانسیں محسوس کرتے نینا کی جان فنا ہو رہی تھی۔

اچھا تو ایسی بات ہے۔ ٹھیک ہے میں صرف تمھیں ایک کس کروں گا۔ ہو سکتا ہے تمھاری کس مجھ پر مدہوشی نہ طاری کرے۔

وہ تو بات تب آگے بڑھتی ہے جب تمھارا لمس مجھ پر مدہوشی طاری کرتا ہے۔ اور میں بے قرار ہو جاتا ہوں تمھارے لیے۔

ارمان نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بڑھتا شدت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا۔ کافی دیر بعد وہ نینا سے الگ ہوا اور اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ روم کی جانب بڑھا۔

مسٹر خان،،،،،،، یہ کیا کر رہے ہیں آپ نے بولا تھا صرف ایک کس کریں گے۔ نینا نے گھبراتے ہوئے ارمان کو دیکھا۔

وہ کیا ہے نہ ڈارلنگ،،،،، اگر میں نے تمھیں اب چھوڑ دیا تو تم مجھ سے اس بات پر لڑو گی کہ میں تمھارے قریب آیا اور مجھ پر مدہوشی طاری نہیں ہوئی۔ میرا پیار تمھارے لیے کم ہو گیا ہے۔

بس اسی وجہ سے تمھیں مزید پیار کرنے کیلئے بیڈ روم لے کر جا رہا ہوں۔ ارمان نے لب دانتوں تلے دبائے گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ وہ ایسے ہی نینا کی معصومیت کا فائدہ اٹھاتا تھا۔

وہ اس کے پیار میں کمی برداشت نہیں کرتی تھی۔ اسی لیے ارمان کی شدتیں دن رات برداشت کرتی تھی تاکہ وہ ہمیشہ اس کا رہے۔ اس کے پیار کے حصار سے کبھی نہ نکلے۔ ارمان اسی بات کا فائدہ اٹھاتا تھا۔ وہ تو دیوانہ تھا نینا کا۔ اس کا پیار کبھی کم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ مگر نینا کے اسی ڈر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ نینا کو خود سے زیادہ قریب رکھتا تھا۔

مسٹر خان،،،،، آپ میری ناراضگی کے ڈر سے یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ واقعی میں میرے قریب آنے پر آپ پر مدہوشی طاری نہیں ہوئی۔ نینا جلدی میں بولتی لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔

ارمان خان کا قہقہہ گونج تھا۔ ارمان خان اسے لیے بیڈ روم کی جانب بڑھا۔ نینا کو بیڈ پر لٹائے مکمل طور پر اس پر حاوی ہوتے اس کے خوبصورت چہرے کو بغور دیکھا۔

مسٹر خان یہ اتنا بڑا گھر ہے اگر سب یہاں رہ لیتے تو۔ نینا ارمان کی نظروں سے گھبراتے ہوئے بولی۔

ارمان کی نگاہیں اسے نظریں جھکانے پر مجبور کر گئیں۔ اس کی خمار سرخ بوجھل نگاہیں اسے اچھی طرح باور کروا رہی تھی کہ وہ اسے جلدی اپنی پناہوں سے آزادی نہیں دینے والا ۔ارمان نینا کے ہونٹوں پر جھکتا اس کے سانسیں روک چکا تھا۔۔

ہوٹل کے اندر داخل ہوتے رمل نے حیرانگی سے ہوٹل کو دیکھا تھا ہوٹل کا نام دیکھتے ہی رمل نے پریشانی سے روحان کو پکارا۔

روحان یہ وہ ہوٹل نہیں ہے جس کی بکنگ نینا بھابھی نے کروائی تھی۔

جی جانتا ہوں کیونکہ یہ کوئی اور ہوٹل ہے۔ اب چپ کر کے چلو ہم یہیں پر رہیں گے۔ کیونکہ مجھے تمہارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا ہے اپنی بہن کے ساتھ نہیں۔

روحان رمل کا ہاتھ تھامتا کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

کمرے میں آتے ہی رمل کا موڈ اچھا خاصا خراب تھا اسے رہ رہ کر یہی ہے خیال آ رہا تھا۔ زرمینے اور لالا ایک ہی ہوٹل میں ہیں اور روحان اسے یہاں الگ تھلگ ہوٹل میں لے آیا ہے۔

روحان کمرے میں آکر واش روم فریش ہونے کے لیے چلا گیا تھا۔

رمل منہ پھلا کر بیڈ پر لیٹ چکی تھی۔ روحان فریش ہو کر آیا تو رمل کو بیڈ پر کروٹ لیے لیٹا ہوا پایا۔ روحان مسکراتے ہوئے اپنی شرٹ اتارتا رمل کی جانب بڑھا تھا۔

رمل روحان کو دیکھ کر گھبراتے ہوئے بیڈ سے اٹھی تھی۔ مگر روحان رمل کی کمر کے گرد بازو لپیٹے جھٹکے سے اس کا رُخ اپنی طرف موڑ چکا تھا۔

میری جان میں آپ کا موڈ ہی ٹھیک کرنے لگا ہوں۔ میری جان مجھ سے ناراض جو ہے۔

روحان مخمور لہجے میں بولتا اس پر جھکا تھا۔

نن نہیں روحان میں ناراض نہیں ہوں آپ سے۔ رمل نے کپکپاتے لبوں کے ساتھ کہا۔

لیکن مجھے تو ناراض لگی ہو اور میں اپنی بیوی کو اپنے ہنی مون پر ناراض نہیں دیکھ سکتا اسی لیے مجھے تو تمھیں منانا پڑے گا۔

روحان شرارتی انداز میں کہتے ہوئے رمل کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے اس کے ہونٹوں پر قابض ہو چکا تھا۔

خان،، ائیر پورٹ سے باہر آتے ہی سب کہاں چلے گئے ہیں اور یہاں ہوٹل میں بھی کوئی نظر نہیں آیا۔ زرمینے نے کمرے میں آتے ہی باسط خان سے پریشانی کے عالم میں پوچھا جو گلاس ونڈو کے پار سمندر کو دیکھتے ہوئے سگریٹ پی رہا تھا۔

باسط خان نے زرمینے کو کلائی سے پکڑ کر جھٹکے سے خود کے قریب کیا۔

خانم وہ اسی لیے یہاں نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ یہ ہوٹل ہی نہیں ہے۔

باسط کی بات پر زرمینے نے کھلے منہ کے ساتھ باسط خان کو دیکھا تھا۔ لیکن خان وہ بھابھی نے تو۔۔۔۔۔ زرمینے نے ابھی اپنی بات مکمل بھی نہیں کی تھی کہ باسط نے زرمینے کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا۔

خانم میں یہاں پر تمھارے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے آیا ہوں جہاں صرف میری خانم ہو میرے پاس۔۔۔ اور میری خانم مجھے بھرپور توجہ دے۔ مجھے بالکل پسند نہیں کہ تم میرے علاوہ کسی سے بات بھی کرو۔

اسی لیے تمھیں سب سے دور یہاں پر لے کر آیا ہوں۔ اب تم ہو گی اور میں ہوں گا۔ تم میرے دل کی دھڑکنیں سنو گی اور میں تمھارے دل کی دھڑکنیں سنوں گا۔ باسط خان نے زرمینے کو کمر سے تھام کر خود کے قریب کرتے ہوئے اس کی گردن پر جھکا تھا اور پھر دیوانوں کی طرح اپنا لمس بکھیرنے لگا۔ زرمینے کو بانہوں میں لیے بیڈ کی جانب بڑھا اور زرمینے پر اپنی شدتیں نچھاور کرنے لگا۔

ارمان اور نینا بہت بڑی شپ میں سب سے اوپر والے فلور میں کھڑے سمندر کے گہرے پانی کو دیکھ رہے تھے۔ یہ تین دن کا سفر تھا۔ ارمان نے اپنے لیے بہت لگزری کمرہ بھی بک کروایا تھا۔ ارمان نینا کو اپنے بازوؤں کے حلقے میں لیے باتیں کر رہا تھا۔۔ ارمان خانزادہ استبول جیسے خوبصورت شہر کے مناظر کم اپنی بیوی کو زیادہ دیکھ رہا تھا۔۔ اسے نینا کے علاوہ کچھ بھاتا ہی نہیں تھا۔ ابھی بھی وہ نینا کو اپنے بازو کے حلقے میں لیے اس کے گال پر ہر تھوڑی دیر بعد اپنا شدت بھرا لمس چھوڑتا۔ نینا ہر بار ارمان کے لمس پر مسکرا کر رہ جاتی۔ یہ مسکراہٹ بھرپور تفاخر لیے ہوتی۔ وہ ارمان کی محبت میں بہت مغرور ہو چلی تھی۔ اور ارمان کو بہت زیادہ نخرے بھی دکھاتی تھی۔ بات بات پر روٹھنا نینا پر فرض تھا۔ ارمان خانزادہ اپنی بیوی کا ہر نخرہ بہت پیار سے اٹھاتا تھا۔ نینا اس ٹائم بلیک ٹائٹس پر لانگ یلو گرم ٹاپ میں ملبوس تھی۔ اور لانگ وائٹ کوٹ پہن رکھا تھا۔۔ گلے میں مفلر اور حوبصورت سی سٹائلش گرم کیپ پہن رکھی تھی۔ اپنے لمبے سلکی براؤن بال کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ جو کمر اور کیپ کے اطراف میں چہرے پر بکھرے تھے۔۔ نینا بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی۔ اور ارمان خانزادہ اس پر واری صدقے جا رہا تھا۔۔ ڈارلنگ۔۔۔ ارمان نے نینا کو پکارا جو اس کے بازو کے حلقے میں سمندر کے گہرے نیلے پانی کو دیکھ رہی۔۔

کہیں مسٹر خان،،، نینا نے ارمان کو ایک نظر دیکھتے ہوے اس کے حصار سے نکلنا چاہا۔ ارمان اس کی کوشش کو ناکام بناتا اسے اپنے بازو کے حلقے میں پھر سے قید کرتا اس کے گال پر شدت سے اپنا لمس بکھیر چکا تھا۔۔

نینا ارمان کے لمس پر مسکرائی تھی۔۔ شرمیلی مکمل بھرپور مسکراہٹ۔۔۔

جان من پتہ ہے مورے نے مجھے کیا کہا تھا یہاں آنے سے پہلے۔۔ ارمان نے نینا کے خوبصورت چہرے پر گہری نظر ڈالی جو اس کی بانہوں میں کھڑی اپنی ہیزل گرے آنکھوں سے اس کے چہرے پر نظریں جمائے ہوے تھی۔ ارمان کچھ پل اس کے خوبصورت چہرے کے نقوش میں کھو سا گیا تھا۔ نینا کے چہرے پر پھر سے مسکراہٹ دوڑی تھی۔

کیا کہہ رہی تھی مسٹر خان۔۔ نینا نے مسکراتے ہوے ارمان کو ہلایا تھا۔

افففففف موسٹ بیوٹی فل گرل ان داورلڈ،،، ارمان نے سرد آہ بھرتے ہوے نینا کی سرخ ناک دبائی تھی۔ جو سردی کی شدت سے سرخ پڑ رہی تھی۔

نینا کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

نینا کتنی بار کہا ہے۔ جتنا مسکرانا اور کھل کھلانا ہے کمرے میں مسکرایا کرو آچھی طرح جانتی ہو تمھاری مسکراہٹ اور یہ ڈمپل میری کمزوری ہے۔ ارمان نے نینا کے ڈمپل میں اپنی انگلی رکھی تھی۔ نینا ارمان کی بات پر نظریں جھکائے شرمیلا سا مسکرائی تھی۔ اور نظریں اٹھا کر ارمان دیکھا جو مسکراتے ہوے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیا کہا ہے مورے نے آپ نے بتایا نہیں۔۔ارمان نینا کے اگینہ خانم کو مورے کہنے پر دل سے سرشار ہوا تھا۔

نینا بھی ارمان کی طرح اب اگینے خانم کو مورے بلاتی تھی۔اور اس کے لیے کسی نے بھی اسے فورس نہیں کیا تھا۔ارمان بہت خوش تھا نینا اگینہ خانم کو بہت پیار اور مان دیتی تھی۔۔

یہی کہ انھیں پیار اسا بالاج کی طرح ایک پوتا چاہیے۔۔

ارمان نے نینا کو بے حد پیار اور گہری نظروں سے دیکھا جو ارمان کی بات پر بلش کرنے لگی تھی۔

لیکن میں نے مورے سے کہا ہے مجھے بیٹا نہیں بیٹی چاہیے وہ بھی بلکل میری نینا کی طرح ہو۔۔

نینا ارمان کی بات پر بلش کرتے ہوے مدھم سا مسکرائی تھی۔

بیٹی کے بعد مورے کی بھی خواہش پوری کر دیں گے کیا خیال ہے۔ارمان نے نینا کے چہرے کو ٹھوری سے پکڑے اوپر اٹھایا۔۔نینا نے مسکراتے ہوے اثبات میں سر ہلایا تھا اور پھر ارمان کے سینے کے ساتھ لگ کر اپنی شرم چھپائی تھی۔

جانم مجھے دو بیٹیاں دو بیٹے چاہیے۔۔

ارمان کی بات پر نینا ارمان سے الگ ہوئی تھی۔جی نہیں مسٹر خان ایک بیٹا اور بیٹی۔۔اس سے آگے ایسا سوچیے گا بھی مت آپ۔۔نینا نے نروٹھے لہجے میں کہا۔۔

چلو کوئی بات نہیں میں اپنی خواہش دوسری شادی کر کے پورا کر لوں گا۔ تم سے دو بچے ٹھیک ہیں۔۔ ارمان نے سیریس انداز میں کہا تو نینا نے بے یقینی سے ارمان کو دیکھا جو اس کے سامنے دوسری شادی کی بات کر رہا تھا۔

آپ آپ دوسری شادی کا ابھی بھی سوچتے ہیں۔ نینا کی ہیزل گرے آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔۔

نہیں میں نہیں سوچتا مجھے تو بچے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔ تم نے انکار کر دیا تو مجھے لگا کہ اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے دوسری شادی بہتر اپشن ہے۔ ارمان نے گہری سنجیدگی سے کہا۔۔

میں نے کب منع کیا آپ کو جتنے بچے چاہییں میں پیدا کروں۔ نینا جزبات میں جلدی سے بولتے لب دانتوں تلے دبا گئی تھی۔ ارمان کا قہقہ فضا میں بلند ہوا تھا۔ ارمان کے چہرے پر چھائی شرارت اسے اب سمجھ آئی تھی۔۔ نینا کا چہرہ سرخ قندھاری ہوا تھا۔ آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر بہے تھے۔

ارے نینا میں مزاق کر رہا تھا۔ ارمان نینا کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر بے حد پریشان ہوا تھا۔ ارمان نے نینا کے آنسو صاف کرنے کے لیے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا جسے نینا نے بری طرح جھٹک دیا تھا۔۔

مجھے چھونے کی ضرورت نہیں ہے۔نہ ہی آج رات میرے قریب آنے کی۔۔۔نینا کا چہرہ غصے سے بے حد سرخ ہو رہا تھا۔

ارمان نینا کے انداز پر لب دانتوں تلے دبا گیا تھا۔۔ارمان کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑی تھی جسے وہ بڑی مشکل سے چھپا رہا تھا۔کیونکہ وہ اسے رات کے لیے اپنے پاس آنے کو منع کر چکی تھی۔۔وہ جانتی تھی یہی ارمان کی کمزوری ہے۔ارمان نے پھر سے اس کا شعلہ جوالہ روپ دیکھا۔جو اس کے ہوش اڑا رہا تھا۔وہ غصے میں کافی کیوٹ لگ رہی تھی۔اب سمندر کو دیکھتے ہوے بار بار اپنے بال چہرے سے پیچھے کر رہی تھی۔اور ہونٹ کاٹ کر اپنے امڈتے آنسوؤں پر کنٹرول کر رہی تھی۔ارمان کے بارے میں وہ بہت پوزیسیو تھی۔ارمان کا دوسری شادی کا مذاق اسے بلکل پسند نہیں آیا تھا۔وہ کتنی حساس تھی اس بات کو لے کر۔۔ارمان جانتا تھا۔نینا کو غصے میں دیکھ کر وہ اب پچھتا رہا تھا۔کیونکہ اس کے بغیر تو وہ ایک پل نہیں رہ سکتا تھا۔ویسے دو بچے بھی ٹھیک ہیں۔ارمان نے نینا کو پیچھے سے اپنی بانہوں کے حصار میں لیتے ہوے کہا شراتی لہجے میں کہا۔مسٹر خان کیا کر رہے ہیں؟ آس پاس لوگ ہیں۔۔نینا نے اس کے ہاتھ اپنے پیٹ سے غصے سے ہٹائے۔

تو کیا ہوا وہ بھی یہی سب کچھ کر رہے ہیں۔ارمان نے اور سختی سے نینا کی پیٹ پر ہاتھ جماتے ہوے اس کی پشت کو اپنے سینے کے ساتھ لگایا۔

نینا کا رخ پلٹتے ہوئے اس کے ماتھے پر اپنا لمس چھوڑا۔۔ اتنی محبت کرتا ہوں تم سے مر سکتا ہوں تم سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔۔ جان من جب تم میرے لیے اپنی پوزیسیونیس میں چھپی شدت اور پیار دکھاتی ہو تو مجھے بہت چھا لگتا ہے۔ اس لیے تمھیں صرف تنگ کر رہا تھا۔۔ مجھے صرف دو بچے چاہیے ایک بیٹا ایک بیٹی بس میری ایک شرط ہے۔ میری بیٹی کے گال پر تمھاری طرح ڈمپل دکھتا ہو میری ڈمپل گرل۔۔ ارمان نے نینا کے گال کو انگلی سے چھوا تو نینا کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

شکر ہے تمھارا غصہ ختم ہوا۔ ورنہ تمھارے بغیر میں آج کی رات کیسے گزارتا۔۔ ارمان نے گہرا سانس طمانیت کا خارج کیا تو نینا ارمان کے انداز پر کھل کھلا کر ہنس پڑی تھی۔

ارمان مسکراتا ہوا اسے بازوؤں کے حلقے میں لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔

مسٹر خان وعدہ کریں ہماری بیٹی کے آنے کے بعد بھی آپ سب سے زیادہ مجھ سے پیار کریں گے۔

نینا نے کمرے میں آتے ہی ارمان سے وعدہ لیا۔

میری جان جو آپ کی جگہ ہے میری زندگی میں وہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔۔ تم تو عشق ہو میرا ارمان نینا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتا جذب کے عالم میں بولا تھا۔ نینا ارمان کی بات پر مسکرائی تھی۔ ارمان بے قرار ہوتا اس کے ہونٹوں پر جھکتا اس کی سانسوں پر بری طرح قابض ہو چکا تھا۔

نینا پرپل سلک کی لانگ گاؤن فل سلیوز نائٹی میں ارمان خان کی بانہوں میں گہری نیند سو رہی تھی۔ ارمان کی آنکھ کب سے کھل چکی تھی۔ اب وہ دیوانوں کی طرح اپنی خوبصورت بیوی کو دیکھ رہا تھا۔

جو پُر سکون سی اس کے پاس سو رہی تھی۔ ارمان نے اپنی انگلیاں نرمی سے اس کے سلکی بالوں میں چلائی۔ نینا ذرا سا کسمساتے ہوے آنکھیں کھولیں تھیں اور پھر سو گئی۔ ارمان خان گہرا مسکرایا تھا۔ رات بھر تو اس کی شدتیں سہتی رہی تھی۔ اس لیے اب گہری نیند سو رہی تھی۔ مگر ارمان خانزادہ کیا کرتا نینا اس کے پہلو میں ہو اسے نیند کہاں آتی تھی۔ ابھی بھی گلاس ونڈو سے روشنی کی کرنیں پورے کمرے میں پھیلی ہوئی تھیں۔ نینا کا خوبصورت چہرہ ان کرنوں میں جگ مگ کر رہا تھا۔

نینا کا نازک بدن سلک کی خوبصورت نرم و ملائم نائٹی میں ارمان خان کے ہوش اُڑا رہا تھا۔ ارمان خان نے نرمی سے نینا کے لبوں پر اپنے لب رکھ کر انھیں مسلا تھا۔ نینا اب کی بار رُخ پلٹ کر سو گئی تھی۔ ارمان خان گہری سانس بھر تا رہ گیا۔ اس کا اُٹھنے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا تھا۔

ارمان خانزادہ بے قرار ہو رہا تھا۔ اسے بانہوں میں بھر کر ڈھیر سارا پیار کرنے کو۔۔۔

ارمان خان نے اب کی بار اس کے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے بازو پر اپنے لب نرمی سے رکھے تھے اور اسے کندھے سے پکڑ کر سیدھا کیا اور نینا کا خوبصورت چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔

ارمان خان نے مسکراتے ہوئے اس کی ناک کی ٹپ پر اپنے لب رکھے اور پھر اس کی آنکھوں پر اپنے لب رکھے تھے۔ اب بے قراری میں اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنے لبوں سے چھونے لگا۔ نینا کی آنکھ کھل گئی تھی۔ نینا نے ارمان کو دیکھا جو اب اسے گہری نظروں سے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

گُڈ مارننگ مسٹر خان۔ نینا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ارمان خان اسکے گال پر ڈمپل ابھرتا دیکھ کر مدہوش ہوا تھا۔

نینا ارمان خان کی آنکھوں میں خماری دیکھ کر یکدم گھبرائی تھی اور جلدی سے بیڈ سے اٹھنے لگی ارمان خان نے اسے کلائی سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ ارمان خان کے شرٹ لیس سینے پر آگری تھی۔

مسٹر خان کیا کر رہے ہیں؟ نینا گھبراتے ہوئے بولی۔

ڈارلنگ ابھی پتہ چل جائے گا کہ میں کیا کرنے والا ہوں۔ پھر بھی کہتی ہو تو میں تمھیں اچھی طرح بتا دیتا ہوں کہ میں کیا کرنے لگا ہوں۔ ارمان نے نینا کی نائٹی کی ڈوری کھینچتے ہوے اسے اپنی بانہوں میں بھرتے شوخ سی بے باک شرارت کی تو نینا سرخ پڑی تھی۔

نینا ارمان کو پیچھے کرتے ہوئے اٹھ کر بیٹھی۔ ارمان نے بھی اٹھ کر بیٹھتے ہوے اسے اپنی بانہوں کے حصار میں لیا تھا۔

نینا نے ارمان خان کے سینے پر اپنا سر رکھتے ہوئے ارمان خان کو دیکھا جو آنکھوں میں خمار لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مسٹر خان،،، آپ ہمیشہ مجھے ایسے ہی پیار کریں گے ناں۔ آپ کا پیار میرے لیے کبھی کم تو نہیں ہو گا۔۔

نینا نے ارمان کے سینے پر اپنی انگلی پھیرتے ہوئے نظریں جھکائے ہمیشہ کی طرح مخصوص سوال کیا۔ ارمان کی محبت اس کی کیئر اس کی توجہ نینا کے لیے سب کچھ تھا۔ ارمان کی محبت نینا کی کمزوری بن چکی تھی۔ وہ ارمان کی ایک پل کی بھی بے رخی اب برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

ارمان خانزادہ اپنی نینا سے عشق کرتا ہے اس کا جنون اپنی نینا کے لیے کبھی کم نہیں ہو گا۔ میرا جنون میری دیوانگی میری ایک ایک سانس کے ساتھ تمھارے لیے ہر لمحہ بڑھ رہی ہے۔

ارمان خان نے نینا کو سینے کے ساتھ لگائے جذب کے عالم میں کہا۔

اب مسز خانزادہ کو چاہیے وہ اپنے مسٹر خان کے جنون کو اپنے حسن کی آگ سے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرے۔ ارمان خان نے نینا کے بالوں کو پیچھے سے ہاتھ ڈالتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے روبرو کیا تھا۔

لیکن مسز خانزادہ تو چاہتی ہے۔ مسٹر خان کا جنون کبھی ٹھنڈا نہ ہو۔۔ نینا نے شرمیلی مسکان کے ساتھ نظریں جھکائے کہا۔

تو مسسز خانزادہ جانتی ہیں۔ اسے کیا کرنا ہے۔ کیسے اپنے شوہر کو اپنا دیوانہ بنا کر رکھنا ہے۔ ارمان نے خمار الود نظروں سے نینا کو دیکھتے ہوے اس کے لبوں کو اپنے انگوٹھے سے بہت بری طرح مسلا تھا۔

نینا ارمان کی بات کا مطلب سمجھتے ہوے سرخ پڑی تھی۔ اور ارمان کے چہرے پر جھکتی اس کے لبوں کو اپنے لبوں سے قید کیا تھا۔

ارمان خان نینا کی کمر پر اپنا حصار مضبوط کرتا پوری طرح نینا کی قربت میں گم ہو چکا تھا۔ زندگی ان پر پوری طرح مہربان ہو چکی تھی۔ اک دوجے کی سنگت میں شاہراہ عشق پر چلتے ہوئے اب جیون کا ہر لمحہ سہل اور خوشیوں سے بھرپور تھا۔

ختم شد